ہزار داستان

معلومات افزا، اخلاق ساز، اور دلچسپ حکایات کا

مرقّع

مولّفہ: سیّد اقرار حسین کاظمی

مقام اشاعت ___ دارالعلوم محمّدیہ سرگودھا

مطبع ___

تعداد ___

تاریخ اشاعت ایڈیشن دوئم ___ جنوری ۲۰۰۲ء شوال ۱۴۲۲ھ

تصحیح: ___ سیّد مراتب نقوی بلاک ۲ سرگودھا

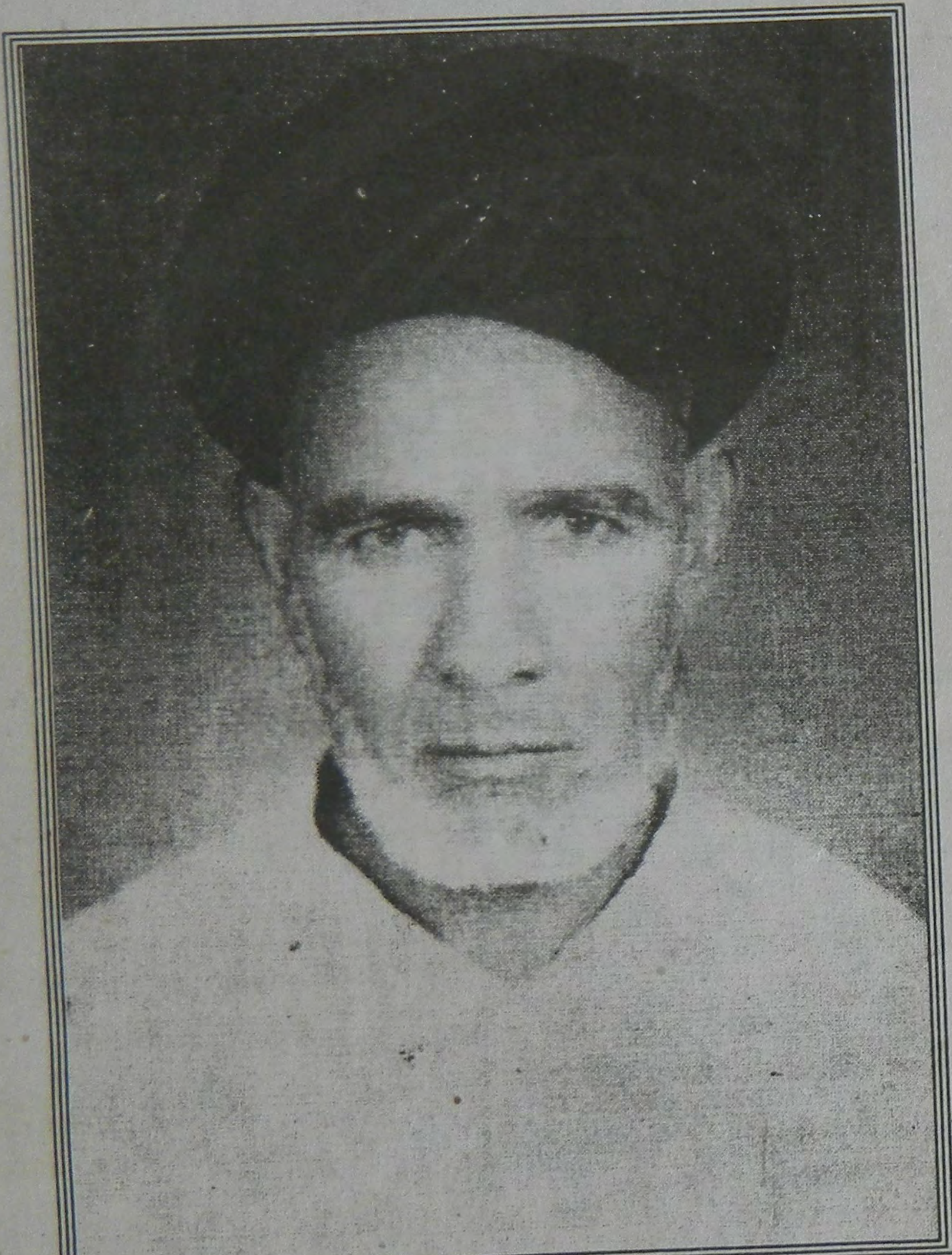
کتابت: ___ محمد شفیق ___

ملنے کا پتہ

سیّد اقرار حسین کاظمی موضع مچھر کھادی، ڈاکخانہ فرد کہ ضلع سرگودھا

دارالعلوم محمّدیہ بلاک نمبر ۱۹ سرگودھا

قیمت: ___ ۲۰۰ روپے



سید اقرار حسین کاظمی

مولف

فہرست

بدصورت کو بدصورتی کا طعنہ مت دو ۔ حلیم گالی پر خاموش کیوں رہا ۔ پیغمبر خدا معجزہ ہیں۔ صفحہ ۲۲۳

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

پیش لفظ

فاقصص القصص لعلھم یتفکرون ۔ الاعراف پ۹ ۔ (اے رسولؐ) یہ قصے ان لوگوں سے بیان کر دو تاکہ یہ لوگ فکر کریں ۔ قصص ہر دَور میں بڑی دلچسپی سے پڑھے، سُنے اور سُنائے جاتے رہے ہیں ۔ قدیم قصے، کہانیاں، روایات اور حکایات بچوں، بوڑھوں جوانوں، مردوں، تمام عورتوں الغرض ہر طبقہ اور ہر صنفِ انسانی کو مرغوب ہیں ۔ حکایات ذہن و قلب پر غیر محسوس طریقے سے بالواسطہ طور پر اپنے اثرات مرتب کرتی ہیں ۔ اور اس طرح انسانی سیرت و اخلاق پر گہرے نقوش مرتب ہوتے ہیں ۔ قرآن مجید میں بھی قصص بیان کرنے میں یہی مصلحت پوشیدہ ہے ۔

راقم کی یہ کتاب بعنوان "ہزار داستان" قصص و حکایات کی قدیم روایت کا تسلسل ہے جیساکہ نام سے ظاہر ہے اس میں کم و بیش ایک ہزار حکایات قارئین کی نذر کی جا رہی ہیں ۔ یہ حکایات کسی خاص مذہب و ملت، رنگ و نسل یا علاقائی قید کے زیرِ اثر مرتب نہیں کی گئیں بلکہ یہ نسلِ آدم کے ہر فرد کے لئے ہیں اور ہر شخص ان سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے کردار و اخلاق کو سنوار سکتا ہے ۔

کتابوں کی ترتیب و تسوید کے دوران جو دقتیں پیش آتی ہیں ۔ اہلِ علم ان سے بخوبی آگاہ ہیں ان کے تذکرے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کہ یہ کام ستائش کی تمنا اور صلے کی پروا سے بلند ہو کر ذوقِ خامہ فرسائی کے زیرِ اثر کیا گیا ہے ۔ میری اس کاوش سے اگر ایک آدمی بھی انسان بن گیا تو اسی کو میں اپنی محنت کا صلہ تصور کروں گا کیونکہ بقول غالب ؎ آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا ۔ میں اپنے خالق کے حضور شکر گذار ہوں کہ یہ کام پایۂ تکمیل کو پہنچا اور میری یہ تالیف قارئین

[illegible] کالملح فی الطعام۔ گفتگو میں مزاح کی حیثیت بالکل ایسی ہے جیسے کھانے میں نمک کی جس طرح نمک کے بغیر کھانا بے مزا رہتا ہے اسی طرح سنجیدہ گفتگو بھی اکتاہٹ پیدا کرتی ہے اور ہنسنا ایک سلیم العقل انسان کے لئے بالکل فطری شے ہے۔ یہی وجہ ہے غالب جیسے عظیم انسان کے خطوط میں ایسے لطیف اور پاکیزہ نمونے دیکھ کر حالی نے غالب کو حیوان ظریف کہا ہے۔ O۔۔ ہوسکتا ہے کوئی داستان کسی قاری کے مزاج اور مذاق کے خلاف ہو۔ تو تمام انسانوں کو تمام داستانیں پڑھنے پر مجبور تو نہیں کیا گیا بیشک اپنی ناپسند داستانیں نہ پڑھیں ان کے صحیفہ آسمانی ہونے کا دعویٰ تو نہیں کیا گیا۔ علامہ اقبال کو کسی نے کہا تھا کہ آپ کے کلام میں اغلاط ہیں تو علامہ نے جواب دیا تھا کہ میں نے یہ کب دعویٰ کیا ہے کہ یہ قرآن ہے۔ O۔۔ اس دوسرے ایڈیشن میں کافی حد تک اصلاح کرلی گئی ہے لیکن پھر بھی غلطی تو لازمہ ءبشر ہے اگر قارئین کو کہیں خامی و خطا نظر آئے تو بجائے تنقید و ذم کے مطلع فرمائیں اگر بعد والی اشاعت کی توفیق ہوئی تو انشاء اصلاح یا اضافہ کرلیا جائے گا مع شکریہ O۔۔ شیعہ کتب سے اخذ کی ہوئی حکایات کے حوالے درج کردئے ہیں اس کے علاوہ جہاں ضرورت محسوس کی ہے حوالہ درج کیا ہے۔ O۔۔ حکایات کی مناسب ترتیب نہیں دی جاسکی اس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ O۔۔ کتاب کے بالائی حاشیے پر ''اخلاقی جواہر پارے'' فرامین معصومینؑ اور اقوال دانایان شرق سے عبارت ہیں یہ قطرے میں سمندر ہیں اور حیات انسانی کے تجربات و مشاہدات کا ست تصور کرنے چاہئیں۔ O۔۔ میں یقیناً ایک بہت روسیاہ اور ننگ بنی نوع بندہ ءعاصی ہوں جس نے ساری عمر ہذلیات و معاصی میں برباد کرکے اپنے گناہوں کے پشتارہ کو اتنا گراں بار کرلیا ہے کہ اس کے وزن کو کوہ ہمالیہ بھی نہ اٹھا سکے اور میں نہیں جانتا کہ اب میرا انجام کیا ہوگا اور اس عادل ملک الملوک کے دربار میں جہاں شاہ و گدا سب برابر ہیں مجھ جیسے عبد ذلیل کی پیشی کس حیثیت سے ہوگی البتہ اسی غفار و ستار کی ذات پر بھروسہ ہے جس نے سبقت رحمتی علی غضبی فرمایا ہے کیا عجب ہے کہ ارحم الراحمین بطفیل شفیع المذنبین واہل بیت طاہرین علیھم السلام میری تحریری قلیل خدمت کو مقبول فرما کر اس گرفت سے جس کا میں مستحق ہوں۔ معاف فرمادے۔ O۔۔ میں اپنے معاونین کا صمیم قلب سے شکر گزار اور ان کی سلامتی کے ساتھ درازی عمر اور توفیقات میں اضافہ کے لئے بارگاہ ایزدی میں دعا گو ہوں۔

(ہزار داستان ، ہزار [illegible])

• اس دوسرے ایڈیشن میں 1111 داستانیں ہوگئی ہیں اور تقریباً اتنے ہی اخلاقی جواہر پارے۔ لیکن علامہ سید اعجاز حسین کاظمی مدظلہ کے ارشاد کی تعمیل میں اس کا سابقہ نام (ہزار داستان) جو شہرت پاچکا ہے ہی برقرار رکھا ہے۔ کیونکہ ہر کتاب کی اصلاح اور اضافے وغیرہ تو بعد والے ایڈیشنوں میں لازمی تقاضے ہوتے ہیں۔

انتساب میں اپنی اس تالیف کو مخلص، لبیب، نجیب، متقی، شہنشاہ درویش علامہ سید اعجاز حسین کاظمی سلمہ اللہ پرنسپل دارالعلوم محمدیہ سرگودھا کے نام معنون کرتا ہوں جو اسلامی فقر کی عملی تصویر ہیں۔ بقول اقبال

دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللٰہی

سید اقرار حسین کاظمی سیدانوالہ ضلع جہلم حال مچھر کھادی ضلع سرگودھا

بسم اللہ کا اعجاز

حضورؐ کے زمانہ میں ایک یہودی کی بیٹی تھی وہ جو کام کرتی تھی ساتھ بسم اللہ بھی پڑھتی تھی کیونکہ وہ مسلمان ہو چکی تھی اس کی ماں اُسے ہر وقت منع کرتی رہتی تھی کہ اگر تمہارے باپ نے یہ الفاظ سُن لئے تو وہ تمہیں قتل کر ڈالے گا مگر پھر بھی وہ نہ مانی اچانک اس کے باپ نے اس کے یہ الفاظ سُن لئے تو اسے بہت غصہ آیا۔ اور وہ اسے قتل کرنے پر آمادہ ہو گیا اُس نے اپنی اس بیٹی کو سونے کی ایک انگوٹھی دی اور اُسے کہا کہ میں یہ انگوٹھی تم سے دو دن بعد لوں گا اسے اپنی جان سے زیادہ سنبھال کر رکھنا اور اگر یہ تمہارے پاس نہ ہوئی تو اپنی جان کی خیر منانا جب آدھی رات ہوئی تو باپ اس کے کمرے میں گیا تو تکیے کے نیچے سے وہ انگوٹھی اٹھا کر لے آیا اور جا کر دریا میں پھینک دی اچانک ایک مچھلی نے اس انگوٹھی کو نگل لیا جب صبح لڑکی اٹھی تو اُس نے تکیے کے نیچے دیکھا تو انگوٹھی غائب تھی وہ اِدھر اُدھر دیکھنے لگی مگر انگوٹھی نہ ملی۔ جب تیسرا دن آیا تو باپ نے بازار جا کر مچھلی خریدی اور اُس کے پکانے کے لئے کہا جب بیٹی نے اس کو صاف کرنے کے لئے مچھلی کا پیٹ چیرا تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کیونکہ وہ انگوٹھی اس کے پیٹ سے برآمد ہوئی اُس نے خوشی خوشی اسے جیب میں رکھ لیا۔ جب باپ نے انگوٹھی مانگی تو بیٹی نے بسم اللہ کر کے اسے انگوٹھی دے دی اور باپ حیران و پریشان دیکھتا رہ گیا۔ دیکھو بسم اللہ کی کتنی برکت ہے اس لئے جو کام کریں بسم اللہ ضرور پڑھیں۔

قرآن پڑھا ہوا میں بلند ہو گیا

ایک اللہ کا بندہ جنگل میں جا رہا تھا اس کا گزر ایک ایسی جگہ سے ہوا جو خوفناک درندوں کا مسکن تھا اس نے دیکھا درندوں کی ٹولیاں اِدھر سے اُدھر آزادانہ گھوم پھر رہی ہیں جب اس نے انہیں یوں اپنے ارد گرد چکر لگاتے دیکھا تو بہت گھبرایا کہ اب کیا کرے اور حد منظر تک کوئی آدمی نظر نہ آتا تھا جسے مدد یا رہنمائی کے لئے پکارے وہ دیکھ رہا تھا کہ درندے ہر لحظہ اس کی طرف بڑھ رہے ہیں وہ اس خوفناک منظر سے بھاگ جانا چاہتا تھا لیکن کوئی راہ فرار نظر نہ آتی تھی اچانک ایک اللہ کا بندہ نمودار ہوا۔ پوچھا کس حال میں ہو؟ کہا سخت مصیبت میں مبتلا ہوں اللہ کے لئے میری مدد کرو۔ ورنہ یہ درندے مجھے نہ چھوڑیں گے ابھی پھاڑ کھائیں گے پوچھا کس ملت سے تعلق رکھتے ہو کہا الحمد للہ میں مسلمان ہوں اور حضرت نبی اکرمؐ کے اُمتی ہونے کا شرف رکھتا ہوں فرمایا قرآن پاک پڑھنا جانتے ہو کہا حافظ قرآن تو نہیں البتہ کچھ کچھ اجزا

عزیز بابا جی فرمانے لگے، ڈر کیسا اور گھبراہٹ کیسی؟ اپنے رب کا ذکر کر اور ماسوا سے منقطع ہو کر اللہ کی کتاب کا جو بھی حصہ یاد ہے، پڑھ۔ چنانچہ اُس نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ پڑھا تو وہ سطحِ زمین سے بلند ہونا شروع ہو گیا اتنا بلند کہ اب وہ درندوں کی دسترس سے بالکل محفوظ اور باہر تھا وہ فضا میں یُوں معلق نظر آ رہا تھا گویا کہ سطحِ زمین پر چل رہا ہے شیر چیتے بھیڑیے نہایت بے بسی سے اسے دیکھ رہے تھے لیکن ان کی طرف سے کوئی خوف و خطر باقی نہ رہا اور یہ قرآن کریم کی عظمت کا ایک زندہ جاوید اعجاز تھا۔ اخبار شیعہ جولائی ۱۹۶۰ء

بوڑھا طالب علم سکاکی

سکاکی ایک ماہر فنکار اور کاریگر آدمی تھا اس نے نہایت مہارت اور دلچسپی کے ساتھ ایک ایسی عمدہ اور خوبصورت دوات یا تالا بنایا جسے بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا جا سکے اُسے اُمید تھی کہ بادشاہ فنکارانہ مہارت کی تعریف کرتے ہوئے اس کی ہر ممکن حوصلہ افزائی بھی کرے گا چنانچہ بے شمار اُمیدوں اور ہزاروں آرزوؤں کے ساتھ اُس نے وہ دوات یا تالا بادشاہ کی خدمت میں پیش کر دیا شروع میں بادشاہ اس کی فنکاری سے بہت متاثر ہُوا لیکن بعد میں ایک ایسا ناخوشگوار حادثہ پیش آیا جس نے سکاکی کی زندگی اور اس کی فکری صلاحیتوں میں غیر معمولی تبدیلی پیدا کر دی۔

جس وقت بادشاہ اس خوبصورت دوات کی کاریگری کا معائنہ کر رہا تھا اور سکاکی خیالات کی دنیا میں کھویا ہُوا تھا کہ لوگوں نے اطلاع دی کہ ایک عالم ادیب فقیہہ دربار میں تشریف لانے والے ہیں تھوڑی ہی دیر بعد وہ عالم دربار میں داخل ہوئے بادشاہ اُن کے استقبال اور اُن سے گفتگو میں اتنا سرگرم ہو گیا کہ سکاکی اور اس کی فنکارانہ مہارت کے سلسلے میں کچھ بھی یاد نہ رہ گیا۔ یہ منظر سکاکی جیسے فنکار کے دل و دماغ کو متاثر کر دینے کے لئے کافی تھا۔ چنانچہ بادشاہ کی یہ بے توجہی اس کے دل کی گہرائیوں میں اُترتی چلی گئی۔

اُس نے سمجھ لیا کہ اب اس کی وہ حوصلہ افزائی نہ ہو سکے گی اور اب کسی چیز کی آرزو یا امید کرنا بے سود ہے لیکن سکاکی کی بلند پروازی اور فنکارانہ صلاحیت نے اسے سکون سے بیٹھنے نہ دیا اور وُہ سوچنے لگا کہ اب کیا کرے؟ اُس نے فیصلہ کیا کہ مجھے بھی وہی کرنا چاہیئے جو اب تک دوسرے لوگوں نے کیا ہے؛ چنانچہ اُس نے اپنی کھوئی ہوئی اُمیدوں کو علم و ادب اور کتابوں کی دنیا میں تلاش کرنے

کہ قبر کی تہہ میں وہی سانپ موجود ہے وہ سانپ ان آدمیوں کی موجودگی میں کسی کے دیکھے بغیر وہاں پہنچ گیا ہر ایک کے لئے حیرت اور تعجب کا مقام تھا خود مولوی صاحب بھی اس کی کوئی توجیہہ نہ پیش کہہ سکے طویل مشورہ اور بحث و تمحیث کے بعد سانپ کو ہلاک کرنے کا فیصلہ ملتوی کر دیا گیا اور میّت کو قبر میں اتار دیا جب میّت قبر میں اتاری جا رہی تھی تو سانپ ایک طرف ہو گیا تاکہ میّت کو مناسب صورت میں سُپردِ خاک کیا جا سکے میّت کو قبر کی تہہ میں لٹایا گیا تو جنازہ میں شریک ہونے والے یہ دیکھ کر سکتہ میں آ گئے کہ سانپ نے کفن پھاڑ ڈالا اور عورت کی زبان کو باہر کھینچ لیا اس عجیب منظر پر ان کا قبر میں مٹی ڈالنا بھی ناممکن ہو گیا۔ متوفی عورت کے خاوند نے اعتراف کیا کہ مرنے سے چند لمحات پہلے میری بیوی نے مجھے معاف کرنے کی درخواست کی تھی لیکن میں نے اس کی درخواست قبول کرنے سے انکار کر دیا اس نے بتایا کہ وہ اپنے سوتیلے بچوں اور مجھ سے نہایت سنگدلانہ سلوک کرتی تھی اور اس سے میں دکھی تھا اس پر خاوند کو اس بات پر رضامند کیا گیا کہ وہ بآواز بلند اپنی متوفی بیوی کو معاف کرنے کا اعلان کرے جب اُس نے اپنی بیوی کی معافی کا اعلان کیا تو عورت کی زبان اپنی اصلی جگہ پر چلی گئی اور سانپ غائب ہو گیا۔ ایڈیٹوریل نوائے وقت ۱۴ جون ۵۲ء

رسول پوری بزرگ کی عجیب داستان

ہمارے جدامجد مولوی سید عبداللہ اعلی اللہ مقامہ جو ایک بڑے عالم تھے۔ انہوں نے کسی روز ہمارے گھر کے قریب جو مسجد ہے اس میں یہ حدیث بیان فرمائی کہ جو شخص حائر میں کربلا معلّی کے صحن مبارک میں دفن ہوتا ہے فشار قبر سے محفوظ رہتا ہے ایک ہمارے بزرگ رسولپوری اسی کو سُن کر اسی وقت راہی کربلا ہوئے۔ زادِ راہ اور راحلہ بھی ندارد مگر خدا جانے کیونکر پہنچے اس روز اُن پر تیسرا فاقہ تھا۔ دوپہر کو کسی جگہ سو گئے امام حسینؑ خواب میں تشریف لائے فرمایا ہم نے تم کو ایک اشرفی روز پر نوکر رکھا خدمت یہ ہے کہ رات بھر ہمارے روضہ کی پاسبانی کرو آنکھ جو کھلی تو اشرفی سرہانے موجود پائی بھر کیا تھا بازار سے خوب کھانے پینے کی چیزیں خرید کر آسودہ ہوئے۔ اب رات آئی شمشیر بکف روضۂ اقدس میں پہنچے جب خدام نے دروازہ بند کر کے سب کو باہر نکالا یہ سید صاحب لڑنے مرنے پر تیار ہوئے کہ ہم تو حضرت کے نوکر ہیں اور روضہ کی حفاظت کا ہم کو حکم ہے۔ بڑی تُو تُو میں میں کے بعد آخر خدام کی رائے ہوئی کہ ایک آدمی کیا کر سکتا ہے؟ رہنے دو۔ الغرض سب چلے گئے

ضرور یاد ہیں فرمایا پھر ڈر کیسا اور گھبراہٹ کیسی؟ اپنے رب کا ذکر کر اور ماسوا سے منقطع ہو کر اللہ کی کتاب کا جو بھی حصہ یاد ہے، پڑھ۔ چنانچہ اُس نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ پڑھا تو وہ سطح زمین سے بلند ہونا شروع ہو گیا اتنا بلند کہ اب وہ درندوں کی دسترس سے بالکل محفوظ اور باہر تھا وہ فضا میں یوں معلق نظر آرہا تھا گویا کہ سطح زمین پر چل رہا ہے شیر چیتے بھیڑیے نہایت بے بسی سے اسے دیکھ رہے تھے لیکن ان کی طرف سے کوئی خوف و خطر باقی نہ رہا اور یہ قرآن کریم کی عظمت کا ایک زندہ جاوید اعجاز تھا۔ اخبار شیعہ جولائی ۶۳ء

بوڑھا طالب علم سکاکی

سکاکی ایک ماہر فنکار اور کاریگر آدمی تھا اس نے نہایت مہارت اور دلچسپی کے ساتھ ایک ایسی عمدہ اور خوبصورت دوات یا تالا بنایا جسے بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا جا سکے اُسے اُمید تھی کہ بادشاہ فنکارانہ مہارت کی تعریف کرتے ہوئے اس کی ہر ممکن حوصلہ افزائی بھی کرے گا چنانچہ بے شمار اُمیدوں اور ہزاروں آرزوؤں کے ساتھ اُس نے وہ دوات یا تالا بادشاہ کی خدمت میں پیش کر دیا شروع میں بادشاہ اس کی فنکاری سے بہت متاثر ہوا لیکن بعد میں ایک ایسا ناخوشگوار حادثہ پیش آیا جس نے سکاکی کی زندگی اور اس کی فکری صلاحیتوں میں غیر معمولی تبدیلی پیدا کر دی۔

جس وقت بادشاہ اس خوبصورت دوات کی کاریگری کا معائنہ کر رہا تھا اور سکاکی خیالات کی دنیا میں کھویا ہوا تھا کہ لوگوں نے اطلاع دی کہ ایک عالم ادیب فقیہہ دربار میں تشریف لانے والے ہیں تھوڑی ہی دیر بعد وہ عالم دربار میں داخل ہوئے بادشاہ اُن کے استقبال اور اُن سے گفتگو میں اتنا سرگرم ہو گیا کہ سکاکی اور اس کی فنکارانہ مہارت کے سلسلے میں کچھ بھی یاد نہ رہ گیا۔ یہ منظر سکاکی جیسے فنکار کے دل و دماغ کو متاثر کر دینے کے لئے کافی تھا۔ چنانچہ بادشاہ کی یہ بے توجہی اس کے دل کی گہرائیوں میں اُترتی چلی گئی۔

اُس نے سمجھ لیا کہ اب اس کی وہ حوصلہ افزائی نہ ہو سکے گی اور اب کسی چیز کی آرزو یا امید کرنا بے سود ہے لیکن سکاکی کی بلند پروازی اور فنکارانہ صلاحیت نے اسے سکون سے بیٹھنے نہ دیا اور وہ سوچنے لگا کہ اب کیا کرے؟ اُس نے فیصلہ کیا کہ مجھے بھی وہی کرنا چاہیے جو اب تک دوسرے لوگوں نے کیا ہے؟ چنانچہ اُس نے اپنی کھوئی ہوئی اُمیدوں کو علم و ادب اور کتابوں کی دنیا میں تلاش کرنے

کہ قبر کی تہہ میں وہی سانپ موجود ہے وہ سانپ ان آدمیوں کی موجودگی میں کسی کے دیکھے بغیر وہاں پہنچ گیا ہر ایک کے لئے حیرت اور تعجب کا مقام تھا خود مولوی صاحب بھی اس کی کوئی توجیہہ نہ پیش کر سکے طویل مشورہ اور بحث و تمحیث کے بعد سانپ کو ہلاک کرنے کا فیصلہ ملتوی کر دیا گیا اور میّت کو قبر میں اتار دیا جب میّت قبر میں اتاری جا رہی تھی تو سانپ ایک طرف ہو گیا تاکہ میّت کو مناسب صورت میں سپرد خاک کیا جا سکے میّت کو قبر کی تہہ میں لٹایا گیا تو جنازہ میں شریک ہونے والے یہ دیکھ کر سکتہ میں آگئے کہ سانپ نے کفن پھاڑ ڈالا اور عورت کی زبان کو باہر کھینچ لیا اس عجیب منظر پر ان کا قبر میں مٹی ڈالنا بھی ناممکن ہو گیا۔ متوفی عورت کے خاوند نے اعتراف کیا کہ مرنے سے چند لمحات پہلے میری بیوی نے مجھے معاف کرنے کی درخواست کی تھی لیکن میں نے اس کی درخواست قبول کرنے سے انکار کر دیا اس نے بتایا کہ وہ اپنے سوتیلے بچوں اور مجھ سے نہایت سنگدلانہ سلوک کرتی تھی اور اس سے میں دکھی تھا اس پر خاوند کو اس بات پر رضامند کیا گیا کہ وہ باآواز بلند اپنی متوفی بیوی کو معاف کرنے کا اعلان کرے جب اُس نے اپنی بیوی کی معافی کا اعلان کیا تو عورت کی زبان اپنی اصلی جگہ پر چلی گئی اور سانپ غائب ہو گیا۔ ایڈیٹوریل نوائے وقت ۲۹ جون ۱۹۵۲ء

رسول پوری بزرگ کی عجیب داستان

ہمارے جد امجد مولوی سید عبداللہ اعلی اللہ مقامہ جو ایک بڑے عالم تھے۔ انہوں نے کسی روز ہمارے گھر کے قریب جو مسجد ہے اس میں یہ حدیث بیان فرمائی کہ جو شخص حائر میں کربلا معلّٰی کے صحن مبارک میں دفن ہوتا ہے فشار قبر سے محفوظ رہتا ہے ایک ہمارے بزرگ رسولپوری اسی کو سن کر اسی وقت راہی کربلا ہوئے۔ زاد راہ اور راحلہ بھی نہ لارد مگر خدا جانے کیونکر پہنچے اس روز اُن پر تیسرا فاقہ تھا۔ دوپہر کو کسی جگہ سو گئے امام حسینؑ خواب میں تشریف لائے فرمایا ہم نے تم کو ایک اشرفی روز پر نوکر رکھا خدمت یہ ہے کہ رات بھر ہمارے روضہ کی پاسبانی کرو آنکھ جو کھلی تو اشرفی سرہانے موجود پائی پھر کیا تھا بازار سے خوب کھانے پینے کی چیزیں خرید کر آسودہ ہوئے۔ اب رات آئی شمشیر بکف روضۂ اقدس میں پہنچے جب خدام نے دروازہ بند کر کے سب کو باہر نکالا یہ سید صاحب لڑنے مرنے پر تیار ہوئے کہ ہم تو حضرت کے نوکر ہیں اور روضہ کی حفاظت کا ہم کو حکم ہے۔ بڑی تُو تُو میں میں کے بعد اخیر خدام کی رائے ہوئی کہ ایک آدمی کیا کر سکتا ہے؟ رہنے دو۔ الغرض سب چلے گئے

اور یہ تنہا رہ گئے مگر چونکہ تھکے ماندے تھے سو گئے جب گلدستہ پہ اذان ہوئی تب آنکھ کھلی اور لگے مُنہ پر طمانچے مارنے کہ نمک حرامی ہوئی غرض دوسری شب آئی اس شب پھر سو گئے تیسری شب اپنی انگلی چاک کر کے نمک مرچ اس میں بھرا کہ اب تو نیند نہ آئے گی ہائے ہائے اس شب کی کیفیت کیسے بیان ہو کراہ کراہ کر اس سیّد نے رات کاٹی جب صبح صادق ہوئی دیکھا چہار دیواری کے اُوپر سے اونٹ دو دو صندوق لدے ہوئے اُترا رہے ہیں یہ جا پہنچے اور ساربانوں سے بولے تم کون ہو؟ اور کیوں یہ صندوق لائے ہو وہ بولے جاؤ سیّد صاحب دو روز سے تم سو رہے تھے اپنا کام کرو ہم وہی فرشتے ہیں جن کو نقال حدیث میں فرمایا ہے ہماری یہ خدمت ہے جو مومن سچا دوست دار امام حسینؑ کا کہیں مرے اس کی لاش یہیں لا کر دفن کریں اور غیر مومن کی لاش اگر یہاں مدفون ہے دوسری جگہ لے جائیں نقال سے یہ مراد ہے یہ سُن کر یہ تو بے ہوش ہو گئے پھر خدا جانے کیا ہُوا۔ رات بھر کے جگے ہوئے دوپہر کو پھر سو گئے امام حسینؑ تشریف لائے فرمایا دیکھا تُو نے "جا اپنے گھر کو اگر تیری نیت پاک ہے۔ یہیں تیری لاش آئے گی اب یہ بولے میرے پاس زادِ راہ نہیں ہے فرمایا ایک ہزار دینار سُرخ تم کو ایک عرب فردا صبح کو دے گا اور اپنے اونٹ پہ سوار کر کے رسول پور پہنچا دے گا اس کا یہ نام ہے تو اپنا نام بتا دینا چنانچہ صبح دم اس مقام پر ان کو وہ عرب مع اونٹ کے ملا اُن سے نام پوچھا اور دینار سُرخ ان کو دے کر کہا اب آنکھ کھول لے ادھر آنکھ کھولی تو رسولپور کی املی کے درخت کے نیچے کھڑے تھے اور اب گھر کے عزیز و اقارب دوڑے اور رونے کا غُل مچا اُن سے پُوچھا کب چلے تھے یہ بولے ابھی ابھی چند منٹ بھی نہیں گزرے کہ میں کربلا میں تھا اور اب تمہارے پاس آ گیا اور سارا واقعہ بیان کیا یہ ہمارے گھر اور برادری کا واقعہ ہے۔ قصّہ کہانی نہیں ہے۔ انتصار الاسلام۔ حکیم غلام حسین کنتوری۔

اکلوتے فرزند کے قاتل مہمان کے ساتھ سلوک

ایک نیک دل شخص نے اپنے اکلوتے فرزند کو ایک سو اشرفی دے کر بسلسلہ تجارت سفر پر روانہ کیا قضا کار پہلی ہی منزل میں ایک ڈاکو نے قتل کر کے اس کا تمام مال لوٹ لیا چند راہروؤں نے ہر چند قاتل کا تعاقب کیا لیکن وہ بھاگ کر جان بچانے میں کامیاب ہو گیا اور رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھا کر وہ مقتول کے گاؤں میں اس کے باپ ہی کے گھر پہنچ گیا اور تمام وارداتِ قتل و غارت سنا کر اس سے چند روز کے لئے پناہ مانگی تاکہ خطرے کا وقت گزر

جائے اور اسے اس خدمت کے عوض نصف حصّے کا لالچ بھی دیا نیک دل باپ نے تھیلی اور مقدار رقم سے صحیح اندازہ لگا لیا کہ یہ میرا بیٹا ہی قتل ہُوا ہے مقتول کے باپ نے تین روز تک اس کی نہایت خاطر تواضع کی چوتھے روز اس نے قاتل سے باچشم پُرآب دست بستہ عرض کی کہ اب یہاں سے تشریف لے جائیں کیونکہ خطرے کا وقت گزر چکا ہے لیکن اب مجھے یہ خطرہ ہے کہ مبادا شفقتِ پدری و فطرتِ انسانی سے مجبور ہو کر کسی وقت میرے جذبات انتقام جوش میں آجائیں اور میں مغلوب الغضب ہو کر تمہیں قتل کر ڈالوں اور ثواب صبر سے محروم رہ کر الٹا گرفتارِ عقوبت ہو جاؤں۔ چنانچہ قاتلِ فرزند کو مع مال غنیمت بغیر کسی قسم کے اظہارِ رنج کے رخصت کر دیا۔

عبدالجبّار سیّدزادی کی خدمت کرکے کیسے حاجی ہُوا

کتاب مصابیح القلوب میں ہے کہ ایک بزرگ عبدالجبار نامی ہزار دینار کمر پر باندھ کر روانہ حج کرنے کو ہُوا جب کوفہ میں پہنچا تو ایک روز کوفہ کی گلیوں میں پھرتا تھا اتفاقاً ایک خرابا میں گیا اور ایک عورت کو دیکھا کہ اسی خرابہ سے کوئی چیز اٹھا کر نیچے چادر اپنی کے چھپا کر لے گئی جب معلوم کیا تو وہ مُردہ مُرغ کو اٹھا کر لے گئی تھی عبدالجبار کہتا ہے میں نے جانا کہ وہ عورت نہایت مفلس ہے میں اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہُوا جب وہ گھر اپنے میں گئی تو بچے اس کے دوڑ کر اس کے آگے آئے اور کہا کہ اے امّاں ہمارے کھانے کے لئے کیا لائی ہے کہ ہم بھوک سے مرتے ہیں عورت نے کہا کہ ایک چھوٹا سا مرا ہُوا مرغا لائی ہوں ابھی تمہیں پکا کر دیتی ہوں عبدالجبار نے جب یہ بات سُنی تو رویا اور ہمسایوں سے حال اس عورت کا پوچھا لوگوں نے کہا کہ یہ عورت زوجہ عبداللہ بن زید علوی کی ہے اس کے شوہر کو حجاج نے شہید کیا ہے۔ یہ بیچاری بچے یتیم رکھتی ہے اور جوانمردی اور مروّت خاندان رسالت کی اُس کو نہیں چھوڑتی کہ کسی سے یہ بی بی سوال کرے کسی چیز کو۔ عبدالجبار نے دل میں کہا کہ اگر حج چاہتا ہے تو حج یہاں ہی ہے پھر ان ہزار دینار کو کمر سے کھول کر اس عورت کے دروازے پر رکھ کر آواز دی کہ اے بی بی ان دیناروں کو اٹھالے اس عورت نے آکر اٹھا لئے اور عبدالجبار اس سال کوفہ میں سقائی کرتا رہا اور حج کو نہ گیا۔ جب حاجی واپس آئے تو آدمی کوفہ کے واسطے استقبال حاجیوں کے باہر گئے عبدالجبار بھی باہر گیا جب نزدیک قافلہ کے پہنچا تو شتر سوار نے آگے آکر عبدالجبار پر سلام کیا اور کہا کہ اے خواجہ حاجی

عبدالجبار جس روز سے کہ دس ہزار دینار عرفات میں تو نے میرے سپرد کئے ہیں میں اُسی روز سے تجھے ڈھونڈتا ہوں، لے اپنے دیناروں کو، پس دس ہزار دینار کو ڈال کر ناپید ہوگیا اور آواز آئی کہ اے عبدالجبار ہزار دینار ہماری راہ میں خرچ کئے تو نے اور دس ہزار دینار تجھ کو بھیجے ہم نے اور ایک فرشتہ کو تیری صورت پر معین کیا اور ہم نے اس کو حکم دیا ہے کہ وہ تیرے واسطے ہر سال حج کیا کرے اور حج تیرے نامہ اعمال میں بہت لکھے ہم نے جبتک کہ تو زندہ رہے گا تاکہ ہمارے بندوں کو معلوم ہو کہ رنج کسی کا نیکوں سے ہماری درگاہ میں ضائع نہیں ہوتا۔ اعانت السادات۔

سیدزادی کی خدمت کا صلہ اسلام اور جنت | کتاب خلاصۃ المصائب مرزا ہادی لکھنوی

میں ابن جوزی سے لکھا ہے کہ ایک سید بلخ کے شہر میں رہتا تھا اس سید کے ایک زوجہ اور چند لڑکیاں تھیں ناگاہ اس سید جلیل نے انتقال کیا اور زوجہ اُن کی مع اُن دختروں کے شہر سمرقند کو چلے گئے موسم سرما تھا شہر سمرقند کی ایک مسجد میں وُہ بی بی اُن دختروں کو بٹھا کر فکر معاش میں نکلی۔ وہ بی بی کہتی ہیں کہ دیکھا میں نے آدمیوں کو کہ ایک بڈھے کے گرد بہت سے جمع ہیں۔ میں نے پُوچھا یہ بڈھا کون ہے؟ جس کے گرد آدمی جمع ہوئے ہیں لوگوں نے کہا یہ رئیس اس شہر کا ہے مسلمان۔ میں نے اس کو مسلمان سمجھ کر تمام حال اپنا بتایا اور کہا میں سیدہ ہوں وہ مسلمان رئیس بولا کہ گواہ اپنے سیادت پر لا کہ تو سیدہ ہے یہ کہہ کر اس رئیس نے منہ پھیر لیا اور میں چونکہ غریب الوطن تھی گواہ کس کو لاتی۔ میں ناامید ہو کر مسجد کو پھری اور دل میں کہا کہ اب کون ہے؟ جس سے اپنا حال کہوں رئیس مسلمانان نے تو یہ جواب مجھے دیا پس راہ میں ایک اور شخص کو دیکھا کہ ایک دکان میں اس کے گرد بھی بہت سے لوگ بیٹھے ہیں میں نے پوچھا کہ یہ شخص کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ کوتوال اس شہر کا مجوسی ہے مسلمان نہیں ہے۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید اسی سے کوئی شے حاصل ہو تب میں نے تمام حال اپنا اور اس مسلمان رئیس کا اس مجوسی کو بیان کیا اُس نے اپنے غلام کو کہا کہ ہمارے گھر میں جا کر ہماری بی بی سے کہہ کہ اس سیدہ کو لباس فاخرہ پہنا دے وہ غلام گیا اور پیغام اپنے مالک کا اپنی بی بی کو دیا وہ بی بی اس کی فوراً مع چند کنیزوں کے باہر آئی اور اپنے شوہر سے کہا کہ کیا کہتا ہے؟ کہا ہمراہ اس بی بی سیدہ کے فلانی مسجد میں جا اور وہاں سے جا کر اُن کی دختروں کو بھی اپنے ہمراہ لا اپنے گھر میں مہمان کر یہ بات سُن کر اس کی بی بی نیک

بخت اسی وقت میرے ساتھ چلی اور میری دختروں کو ہمراہ اپنے اس مسجد سے لا کر اپنے گھر میں ایک علیحدہ مکان میں جگہ دے کر حمام میں بھیں نہلایا دھلایا اور لباس فاخرہ پہنایا اور رات کو بھیں طرح طرح کے کھانے کھلائے اور آرام سے سلایا جب آدھی رات ہوئی تو اس رئیس مسلمان نے خواب میں قیامت قائم ہوئی دیکھی لوا لائے حمد اُوپر سر مبارک رسولخدا کے سایہ فگن دیکھا اور ایک قصرِ عالی زمرد سبز دیکھی تو پوچھا یہ قصر کس کا ہے ؟ کسی نے کہا کہ ایک نومسلمان خدا پرست کے لئے ہے تب وہ رئیس آگے رسولخدا کے پاس گیا اور سلام کیا، حضرت نے منہ مبارک پھیر لیا اُس نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ نے کیوں میری طرف سے مُنہ پھیرا ہے میں مسلمان ہوں حضرت نے فرمایا کہ تو گواہ لا اپنے مسلمان ہونے پر اور دلیل قائم کر کہ تو مسلمان ہے وہ شخص یہ کلام حضرت کا سُن کر حیران ہُوا حضرت نے فرمایا کہ کیوں تو بھول گیا ہے کہ تو نے کہا تھا سیدہ سے کہ گواہ لا اپنے سیادت پر جب تجھے اس پر رحم نہ آیا تو اب دیکھ لے کہ یہ قصر واسطے اس شخص کے ہے کہ جس کے گھر میں وہ سیدہ بیچاری مہمان ہے یہ خواب دیکھ کر وہ شخص بیدار ہُوا اور حیران اور نالاں ہو کر اپنے غلاموں کو شہر میں واسطے تلاش اس سیدہ کے بھیجا اور آپ بھی تلاش کو نکلا تو خبر پائی کہ وہ سیدہ خانہ کوتوال مجوسی میں مہمان ہے اس کے گھر جا کر پوچھا کہ وہ سیدہ کہاں ہے اس نے کہا کہ میرے مکان میں مہمان ہے کہا میرے حوالہ کر کہ میں اُس کو اپنے گھر میں مہمان رکھوں کہا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ میں اپنے مہمانوں کو دے دوں کہا ہزار دینار لے لے اور ان مہمانوں کو مجھے دے دے۔ کہا واللہ اگر لاکھ دینار دے گا تو بھی نہ دوں گا جب بہت سی منتیں کیں تو اس کوتوال نے کہا کہ کیوں ناحق منتیں کیا کرتا ہے جو قصر خواب میں تو نے دیکھا ہے وہ میرے لئے خدا نے بنایا ہے اور اگر تو اپنے مسلمان ہونے کا ہم پر فخر کرتا ہے تو واللہ ہم بھی سب کے سب آج رات کو سوئے نہیں جب تک کہ مسلمان نہیں ہو لئے اس سیدہ کے قدم مبارک کی برکت سے اور خواب میں رسولخدا کو ہم نے بھی دیکھا ہے اور فرمایا کہ یہ قصر تیرے اور تیرے عیال کے لئے ہے عوض میں اس سلوک کے جو تم نے ساتھ اس سیدہ کے کیا اور تم تمام مومن ہو گئے ہو تم کو خدا نے بہشتی کر دیا ہے۔ اعانت السادات۔

دل بدست آور کہ حج اکبر است

ایک بادشاہ کا ارادہ ہُوا کہ خانہ کعبہ کا حج کرے۔ لیکن ارکان دولت نے کہا کہ بادشاہ مثل جان کے ہے اور سلطنت مثل جسم کے جس وقت بادشاہ کا سایہ ملک سے اٹھ جائے گا بہت سی خرابیاں

واقع ہوں گی بادشاہ نے کہا پھر یہ ثواب کیسے حاصل ہو؟ کہا اس ولایت میں ایک درویش ہے۔ جو کئی حج کر چکا ہے اور گوشہ تنہائی میں بیٹھا ہے ممکن ہے ایک حج کا ثواب آپ کے ہاتھ فروخت کردے بادشاہ فقیر کی خدمت میں گیا اور کہا میرا ارادہ حج کا ہے مگر ارکان دولت خرابیٔ مملکت کے خیال سے منع کرتے ہیں کیا ایک حج کا ثواب میرے ہاتھ فروخت کر سکتے ہیں؟ فقیر نے کہا میں سب حجوں کا ثواب فروخت کرتا ہوں۔ بادشاہ نے کہا "ہر حج کی قیمت کیا لوگے"؟ کہا "ہر حج کے لئے جو قدم میں نے اٹھایا ہے تمام دنیا کی قیمت کے برابر ہے"۔ بادشاہ نے کہا۔ "میرے قبضے میں تو دنیا کا تھوڑا سا ملک ہے اور آپ ایک قدم کی اتنی قیمت مانگتے ہیں تو پھر کیسے معاملہ ہو سکتا ہے"؟ درویش نے کہا۔ "اے بادشاہ میرے تمام حجوں کی قیمت آپ کے نزدیک بہت آسان ہے" بادشاہ نے کہا۔ وہ کس طرح؟ فقیر نے کہا۔ "جس کسی مظلوم کی آپ نے دادرسی کی ہے اس گھڑی کے عدل کا ثواب مجھے دے دیں میں آپ کو تمام حجوں کا ثواب بخشے دیتا ہوں"۔ پس معلوم ہوا کہ بادشاہ کے لئے عدل عبادت سے برتر ہے۔

درود کی عمدہ حکایت

انیس العارفین میں لکھا ہے اور واحد بن زید سے روایت ہے، کہتا ہے میں نے بیت اللہ کا ارادہ کیا اور ہمراہ میرے ایک مرد تھا کہ وہ سفر میں میرا رفیق تھا اور ہر حال میں وہ اٹھتے بیٹھتے سوتے اور بیدار ہوتے ہر وقت درود پڑھتا تھا میں نے اس سے کہا کہ اے شیخ تو سوا اس کے کوئی وظیفہ نہیں جانتا ہے اس شخص نے کہا کہ سوائے درود کے میں اور وظیفہ بھی جانتا ہوں لیکن میں نے درود پڑھنے سے ایک امر عظیم دیکھا ہے۔ اس واسطے میں نے سب وظائف چھوڑ دیئے اور ہر وقت درود پڑھنے میں مشغول رہتا ہوں میں نے اس سے کہا کہ مجھے اس امر عظیم سے مطلع کر۔ کہا میں اپنے باپ کے ہمراہ تھا سفر حجاز میں۔ ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مجھ کو آواز دیتا ہے کہ اے بندۂ خدا اٹھ کہ باپ تیرا مر گیا اور منہ اس کا سیاہ ہو گیا میں یہ سن کر اٹھا اور چراغ روشن کیا اور اس کے منہ کو دیکھا تو جیسا کہ اس شخص نے کہا تھا۔ ویسے ہی مردہ اور سیاہ رو پایا یہ دیکھ کر میں بہت رویا اور کہا بڑی رسوائی ہوئی اور ذلت اور خواری کو میں کس طرح پوشیدہ کروں گا جس وقت آدمی صبح کے وقت اس کے غسل کو حاضر ہوں گے اور ایک چادر میں نے اس کے اوپر ڈال دی اور اس کے منہ کو پوشیدہ کر دیا اور بعد اس کے پھر میں سو گیا۔ اور

خواب میں چار مردوں کو دیکھا کہ بڑے سخت اور قبیح و بدصورت تھے اور وُہ میرے باپ کے نزدیک گئے عذاب کرنے کے واسطے اور ارادہ کیا کہ اس کو آگ کے ہتھوڑے سے عذاب کریں کہ اس میں ایک مرد نہایت حسین سبز لباس پہنے ہوئے آیا اور اس کے چہرہ کے نور سے تمام گھر روشن ہوگیا اور اس کے بدن کی خوشبو سے سب [illegible] معطر ہوگئے اور وہ مرد بزرگ میرے باپ کے سرہانے جاکر بیٹھا اور اس کے منہ پر سے کپڑا اٹھایا اور اپنا دست مبارک اس کے چہرہ پر پھیرا فی الفور چہرہ میرے باپ کا مثل چاند کے روشن ہوگیا اور میرے باپ سے فرمایا کہ اٹھ تو اور رنج مت کر تو اور کسی چیز سے خوف مت کر کہ ہم اپنے دوستوں کو ضائع نہیں کرتے ہیں اور یہ فرماکر اس بزرگ نے ارادہ جانے کا کیا تو میں اس کے دامن سے لپٹ گیا اور قدموں پر اس کے گر پڑا اور خدمت میں اس کے عرض کی کہ اے دُور کرنے والے سختیوں کے میں آپ کے اسم مبارک سے مطلع نہیں فرمایا کہ میں خاتم الانبیاء محمد بن عبداللہ ہوں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں نے عرض کی کہ یا رسولِ خدا میرے باپ کا مُنہ سیاہ کس واسطے ہوگیا تھا فرمایا تیرا باپ علماء سے روگردانی کرتا تھا اور اُن سے برگشتہ رہتا تھا اور جس وقت حق اس کا اس کو پہنچاتے تھے تو وہ خفا ہوتا تھا اور سزا علماء سے نزاع کرنے کی اور صلحاء سے جھگڑنے کی اور جزا اُن سے عداوت اور حسد رکھنے کی سیاہ ہونا منہ کا ہے اور پھر میں نے عرض کی کہ یا رسولِ خدا آپ نے اس پر کس واسطے رحم فرمایا اور کس واسطے اس کو عذاب سے نجات دی فرمایا کہ باپ تیرا ہمیشہ مجھ پر درود بھیجتا تھا یہ سبب ہے اس کی نجات کا۔ جس وقت مجھ کو اس کے حال کی خبر ہوئی تو میں آیا اور اس کی رسوائی کو دُور کیا اور قیامت میں اس کی شفاعت کروں گا پس وہ کہتا ہے کہ جب میں نے درود کی یہ عظمت دیکھی تو سب وظائف چھوڑ دیئے اور درود میں مشغول رہتا ہوں۔ تفسیر عمدۃ البیان۔

نیکی کر دریا میں ڈال

امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ انبیاء کرام میں سے ایک پر وحی نازل ہوئی کہ جب تو صبح کرے تو جو چیز نظر آئے اُسے کھا جانا۔ پھر جو نظر آئے، اُسے چھپا لینا۔ تیسرے مقام پر جو کچھ نظر آئے، اُسے قبول کر لینا۔ جس چوتھی چیز کو دیکھنا تو اسے مایوس نہ کرنا، اور جب پانچویں چیز نظر آئے اسے دیکھ کر بھاگ جانا۔

نبیؑ پر ارشاد ربّ العزّت کی تعمیل لازم تھی سب سے پہلے ایک پہاڑ دیکھا، پریشان ہوئے کہ اسے کیوں کر کھاؤں گا؟ یہ بہت بڑا ہے پھر اپنے جسم کو دیکھا اور یہ سوچا کہ اللہ تعالیٰ ہمّت سے زیادہ بوجھ نہیں

ڈالتا۔ چنانچہ آگے بڑھنا شروع ہوئے پیش رفت کے ساتھ ساتھ پہاڑ چھوٹا محسوس ہونے لگا اور انتہائی قریب پہنچے تو وہ لقمہ بھر تھا چنانچہ حکم الٰہی کی پہلی شق کی تعمیل کی پھر چل پڑے راستے میں اُن کی نظر ایک طلائی طباق پر پڑی جس کے اُوپر بیش قیمت خزانہ تھا جو بہت کام آ سکتا تھا اور اس سے کئی دنیوی فوائد حاصل ہو سکتے تھے۔

مگر حکم خدا کے تحت گڑھا کھود کر اسے دبا دیا پھر چل پڑے لیکن پھر مڑ کر دیکھا تو وہ تھال پھر زمین پر نمودار ہو چکا تھا اسے پھر سے دبانے کا خیال آیا۔ مگر یہ سوچ کر کہ خدا نے جو حکم دیا تھا وہ پورا کر چکا ہوں آگے بڑھ گئے کچھ دُور گئے تو دیکھا کہ ایک پرندہ جس کے پیچھے باز لگا ہوا تھا چیختا چلاتا اُن کی طرف آ رہا ہے پرندے نے آپ کا طواف شروع کیا اور پناہ کے لئے فریاد کی آپ نے اپنی قمیص کی آستین وا کر دی پرندہ اس میں داخل ہو گیا حکم خدا کا تیسرا حصہ بھی پُورا کر چکے تو اس باز نے کہا کہ میرا شکار مجھے دے دیں اس کے لئے میں نے کافی محنت کی ہے اور اب اسی سے مجھے پیٹ بھرنا ہے پریشان ہوئے کہ کیا کروں پرندے کو حکم خدا کے تحت پناہ دینے کے لئے قبول کر چکا ہوں اور یہ باز حاجت مند بھی ہے فوراً یاد آیا کہ یہ تو چوتھی چیز ہے جسے مایوس نہیں کرنا، چنانچہ اپنی ران سے گوشت کا ایک ٹکڑا کاٹ کر اسے دے دیا پھر آگے بڑھے، کافی دیر کے بعد ایک ایسی جگہ پہنچے کہ انہیں ایک لاش نظر آئی جسے پرندے اور کیڑے کھا رہے تھے اور جس میں سے سخت بدبو پیدا ہو رہی تھی اور اس کے قریب جانا صحت انسانی کے لئے نقصان دہ تھا فرمانِ الٰہی کے تحت وہاں سے فرار اختیار کی۔ دوسرے روز خواب میں وحی نازل ہوئی پوچھا گیا کہ کیا تو گذشتہ روز کے عمل کو سمجھا فرمایا نہیں تو ارشاد رب العزت ہُوا کہ پہاڑ سے مراد غصہ ہے کہ جس کو نگل لینا یعنی پی جانا بڑا مشکل ہوتا ہے مگر انسان کوشش کرے تو ایسا با آسانی ہو سکتا ہے اور خزانہ سے پُر طلائی طباق سے مراد عمل صالح ہے جو صرف خوشنودی خدا کے حصول کے لئے ہوتا ہے اُسے کرنے کے بعد دفن کر دینا چاہیئے بمصداق نیکی کر دریا میں ڈال اور اس کی پبلسٹی کر کے یا بار بار دہرا کر دیگر دنیوی فوائد حاصل کرنے کا عمل نہیں کرنا چاہیئے جب تو طلائی طباق کو دبا کر آگے چل پڑا۔ تو ہم نے اُسے پھر نمودار کر دیا! یہی ہمارا وعدہ ہے عمل صالح کے لئے اگر اسے انجام دے کر دفن کر کے آگے بڑھ جاؤ دنیا کے لوگوں سے داد نہ لیتے پھرو اور دنیوی فوائد حاصل نہ کرو تو میں خُدا اسے ضرور ظاہر کروں گا۔

پرندے اور باز والی مثال سے یہ نتیجہ لو کہ مظلوم کی داد رسی کرنا چاہیئے اور اس کی حمایت کے لئے نقصان

بھی اٹھانا پڑے تو اٹھاؤ اور اسی طرح سائل خواہ کوئی ہو اس کے بڑھے ہوئے دست سوال کو خالی نہ لوٹاؤ۔

پانچویں چیز لاش جو تو نے دیکھی اس سے مراد غیبت ہے جس طرح لاش سے بدبو اور تعفن اٹھ رہا تھا اور وہ جسم انسانی کے لئے نقصان دہ تھا۔ اسی طرح غیبت کے نتائج معاشرہ کو تباہ و برباد کر سکتے ہیں۔ اس لئے غیبت سے ہر صورت میں پرہیز کریں۔

قصاب کی قبر میں مہمان نوازی

مرحوم نراقی خزائن میں اپنے ثقہ اصحاب سے نقل فرماتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں عالم شباب میں اپنے والد بزرگوار اور رفقاء کے ساتھ عید نوروز کے دن اصفہان میں ایک دوسرے سے ملاقات کر رہے تھے کہ روز شنبہ ایک دوست کی ملاقات کیلئے جا رہے تھے جن کا گھر کافی دور قبرستان کے قریب تھا ہم تھکاوٹ دور کرنے اور اہل قبور کی زیارت کی خاطر قبرستان میں بیٹھ گئے ہمارے ایک ساتھی نے نزدیکی قبر سے بطور مزاح کہا اے صاحب قبر آج عید کے دن ہماری پذیرائی کرو گے فوراً قبر سے آواز آئی کہ اگلے ہفتہ بروز منگل تم میرے مہمان ہونا۔

ہم تمام اس گمان سے خوفزدہ ہو گئے کہ ہماری زندگیاں ختم ہونے والی ہیں اور اصلاح اعمال اور وصیتیں کرنے لگے لیکن منگل کے دن تک کسی کے مرنے کی خبر نہ سنی اس روز ہم پھر اکٹھے ہو کر اس قبر کی طرف روانہ ہوئے جب ہم اس کے پاس پہنچے تو ہم میں سے ایک نے کہا اے صاحب قبر وعدہ پورا کرو آواز آئی کہ آؤ پروردگار نے عالم برزخ کا پردہ آنکھوں سے دور کیا اور چشم ملکوتی کھل گئیں ہم نے دیکھا کہ ایک نہایت سرسبز و شاداب اور صاف باغ ہے جس میں صاف پانی کی نہریں جاری ہیں۔ باغ میوہ ہائے رنگارنگ سے لدے ہوئے ہیں۔ درختوں پر خوش الحان پرندے ثناء پروردگار کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ ہم ایک آراستہ و پیراستہ عمارت میں پہنچے جو ان باغات کے درمیان تھی ہم اندر داخل ہوئے ایک نہایت حسین و جمیل شخص خدمت گاروں کے درمیان موجود ہے جونہی اس نے ہمیں دیکھا اپنی جگہ سے اٹھا اور استقبال کیا اور عذر خواہی کی۔ انواع و اقسام کے میوہ جات اور مٹھائیاں موجود تھیں جن کا تصور بھی ہم اس دنیا میں نہیں کر سکتے کھانے اتنے لذیذ کہ ہم نے اس قدر لذت کبھی کسی چیز میں نہ چکھی تھی، جتنا بھی ہم کھاتے گئے سیر نہ ہوتے تھے خواہش باقی رہی کہ یہ کھائیں وہ کھائیں۔ گوناگوں غذائیں مزے مختلف پس ہم کھانے کے بعد کچھ دیر بیٹھے اور پھر اٹھ کھڑے ہوئے کہ دیکھیں اس شخص کا کیا ارادہ ہے اس نے ہماری مشایعت کی اور باغ کے دروازے پر پہنچے میرے والد نے اس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اور پروردگار عالم نے یہ

نعمات کیسے عطا کیں کہ اگر تو چاہے تو تمام عالم کی مہمان نوازی کر سکتا ہے۔ اور یہ جگہ کونسی ہے اس نے فرمایا کہ میں بھی آپ کا ہم وطن فلاں محلے کا قصاب ہوں اور ان درجات کا موجب دو چیزیں ہیں۔

میں نے اپنے کام میں کبھی تول میں کمی نہیں کی۔ اپنی عمر میں کبھی بھی اوّل وقت پر نماز ادا کرنا ترک نہیں کیا تھا جونہی اللہ اکبر کی آواز کان میں پڑتی ترازو رکھ کر وزن کرنا چھوڑ دیتا اور نماز کی خاطر مسجد کی طرف روانہ ہو جاتا۔ لہٰذا عالم برزخ میں یہ جگہ مجھے دی گئی گزشتہ ہفتہ آپ نے یہ کلام کیا لیکن مجھے اندر لانے کی اجازت نہ تھی اس ہفتہ کی اجازت لی اس کے بعد ہم میں سے ہر ایک نے اپنی عمر پوچھی اور اس نے جواب دیا اور مجھے کہا کہ تو ابھی پندرہ سال زندہ رہے گا اس کے بعد اُس نے خدا حافظ کہا اور ہم نے اُسے واپس جانے کو کہا۔ اور اچانک ہم نے اپنے آپ کو اسی قبر کے سرہانے کھڑے پایا۔

عطار اور ہندی شہزادہ

کتاب دارالسلام میں عالم زاہد سید ہاشم بحرانی سے نقل ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ نجف اشرف میں ایک عطار تھا کہ ہر روز نماز ظہر کے بعد اپنی دکان پر وہ لوگوں کو موعظہ کیا کرتا تھا اور اس کی دکان کبھی لوگوں کی بھیڑ سے خالی نہ ہوتی تھی ایک ہندی شہزادہ نجف اشرف میں مقیم تھا اسے ایک سفر درپیش ہُوا اس نے اپنے جواہرات اور قیمتی اشیاء اس عطار کے پاس امانت رکھ دیں جب وُہ واپس آیا تو اس عطار نے شہزادے کے مطالبہ پر امانت واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ شہزادہ اس معاملہ سے حیران اور پریشان ہُوا اور حضرت علی علیہ السلام کی قبر کی پناہ لی اور عرض کی یا علیؑ میں نے اپنے وطن کو چھوڑ کر آپ کی قبر کے پاس رہائش اختیار کی اور تمام سامان فلاں عطار کے پاس امانت رکھا اب وہ منکر ہو گیا ہے اور اس بات پر میرا کوئی گواہ نہیں ہے اور سوائے آپ کے میرا کوئی فریاد رس نہیں ہے رات کو خواب میں مولا علیؑ نے فرمایا جب شہر کے دروازے کھل جائیں تم باہر نکلنا اور جو شخص تمہیں پہلے ملے اُس سے امانت طلب کرنا وہ تجھے دے گا جونہی بیدار ہوا شہر سے باہر نکلا سب سے پہلے اسے ایک بوڑھا عابد و زاہد ملا جس کے کندھے پر ایندھن کا گٹھا تھا اور وہ اپنے عیال کے لئے فروخت کرنا چاہتا تھا پس حیاء کی وجہ سے اس سے سوال نہ کیا اور واپس حرم مطہر میں آگیا۔ یہی واقعہ دوسری رات پیش آیا اور صبح وہی بوڑھا زاہد ملا اور بغیر سوال کے واپس آگیا پھر تیسری رات وہی خواب دیکھا صبح وہی بزرگ ملا اس کو اپنے حالات سے آگاہ کیا اور امانت کا مطالبہ کیا اس بزرگ نے کچھ سوچنے کے بعد شہزادے سے کہا ظہر کی نماز کے بعد عطار کی دکان پر آنا تجھے امانت دوں گا۔ ظہر

کے وقت جب تمام لوگ جمع تھے اس بزرگ عابد نے عطار سے کہا آج مجھے نصیحت کرنے کا موقع دو۔ اس نے قبول کیا اس بزرگ نے کہا اے لوگو! میں فلاں کا بیٹا فلاں ہوں اور حقوق الناس سے سخت خوفزدہ ہوں الحمدللہ دنیا کے مال کی دوستی میرے دل میں نہیں ہے اور اہل قناعت ہوں اور گوشہ نشینی کے دن کاٹ رہا ہوں اور جو واقعہ میرے ساتھ پیش آیا اس کے متعلق تمہیں باخبر کرنا چاہتا ہوں اور تمہیں عذاب الٰہی کی سختی اور آتش جہنم سے ڈرانا چاہتا ہوں اور روز جزا کی بعض گزارشات تم تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ غور سے سنو، میں ایک روز قرض کا محتاج ہوا اور ایک یہودی سے دس روپے قرض اس شرط پر لیا کہ ہر روز نصف روپے اسے واپس کروں گا پس دس دن اسے نصف روپیہ واپس دیتا رہا مگر اس کے بعد وہ مجھے نظر نہ آیا اس کے متعلق لوگوں سے پوچھا انہوں نے کہا کہ وہ بغداد چلا گیا ہے چند روز بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت برپا ہے مجھے اور دوسرے لوگوں کو موقف حساب پر لایا گیا میں حساب سے فارغ ہو کر جنتیوں کے ساتھ جنت کی طرف چلنے لگا جونہی پل صراط پر پہنچا جہنم کی آواز سنی پس اس یہودی مرد کو دیکھا کہ آگ کے شعلہ کی طرح جہنم سے باہر نکلا اور میرے راستہ میں حائل ہو گیا اور کہا مجھے پانچ روپے دو اس کے سامنے عذر خواہی کی اور کہا میں نے تجھے بہت تلاش کیا کہ تجھے واپس دیتا اس نے کہا میں تجھے اس وقت تک نہیں جانے دوں گا جب تک تو میرا مطالبہ پورا نہ کرے گا میں نے کہا اس وقت میرے پاس تو نہیں کہ تجھے دوں اس نے کہا مجھے ایک انگلی اپنے جسم میں گاڑنے دو پھر گزر جانا پس اس نے اپنی انگشت میرے سینہ میں گاڑی اور میں اس کی سوزش کی وجہ سے فریاد کرتا ہوا بیدار ہوا دیکھا تو جس جگہ اس نے انگلی گاڑی تھی زخم ہے اور اب تک مجروح ہوں جو دوائی بھی کرتا ہوں کارگر نہیں ہوتی اور اس نے اپنے سینہ کو کھول کر زخم دکھایا جب لوگوں نے دیکھا آہ و فریاد کرنے لگے اور وہ عطار عذاب الٰہی کی سختی سے ڈرا اور اس ہندی شہزادہ کو گھر لے جا کر اس کی امانت اسے واپس کی اور معذرت کی۔

حضرت عیسیٰؑ اور لکڑہارا

جناب عیسیٰؑ کا گزر ایک بستی سے ہوا شب باشی کی جگہ تلاش کی شہر کے کنارے ایک بڑھیا کی جھونپڑی نظر آئی رات گزارنے کی درخواست کی بڑھیا رضامند ہو گئی اس کا بیٹا لکڑہارا لکڑیاں لے کر آیا۔ حضرت نے دیکھا باوجود جوان ہونے کے بہت کمزور ہے رنگ پیلا ہے آپ نے اس کمزوری کا سبب پوچھا اس نے عرض کی چونکہ مرض لاعلاج ہے بتانا نہیں چاہتا مگر چونکہ آپ مُصر ہیں لہذا بتاتا ہوں ایک دن لکڑیاں سر پر رکھے لا رہا تھا بالائے محل

شہزادی کو دیکھا اس پر سو جان سے عاشق ہوگیا ہوں یہ یقین رکھتا ہوں کہ مجھے اس کا وصل نصیب نہیں ہوسکتا اس کے فراق میں گھل گھل کر مر رہا ہوں حضرت نے فرمایا پریشان نہ ہو خدا نے چاہا تو تیری مراد بر آئے گی وہ حضرت کو پہچانتا نہ تھا صبح آپ نے فرمایا اب جو میں کہوں کر۔ صبح ہی بادشاہ کے محل کے پاس کھڑا ہو جانا جب وزیر اعظم آئے تو بے خوف و ہراس اس کا دامن پکڑ لینا کہ میرا یہ پیغام بادشاہ تک پہنچا دے کہ میں آپ کی لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہوں اگر وہ تجھے مارے تو پٹ جانا گالیاں دے تو سن لینا۔ شام تک وہیں کھڑے رہنا جب وزیر باہر نکلے تو پوچھنا کیا جواب لائے جو کچھ کہے مجھے بیان کرنا۔

جوان نے ایسا ہی کیا وزیر اُسے دیوانہ سمجھ کر ہنستا ہُوا چلا گیا جب دربار میں پہنچا تو بادشاہ نے شہر کے حالات پوچھے وزیر نے اثنائے کلام میں یہ دل لگی کی! بھی شادی بادشاہ نے کہا بلاؤ ذرا دیر تفریح ہی رہے گی۔ لکڑہارا آیا، بادشاہ نے پوچھا کیا میری لڑکی سے شادی کرنا چاہتا ہے۔ اُس نے کہا، جی ہاں بادشاہ نے کہا اس کا مہر "سونے کی ایک سِل" ہے۔ اس نے کہا کل جواب دوں گا لکڑہارا واپس آیا حضرت عیسیٰؑ کو سب ماجرا سنایا۔ فرمایا اطمینان سے سو جا۔ صبح دیکھا جائے گا۔ صبح ہوئی فرمایا۔ اتنا بڑا پتھر اٹھا کر لا۔ جسے تُو شاہی محل تک لے جا سکے وہ لے آیا آپ نے دُعا فرمائی سونا ہوگیا فرمایا اس کو لے جا۔ اور شاہی محل کے سامنے پیر کے نیچے رکھ کر کھڑے ہو جانا جب وزیر آئے تو کہہ دینا کہ بادشاہ سے کہو کہ مہر لایا ہوں اُس نے ایسا ہی کیا۔ وزیر نے بادشاہ سے جا کر بیان کیا، بادشاہ نے اُسے طلب کیا وُہ چٹان اٹھا کر بادشاہ کے سامنے آیا دیکھا تو واقعی سونا تھا بادشاہ نے وزیر سے کہا اب کیا ہو؟ اس نے کہا حضور ایسا معلوم ہوتا ہے اس کو جنگل میں کوئی خزانہ مل گیا ہے اسے فرمایئے کہ تو مہر تو لے آیا۔ شہزادی کے سہرے کیلئے ایک ٹوکری موتی بھی لے آ۔ بادشاہ نے یہی کہہ دیا۔ واپس آیا حضرت عیسیٰؑ سے ذکر کیا فرمایا یہ خواہش بھی پوری ہو جائے گی۔ جب صبح ہوئی فرمایا ایک ٹوکری میں چھوٹی چھوٹی کنکریاں بھر لا۔ وہ لے آیا آپ نے پھر دُعا فرمائی وہ کنکریاں موتی بن گئیں وہ موتیوں کا ٹوکرا لے کر بادشاہ کے پاس آیا۔ حضرت عیسیٰ یہ معجزہ دکھا کر وہاں سے چلے گئے وزیر اسے لے کر شاہی محل میں داخل ہُوا بادشاہ نے وزیر سے کہا اب کیا ہو۔ اس نے کہا۔ اسے کہہ دیجئے شہزادی کے لئے جوڑا لے آ۔ بادشاہ نے کہا وعدہ خلافی بادشاہوں کی شان کے خلاف ہے۔ جو کچھ ہوا اب میں شہزادی کے ساتھ اس کی شادی ضرور کروں گا۔ نوکروں کو حکم دیا اسے حمام میں لے جاؤ نہلا کر لباس فاخرہ پہناؤ۔ آج سے یہ میرا داماد ہے الغرض شادی ہوگئی اور لکڑہارا شہزادی کے ساتھ رہنے لگا بادشاہ

کے کوئی اولاد اس لڑکی کے سوا نہ تھی اتفاقاً چند روز بعد بادشاہ مرگیا اور یہ لکڑہارا اس کی جگہ بادشاہ ہوگیا اور انتظام سلطنت میں مشغول رہنے لگا کچھ عرصہ بعد حضرت عیسیٰؑ کا پھر اس بستی کی طرف گذر ہوا اس روز شاہی جلوس بازار سے گزر رہا تھا آپ ایک مقام پر کھڑے ہوگئے جب شاہی سواری آپ کے قریب پہنچی تو بادشاہ نے آپ کو پہچان لیا گھوڑے سے اتر پڑا اور دستِ مبارک پر بوسہ دیکر اظہار تشکر کیا آپ نے فرمایا بتا اب کیا حال ہے ؛ اس نے کہا سخت متفکر و پریشان ہوں ۔ فرمایا کیا وجہ ؟ اب تو تُو مالک سلطنت ہے اس نے عرض کی یہ صحیح ہے لیکن " آنکہ غم نانے بود واکنوں غم جہانے " حضرت نے فرمایا پھر اب کیا چاہتا ہے اس نے عرض کی مجھے اپنی پہلی ہی حالت پسند تھی فرمایا اگر یہ بات ہے تو اس شاہی جاہ و جلال کو ترک کرکے میرے ساتھ ہو جاؤ ۔ چنانچہ اس نے شاہی لباس اُتار پھینکا اور حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ ہو گیا ۔ حضرت نے اُسے اپنے حواریین میں لے لیا ۔ رسالہ نور نومبر ۱۹۱۸ء

دعبل خزاعی کا عمدہ واقعہ

یہ محمدؐ و آلِ محمدؐ کا مداح شاعر تھا اور مرو میں امام ہشتم علی رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ عرض کی یا حضرتؑ میں نے آپ کا قصیدہ لکھا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ حضرت میری زبان سے سُنیں اس مشہور قصیدے کے ایک سو بیس ۱۲۰ سے زیادہ شعر ہیں اس نے حضرت کے سامنے پڑھا ۔ حضرتؑ نے پسند فرمایا ۔ حضرتؑ گھر کے اندر تشریف لے گئے ایک سو دینار کی تھیلی دعبل کے پاس بھیج دی اس نے واپس کرکے عرض کیا کہ میں نے یہ قصیدہ کسی دنیاوی لالچ کے لئے نہیں کہا اگر حضرت اپنے کپڑوں میں سے ایک کپڑا مجھے عنایت فرمادیں تو میرے لئے فخر کا باعث ہوگا ۔ حضرت نے ایک جامہ اس تھیلی کے ہمراہ بھیج دیا اور فرمایا اس کو حفاظت سے رکھنا کیونکہ تجھے اس کی حاجت ہوگی اور تیرے کام آئے گی ۔ دعبل سفر کی منزلیں طے کرکے قم میں پہنچا ، اہل قم کے مومنین نے درخواست کی کہ وہ جامہ ان کو بعوض ایک ہزار دینار دے دے اس نے دینے سے انکار کر دیا جب وہ قم سے دو تین منزل نکل گیا لوگ اس کے پیچھے پہنچ گئے اور اس کو جا پکڑا اس سے وہ کپڑا چھین لیا ۔ اس وجہ سے وہ دوبارہ قم میں واپس آگیا اور اس شرط پر کپڑے کی فروخت پر رضامند ہوگیا کہ اس کا ایک ٹکڑا اس کے پاس بھی رہنے دیا جائے جب وہ ہمراہ قافلہ چند منزل گئے تو رہزنوں کا ایک جتھا انہیں ملا اور انہوں نے سب کے ہاتھ گردن میں باندھ کر زمین پر گرا دیا اور قافلہ کو لوٹ لیا ۔ پھر لوٹا ہُوا مال آپس میں تقسیم کرنے لگے دعبل نے سُنا کہ ایک شخص اس قصیدہ کو دوبارہ پڑھ رہا ہے اور کہ یہ قصیدہ

اس شخص کا لکھا ہُوا ہے جو خزاعہ قبیلے سے ہے۔ دعبل نے کہا وُہ تو میں ہوں۔ اتفاقاً وہ شخص ان رہزنوں کے جتھے کا سردار تھا اور جب اس کو ظاہر ہُوا کہ دعبل سچ کہتا ہے تو انہوں نے قافلہ کو چھوڑ دیا اور اُن کا سب مال واسباب واپس کر دیا کیونکہ ان کے پاس ایک کوڑی تک نہ رہی تھی اور ایک آدمی بطور بدرقہ اُن کے ہمراہ کر دیا تاکہ اُن کو محفوظ جگہ تک پہنچا دے۔ جب دعبل گھر پہنچا تو دیکھا کہ عرب کے چوروں نے اس کا گھر گرا دیا ہوا ہے اور سب سامان چُرا کر لے گئے ہیں۔ شیعوں کو معلوم ہُوا کہ امامؑ نے اس کو دینار عطا کئے ہیں وُہ اس کے گرد جمع ہو گئے اور بطور تبرک ہر ایک شخص نے ایک ایک دینار کے بعوض ایک ایک ہزار دینار خریدا۔ اس وقت دعبل سمجھا کہ حضرت کے اس روپیہ دینے کا کہ تمہیں جلدی ہی اس کی حاجت ہو گی، کا کیا مقصد تھا؟

دعبل کی ایک کنیز تھی جس سے اس کو بہت محبت تھی اس کو گھر پر چھوڑ گیا تھا جب واپس آیا۔ تو وُہ کنیز بیماری سے کچھ دیکھ نہ سکتی تھی اس سے بہت رنجیدہ ہُوا۔ اسی تشویش میں تھا کہ اس کے دل میں خیال آیا اور وُہ پارچہ جو قم سے لایا تھا نکال کر کنیز کی آنکھ سے باندھا چنانچہ جب دن چڑھا تو معلوم ہُوا، آنکھیں پہلے سے زیادہ روشن ہو گئی تھیں اس نے اللہ کا شکر ادا کیا پھر اس پارچہ کی بدولت اور بھی اس قسم کے مریضوں نے شفا پائی۔ (امام مبین سوانح حضرت علی رضاؑ)

شبلی نعمانی کی، نعمان کے بارے حق بیانی

ہمارے تذکرہ نویسوں نے امام کے عادات واخلاق کی جو تصویر کھینچی ہے۔ اس میں خوش اعتقادی اور مبالغہ کا اس قدر رنگ بھرا ہے کہ امام صاحب کی اصل صورت پہچانی نہیں جاتی۔ چالیس برس تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی اور تیس برس تک متصل روزے رکھے جہاں وفات کی اس جگہ سات ہزار قرآن پاک ختم کئے۔ نہر کوفہ میں مشتبہ گوشت کا ٹکڑا پڑ گیا تو اس خیال سے کہ اسے مچھلیوں نے کھایا ہو گا اور مچھلیاں بہت دنوں تک زندہ رہتی ہیں ایک مدت تک مچھلی نہیں کھائی اسی طرح ایک شبہ پر ایک بکری کا گوشت کھانا چھوڑ دیا۔ ان کا ذاتی صرف۔ صرف دس آنہ ماہوار تھا یہ اور اس قسم کے بہت سے افسانے ان کی نسبت مشہور ہیں اور لطف یہ ہے کہ ہمارے مورخین ان ہی دور از کار قصوں کو امام کے کمالات کا جوہر سمجھتے ہیں حالانکہ یہ واقعات نہ تاریخی اصول سے ثابت ہیں نہ اس سے کسی کے شرف پر استدلال ہو سکتا ہے۔ سیرۃ النعمان۔

شاندار محل میں دو عیب

ایک بادشاہ نے کثیر رقم خرچ کر کے شاندار محل تعمیر کرایا محل کی تعمیر مکمل ہوگئی تو اس نے اپنی مملکت کے معززین ماہرین اور خاص و عام کو مدعو کیا اور پوچھا "ہر شخص یہ محل غور سے دیکھے اور وہ عیب بتائے جو اس میں موجود ہو اور ہماری نگاہوں سے چوک گیا ہو"۔ سب نے دیدہ ریزی سے محل کا معائنہ کیا وہ ان کی توقعات سے بہتر اور بے عیب تھا چنانچہ ہر شخص نے اس کی تعریف کی اور کہا "بلاشبہ یہ محل فن تعمیر کا اعلیٰ نمونہ ہے بظاہر اس میں کوئی عیب نظر نہیں آتا" انہیں لوگوں میں ایک مرد حق بھی تھا جب سب لوگ اپنی رائے دے چکے تو اس نے بلند آواز سے کہا۔ "اس میں دو بڑے عیب ہیں" بادشاہ نے حیران ہو کر پوچھا وہ کون سے؟ اس نے بتایا پہلا عیب یہ ہے کہ یہ محل فانی ہے ایک دن برباد ہو جائے گا اور دوسرا عیب یہ ہے کہ اس میں رہنے والا بھی ایک روز مر جائے گا"۔ بادشاہ نے ناگواری سے کہا: "کوئی ایسی عمارت بھی ہے جو کبھی برباد نہ ہو اور جس کا مکین کبھی نہ مرے"۔ مرد حق نے بے جھجک کہا "ہاں! وہ جنت ہے"۔ پھر اس نے جنت اور جہنم کے متعلق ایسا وعظ کیا کہ بادشاہ پر رقت طاری ہوگئی اس نے اسی وقت حکومت کو خیرباد کہا اور ویرانوں میں نکل گئے یاد الٰہی میں مصروف ہوگیا۔

محقق طوسی کی دانائی

محقق طوسی نے ہلاکو خان کو ایک رصد خانے کی تعمیر کی تجویز پیش کی۔ ہلاکو خان ایک بے علم اور درشت مزاج شخص تھا۔ اُس نے اخراجات کی تفصیل سُن کر طوسی سے کہا "یہ زر کثیر برباد کرنے سے کیا حاصل ہوگا"؟ طوسی نے جواب دیا: "اس رصد خانے کے بہت سے فائدے ہیں سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ ہمیں ستاروں کا حال معلوم کرنے میں آسانی ہو جائے گی پھر ہم پیش آنے والے واقعات میں زیادہ صحیح پیش گوئیاں کر سکتے ہیں" پیش گوئیاں" ہلاکو نے تلخی سے منہ بنایا "فرض کرو اگر کسی جنگ میں مجھے شکست ہونے والی ہو اور نجوم کے ذریعے اس کا علم قبل از وقت ہو جائے تو کیا یہ ممکن ہوگا کہ میں اس شکست کو فتح میں بدلنے کی کوئی صورت نکال لوں" طوسی نے جھجک کر جواب دیا یہ کس کے بس کی بات ہے؟ جو واقعہ رونما ہونے والا ہے وہ تو بہر حال ہو کے رہتا ہے اس سے مفر ممکن نہیں" ہلاکو خان نے ناراضگی سے کہا۔ "پھر اس پیشگوئی سے کیا فائدہ"؟ محقق طوسی کے لئے یہ سوال بڑا سخت تھا وہ چند لمحے سوچتا رہا۔ پھر اس نے ایک طشت اٹھایا اور ہلاکو خان سے درخواست کی۔ "آپ یہ طشت کسی غلام کو دے دیجئے اور حکم دیجئے کہ جس وقت آپ درباریوں کے ساتھ بیٹھے ہوں وہ اسے چھت سے نیچے پھینک دے۔ ہلاکو خان تجسس میں پڑ گیا تو طوسی نے

کہا "آپ پہلے میری درخواست قبول کر لیجئے پھر بعد میں جواب دوں گا" ہلاکو نے یہی کیا طشت کے گرنے کا اصل احوال چونکہ طوسی اور ہلاکو خان کو ہی معلوم تھا اس لئے یہ دونوں جہاں تھے کسی تشویش کے بغیر وہیں بیٹھے رہے لیکن دربار کے دوسرے لوگ جو اس ماجرے سے قطعاً ناواقف تھے طشت کے اچانک اس طرح گرنے سے گھبرا گئے اور ایک کھلبلی سی مچ گئی۔ الغرض اچھا خاصا طوفان بدتمیزی برپا ہو گیا۔ طوسی نے ہلاکو خان کو مخاطب ہو کر کہا۔ "دیکھا آپ نے۔ آپ نے اور میں نے اپنی جگہ سے ایک ذرا بھی حرکت نہیں کی لیکن دوسرے لوگ بدحواس ہو گئے اور اِدھر اُدھر بھاگنے لگے اور وہ بلائے ناگہانی سے نہ جانے کس کس وہم و گمان میں پڑ گئے ایسا کیوں ہوا؟ ہلاکو خان نے کہا "ہمارے اطمینان کی وجہ یہ تھی کہ ہم طشت گرنے کے اصل حال سے آشنا تھے" طوسی نے کہا۔ بلاشبہ پیش آنے والے واقعات علم نجوم سے ٹالے نہیں جا سکتے لیکن ہم اپنی جگہ اسی طرح مطمئن رہتے ہیں جس طرح طشت گرتے وقت تھے ہلاکو خان نے رصد خانے کی فوراً منظوری دے دی۔

نفسیات کا اثر

ایک خاتون نے ایک دوا فروش سے کسٹر آئل مانگتے ہوئے کہا "کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ پیتے وقت اس کا ذائقہ محسوس نہ ہو" آپ اسے ٹیوب کے ذریعے پی سکتی ہیں ویسے ذرا ٹھہریئے میں کوئی اور طریقہ سوچتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ ایک موٹی سی کتاب کی ورق گردانی کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے لیمن کا ایک گلاس میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ "اتنی دیر آپ لیمن نوش فرمائیں" خاتون لیمن پینے لگی اور دکاندار مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ خاتون نے خالی گلاس میز پر رکھا تو دکاندار نے کتاب بند کر دی اور مسکراتے ہوئے کہا "بدذائقہ تو نہیں تھا"

۲۔ پاکستان بننے سے پہلے مری کے ٹی بی ہسپتال سے ایک ہی تاریخ کو دو مریض فارغ کئے گئے۔ ایک کے کارڈ میں درج تھا تم ٹھیک اور تندرست ہو دوسرے میں درج تھا۔ تم لاعلاج ہو لیکن کارڈ غلطی سے بدل گیا۔ چند ماہ بعد ایک مریض نے ڈاکٹر کا آکر شکریہ ادا کیا۔ ڈاکٹر بھانپ گیا کہ یہ تو لاعلاج تھا۔ پھر دوسرے مریض کے ساتھ رابطہ قائم کیا وہ فوت ہو چکا تھا یہ کارڈ کی تبدیلی نے نفسیاتی اثر ڈالا، تندرست فوت ہو گیا اور لاعلاج صحت یاب ہو گیا۔

استاد علم دے سکتا ہے عقل نہیں

ایک بادشاہ اپنے بچے کو علم نجوم دلانے کا خواہاں تھا بادشاہ نے اپنے زمانے کے ماہر نجوم کے سپرد کیا طویل

عرصے کے بعد شہزادے کو اس قابل کر دیا کہ وہ ہر سوال کا جواب دے سکے۔ استاد شاگرد کو لے کر دربار میں حاضر ہوا۔ کہا آپ اپنے بیٹے کو آزما سکتے ہیں۔ بادشاہ نے شہزادے سے کہا اس وقت میری مٹھی میں کیا ہے؟ شہزادے نے حساب لگایا اور کہا آپ کی مٹھی میں اس وقت چکی کا پاٹ ہے۔ بادشاہ یہ سن کر غصے میں آگیا اس کے استاد سے کہا معلوم ہوتا ہے شہزادے کو کچھ معلوم ہی نہیں۔ استاد نے کہا اس میں میرا کوئی قصور نہیں میں نے شہزادے کو علم نجوم مکمل سکھا دیا ہے اس وقت ہمارے حساب میں آپ کی مٹھی میں ایک ایسی چیز ہے جو اندر سے خالی اور باہر سے گول ہے یہ اب شہزادے کو سوچنا چاہیے تھا کہ مٹھی میں کیا ہو سکتا ہے یہ انگوٹھی بھی ہو سکتی ہے چکی کا پاٹ بھی ہو سکتا ہے اور یہ کوئی اور چیز بھی ہو سکتی ہے شہزادے نے عقل سے کام نہ لیا اور بے وقوفوں کی طرح کہہ دیا کہ یہ چکی کا پاٹ ہے حالانکہ چکی کا پاٹ مٹھی میں نہیں آسکتا۔ ماہر نجوم نے کہا اس وقت آپ کی مٹھی میں انگوٹھی تھی۔ کوئی استاد کسی کو علم دے سکتا ہے عقل نہیں دے سکتا۔

غالبؔ کی دانائی

۱۸۵۷ء میں انگریز باغیوں کو پھانسی پر چڑھا رہا تھا پھانسی پانے والوں کی قطار لگی ہوئی تھی اور پھانسی کا حکم دینے سے پیشتر مجسٹریٹ ہر شخص سے پوچھتا تھا کہ آیا مسلمان ہے؟ دریں اثنا ایک شخص آیا حاکم نے اس پر بھی وہی سوال دہرایا جس پر اس نے جواب دیا کہ وہ نصف مسلمان ہے* حاکم یہ سن کر ہنسا اور دوسرے افسر سے کہا کہ یہ شخص ذہین نظر آتا ہے اور پھر پوچھا یہ شخص ہے کون؟ اس افسر نے کہا یہ ہندوستان کا ممتاز شاعر غالبؔ ہے مجسٹریٹ نے مرزا غالبؔ کو ہندوستان کا سرمایہ سمجھ کر آزاد کر دیا یہی وجہ ہے کہ انگلستان میں دانشوروں کی بہتات ہے۔

عُجب کی مذمت (چار ولغات)

مروی ہے ملکوں کی سیاحت کرنا حضرت عیسیٰؑ کی شریعت میں داخل تھا ایک مرتبہ آپ سفر کر رہے تھے اور ایک مرد کوتاہ قد آپ کے اصحاب میں سے آپ کے ساتھ تھا عیسیٰؑ نے بسم اللہ کہا اور پانی پر روانہ ہوئے جب اس مرد کوتاہ نے یہ حال دیکھا تو اس نے بھی بسم اللہ کہا اور پانی پر روانہ ہوا جب حضرت عیسیٰؑ تک پہنچا اس وقت دل میں عجب کیا اور کہا یہ عیسیٰؑ روح اللہ ہیں پانی پر چلتے ہیں میں بھی پانی پر چلتا ہوں پس ان کی فضیلت مجھ پر کس وجہ سے ہے؟ جب اس کے دل میں اس طرح کا خیال گذرا تو پانی میں ڈوبنے لگا اور حضرت عیسیٰؑ سے استغاثہ شروع کیا حضرت عیسیٰؑ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر پانی سے باہر نکالا۔ اور کہا کیا خیال کیا اس نے جو دل میں گزرا تھا بیان کیا تو حضرت نے فرمایا تو اپنی حد سے بڑھ گیا تھا۔

* اور ایک قول کے مطابق شراب پیتا ہوں (مگر) سور کا گوشت نہیں کھاتا۔

اس لئے خدا نے تجھ پر غضب کیا توبہ کر پس اس نے توبہ کی تو اس کی حالت پہلے کی طرح ہو گئی۔

۲۔ ایک روز حذیفہ نے نماز جماعت پڑھا کر کہا کہ دوسرا امام اپنے لئے تلاش کرو یا تنہا نماز پڑھا کرو کیونکہ میرے دل میں گذرا ہے کہ تم لوگوں میں سوائے میرے کوئی بہتر نہیں ہے۔

۳۔ کہا جاتا ہے ایک شجاع روزگار جب لڑائی کے وقت دشمن کے مقابل آتا تھا تو اس کا رنگ زرد ہو جاتا تھا اس کا دل پریشان ہو جاتا تھا اور اس کے ہاتھ پاؤں کانپتے تھے اس سے دریافت کیا گیا کہ باوجود شجاع نامدار ہونے کے پھر تیری کیا حالت ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ میں نے اپنے دشمن کی آزمائش نہیں کی شاید وہ مجھ سے زیادہ شجاع ہو۔ (یہ عُجب کا علاج ہے)

۴۔ اپنے کو حقیر و ذلیل جاننا بہت بہتر صفت ہے۔ بعض روایات میں ہے کہ جب خداوند عالم نے پہاڑوں پر وحی کی کہ میں نوحؑ کی کشتی کو کسی پہاڑ پر ساکن کر دوں گا تو تمام پہاڑوں نے اپنا سر بلند کیا۔ مگر جودی پہاڑ جو اپنے کو حقیر سمجھا تھا کہنے لگا کہ بمقابلہ ان پہاڑوں کے کہاں وہ کشتی مجھ پر ٹھہرے گی۔ پس وہ کشتی اسی وجہ سے اس پہاڑ پر ساکن ہوئی۔ شکستہ نفسی کا بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ ایسا شخص تمام آدمیوں کے نزدیک بزرگ و محترم رہتا ہے سب اس کو دوست رکھتے ہیں بخلاف اس شخص کے جو اپنے کو بزرگ سمجھتا ہے بالضرور اس سے تمام آدمی نفرت کریں گے۔ عروج السعادۃ۔

سخن چینی دو خاندانوں کی تباہی کا باعث بنی

نقل ہے کسی نے ایک غلام کو فروخت کیا اور خریدار سے کہا کہ یہ غلام سوائے سخن چینی کے کوئی عیب نہیں رکھتا ہے۔ خریدار نے کہا میں راضی ہوں اس کو خریدا اور گھر لے گیا جب چند روز اسی طرح گزر گئے۔ ایک روز اس غلام نے اپنی مالکہ سے کہا کہ مجھ کو معلوم ہوا ہے کہ میرا آقا تجھ کو دوست نہیں رکھتا اس لئے دوسری عورت کرنا چاہتا ہے عورت نے کہا اس کا علاج۔ اُس نے کہا آقا کی داڑھی کے تھوڑے بال مجھ کو لا دے تو میں اس پر کوئی افسون پڑھوں گا جس کے باعث وہ تیرا مطیع ہوگا عورت نے کہا کس طرح اس کی داڑھی کے بال بدست کر سکتی ہوں اس نے کہا جب وہ آرام کرے تو تیغ سے چند بال داڑھی کے تراش کر مجھ کو لا دے اس کے بعد وہ اپنے آقا کی خدمت میں گیا اور کہا آپ کی عورت نے کسی بیگانہ سے راہ و رسم اختیار کی ہے۔ اور آپ کو مار ڈالنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر آپ میرے قول کی تصدیق کرنا چاہتے ہیں تو اپنے کو نیند میں ڈال کر ملاحظہ کیجئے تو روشن ہو جائے گا آقا نے مکان

پر جاکر اسی طرح عمل کیا اور دیکھا اس کی عورت تیغ لے کر سرہانے آئی ہے غلام کے کہنے کا یقین کر کے فوراً اس عورت کو قتل کیا اسی وقت اس غلام نے اس عورت کے خویش و اقارب کو جاکر خبر دی تو ان لوگوں نے آکر اس آقا کو مار ڈالا اس عورت و آقا کے خاندان میں وہ تلوار چلی کہ ایک جماعت کثیر قتل ہوئی۔ عروج السعادۃ۔

مومن کی ملاقات کا اجر جنّت ہے

رسولؐ خدا نے فرمایا جبرئیل نے مجھے خبر دی کہ اللہ نے زمین پر ایک فرشتہ بھیجا اور وہ اس مکان کے دروازے پر پہنچا جس پر ایک مرد کھڑا ہوا اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کرتا تھا۔ اس فرشتے نے کہا۔ مالک مکان سے کیا کام ہے؟ اس نے کہا وہ میرا مسلمان بھائی ہے اور خدا کیلئے اسے دیکھنے آیا ہوں فرشتے نے کہا تجھ کو اس کے سوا اور کوئی کام نہیں ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ فرشتے نے کہا خدا نے مجھ کو تیری طرف بھیجا ہے اور بعد سلام کہتا ہے کہ بہشت تیرے لئے واجب ہوا نیز فرمایا اللہ فرماتا ہے جو مسلمان کسی مسلمان کی زیارت کرے تو اس نے اس کی زیارت نہ کی بلکہ میری زیارت کی اور اس کا ثواب بہشت ہے۔ عروج السعادۃ۔

افشائے راز باعث ہلاکت ہوجاتا ہے

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ افشائے راز سے بہت فساد برپا ہوتے ہیں اس وجہ سے منع کیا گیا ہے کہ اپنا کوئی راز دوستوں سے نہ کہا جائے جب آپ خود اپنا راز نہ چھپا سکے تو دوسرے آپ کے راز کو کیونکر اخفا کریں گے۔ جب مہدی عباسی نے اپنے فرزندوں ہادی اور ہارون کو ترتیب کے ساتھ ولی عہد بنایا تو اس کی وفات کے بعد ہادی تخت خلافت پر بیٹھا تو اس نے ہارون سے ترکِ خلافت کرنے اور اپنے فرزند جعفر سے بیعت کرنے کی بہت کوشش کی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخرکار ہادی نے اپنے بھائی کو قتل کرنا چاہا اور اس ارادہ کو بعض ارکان دولت اور اہل حرم پر ظاہر کیا۔ خیزران جو ہادی اور ہارون کی ماں تھی اس کو اس ارادہ کا علم ہوگیا چونکہ یہ ہارون کے ساتھ محبت کرتی تھی اس لئے ہادی کو زہر دے کر ملک عدم کو روانہ کیا۔ (عروج السعادۃ)

دوسروں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کون کرسکتا ہے

جب آدمی دوسروں کے مال یا اُن کی مدح ثنا

کی امید رکھے گا تو وہ دوسروں کی اصلاح اور اُن کو امر بالمعروف اور نہی منکر نہیں کر سکتا۔ کہا جاتا ہے ایک بزرگ نے اپنے مکان میں بلّی پالی تھی اور قصاب کی دکان اس کے مکان کے قریب تھی تو وہ بزرگ ہر روز اس قصاب سے اپنی بلّی کے واسطے تھوڑا گوشت لیتا تھا ایک روز اس نے اس قصاب کو کسی معصیت کا مرتکب ہوتا دیکھا تو پہلے اپنے گھر میں آکر بلّی کو اپنے گھر سے نکال دیا پھر قصاب کو معصیت سے منع کیا اور سخت و سست کہا قصاب نے جواب دیا کہ اب تیری بلّی کو گوشت نہیں دیا جائے گا۔ اس نے کہا کہ جب میں نے بلّی کو گھر سے نکال دیا اور طمع کو منقطع کر چکا ہوں اس وقت تیری نصیحت کو آیا ہوں (معراج السعادۃ)

ریاست گوالیار کے ہندو راجہ کی عزاداری

مہاراجہ گوالیار کی شادی کی تاریخ پنڈتوں نے عین دسویں محرم مقرر کی مسلمان رعایا کا وفد مہاراجہ سے ملا اور کہا کہ ان داتا آپ کی شادی میں ہم لوگ شریک نہ ہو سکیں گے۔ کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ دسویں محرم کو امام حسینؑ کی شہادت ہے اور مسلمان غم مناتے ہیں پنڈتوں نے مسلمانوں کی ایک نہ سُنی اور دس محرم کو شہر گوالیار سے شادی کے انتظامات مکمل کر لئے۔ ہندوستان کے تقریباً سب راجہ اور نواب مدعو تھے شام ہو رہی تھی کہ ایک سیاہ آندھی چلی، بجلی فیل ہو گئی، شامیانے اور خیمے سب اڑ گئے، راجہ صاحب اپنے مصاحبین کے ہمراہ شہر میں داخل ہوئے آندھی چل رہی تھی انہوں نے دیکھا کہ ایک چھپر کے نیچے چھوٹا سا تعزیہ رکھا ہے اور اس کے پاس ایک بوڑھی عورت ماتمِ حسینؑ کر رہی ہے چراغ بھی جل رہا ہے راجہ کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی وہ دیر تک غور کرتا رہا کہ یہ ماجرا کیا ہے اطراف کے چھپر اڑ چکے ہیں چراغ گل ہو چکے ہیں لیکن یہاں پر آندھی کا کوئی اثر نہیں وہ قائل ہو گیا کہ حسینؑ کوئی پرماتما ضرور ہیں اور اُن کا یہ معجزہ ہے مجھے اس تاریخ شادی نہ کرنی چاہیئے تھی اس معجزہ کو دیکھ کر مہاراجہ مادھو راؤ سندھیہ حسینؑ کا غم مناتا اور محرم کے دس یوم سبز کپڑے پہنتا سرکاری اخراجات سے نہایت بلند بالا تعزیہ بناتا اور اسے روز عاشورہ خود برہنہ پا ہو کر کندھے پر رکھ کر چلتا دس روز نذر حسینؑ کے کھانے کھلاتا اس نذر کو مرہٹے بطور برکت کھاتے اور سبز کپڑے پہن کر غم حسینؑ مناتے تھے۔ مرہٹے تعزیئے کے سامنے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہوتے اور منت مرادیں مانگتے اور مرادیں حاصل کرتے یہ اعتقاد ریاست گوالیار کے جملہ مرہٹوں کا تھا ریاست گوالیار میں حسینؑ کے معجزے کی برکت سے تبلیغ حسینیت اور عزاداری آج تک ہوا کرتی ہے (ہفت روزہ اسد ۱۹۹۰ء)

مومن کو مشرک نے پناہ دی۔ اجر

ایک بادشاہ جبار کی مملکت میں ایک مومن تھا۔ اس بادشاہ ظالم نے اس کو ایذاء دینے کا قصد کیا تو اس مومن نے بھاگ کر کسی مشرک کے گھر پناہ لی اس مشرک نے اس کے ساتھ مہربانی کی اور حق مہمانی بجا لایا۔ جب اس مشرک کا وقت نزع قریب پہنچا تو پروردگار عالم نے اس کو وحی کی کہ میری عزت جلال کی قسم ہے کہ اگر تو کافر نہ ہوتا تو بہشت تیرا مقام ہوتا پس مشرک پر بہشت حرام ہے لیکن اے دوزخ کی آگ اس کو ڈرا اور مضطرب کر مگر اس کو ایذا نہ پہنچانا اس کی روزی برابر پہنچے گی۔ عروج السعادۃ۔

سلطان سلجوقی اور بڑھیا

منقول ہے سلطان سلجوقی نے کسی نہر کے کنارے شکار کھیل کر ایک ساعت کسی سبزہ زار میں آرام کیا اس کے غلام خاص نے جب ایک گائے کو نہر کے کنارے چرتے دیکھا تو اسے ذبح کر کے اس کے گوشت کے کباب بنائے اس کی مالکہ ایک بڑھیا تھی جس کے چار یتیم بچے تھے اس کی وجہ معیشت اس کے دودھ پر تھی جب اس بڑھیا کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو ایک سرد آہ کھینچی سر پر برقعہ ڈال کر اس پل پر جس طرف سے بادشاہ گزرنے والا تھا بیٹھی۔ بادشاہ جب قریب پہنچا تو وہ بڑھیا با دیدۂ گریاں بادشاہ سے متوجہ ہوئی۔ اور کہا کہ اگر تو میری دادرسی اس پل پر نہیں دیتا ہے تو میں پل صراط پر داد چاہوں گی۔ خصومت کا ہاتھ تیرے دامن سے نہ اٹھاؤں گی۔ بتا ان دو پلوں سے کس پل کو اختیار کرنا چاہتا ہے۔ بادشاہ اس بات کو سن کر نہایت خوفزدہ ہوا اور کہا مجھ کو پل صراط کی طاقت نہیں تجھ پر کیا ستم ہوا ہے جلدی بیان کر۔ اس بڑھیا نے حقیقت حال اس سے عرض کی بادشاہ نے متاثر ہو کر اس غلام کی سیاست کا حکم دیا۔ اس کی گائے کے عوض ستر اور دوسری روایت میں دو سو گائے اپنے خاصہ کی اس کو دے دیں۔

کہتے ہیں اس بادشاہ نے رحلت کی تو بڑھیا اس کی قبر پر بیٹھی اور کہتی تھی۔ "اے پروردگار جس وقت میں بے کسی کی حالت میں تھی تو اس نے میری دستگیری کی آج وہ بے کس ہے تو اس کی دستگیری کر" اس زمانہ کے نیکوں میں سے ایک شخص نے بادشاہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا؟ اس نے کہا اگر وہ بڑھیا دعا نہ کرتی تو مجھ پر وہ عذاب کیا جاتا کہ اگر وہ تمام روئے زمین پر تقسیم کیا جائے تو عذاب میں مبتلا ہو جاتے۔ عروج السعادۃ۔

سلطان محمودِ غزنوی کی عُمدہ داستان

مشہور ہے کہ سلطان محمود غزنوی ایک رات بستر پر لیٹا اس کو نیند نہ آئی حالانکہ وہ ایک پہلو سے دوسرا پہلو بدلتا رہا ۔ آخر کار دل میں کہنے لگا شاید کوئی مظلوم میرے مکان میں بغرض فریاد آیا ہوگا ۔ اس کے دستِ داد خواہی نے میرے خواب کو باندھا ہے پس پاسبانوں کو حکم دیا کہ محل کے اطراف میں تلاش کریں نگہبانوں نے جستجو کی مگر کسی کو نہ پایا ۔ پھر بھی اس بادشاہ کو نیند نہ آئی ۔ دوسری تیسری بار یہی صورت پیش آئی چوتھی مرتبہ خود اُٹھا اپنے دولت سرائے اطراف میں خود پھرنے لگا ۔ اپنی قریب کی چھوٹی مسجد پر گزر ہُوا وہاں کسی بیچارے کے نالہ و فریاد کی آواز سُنی وہ اس مسجد میں سر رکھ کر سوزِ دل سے خدا کو یاد کر رہا ہے پس بادشاہ نے کہا اے مظلوم ! خدا سے کہیں میری شکایت نہ کر کہ میں اوّل شب سے اس وقت تک اپنے خواب کو حرام کر کے تجھ کو تلاش کر رہا ہوں ، تیری جستجو میں آرام نہیں کیا تجھ پر کیا ستم کیا گیا جلدی بیان کر ۔ اس نے کہا ایک ستم گار بے باک رات کو میرے مکان میں آیا اُس نے مجھ کو گھر سے باہر کر کے میرے ناموس پر ہاتھ دراز کیا ۔ اس لئے میں دروازہ پر بادشاہ کے حاضر ہُوا ۔ جب اس کے نزدیک میری رسائی نہ ہوئی تو درگاہِ خدا میں عرض حال کر رہا ہوں بادشاہ کو یہ سنتے ہی بڑا غیظ آیا ۔ اس کے حکم پر اس ظالم کی تلاش کی گئی تو اس رات کو وہ بھی نہ ملا پھر اس مظلوم کو حکم دیا کہ جب وہ نابکار آئے تو اس کو گھر میں چھوڑ کر فوراً میرے پاس حاضر ہو نیز اپنے پاسبانوں کو کہا کہ جس وقت یہ شخص آئے مجھ کو فوراً مطلع کرنا اگرچہ میں آرام میں ہوں ۔

تیسری رات پھر وہ ظالم اس کے مکان میں آیا تو اسی وقت یہ بیچارہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا وُہ بادشاہ دادرس بلا توقف چند ملازموں کے ساتھ اس مظلوم کے گھر پر آیا اس نے پہلے چراغ گل کر دیا بعد میں میان سے تلوار کھینچ کر ظالم بدبخت کو قتل کیا پھر چراغ طلب کر کے اس کا منہ دیکھا اور سجدہ شکر ادا کیا ۔ اس مسکین نے بادشاہ کی دُعا میں زبان کھولی چراغ کے گل کرنے اور سجدہ ادا کرنے کا سبب پوچھا بادشاہ نے فرمایا کہ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہُوا کہ یہ کام کہیں میرے کسی فرزند نے نہ کیا ہو دوسرے کی جرأت کا مجھے ہرگز گمان نہیں تھا اس لئے میں خود سیاست کی طرف متوجہ ہوا اگر دوسرے سے یہ کام لیا جاتا تو ممکن تھا سیاست میں کوئی حیلہ یا توقف ہوتا چراغ کے گل کرنے کی وجہ یہ تھی کہ میں ڈرا اگر میرا فرزند ہُوا کہ کہیں محبت پدری جوش میں آجائے اور مانع سیاست نہ ہو سجدۂ شکر کا سبب یہ تھا جب میں نے دیکھا دوسرا شخص ظالم ہے

میرا کوئی فرزند نہیں نیز اسماعیل قبیح میری اولاد سے واقع نہیں ہوا۔ خلاصہ بیان یہ کہ بادشاہانِ زمانہ کو اس حکایت میں غور و تامل کرنا چاہیے کہ ایک ساعت کی داد رسی جو اس بادشاہ نے کی اس کو ہزار سال گزر گئے اس کا نام اس عمل کے ذریعے ہزاروں کتابوں میں درج کیا جاتا ہے۔ مسجدوں اور منبروں پر اس حکایت کو بیان کرتے ہیں خاص و عام آفرین و دعا دیتے ہیں علاوہ اس کے فوائد اخرویہ حاصل ہیں۔ عروج السعادۃ۔

امام حسینؑ کو ضامن بنایا امداد کو پہنچے

گجرات احمد آباد میں زنِ زرگر پر ایک سپاہی عاشق ہو گیا وہ عورت اپنے باپ کے گھر سے اپنے شوہر کے ساتھ چلی سپاہی نے تعاقب کیا عورت نے اپنے شوہر کو جنگل میں چھپا دیا آخر عورت نے امام حسینؑ کو ضامن لے کر شوہر کا پتہ بتایا سپاہی نے اُسے قتل کر دیا کہ ناگاہ امام حسینؑ ظاہر ہوئے۔ اور سپاہی کو درخت میں لٹکا کر قتل کیا اور اس کے شوہر کو زندہ کیا عورت نے پوچھا آپ کون ہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ میں وہی ہوں جس کو تو نے ضامن لیا تھا اور میرا نام حسینؑ ہے۔ بعد ازاں غائب ہو گئے۔ الکلام الحسن فی جواب مسائل محمد حسن۔

لوہار کو کیوں آگ نہیں جلاتی تھی

ایک لوہار کی حکایت ہے جو آگ سے سُرخ کیا ہوا لوہا ہاتھ سے پکڑ لیتا تھا۔ برکت ایک پاکدامن عورت کی دعا سے جس کو قحط میں تیسرا فاقہ تھا لوہار اس سے فعل بد کا دو روز طالب رہا اس نے منظور نہ کیا تیسرے روز نوبت بجان ہو کر عورت نے اپنی رضامندی اس شرط سے کی کہ وہاں لے چلے جہاں کوئی تیسرا نہ ہو لوہار اسے تہہ خانے میں لے گیا کہ یہاں کون ہے؟ عورت نے کہا چار فرشتے میرے اور تیرے کاندھے پر اور پانچواں خدا اس مجمع میں یہ کام کیسے ہو سکتا ہے؟ لوہار تھرا گیا اور اپنے ارادے سے باز رہ کر عورت کو بہت سا غلہ دیا عورت نے دعا کی خداوندا جس طرح اس نے تیرے خوف سے اپنی شہوت کی آگ بجھا دی تو بھی دنیا و آخرت دونوں طرح کی آگ اس پر بجھا دے اسی روز سے گرم لوہا سُرخ کو یہ ہاتھ سے پکڑ لیتا تھا اور ہاتھ کو آگ نہیں جلاتی تھی۔ انتصار الاسلام

حسین بن روح کا مشہور واقعہ

بغداد کا رہنے والا ایک شخص بخارا گیا ہوا تھا جب وہاں سے آنے لگا تو وہاں کے ایک آدمی نے سونے کے دس پتر یہ کہکر دیئے کہ انہیں حسین بن روح کے حوالے کر دینا یہ شخص لے کر چلا راستے میں ایک پتر گم ہو گیا بغداد میں آکر سامان دیکھا تو اس کے گم ہونے کا پتہ چلا فوراً اسی قسم کا ایک پتر خرید کر سب کو حسین

بن روح کی خدمت میں لے آیا آپ نے ان سے نو پتھر لئے اور ایک واپس کر دیا اس نے تعجب سے پوچھا آپ نے فرمایا وہ پتھر جو تم سے گر گیا تھا وہ میرے پاس پہنچ گیا ہے اور یہ تو نے بازار سے خریدا ہے
امامیہ دینیات درجہ نہم تنظیم المکاتب

صفین کی ضربت

جلد سیزدہم بحار میں ہے محی الدین اربلی سے منقول ہے کہ وہ اپنے باپ کے پاس تھا اور ایک شخص وہاں تھا کہ چھینک اس کو آئی اور عمامہ سر سے گر گیا اور سر میں اس کے شدید ضرب کا نشان تھا میرے باپ نے کہا یہ کیسی ضربت ہے؟ کہا کہ یہ ضربت صفین ہے کہا گیا کہ واقعہ صفین تو بہت قدیم ہے اس نے کہا میں مسافر مصر تھا اور ایک شخص ہمارے قافلہ میں تھا کہ رستہ میں ذکر صفین کا ہوا اس شخص نے کہا کہ اگر میں صفین میں ہوتا تو اپنی تلوار خون علی اور اصحاب علی سے سیراب کرتا میں نے کہا کہ اگر میں ہوتا تو اپنی تلوار خون معاویہ اور اصحاب معاویہ سے سیراب کرتا اور اب میں اور تو گویا کہ اصحاب علی اور معاویہ سے ہیں پس باہم جنگ عظیم کی تا اینکہ میں شدت ضرب سے گرا۔ ناگاہ ایک شخص کو دیکھا جو سر نیزہ سے مجھے بیدار کرتا ہے پس میں نے آنکھ کھولی تو دیکھا کہ وہ شخص مرکب سے اترا اور ہاتھ میرے زخموں پر پھیرا اور میں نے صحت پائی پھر مجھ سے کہا کہ تو یہیں ٹھہرا رہ۔ پھر خود چلا گیا اور بعد تھوڑی دیر کے آیا سر بریدہ میرے اس دشمن کا لئے ہوئے اور اس کا مرکب بھی ساتھ تھا مجھ سے کہا کہ یہ سر تیرے عدو کا ہے تو نے ہماری مدد کی تو ہم نے تیری مدد کی اور خدا مدد کرتا ہے اس کی جو خدا کی مدد کرے میں نے کہا آپ کون ہیں؟ فرمایا فلاں بن فلاں۔ یعنی صاحب الزمان۔ پھر فرمایا مجھ سے کہ جب تجھ سے کوئی اس ضربت کو پوچھے تو کہنا یہ ضربت صفین ہے۔

جمال الدین کیسے شیعہ ہوا

ابو الحسن جمال الدین علی بن عبد العزیز بن ابی محمد النخلعی الموصلی کے والدین ناصبی تھے اس کی ماں نے منت مانی کہ اگر میرے بیٹا ہوا تو اسے امام حسینؑ کے زائرین کا ڈاکو بناؤں گی جب یہ پیدا ہو کر جوان ہوا۔ ماں نے اسے اپنی منت پوری کرنے کے لئے بھیجا جب مسیب کے قریب پہنچا تو زواروں کا انتظار کرنے لگا۔ اس پر نیند غالب آئی کہ اس دوران کچھ زائرین کے قافلے گذر گئے اس نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور اس کے لئے جہنم کا حکم دیا گیا لیکن جہنم کے شعلے اثر نہیں کر رہے تھے کیونکہ اس کے جسم پر زائرین کے قدموں کی خاک اڑ کر جا پڑی تھی یہ اپنی بدنیتی سے باز آیا محب اہل بیت ہو گیا اور

قبر امام حسینؑ پر جاکر اشعار پڑھے :۔ اذا شئت النجاة فزر حسینا۔ لکی تلقی الالٰه قریر عین فان النار لیس تمس جسما۔ علیه غبار زوار الحسین۔

اس جمال الدین اور ابن حماد شاعر کا آپس میں جھگڑا ہوگیا۔ دونوں جناب امیرؑ کی مدح بیان کہنے میں فخر کرتے تھے دونوں نے قصیدے جناب امیرؑ کی ضریح پر رکھے۔ جمال الدین کے قصیدے پر سونے کے پانی سے اَحْسَنْتَ اور ابن حماد کے قصیدے پر بھی یہی تحریر تھا۔ لیکن چاندی کے پانی سے۔ ابن حماد کو افسوس ہُوا۔ اور جناب کو مخاطب ہوا کہ میں آپ کا پرانا مداح تھا پھر اس نے خواب میں امامؑ کو دیکھا، آپ نے فرمایا قصیدے دونوں کے خوب ہیں اس کی رعایت نیا ہونے کی وجہ سے کی ہے۔ الغدیر۔

برہان نظام شاہ والئ احمد نگر کیونکر شیعہ ہُوا

اس شہنشاہ کا بیٹا عبدالقادر تپ محرقہ میں گرفتار ہُوا۔ تمام حکیموں کے علاج کر ڈالے فائدہ نہ ہُوا۔ برہمنوں کے بت خانوں میں صدقات بھجوائے ہندو مسلمان سب سے دعا کرائی کوئی نتیجہ نہ ہُوا شاہ طاہر نے جو ایران سے آئے ہوئے تھے اور بادشاہ کی خدمت میں تقیہ کی زندگی گزار رہے تھے۔ بادشاہ سے عرض کی کہ حضور شہزادہ کی شفا کے بارے میں بندہ نے ایک تدبیر سوچی ہے۔ اگر جان کی امان پاؤں تو عرض کروں۔ بادشاہ نے اصرار کیا تو شاہ طاہر نے جرأت کرکے کہا کہ اگر شہزادہ آج کی شب شفا پا جائے تو بادشاہ عہد کرے اور نذر مانے کہ زر خطیر حضرات آئمہ معصومینؑ کی اولاد یعنی سادات کو پہنچائے گا برہان نظام شاہ نے کہا کہ آئمہ معصومینؑ یعنی دوازدہ امام کون ہیں ؟ شاہ طاہر نے بارہ اماموں کے نام مع ولدیت حضرت علیؑ سے لے کر امام مہدیؑ تک بتائے برہان نظام شاہ نے کہا کہ جب میں بت خانوں میں نذریں گذران چکا ہوں تو کیا علی مرتضیٰؑ اور بی بی فاطمہؑ کے فرزندوں کے نام لوازم نذر بجا نہ لاؤں گا۔ شاہ طاہر نے کہا بس تو آج شب جمعہ ہے بادشاہ نذر دے کہ اگر جناب باری حضرت پیغمبر آخرالزمانؐ اور دوازدہ امام کے قرب و منزلت کی برکت سے آج شب کو شہزادہ عبدالقادر کو شفا عطا فرمائے تو خطبہ آئمہ اثنا عشر پڑھوا کر ان کے مذہب کی ترویج میں کوشش کروں گا۔ برہان نظام شاہ کہ ہرگز شفائے فرزند کی اُمید نہ رکھتا تھا اور اس کی زندگی سے مایوس ہو چکا تھا۔ یہ سُن کر نہایت محظوظ ہُوا اور اسی وقت شاہ طاہر کے ہاتھ میں ہاتھ دیکر عہد و پیمان بجا لایا۔ بادشاہ اس رات عبدالقادر کے پلنگ کے ساتھ لگا بیٹھا رہا۔ ہرچند عبدالقادر کو لحاف اوڑھانے کی کوشش کی جاتی تھی۔ مگر وُہ بے چینی سے ہاتھ پاؤں مار کر لحاف کو پھینک دیتا تھا۔ لاچار لحاف اوڑھانے سے منع کر دیا اور کہا

اس رات کا مہمان معلوم ہوتا ہے ایک ساعت اور اسے دنیا کی ہوا سے خوش حال ہونے دو اور خود اسی طرح چارپائی کے ساتھ لگ کے بیٹھا رہا صبح ہوتے ہی چارپائی پر سر رکھ کر سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ ایک بزرگ نورانی صورت اس کے سامنے آئے اور اس کے دائیں بائیں بارہ اشخاص ہیں برہان نظام شاہ استقبال کر کے مؤدب کھڑا ہو گیا۔ ایک صاحب نے ان میں سے فرمایا کہ تو ان بزرگوار کو جانتا ہے کہ کون ہیں یہ حضرت محمد مصطفیٰ صلعم ہیں اور یہ بزرگوار جو اُن کے دائیں بائیں ہیں دوازدہ امام علیہم السلام ہیں اس درمیان حضرت رسالتمآبؐ نے فرمایا اے برہان حق تعالیٰ نے علیؑ اور اُن کے فرزندوں کی برکت سے عبدالقادر کو شفا بخشی تجھے لازم ہے کہ میرے فرزند شاہ طاہر کے کہنے سے تجاوز نہ کرے برہان خواب سے خوش حال بیدار ہوا دیکھا عبدالقادر پر لحاف پڑا ہوا ہے اور اس کی دایہ اور والدہ سے جو برابر ساری رات جاگتی رہی تھیں معلوم ہوا کہ کسی نے اس پر لحاف نہیں ڈالا بلکہ اس لحظہ خود بخود حرکت کر کے عبدالقادر پر جا پڑا ہے۔ بادشاہ نے ہاتھ ڈال کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ عبدالقادر خواب راحت میں سوتا ہے اور بالکل اچھا ہو گیا ہے۔ اس کے بعد برہان شاہ نے اپنا وعدہ پورا کیا اور مذہب شیعہ اختیار کیا اور خطبہ میں نام دوازدہ امام علیہم السلام جاری کیا۔ صاحب تاریخ فرشتہ لکھتے ہیں کہ میں حیرت میں ہوں کہ اگر مذہب امامیہ حق ہے تو احوال اور مذہبوں کا کیا ہوگا؟ اور اگر دوسرا مذہب حق ہے تو سفارش اس شیعہ مذہب کے رواج میں کیا معنی رکھتی ہے۔" تاریخ اسلام۔

امام باطل کی ہلاکت

نقل ہے کہ ایک شعبدہ باز نے دعویٰ کیا کہ میں امام مہدی ہوں بہت سے لوگوں نے قبول کیا حتیٰ کہ بادشاہ بھی دام میں آ گیا۔ مگر بادشاہ کا داماد ایک بہت بڑا عالم گوشہ گزین تھا۔ شعبدہ باز جھوٹا امام ہمیشہ اس دغدغہ میں رہتا تھا کہ یہ عالم میری قلعی کھول دے گا۔ ایک روز بادشاہ کو بہاؤ پر چڑھا کر یہ بات کہی کہ سب نے میری اطاعت قبول کی مگر تیرے داماد نے اب تک میری ملاقات بھی نہیں کی بادشاہ نے اس وقت جوش میں آکر اپنے داماد کو اس مضمون کا خط لکھا کہ حیف ہے تیرے علم پر کہ امام نے خروج کیا اور تو اب تک حاضر نہ ہوا اور بیعت نہ کی، اب اگر سستی کرے گا تو اپنی جان سے ہاتھ دھوئے گا جب یہ دھمکی اس عالم نے دیکھی جواب لکھا کہ مجھے لوگوں کے سامنے بیعت کرتے ہوئے شرم آتی ہے اگر امام صاحب اور حضور دونوں آدمی روز جمعہ بعد از نماز مسجد کے مینار پر تشریف رکھیں تو میں وہیں آکر دست بیع ہو کر سعادت حاصل کروں گا۔ بادشاہ و شعبدہ باز نے قبول کیا اور حسب وعدہ وقت معینہ پر دونوں مینار پر جا بیٹھے، عالم

بھی اپنے وعدہ کے مطابق ساعت مقررہ پر پہنچے اور ایک تعویذ لکھ کر اپنے ساتھ لیتے گئے بیٹھتے وقت زانو کے نیچے دبا کر بیٹھ گئے اور بادشاہ سے باتیں کرنی شروع کیں۔ اس تعویذ میں یہ اثر تھا کہ بادشاہ اور جھوٹے امام کی نظروں میں یہ معلوم ہُوا کہ زمین سے پانی جوش مارتا ہُوا مثل طوفان کے اس مقام تک پہنچا جہاں بادشاہ اور جھوٹا امام بیٹھے ہوئے تھے اور امام صاحب کا چہرہ مارے خوف کے زرد ہوتا جاتا تھا تا اینکہ ایک کشتی نمودار ہوئی اور آ کر مینار میں لگ گئی بادشاہ نے چاہا جلدی میں سوار ہو جاؤں۔ عالم نے جلدی سے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا۔ حضور پہلے امام کی جان بچانی چاہیئے امام جلدی سے سوار ہُوا اور ادھر عالم نے تعویذ زانو کے نیچے سے اٹھا لیا۔ پھر نہ وہ کشتی تھی نہ پانی تھا امام کا پتہ بھی نہ لگا چور چور ہو گئے اس وقت عالم نے بادشاہ سے کہا کہ دیکھا اگر یہ امام ہوتا تو کیا طلسم بھی نہ سمجھتا امام سارے علوم سے واقف ہوتے ہیں۔ آفتاب ہدایت۔

خاک شفا سے عقیدت کی بنا پر شفا ملتی ہے

مدینہ کی جامع مسجد میں ایک مسافر نے اپنی داستان اس طرح بیان کی کہ ایک باطنی اذیت کی وجہ سے میں علاج سے تھک کر اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا تھا اتفاق سے ہمسایہ کی ایک عورت سلمٰی نامی میرے گھر آئی اور مجھے بے چین دیکھ کر کہنے لگی کہ میں تمہاری اذیت کو دُور کر سکتی ہوں، میری استدعا پر وہ گھر گئی اور ایک پیالے میں پانی لا کر کہا کہ اسے پی لو تو صحت حاصل ہو جائے گی چنانچہ اس پانی کو پی لینے کے بعد ہی میں نے اپنے آپ کو صحیح سالم پایا کہ جیسے مجھے کوئی بیماری ہی نہ تھی کئی ماہ گزرنے کے بعد وہ عورت میرے گھر آئی میں نے کہا اے سلمٰی وہ کس قسم کا شربت تم نے مجھے پلایا تھا جس کے پیتے ہی میری تکلیفیں دور ہو گئیں اس نے کہا یہ میرے ہاتھ میں تسبیح ہے اس کے ایک دانہ کا شربت تھا میں نے پوچھا یہ کیسی تسبیح ہے اُس نے کہا کہ یہ تربت حسینؑ ابن علی کی خاک شفا ہے۔ میں نے اس سے کہا اے رافضیہ! تو نے میری دوا خاک قبر حسینؑ سے کی تھی یہ سُن کر وہ غضب ناک ہو کر میرے گھر سے چلی گئی ابھی وہ گھر میں بھی نہ پہنچی ہو گی کہ میری تکلیف پلٹ آئی اب پھر وہی کوفت ہے اطبا حیران ہیں اور میں پریشان ہوں معلوم نہیں میرا انجام کیا ہو گا چنانچہ پیغمبرؐ اسلام کی خود نص صریح میں موجود ہے کہ الشفاء فی تربتہ "تربت حسینؑ میں شفا ہے۔ باب الحوائج امام موسٰی کاظمؑ کا ارشاد ہے کہ میری خاکِ قبر کو بغرضِ تبرک نہ لے جانا اس لئے کہ بجز تربت حسینؑ بن علیؑ کے ہر مٹی کا کھانا حرام ہے جناب باری تعالٰی نے خاک کربلا کو ہمارے شیعوں اور دوستوں کے لئے شفا

قرار دیا۔ (بحار الانوار) اسد ۲ اگست ۱۹۵۹ء

خاک شفا کی توہین کی سزا

ایک طبیب نصرانی یوحنا نے یہ حکایت موسٰی بن عبدالعزیز کو بیان کی کہ شاہ پور خادم رشید نے رات کو مجھے بلایا۔ جب میں اس کے پاس گیا وہ مجھے موسیٰ بن عیسیٰ ہاشمی عباسی کے گھر لے گیا۔ میں نے اُسے بیمار پایا کہ عقل اس کی زائل ہو گئی تھی اور تکیہ لگائے بیٹھا تھا اور ایک طشت اس کے سامنے رکھا تھا۔ جس میں اس کے سب اعضائے اندرونی پڑے تھے ان دنوں میں ہارون رشید نے اسے کوفہ سے بلوایا تھا پس ہارون نے شاہ پور اس کے خادم خاص کو طلب کیا اور کہا تم پر وائے ہو کہ موسیٰ کا یہ کیا حال ہو گیا ہے اور یہ بلا بےخبر اس پر کیوں نازل ہوئی ہے۔ شاہ پور نے کہا میں تمہیں خبر دوں واضح ہو کہ قبل ایک ساعت یہ بالکل صحیح و سالم تھا اور مصاحبین و خاص گرد حاضر تھے اس وقت یہ بہت خوش دماغ و خوش حال تھا اور بالکل بیماری سے پاک تھا ناگاہ امام حسینؑ کا نام اس کے سامنے لیا گیا۔ اس نے کہا رافضی اُن کے حق میں یہاں تک غلو کرتے ہیں کہ اُن کی خاک قبر کو دوا بناتے ہیں۔ جب بیمار ہوتے ہیں خاکِ قبر کھاتے ہیں پس بنی ہاشم کا ایک آدمی حاضر تھا اُس نے کہا مجھے سخت بیماری تھی جو علاج کیا مفید نہ ہُوا۔ آخر قبر حسینؑ کی خاک استعمال کی اچھا ہو گیا۔ موسیٰ نے کہا اب بھی اس سے کچھ تمہارے پاس باقی ہے اس نے کہا ہاں ہے موسیٰ نے کہا تھوڑی سی منگواؤ اس نے منگوا دی موسیٰ نے وہ اپنے ہاتھ میں لے کر بطور استہزاء و شماتت اپنے مقام براز میں رکھ دی رکھتے ہی چلانے لگا۔ النار النار مجھ میں آگ لگ گئی جلدی طشت لاؤ طشت فوراً لایا گیا یہ اعضاء اس نے اگل دیئے مصاحب خاص اٹھ گئے اور صحبت خوشی بماتم متبدل ہو گئی نصرانی طبیب نے کہا اس وقت شاہ پور نے مجھے کہا، اس بارہ میں کوئی تدبیر کارگر ہو سکتی ہے میں نے شمع قریب رکھی اور اس طشت میں نظر کر کے دیکھا کہ دل و جگر اور پھیپھڑا اس کا طشت میں رکھا ہے اور کبھی ہرگز میں نے ایسی حالت مشاہدہ نہ کی تھی پس میں نے شاہ پور سے کہا اس کی چارہ جوئی کسی سے نہیں ہو سکتی مگر ہاں عیسیٰؑ بن مریم علاج کر سکتے ہیں کہ وہ مردہ کو زندہ کرتے تھے شاہ پور نے کہا سچ کہتے ہو۔ لیکن تم یہاں حاضر رہو کہ اس کا انجام بھی معلوم ہو جائے موسیٰ بدستور بےہوش رہا یہاں تک کہ بوقت سحر واصل جہنم ہُوا۔ راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد یوحنا طبیب نصرانی کو میں نے دیکھا کہ مکرر زیارت قبر امام حسینؑ کو آتا تھا باوجودیکہ نصرانی تھا بعد اس کے کامل مسلمان ہو گیا۔ جلاء العیون)

خاکِ کربلا خاکِ جنّت ہے

عہد ملا کاشانی علیہ الرحمہ میں ایک عالم نصرانی وارد اصفہان ہُوا اور علم غیب کا ماہر ہونے کا اعلان کیا۔ حاکم وقت کے ایماء سے جناب ملا کو مناظرہ کی دعوت دی گئی علمی گفتگو ہونے سے پہلے جناب نے فرمایا کہ انگلستان میں کوئی مرد زیرک نہ تھا جو تیرا ایسا نادان اسلامی سلطنت میں آیا یہ سُن کر وہ آزردہ ہُوا اور کہا امتحان سے پہلے یہ باتیں آپ کو زیبا نہ تھیں۔ ملا نے فرمایا بتاؤ میرے ہاتھ میں کیا ہے ؟ وہ بحرِ فکر میں غوطہ زن ہُوا۔ آپ نے فرمایا میں پہلے ہی کہتا تھا کہ تو جواب نہیں دے سکے گا اس نے کہا یہ بدگمانی آپ کی بے جا ہے علم نجوم مجھ پر ختم ہے میری رائے کبھی غلطی نہیں کرتی لیکن جو کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ خلافِ عقل ہے فرمایا آخر کچھ تو کہو کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ خاک بہشت آپ کے ہاتھ میں ہے مگر مجھے تعجب ہے کہ آپ کے ہاتھ آئی کیونکر۔ مُلا محسن نے ہاتھ کھول کر تسبیح خاک شفا دکھائی اور فرمایا کہ تو نے اقرار کیا ہے اس کے خاک بہشت ہونے کا یا اپنے علم کو غلط کہہ یا تسلیم کر کہ واقعی یہ خاک بہشت ہے۔ نصرانی کچھ دیر تک سر بگریبان رہا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہُوا۔

غبارِ کربلا سے گناہ معاف ہوئے

صاحب سرور المومنین کتاب مرأۃ الجنان سے لکھتے ہیں کہ ایک شخص نہایت فاسق و فاجر بغداد میں رہتا تھا اتفاقاً بیمار ہوا جب شفا سے نا اُمید ہُوا تو اپنی اولاد سے وصیّت کی کہ جب میں مر جاؤں تو میری میّت کو نجف اشرف لے جا کر جوار امیرالمومنینؑ میں دفن کر دینا۔ جب وہ مر گیا وارثوں نے جنازہ تیار کیا اور حسبِ وصیّت نجف اشرف کو لے چلے اور نجف اشرف میں روضہ کے خدام نے خواب میں دیکھا کہ جناب امیرؑ فرماتے ہیں کہ ایک جنازہ بغداد سے آتا ہے خبردار میرے جوار میں دفن نہ ہونے دینا غرض خدام صبح سے شام تک اسی خیال میں رہے مگر وہ جنازہ نہ گیا۔ دوسری شب پھر خادموں کو بشارت ہوئی کہ صبح کو تم لوگ جا کر اس جنازہ کو استقبال کر کے بعزت و آبرو لاؤ اور میرے رواق میں دفن کرو ایک خادم نے دست بستہ خواب ہی میں عرض کی یا مولا کیا سبب ہے ؟ کہ کل ممانعت ہوئی تھی آج یہ حکم ہوتا ہے آپ نے فرمایا کل شب کو ان لوگوں نے راہ گم کی اور صحرائے کربلا میں جا رہے اور وہ جنازہ وہاں کے غبار سے آلودہ ہُوا پس وہ خاک شفا اس کی بیماری گناہ کی دوا ہو گئی اور خدا وند کریم نے اس کے گناہ بخش دیئے اس واسطے اس کے جنازہ کی نسبت آج ایسا حکم ہُوا۔ (توضیح عزا)

خاکِ شفا کے طفیل گنہ گار میّت دفن ہوئی

ایک روایت میں وارد ہے ایک عورت زانیہ بجوف اپنے اقربار کے جو اولاد زنا سے پیدا ہوتی تھی بعد جننے کے جلا ڈالتی تھی اور سوا اس کی ماں کے اور کوئی اس کے حال سے مطلع نہ تھا۔ جب وہ عورت زانیہ مرگئی اور دفن کی گئی تو قبر نے اس کو قبول نہ کیا قبر نے باہر پھینک دیا۔ اس کو دوسری جگہ دفن کیا وہاں بھی قبر نے قبول نہ کیا باہر کر دیا۔ اس وقت اس کے اقربا خدمت صادق آل محمدؑ میں حاضر ہوئے اور قصہ بیان کیا۔ آپ نے اس کی ماں سے پوچھا کہ یہ عورت اپنے زمانۂ حیات میں کیا کرتی تھی اس کی ماں نے بیان کیا کہ میری بیٹی زنا کیا کرتی تھی اور جو بچہ جنتی تھی اُسے آگ سے جلا دیا کرتی تھی حضرتؑ نے فرمایا چونکہ یہ عورت خلق خدا پر عذاب خدا کرتی تھی اس لئے قبر اسے قبول نہیں کرتی۔ اب اس کی قبر میں تھوڑی سی خاک کربلا معلیٰ رکھ دو۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا اُس وقت اس عورت کو خدا نے قبر میں چھپا یا۔ (زاد العقبیٰ ترجمہ عروۃ الوثقیٰ)

کربلا کی خاک سے بنی ہوئی تسبیح کی زیارت

ملتان ۲۱ نومبر ۴۸ء سمانہ نامی ریاست پٹیالہ کے ایک گاؤں میں ایک مسلمان کے پاس تسبیح تھی۔ ہر سال دور دراز سے لوگ آکر دسویں محرم کو اس کی زیارت کرتے تھے۔ اب وہ شخص مہاجر بن کر نواں شہر ملتان میں مقیم ہے ۹ محرم الحرام کو مسٹر فیروز الدین قریشی سیشن جج۔ سردار غلام فرید مہتمم آبادی حویلی پراجیکٹ۔ چوہدری محمد حیات ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ اور سید علی حسین گردیزی ڈویژنل لیگ آرگنائزر کی موجودگی میں اس تسبیح کو ایک صندوقچی میں مقفل کر کے مہر لگا دی گئی۔ دوسرے روز یعنی عاشور کے روز دو بجے بعد دوپہر اسے نکالا گیا۔ مذکورہ بالا اصحاب کے علاوہ ہزاروں لوگ بھی موجود تھے تسبیح کا رنگ خون کی طرح سُرخ ہو گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس تسبیح کے دانے کربلا معلیٰ کی خاک سے بنائے گئے ہیں۔ (زمیندار اخبار ۲۴/۱۱/۴۸)

ڈاکٹر سید ابو الحسن بخاری مرحوم آف سرگودھا کے چچا زاد سید ابو القاسم بخاری آف لیہ کے پاس بھی ایک تسبیح ابھی تک موجود ہے جس کی ہر سال دسویں محرم کو ۲ بجے امام بارگاہ گلستانِ زہراؑ ۲۶۔ ایبٹ روڈ لاہور میں زیارت کرائی جاتی ہے۔ ایسی دو تین تسبیحیں لیہ میں بھی موجود ہیں۔

● (عینی شاہدوں کا بیان ہے کہ یہ تسبیح بالکل سُرخ ہو جاتی ہے اور بل کھاتی ہے یہ خون اعلان مظلومیت کے ساتھ قرآن کی صداقت بھی ثابت کرتا ہے کہ شہید زندہ ہوتے ہیں اور یہ کہ شہادت کے سینکڑوں سال بعد بھی اس خون میں زندگی ہے۔ مولف)

سُلطان عادل کی عدالت

سلطان احمد شاہ والیٔ گجرات بہت نیک، عادل اور رحم دل بادشاہ تھا اس کا داماد بہت خوبصورت اور با اخلاق ہونے کے علاوہ شاہی خاندان کا عظیم رکن بھی تھا۔ اتفاقاً ایک غریب مزدور اس کے ہاتھ سے مارا گیا۔ سلطان تک خبر پہنچی تو فرمایا میرا داماد ہونا اس کو عدالت سے بچا نہیں سکتا اس کو گرفتار کر کے باقاعدہ عدالت کے سپرد کرو۔ عدالت میں گواہوں سے ثابت ہو گیا کہ واقعی یہ قاتل ہے۔ قاضی نے مقتول کے وارثوں کو بلا کر خون بہا کے عوض میں راضی کر لیا۔ بائیس ۲۲ اشرفی خون بہا قرار پائیں اور وارثوں نے راضی نامہ پر دستخط کر دئیے مسل آخری فیصلہ کے لئے بادشاہ کے پاس پیش ہوئی۔ جس پر قاضی کا فیصلہ اس طرح تھا۔ "حضور والا! میں مقدمے کی تحقیق نیز گواہوں کے بیانات سے اس امر کی تصدیق کرتا ہوں کہ ملزم واقعی قتل عمد کا مرتکب ہوا ہے اور اس پر حق قصاص از روئے شرع جاری ہونا ضروری ہے لیکن مقتول کے ورثا جو اب مدعی ہیں برضا و رغبت خونبہا لینے پر راضی ہیں میں نے ورثاء کے مشورے سے ۲۲ اشرفیاں خونبہا تجویز کی ہیں۔ اب برائے حصول حکم آخری مسل حضور کے پیش کی جاتی ہے۔ جب سلطان احمد شاہ نے یہ روداد پڑھی تو فرمایا " اس میں شک نہیں کہ ورثاء راضی ہو گئے یہ فیصلہ بہت کمزور ہے اور یقین کامل ہے کہ اس میں میرا داماد ہونے کی وجہ بھی اثر کر رہی ہے وارثوں کا خیال ہو گا کہ ہماری اس درگذری سے بادشاہ ممنون ہو گا دوسرے اس فیصلہ کا یہ نتیجہ نکلے گا کہ شاہی افراد ہر ایک کمزور اور غریب رعیت کو اسی طرح مار ڈالا کریں گے۔ میں سیاستاً، انتظاماً، شرعاً اور اخلاقاً اس فیصلے کے خلاف ہوں گو مجھے یہ علم ہے کہ میری عزیز اور پیاری بیٹی اس صدمے سے مجروح ہو گی اور اس کو داغ بیوگی برداشت کرنا پڑے گا لیکن میں خاندان اور اولاد کی خوشی کے لئے غریب رعایا کی جان اس طرح ارزاں کرنا مناسب نہیں سمجھتا ملزم نے جو اس طرح بیباکانہ غریب کا خون بہا دیا اس میں ضرور یہ گھمنڈ پوشیدہ تھا کہ میں بادشاہ کا پیارا داماد ہوں جو کسی طرح اولاد سے کم نہیں ہوتا اسی طرح راضی نامہ اور فیصلہ میں بھی ضرور شاہی رعایت کا لحاظ کار فرما ہے

خاکِ شفا کے طفیل گنہ گار میّت دفن ہوئی

ایک روایت میں وارد ہے ایک عورت زانیہ بخوف اپنے اقربا کے جو اولاد زنا سے پیدا ہوتی تھی بعد جننے کے جلا ڈالتی تھی اور سوا اس کی ماں کے اور کوئی اس کے حال سے مطلع نہ تھا۔ جب وہ عورت زانیہ مرگئی اور دفن کی گئی تو قبر نے اس کو قبول نہ کیا قبر نے باہر پھینک دیا۔ اس کو دوسری جگہ دفن کیا وہاں بھی قبر نے قبول نہ کیا باہر کر دیا۔ اس وقت اس کے اقربا خدمت صادق آل محمد میں حاضر ہوئے اور قصہ بیان کیا۔ آپ نے اس کی ماں سے پوچھا کہ یہ عورت اپنے زمانۂ حیات میں کیا کرتی تھی اس کی ماں نے بیان کیا کہ میری بیٹی زنا کیا کرتی تھی اور جو بچہ جنتی تھی اُسے آگ سے جلا دیا کرتی تھی حضرتؑ نے فرمایا چونکہ یہ عورت خلق خدا پر عذاب خدا کرتی تھی اس لئے قبر اسے قبول نہیں کرتی۔ اب اس کی قبر میں تھوڑی سی خاک کربلا معلی رکھ دو۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا اُس وقت اس عورت کو خدا نے قبر میں چھپایا۔ (زاد العقبیٰ ترجمہ عروۃ الوثقیٰ)

کربلا کی خاک سے بنی ہوئی تسبیح کی زیارت

ملتان ۲۱ نومبر ۱۹۴۸ء سمانہ نامی ریاست پٹیالہ کے ایک گاؤں میں ایک مسلمان کے پاس تسبیح تھی۔ ہر سال دور دراز سے لوگ آکر دسویں محرم کو اس کی زیارت کرتے تھے۔ اب وہ شخص مہاجر بن کر نواں شہر ملتان میں مقیم ہے ۹ محرم الحرام کو مسٹر فیروز الدین قریشی سیشن جج۔ سردار غلام فرید مہتمم آبادی حویلی پراجیکٹ۔ چوہدری محمد حیات ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ اور سید علی حسین گردیزی ڈویژنل لیگ آرگنائزر کی موجودگی میں اس تسبیح کو ایک صندوقچی میں مقفل کرکے مہر لگا دی گئی۔ دوسرے روز یعنی عاشور کے روز دو بجے بعد دوپہر اسے نکالا گیا۔ مذکورہ بالا اصحاب کے علاوہ ہزاروں لوگ بھی موجود تھے تسبیح کا رنگ خون کی طرح سُرخ ہوگیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس تسبیح کے دانے کربلا معلی کی خاک سے بنائے گئے ہیں۔ (زمیندار اخبار ۲۴ نومبر ۴۸)

ڈاکٹر سید ابوالحسن بخاری مرحوم آف سرگودھا کے چچازاد سید ابوالقاسم بخاری آف لیہ کے پاس بھی ایک تسبیح ابھی تک موجود ہے جس کی ہر سال دسویں محرم کو ۲ بجے امام بارگاہ گلستان زہرا ۲۶۔ ایبٹ روڈ لاہور میں زیارت کرائی جاتی ہے۔ ایسی دو تین تسبیحیں لیہ میں بھی موجود ہیں۔

● (عینی شاہدوں کا بیان ہے کہ یہ تسبیح بالکل سُرخ ہو جاتی ہے اور بل کھاتی ہے یہ خون اعلانِ مظلومیت کے ساتھ قرآن کی صداقت بھی ثابت کرتا ہے کہ شہید زندہ ہوتے ہیں اور یہ کہ شہادت کے سینکڑوں سال بعد بھی اس خون میں زندگی ہے۔ مولف)

سُلطان عادل کی عدالت

سلطان احمد شاہ والیٔ گجرات بہت نیک، عادل اور رحم دل بادشاہ تھا اس کا داماد بہت خوبصورت اور با اخلاق ہونے کے علاوہ شاہی خاندان کا عظیم رکن بھی تھا۔ اتفاقاً ایک غریب مزدور اس کے ہاتھ سے مارا گیا۔ سلطان تک خبر پہنچی تو فرمایا میرا داماد ہونا اس کو عدالت سے بچا نہیں سکتا اس کو گرفتار کر کے باقاعدہ عدالت کے سپرد کرو۔ عدالت میں گواہوں سے ثابت ہو گیا کہ واقعی یہ قاتل ہے۔ قاضی نے مقتول کے وارثوں کو بلا کر خون بہا کے عوض میں راضی کر لیا۔ بائیس اشرفی خون بہا قرار پائیں اور وارثوں نے راضی نامہ پر دستخط کر دئیے مسل آخری فیصلہ کے لئے بادشاہ کے پاس پیش ہوئی۔ جس پر قاضی کا فیصلہ اس طرح تھا۔ "حضور والا! میں مقدمے کی تحقیق نیز گواہوں کے بیانات سے اس امر کی تصدیق کرتا ہوں کہ ملزم واقعی قتل عمد کا مرتکب ہوا ہے اور اس پر حق قصاص از روئے شرع جاری ہونا ضروری ہے لیکن مقتول کے ورثا جواب مدعی ہیں برضا و رغبت خونبہا لینے پر راضی ہیں میں نے ورثاء کے مشورے سے ۲۲ اشرفیاں خونبہا تجویز کی ہیں۔ اب برائے حصول حکم آخری مسل حضور کے پیش کی جاتی ہے۔ جب سلطان احمد شاہ نے یہ روداد پڑھی تو فرمایا " اس میں شک نہیں کہ ورثار راضی ہو گئے یہ فیصلہ بہت کمزور ہے اور یقین کامل ہے کہ اس میں میرا داماد ہونے کی وجہ بھی اثر کر رہی ہے وارثوں کا خیال ہو گا کہ ہماری اس درگذری سے بادشاہ ممنون ہو گا دوسرے اس فیصلہ کا نتیجہ نکلے گا کہ شاہی افراد ہر ایک کمزور اور غریب رعیت کو اسی طرح مار ڈالا کریں گے۔ میں سیاستہ، انتظاماً، شرعاً اور اخلاقاً اس فیصلے کے خلاف ہوں گو مجھے یہ علم ہے کہ میری عزیز اور پیاری بیٹی اس صدمے سے مجروح ہو گی اور اس کو داغ بیوگی برداشت کرنا پڑے گا لیکن میں خاندان اور اولاد کی خوشی کے لئے غریب رعایا کی جان اس طرح ارزاں کرنا مناسب نہیں سمجھتا ملزم نے جو اس طرح بیباکانہ غریب کا خون بہا دیا اس میں ضرور یہ گھمنڈ پوشیدہ تھا کہ میں بادشاہ کا پیارا داماد ہوں جو کسی طرح اولاد سے کم نہیں ہوتا اسی طرح راضی نامہ اور فیصلہ میں بھی ضرور شاہی رعایت کا لحاظ کار فرما ہے

ان تمام حالات و واقعات پر نظر کرتے ہوئے میں کسی طرح مناسب نہیں سمجھتا کہ عدالت ماتحت کے فیصلے کو بحال رکھا جائے اس فیصلے سے دولتمندوں کو بڑی ڈھیل مل جائے گی ایک شاہی خاندان کے رکن کے لئے بائیس ۲۲ اشرفیاں کوئی اہمیت نہیں رکھتیں۔ ایک جان بہت قیمتی ہوتی ہے۔ خواہ وہ غریب کی ہی کیوں نہ ہو، لہٰذا میں عدالتِ ماتحت کے فیصلے کو منسوخ کرتا ہوں اور حکم دیتا ہوں کہ قاتل کو قصاص کے طریقے پر دار پر چڑھایا جائے نیز یہ حکم بھی دیتا ہوں کہ عبرت کے واسطے ایک شبانہ روز وسط شہر میں قاتل کی لاش کو لٹکایا جائے تاکہ پھر کسی دولت مند کو کسی غریب کا خون بہانے اور خونبہا دینے کی جرأت اور امید نہ رہے۔ ہرچند محل کے اندر اور باہر بادشاہ سے سفارش کی گئی مگر سلطان نے اپنا آخری حکم واپس نہ لیا اور بالآخر قاتل تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔

کفایت شعاری کی داستان

دو خواتین ایک امیر آدمی کے پاس خیرات کے کام کے لئے چندہ مانگنے گئیں وہ اس وقت دو موم بتیوں کی روشنی میں کچھ لکھ رہا تھا جونہی وہ کمرے میں داخل ہوئیں اس نے ایک موم بتی بجھا دی۔ جب خواتین نے اس کی یہ حرکت دیکھی تو وہ آپس میں سرگوشیاں کرنے لگیں کہ ایسے آدمی سے انہیں کچھ چندہ وصول نہ ہوگا مگر جب انہوں نے اپیل کی تو اُس نے بیس اشرفیاں بطور چندہ کے دیں ایک خاتون نے اُس سے کہا "میں آپ سے چندہ لے کر خوش بھی ہوئی ہوں اور حیران بھی کیونکہ مجھے آپ سے ایک کوڑی بھی ملنے کی توقع نہ تھی۔" امیر نے پوچھا کیوں؟ انہوں نے کہا "آپ نے ہماری آمد پر جو بتی بجھا دی تو ہم نے خیال کیا کہ یہاں سے ہمیں کچھ وصول نہ ہوگا۔" اُس نے کہا "یہی سبب ہے کہ میں آپ کو اتنی رقم خیرات کے طور پر دینے کے قابل ہو گیا ہوں میں کفایت شعاری پر عمل پیرا ہونے سے روپیہ بچاتا ہوں تاکہ نیک کاموں میں صرف کر سکوں۔ باتیں کرنے کے لئے ایک ہی موم بتی کافی ہے۔

غیر حاضر کا حج کیسے مقبول ہُوا

عبداللہ بن مبارک ایک سال جب حج سے فارغ ہوئے تو حرم شریف میں ایک ساعت کے لئے سو گئے۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ دو فرشتے آسمان سے نازل ہوئے اور ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ اس سال کس قدر لوگ حج کو آئے ہیں۔ دوسرے نے جواب دیا چھ لاکھ۔ پھر اس نے کہا، کس

قدر لوگوں کا حج قبول ہُوا ہے؟ اس نے کہا ان کے متعلق میں کچھ نہیں کہتا۔ البتہ دمشق میں ایک موچی ہے اس کا نام علی ابن المرفق ہے وہ حج کو نہیں آیا ہے لیکن اس کا حج قبول ہے۔ جب میں نے یہ سُنا تو خواب سے بیدار ہُوا اور خیال کیا کہ مجھے دمشق جا کر اس کی زیارت کرنی چاہیئے جب میں دمشق پہنچا تو اس کا گھر تلاش کیا اور مکان کے دروازے پر آواز دی اندر سے ایک شخص نکلا، میں نے اس سے نام دریافت کیا اُس نے کہا علی ابن المرفق۔ میں نے کہا مجھے آپ سے کچھ باتیں کرنی ہیں۔ اس نے کہا "ہاں کہو" میں نے کہا آپ کیا کام کرتے ہیں" اس نے جواب دیا میں موچی ہوں۔ پھر میں نے خواب کا تمام واقعہ اس سے بیان کیا اس نے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے! میں نے کہا۔ عبداللہ بن مبارک۔ اُس نے ایک نعرہ لگایا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا جب ہوش میں آیا تو میں نے کہا۔ مجھے اپنی حالت سے آگاہ فرمایئے اُنہوں نے کہا مجھے کئی سال سے حج کی آرزو تھی میں نے اس مدت دراز میں تین ہزار درہم اکٹھے کئے اور اس سال حج کا ارادہ کیا ایک دن میری بیوی نے جو حاملہ تھی مجھ سے کہا کہ ہمسایہ کے گھر سے آج طعام کی بُو آرہی ہے جاؤ اور میرے لئے کچھ طعام اُن سے مانگ لاؤ میں گیا تو ہمسایہ نے مجھ سے یہ ذکر کیا کہ تین دن رات سے میرے بچوں نے کچھ نہ کھایا تھا آج اتفاقاً میں نے ایک مردار گدھا دیکھا تو اُس سے ایک ٹکڑا گوشت کا کاٹ لایا اور طعام بنایا وہ آپ کے لئے حلال نہیں جب میں نے یہ سُنا تو میری جان کو ایک آگ سی لگ گئی میں تین ہزار درہم گھر سے اٹھا لایا اور اس کو دیئے کہ اس سے اپنے بال بچوں کا گزارہ کرو کہ میرا حج یہی ہے اور خدا تعالیٰ کی خاص عنایت ہے کہ میرے خلوص نیت کو دیکھ کر بغیر ادائیگی مراسم حج اس نے میرے اس فعل کو قبولیت حج کا درجہ عطا فرمایا۔

عمدہ تبلیغی واقعہ ایک شہنشاہ ایک خدا رسیدہ بزرگ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ عرض کی کہ کیا اس لباس میں جو میں نے پہن رکھا ہے نماز ہو سکتی ہے؟ وہ بزرگ ہنسے۔ بادشاہ نے وجہ دریافت کی فرمایا تمہاری نادانی کی وجہ سے ہنسی آئی ہے۔ فرمایا بادشاہ! تمہارا حال اس کتے کی مانند ہے جو مزبلے پر پڑا ہو اور مردار سے شکم پُر کر رکھا ہو اور سر سے پاؤں تک نجاست اور خون میں آلودہ ہو جب پیشاب کرے زمین سے پاؤں اٹھا لے کہ پیشاب کے قطرے مجھ پر نہ پڑیں تیرا شکم حرام سے پُر ہے لوگوں کے بے شمار حقوق تمہارے ذمہ ہیں اب پوچھتا ہے کہ نماز

میری اس لباس میں روا ہے؟ بادشاہ رویا گھوڑے سے اترا زمین پر بیٹھ گیا بادشاہی ترک کر دی اور اس بزرگ کی ملازمت اختیار کی۔ مخزینہ

عوام اسم اعظم کے متحمل نہیں ہو سکتے چار واقعات

کسی شخص کے متعلق مشہور تھا کہ وہ اسم اعظم جانتا ہے کوئی شخص اس کے پاس گیا۔ اس کی خدمت میں اسم اعظم تعلیم کرنے پر بہت اصرار کیا۔ بزرگ نے فرمایا شرط یہ ہے کہ کل شہر کے فلاں دروازے کے پاس جاؤ جو کچھ وہاں مشاہدہ کرو میرے پاس آکر بیان کرو اس نے قبول کیا اور دوسرے روز اس دروازے کے پاس پہنچا دیکھا ایک بوڑھا مرد کاندھے پر لکڑیاں اٹھائے ہوئے شہر میں داخل ہونا چاہتا ہے دیکھا کہ ایک سرکاری سپاہی آیا اس سے لکڑیاں چھین لیں اس بیچارے کو انکار کرنے پر مار کر زخمی کر دیا۔ اُس شخص کو بہت افسوس ہوا دل میں کہنے لگا اگر اسم اعظم جانتا ہوتا تو اس ملعون شقی کو اس کی وجہ سے ہلاک کر دیتا اس کے بعد اسی بزرگ کے پاس آیا اور تمام واقعہ بیان کیا اور عرض کی کہ اگر اسم اعظم میرے پاس ہوتا تو اس ظالم سپاہی کو تباہ کر دیتا۔ بزرگ نے فرمایا کہ اسم اعظم تعلیم کرنے میں میرا اُستاد وہی ہے۔ کہ باوجود اسم اعظم جاننے کے اس ظالم سپاہی کو کچھ نہیں کہا۔

۲۔ مشہور حکایت ہے کہ کوئی شخص ذی النون مصری کے پاس ڈیڑھ سال اُن کی پُرخلوص خدمت کرتا رہا کہ وہ اُسے اسم اعظم تعلیم کریں ایک روز اس کا اصرار انتہا تک پہنچ گیا۔ پس ذی النون مصری نے اُسے ایک برتن سربستہ دیا کہ اسے میرے فلاں دوست کے پاس پہنچا دے۔ جب کچھ راستہ اس نے طے کیا اُس نے اُسے کھولا تو اُس برتن سے ایک چوہا دوڑ کر نکل گیا پس وہ آدمی غضب ناک ہو کر ذی النون مصری کے پاس آیا اور کہنے لگا آپ نے میرے ساتھ تمسخر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے تجھے امانت سپرد کی تھی صرف ایک چوہے کی اور تم نے میرے ساتھ خیانت کی پس میں اسم اعظم تمہیں کیسے تعلیم کر سکتا ہوں۔ پس ذی النون مصری نے اُسے نکال دیا۔

۳۔ عمر بن حنظلہ سے روایت ہے کہ میں نے امام باقرؑ کی خدمت میں عرض کی کہ میں آپؑ کا مخلص خدمت گزار ہوں مجھے اسم اعظم تعلیم فرمائیں۔ فرمایا کیا تم میں طاقت برداشت ہے؟ عرض کی ہاں! فرمایا اس کمرے میں داخل ہو جاؤ۔ جنابؑ بھی داخل ہو گئے پس آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر

رکھا۔ میں نے دیکھا کمرہ تاریک ہوگیا زمین گردش کرنے لگی میرے تمام جسم میں لرزہ طاری ہوگیا۔ اور دانت بجنے لگے آپ نے فرمایا اب کیا صلاح ہے۔ اسم اعظم تعلیم کروں میں نے عرض کی نہیں میری طاقت سے باہر ہے آپ متبسم ہوئے اور اپنے ہاتھ کو زمین سے اٹھالیا۔ کمرہ روشن ہوگیا اور زمین قرار پکڑ گئی۔

۴۔ حضرت عیسیٰؑ سے ان کے ایک امتی نے اس اسم کے تعلیم کی التماس کی کہ جس سے مردہ زندہ کرتے تھے اور بہت اصرار کیا آپ نے اسے تعلیم کر دیا۔ پس اس نے ہڈیوں پر اس اسم کو پڑھا فوراً وہ شیر درندہ بن گیا۔ اسی وقت اس زندہ کرنے والے کو ہلاک کر دیا۔ تحفۂ مجتہد

فضال اور امام ابو حنیفہ کی مزید گفتگو

بحار الانوار اور احتجاج طبرسی میں ہے کہ فضال اپنے ایک رفیق کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ انہوں نے ابو حنیفہ کو دیکھا کہ اپنے معتقدین کو اپنی فقہ تعلیم فرما رہے ہیں فضال بن حسن نے اپنے رفیق کو فرمایا کہ خدا کی قسم میں اتنے تک یہاں سے روانہ نہ ہوں گا جبتک ابو حنیفہ کو خجل نہ کرلوں آپ کے ساتھی نے عرض کی کہ ابو حنیفہ کی دانائی اور ہوشیاری مشہور ہے آپ مناظرہ میں اس پر غلبہ نہیں پاسکتے۔ فضال نے اسے کہا کہ خاموش رہ حق کی ہمیشہ فتح ہوتی ہے پس فضال ابو حنیفہ کے پاس گئے اور سلام پیش کیا پس تمام نے سلام کا جواب دیا پس فضال نے ابو حنیفہ سے کہا کہ میرا ایک بھائی ہے اور وہ اعتقاد رکھتا ہے کہ بہترین مردم بعد از پیغمبرؐ خاتم حضرت علیؑ ہیں اور میں کہتا ہوں کہ بہترین مردم بعد از پیغمبر ابو بکر اور پھر عمر ہیں پس آپ اس بارے میں کیا دلیل رکھتے ہیں؟ ابو حنیفہ نے سر جھکایا کچھ دیر بعد سر اٹھایا اور کہا یہی چیز کافی ہے ان کے فخر اور بزرگی کے لئے کہ ان کی قبر اُن کے پاس ہے پس اس سے واضح دلیل اور کیا ہوسکتی ہے فضال نے کہا میں نے اپنے بھائی کے لئے یہ دلیل پیش کی ہے لیکن وہ جواب میں کہتا ہے کہ وہ مقام جہاں پیغمبرؐ اور وہ دونوں دفن ہیں اگر پیغمبرؐ کا مخصوص حق تھا پھر ان دونوں نے ظلم کیا کہ اپنے آپ کو وہاں دفن کرایا جہاں اُن کا حق نہیں تھا اور اگر وہ جگہ ان دو بزرگوں کی تھی اور انہوں نے پیغمبرؐ کو ہبہ کر دی تھی پھر بھی انہوں نے بُرا کیا کہ اپنے ہبہ کی طرف رجوع کر کے اپنے عہد کو فراموش کیا پس پھر کچھ دیر ابو حنیفہ نے سر نیچا کیا اور سوچ کر کہا کہ وہ مقام نہ مخصوص پیغمبرؐ کا اور نہ ان دونوں

کا تھا بلکہ یہ انہیں اپنی بیٹیوں حفصہ اور عائشہ کی طرف سے ملا۔ فضال نے کہا کہ میں نے اپنے بھائی سے یہ بھی کہا ہے لیکن وہ میرے جواب میں کہتا ہے کہ تو جانتا ہے کہ پیغمبرؐ کی وفات کے وقت اُن کی نو بیویاں تھیں اور اُن کا حصّہ آٹھواں بنتا ہے اب آٹھویں حصّہ کو نو پر تقسیم کریں تو ان کا حصّہ ایک بالشت بھی نہیں بنتا وہاں چھ فٹ کے دو انسان کیسے دفن ہو سکتے ہیں ، دوسرا عائشہ اور حفصہ جو پیغمبرؐ کی بیویاں ہیں وہ تو جائداد لیں اور اُن کی دُختر فاطمہ زہرا بالکل محروم رہے ۔جب ابو حنیفہ نے فضال کا یہ کلام سُنا فریاد کی کہ اے قوم اس مرد کو یہاں سے دور کرو کہ یہ خود رافضی ہے ۔اور اس کا کوئی ایسا دوست وغیرہ نہیں ہے ۔ تحفہ ینتہ ۔

حضرت امام ابو حنیفہؒ کا دلچسپ فتویٰ اور شادی

ابن جوزی اپنی کتاب الاذکیا میں لکھتے ہیں کہ ایک شخص حضرت امام اعظم کے پاس آکر کہنے لگا کہ میں ایک حسین اور مالدار عورت پر عاشق ہو گیا ہوں ۔مگر میں تنگدست ہوں اس عورت کے اقربا مجھ سے نکاح نہیں ہونے دیں گے آپ کوئی تدبیر ایسی نکالیے کہ میرا نکاح اس عورت کے ساتھ ہو جائے امام ممدوح نے اس شخص سے فرمایا کہ تو میرے ہاتھ اپنی فلاں شے بارہ ہزار درہم کو فروخت کرنا چاہتا ہے ۔اس شخص نے کہا نہیں ۔ تب آپ نے فرمایا کہ تو جا اور اس عورت کے اقرباء سے کہو کہ میری حالت سے امام ابو حنیفہ خوب واقف ہیں تم لوگ امام صاحب سے دریافت کر لو چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا تب وہ لوگ امام صاحب کے پاس دریافت حقیقت کے لئے اُن کے پاس آئے ۔حضرت نے فرمایا کہ وہ شخص یعنی امیدوار نکاح میرے پاس ایک شے بیچنے کو لایا تھا اور میں بارہ ہزار درہم بسبیل قیمت اُسے دیتا تھا مگر وہ شخص اس قیمت پر اُس شے کے بیچنے پر راضی نہ ہُوا ۔آپ کے اس ارشاد سے عورت کے اقربا کی تسلی ہو گئی اور امیدوار عقد کا نکاح اس عورت سے ہو گیا ۔اب اس عورت کی روداد یہ ہے کہ جب اُس کو یہ معلوم ہُوا کہ اس کا ناکح تو ایک مفلس ہے ۔اور نکاح کا معاملہ حضرت امام کی خوش تدبیری سے ظہور میں آیا ہے تو اُس کے معاوضہ کی نظر سے آراستہ و پیراستہ ہو کر امام صاحب کے حضور میں گئی اور یہ عرض کی کہ حضور میرا باپ میرا نکاح کسی کے ساتھ نہیں ہونے دیتا اور جتنے خواستگار نکاح ہوتے ہیں اُن سے کہہ دیتا ہے کہ میری بیٹی اندھی ، لنگڑی

لولی ہے تم لوگ اس سے نکاح کا مطالبہ نہ کرو۔ چونکہ وہ عورت اس سے واقف تھی کہ امام صاحب نے اسے کبھی نہیں دیکھا تھا اس نے اُن سے یہ بھی کہہ دیا کہ وہ کسی محلّے کے کنجڑے کی بیٹی ہے پھر اس نے حضرت سے استدعا نکاح کی کی اور یہ کہہ کر اُس نے اپنے جمال و تناسب اعضاء کی کیفیت کو امام صاحب پر ظاہر کرنے کے لئے اپنے منہ اور سر کو کھول دیا باہیں دکھائیں اور ساقوں سے کپڑا اُٹھا دیا۔ حسن دلفریب ہوتا ہے امام صاحب کا نکاح پر راضی ہو جانا خلاف فطرت نہ تھا، اس عورت کے چلے جانے کے بعد امام صاحب نے اس کنجڑے کو بُلا بھیجا اور اپنا ارادہ اُس سے ظاہر کیا کنجڑے نے عرض کی کہ اے حضرت میری بیٹی اندھی لنگڑی لولی ہے وہ ہرگز آپکے قابل نہیں ہے مگر امام صاحب نے فرمایا کہ تجھ کو اس سے کیا وُہ کیسی ہی ہے اُس سے ہم نکاح کریں گے اس کے بعد امام صاحب کا نکاح اسی روز اس کنجڑے کی بیٹی کے ساتھ انجام پاگیا۔ شام کو وہ کنجڑا اپنی بیٹی کو ایک بڑے ٹوکرے میں رکھ کر ایک غلام کی مدد سے حضور میں امام صاحب کے آیا۔ حضرت نے جو عروس کو دیکھا تو تین طلاق دیکر اپنی گلو خلاصی کرائی۔ ایک مہینے کے بعد وہ عورت جو باعث اس نکاح کا ہوئی تھی حضور میں امام صاحب کے حاضر ہوئی آپ نے اس سے فرمایا کہ یہ تم نے کیا کیا؟ جواب میں اس عورت نے کہا عوض را گلہ نہ باشد۔ آپ نے میرا نکاح ایک مفلس کے ساتھ کرا دیا میں نے آپ کا نکاح ایک اندھی لنگڑی لولی سے کرا دیا۔ قارئین یہاں سے بلا ضرورت امام صاحب اور اس عورت کا تقیہ ثابت ہے۔ مذہب امامیہ میں یہ تقیہ حرام ہے تقیہ کی شرط ہے جان مال عظیم یا آبرو کا خطرہ ہو۔ مصباح الظلم۔

سیّد کی خاطر جنید پہلوان کی قربانی

حضرت جنید بغدادی فن سپہ گری میں یکتائے زمانہ تھے۔ خصوصًا پہلوانی میں بڑے نامی گرامی۔ یک بار ایک شخص آیا اور بادشاہ سے عرض کی۔ "میں آپ کے پہلوان سے لڑوں گا۔" بادشاہ نے کہا۔ "ہمارا پہلوان بہت زبردست ہے تم دُبلے پتلے آدمی اس سے کیا لڑو گے۔" مگر یہ شخص نہ مانا اور بہت اصرار کیا آخر دنگل ہُوا۔ جب جنید خم ٹھونک کر مقابل ہوئے اور دونوں کی پکڑ ہونے لگی۔ تو اس شخص نے چپکے سے ان کے کان میں کہا کہ میں سیّد ہوں۔ محتاج ہوں آئندہ تم کو اختیار ہے۔ حضرت جنید لڑتے لڑتے گر پڑے جب تو بڑا شور و غل ہُوا۔ بادشاہ نہ مانا، دوبارہ کشتی کرائی

پچھڑ گئے۔ تیسری بار کشتی ہوئی پھر چاروں شانے چت۔ آخر بادشاہ نے اسے انعام دیا اور حضرت جنید کو بُلا کر پوچھا کہ سچ کہو یہ کیا بات تھی؟ آپ نے اصل حال بیان کر دیا، بادشاہ بہت متعجب ہُوا کہ مجمعِ عام میں اپنی ذلت اور سید کی عزت گوارا کی فی الحقیقت یہ بڑی پہلوانی اور بہادری تھی۔ اسی شب رسولِ خدا کو حضرت جنید نے خواب میں دیکھا! فرمایا شاباش اے جنید! تو نے ہماری اولاد کے ساتھ سلوک کیا ہے ہم بھی تیرے ساتھ ایسا ہی سلوک کریں گے۔" دوسرے روز شاہی ملازمت ترک کی اور فقرا کی جستجو میں پھرنے لگے آخر عظیم مرتبہ پر فائز ہوئے۔

حضرت امام ابو یوسف کا دلچسپ فتویٰ

تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۱۹۷/۱۹۸ میں ہے۔ سلفی نے طیوریات میں ابن مبارک کی سند سے روایت کی ہے کہ جب رشید کے پاس خلافت پہنچی تو اس کے نفس میں ایک کنیز کی جو اس کے باپ کی کنیز تھی خواہش ہوئی کہ اس سے ہمبستری کرے جب خواہش ظاہر کی تو کنیز نے جواب دیا تیرے لئے اچھی نہیں ہوں اس لئے کہ تیرا باپ میرے ساتھ ہمبستری کر چکا ہے (تم کس طرح ماں کے ساتھ ہمبستر ہو سکتے ہو) لیکن چونکہ رشید کے دل میں اس کی محبت مرکوز ہو چکی تھی تو رشید نے قاضی ابو یوسف کو بلا بھیجا اور اس سے پوچھا کیا تیرے پاس ایسی تدبیر ہے کہ میرا یہ دلی مقصد پورا ہو جائے ابو یوسف نے کہا اے امیر المومنین کیا ایک کنیز نے جو دعویٰ کیا ہے یہ کب مناسب ہے کہ اس کو سچا سمجھا جائے ہرگز اس کو اس دعویٰ میں سچا نہ سمجھو کیونکہ وہ جھوٹ سے معصوم نہیں ہو سکتی۔ ابن مبارک کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ میں کس سے زیادہ تعجب کروں اُس سے جس نے اپنا ہاتھ مسلمانوں کے ناحق خون کرنے میں اور ناحق مال لینے میں رکھا اور اپنے باپ کی حرمت بے فکری سے توڑ رہا ہے یا اس کنیز سے تعجب کروں جو اپنے نفس کو امیر المومنین سے روک رہی ہے یا اس فقیہ و قاضی روئے زمین سے تعجب کروں جس نے حکم دے دیا کہ بیشک اپنے باپ کی حرمت کی ہتک کر کے اپنی شہوت رانی کر لے اور اس کو میری گردن میں ڈال دے۔ فلک النجات جلد ۲ ص ۸۰

علامہ حلّی نے شاہ خدا بندہ کو کس طرح شیعہ کیا

علامہ مجلسی نے من لایحضرہ الفقیہ کی شرح میں اصحاب کی ایک جماعت سے نقل کیا ہے کہ شاہ خدا بندہ ایک دفعہ اپنی زوجہ پر غضبناک ہوا اور کہا انتِ طالق

ثالثاً اور چونکہ سلطان حنفی المذہب تھا اور یہ طلاق اس کے مذہب میں صحیح واقع ہو گئی تھی ، پشیمان ہوا اور مذاہب اربعہ کے علماء کو حاضر کیا اور اُن سے اپنی زوجہ کے رجوع کرنے کے لئے رجوع کیا تمام نے کہا یہ زوجہ آپ پر حرام ہے اور اب اس کا آپ پر حلال ہونا محلل کا محتاج ہے پس سلطان نے کہا کیا ہو گیا ہے کہ آپ تمام مسائل میں اختلاف رکھتے ہیں لیکن اس مسئلہ میں پورے متفق ہیں انہوں نے کہا اس مسئلہ میں تمام متفق ہیں انہوں نے کہا اس مسئلہ میں آئمہ اربعہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے پھر اس کے وزیر نے کہا کہ حلہ میں مسلمانوں سے ایک عالم ہیں وہ اس طلاق کو باطل جانتے ہیں پس شاہ خدا بندہ نے علامہ کی طرف خط لکھا اور انہیں اپنے دربار میں طلب کیا آئمہ اربعہ کے علماء نے کہا اس کا مذہب باطل ہے اور یہ رافضی لوگ عقل سے کورے ہیں اور سلطان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ جو ضعیف العقل ہو اسے بلوا بھیجے۔ بادشاہ نے کہا جبتک کہ وہ حاضر نہ ہوں اُن کا حال کیسے معلوم ہو پس بادشاہ نے تمام علماء عامہ کو جمع کیا اور ہر ایک نے اپنے مرتبے کے مطابق جگہ حاصل کر لی ۔ پس جب علامہ داخل ہوئے اپنی جوتیوں کو ہاتھ میں پکڑے ہوئے السلام علیکم فرمایا اور بادشاہ کے ساتھ ایک خالی کرسی پر بیٹھ گئے ۔ پس علماء عامہ نے سلطان کو کہا کہ ہم نے نہیں عرض کیا تھا کہ رافضی ضعیف العقل ہوتے ہیں پس بادشاہ نے کہا آپ لوگ علامہ سے دریافت کر لیں ان امور کے بارے جو انہوں نے کئے ہیں ۔ پس علماء عامہ نے کہا کہ آپ نے دربار میں وارد ہوتے وقت بادشاہ کو سجدہ کیوں نہیں کیا آپ نے ادب کو ترک کیا ہے پس علامہ نے فرمایا کہ کیا رسولِ خدا بادشاہ نہ تھے لوگ اُن کو کیوں سجدہ نہ کرتے تھے ۔ اور مسلمانوں میں اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ سجدہ غیر خدا کو جائز نہیں ہے پھر انہوں نے عرض کیا کہ آپ بادشاہ کے پہلو میں کیوں بیٹھ گئے تو علامہ نے فرمایا کہ مجلس میں کوئی جگہ بیٹھنے کیلئے خالی نہ تھی سوائے اس جگہ کے ، اسی واسطے میں سلطان کے پہلو میں بیٹھا پھر انہوں نے سوال جوتوں کے بارے میں کیا کہ آپ اپنے ہمراہ اٹھا کر لائے اور سلطان کے قریب رکھ دیئے کیونکہ یہ کام کوئی عقلمند تو کیا کسی انسان کو بھی زیب نہیں دیتا ۔ علامہ نے فرمایا مجھے خوف ہوا کہ میرے جوتے حنفی چرا نہ لیں ۔ کیونکہ ان کے امام نے پیغمبرؐ کا جوتا چوری کر لیا پس تمام حنفی بول اُٹھے کہ حاشا وکلا یہ نہیں ہوا کیونکہ امام ابو حنیفہ پیغمبرؐ کے زمانہ میں پیدا ہی نہ ہوئے تھے بلکہ وہ ۷۰ سال بعد پیدا ہوئے پس علامہ نے فرمایا

کہ میں بھول گیا ہوں بلکہ امام شافعی یہ چوری کرتے تھے پس شافعیوں نے صدا بلند کی کہ امام شافعی کی ولادت حضرت ابو حنیفہ کی وفات کے روز ہوئی پھر علامہ نے فرمایا یہ کام مالک نے کیا ہوگا پس مالکیوں نے اس کا انکار کیا پھر فرمایا شاید چور احمد بن حنبل ہونگے پھر حنبلی چیخ اُٹھے پس تمام علماء نے اس بات پر اتفاق کیا کہ ان چاروں اماموں میں سے کوئی بھی پیغمبرؐ کے زمانہ میں موجود نہ تھا پھر علامہ نے بادشاہ کی طرف منہ کیا کہ اب ان لوگوں نے اقرار کر لیا ہے کہ ان کے آئمہ پیغمبرؐ کے زمانہ میں موجود نہ تھے۔ پس علامہ حلی نے فرمایا کہ ہم رافضی جو حضرت علیؑ کے تابع ہیں کہتے ہیں علی نفس پیغمبرؐ اور رسولؐ کے بھائی ہیں ان کے پسرِ عم اور وصی ہیں۔ یہ طلاق جو سلطان نے دی ہے باطل ہے کیونکہ اس کی شرائط متحقق نہیں ہوئیں اور ان شرائط میں مدعین کی حاضری ضروری ہے کیا بادشاہ نے دو عادل مردوں کی موجودگی میں طلاق دی ہے بادشاہ نے فرمایا نہیں پھر فرمایا آپ کی بیوی آپ پر حلال ہے اور آپ کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی ہے پھر علمائے عامہ کے ساتھ آپ نے مناظرہ کیا اور سلطان نے مذہب شیعہ اختیار کیا۔ (انوار نعمانیہ)

حضرت سلیمانؑ کی جمیع مخلوقات کو دعوت

ایک دفعہ حضرت سلیمانؑ نے بارگاہِ ایزدی میں عرض کی کہ مجھے جمیع مخلوقات کی رات دن کی دعوت کی اجازت دی جائے فرمایا اے سلیمانؑ یہ کام تمہارے بس کا نہیں عرض کی مجھے تیری طرف سے وہ سلطنت عطا ہوئی ہے ایسی کسی کو نہیں ملی جن اور شیاطین وغیرہ اپنی پوری قوت کے ساتھ میری تسخیر میں ہیں تمام حیوانات اور انسان میرے تابع ہیں۔ میں جو چاہوں موجود کر دیتے ہیں پھر ارشاد باری ہوا کہ اپنے آپ کو مشقت میں نہ ڈال یہ تمام مخلوق میں سے کسی کے بس کا روگ نہیں۔
حضرت سلیمانؑ کے بے حد اصرار پر ناشتے کی منظوری دے دی گئی تاکہ تمام مخلوق پر ان کی عاجزی ظاہر ہو جائے پس حضرت سلیمان نے تمام حیوانات بری و بحری و ہوائی کو فرمایا کہ فلاں روز ظہر کے وقت فلاں دریا کے کنارے پر میرے مہمان ہو چھ ماہ بعد کی تاریخ مقرر ہوئی تمام مخلوق نے دعوت قبول کر لی۔ اب جمیع ماتحت مخلوق جن و شیاطین وغیرہ کھانے کی تیاری میں مصروف ہو گئے۔ ہر قسم کے کھانے اور غذائیں ترتیب دی گئیں یہ انبار ایک عظیم پہاڑ کی مانند ہو گیا مقررہ تاریخ پر حضرت سلیمانؑ اپنے وصی آصف بن برخیا سمیت بلند تخت پر یہ نظارہ دیکھنے کے لئے بیٹھ گئے اور اس دوران تمام مخلوق سے پہلے ایک جانور نے سمندر سے منہ باہر نکالا اور عرض کی، جناب عالی! آج ہم آپ کے مہمان ہیں؟ فرمایا ہاں۔ اس نے عرض کیا میں بھوکا ہوں مجھے کھلا دیا جائے فرمایا تھوڑی

دیر صبر کرو تاکہ تمہارے دوسرے ساتھی حاضر ہو جائیں عرض کی میرے ناشتہ یا غذا کا اب وقت ہے۔ اور مجھ میں صبر کی طاقت نہیں۔ خداوند عالم نے مجھے اس طرح خلق کیا ہے کہ اگر ابھی غذا مجھے نہ ملی تو میں بھوک سے ہلاک ہو جاؤں گا حضرت سلیمانؑ نے فرمایا اگر تو صبر نہیں کر سکتا تو آ اپنا حصّہ تناول کرلے۔ اسے جب اجازت ملی تو سر سمندر سے باہر کیا اور وہ غذا جو چھ ماہ میں تیار کی گئی تھی ایک ہی مرتبہ نگل گیا اور بھوک بھوک کی فریاد بلند کرنے لگا۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا جو کچھ ہم نے جمع کیا تو کھا گیا باقی مخلوق کے لئے کچھ رہا نہیں اس نے عرض کی میری غذا تین نوالے ہیں یہ جو آپ نے ملاحظہ فرمایا میرا ایک لقمہ ہے ابھی دو لقمے باقی ہیں۔ حضرت سلیمانؑ خوب ہنسے۔ نوزہتہ۔

حضرت عیسیٰؑ کے چار حریص ساتھیوں کی ہلاکت

حضرت عیسیٰؑ اپنے ایک صحابی کے ساتھ سیر کو نکلے

پس انہیں بھوک لگی ایک بستی کے قریب آئے حضرت نے اپنے ساتھی کو فرمایا کہ اس بستی میں جاؤ اور کھانا خرید لاؤ آپ نے اسے کچھ رقم دیکر بستی کی طرف روانہ فرمایا حضرت عیسیٰؑ نماز میں مشغول ہو گئے پس اُس نے تین روٹیاں خریدیں اور واپس آیا دیکھا کہ حضرت عیسیٰؑ نماز میں مستغرق ہیں یہ ایک روٹی کھا گیا۔ حضرت عیسیٰؑ بھانپ گئے کہ یہ ایک روٹی کھا گیا ہے آپ نماز سے فارغ ہو کر ساتھی کے قریب آئے فرمایا روٹیاں کتنی تھیں۔ عرض کی دو۔ آپ نے فرمایا نہیں تین تھیں باقی ایک کدھر گئی اُس نے عرض کی جناب بس دو ہی تھیں پس ہر ایک نے ایک ایک روٹی تناول کی اور چل پڑے یہاں تک کہ ہرنوں کے ایک گلہ تک پہنچے حضرت نے اشارے کے ساتھ ایک کو طلب کیا وہ حاضر ہوا اسے ذبح کرکے اس کا گوشت کھایا پھر بقایا کو فرمایا قم باذن اللّٰہ فی الفور وہ ہرن زندہ ہو گیا اس مرد نے کہا سبحان اللّٰہ اور اس کے زندہ ہونے سے بہت متعجب ہوا پس آپ نے فرمایا میں تمہیں قسم دیتا ہوں ساتھ اس کے کہ میں نے ہرن کو زندہ کیا اب بتاؤ تیسری روٹی کہاں گئی عرض کی روٹیاں دو ہی تھیں نہ تین۔ پس وہاں سے روانہ ہو گئے اور ایک دیہات میں پہنچے کہ اس کے تمام باشندے ہلاک ہو گئے تھے پس حضرت نے اللہ سے اُن کا حال معلوم کرنے کا سوال کیا اللہ نے ایک خشت کو گویائی عطا فرمائی اور حضرت عیسیٰؑ کے ہر سوال کا جواب دیا وہ شخص اس کیفیت سے متعجب ہوا پھر حضرت عیسیٰؑ نے اُسے اس معجزے کے ساتھ قسم

دی کہا کہ اب بتاؤ تیسری روٹی کیا ہوئی۔ عرض کی روٹیاں دو تھیں نہ تین ۔ پھر وہاں سے کوچ کرنے کے بعد ایک ہولناک دریا کے کنارے پہنچے پس آپ نے اس مرد کا ہاتھ پکڑا اور پانی کے اُوپر چلتے ہوئے دریا کو عبور کیا وہ شخص بہت متعجب ہُوا حضرت نے فرمایا تجھے اس معجزہ کی قسم دیتا ہوں جو تو نے دیکھا اب بتاؤ تیسری روٹی کدھر گئی اس نے عرض کی روٹیاں دو تھیں نہ تین۔ پس وہاں سے روانہ ہو کر ایک بڑے شہر کے نزدیک پہنچے جو برباد ہو چکا تھا وہاں اس شخص کی نگاہ سنہری اینٹوں پر پڑی اس نے کہا یہ میرا مال ہے آپ نے فرمایا نہیں ایک تیرا مال ہے ایک میرا اور تیسری اینٹ اس کی ہے جس نے تیسری روٹی کھائی تھی پھر اس نے حلفیہ بیان کیا اور اقرار کیا کہ تیسری روٹی میں نے کھائی تھی جب اس نے اقرار کر لیا تو حضرت نے فرمایا یہ تمام مال تمہیں مبارک ۔ آپ نے اسے وہیں چھوڑا اور خود بیابان کی طرف اکیلے چل پڑے پس اس دوران وہ ساتھی اکیلا رہ گیا۔ وہاں تین مرد وارد ہوئے ۔ انہوں نے اس کے پاس سونے کی اینٹیں دیکھیں حرص پیدا ہوئی اُسے قتل کر دیا پھر جب اُن پر بھوک غالب آئی ایک کو گاؤں کی طرف بھیجا کہ کھانا لائے پس ان دونوں نے جو اب سونے کی اینٹوں کے پاس رہ گئے تھے آپس میں معاہدہ کیا کہ جب اُن کا ساتھی کھانا لے آئے اسے قتل کر دیں اور اس کے حصے کے بھی مالک بن جائیں اور اُس ساتھی نے کھانے میں مہلک زہر ملا دیا کہ جب وہ دونوں یہ کھانا کھائیں گے ہلاک ہو جائیں گے اور تمام سونے کی اینٹیں میری ہو جائیں گی پس جب کھانا لایا۔ ان دونوں نے اُسے ہلاک کیا پھر تسلی کے ساتھ کھانا کھانا شروع کیا اُس زہریلی غذا کے کھانے سے دونوں ہلاک ہو گئے۔ حضرت عیسٰیؑ کا پھر وہاں سے گزر ہُوا جب چاروں کو ان سونے کی اینٹوں کے پاس ہلاک دیکھا تو فرمایا **الدنیا ھکذا تفعل باھلھا**۔ یعنی دنیا اپنے اہل اس طرح ہلاک کرتی ہے۔ نزہتہ۔

ملک الموت نے کس کی رُوح قبض کرتے ہوئے افسوس کیا

ایک دفعہ پروردگار عالم نے عزرائیل سے خطاب فرمایا کہ میں نے تمہیں قبض ارواح پر مامور کیا ہے کیا کسی کی رُوح کے قبض کرتے وقت تمہیں افسوس ہوا ہے؟ عرض کی سب سے زیادہ افسوس اس وقت ہُوا کہ جب میں نے ایک دفعہ ایک کشتی دریا پر جاتے ہوئے دیکھی تیرا حکم ہُوا اس کشتی کو غرق کر دے اور تمام انسانوں کی رُوح قبض کر

لے میں نے ایسا ہی کیا مگر ایک عورت کشتی میں تھی اس نے اسی وقت بچہ جنا تھا ۔ تیرا حکم ہوا کہ ان دونوں کو اپنے حال پر رہنے دے پس وہ ماں کہ بچہ اس کی بغل میں تھا ایک تختے پر دریا کی موجوں پہ ہچکولے کھاتے ہوئے ایک طرف جا لگے پھر تیرا حکم ہوا کہ اس بچے کی ماں کی رُوح قبض کرلے ۔ اور وہ بچہ بے شیر اس تختہ پر تنہا رہ گیا اس وقت مجھے بہت افسوس ہوا تھا ۔ خطاب ہوا اے عزرائیل کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہم نے اُس بچے کے ساتھ کیا سلوک کیا ہم نے دریا کی موج کو حکم دیا کہ اُسے خوشش آب و ہوا جزیرے میں ڈال دے ہوا کو حکم دیا کہ خس و خاشاک اس پر نہ ڈالے بادل کو حکم دیا کہ اس پر نہ برسے خورشید کو حکم دیا کہ اپنی حرارت اُس تک نہ پہنچائے اور اس جگہ ایک شیرنی جو نوزائیدہ تھی اُسے حکم دیا کہ اُسے دُودھ پلائے اس سے اس کی پرورش ہوئی اس نے چلنا پھرنا شروع کیا ایک دفعہ ایک کشتی وہاں سے گزری اہل کشتی نے اس بچے کو دیکھا اسے کشتی میں سوار کر لیا اور اپنے ساتھ لے گئے ۔ اے عزرائیل رفتہ رفتہ اسے اس منزل پر پہنچایا کہ اسے سلطان بنا دیا جب اس مقام پر پہنچا تو اس نے میرے ساتھ جنگ شروع کر دی اور دعویٰ خدائی کر دیا ۔ یہ نمرود تھا جس نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں پھینکا اور اپنے زعم میں اللہ کو تیر مارا ۔ (اخوذ بنیتہ)

چاہ کن را چاہ درپیش

بعض مؤرخین نے یہ حکایت بیان فرمائی ہے کہ اصفہان میں ایک مرد تھا اس نے چاہا کہ اپنی بیوی کو سزا دے ۔ عصا اٹھایا اور چند عصا اسے مار دیئے عورت ہلاک ہو گئی حالانکہ اس کا ارادہ صرف تنبیہہ تھی نہ قتل ۔ پس اُسے اس عورت کے خاندان سے بہت خوف پیدا ہوا اور اسے اُن سے خلاصی پانے کا کوئی حیلہ نظر نہ آیا پس گھر سے باہر آیا اپنے دوستوں میں سے ایک کو قصہ بیان کیا اُس نے خلاصی کی صورت یہ بتائی کہ کسی خوبصورت مرد کو تلاش کرو اور اُسے مہمان بنا کر گھر لے جاؤ اسے قتل کر کے اس کی میّت اس مُردہ بیوی کے پہلو میں رکھ دو جب عورت کے قریبی تجھ سے مواخذہ کریں تو ان سے کہہ دینا کہ میں نے اس جوان کے ساتھ اسے بدکاری کرتے دیکھا ہے معاملہ میری برداشت سے باہر ہو گیا میں نے دونوں کو قتل کر دیا پس اس نے اس حیلہ کو پسند کیا اپنے گھر کے باہر آیا اور بیٹھ گیا ناگاہ ایک خوبصورت مرد کو وہاں سے عبور کرتے ہوئے دیکھا اسے اپنی منزل پر آنے اور کھانے کی دعوت دی اس جوان بیچارے نے قبول کر لیا دونوں گھر میں داخل ہوئے کھانا کھاتے ہوئے اس کا سر قلم کیا اور اپنی زوجہ

دی کہا کہ اب بتاؤ تیسری روٹی کیا ہوئی۔ عرض کی روٹیاں دو تھیں نہ تین۔ پھر وہاں سے کوچ کرنے کے بعد ایک ہولناک دریا کے کنارے پہنچے پس آپ نے اس مرد کا ہاتھ پکڑا اور پانی کے اُوپر چلتے ہوئے دریا کو عبور کیا وہ شخص بہت متعجب ہُوا حضرت نے فرمایا تجھے اس معجزہ کی قسم دیتا ہوں جو تو نے دیکھا اب بتاؤ تیسری روٹی کدھر گئی اس نے عرض کی روٹیاں دو تھیں نہ تین۔ پس وہاں سے روانہ ہو کر ایک بڑے شہر کے نزدیک پہنچے جو برباد ہو چکا تھا وہاں اس شخص کی نگاہ سنہری اینٹوں پر پڑی اس نے کہا یہ میرا مال ہے آپ نے فرمایا نہیں ایک تیرا مال ہے ایک میرا اور تیسری اینٹ اس کی ہے جس نے تیسری روٹی کھائی تھی پھر اس نے حلفیہ بیان کیا اور اقرار کیا کہ تیسری روٹی میں نے کھائی تھی جب اس نے اقرار کر لیا تو حضرت نے فرمایا یہ تمام مال تمہیں مبارک۔ آپ نے اسے وہیں چھوڑا اور خود بیابان کی طرف اکیلے چل پڑے پس اس دوران وہ ساتھی اکیلا رہ گیا۔ وہاں تین مرد وارد ہوئے۔ انہوں نے اس کے پاس سونے کی اینٹیں دیکھیں حرص پیدا ہوئی اُسے قتل کر دیا پھر جب اُن پر بھوک غالب آئی ایک کو گاؤں کی طرف بھیجا کہ کھانا لائے پس ان دونوں نے جواب سونے کی اینٹوں کے پاس رہ گئے تھے آپس میں معاہدہ کیا کہ جب اُن کا ساتھی کھانا لے آئے اسے قتل کر دیں اور اس کے حصے کے بھی مالک بن جائیں اور اُس ساتھی نے کھانے میں مہلک زہر ملا دیا کہ جب وہ دونوں یہ کھانا کھائیں گے ہلاک ہو جائیں گے اور تمام سونے کی اینٹیں میری ہو جائیں گی پس جب کھانا لایا۔ ان دونوں نے اُسے ہلاک کیا پھر تسلی کے ساتھ کھانا شروع کیا اُس زہریلی غذا کے کھانے سے دونوں ہلاک ہو گئے۔ حضرت عیسٰیؑ کا پھر وہاں سے گزر ہُوا جب چاروں کو ان سونے کی اینٹوں کے پاس ہلاک دیکھا تو فرمایا **الدنیا هکذا تفعل باهلها**۔ یعنی دنیا اپنے اہل اسی طرح ہلاک کرتی ہے۔ خزینتہ۔

ملک الموت نے کس کی رُوح قبض کرتے ہوئے افسوس کیا

ایک دفعہ پروردگار عالم نے عزرائیل سے خطاب فرمایا کہ میں نے تمہیں قبض ارواح پر مامور کیا ہے کیا کسی کی رُوح کے قبض کرتے وقت تمہیں افسوس ہوا ہے؟ عرض کی سب سے زیادہ افسوس اس وقت ہُوا کہ جب میں نے ایک دفعہ ایک کشتی دریا پر جاتے ہوئے دیکھی تیرا حکم ہُوا اس کشتی کو غرق کر دے اور تمام انسانوں کی رُوح قبض کر

لے میں نے ایسا ہی کیا مگر ایک عورت کشتی میں تھی اس نے اسی وقت بچہ جنا تھا۔ تیرا حکم ہوا کہ ماں دونوں کو اپنے حال پر رہنے دے پس وہ ماں کہ بچہ اس کی بغل میں تھا ایک تختے پر دریا کی موجوں پر ہچکولے کھاتے ہوئے ایک طرف جا لگے پھر تیرا حکم ہوا کہ اس بچے کی ماں کی روح قبض کر لے۔ اور وہ بچہ بے شیر اس تختہ پر تنہا رہ گیا اس وقت مجھے بہت افسوس ہوا تھا۔ خطاب ہوا اے عزرائیل کیا تمہیں معلوم ہے کہ ہم نے اس ننھے بچے کے ساتھ کیا سلوک کیا ہم نے دریا کی موج کو حکم دیا کہ اسے خوش آب و ہوا جزیرے میں ڈال دے ہوا کو حکم دیا کہ خس و خاشاک اس پر نہ ڈالے بادل کو حکم دیا کہ اس پر نہ برسے خورشید کو حکم دیا کہ اپنی حرارت اس تک نہ پہنچائے اور اس جگہ ایک شیرنی جو نوزائیدہ تھی اسے حکم دیا کہ اسے دودھ پلائے اس سے اس کی پرورش ہوئی اس نے چلنا پھرنا شروع کیا ایک دفعہ ایک کشتی وہاں سے گزری اہل کشتی نے اس بچے کو دیکھا اسے کشتی میں سوار کر لیا اور اپنے ساتھ لے گئے۔ اے عزرائیل رفتہ رفتہ اسے اس منزل پر پہنچایا کہ اسے سلطان بنا دیا جب اس مقام پر پہنچا تو اس نے میرے ساتھ جنگ شروع کر دی اور دعوی خدائی کر دیا۔ یہ نمرود تھا جس نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں پھینکا اور اپنے زعم میں اللہ کو تیر مارا۔ (اخذ منیتہ)

چاہ کن را چاہ درپیش

بعض مؤثقین نے یہ حکایت بیان فرمائی ہے کہ اصفہان میں ایک مرد تھا اس نے چاہا کہ اپنی بیوی کو سزا دے۔ عصا اٹھایا اور چند عصا اسے مار دیئے عورت ہلاک ہو گئی حالانکہ اس کا ارادہ صرف تنبیہ تھی نہ قتل۔ پس اسے اس عورت کے خاندان سے بہت خوف پیدا ہوا اور اسے ان سے خلاصی پانے کا کوئی حیلہ نظر نہ آیا پس گھر سے باہر آیا اپنے دوستوں میں سے ایک کو قصہ بیان کیا اس نے خلاصی کی صورت یہ بتائی کہ کسی خوبصورت مرد کو تلاش کرو اور اسے مہمان بنا کر گھر لے جاؤ اسے قتل کر کے اس کی میت اس مردہ بیوی کے پہلو میں رکھ دو جب عورت کے قریبی تجھ سے مواخذہ کریں تو ان سے کہہ دینا کہ میں نے اس جوان کے ساتھ اسے بدکاری کرتے دیکھا ہے معاملہ میری برداشت سے باہر ہو گیا میں نے دونوں کو قتل کر دیا پس اس نے اس حیلہ کو پسند کیا اپنے گھر کے باہر آیا اور بیٹھ گیا ناگاہ ایک خوبصورت مرد کو وہاں سے عبور کرتے ہوئے دیکھا اسے اپنی منزل پر آنے اور کھانے کی دعوت دی اس جوان بیچارے نے قبول کر لیا دونوں گھر میں داخل ہوئے کھانا کھاتے ہوئے اس کا سر قلم کیا اور اپنی زوجہ

کی میّت کے قریب اس کی میّت رکھ دی جب عورت کے اقرباء نے یہ حال ملاحظہ کیا تو انہوں نے اس کے اس عمل پر اظہار مسرت کیا۔ تقدیر اس مرد نے یہ حیلہ اُسے تعلیم کیا تھا ایک بیٹا رکھتا تھا اُس روز گھر نہ آیا پس وہ مضطرب ہوا اور اس عورت کے خاوند کے پاس آیا اور کہا کہ جو حیلہ میں نے تمہیں تعلیم کیا تھا کیا اس پر عمل کیا ہے؟ کہا۔ ہاں! اس نے کہا وہ جوان کشتہ مجھے دکھاؤ جب اس جوان کے جنازے کے قریب پہنچا دیکھا تو اس کا اپنا بیٹا ہے جسے اُس مرد نے قتل کیا ہے سر پر خاک ڈالی لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ (نزہۃ)

لشکر یزید میں تھا رسولِ خدا نے اندھا کر دیا

بستان الواعظین سے نقل کیا گیا ہے حُر بن ریاح قاضی فرماتے ہیں میں نے ایک اندھے کو دیکھا جو کربلا میں حاضر تھا لوگ اکٹھے ہو گئے اور اس سے نابینائی کا سبب پوچھا کہ کربلا جاتے ہوئے اس کی نظر بالکل ٹھیک تھی اس نے بیان کیا کہ میں شہادتِ حسینؑ کے وقت کربلا میں موجود تھا۔ لیکن تیر۔ نیزہ تلوار کام میں نہ لایا۔ جب حضرت کو شہید کیا گیا میں نے اپنی منزل پر نمازِ عشاء پڑھی اور سو گیا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک مرد آیا اُس نے مجھے سختی کے ساتھ کھینچا اور کہا رسولِ خدا کی خدمت میں پیش ہو، میں نے کہا مجھے اُن سے کیا مطلب۔ مجھے سختی کے ساتھ کھینچ کر حضورؐ کے پاس لے گیا میں نے دیکھا ایک محراب میں حضرت تشریف فرما ہیں غمناک حالت میں ہیں ہاتھ بلند کئے ہوئے ہیں آپ کے سامنے پوستین کا فرش ہے اور آپ کے سامنے ایک فرشتہ ہے اس کے سامنے آگ کی تلوار ہے پس نو آدمی جو عمر ابن سعد کے لشکر میں تھے حاضر کئے گئے اس فرشتے نے اس آگ کی تلوار کے ساتھ انہیں قتل کیا ہر مقتول کے بدن سے آگ کے شعلے نکلتے تھے ہر مقتول پھر فوراً زندہ ہو جاتا تھا حتیٰ کہ انہیں سات دفعہ قتل کیا اور وہ ہر دفعہ زندہ ہوتے رہے پس مجھے حضرت کی خدمت میں پیش کیا پس میں نے اپنے آپ کو اُن کے قدموں میں گرا دیا اور عرض کیا السلام علیک یا رسول اللہ میں کربلا میں تھا لیکن کوئی ہتھیار استعمال نہیں کیا فرمایا ہاں تم نے ہتھیار استعمال نہیں کیا لیکن ظالم لشکر کی کثرت کا سبب تو بنا ہے پھر فرمایا آ جب میں نزدیک ہوا اُن کے قریب ایک طشت پُر از خون دیکھا فرمایا یہ میرے بیٹے حسینؑ کا خون ہے پس اس خون کی سلائی میری آنکھ میں پھیری میں اس خوف سے خواب

سے بیدار ہُوا اور اپنے آپ کو اندھا پایا گویا یہ خواب بالکل حقیقت تھی۔ (نزہتہ)

مجیر الغزالان کا لقب کیونکر ملا

بہرام گور زمانۂ ولی عہدی میں ایک مرتبہ ہرن کے تعاقب میں لشکر سے جُدا ہو گیا اس ہرن نے ایک اعرابی کے خیمے میں پناہ لی۔ شہزادہ گھبرایا ہُوا دروازے پر پہنچا اور اپنے شکار کا مطالبہ کیا۔ اعرابی نے کہا اے جوان! اس شکار نے میرے پاس پناہ لی ہے اس وجہ سے اسے نہیں دے سکتا اس پر رحم کرو اگر تو مجھ کو ملے گا تو میرے قبیلہ والے تجھ سے بدلہ لیں گے اگر تو چاہے تو میں اس شکار کے عوض اپنا عزیز از جان گھوڑا دے سکتا ہوں۔ بہرام کو یہ بات پسند آئی اور اس کو کافی انعام دے کر مجیر الغزالان کا لقب عطا فرمایا۔

بچھو نے سانپ کو ہلاک کر کے ایک مست کو بچا لیا

ایک عارف سے نقل ہے کہ میں ایک روز اپنے گھر سے باہر آیا اور شہر مصر میں تھا میں دریائے نیل کے ساحل کے پاس گیا میں نے ایک بچھو کو دیکھا بہت تیزی کے ساتھ کنارے پر پہنچا کہ اتنے میں ایک کچھوا پانی سے باہر آیا اور وہ بچھو اس پر سوار ہو گیا اس نے چلنا شروع کیا میں نے خیال کیا کہ ضرور اس میں کوئی راز ہے میں اس بچھو کے پیچھے روانہ ہُوا۔ دوسری طرف خشکی میں ایک درخت تھا کہ ایک جوان اس کے سائے میں خوابیدہ تھا اور ایک سانپ اس پر حلقہ کئے ہوئے تھا اور ارادہ کر رہا تھا کہ اپنا سر اس کے منہ میں ڈالے کہ اس زہریلے بچھو نے اُسے کاٹا اور سانپ ہلاک ہو گیا اور کچھوے پر سوار ہو کر واپس ہوا میں نے دل میں کہا کہ یہ مرد یقیناً ولی اللہ ہے جب میں اس کے قریب گیا تو وہ بے ہوش تھا مست تھا میرے تعجب میں اضافہ ہُوا کہ ناگاہ میں نے آواز سُنی کہ اگرچہ وہ مست ہے لیکن ہمارا بندہ ہے اگرچہ وہ سویا ہوا ہے۔ لیکن اس کا خُدا بیدار ہے جب میں نے یہ آواز سُنی میں رویا اور زار زار رویا اور اس کے سرہانے بیٹھ گیا کہ یہ بیدار ہو کہ اسے اللہ کی عنایات کی خبر دوں جب سورج غروب ہُوا ہُوا کی گرمی ساکت ہوئی اور ٹھنڈی ہُوا اس جوان کو لگی وہ ہوش میں آیا اور بیدار ہُوا جب اس کی نگاہ مجھ پر پڑی شرمندہ ہوا اور معذرت کی میں نے کہا اے جوان اس سانپ کو دیکھ اور تمام قصہ اُسے سنایا وہ جوان بہت رویا اور کہا مجھے شرم آنی چاہیئے کہ جس کا ایسا کریم خدا ہو وہ اس کی نافرمانی کیوں کرے اور اللہ کو ایذا دے جب اللہ بیگانوں کے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہے اپنے دوستوں کے

ساتھ کیا سلوک کرے گا میں نے اسے کہا کہ جب تم نے معصیت کا ارادہ کیا اور اس فعل شنیع کا ارتکاب کیا تم نے کون سا نیک عمل کیا کہا کوئی معتبر عمل تو نہیں کیا میں نے کہا جو بھی چھوٹا بڑا عمل کیا ہے بتاؤ۔ اس نے کہا جب میں شراب کا مرتکب ہُوا تو ماں نے کہا میرے لئے وضو کا پانی لاؤ میں بے توقف لے آیا اور جب میں شراب خانہ کی طرف چلا رستے میں ایک عالم کو سوار دیکھا اس نے کہا میری رکاب پکڑو میں نے اس کی رکاب پکڑی اور دو تین قدم اس کے ساتھ چلا جب اس سے جدا ہُوا میں نے شراب فروش کو رقم دی کہ شراب حاصل کروں سائل نے مجھ سے کچھ طلب کیا۔ میں نے ایک دینار اسے دیا میں نے کہا ان تین اعمال سے تُو نے بے شک یہ قرب و منزل حاصل کی ہے پس وہ روتا اور فریاد کرتا ہُوا صحرا کی طرف چلا گیا کہتے ہیں کہ وہ اس منزل کو پہنچا کہ دس سالہ بیمار کو اس کی وجہ سے شفا مِل جاتی تھی۔ (خزینہ)

جوان بدکاری سے کیونکر بچا

بعض کتب معتبرہ میں ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک جوان تھا۔ بہت وجیہہ و خوبصورت تھا۔ ایک دن اس نے چند کپڑے سیئے اور گلیوں کے چکر لگا رہا تھا کہ اُنہیں بیچے۔ اس بادشاہ کی ایک دختر تھی جو نہایت حسین و جمیل تھی وہ ایک بلند محل رکھتی تھی اور برائے تماشہ روزانہ اس پر آکر بیٹھتی تھی۔ قضا کار ایک روز اس درزی کا گزر اس قصر کے نیچے سے ہُوا جب اس شہزادی کی نظر اس پر پڑی اس پر مائل ہو گئی اسے اپنے محل میں بلایا اور اپنی خواہش پیش کی۔ اس نے انکار کیا اور بالکل قبول نہ کیا۔ اور خداوند سے خوف کا اظہار کیا اس لڑکی نے کہا کہ تمہارے لئے انکار کی کوئی صورت نہیں ہے جوان کو جب یقین ہو گیا کہ بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے تو اس نے اجازت چاہی کہ محل میں اوپر جا کر اپنی صفائی کر لوں لڑکی نے کہا کہ اپنے سِلے ہوئے کپڑے یہاں رکھ دو۔ تاکہ تو واپس آئے اس جوان نے سامان وہاں رکھا اور چھت پر چلا گیا اور اپنے آپ کو قصر کے اُوپر سے زمین پر گرا دیا کہ اس عمل شنیع کا مرتکب نہ ہو چونکہ نیت اس کی خالص اور عمل قربتہً الی اللہ تھا اللہ نے جبرئیل کو حکم دیا کہ فوراً زمین پر آئے اس جوان کو زمین پر آنے سے قبل پکڑے اور زمین پر بحفاظت رکھ دے ——
وہ جوان اپنی منزل پہ آیا اس کے گھر کے افراد اس کے پاس آئے اور سوال کیا کہ کیا لائے ہو؟ کہا کہ آج لباسوں کو ادھار میں فروخت کیا ہے اور اس کی قیمت کی ادائیگی کا وعدہ کل پہ ہے اور

اپنے اہل وعیال کو تسلی دی اور کہا کہ سو جائیں اور اپنے ہمسائیگان کو اپنی گرسنگی کی اطلاع نہ ہونے دیں اور اپنے گھر والوں کو کہا کہ تنور میں آگ روشن کریں تاکہ ہمسائے یہ خیال کریں کہ یہ لوگ روٹی پکانے میں مشغول ہیں پس عورت نے تنور میں آگ روشن کی اور اپنے شوہر کے پاس آکر بیٹھ گئی۔ ہمسایہ آئی تاکہ آگ حاصل کرے اُس نے اُن کے تنور میں دیکھا تنور روٹیوں سے پُر ہے اور قریب ہے کہ جل جائیں اس عورت نے اس مرد کو آواز دی کہ اب جو روٹیاں تمہاری تنور میں ہیں جلنے کے قریب ہیں وہ عورت آئی دیکھا کہ روٹیاں تنور میں عمدگی کے ساتھ پکی ہوئی ہیں اُن کو تنور سے نکالا اور اپنے شوہر کے قریب لائی اور اس جوان نے اسے پورے واقعے کی اطلاع دی اور کہا کہ یہ میری عفت اور اللہ کی اطاعت کا ثمرہ ہے۔ (نزہتہ)

بدترین حاسد دنیا و آخرت برباد کر بیٹھا

ایک بدترین حاسد بغداد میں ایک عالم وزاہد کا ہمسایہ تھا ہر وقت اس کی نعمات سے جلتا رہتا تھا اُسے نقصان پہنچانے کی تدبیریں کرتا رہتا تھا لیکن اس کی تدبیر کا کوئی تیر نشانے پر نہ لگتا۔ پس اس مقصد کیلئے ایک غلام خریدا اسے تربیت کرکے سن بلوغ پہنچایا وہ غلام صاحب زور و قوت ہو گیا ایک شب غلام کو کہا کہ مدت ہوئی تیری تربیت کرتے ہوئے اور تجھ سے کسی چیز کا دریغ نہیں کیا اب تجھ سے ایک کام ہے کہ مجھے اپنے ہمسایہ کے بام خانے پر قتل کر تاکہ صبح اُسے قصاص میں پکڑ لیں اور اس کی جان و مال تلف ہو جائیں غلام نے کہا اے مالک! آپ کی یہ تدبیر بالکل غلط ہے کیونکہ دشمنوں کی بربادی کا تعلق زندگی سے ہے اور جب تو مر جائے تو دشمن کے قتل یا نقصان سے تجھے کیا لذت پہنچے گی۔ غلام نے ہر چند سمجھانے کی کوشش کی لیکن مالک نے قبول نہ کیا اور اپنی باطل رائے پر مُصر رہا۔ غلام کو دینار کی ایک تھیلی پیش کی اور آزادنامہ لکھ کر اس کے ہاتھ میں دیا پس مجبوراً غلام نے مالک کے قتل کا اقدام کیا اور اسے زاہد و عالم کے بام خانہ کے اوپر قتل کیا اور خود اصفہان کی طرف کوچ کر گیا دوسرے روز خلیفہ کے کارندوں نے اس خواجہ کے نجس جسم کو ہمسایہ کے مکان کی چھت پر کشتہ دیکھا اور خلیفہ ہادی کو خبر دی اس پڑوسی مرد صالح کو قید کر دیا اور چاہا کہ اسے قتل کریں قضاۃ اور آئمہ نے فتویٰ نہ دیا اور کہا کہ اس پر کوئی چیز ثابت نہیں ہے چاہیئے کہ قید رہے یہاں تک کہ حقیقت امر معلوم

ہو پس وہ عالم کچھ مدت خوف و رجا میں محبوس رہا یہاں تک کہ کچھ عارف لوگ اصفہان میں گئے ور اس غلام نے صورتِ حال دریافت کی جب اُس مرد صالح کی قید اُس نے سُنی بغداد میں آیا ور خلیفہ ہادی کے پاس حقیقت حال بیان کر دی پس اس بے قصور عالم کی قید سے خلاصی ہوئی اور اس کے بازار کی رونق پہلے سے بہتر ہوئی۔ چراغے راکہ ایزد برفروزد ۔ گر ابلہ پف زند ریشش بسوزد

(خزینہ)

بااخلاق عالم نے مذہب حقہ کی رہنمائی فرمائی

ایک شخص نے اپنے دل سے فیصلہ کیا کہ کتابوں کی ورق گردانی یا مناظروں سے حق کی تلاش میرے لئے ناممکن ہے اسلام کے جس فرقے کے علما کا اخلاق بلند ہوگا۔ میں وہی مذہب اختیار کروں گا اور اس اصول پر پختگی سے جم گیا۔ شام کو ایک فرقہ کے عالم کے دروازے پر گیا عالم باہر تشریف لائے اس نے عرض کی مسئلہ دریافت کرنا ہے انہوں نے فرمایا مسائل مساجد میں پوچھے جاتے ہیں جاؤ اپنا کام کرو پھر یہ دوسرے فرقے کے عالم کے دروازے پر گیا انہوں نے فرمایا اب آرام کا وقت ہے یہ مسائل بتانے کا تیسرے فرقے کے عالم نے اندر ہی سے پیغام بھجوا دیا کہ مولوی صاحب آرام فرما رہے ہیں بالآخر ایک شیعہ عالم کے دروازے پر آدھی رات کے وقت جا کر دروازہ کھٹکھٹایا آپ باہر تشریف لائے اس نے عرض کی مسئلہ دریافت کرنا تھا لیکن رستے میں بھول آیا ہوں ۔ آپ نے فرمایا جس وقت یاد آجائے آجانا ۔ جب اُسے یقین ہو گیا کہ اب آنکھ لگ گئی ہوگی پھر دروازے کی زنجیر ہلائی آپ جاگ کر باہر تشریف لائے کہنے لگا جب یہاں پہنچا ہوں مسئلہ بھول گیا ہوں فرمایا جب یاد آئے آجانا ۔ پھر کچھ دیر بعد اُن کے سو جانے کا یقین ہو جانے کے بعد پھر زور زور سے دروازہ کھٹکھٹایا ۔ عالم تشریف لائے فرمایا ۔ اب مسئلہ یاد آیا ہے ؟ عرض کی اب یاد آگیا ہے مسئلہ پوچھنا یہ ہے کہ فضلے کا ذائقہ کیا ہوتا ہے ؟ آپ نے فرمایا یہ مسئلہ تو نہیں بلکہ گھسلا ہے فضلے کی نجاست کے بارے میں پوچھا جاتا ہے لیکن میں حتی الامکان آپ کو مطمئن کرتا ہوں فضلا میں نے چکھا نہیں ہے اور نہ چکھنے کی چیز ہے البتہ قرائن اور آثار بتاتے ہیں کہ ابتدا میں میٹھا ہوتا ہے کہ مکھیاں اس پر بیٹھ جاتی ہیں اور کافی دیر بعد اڑ جاتی ہیں معلوم ہوتا ہے اب اس کا ذائقہ کھٹا ہو گیا ہے ۔ اس نے صبح لوگوں کو اکٹھا کر کے پوری داستان لوگوں کو سنائی اور شیعہ عالم کے اخلاق کی داد دیتے ہوئے مذہب

شیعہ اختیار کیا۔

صدقہ میں دی ہوئی روٹی نے پنکھے کا کام کیا

ایک مرتبہ سونے کا ایک تھال پیغمبرؐ خدا کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ نے اصحاب سے فرمایا جو آدمی زندہ اس قبر میں چلا جائے اسے یہ تھال انعام دیا جائے گا کوئی آمادہ نہ ہوا کہ قبر میں جاکر مرنے کے بعد اس کا فائدہ؟ ایک غریب نے عرض کی میں اپنے گھر میں مشورہ کرکے آتا ہوں۔ بیوی نے کہا کہ پیغمبرؐ نے جو یہ فرمایا ہے کہ جو بھی قبر میں داخل ہوگا اُسے یہ سونے سے پُر تھال دیا جائے گا تو یہ فقرہ بتاتا ہے کہ وہ مزدور زندہ باہر آئے گا۔ یہ معلوم ہے کچھ وقت قبر میں تکلیف ہوگی جو نامعلوم ہے لیکن ساری زندگی بھوک نے ستایا۔ کچھ لمحوں کی تکلیف برداشت کر جاؤ۔ یہ واپس آیا قبر میں جانے کی رضامندی کا اظہار کیا۔ قبر شق ہوئی یہ داخل ہوگیا کچھ دیر بعد یہ باہر نکلا پیغمبرؐ اور اصحاب نے احوال پُرسی کی۔ کہنے لگا جب میں قبر میں گیا تاریکی اور تنگی تھی کہ ایک کونے سے آگ کے شعلے نکلے مجھے اپنی لپیٹ میں لے لیا جسم جلنے لگا کہ اتنے میں ایک پنکھا چل گیا اس سے آگ کے شعلے پیچھے ہٹے اور میرا جلا ہوا جسم ٹھیک ہونا شروع ہوا۔ یعنی پنکھے کی ہوا نے دو کام کیے آگ کے شعلے بھی ہٹائے اور مرہم کا کام بھی کیا۔ پھر قبر شق ہوئی تو میں باہر آگیا ہوں۔ آپ نے فرمایا معلوم ہوا وہ پنکھا کیسا تھا؟ آپ نے فرمایا صبح تم نے سائل کو کیا دیا تھا؟ اس نے عرض کی ایک روٹی مستحق سائل کو دی تھی آپ نے فرمایا وہ روٹی پنکھے کا کام دے رہی تھی جس نے دو کام کئے اُس نے عرض کی اگر یوں ہے تو گھر کی بھوک منظور ہے یہ تمام سونے کا تھال میری طرف سے اللہ کی راہ میں خیرات کر دیں۔ میں اپنی آنکھوں سے ایک صدقے کی روٹی کا ثواب مشاہدہ کر چکا ہوں۔

زوجہ اسحاق کی بیوفائی کی عمدہ داستان

بحارالانوار میں ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک مرد اسحاق نامی تھا اس کی شادی اپنی چچازاد سے ہوگئی وہ بہت خوبصورت تھی کچھ عرصہ بعد وہ فوت ہوگئی اور اسحاق کا جو اس کے ساتھ عشق اور رابطہ تھا اس کی قبر پہ ڈیرہ لگا لیا اور کہا میں یہیں قیام کروں گا جہاں تک کہ مجھے اس کی طرح موت آجائے قضارا ایک روز حضرت عیسیٰؑ کا گزر وہاں سے ہوا۔ انہوں نے اسحاق کا حال دریافت کیا جب اس نے ساری داستان عشق سنائی آپ بہت افسردہ ہوئے فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ تیری

چچازاد کو زندہ کیا جائے عرض کی اندھے کو کیا چاہیئے دو آنکھیں۔ پس حضرت اُس کی قبر پر تشریف لائے اور فرمایا اللہ کے حکم سے زندہ ہو تو قبر سے ایک عورت خاک جھاڑتی ہوئی برآمد ہوئی۔ آپ نے فرمایا اس کا ہاتھ پکڑ اور گھر لے جا۔ اسحاق کچھ دیر اپنی بیوی کے ساتھ چلا کہ اتفاقاً اسحاق پر نیند غالب آگئی اپنی چچازاد کو کہا کہ میں تیری قبر پہ بیٹھا اور گریہ وزاری کرتا رہا ہوں اب تھکاوٹ کی وجہ سے کچھ آرام کرنا چاہتا ہوں زوجہ نے کہا کہ اپنا سر میرے زانو پر رکھ کر سو جاؤ پس اسحاق گہری نیند سو گیا۔ پس اسی دوران اس مملکت کا شہزادہ جو حسن وجمال میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا وہاں سے گزرا۔ وہ عورت اس پر فریفتہ ہوگئی اپنے خاوند کا سر زانو سے ہٹا کر آہستگی کے ساتھ زمین پر رکھ دیا اور اس شہزادہ کے قریب آگئی پس شہزادہ بھی اس کے حسن پر گرویدہ اور فریفتہ ہوگیا عورت نے کہا مجھے اپنے پیچھے گھوڑے پر سوار کرلو پس شہزادے نے ایسا ہی کیا اور روانہ ہو پڑے جب اسحاق نیند سے بیدار ہوا۔ اور عورت کو نہ دیکھا گھوڑے کے قدموں کے نشان پر دوڑتا ہوا ان کو مل گیا اور کہا کہ میری بیوی کو کہاں لے جا رہے ہو۔ عورت نے کہا میں تو اس شہزادہ کی کنیز ہوں۔ اور تمہیں جانتی ہی نہیں۔ شہزادے نے بھی کہا کہ یہ میری کنیز ہے اسحاق نے کہا کہ یہ میری زوجہ ہے۔ چچازاد ہے کہ مرگئی تھی حضرت عیسیٰؑ کی دعا سے زندہ ہوئی تھی ابھی یہی تنازعہ ہو رہا تھا کہ ناگاہ حضرت عیسیٰؑ کا گذر ہوا۔ اسحاق نے عرض کی، یا روح اللہ کیا یہ میری بیوی نہیں ہے کہ آپ نے اسے خدا کے امر سے زندہ کیا حضرت نے فرمایا ہاں یہ تمہاری زوجہ ہے اس عورت نے کہا یہ دروغ ہے میں اس شہزادہ کی لونڈی ہوں شہزادے نے بھی اس کی تصدیق کی اور کہا یہ تو میری کنیز ہے حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ تو وہ نہیں ہے کہ مرگئی تھی میں نے دعا کی تو زندہ ہوئی اس نے کہا کہ نہیں۔ عورتیں ایک دوسرے کی شبیہہ ہوتی ہیں میں وہ عورت نہیں ہوں حضرت نے دعا کی وہ پھر مردہ ہوگئی اور گھوڑے سے گر پڑی۔ (انخزینتہ)

تین حقیقی بھائیوں کی صحت اور عمدہ فیصلہ

بحار الانوار میں علامہ مجلسی نے محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے

کہ بنی اسرائیل میں ایک عقلمند دولت مند تھا ایک بیٹا نجیبہ شریفہ عورت سے تھا کہ جو شکل وشمائل میں باپ کی مثل تھا اور دو بیٹے دوسری عورت سے تھے جو عفیفہ واصیلہ نہ تھی جب اس کی

وفات کا وقت قریب آیا کہا کہ میرا یہ مال تم تینوں میں سے ایک کا ہے اور اس ایک کی تعیین نہ کی اور فوت ہوگیا۔ باپ کے بعد بڑے بیٹے نے کہا باپ کا تمام مال میرا ہے درمیانے نے بھی یہی دعویٰ کیا۔ پس وہ یہ جھگڑا طے کرنے کے لئے شہر کے قاضی کے پاس پہنچے قاضی نے کہا میں اس میں فیصلہ نہیں کر سکتا آپ میرے رشتہ دار تین مشہور و معروف بھائیوں کے پاس چلے جائیں پس وہ ان تین میں سے ایک کے پاس گئے اسے پیر مرد دیکھا جب اسے اپنا قصہ بیان کیا اس نے کہا کہ آپ میرے فلاں بڑے بھائی کے پاس چلے جائیں اور اسے اپنا مسئلہ پیش کریں پس جب اس بھائی کے پاس آئے دیکھا کہ وہ درمیانی عمر اور صحت کا معلوم ہوتا ہے یعنی نہ جوان ہے نہ بوڑھا جب اُسے اپنا مسئلہ پیش کیا تو اس نے کہا کہ آپ میرے فلاں بڑے بھائی کے پاس چلے جائیں اور اُسے اپنا مسئلہ پیش کریں جب اس تیسرے بھائی کے پاس آئے دیکھا کہ وہ ان دونوں بھائیوں سے چھوٹا اور جوان نظر آتا ہے پس پہلے تو انہوں نے یہ سوال کیا کہ کیا وجہ ہے کہ تمہارا سب سے چھوٹا بھائی عمر کے حساب سے اور دیکھنے میں سب سے بڑا معلوم ہوتا ہے اور آپ جوان دونوں سے سن میں بڑے ہیں دیکھنے میں سب سے چھوٹے اس نے کہا کہ ہمارا بھائی کہ جس کے پاس آپ پہلے تشریف لے گئے وہ سب سے چھوٹا ہے لیکن اُسے ایسی زوجہ سے پالا پڑا ہے کہ ہر وقت اس کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آتی ہے لہٰذا اس کی مصاحبت نے اسے پیر اور شکستہ کر دیا ہے اور اس سے خلاصی بھی نہیں پا سکتا اس خوف سے کہ کہیں اس سے بھی بدتر کے امتحان میں مبتلا نہ ہو جائے اور ہمارا درمیانہ جو سن اور صحت میں درمیانہ نظر آتا ہے اس کی وجہ بھی اس کی زوجہ ہے جو کبھی اسے خوش کرتی ہے اور کبھی اس کی دل آزاری کرتی ہے لہٰذا وہ اتنا پیر اور شکستہ نہیں ہے۔ اور اب میں کہ ان دونوں سے عمر کے لحاظ سے بڑا اور دیکھنے میں چھوٹا معلوم ہوتا ہوں اس کی وجہ بھی میری زوجہ ہے جو ہمیشہ مجھے خوش رکھتی ہے اور میں کبھی اس کی طرف سے آزردہ نہیں ہوا اسی لئے شکستہ اور بوڑھا نہیں ہوا ہوں۔

اب تمہارا قصہ قبل اس کے میں اس میں مخصوص فیصلہ کروں تمہیں چاہیئے کہ جاؤ اور اپنے باپ کی قبر کھود دو اور اس کی ہڈیاں نکال کر میرے سامنے پیش کرو تاکہ میں ملاحظہ کر کے تمہارے مابین فیصلہ کر سکوں پس وہ لڑکا جو زن عفیفہ سے تھا اور سب سے چھوٹا تھا اپنے باپ کی تلوار اٹھائی

اور اُن ہر دو نے بیلچہ وغیرہ اٹھایا اور اپنے باپ کی قبر پر آئے جب ان دو بھائیوں نے چاہا کہ باپ کی قبر کھودیں چھوٹا بھائی قریب آیا اور کہا کہ میں اپنا حصّہ تمہیں واگذار کرتا ہوں اس شرط پر کہ باپ کی قبر نہ کھودو جب ان دونوں بھائیوں نے یہ کلام سُنی اپنے باپ کی قبر سے مراجعت کر کے قاضی کے پاس پہنچے اور تمام کیفیت قاضی کے سامنے پیش کی قاضی نے کہا بس یہی چیز فیصلہ کے لئے کفایت کرے گی جاؤ اور اپنے باپ کا مال حاضر کرو جب مال پیش کیا تو چھوٹے بیٹے کو کہا کہ مال اٹھالو کیونکہ اگر وہ دونوں اس کے بیٹے ہوتے تو تمہاری طرح ان پر بھی رقت طاری ہوتی۔ (مخزن ہدایت)

اصحاب کہف کی سبق آموز داستان

اصحابِ کہف غار میں تین سو نو برس تک سوتے رہے اسی اثنا میں دقیانوس کا زمانہ ختم ہوگیا اور اس کے بعد کئی بادشاہ مرے جب یہ لوگ اُٹھے تو دروازہ بند پایا متحیر ہوئے کہ کیونکر کھولیں اُن میں سے ایک شخص نے بارگاہِ خدا میں عرض کی کہ میں نے ایک روز مزدور کو ایک کام کے واسطے رکھا وہ آدھے دن کا کام کر کے چلا گیا۔ جب میں اس کو دن بھر کی مزدوری دینے لگا تو اس نے نہ لی اور خفا ہو کر چلا گیا تو میں نے اسکی مزدوری کی رقم سے ایک گائے کا بچہ خرید کر گلہ میں چھوڑ دیا اور اس کی نسل بڑھی اور خاصی ہوگئی کچھ عرصے کے بعد جب وہ مزدور پریشان اور تنگ دست ہوا تو میرے پاس مزدوری لینے آیا تو میں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر صحرا میں پہنچا دیا اور کہا یہ گلہ تمہارا مال ہے وُہ بولا تم مجھ سے دل لگی کرتے ہو آخر میں نے قسم کھا کر یقین دلایا اور پُورا قصّہ اس سے بیان کیا تو اس نے اس پر قبضہ کیا۔ پس خداوندا! اگر یہ کام میں نے خاص تیری رضا کے واسطے کیا تھا تو اس کا دروازہ کھول دے اس کہنے کے ساتھ ہی غار کا ایک تہائی دروازہ کھل گیا۔ اب دوسرے نے کہا کہ قحط کے زمانہ میں ایک خوبصورت عورت میرے پاس گیہوں لینے آئی میں نے اس سے ناجائز مطلب حاصل کرنے کی خواہش کی۔ یہ سُن کر وہ واپس چلی گئی اور راضی نہ ہوئی پھر دوبارہ آئی میں نے وہی سوال کیا وہ پھر واپس چلی گئی۔ غرض اسی طرح جب چوتھی بار آئی تو بہت بے قراری اور مجبوری سے راضی ہوئی جب میں نے ارادہ کیا تو وہ کانپنے لگی میں نے سبب پوچھا تو بولی خدا سے ڈرتی ہوں یہ سُنتے ہی میں نے فوراً توبہ کی اور اس کو غلہ دے کر رخصت کیا۔ خداوندا! اگر میرا یہ کام محض تیری خوشی کے لئے تھا تو تُو اس کا دروازہ

کھول دے اس کے ساتھ ہی دو تہائی دروازہ کھل گیا۔ تب تیسرے نے کہا میرے والدین بوڑھے تھے میں ایک شب اُن کے واسطے دُودھ لے گیا تو دیکھا کہ وہ سو رہے ہیں میں نے تکلیف کے خیال سے اُن کو نہ جگایا اور صبح تک ان کے جاگنے کے انتظار میں کھڑا رہا اور اپنی گوسفندوں کی بربادی کا بھی کچھ خیال نہ کیا۔ خداوندا! اگر میرا یہ کام فقط تیری خوشی کے واسطے تھا تو دروازہ کھول دے اس وقت پُورا دروازہ کھل گیا اور غار میں روشنی ہوئی۔ (تفسیر فرمان علی)

صلوات کی وجہ سے مسلمان کو دولت اور یہودی کو اسلام ملا:

حکایات الصالحین سے نقل ہے ایک مرد درویش اور محتاج تھا طلب روزی کے لئے گھر سے باہر آیا اور نہیں جانتا تھا کہ کہاں جائے ناگاہ ایک وعظ میں پہنچا وہ واعظ اہل مجلس کو صلوات کی ترغیب دے رہا تھا اور اس کے کلمات سے ایک یہ فقرہ تھا کہ مسلمانو! صلوات میں تقصیر نہ کرنا کیونکہ اگر امیر ہوئے تو برکت ہوگی اگر غریب ہوئے تو آسمان سے روزی پاؤ گے اس درویش نے اسی کلمہ پر قناعت کی اور مجلس وعظ سے باہر آیا طلبِ روزی کو ترک کر کے صلوات میں مشغول ہو گیا تین روز کے بعد ایک ویرانے میں سے اس کا گزر ہوا۔ اتفاقاً اس کا پاؤں ایک پتھر سے لگا اور پتھر نے اپنی جگہ سے حرکت کی وہاں اشرفیوں سے بھرا ہوا ایک برتن دیکھا دل میں کہا اس واعظ کے سخن کی رو سے روزی کا وعدہ آسمان سے ہے زمین کی روزی سے میرا مطلب نہیں پس اس پتھر کو وہاں رکھا اور اپنے گھر مراجعت کی اور اپنی بیوی کو ساری بات بتائی قضا کار اس کا ہمسایہ ایک یہودی تھا اور وہ اس وقت مکان کی چھت پر تھا اور سونے کی دیگ کا واقعہ اس نے سن لیا۔ اسی وقت چھت سے نیچے آیا ویرانہ کی طرف روانہ ہوا اس دیگ کو اٹھایا اور بڑی خوشی کے ساتھ اسے گھر پہنچایا جب اس کا ڈھکنا کھولا تو اُسے بچھوؤں سانپوں سے پُر دیکھا۔ پس اپنے اہل خانہ کو کہا یہ ہمارا مسلمان ہمسایہ ہماری جان کا دشمن ہے کیونکہ جب اُس نے مجھے چھت پر دیکھا میری طمع کی خاطر اس نے اس بات کا آغاز کیا کہ شاید اس کے ذریعے یہ ہلاک ہو جائے۔ اب اس سے بہتر چیز نہیں ہے کہ اس دیگ کو چھت پر لے جاؤں اور چھت کے سوراخ سے نیچے گرا دوں تاکہ جو آزار وہ مجھے دینا چاہتا تھا اسے پہنچے پس وہ یہودی چھت پر آیا جس

وقت کہ وہ مسلمان میاں بیوی نزاع کر رہے تھے عورت کہہ رہی تھی کہ کہاں روا ہے کہ تو دولت پائے اور اپنے مقام سے حرکت نہ کرے اور اپنے عیال کو اس طرح پریشانی میں دیکھے۔ درویش نے جواب میں کہا کہ میں منتظر ہوں کہ صلوات کی برکت سے میرے رزق کے دروازے آسمان سے کھل جائیں کہ ناگاہ یہودی نے اس برتن کے سر کو کھولا سوراخ سے اس برتن کو سرنگوں کر دیا درویش نے زر کی آواز سنی اور سر اٹھایا دیکھا کہ چھت کے سوراخ سے زر گر رہی ہے پس فریاد کی اور کہا کہ اے بیوی یہ روزی آسمان سے گر رہی ہے پس ان اشرفیوں کو اٹھایا اور محمد و آلِ محمد پر صلوات پڑھی۔ یہودی نے جب دیکھا کہ برتن زر سے پُر تھا اور دیگ سے اشرفیاں گر رہی ہیں۔ اس نے گرنے سے روکا اور برتن کے درمیان دیکھا تو وہی بچھو اور سانپ تھے پھر اُس نے بقیہ کو درویش کے گھر میں الٹا دیا اور پھر سُرخ اشرفیاں دیکھیں خیال کیا اس میں کوئی غیبی راز ہے پس فوراً نیچے آیا اور درویش کو طلب کیا اور کلمہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوا۔ پس صلوات کی برکت سے مسلمان غنی ہوا اور یہودی مسلمان ہو کر آخرت کے عذاب سے نجات پاگیا۔ (خزینتہ)

قائدِ اعظم کی چند دلچسپ دانائیاں

ابوالحسن اصفہانی کی روایت کے مطابق انہوں نے ۱۲ سال کی عمر میں آبائی عقیدے کو چھوڑ کر اپنے سارے خاندان سمیت اثنا عشری مسلک اختیار کیا بلکہ خود آغا خان کو بھی ترغیب دی کہ وہ اثنا عشری مسلک کی طرف رجوع کریں ان کے خاندان کے سب لوگ اسماعیلی شیعہ کے عقیدے کے تھے آغا خان کو اپنا امام حاضر مانتے ہیں۔

۲۔ کانگریسی لیڈر موہن داس کرم چند گاندھی نے مہاتما کا روپ دھار رکھا تھا اور مہاتما گاندھی کے نام سے معروف تھے ان کے روحانی کمالات کا بھی ہندوؤں میں بڑا چرچا تھا یوں تو وہ تمام ہندوستانیوں کا لیڈر ہونے کا دم بھرتے تھے لیکن اندر سے خالص ہندو تھے اور ہندو مفادات کے کٹر محافظ۔ قائدِ اعظم گاندھی کی منافقت کا حال جانتے تھے اُن کے روحانی کرامتوں کے قصوں سے بھی وہ مرعوب نہیں تھے وہ جانتے تھے کہ یہ بھی سیاسی ہتھکنڈے ہیں۔ دونوں سیاست کے میدان میں ایک دوسرے کے حریف تھے۔ دونوں میں نوک جھونک ہوتی رہتی تھی۔ ایک دفعہ گاندھی کے کسی چیلے نے اخبارات کو خبر دی کہ کل شام مہاتما جی اپنے آشرم کی کٹیا میں پراتھنا کر رہے تھے کہ باہر

سے ایک بڑا سانپ کٹیا میں آگیا مہاتما جی نہ اس سے ڈرے نہ انہوں نے اس کی پرواہ کی برابر پراتھنا میں محو رہے سانپ نے مہاتما جی کے گرد ایک دو چکر لگائے اور جیسے چپکے سے کٹیا میں داخل ہوا تھا اسی طرح خاموشی سے باہر نکل گیا۔" بس پھر کیا تھا کانگریسی حلقوں، ہندو حاتی اور خشیل پریس نے مہاتما جی کی کرامت کے طور پر اس خبر کی خوب تشہیر کی وقت بے وقت کوچہ و بازار میں عام جلسوں اور نجی محفلوں میں اس کے چرچے ہونے لگے۔ اس دوران ایک پریس کانفرنس میں اخبار نویسوں نے قائداعظم سے پوچھا۔ "قائداعظم آپ نے سانپ اور مہاتما جی کی خبر اخبارات میں پڑھی ہے۔ آپ نے فرمایا پڑھی ہے۔ صحافیوں نے سوال کیا آپ کا کیا خیال ہے یہ حقیقت ہو سکتی ہے یا پروپیگنڈہ ہے جواب ملا: "ایسا ممکن ہے اور ہو سکتا ہے یہ بات صحیح ہو۔" ایک منچلے رپورٹر نے پوچھ لیا۔ قائداعظم تو آپ سانپ کے اس طرز عمل کی کیا توجیہہ کریں گے قائداعظم مسکرائے آنکھوں میں ظرافت کی چمک پیدا ہوئی اور کہا (Professional Etiquette) پیشہ ورانہ اخلاق کی بات ہے (زہریلے کیڑے اپنے جیسے زہریلے جاندار کو نہیں ڈسا کرتے) اس سیاسی طنز کا جواب نہیں جو لوگ سیاسی چالوں سے واقف ہیں وہی اس کی داد دے سکتے ہیں۔

۳۔ قائداعظم کی حاضر جوابی اور نکتہ سنجی کا ایک واقعہ سردار عبدالرب نشتر نے لکھا ہے۔ ایک میٹنگ میں پاکستان کا پرچم زیر بحث تھا۔ قائداعظم نے فرمایا یہ بہتر نہ ہوگا کہ پاکستان کے پانچ صوبوں کی نمائندگی کے لئے پرچم پر پانچ ستارے رکھے جائیں اس کے جواب میں سردار عبدالرب نشتر نے کہا پاکستان کے ساتھ ریاستوں کے الحاق اور کئی وجوہ سے صوبوں کی تعداد میں کمی بیشی کا امکان ہے اس صورت میں ستاروں کی تعداد بدلنا ہوگی اور نہ بدلی تو پانچ ستارے بے معنی ہو جائیں گے اس پر قائداعظم نے مسکرا کر فرمایا۔ ایسی صورت میں ہم پانچ ستاروں کی توجیہہ کریں گے۔ کہ ان سے مراد پنجتن پاک ہیں۔ قائداعظم کا یہ جواب اُن کی حاضر جوابی کی مثال بھی ہے اور نکتہ سنجی کی بھی۔ اس سے ان کے لاشعوری ذہن کے مذہبی رجحان کا پتہ بھی چلتا ہے۔

۴۔ اصفہانی نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ لیگ کونسل کے اجلاس کے دوران جب خواجہ ناظم الدین یکایک بیمار پڑ گئے تو وہ ان کو دیکھنے ہسپتال نہیں گئے۔ استفسار پر جواب دیا اگر میں ایک رکن کو دیکھنے گیا تو ہر رکن کو دیکھنے جاؤں گا تو پھر قوم کا کام کب کروں گا حقیقت میں عیادت کے لئے

نہ جانا بھی اصول کی بات تھی اور قوم کی خدمت بھی۔ ویسے اس موقع پر بھی اُن کی فراست کام آئی خواجہ صاحب کو دل کا دورہ نہیں پڑا تھا صرف بدہضمی کی شکایت ہو گئی تھی دوسرے روز وُہ بھلے چنگے تھے جو لوگ انہیں دیکھنے گئے تھے انہوں نے بھی وقت ہی ضائع کیا تھا۔

۵۔ ۵ راگست ۱۹۴۷ء کو دہلی سے کراچی روانہ ہونے سے پہلے قائداعظم نے جو پریس کانفرنس بلائی تھی اس میں ہندو صحافی مخالفانہ انداز سے سوال و جواب کر رہے تھے۔ ایک نے پوچھا پاکستان کیا مذہبی ریاست ہوگی؟ قائداعظم نے جوابی سوال کیا۔ مذہبی ریاست کا کیا مطلب ہے؟ بغیر سوچے سمجھے سوال نہیں کرنا چاہیئے اس پر ایک تیز ہندو صحافی نے اپنے خیال میں بڑا تیر مارا، اس کا مطلب ہے ملاؤں کی حکومت۔ قائداعظم نے برجستہ جواب دیا۔ پنڈتوں کی حکومت کے بارے میں کیا خیال ہے (اشارہ پنڈت نہرو کی طرف تھا) اور کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

۶۔ لوگ محبت، جنگ اور سیاست میں سب کچھ جائز سمجھتے ہیں۔ ان کے ہمعصر بھی ایسا ہی کرتے تھے لیکن وہ ان میدانوں میں بھی جائز کو ہی جائز سمجھتے تھے۔

۷۔ ان کے ڈرائیور فقیر محمد کا بیان ہے کہ ان کے ذاتی خدمتگار نے اُسے بتایا کہ اکثر رات گئے صاحب نماز کے سجدے میں ہوتے تھے۔

۸۔ ان کی دیانتداری کا یہ عالم تھا کہ جائز سیاسی مقاصد کے لئے بھی وہ کسی کو پیسے دیکر اپنے ساتھ ملانے پر تیار نہ ہوتے تھے خواہ اس میں کتنا ہی بڑا سیاسی فائدہ مضمر ہو۔ ممتاز حسن راوی ہیں کہ ۱۹۳۷ء میں مسلم لیگ میں موثر سیاسی کارکنوں کی سخت کمی محسوس کرتے ہوئے شملہ مسلم لیگ کے ایک رکن نے بڑی دوڑ دھوپ کرکے ایک کانگریسی مسلمان ورکر کو توڑ کر مسلم لیگ کے لئے کام کرنے کے لئے آمادہ کیا وہ بہت اچھا مقرر بھی تھا اس سے مسلم لیگ کو بہت فائدہ پہنچ سکتا تھا۔ اس نے معاوضے میں صرف سو روپے طلب کئے پُوری صورت حال بتانے کے لئے قائداعظم کی اجازت طلب کی گئی قائداعظم نے دوٹوک جواب دیا دیکھو تمہاری تجویز کو میں اس لئے منظور نہیں کر سکتا کہ یہ مسلمانوں کا اپنا کام ہے اور اسے کرنے کے لئے کسی مسلمان کو رشوت دینا میرے نزدیک قطعاً ناجائز ہے۔ دوسرے یہ کہ ہم ایک غریب قوم ہیں اگر ہم یہ رقم دے بھی دیں تو اس کی کیا ضمانت ہے کہ ہم سے زیادہ مالدار قوم اس سے زیادہ رقم دے کر اسے نہیں خرید لے گی۔

۹۔ فرخ امین نے قائداعظم کا ایک سنایا ہوا لطیفہ بھی لکھا ہے۔ "اگر وہ نہیں ہو تو ویسے نظر کیوں آتے ہو" پورا لطیفہ یوں ہے انگلستان کے ایک چھوٹے سے سٹیشن پر گاڑی معمول سے زیادہ دیر تک ٹھہر گئی ایک ہندوستانی جج نیچے اتر کر پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگے اتنے میں ایک انگریز بھی گاڑی سے اترا اور سیدھا جج صاحب کے پاس جا کر پوچھنے لگا گاڑی کب چلے گی جج نے کہا۔ مجھے کیا معلوم۔ اس پر انگریز نے کہا تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کیا تم سٹیشن ماسٹر نہیں ہو؟ جج نے جھنجلا کر جواب دیا نہیں میں سٹیشن ماسٹر نہیں ہوں انگریز بولا "اگر نہیں ہو تو ویسے نظر کیوں آتے ہو۔"

۱۰۔ ایک دفعہ کسی مقدمے میں بحث لمبی ہو گئی قائداعظم کی عادت تھی کہ وہ تفصیل سے پورا تجزیہ کرتے تھے انگریز جج جھنجلایا ہوا تھا چک کر بولا مسٹر جناح! میں آپ کی باتوں کو ایک کان سے سنتا ہوں دوسرے کان سے نکال دیتا ہوں قائداعظم نے برجستہ جواب دیا "جناب والا! آپ کے دونوں کانوں کے درمیان کی جگہ غالباً خالی ہے۔

۱۱۔ اسی طرح کا ایک واقعہ ہے کہ قائداعظم ایک مقدمے میں بڑے اعتماد اور قدرے جارحانہ انداز سے اپنے دلائل پیش کر رہے تھے انگریز مجسٹریٹ کے لئے یہ ایک نئی چیز تھی بھڑک اٹھا۔ تنبیہہ کے لہجے میں کہا "مسٹر جناح! نہ بھولئے آپ کسی تھرڈ کلاس مجسٹریٹ سے مخاطب نہیں ہیں۔" قائداعظم نے ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ "جناب والا! آپ کے سامنے بھی کوئی تھرڈ کلاس وکیل بحث نہیں کر رہا ہے۔

۱۲۔ ایک اور مقدمے میں ایک بدخود غلط جج نے کہا "مسٹر جناح ذرا زور سے بولئے میں سن نہیں رہا۔" قائداعظم نے کہا۔ غور سے سننا آپ کا کام ہے میں بیرسٹر ہوں ایکٹر نہیں ہوں۔"

۱۳۔ اصفہانی نے یہ بھی لکھا ہے کہ تحریک پاکستان کے سلسلہ میں جو منی آرڈر آتے تھے ان کی دو۔ چار آنے والی بھی رسیدوں پر وہ خود دستخط کرتے تھے نیازمندوں نے عرض کی یہ خدمت کسی اور کے سپرد کی جائے چونکہ ان میں ان کا قیمتی وقت صرف ہوتا ہے انہوں نے جواب دیا۔ بات رقم کی مقدار کی نہیں جذبے اور اصول کی ہے۔ جتنا جس کے پاس ہے وہ پاکستان کے لئے دے رہا ہے میں خود دستخط کر کے اس کے جذبے کی قدر کرنا چاہتا ہوں کہ اس کا پیسہ

پیسہ میرے علم میں ہے اور محفوظ ہے ؟

۱۴۔ قائداعظم کو ہندوستان کے تمام مسلمانوں نے اپنا قائد کیسے تسلیم کرلیا ؟ ان پر اتنا مکمل اعتماد کیسے کرلیا ؟ جبکہ برصغیر کے رہناؤں کی روایتی خصوصیات ان کے اندر نہیں تھیں مثلاً وہ روایتی معنوں میں مذہبی آدمی نہیں تھے، عقیدۃً شیعہ تھے جو مسلمانوں کی اکثریت کا عقیدہ نہیں۔ مسلمانوں کی سیاسی سرگرمیوں کا مرکز شمالی ہند تھا ان کا تعلق کاٹھیاواڑ بمبئی سے تھا مسلمانوں کی خصوصی زبان اُردو اُن کی زبان نہیں تھی رہنا سہنا ان کا عام مسلمانوں سے مختلف رہا تھا مزاج کے اعتبار سے جذباتی وہ نہیں تھے پھر وہ اجتماعی امنگوں کا مرکز کیسے بنے ؟

یہ سوال بہت اہمیت رکھتا ہے اس سے مسلمانوں کے معیار قیادت پر بھی روشنی پڑتی ہے یہ ایک کلیہ ہے کہ عام مسلمان خود لاکھ معیار سے کم تر ہوں لیکن دل سے وہ اسی رہنما کی قیادت کے قائل ہوں گے جو اپنی زندگی میں کھرا ہو جس کا کردار بے داغ ہو جو دولت کی ہوس اور نفس پرستی سے بلند ہو جو کچھ شان درویشی بھی رکھتا ہو یا امارت کی صورت میں جس کا دل غنی ہو عامۃ المسلمین خلوص اور بے لوثی کو سب سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ قائداعظم میں یہ بنیادی صفت موجود تھی نہ انہیں خریدا جاسکتا تھا نہ جھکایا جاسکتا تھا نہ بے وقوف بنایا جاسکتا تھا مسلمانوں کو ان پر یہ اعتماد ایک روز میں نہیں ہوا۔ ۱۸۹۶ء سے ۱۹۴۷ء تک اُن کی پچاس سال کی نجی اور سیاسی زندگی اُن کے سامنے تھی ان کی وفاداری اور استواری کو ہر اعتبار سے مسلم قوم نے پرکھا اور برتا تھا۔ پھر قائد اعظم میں ایک اور ایسی صفت تھی جو مسلمانوں کی تاریخ کے اس دور میں بہت اہم ہوگئی تھی یعنی ان کا تدبر اور سیاسی شعور مشکل فیصلے کرنے کی صلاحیت اور ان کو بروئے کار لانے کا حوصلہ اور ہمت ان کا غیر جذباتی مزاج بھی اس مرحلے پر کام آیا۔ ان کا مقابلہ دو چالاک شاطر لیکن تنگ نظر اور تنگ دل اور تعصب سے لبریز دشمنوں سے تھا وہ ان دونوں کے لئے ——— دو دھاری تلوار بن گئے تھے۔ اقبال نے یہ الفاظ جو انہوں نے مئی ۱۹۳۷ء کے خط میں قائداعظم کو لکھے تھے۔ قیادت کے لئے صرف خلوص اور ایثار ہی کافی نہیں ہوتا اخلاق کے ساتھ کردار اور کردار کے ساتھ ذہن کی جودت و درّاکی کی ضرورت بھی ہوتی ہے قائداعظم ان صفات سے بھی متصف تھے۔

۱۵۔ قائداعظم کا نکاح ۱۹ اپریل ۱۹۱۸ء رتن بائی کے ساتھ ایک اثنا عشری قاضی نے پڑھا شیخ

نجفی اور میرزا محمد علی مہاراجہ آف محمود آباد قائداعظم کی طرف سے گواہ تھے۔ (اسے ۱۵ تک) انہ شاد باد منزل مراد۔ (محمد سعید ارشد)

● کرتار سنگھ نے کہا تھا اگر قائداعظم سکھوں میں پیدا ہوتا تو اس کی پوجا کی جاتی ● قائداعظم نے ۱۹۴۳ء میں ایک برطانوی اخبار نویس کے سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ "ہندو مسلم قومیت کا بنیادی فرق یہی ہے کہ ہم گائے کو ذبح کر کے اس کا گوشت کھاتے ہیں اور ہندو اس کو دیوی سمجھ کر پوجا کرتے ہیں۔ ● قائداعظم کے بارے میں گاندھی نے کہا تھا کہ "مسٹر جناح کو نہ کوئی خرید سکتا ہے اور نہ وطن اور ملت کے خلاف انہیں استعمال کر سکتا ہے۔ ● قائداعظم کی انتھک محنت اور کوششوں سے مسلم لیگ مسلمانوں کی نمائندہ جماعت ثابت ہو گئی لیکن اس کے عوض قائداعظم کو اپنی صحت داؤ پر لگانا پڑی کیونکہ اس کے بعد بابائے قوم سخت بیمار پڑ گئے ان کے معالج ڈاکٹر مارک نے جو پارسی فرقے سے تعلق رکھتے تھے یہ انکشاف کیا کہ قائداعظم تپ دق کے مرض میں مبتلا ہیں۔ ڈاکٹر مارک کے انکشاف پر قائداعظم نے اُن سے وعدہ لیا کہ وہ اس راز کو راز ہی رکھیں گے اور کسی کو نہیں بتائیں گے کیونکہ قائداعظم جانتے تھے کہ اگر یہ خبر پھیل گئی تو انگریز برصغیر کے مسئلہ کو التوا میں ڈال دیں گے لارڈ مونٹ بیٹن نے جو پاکستان کے خلاف تھا خود اپنی سرگزشت میں لکھا ہے کہ "اگر مجھے علالت کا علم ہو جاتا تو میں یقیناً تقسیم ہند کو معرض التوا میں ڈال دیتا" ● ایک بار بھارتی وزیراعظم جواہر لعل نہرو کی بہن مسز وجے لکشمی پنڈت نے کہا تھا کہ "اگر مسلم لیگ میں ایک سو گاندھی اور دو سو ابوالکلام آزاد ہوتے اور اُن کے مقابلے میں کانگریس میں صرف ایک جناح ہوتا تو ملک کبھی بھی تقسیم نہ ہوتا۔

● پاکستان کے قیام سے قبل حسین شہید سہروردی جو بنگال کے وزیراعظم تھے اور بعد میں پاکستان کے وزیراعظم بنے، سے میرے ایک گہرے دوست گویا کہ بھائی سید نذر حسین بخاری جو اس وقت ائیر فورس میں تھے بعد میں ملے ڈی سی جی ریٹائرڈ ہوئے نے ملاقات کی اور قائداعظم کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ جہاں ہم تمام سیاسی مسلمانوں کی اجتماعی سوچ ختم ہوتی ہے وہاں سے قائداعظم کی ابتدا ہے۔ ● قائداعظم کسی مذہبی گھرانے میں پیدا نہیں ہوئے تھے لیکن اسلام کے اصولوں کو خلوص دل سے مانتے تھے چنانچہ اُن کی اکلوتی بیٹی نے جب ایک پارسی سے شادی کر لی تو آپ نے عمر بھر اُس سے ملاقات نہ کی۔ ● قائداعظم نے سب سے پہلے وکیل کے

طور پر شہرت حاصل کی پریکٹس کے آغاز میں جب ہر وکیل دلال کا سہارا لیتا تھا آپ نے اس سے اجتناب کیا۔ سرکاری مقدمات کے لئے سرکاری افسروں کی خوشامد سے بھی انکار کر دیا ریذیڈنسی میجسٹریٹ مقرر کئے گئے تو آپ نے پولیس کی ناجائز حمایت سے انکار کر دیا اور اپنے عہدہ سے مستعفی ہو کر پریکٹس شروع کر دی جب آپ کی صلاحیتیں نکھر کر سامنے آئیں تو انتہائی متعصب ہندوؤں نے بھی اپنے مقدمات میں آپ ہی کو وکیل بنایا۔ پریکٹس کے لئے ان کے اپنے اصول تھے پانچ سو روپیہ یومیہ فیس لیتے تھے۔ ایک مؤکل نے پورے مقدمہ کے لیے پانچ ہزار روپے فیس طے کرنا چاہی لیکن آپ نے اپنے اصول کو ترک کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ مؤکل کی توقعات کے بالکل برعکس آپ نے صرف تین تاریخوں میں مقدمہ جیت لیا اور اس سے صرف پندرہ سو روپے وصول کئے۔ ایک دوسرے مؤکل نے دس ہزار روپیہ ادا کر دیا تھا لیکن آپ نے اپنا حق ۲۵۰۰ روپے وصول کر کے باقی ۶۵۰۰ روپے واپس لوٹا دیئے غریب لوگوں کے مقدمات آپ فری بھی لڑتے تھے بلکہ بعض مستحق لوگوں کی درخواستوں پر کورٹ فیس اور دیگر اخراجات بھی جیب سے ادا کرتے تھے۔

بطور مخلص قومی لیڈر آپ کا کمال یہ ہے کہ آپ نے ایسے ساتھیوں کی معیت میں حصول پاکستان کی جنگ جیتی جن کے بارے میں اُن کی رائے کچھ زیادہ بلند نہ تھی اور جنہوں نے قائد کی وفات کے بعد اپنے کردار کی خامیوں کا بھرپور مظاہرہ کیا۔ قائداعظم کی بلندیٔ کردار کی گواہی ان تمام لوگوں نے بھی دی جن کے خلاف لڑ کر انہیں اپنا مقصد حاصل کرنا پڑا جس کی تفصیل کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔

● قائداعظم دینی شعائر کا بے حد احترام کرتے تھے۔ ماہ رمضان تھا گاندھی قائداعظم مذاکرات ہو رہے تھے۔ ایک شام قائداعظم نے اعلان کیا، کل مذاکرات نہ ہونگے۔ مذاکرات جس نقطہ عروج کی طرف بڑھ رہے تھے اس میں ایک دن کا التوا غیر متوقع تھا۔ اخبار کے نامہ نگاروں نے قائداعظم کو گھیر لیا اور لگے سوال کرنے۔ آپ نے فرمایا کل ۲۱ رمضان ہے اس لئے مذاکرات نہ ہوں گے ایک ہندو نامہ نگار نے پوچھا کہ ۲۱ ماہ رمضان میں کیا بات ہے؟ قائداعظم نے اسی وقت ہلکی سی ضرب لگائی اگر تمہیں ۲۱ ماہ رمضان کی خصوصیت کا علم نہیں تو اخبار نویس بننے کا تمہیں کوئی حق نہیں۔ ● ۱۹۰۳ء میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا اور اس سے پتہ

چلتا ہے کہ اس نوعمری میں بھی ان کے کردار کی پختگی اور خود اعتمادی کا بھی وہی عالم تھا جو آخر تک اُن کی شخصیت کا حصہ رہا۔ ہائی کورٹ میں ایک اہم مقدمے کی سماعت ہو رہی تھی۔ جب محمد علی جناح عدالت کے کمرے میں داخل ہوئے تو کوئی کرسی خالی نہ تھی۔ اچانک انہوں نے دیکھا کہ جو کرسیاں وکلاء کے لئے مخصوص ہیں اُن میں سے ایک پر کارپوریشن کا صدر میکڈانلڈ براجمان ہے انہوں نے فوراً اس کے پاس جاکر کہا کرسی خالی کردے انگریزی حکومت کے اس دور میں کارپوریشن کے صدر جیسے اہم آدمی کو ایک نوجوان وکیل کا یہ کہنا عجیب سی بات تھی چنانچہ اُس نے انکار کردیا اس پر محمد علی جناح نے عدالت سے رجوع کرنے کی دھمکی دی چنانچہ اُسے کرسی خالی کرنا پڑی اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جس چیز کو وہ اپنا حق سمجھتے تھے اس کے حصول میں وہ دنیا کی کسی طاقت سے مرعوب نہ ہوسکتے تھے میکڈانلڈ خود اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے کارپوریشن کا ایک اہم کام اُن کے سپرد کیا جس کا معاوضہ ایک ہزار روپیہ ماہانہ تھا۔ ● قائداعظم نے جس انداز میں انگریزوں اور ہندوؤں سے دوطرفہ جنگ کی وہ حیران کن ہے۔ اعصاب شکن لمحات میں بھی ان کا ذہنی سکون بحال رہا اور فیصلے صحیح و بروقت ہوتے رہے۔ انہوں نے دونوں قوموں کی سازشوں کا فسوں توڑ دیا آخر ان قوموں کو تھک ہار کر تقسیم ملک کو تسلیم کرنا پڑا اور مونٹ بیٹن نے ۳ جون کا منصوبہ پیش کر کے قیام پاکستان کی حامی بھرلی اس منصوبے پر آل انڈیا ریڈیو سے تقریر کرتے ہوئے قائداعظم زندگی میں پہلی اور آخری بار جذباتی ہوگئے تقریر کے آخر میں ان کی آواز بلند ہوگئی اور انہوں نے جذبات سے بھرائی ہوئی آواز میں نعرہ لگایا "پاکستان زندہ باد"۔

قائدِاعظم محمد علی جناح ریل کا ڈبہ ریزرو کیوں کراتے تھے

قائداعظم محمد علی جناح درجہ اوّل ڈبہ مخصوص کرائے بغیر سفر اختیار نہیں کرتے تھے۔ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۰ء کا واقعہ ہے کہ پریس فنڈ کے سلسلہ میں کاٹھیاواڑ تشریف لائے مسلمانوں نے بڑے شان و شوکت سے استقبال کیا۔ ہندو یہ شان و شوکت دیکھ کر جل گئے اور بہتوں نے یوں بھڑاس نکالی کہ جناح عوامی لیڈر نہیں ہیں۔ عوامی لیڈر تو ہمارے گاندھی ہیں جہاں جاتے ہیں ریل کے تیسرے ڈبے میں سفر کرتے ہیں۔ قائداعظم سے وہاں یہ ذکر کیا گیا۔ قائداعظم سُن کر مسکرا پڑے اور کہنے لگے گاندھی جی کے ساتھ میرا موازنہ ہی فضول ہے ہمارے

انداز فکر اور زاویہ نگاہ ہی مختلف نہیں بلکہ رہن سہن اور رکھ رکھاؤ میں بھی زمین آسمان کا فرق ہے گاندھی کے گرد نائب لیڈروں اور رضاکاروں کی پوری فوج ہوتی ہے لیکن مجھے سب کام اکیلے کرنا پڑتے ہیں دیکھئے پریس فنڈ ایسی معمولی بات کے لئے بھی مجھے خود یہاں آنا پڑا ہے۔ پھر فرمایا سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ میں اپنے خرچ پر سفر کرتا ہوں لیگ کے خرچ سے نہیں اس بات پر کسی کو اعتراض نہیں ہونا چاہیئے لیکن فرسٹ کلاس کے ڈبے میں سفر کرنے کی وجہ کچھ اور ہے؟ پھر فرمایا! گاندھی جب تیسرے درجے میں سفر کرتے ہیں تو اُن کے ساتھ پجاریوں کی پُوری فوج ہوتی ہے اس طرح پورا ڈبہ خود بخود ریزرو ہو جاتا ہے لیکن مجھے اکیلا سفر کرنا پڑتا ہے مجھے کچھ حفاظتی تدابیر بھی اختیار کرنا پڑتی ہیں۔ پھر فرمایا ایک بار میں پارلیمنٹ کے اجلاس میں بمبئی سے دہلی جا رہا تھا پنجاب میل میں بیٹھا ہوا تھا فرسٹ کلاس کے پورے کمپارٹمنٹ میں اکیلا ہی تھا گاڑی وڈودرا سے چلنے والی تھی کہ میرے ڈبے میں ایک خاتون سوار ہوئی ایک چھوٹے سے بیگ کے سوا اس کے پاس کوئی سامان نہیں تھا اینگلو انڈین معلوم ہوتی تھی جوان تھی شکل و صورت کی بھی اچھی تھی۔ وہ میرے سامنے والی نشست پر بیٹھ گئی گاڑی آگے بڑھی رفتار تیز ہوئی تو میں اپنی سیٹ پہ دراز ہو کر پڑھنے لگا کچھ دیر بعد خاتون نے مجھے مخاطب ہو کر کہا۔ ایک ہزار روپے دے دو، ورنہ زنجیر کھینچ کر شور مچاؤں گی۔ میں چُپ رہا جیسے کچھ سُنا ہی نہیں وڈودرا سے گاڑی چلی ہوئی گودرا رُکنا تھی۔ سفر کافی لمبا تھا، معاملہ پریشان کن تھا خاتون نے دو تین بار اپنا مطالبہ دہرایا میں خاموش بیٹھا رہا۔ جیسے سُنا ہی نہیں خاتون آپے سے باہر ہو گئی جوش میں آکر اس نے میرا بازو تھاما اور چلّا کر کہا، "تم نے سُنا نہیں عزت خاک میں ملانی ہے؟" میں نے کانوں پر ہاتھ رکھ کر بتایا کہ میں بہرا ہوں کچھ نہیں سمجھ سکا میں نے کاغذ اور پنسل نکال کر اشارہ سے سمجھایا جو کچھ کہنا چاہتی ہو اس پر لکھ دو، محترمہ نے طیش ہی طیش میں میرے ہاتھ سے قلم اور کاغذ چھین لیا جلدی میں اس نے لکھ دیا "ایک ہزار روپے دے دو ورنہ بدنامی ہوگی" میں نے کاغذ جیب میں ڈال لیا اور زنجیر کھینچ کر گاڑی رکوا دی۔ تھوڑی دیر میں گارڈ آگیا اور میں نے خاتون کے ہاتھوں کی لکھی ہوئی چٹ اس کے حوالے کر دی خاتون کو پکڑ لیا گیا اور گاڑی آگے بڑھ گئی اس واقعہ کے بعد میں نے فیصلہ کر لیا کہ پُورا ڈبہ مخصوص کرائے بغیر سفر نہیں کروں گا پبلک زندگی میں کردار سب سے بڑی چیز ہوتا ہے۔ عوامی لیڈر کی سیرت آئینے کی طرح

صاف ہونی چاہیئے اگر سیرت داغدار ہو جائے تو پوری کارکردگی پر پانی پھر جاتا ہے سب کچھ کیا کرایا مٹی میں مل جاتا ہے کانگرس والے یہ جانتے ہیں۔ مجھے ان کے ہتھکنڈوں سے چوکس رہنا پڑتا ہے (رضاکار ۱۴ اپریل ۱۹۶۲ء) ● بے مثال خود داری۔ مسلم لیگ کے سرگرم کارکن نے اپنے برخوردار صاحبزادے سید محبوب علی وارثی کے لئے آل انڈیا ریڈیو میں ملازمت کے لئے سفارش چاہی جہاں اُن کے کہہ دینے پر کامیابی سو فیصد تھی تو آپ نے عزیز کو یہ جواب دیا۔ بمبئی کارپوریشن کے میئر نے میرے مکان کے سامنے والی زمین پر ملٹی اسٹوری بلڈنگ بنانی شروع کر دی کچھ لوگوں نے دیکھا تو میئر سے کہا کہ آپ کو اس کا بھی خیال نہ آیا کہ جناح صاحب کے مکان پر کتنا بُرا اثر پڑے گا اس نے کہا کہ مسٹر جناح مجھے ایک خط لکھ دیں میں تعمیر روک دوں گا۔ یہ سُن کر وہ لوگ میرے پاس آئے کہ میئر کو ایک خط لکھ دیجئے میں نے اپنے بہی خواہوں کو جواب دیا کہ میں کوئی خط نہیں لکھوں گا۔ ان لوگوں نے یہ بات جا کے میئر سے کہہ دی تو اُس نے کہا کہ اچھا وہ مجھے ایک فون ہی کر دیں میں تعمیر روک دوں گا۔ یہ لوگ پھر میرے پاس آئے میں نے میئر کو فون بھی نہیں کیا۔ بلڈنگ بن کر تیار ہو گئی تو میں نے خود اپنے مکان کا رخ بدل دیا اور مکان کی پُشت بلڈنگ کی طرف کر دی جس پر قریباً تین لاکھ روپے خرچ آئے قائداعظم نے یہ واقعہ سُنا کر مجھ سے پُوچھا کہ بیٹے تم کچھ سمجھے کہ میں نے یہ واقعہ تمہیں کیوں سُنایا ہے میں نے عرض کی سر! میں بالکل سمجھ گیا میں آپ سے ہرگز یہ درخواست نہیں کروں گا کہ آپ مجھے کوئی سفارش کا خط دیں یا کسی سے کچھ کہہ دیں۔ (اخبار جنگ)

● قائداعظم سرکاری خزانہ سے ایک روپیہ ماہوار تنخواہ لیتے تھے کہ میں گورنمنٹ کا ملازم ہوں تاکہ بعد میں آنے والوں کے لئے تنخواہ کی وصولی کا جواز رہے۔ ● ایک انگریز (نام یاد نہیں) کا قول ہے اسلام سچ کا حکم دیتا ہے لیکن اس پر عمل صرف محمد علی جناح نے کیا ہے اس نے زندگی سیاست اور وکالت میں گزار دی اور ان دونوں شعبوں میں کامیابی کے ساتھ عظیم نام پیدا کیا حالانکہ ان میں بغیر جھوٹ کی آمیزش کے کامیابی ناممکن ہے لیکن جناح کی زندگی کی تفصیل دنیا کے سامنے ہے یہ مکمل کامیاب رہے اور کوئی انسان ان کی زندگی کا جھوٹ فراڈ ثابت نہ کر سکا۔ (اے پاکستان کے بانی قائد تیرا کردار بتا رہا ہے کہ تجھ سے بلند بس معصوم ہی کی ذات تھی) آج ایک مولوی ذہن مگر منصف تیری بلند سیرت دنیا کے سامنے پیش کرنے پہ مجبور ہے۔ ● خودداری کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ وائسرائے کے پی اے سے ساتھ بات ہوئی فرمایا مجھے اے میرے پی اے

کے ساتھ بات کرے میں وائسرائے سے بات کروں گا۔ ● کسی نے قائدِ اعظم سے کہا ہر لیڈر جیل میں گیا ہے لیکن آپ نے ایک لمحہ بھی جیل میں نہیں گزارا فرمایا میں سیاست دان ہوں مجرم نہیں۔

● جب قائدِ اعظم پاکستان کے لئے جدوجہد کر رہے تھے تو آپ کے بہت سے دشمن ہو گئے تھے مسلمانوں نے آپ کی حفاظت کے لئے ایک دستہ مقرر کرنا چاہا لیکن آپ نے پسند نہ فرمایا اور یہ کہا کہ "کوئی ضرورت نہیں میرا خدا میری حفاظت کرے گا

● نوٹ: بقایا صـ ۷۴۳ پر ہے

دنیا کی طرف زیادہ میلان مصیبت میں مبتلا ہونا ہے

ایک مجذوب مادر زاد ننگے رہا کرتے تھے کچھ دنیا دار اُن کے معتقد ہو گئے اور خدمت کرنے لگے چند دن کے بعد اُن سے عرض کی۔ میاں صاحب! برہنہ رہنا خلاف شرع ہے لنگوٹی باندھ لیجئے خیر حسب درخواست لنگوٹی باندھ لی۔ اتفاقاً ایک روز لنگوٹی ناپاک ہو گئی۔ چوہوں نے وہ جگہ کتر ڈالی اور جسم کو زخمی کر دیا۔ صبح جب معتقدین آئے میاں صاحب کا حال دیکھا تو خیال آیا کہ بلی پالنی چاہیئے جو موذی چوہوں کو دفع کرے غرض ایک بلی لائی گئی دو چار روز تو اس کے واسطے دودھ لاتے رہے ایک روز عرض کیا کہ میاں صاحب اس روز کے جھمیلے سے تو یہی بہتر ہے کہ ایک بکری سے آئیں اس کے دودھ سے بلی پلتی رہے گی۔ غرض بکری بھی آگئی چند روز بکری کے واسطے چارہ لاتے رہے اب روز کی خدمت کون کرتا۔ دنیا داروں کا اعتقاد گھڑی میں موم گھڑی میں فولاد۔ قہر درویش برجان درویش۔ اب میاں صاحب خود جاتے اور جنگل سے بکری کا چارہ لاتے ایک روز درخت پر چڑھ گئے کہ پتے توڑیں۔ پاؤں جو پھسلا نیچے گر گئے۔ اور بازو ٹوٹ گیا۔ گھر جا کر مرہم پٹی کی۔ مریدان سست اعتقاد بھی جمع ہو کر عیادت کو آئے اور حال دریافت کیا مجذوب نے لنگوٹی کھول کر ان کے منہ پر ماری کہ لو سارا اسی کا فساد ہے۔ خبردار جو آئندہ میرے پاس آئے۔

قدرِ صحت مریض سے پوچھو

ایک بادشاہ کی ریاح خارج نہیں ہوتی تھی اس وجہ سے بہت تکلیف میں رہتا تھا اس کا پیٹ ابھرا رہتا تھا۔ شاہی معالج نے بہت علاج معالجہ کیا لیکن بجائے تخفیف کے مرض بڑھتا ہی گیا آخر کار درباری حکام سے مایوس ہو کر ایک گرانقدر انعام اس مرض کے دفعیہ کے لئے مشتہر کر دیا گیا۔ جوں جوں مرض

بڑھتا جاتا تھا۔ موعودہ مشتہرہ رقم انعام میں بھی اضافہ ہو رہا تھا۔ حتیٰ کہ انعام کی مقدار نصف بادشاہی مقرر کر دی گئی لیکن پھر بھی اس انعام کو کوئی حاصل نہ کر سکا۔ درد سر کا علاج تاج سے نہیں ہوتا۔ ایک خدا رسیدہ فقیر کو بھی یہ حال معلوم ہوا اس نے بادشاہ کو کہلا بھیجا کہ پوری سلطنت دے دے تو میں علاج کرنے کے لئے تیار ہوں۔ بادشاہ نے ایسے تکلیف دہ مرض کی موجودگی میں بادشاہت کے مقابلے میں بحالت صحت محنت مزدوری کرنے کو بدرجہا ترجیح دی اس لئے کہ بیمار بادشاہ سے تندرست گدا بہتر ہے اور پوری سلطنت دینے پر رضامند ہو گیا۔ فقیر نے دعا کی اور بظاہر کوئی دوا بھی دے دی۔ بادشاہ کو ریاح خارج ہونے سے شفائے مطلق ہو گئی تو حسب وعدہ فقیر کو تخت و تاج سنبھالنے کو کہا فقیر نے جواب میں کہلا بھیجا یہ تخت و تاج آپ ہی کو مبارک ہو میں ایسی بے حقیقت اور ناکارہ چیز کو نہیں لینا چاہتا کہ جس کی قیمت صرف ہوائے شکم کا خارج ہونا ہے۔

جتنے سخن ہیں سب میں یہی ہے سخن درست ہے اولین نعمت دنیا ہو تندرست

اعتراض سے بچنا مشکل ہے

ایک دفعہ حضرت لقمانؑ کے بیٹے نے حضرت سے عرض کی کہ انسان کو ایسا کام کرنا چاہیئے کہ کوئی اعتراض نہ کرے آپ نے فرمایا کہ لوگوں کے اعتراض سے بچنا مشکل ہے لیکن بیٹے نے تسلیم نہ کیا۔ صبح سویرے باپ گدھے پر سوار ہوا اور بیٹا ساتھ پیدل چل پڑا دیکھنے اور چلنے والے کہنے لگے بوڑھا کتنا بے حیا اور بداخلاق ہے کہ خود گدھے پر سوار ہے اور بیٹا پیدل ہے۔ پھر بیٹا سوار ہوا اور باپ حضرت لقمانؑ پیدل چل پڑے دیکھنے والے کہنے لگے کہ کتنا بدتمیز ہے بیٹا، کہ خود گدھے پر سوار جا رہا ہے اور ضعیف باپ پیدل ہے۔ اب دونوں سوار ہو گئے۔ اب ملاقات کرنے والے کہنے لگے کہ کتنے بے حیا اور سنگدل ہیں دونوں۔ کہ گدھا ایک آدمی کی سواری ہے دونوں سوار ہو کر حیوان پر زیادتی کر رہے ہیں۔ اب دونوں پیدل اور گدھا ہاتھ میں۔ جو بھی ملتا یہی کہتا کہ یہ دونوں احمق ہیں اگر دونوں نے پیدل چلنا تھا تو گدھا خالی کس لئے ہے آپ نے بیٹے کو فرمایا بتاؤ اب کیا کریں عرض کرنے لگا آپ نے درست فرمایا تھا کہ انسان کسی صورت میں اعتراض سے نہیں بچ سکتا۔

دنیا کتے کی دم کی طرح ہے

ایک شخص کو بھوت قبضے میں کرنے کا شوق تھا بچارے نے بہت جنتر منتر سیکھے مگر بھوت قبضے میں نہ آیا۔

لاچار وُہ جنگل میں رہنے والے مہاتما کے پاس گیا اور کہنے لگا بھگوان مہربانی فرما کر مجھے کوئی ایسی تدبیر بتاؤ کہ بھوت میرے قبضے میں آجائے اور میرا کام دھندا سب کچھ کر دیا کرے۔ مہاتما عقلمند انسان تھا۔ کہا "بھوت بہت بُرے ہوتے ہیں اس خیال خام سے باز آجاؤ تم اس کو کام کاج نہ بتا سکو گے۔ آخر میں وہ تم کو چٹ کر جائے گا" اس نے کہا "میرے پاس بہت کام کاج ہیں جن سے وہ کبھی فرصت نہ پا سکے گا" آخر اس کی منت سماجت اور خدمت تواضع کی بنا پر مہاتما نے اُسے منتر بتا دیا۔ یہ گھر میں آکر منتر سدھ کرنے لگا جب میعاد مقررہ پر منتر سدھ ہو گیا۔ بھوت ظاہر ہو کر کہنے لگا "بتاؤ کیا کروں" اس نے کہا "ایک شاندار عمارت بنا دے" ایک پل میں شاندار عمارت تیار ہو گئی۔ اس نے کہا "کھیت بوت آؤ" اور کھیت بوتا بوا تیار تھا۔ اس نے کہا "بہت سا روپیہ لاؤ" خزانہ وہیں حاضر۔ غرضیکہ جو مشکل اور مختلف کام اسے بتائے گئے سب کچھ کرا کرایا تیار۔ اب کوئی کام نہ رہا بھوت نے کہا کام بتاؤ۔ ورنہ میں تم کو کھا جاؤں گا" یہ ڈرا اور مہاتما کے پاس گیا اور کہا "بھگوان بھوت کو جو کچھ کہتا ہوں وہ جھٹ پٹ کر دیتا ہے اب میرے پاس کوئی کام نہیں ہے بتاؤ اب کیا کروں؟ ورنہ وہ مجھے کھا جائے گا۔" اتنے میں بھوت بھی کھاؤں کھاؤں کرتا پہنچ ہی گیا۔ مہاتما کے پاس ایک کتا بیٹھا ہوا تھا۔ آدمی کے ہاتھ میں خنجر دے کر اُس نے کہا "اس کی دُم کاٹ لے اور بھوت سے کہہ کر سیدھی کر دے"۔ بھوت نے کتے کی دُم ہاتھ میں لے لی، ایک مرتبہ سیدھی کر دی پھر جب اسے چھوڑ دیا تو وُہ ٹیڑھی کی ٹیڑھی۔ ایک دن گزرا دو دن گزرے تین دن گزرے، بھوت نے ہزار کوشش کی مگر کتے کی دُم سیدھی نہ ہوئی تب وُہ بہت گھبرایا اور کہنے لگا "بھائی جو کچھ دھن دولت روپیہ پیسہ تجھ کو دیا وہ سب کچھ تیرا اب مجھ کو چھٹی دے دے" یہ فوراً راضی ہو گیا بھوت اپنے ٹھکانے گیا اور یہ اپنے گھر چلا گیا اور دونوں کی چھٹی ہو گئی۔

یہ دنیا بھی کتے کی دُم ہے ہزار کوشش کرو یہ کبھی سیدھی نہیں ہو سکتی۔

بقرہ (گائے کا دلچسپ واقعہ) باپ کے ساتھ نیکی کا ثمر

حضرت موسٰی کے زمانے میں ایک عورت بہت حسین اور خوبصورت تھی اس کے پاس ایک شخص جس کا نام عاقیل تھا نے جو بہت نیک اور مالدار تھا شادی کا پیغام بھیجا عامیل کے چچا زاد بھائی نے بھی پیغام

بھیجا۔ اس عورت نے عامیل کے پیغام کو منظور کر لیا اور شادی ہو گئی اس کے چچازاد بھائی نے اس رشک اور حسد میں ایک شب کو عامیل کو قتل کر ڈالا اور اس کی لاش دوسرے قبیلے کی آبادی میں ڈال دی اور پھر صبح کو اس کے قصاص کا دعوے دار بن بیٹھا بنی اسرائیل میں اس کا سخت ہنگامہ ہوا ہر قبیلہ دوسرے کو اس کا مجرم بتاتا تھا۔ خدا کا حکم یہ ہوا کہ تم ایک گائے کو ذبح کر کے اس کے گوشت کا ایک ٹکڑا اس کی لاش پر مارو وہ خود زندہ ہو کر اپنے قاتل کا پتہ بتا دے گا۔ پہلے تو بنی اسرائیل نے گائے ہی کے بارے میں کٹ حجتیاں کیں حالانکہ اگر حکم کے ساتھ ہی کوئی سی گائے لیکر ذبح کر دیتے تو ان کے بکھیڑے نہ پڑتے پھر اس کے بعد خریداری میں وُہ وُہ شرارتیں اور حماقتیں کیں کہ آخر وُہ مخصوص صفات والی گائے صرف ایک نیک مرد دیندار جو محمدؐ و آلِ محمد پر درود بھیجا کرتا تھا اور اپنے والد کا بڑا مطیع تھا کے ہاں دستیاب ہوئی جس کا واقعہ عمدۃ البیان میں یوں ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کے پاس گائے تھی۔ اس کا ایک بیٹا تھا کہ کچھ مال تجارت اپنے پاس رکھتا تھا۔ خریدار اس سے کچھ مال خریدنے آئے جس مکان میں وہ مال تجارت تھا کنجی اس مکان کی اس کے باپ کے پاس تھی اور وہ سوتا تھا۔ اس لڑکے نے اپنے باپ کو بے آرام ہونے کی جہت سے بیدار نہ کیا اور خریداروں کو جواب دے دیا۔ جب باپ بیدار ہوا اس نے پوچھا تیرا مال فروخت ہوا۔ کچھ فائدہ حاصل ہوا۔ اس نے پوری تفصیل یعنی وجہ بتا دی اس کی نیکی اور اطاعت کے عوض باپ نے اُسے یہ گائے بخشی یہ باپ کے ساتھ نیکی کا ثمر ملا۔ گائے کی قیمت یہ دینی پڑی کہ اس گائے کی کھال میں جتنا سونا یعنی اشرفیاں آسکیں وہ پچاس لاکھ اشرفیاں تھیں۔ مقتول زندہ ہوا اپنے چچازاد بھائی کو اپنا قاتل بتایا۔ پھر اس نے محمدؐ و آل محمد کا واسطہ دیا اسے زندگی عطا ہوئی اور حضرت موسیٰؑ کو وحی ہوئی کہ اسے ۷۰ سال کی زندگی عطا ہوئی۔ دونوں میاں بیوی ۷۰ سال زندہ رہے اور اکٹھے فوت ہوئے قبیلہ والے لوگ یہ کثیر رقم ادا کرنے کی وجہ سے محتاج و مفلس ہو گئے پھر اس قبیلہ والوں نے گریہ وزاری کی حضرت موسیٰؑ نے فرمایا محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ دیکر سوال کرو۔ حضرت موسیٰؑ کو وحی ہوئی کہ اس خاندان کے فلاں خرابے میں فلاں جگہ کو کھودیں اور جو کچھ پائیں نکال لیں اور اسی نسبت سے تقسیم کر لیں جس حساب سے قیمت ادا کی تھی۔ ایک کروڑ اشرفی نکلی یہ محمدؐ و آل محمد کے توسط کا ادنیٰ صلہ ہے کہ ان کے مال دوچند ہو گئے۔

کمال کی بے قدری نہ کرو

ایک کمہار اپنے گدھے پر لکڑیاں لاد کر بغرض فروخت شہر کو جا رہا تھا اثنائے راہ میں اس کو ایک گرانقدر لعل پڑا ہُوا مل گیا جس کو اس نے معمولی لال منکا خیال کر کے گدھے کے گلے میں لٹکا دیا شہر کے بازاروں میں سے گذرتے ہوئے ایک جوہری کی نگاہ اس لعل پر پڑ گئی جوہری نے کمہار کو بلا کر پوچھا کہ "منکا سا" کتنے پیسے میں فروخت کرو گے۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست۔ کمہار نے اپنی طرف سے بے پروائی کے انداز میں کہا "میں ایک روپے سے کم نہ لوں گا" جوہری نے کہا "میں آٹھ آنے سے زیادہ نہیں دے سکتا" یہ سنتے ہی لعل پھٹ کر گر پڑا۔ جوہری نے کہا۔ "کہ گدھے کے گلے میں تو تمہیں ذلّت محسوس نہ ہوئی جو اب انسان کے ہاتھ میں آتے ہوئے پھٹ گئے۔ لعل نے کہا "کمہار اور گدھا میری قدر و قیمت سے ناواقف تھے لیکن تم نے باوجود جوہر شناسی کے اس قدر قیمت بھی دینا گوارا نہ کیا۔

علم کو حصولِ معاش کا ذریعہ نہ بناؤ

ایک پنڈت مدّت دراز تک کافی محنت سخت مصیبت نہایت جان کاہی اور دماغ سوزی کے بعد سنسکرت اور دیگر علوم مذہبی میں سند فضیلت حاصل کر کے کامیاب ہُوا۔ اس کا خیال تھا کہ مذہبی فضیلت اور علمی قابلیت دنیاوی ترقی اور حصولِ مقاصد میں اس کے لیے بہترین ذریعہ ثابت ہوگی لیکن کافی تجربہ کے بعد اسے محسوس ہُوا کہ اس کا خیال بالکل غلط تھا ضرورت دنیوی سے لاچار ہو کر زندگی قائم رکھنے کے لئے بغرض حصول معاش اس نے اپنے وطن کو خیرباد کہا کچھ عرصہ دور دراز کے ایک گاؤں میں وارد ہُوا اور وہاں کے لوگوں سے درخواست کی مجھے اپنے اس ہندوؤں کے گاؤں میں رامائن کی کتھا سنانے پر رکھ لیا جائے اور میری پیٹ پوجا کا بھی کچھ انتظام ہو جائے مجھ غریب کا کام بھی بن جائے گا اور آپ لوگوں پر بھی کچھ بوجھ نہ پڑے گا۔ سب کی لاٹھی ایک کا بوجھ۔ لوگوں نے کہا کتھا کتنے عرصے میں ختم ہوگی۔ پنڈت نے کہا "کم از کم تین چار ماہ میں۔ ان میں سے ایک زمیندار بولا پنڈتوں کے یہ سب کھانے پینے کے ڈھنگ ہیں۔ ورنہ کتھا تو صرف یہی ہے۔ ایک تھے رام جی ایک تھی ستیا۔ اس نے اس کی جورو چھینی اس نے اس کا گھر جلا دیا۔ نتیجہ یہ کہ انسان اس قدر خود غرض واقع ہُوا ہے کہ مالی یا جسمانی قربانی تو درکنار بغیر مطلب اور بلا ضرورت

کسی کی بات بھی سننا گوارا نہیں کرتا۔ پنڈت جی کو چونکہ اپنی ضرورت پوری کرنی اور مطلب نکالنا تھا انہوں نے چند روز کے چند ماہ بتائے انہوں نے چند ماہ کی کتھا کو چند حروف میں ختم کردیا نیز یہ کہ علم کو صرف حصولِ معاش ہی کا ذریعہ نہ بناؤ۔

مُلّا احمد حسین صاحب نے جنّ سے مومن کی بیوی منگوادی

مُلّا احمد حسین بن مولوی سید کرم حسین زنگی پوری ضلع غازی پور سے ایک روز اُن کے دوست پریشان حالی میں آکر بولے کہ میری زوجہ تین روز سے گُم ہے۔ آپ منگا دیجئے ہرچند آپ نے عذر کیا مگر وہ نہ مانے جس کے مکان پر آپ رہتے تھے ایک حجرہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا جاؤ تمہاری زوجہ یہاں ہے دیکھا تو واقعی برہنہ موجود ہے اب جو اس سے پوچھا تو کہا مجھے ایک جن فلاں مقام پر اٹھاکر لے گیا تھا۔ (تذکرہ بے بہا فی تاریخ العلماء ص۹)

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار اور حبشی غلام

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار بہت مشہور سخی تھے ایک مرتبہ جنگل سے اُن کا گزر ہو رہا تھا راستہ میں ایک باغ سے گزرے وہاں ایک حبشی غلام کام کر رہا تھا اس کی روٹی آئی اسی وقت ایک کتا بھی وہاں چلا آیا اور اس غلام کے پاس آکر کھڑا ہوگیا اس غلام نے کام کرتے کرتے ایک روٹی اس کتے کے سامنے ڈال دی کتے نے اس کو کھالیا اور پھر کھڑا رہا اس نے پھر دوسری اور تیسری روٹی بھی ڈال دی کُل تین ہی روٹیاں تھیں وُہ کتے کو کھلادیں۔ حضرت عبداللہ بن جعفر غور سے کھڑے دیکھتے رہے۔ آپ نے غلام سے پُوچھا کہ تمہاری کتنی روٹیاں روزانہ آتی ہیں۔ اُس نے عرض کیا آپ نے ملاحظہ فرمالیا تین ہی آیا کرتی ہیں حضرت نے فرمایا پھر تینوں کا ایثار کیوں کردیا غلام نے کہا حضرت یہاں جنگل میں کتے رہتے نہیں ہیں۔ یہ غریب بھوکا کہیں دور سے مسافت طے کرکے آیا ہے اس لئے مجھے اچھا معلوم نہ ہُوا کہ اس کو ویسے ہی واپس کردوں۔ حضرت نے فرمایا پھر آج تم کیا کھاؤ گے؟ غلام نے کہا ایک دن فاقہ کرلوں گا یہ تو کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے حضرت نے اپنے دل میں سوچا کہ اس ایثار کے مقابلے میں لوگ جو مجھے سخی کہتے ہیں یہ غلام تو مجھ سے بہت زیادہ سخی ہے یہ سوچ کر آپ نے شہر میں جاکر مالک باغ سے وُہ باغ اور غلام خرید لیا۔ اور جاکر غلام سے کہا میں نے تجھے آزاد کیا اور یہ باغ

بھی تجھے ہی بخش دیا۔ غلام نے انتہائی خود داری سے جواب دیا کہ میں آپ کا بے حد شکریہ ادا کرتا ہوں اور اسی شکریے کے اظہار میں یہ باغ آپ کی خدمت میں بطور نذرانہ پیش کرتا ہوں۔ چونکہ اب آپکے دل میں میری عزت وعظمت اور عقیدت جاگزیں ہو گئی ہے جو میرے لئے زہر قاتل ہے لہٰذا اب میں آپ سے رخصت ہوتا ہوں یہ کہہ کر وہاں سے چل دیا۔ جامع الدرر بحوالہ روضۃ الانوار

عوام کا حرام کو حلال کرنے کا طریقہ

ایک آدمی نے واعظ سے سُنا کہ چوری کا مال حرام ہوتا ہے اُس نے یہ فقرہ پختگی کے ساتھ پلے باندھ لیا گھر آیا بیوی ہانڈی پکا رہی تھی پوچھا کیا پک رہا ہے؟ اس نے جواب دیا مُرغ پکا رہی ہوں۔ کہنے لگا نہ گھر میں مُرغ تھا اور نہ اتنی رقم اس کے خریدنے کے لئے، یہ کیسے میسر آیا کہنے لگی پڑوسیوں کا مرغ خود بخود گھر آگیا میں نے پکڑ کر ذبح کرا لیا اس کے پَر اور ٹانگیں وغیرہ دفن کر دی ہیں۔ مرد کہنے لگا آج وعظ سُن کر آیا ہوں اور عہد کر چکا ہوں کہ چوری کا مال نہیں کھانا ہے۔ بیوی بولی مسئلہ آپ نے سُنا ہے میں نے تو سُنا نہیں آپ بیشک اس مسئلہ پر عمل کریں مرد افسردہ ہو کر سوچ میں پڑ گیا کہ مجھے تو وعظ مہنگا پڑا ہے تھوڑی سوچ کے بعد کہنے لگا اچھا بوٹیاں تمہاری شوربا میرا۔ جب ہانڈی پک کر تیار ہو گئی۔ بیوی نے چمچے کے ساتھ شوربا ایک برتن میں خاوند کے لئے ڈالنا شروع کیا۔ مرد کہنے لگا چمچے کی ضرورت کیا ہے تمام شوربا ہانڈی انڈیل کر میرے حوالے کر دو اس طرح کرنے سے کچھ بوٹیاں شوربے کے ساتھ برتن میں گر پڑیں وہ اُن کو اٹھانے لگی تو بولا کہ جو خود بخود آتی ہیں۔ اُن کو آنے دو۔ لیجئے شوربا اور بوٹیاں جائز اور حلال ہو گئیں۔ سُبحان اللہ! کیا عمدہ ترکیب ہے چوری کا تمام مرغا حلال کرنے کی۔ میں نے خود کئی چوروں سے سُنا ہے وہ کہتے ہیں ہمارے کام میں بڑی محنت ہوتی ہے جان ہتھیلی پر رکھنا ساری رات جاگنا اتنی مشقت سے حاصل کیا ہُوا مال حرام کیسے ہو سکتا ہے؟

گداگری سے بچو، دو واقعے

ایک بڑھیا نے سرِ راہ چارپائی بچھا کر اس پر بھیک کے ٹکڑے سکھنے کے لئے ڈال رکھے تھے ایک اونٹ نے چلتے چلتے گردن بڑھا کر دو چار ٹکڑے اس میں سے کھا لئے۔ بڑھیا نے اونٹ والے کو کوسنا شروع کیا لوگ جمع ہو گئے اور اونٹ والے کو سخت سُست کہا وہ رونے لگ گیا لوگوں نے

اس ستم ظریفانہ گریہ کا باعث پوچھا تو اس نے کہا کہ "اس بڑھیا کے دو چار ٹکڑے ہی ضائع گئے ہیں لیکن میرا قیمتی اونٹ ہمیشہ کے لئے بیکار ہو گیا کیونکہ بھیک کے ٹکڑے اس کے منہ کو لگ گئے ہیں اب یہ کام نہ دے گا۔

۲۔ ایک عورت بدچلن تھی نرم مزاج خاوند نے منت سماجت سے بہتیرا سمجھایا لیکن وہ باز نہ آئی روزانہ پند و نصائح سے تنگ آکر ایک روز عورت نے کہا "اگر میری ایک التماس پوری کر دو تو میں بدچلنی چھوڑ دوں گی" خاوند نے بخوشی قبول کر لیا اور التماس دریافت کی عورت نے کہا سات روز بھیک کے ٹکڑے مانگ کر کھا" خاوند نے اسی روز بھیک مانگنا شروع کر دیا۔ سات روز گزر جانے پر عورت نے اسے بھیک مانگنے سے منع کیا اور کہا میں آئندہ نیک چلن رہوں گی خاوند کے منہ کو قسم قسم کے کھانوں کا چسکا لگ چکا تھا اور مشقت بھی کم پڑتی تھی اس نے کہا "اے نیک بخت! تو خواہ نیک چلن رہ یا بدچلن اب میں تو اس کام کو نہیں چھوڑ سکتا" اس تدبیر سے فائدہ اٹھا کر عورت آزادانہ طور پر بدچلنی کرتی رہی اور خاوند نے مستقل طور پر گداگری کا پیشہ اختیار کر لیا۔

بھیڑ اور بھیڑیا ایک بھیڑ چھت پر کھڑی تھی اس نے نیچے گلی میں ایک بھیڑیے کو جاتے ہوئے دیکھا بھیڑ نے چھت پر سے بھیڑیے کو گالیاں دینی شروع کیں۔ بھیڑیے نے اوپر دیکھا تو بھیڑ نظر آئی جو اسے مسلسل گالیاں دے رہی تھی بھیڑیا دم بخود وہاں کھڑا رہا اور گالیاں سنتا رہا۔ بھیڑیے کے ساتھ ایک لومڑی بھی تھی لومڑی نے بھیڑیے سے کہا جناب! دیکھا آپ نے بھیڑ آپ کو کس قدر گالیاں دے رہی ہے۔ بھیڑیے نے کہا بھیڑ کی کیا طاقت کہ وہ مجھے گالیاں دے یہ تو چھت گالیاں دے رہی ہے۔ نتیجہ یہ کہ اقتدار کی چھت پر چڑھ کر علماء یا عوام کو گالیاں دینا یہ اقتدار کی چھت گالیاں دیتی ہے۔

وکلاء۔ معذرت کے ساتھ ایک وکیل نے اپنے بچے کو جھوٹ بولنے کے جرم میں سزا دی، بچہ دیر تک روتا رہا بعد میں اس نے اپنے باپ سے پوچھا، اباجان! یہ تو بتاؤ کہ جھوٹ بولنے پر مجھے کب تک سزا ملے گی اور میں کس دن اس قابل ہو جاؤں گا کہ آپ کی طرح جھوٹ بولنے پر مجھے روپیہ ملے گا۔

۲۔ ایک شخص نے قبرستان میں ایک قبر پر ایک کتبہ دیکھا۔ "ایک وکیل اور دیانت دار آدمی"

اس نے مکرر سہ کرر اس کتبے کو پڑھا اور سوچتا رہا، پاس سے گزرنے والے لوگوں نے اس سے پوچھا کہ کافی دیر سے اس قبر پر کیوں کھڑے ہو کہنے لگا " تعجب ہے کہ کس طرح دو شخص ایک قبر میں دفن کر دیئے۔ (وکیل دیانتدار نہیں ہو سکتا)

۳۔ ایک وکیل سیر کو جا رہے تھے ایک زمیندار جاٹ اُن کا ہمسفر ہو گیا اس نے اُن سے متاثر ہو کر پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ وکیل صاحب بولے "میں وکیل ہوں" جاٹ بولا " آپ قرآن سر پر رکھ کر کہیں تب بھی میں نہیں مانوں گا آپ غلط کہہ رہے ہیں آپ تو مجھے بھلے مانس آدمی معلوم ہوتے ہیں

۴۔ ایک شخص کسی نامی ڈاکو کے پاس گیا اور کہا مجھے نوکر رکھ لو ڈاکو نے پوچھا " پہلے تم نے کہاں کہاں نوکری کی ہے" اس نے کہا " دو برس ایک وکیل کے پاس اور ایک برس پولیس میں رہا ہوں" ڈاکو نے اسے نوکر رکھ لیا اور کہا یہ دونوں نوکریاں تُو نے ایسی کی ہیں گویا تو اتنی مدت ہمارے ہی گروہ میں رہا ہے!

۵۔ ایک ظریف نے اپنا مکان بیچنے کا اشتہار دیا اس نے مکان کے محل وقوع کی بہت تعریف کی، اس میں بجلی ہے، سوئی گیس ہے، مارکیٹ قریب ہے۔ بچوں کی تعلیم کے لئے ہائی سکول و کالج قریب ہے اڈا قریب ہے، ہسپتال قریب ہے لیکن سب سے بڑی تعریف یہ لکھی کہ اس کے قرب و جوار میں کسی وکیل یا مختار کا گھر نہیں ہے!

۶۔ وکیل وہ ہے جو تمہاری جائیداد آپ کے دشمنوں سے بچا کر خود رکھ لیتا ہے۔

۷۔ صرف وکیل ہی ایسے لوگ ہیں جو اپنے الفاظ اور اپنا غصہ کرائے پر دیتے ہیں۔ ۸۔ کسی شاعر نے کہا ہے

پیدا ہوا وکیل تو شیطان نے کہا　　لو آج میں بھی صاحب اولاد ہو گیا

تجارت میں غیر معمولی منافع ہے

ایک بڑھیا کسی دکاندار سے ہمیشہ سودا سلف خریدا کرتی تھی ایک روز بڑھیا نے سوال کیا کچھ عرصہ ہوا تم نہایت تنگدستی میں گزارہ کرتے تھے مگر اب تمہاری دکان میں اس کثرت کے ساتھ مال جمع ہے کہ تم بڑے امیر آدمی معلوم ہوتے ہو کیا کسی کی دولت تمہارے ہاتھ آگئی ہے؟ یا کوئی اور وجہ ہے دکاندار نے کہا اماں جی! مجھ کو تجارت میں نفع ہوا ہے بڑھیا نے پوچھا تجارت میں کس حساب سے فائدہ ہوتا ہے؟ دکاندار نے کہا کہ جو روپیہ تجارت میں لگایا جائے اگر اس میں سے کچھ بھی صرف نہ کیا جائے تو ہر ششماہی کے بعد وہ اصل رقم سے دو گنا ہو جاتا ہے بڑھیا نے

ایک آنہ دکاندار کے حوالے کیا کہ اس کا جو منافع ہو مجھے دے دینا۔ دکاندار نے ایک آنہ بہی کھاتہ میں جمع کر لیا۔ بارہ سال بعد بڑھیا نے دکاندار سے منافع کا مطالبہ کیا تو بارہ سال کی چوبیس ششماہی کا ہر ششماہی کا دگنا کرنے کے بعد قریباً ساڑھے دس لاکھ روپیہ نکلا کیا کوئی شخص خیال کر سکتا ہے کہ بارہ سال کے بعد ایک آنہ کی تجارت اس قدر تعجب خیز منافع پیدا کر سکتی ہے۔

حلال میں برکت

جوامع الحکایات میں ہے ایک روز منصور عباسی نے عمرو بن عبید کو کہا کوئی موعظہ فرمائیں عمرو نے کہا جب عمر بن عبدالعزیز دنیا سے رخصت ہوئے تو ان کے گیارہ بیٹے تھے اور ان کا تمام ترکہ ستر دینار تھا جو ان گیارہ بیٹوں میں تقسیم کیا گیا لیکن ہشام بن عبدالملک کے بھی گیارہ بیٹے تھے کہ ہر ایک کو دس دس لاکھ دینار طلائی ملے اور دوسری اجناس اس کے علاوہ تھیں پھر کچھ مدت بعد میں نے خود دیکھا کہ عمر بن عبدالعزیز کے ایک بیٹے نے سو گھوڑے راہ خدا میں دیئے لیکن ہشام کے بیٹوں کو دیکھا کہ رستہ میں بیٹھے ہوئے گدائی کر رہے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ تحفہ۔

میں وہی فضل کا بیٹا ہوں

خاندان برامکہ کو ہارون رشید نے بالکل تباہ و برباد کر دیا اور ہر مرد و زن خورد و کلاں کو تہہ تیغ کر دیا صرف فضل کا ایک صغیر بیٹا سلامت بچا کہ اس کی وفادار دایہ اسے بغداد میں سے آئی اور مخفی طور پر اس کی تربیت کرتی رہی جب یہ جوان ہوا تو پریشان حالی کی وجہ سے ایک حمام میں اُسے ملازمت کرنی پڑی اتفاقاً ایک روز محمد بن یزید دمشقی جو عرب کا مشہور شاعر تھا اور خاندان برامکہ سے وظیفہ لیتا رہا تھا اس خاندان کی بربادی کے بعد کوفہ میں رہائش پذیر تھا۔ حمام میں داخل ہوا۔ اس نے نوجوان مالشی طلب کیا تاکہ اسے نہلائے اور مالش کرے اس حمام میں فضل کے بیٹے سے بہتر کوئی نوجوان نہ تھا اس نے اس شاعر کی خدمت شروع کی۔ شاعر نے لطف محسوس کیا اور اپنی خوش الحانی میں ایک رُباعی پڑھی جب فضل کے بیٹے نے یہ رُباعی سُنی تو اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے لیکن بے رحم خلیفہ کے کارندوں سے جو ہر جگہ حاضر و ناظر تھے کے ڈر کی وجہ سے دم بخود ہو گیا۔ شاعر عرب نے جب اس میں بہت اثر ملاحظہ کیا۔ بہت متعجب ہوا اور اس سے وجہ پوچھی مالشی نے بہت معذرت کی لیکن شاعر کا اصرار حد سے

بڑھ گیا اور اُسے اطمینان دلایا اور قسم کھائی کہ اگر اس گریہ میں راز ہے تو میں اسے فاش نہ کرونگا جب فضل کے بیٹے کو یقین ہوگیا تو اس نے شاعر سے کہا کہ پہلے یہ بتاؤ کہ یہ شعر کس کا ہے؟ اور کس وقت اور کس کے لئے تو نے کہا تھا محمد دمشقی نے کہا کہ یہ شعر میرا ہے اور میں نے فضل برمکی کے بیٹے کی ولادت کے وقت پڑھا تھا فضل کو یہ اشعار بہت پسند آئے اس نے حکم دیا کہ شاعر کو دنیاوی اتنا مال دیا جائے کہ یہ مستغنی ہوجائے مالشی نے کہا کہ اب اگر تو فضل کے بیٹے کو دیکھے تو پہچان لے گا؟ شاعر نے افسردگی کے ساتھ کہا کہ وہ بے گناہ لڑکا برامکہ خاندان کی تباہی کے وقت قتل ہوگیا تھا اور اگر وہ زندہ ہو تو میں اس کے قدموں پہ سر رکھوں اور غلاموں کی طرح اس کی خدمت کروں کیونکہ میرے پاس جو کچھ ہے وہ اُسی کا ہے ۔ مالشی نوجوان نے سرد آہ کھینچی اور درحالیکہ اُس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب جاری تھا سر جھکا لیا اور کہا وہ لڑکا میں ہوں کہ تقدیر نے مجھے جلاد کی تلوار سے بچایا تاکہ زندہ رہوں اور یہ رنج شرم مرتے دم تک سہتا رہوں پھر اس نے اپنی ساری داستان سنائی اور کہا کہ ہاں میں وہی فضل برمکی کا بیٹا ہوں کہ اب تجھے نہلا رہا ہوں اور تمہاری مالش کر رہا ہوں (ہزار و یک حکایت تاریخی) مولانا سید صفدر حسین نجفی مرحوم نے زبانی مجھے بتایا تھا کہ شاعر نے اس تمام جائداد کی فضل کے بیٹے کو پیش کش کی کہ یہ تمام آپ کے باپ کا عطیہ ہے لیکن اس نے لینے سے انکار کر دیا کہ باپ کا عطیہ ہرگز واپس نہ لوں گا اور حمام کی خدمت سے بسر اوقات کرونگا

ہجوم کو دُور کرنیکا طریقہ

ایک مرید نے اپنے پیر سے عرض کیا آپ کی دُعا سے اب میرے پاس لوگوں کا بہت ہجوم ہوتا ہے اور میں تو اب اس ہجوم سے تنگ آگیا ہوں اس مصروفیت میں میرے اوقات بہت پریشانی میں گزرتے ہیں اور میری عبادت میں خلل پڑتا ہے ۔ پیر و مرشد نے کہا میں ایک نسخہ بتائے دیتا ہوں اس پر عمل کرو بس اکیلے رہ جاؤگے آنے والوں میں جو درویش اور مفلس ہیں اُن کو قرض دے دو اور جو لوگ امیر ہیں اُن سے کچھ قرض یا ہدیہ مانگو اس کے بعد کوئی پاس نہ آئے گا ۔

۲۔ ایک سپرنٹنڈنٹ پولیس نے سپاہی سے کہا کہ دو پارٹیاں لڑنے مرنے کو تیار کھڑی ہیں انہیں لڑائی سے باز رکھنے کے لئے تمہارے پاس کیا تجویز یا حربہ ہوگا؟ اس نے عرض کی میں درمیان میں کھڑا ہو کر چندے کی اپیل کروں گا دونوں پارٹیاں خیریت سے گھر چلی جائیں گی ۔

شہنشاہ شیر شاہ سوری کا انتظام

شیر شاہ سوری نے قانون تشکیل دیا تھا اگر کسی علاقے میں چوری یا ڈکیتی ہوتی اور مجرم نہ پکڑے جاتے تو اس علاقہ کے حکام کو گرفتار کر لیا جاتا تھا اگر کوئی شخص سنسان جگہ میں اشرفیوں کی تھیلی اپنے پاس رکھ کر سو جاتا تو کسی کو حفاظت کی ضرورت نہ تھی۔ اگر کوئی عورت سر پہ زیورات کی گٹھڑی رکھ کر تنہا سفر پر روانہ ہوتی تو شیر شاہ سوری کی سزا کے خوف سے کوئی مجرم اس کے قریب نہ پھٹکتا۔ اس کے کارنامے اور آثار آج تک مشہور اور موجود ہیں اگرچہ سلطنت کا عرصہ صرف پانچ سال تھا۔ ہمارے سیاستدان حکمران ڈاکوؤں اور بدمعاشوں کی تو خود سرپرستی کر رہے ہیں اور یہی حال ہماری عدالتوں کا ہے رشوت لے کر ظالم کے حق میں فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔

جہانگیر اور نور جہاں کا عدل

جہانگیر کے دور میں نور جہاں کا بھائی پنجاب کا گورنر (صوبیدار) تھا۔ جس کا دارالخلافہ لاہور تھا۔ گورنر کے مکان کے پڑوس میں ایک آدمی کے ہاں ضعیفی کے ایام میں لڑکے کی ولادت ہوئی۔ ان لوگوں نے رات خوشی کی تقاریب میں گزاری گورنر نے اس ضعیف کو بلا بھیجا اور شور کی وجہ دریافت کی اس نے تفصیل بتائی اس نے وہ بچہ منگوا کر قتل کر دیا کہ جس کی وجہ سے میری نیند میں خلل واقع ہوا میں وہ بنیاد ختم کرتا ہوں۔ وہ بوڑھا وہیں سے چل کر آگرہ پہنچا جو جہانگیر کا ان دنوں پایۂ سلطنت تھا اس نے مظلوموں کی فریاد کے لئے ایک زنجیر مکان کے ساتھ لٹکائی ہوئی تھی مظلوم سائل نے زنجیر ہلائی جہانگیر محل سے نیچے اُترا اس کی پر درد مظلومی کی داستان سُنی اسی وقت لاہور کی طرف تیاری کا حکم دیا

نور جہاں ساتھ تھی۔ لاہور کے قریب اس شاہی قافلے کا گورنر نے استقبال کیا لیکن جہانگیر نے اصل واقعے کو نور جہاں سے بظاہر پوشیدہ رکھا لیکن یہ راز کسی طرح اس کے علم میں تھا رات کے وقت جب شاہی دعوت میں رونما بیٹھے کھانے سے فراغت کے بعد جہانگیر نے بظاہر نور جہاں کو خطاب کیا کہ کسی ضعیف کے گھر میں ابتدائی بچہ پیدا ہو اور وہ خوشی کا سامان کرے پڑوسی گورنر اس کے بچے کو ذبح کر دے اس کی سزا کیا ہو گی؟ نور جہاں نے تلوار پکڑی اور اپنے بھائی گورنر کا سر دھڑ سے جدا کر دیا اور کہا کہ اس کی سزا یہ ہونی چاہیے۔ ایسے انصاف کی داستانیں آج تک یادگار ہیں اور رہیں گی۔

بیوہ عورت ضرور شادی کرے

عظیم آباد میں ایک عورت بہت چھوٹی عمر میں بیوہ ہو گئی اس نے ہمیشہ روزہ رکھنا اور ہر وقت عبادت کرنا اپنا معمول بنا لیا گویا حقیقی معنوں میں صائم النہار اور قائم الیل بن گئی روزہ افطار کرتے وقت شام کو سوکھی روٹی کھاتی اور شب و روز تلاوت کلام پاک میں مشغول رہتی اس حالت میں وہ بوڑھی ہو گئی سینکڑوں عورتیں اس کی نفس کشی اور پارسائی کو دیکھ کر مرید ہو گئیں مرتے وقت اُس نے سب کو بُلا کر کہا کہ میں نے کیسی پاکدامنی، پارسائی اور عزت و حرمت سے اپنی زندگی کاٹی۔ سب نے کہا ایسا ہونا بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے کہ کبھی کسی مرد کا منہ تک نہ دیکھا ساری عمر روزہ رکھا سوکھی روٹی کھائی شب و روز معروف تلاوت اور مشغول عبادت رہیں۔ وہ بولی اب میرے دل کا حال سنو کہ جوانی سے بڑھاپے تک رات کو قرآن کی تلاوت کرتے وقت کبھی میرے کان میں چوکیدار کی آواز آتی تو دل چاہتا کہ کسی طرح اس کے پاس چلی جاؤں لیکن خدا کے خوف اور دنیا کے شرم سے بچی رہی۔ اب میرا آخری وقت ہے میں تم سب کو نصیحت کرتی ہوں کہ کبھی جوان عورت بیوہ کو بے نکاح نہ رکھنا اس سے معلوم ہوا کہ عورت کیسی ہی نیک بخت پرہیزگار ہو اور کیسا ہی روکھا سوکھا کھانا کھائے لیکن بتقاضائے فطرت مرد کی خواہش اس کے دل میں ضرور ہوتی ہے اسی طرح مرد کو بھی عورت کی حاجت ہے حتیٰ کہ حیوانات چرند و پرند بھی اس سے محفوظ نہیں۔

مذہب حقہ کیسے اختیار کیا؟

ایک سنّی مرد کی عورت شیعہ تھی سُنی مرد اپنے پیر کا بہت معتقد تھا پیر صاحب نے ایک مرتبہ نماز پڑھتے ہوئے ہش ہش کی آوازیں لگائیں۔ اور اپنے مریدوں کو بتایا کہ خانہ کعبہ میں کتے داخل ہو گئے تھے اس آواز کے ساتھ میں نے ان کو نکالا ہے۔ مُرید نے اپنی بیوی کو اپنے پیر کی یہ کرامت بتائی اور کہا بدقسمت عورت تو میرے پیر پر ایمان نہیں لاتی اُن کے سامنے تمام زمینی مخلوق ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح ہے۔ اتفاقاً پیر صاحب اس مرید کے مہمان بن گئے۔ بیوی نے مُرغ ذبح کر کے پلاؤ پکایا۔ چیلے کی پلیٹ میں بوٹیاں چاولوں کے اُوپر اور پیر صاحب کی بوٹیاں چاولوں کے اندر کر دیں۔ پیر صاحب نے جب یہ حالت دیکھی تو آگ بگولہ ہو گئے فرمانے لگے تمہاری بیوی بڑی گستاخ اور کمینی ہے۔ مرید کی پلیٹ دیکھو اور میری۔ مرید دونوں پلیٹیں پکڑ کر بیوی کے پاس سے آیا اور اپنی بیوی کی بے عزتی شروع کر دی۔ بیوی نے پیر کی پلیٹ سے چاول ہٹا کر بوٹیاں دکھائیں اور کہا تم کہتے ہو میرے پیر صاحب یہاں بیٹھ کر خانہ کعبہ سے کتوں کو نکالتے

ہی یہ پیر نہیں بے خبر ہے اسے تو چاولوں کے نیچے والی بوٹیوں کا بھی علم نہیں ہے مرد نے پیر اور اس کے چیلے کو رخصت کیا اور خود مذہب حقہ اختیار کیا۔

علم غیب بس اللہ جانتا ہے

جلّن جاٹ بیاٹا کا ایک مشہور ہندو عارف شخص گزرا ہے جس کی اولاد میں صرف ایک بیٹی تھی جب وہ جوان ہوئی تو اس کی بیوی نے کہا کہ لڑکی کی شادی کے سلسلے میں قریبی قصبہ کے پنڈت جی سے نیک تاریخ دریافت کر آئیں (جیسا کہ مومنین نحس تاریخ اور قمر در عقرب کی تاریخوں سے بچتے ہیں) بیوی کے حکم کی تعمیل میں جلّن صاحب اس قصبہ میں پہنچے تو وہاں ایک جگہ بہت سے آدمی جمع دیکھے اور اندرون خانہ سے رونے پیٹنے اور چیخنے کی آوازیں سنائی دیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہاں کے ایک مشہور حکیم کا اکلوتا نوجوان فرزند اسی مرض میں مبتلا ہو کر فوت ہو گیا ہے جس مرض کا وہ حکیم حاذق تھا۔ جلّن یہ سن کر بہت حیران ہوا کہ جو حکیم زندگی سے ناامید مریضوں کو اس مرض میں شفا بخشتا تھا خود اپنے نوجوان اکلوتے فرزند کو مرض الموت سے نہ بچا سکا اسی حیرانی کے عالم میں وہ تلاش کرتا ہوا پنڈت جی کے گھر پہنچا۔ پنڈت جی اس وقت روزانہ کے معمول کے مطابق دریا پر اشنان یعنی نہانے گئے ہوئے تھے جلّن اُن کے انتظار میں پنڈت خانہ میں بیٹھ گیا۔ جہاں اور بھی اس قسم کے حاجت مند بیٹھے تھے اثنائے انتظار میں وہاں تین چار بچے کھیلتے نظر آئے جلّن نے دریافت کیا کہ کیا یہ پنڈت جی کے بچے ہیں؟ حاضرین میں سے ایک نے جواب دیا۔ یہ بچے پنڈت جی کے نواسے ہیں چونکہ پنڈت جی کی اکلوتی بیٹی جوان عمری ہی میں بیوہ ہو گئی تھی، اس لیئے اب وہ اپنے باپ کے پاس ہی رہتی ہے جلّن اس جواب کو سُن کر بہت متعجب ہوا کہ جس پنڈت سے اپنی لڑکی کی تاریخ پوچھنے آیا ہوں خود اس کی بیٹی بیوہ ہے تو وہ کسی دوسرے کو کیا تاریخ بتائیں گے وہ پنڈت کا مزید انتظار کئے بغیر چلنے کو تیار ہو گیا کہ اس اثنا میں پنڈت جی بھی تشریف لے آئے اور جلّن سے بغیر کسی مطلب کے اُن کے پاس آنے اور واپس چلے جانے کی وجہ دریافت کی جلّن نے کہا جس مطلب کے لئے میں آپ کے پاس آیا تھا وہ آپ کے کہنے سے پہلے ہی حل ہو چکا ہے پھر مختصر طور پر اپنی کیفیت بیان کی اور یہ کہتا ہوا " بیدوں کے گھر پیٹنا برہمنوں کے گھر رنڈ" کا ورد کرتا ہوا رخصت ہوا۔

ایسی ہی ایک حکایت شیخ سعدی نے لکھی ہے کہ کسی شہر میں ایک نجومی گلی کوچوں اور بازاروں میں پھر کر لوگوں کو اُن کی قسمت کا حال بتاتا اور اسی پیشہ دروغ گوئی سے اپنی روزی کماتا تھا اتفاقاً ایک روز خود اس کے اپنے گھر میں اس کی اپنی بیوی حالت زنا میں پکڑی گئی جس پر سعدی نے یہ شعر بیان فرمایا۔ تُو بَر اوجِ فلک چہ دانی چیست ۔ چوں ندانی کہ در سرائے تو کیست ۔

شیر اور گوسفند ندی کے کنارے پر

ایک دفعہ ایک شیر یا بھیڑیئے نے ایک ندی کے کنارے پر تین ماہ کی عمر کے گوسفند کو نیچے کی طرف پانی پیتے دیکھا۔ شیر کا دل للچایا۔ اب اسے شکار کرنے کے لئے بہانہ سوچنے لگا اور کہا او خبیث تم نے پانی میلا کر دیا ہے اس نے مؤدبانہ عرض کی حضور یہ ندی کا پانی ہے میں اسے کس طرح میلا کر سکتا ہوں اور پھر آپ اُوپر کی طرف ہیں اور میں نیچے۔ نیچے کا اثر اُوپر نہیں جا سکتا۔ اب شیر نے کہا تم نے پچھلے سال آج کل کے دنوں میں مجھے گالی کیوں دی تھی؟ اس نے نہایت نرمی سے عرض کیا کہ میں تو پچھلے سال کے ان دنوں میں موجود ہی نہ تھا میری تو عمر ہی تین ماہ ہے۔ شیر نے کہا بڑے گستاخ ہو تم مجھے جھوٹا کہہ رہے ہو تم اس جرأت اور ناجائز تہمت پر سزا کے مستحق ہو پھر یک لخت حملہ کر کے چیر پھاڑ کر کھا گیا۔

ذہنی مریضوں کا امتحان

ایک مرتبہ امریکہ کا ایک بڑا افسر ذہنی مریضوں کے ایک ہسپتال کا معائنہ کر رہا تھا اس نے ڈاکٹر سے پوچھا آپ کو کیسے پتہ چلتا ہے کہ پاگل اب صحیح العقل ہو گیا ہے ڈاکٹر نے جواب میں کہا کہ اس غرض کے لئے ہمارے پاس ایک دلچسپ ٹیسٹ ہے اور وہ یہ ہے کہ اس ہسپتال میں ایک بہت بڑا ٹب ہے جس کو بھرنے کیلئے ہم پانی کی ٹونٹی کھول دیتے ہیں اس کے بعد ہم مریض کو ایک بالٹی دیتے ہیں اور اسے کہتے ہیں کہ ٹب کو خالی کر دو۔ وہ دیوانہ اگر عقلمند ہوتا ہے تو سب سے پہلے ٹونٹی کو بند کرتا ہے۔ اس کے بعد بالٹیاں بھر بھر کر پانی کو باہر پھینکتا ہے اور اُسے خالی کر دیتا ہے یہ سُن کر معائنہ کرنے والا افسر مسکرایا اور ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر بولا "آپ کی یہ ترکیب واقعی بڑی دلچسپ ہے لیکن تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ ابھی تک یہ ترکیب میرے ذہن میں بھی نہیں آئی تھی۔

یہودی کی قابلِ داد حاضر جوابی

سلطان صلاح الدین مجاہدِ اعظم کو جنگ صلیبی میں روپے کی ضرورت تھی لیکن روپیہ کہیں سے فراہم نہیں ہو سکا تھا ایک افسر نے سلطان کی توجہ ایک بہت بڑے یہودی دولتمند کی طرف مبذول کرائی جو دارالسلطنت میں کاروبار کرتا تھا فوراً اس یہودی کو طلب کیا اس یہودی کی فہم و فراست بھی مشہور تھی۔ سلطان نے اس بناء پر اس سے سوال کیا۔ بتاؤ یہودیت، عیسائیت اور اسلام میں سے تمہاری رائے میں کون سا مذہب حق پر ہے؛ یہودی اس سوال سے بہت سٹپٹایا اور سوچنے لگا کہ اگر وہ یہ جواب دیتا ہے کہ اسلام صحیح مذہب ہے تو سلطان سوال کرے گا کہ جب تم اسلام کو سب سے سچا مذہب تسلیم کرتے ہو تو خود اسلام قبول کیوں نہیں کرتے اگر عیسائیت اور یہودیت کو افضل قرار دیتا ہے تو سلطان برا مانے گا اور نہیں معلوم کیا سزا دے یہودی نے سوال سن کر لمحہ بھر تامل کیا۔ اور نہایت ادب و عجز سے عرض کیا۔ اے سلطان! اس سوال پر مجھے ایک حکایت یاد آئی ہے ایک بہت دولتمند باپ تھا اس کے کئی بیٹے تھے جو سب کے سب نہایت مطیع فرمانبردار اور خدمت گزار تھے باپ کی قدرتی طور پر سب سے بیحد محبت تھی لیکن ایک بیٹے پر اس کی زیادہ توجہ تھی لیکن بادشاہ اشارہ کنایہ سے بھی ظاہر نہ ہونے دیتا تھا کہ کون سا بیٹا اس کی نگاہ میں دوسروں سے فائق تر ہے اور اس بیٹے کو وہ اپنی خاص انگوٹھی دینا چاہتا تھا مگر یہ بھی نہ چاہتا تھا کہ دوسرے بیٹوں کو پتہ چل جائے اور اس سے حسد کرنے لگیں اس لئے اس نے اصل انگوٹھی کی طرز کی کئی ایک انگوٹھیاں سب بیٹوں کیلئے بنوائیں اور خاص انگوٹھی علیحدہ رکھی اور چپکے سے اس بیٹے کو دے دی جس پر اس کی خاص توجہ تھی اور ساتھ ہی باقی انگوٹھیاں سب بیٹوں میں تقسیم کر دیں چنانچہ کوئی نہ جان سکا کہ وہ خاص انگوٹھی کس کے پاس ہے لہٰذا مذہب کے متعلق بھی ہر ایک شخص کا یہی خیال ہے۔

سلطان یہ حکایت سن کر بہت مسرور ہوا اور یہودی کو خلعتِ فاخرہ دے کر رخصت کیا۔

جب یہودی کو دوسرے ذرائع سے معلوم ہوا کہ سلطان کی طلبی روپیہ قرض حاصل کرنے کی تھی تو وہ اشرفیاں خچروں پر لدوا کر دربار میں آیا اور خدمتِ سلطان میں پیش کر دیں۔ سلطان نے دستاویز لکھ کر اپنی مہر لگا دی جب معرکۂ صلیب سے کامیاب واپس آیا تو یہودی کو بلا کر تمام قرضہ مع مزید انعامات کے ادا کر دیا اور جب تک یہودی زندہ رہا اس پر ہمیشہ عنایاتِ سلطانی رہیں۔

ابو نصر فارابی کا کمال

سیف الدولہ حاکم شام نے ایک دفعہ محفل نشاط منعقد کی ابو نصر فارابی سادہ لباس میں آ موجود ہوا کسی کو اس کی شناخت نہ تھی اس محفل میں ہر فنکار کو فارابی نے ٹوکا۔ حاکم نے کہا کیا آپ اس فن کو جانتے ہیں؟ عرض کیا۔ کیا کوئی بغیر جاننے کے ٹوک سکتا ہے حاکم نے کہا آپ اپنے کمال کا مظاہرہ کریں۔ فارابی نے جھولے سے پھٹیاں نکال کر ان کی ترتیب دی ان سے آواز نکلی ہارمونیم کی طرح۔ پھر اس نے سر لگا کر اپنی آواز کو ساتھ ملایا۔ تمام سامعین حاضرین ہنسنے لگے۔ اب اس نے پھٹیوں کی ترتیب بدل کر آواز بھی تبدیل کی۔ اب سننے والے رو رہے تھے تیسری دفعہ پھر لکڑیاں تبدیل کیں اور اپنی آواز بدلی اس کے اثر سے تمام سامعین پر نیند طاری ہو گئی۔ فارابی نے اپنا سامان جھولے میں ڈالا اور رخصت ہو گیا۔ جب لوگ بیدار ہوئے تو معلوم ہوا کہ یہ اپنے فن کا کمال دکھانے والا ابو نصر فارابی تھا۔

تاریخ فلاسفۃ الاسلام۔ مصنفہ محمد لطفی جمعہ ص۹۱ پر ہے۔ سیف الدولہ۔ فارابی کے موسیقی کے کمالات کا دلدادہ تھا۔ فارابی نے ایک آلہ ایجاد کیا تھا جب کبھی اس کو بجایا جاتا تو نفس میں ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی۔ سننے والا کبھی ہنستا اور کبھی روتا کبھی طیش میں آتا اور کبھی خفیف ہوتا۔

ہزار دیک حکایت تاریخی میں ہے کہ یہ بزرگ فیلسوف تھے ابتدائی تعلیمی ایام میں اتنے تنگ دست اور بے چیز تھے کہ چراغ فراہم کرنے کی بھی طاقت نہ رکھتے تھے رات کو پاسبانوں کے چراغ کی روشنی میں ان کے ساتھ کوچوں میں چکر لگا کر مطالعہ کیا کرتے تھے۔

ہرن کی جان کیونکر بچائی

ایک بادشاہ شکار کرتے ہوئے بہت دُور نکل گیا۔ ہرن تیر کھا کر گھنے جنگل میں غائب ہو گیا بادشاہ اپنی ضد کی وجہ سے چاہتا تھا کہ ضرور وہ زخمی ہرن کا ضرور شکار کرے۔ وہاں ایک خدا رسیدہ درویش درخت کے سائے میں مصروف عبادت تھا۔ بادشاہ گھوڑے سے اترا اور درویش کی خدمت میں پہنچ کر پوچھا۔ کیوں باباجی! ادھر کوئی ہرن تو نہیں آیا۔ درویش نے سوچا اگر ہرن کا پتہ دوں تو ہرن کی جان جاتی ہے اور اگر یہ کہوں کہ میں نے ہرن کو نہیں دیکھا تو خواہ مخواہ جھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ درویش نے سوچا کہ کس طرح ہرن کی جان بچائی جائے اور بادشاہ کو ہرن کے شکار سے باز رکھا جائے۔ تھوڑی دیر سوچ کر درویش نے کہا کہ بادشاہ سلامت دیکھنا آنکھ کا کام ہے لیکن وہ بول نہیں سکتی بولنا زبان کا کام ہے لیکن وہ دیکھ

نہیں سکتی آنکھوں نے ہرن کو دیکھا ہے لیکن وہ کیسے بتا سکتی ہیں بتانا زبان کا کام ہے مگر زبان نے دیکھا نہیں لہٰذا وہ کیسے بتا سکتی ہے بادشاہ درویش کا جواب سُن کر لاجواب ہو گیا اور آئندہ شکار کھیلنے سے توبہ کر لی اور درویش کے اس نکتہ نے ہرن کی جان بچا لی۔

ملکہ وکٹوریہ اور اس کا شوہر البرٹ اقتدار کا نشہ۔

ایک دن ملکہ وکٹوریہ کا شوہر شہزادہ البرٹ بغیر پوچھے عین اس وقت ملکہ کے کمرے میں داخل ہو گیا جب وہ سرکاری کاغذات پر جھکی ہوئی تھی۔ ملکہ نے قدموں کی آہٹ محسوس کر کے گردن اٹھائی اور تحکمانہ انداز میں دریافت کیا "تم یہاں کس کی اجازت سے آئے ہو؟" غیرت مند شہزادہ البرٹ گھبرا گیا اور شرمندہ ہو کر جواب دیا "وکٹوریہ میں تمہارا شوہر ہوں" ملکہ نے اس بار زیادہ سخت لہجہ اختیار کیا اور حکم دیا "میں ملکہ ہوں، برطانیہ عظمیٰ کی ملکہ، آئندہ تم میرے کمرے میں بغیر اجازت اندر داخل نہیں ہو گے"۔ شہزادہ البرٹ فوراً واپس چلا آیا۔ ملکہ جب کام سے فارغ ہو کر اپنے شوہر کے پاس گئی تو معلوم ہوا دروازہ اندر سے بند ہے ملکہ نے آہستہ سے دستک دی اندر سے شہزادے کی آواز سنائی دی "کون" ملکہ کسی قدر نرمی سے بولی "میں وکٹوریہ ہوں ملکہ برطانیہ عظمیٰ" دروازہ بند رہا ملکہ نے پھر دستک دی لیکن اس بار اندر سے کوئی آواز نہ آئی ملکہ کھڑے کھڑے پریشان ہو گئی اس نے تیسری بار آواز دی لیکن جواب سے محروم رہی ملکہ نے موقع کی نزاکت کا اندازہ لگا لیا اور چوتھی بار بنہایت شائستگی اور ادب سے عرض کیا "البرٹ دروازہ کھولو میں ہوں وکٹوریہ تمہاری بیوی" قدرے تامل کے بعد دروازہ کھل گیا ملکہ نے دیکھا البرٹ کی آنکھیں اشکبار تھیں وہ خود بھی رونے لگی اور البرٹ سے لپٹ کر بولی "یہ حکومت بھی کتنی دردِ سر ہے اس کمرے میں جہاں تم پہنچے تھے میں برطانیہ عظمیٰ کی ملکہ تھی مجھے رسماً ملکہ کا لہجہ اختیار کرنا پڑا لیکن اس کمرے اور حدود میں تم میرے شوہر ہو یہاں تمہیں مجھ پر فوقیت حاصل ہے اس لئے میں نے عاجزی و انکساری سے کام لیا" البرٹ نے آہستہ سے جواب دیا آئندہ میں اس بات کی کوشش کروں گا کہ اپنی حدود میں ہی رہوں اور یہیں تم سے ملاقات کر لیا کروں۔

ظالم کی سزا

نوشیرواں کے عہد میں ایک ظالم نے بے گناہ ضعیف کے طمانچہ مارا وہ بے چارا گر پڑا، نوشیرواں نے اس کی گردن پر تلوار مار کر قتل کر دیا۔ ایک ندیم نے کہا،

تھوڑی سی خطا پر ایسی سخت سزا ، نوشیرواں نے کہا" میں نے آدمی کو نہیں مارا بلکہ ایک بھیڑیے کو قتل کیا ہے تاکہ بھیڑیں محفوظ رہیں۔

حساب کا عجوبہ

واضح رہے کہ اسلام شطرنج یا کسی اور لہو ولعب کی قطعاً اجازت نہیں دیتا اور نہ ہی انسانیت اس کا تقاضا کرتی ہے کہ ایسے لغو کھیل میں قیمتی وقت برباد کیا جائے۔ صرف حساب کا عجوبہ ظاہر کرنے کے لئے یہ حکایت لکھی جا رہی ہے جس کو پڑھ کر انسانی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

موجد شطرنج کو بادشاہ نے اپنے دربار میں طلب کر کے اظہار خوشنودی کے بعد فرمایا" تمہاری اس دلچسپ کھیل کے لئے میں تمہیں منہ مانگا انعام دینے کے لئے تیار ہوں" موجد شطرنج نے ازراہ کسر نفسی عرض کیا " حضور کی قدر دانی و عزت افزائی اور خوشنودی ہی میرے لئے کافی انعام ہے اس سے زیادہ مجھے کسی انعام کی ضرورت نہیں" بادشاہ کے اصرار پر آخر کار موجد نے کہا: " شطرنج کے چونسٹھ ۶۴ خانے ہیں۔ اس کے پہلے خانے میں ایک چاول ، دوسرے خانے میں پہلے سے دگنے اور تیسرے خانے میں دوسرے سے دگنے ، غرضیکہ ہر آئندہ خانے میں گذشتہ خانے سے دگنے چاول۔ اسی طرح علی ہذا الحساب چونسٹھ خانے چاولوں سے پُر کر دیئے جائیں۔ شطرنج کے تمام خانوں کے چاول میرا انعام ہوں گے۔ بادشاہ نے بظاہر اس حقیر سے مطالبے کو اپنی توہین خیال کرتے ہوئے رنج و غصے کا اظہار کیا کہ اس قدر قلیل مطالبہ شایانِ شانِ شاہانہ نہیں۔ تم کسی بڑے سے بڑے انعام کا مطالبہ کرو۔ موجد نے عرض کیا کہ جس مطالبۂ انعام کو آپ حقیر و قلیل خیال فرماتے ہیں اس کو تمام روئے زمین کے خزانے بھی ادا نہیں کر سکتے۔ بادشاہ نے کہا ان چونسٹھ خانوں کے چاولوں کی مجموعی مقدار دو چار سیر چاولوں سے زیادہ نہ ہوگی یا زیادہ سے زیادہ دس بیس سیر قیاس کی جا سکتی ہے جس کو ایک غریب ترین آدمی بھی بآسانی دے سکتا ہے۔ روئے زمین کے تمام خزانوں کے ساتھ اس کی کیا نسبت ہے۔ موجد نے عرض کیا کہ حضور ذرا حساب تو پھیلا کر دیکھیں چنانچہ محاسبان شاہی نے جب حساب لگایا تو چاولوں کا مجموعی وزن ۵۰,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰ من (ایکھرب من) کے قریب نکلا جو روپے دو سیر کے حساب سے ۱۵,۰۰۰,۰۰۰,۰۰۰ (پندرہ نیل روپے) کے ہوئے۔ جس کو تمام روئے زمین کے خزانے بھی نقد یا جنس کی صورت میں پورا نہیں کر سکتے بادشاہ نے اس محیر العقول حساب کا نتیجہ سننے کے بعد فرمایا کہ

تمہارا یہ حسنِ طلب تمہارے حسنِ ایجاد سے بھی زیادہ انعام کا مستحق ہے جو کسی بڑے سے بڑے دانا کے بھی وہم و قیاس میں نہیں آسکتا۔ چنانچہ بادشاہ نے اپنی شانِ شاہانہ کے مطابق موجد کو زرِکثیر انعام میں مرحمت فرمایا۔

جانوروں کی بولیاں

حضرت موسیٰؑ کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا۔ اے اللہ کے رسولؑ بڑی مدت سے میری یہ تمنا ہے کہ میں جانوروں کی بولیاں سمجھنے لگوں کرم فرمائیے اور مجھے جانوروں کی بول چال سمجھا دیجئے۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا انسان بن اور جانوروں میں شامل ہونے کی تمنا نہ کر لیکن وہ اپنی ضد پر قائم رہا۔ آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ کی ہر بات میں کئی حکمتیں ہوتی ہیں انسان جو جانوروں کی بولیاں نہیں سمجھتا اس میں کئی فوائد ہیں۔ اس نے کہا کچھ بھی ہو میرا شوق پورا کر دیجئے۔ حضرت موسیٰؑ نے خدا سے عرض کی۔ الٰہی! یہ شخص اپنی ضد سے باز نہیں آتا میں کیا کروں؟ اللہ نے فرمایا ہم کسی کی دُعا کو رد نہیں کرتے اس سے کہدو کہ اچھا ہم تمہیں جانوروں کے کلام کی سمجھ عطا فرما دیتے ہیں۔ لیکن اس کا انجام اگر اچھا نہ ہُوا تو اس کے تم خود ذمہ دار ہو گے۔ حضرت موسیٰؑ نے اس کے لئے جانوروں کی بولیاں سمجھنے کی دُعا کی اور وہ جانوروں کا کلام سمجھنے لگا وہ بڑا خوش ہوا اور گھر آیا اس نے ایک کتا اور مرغ پال رکھا تھا اس کی خادمہ بھی تھی کھانے کا وقت آیا تو خادمہ نے دسترخوان بچھایا اور کھانا چُنا وہ شخص جب کھانا کھا چکا تو خادمہ نے دسترخوان جھاڑا۔ گوشت کی ایک بوٹی دسترخوان سے گری تو مرغ نے جھٹ اُسے اٹھالیا اور کتا منہ دیکھتا رہ گیا۔ کتے نے مُرغ سے شکوہ کیا کہ تُو تو دانا دُنکا چن کر پیٹ بھر سکتا ہے بوٹی میری خوراک تھی تو نے اسے بھی کھالیا اسے تم میرے لئے رہنے دیتے میں بھوکا تھا مگر میری خوراک تم کھا گئے تم پر بڑا افسوس ہے مرغ نے جواب دیا۔ غم نہ کر کل ہمارے مالک کا بیل مرجائے گا جی بھر کر اس کا گوشت کھانا۔ مالک نے یہ بات سُنی تو اسی وقت بیل فروخت کر دیا تاکہ یہ مرے تو خریدار کے گھر جاکر مرے اور میں نقصان سے بچ جاؤں چنانچہ ایسا ہی ہُوا بیل کی قیمت اُسے وصول ہو گئی اور بیل دوسرے روز خریدار کے گھر جاکر مرگیا۔ دوسرے روز کتے نے پھر مُرغ سے شکوہ کیا کہ بیل تو مالک نے بیچ ہی دیا ہے میں آج پھر بھوکا ہی رہا مُرغ نے کہا یہ مالک کی غلطی ہے کہ اُس نے اپنی بلا دوسرے پر ٹال دی اور بیل بیچ دیا۔ اب سُنو مالک کا گھوڑا کل مرجائے گا۔ تم جی بھر کے اس کا گوشت کھانا۔ مالک نے یہ بات بھی سمجھ لی اور اسی

روز گھوڑا بھی بیچ دیا تاکہ اس گھوڑے کی قیمت مل جائے اور نقصان دوسرے کا ہو۔ چنانچہ گھوڑا دوسرے روز خریدار کے ہاں مرگیا تیسرے روز کتے نے مُرغ سے پھر شکوہ کیا اور کہا تم عجیب دھوکا باز ہو کہ مجھے ہر روز جھوٹ بول کر بہلا دیتے ہو اور میں تین روز سے بھوکا مر رہا ہوں۔ مُرغ نے کہا میں نے جھوٹ ہرگز نہیں بولا تھا مگر یہ مالک کی غلطی ہے کہ وہ اپنے گھر آنے والی بَلا کو دوسروں پہ ڈال رہا ہے اس کے ہاں اتلاف جان کی بلا بہرحال نازل ہونی تھی پہلے روز اگر یہ بیل نہ بیچتا تو بیل مرجاتا اور اس کا گھوڑا بچ جاتا لیکن اس نے بیل بیچ دیا اس لئے یہ بلا دوسرے روز گھوڑے پر نازل ہونی تھی لیکن اس نے گھوڑا بیچ دیا اس لئے اب مجھ سے یہ بات سُن لو اور یقین کرو کہ کل ہمارا یہ مالک خود مرجائیگا اس کا بچنا محال ہے بیل کو نہ بیچتا تو گھوڑا بھی بچ جاتا اور یہ خود بھی اور اگر گھوڑے کو نہ بیچتا تو کل یہ خود نہ مرتا اس کے گھر یہ بلا بہرحال نازل ہونی تھی مگر مالک نے یہ غلطی کی کہ یہ بَلا اس نے اپنے لئے مقرر کرلی۔ کل اس نے ضرور مرجانا ہے اس کے مرنے پر غریبوں کے لئے بہت کچھ پکے گا۔ کل جو چاہو گے کھاؤ گے مُرغ کی بات سُن کر اس آدمی کے ہوش گم ہوگئے بیل اور گھوڑے کو تو وہ بیچ کر نقصان سے بچ گیا لیکن اب اپنے لئے وہ کیا کرتا؟ گھبرایا ہوا اور سہما ہوا حضرت موسیٰؑ کے پاس آیا۔ اور کہنے لگا حضور دُعا کیجئے میں موت سے بچ جاؤں حضرت موسیٰؑ نے فرمایا اب یہ مشکل ہے تمہارے گھر ایک موت کا وارد ہونا لکھا جاچکا تھا اور یہ موت بیل پر آئی تھی لیکن تم نے بیل کو کھسکا دیا۔ اب موت کو گھوڑے پر واقع ہونا تھا تم نے اسے بھی کھسکا دیا اب اس کے لئے تم ہی باقی رہ گئے ہو اب تمہارا بچنا محال ہے یہ بات جو تمہیں اب معلوم ہوئی ہے مجھے اس کا علم پہلے تھا اس لئے میں تمہیں اپنی ضد سے باز رہنے کے لئے کہتا رہا مگر تم نہ مانے اب مرنے کے لئے تیار رہو چنانچہ دوسرے روز وہ مرگیا اگر وہ پیغمبرؑ کی بات مان لیتا اور اس مہلک شوق سے باز آجاتا تو وہ یقیناً بچ جاتا مگر پیغمبرؑ کی بات نہ مان کر اس نے اپنا خانہ برباد کرلیا۔

نتیجہ:۔ اللہ کی ہر بات میں حکمت ہوتی ہے اس کی طرف سے کوئی مصیبت نازل ہو تو اس میں بھی حکمت سمجھئے انسان پر اگر کوئی مصیبت نازل ہو یا اس کے مال پر آفت نازل ہو تو اس مصیبت و آفت مال کو اپنی جان کا فدیہ سمجھئے۔ خدا تعالیٰ اپنے کرم سے انسان کی جان بچانے کے لئے اس کے مال کا نقصان کرکے اسے بچا لیتا ہے اسی لئے خدا تعالیٰ فرماتا ہے عسیٰ ان تکرھوا شیئا فھو خیر لکم۔ یعنی تم جس بات کو اپنے

لئے اچھا نہ سمجھو تمہیں کیا خبر کہ وہ بات تمہارے لئے اچھی ہو۔ یہ بھی واضح ہے کہ اللہ کا رسولؐ کسی کام سے روکے تو رُک جانا چاہیئے اور اپنی ضد پر اڑے نہ رہنا چاہیئے ورنہ اس کا انجام ہلاک ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہُوا کہ لوگوں کو جو بات تجربے سے معلوم ہوتی ہے اور جو واقعہ ہوجانے کے بعد معلوم ہوتا ہے اللہ کے رسولؐ کو اس کا پہلے ہی علم ہوتا ہے۔

عالم اور جاہل بادشاہ

ایک عالم و فاضل شخص گردشِ روزگار سے مجبور ہوکر تلاشِ معاش میں شہر بہ شہر در بدر خاک بسر مارا مارا پھرتا تھا اثنائے سفر میں ایک روز اُسے ایسے شہر میں پہنچنے کا اتفاق ہُوا جس کے تمام دروازے بند تھے اس نے باہر والے اشخاص میں سے ایک پیر معمر سے دروازوں کے بند ہونے کی وجہ پوچھی تو اُسے بتایا گیا کہ بادشاہ کا باز اڑ گیا ہے اس وجہ سے اس نے تمام دروازوں کو بند رکھنے کا حکم دیا ہے تاوقتیکہ باز مل نہ جائے عالم نے کہا باز آسمانی پرندہ ہے اس کو دروازوں کی بندش کیا سدِراہ ہوسکتی ہے۔ آخر کار عالمِ حیرانی میں عالم نے اس پیر معمر سے کہا کہ حکمت خداوندی میں کس کو دخل ہے کہ ایسے بے وقوف کو بادشاہت دیکر لاکھوں انسانوں کو مبتلائے عذاب کر رکھا ہے اور یہاں بایں ہمہ علم و ہنر تلاشِ رزق میں مارے مارے پھر رہے ہیں لیکن میسّر نہیں آتا جو جسم و جان کا تعلق قائم رہ سکے اس دانا نے جواب دیا کہ کیا تو اس بات پر رضامند ہوسکتا ہے کہ اس کا دماغ تیرے دماغ میں بھر دیا جائے اور پھر یہی سلطنت تجھے دے دی جائے عالم نے بلا تامّل و بلا توقف فوراً جواب دیا کہ یہ تو ہرگز برداشت نہیں کیا جاسکتا ایسی بیوقوفی اور حالتِ جہالت میں بادشاہت کا کیا فائدہ؟ علم کی روشنی چھوڑ کر میں تاریکیٔ جہالت کے گڑھے میں گرنا کیوں کر پسند کرسکتا ہوں اس دانا نے کہا شکر کرو تم اس دولتِ علم سے مالا مال ہو جس کے مقابلے میں دنیاوی دولت بلکہ بادشاہت ہیچ ہے خدا ہر شخص کو وہی بخشتا ہے جس کی اُس کو تمنّا ہو۔

حضرت سلیمانؑ کے پاس ملک الموت

ایک دن حضرت سلیمانؑ کے پاس ملک الموت آدمی کی شکل میں ملاقات کے لئے آئے اس وقت ایک شخص حضرت کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ ملک الموت نے اس شخص کی طرف کئی مرتبہ غور سے دیکھا جب ملک الموت چلے گئے تو اس شخص نے حضرت سلیمانؑ سے پوچھا یا حضرت!

یہ کون شخص تھا؟ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا ملک الموت تھا انسانی شکل میں۔ اس نے عرض کی اس نے کئی بار مجھے گھور کر توجہ کے ساتھ دیکھا اس سے مجھ کو بہت خوف پیدا ہوا۔ آپ ہوا کو حکم دیجئے کہ مجھ کو فلاں کے جزیرے میں پہنچا دے حضرت سلیمانؑ نے ہوا کو حکم دیا اور فوراً وہ شخص ہوا کے گھوڑے پر سوار کئی ہزار کوس دور جزیرہ بوماس میں جا داخل ہوا جونہی ٹاپو میں قدم رکھا حضرت ملک الموت آموجود ہوئے اور روح قبض کر لی۔ کئی روز بعد پھر ملک الموت جب حضرت سلیمانؑ کی خدمت میں وارد ہوئے حضرت نے اس شخص کا قصہ بیان فرمایا ملک الموت نے عرض کی اس روز جو میں اس شخص کی طرف بار بار دیکھتا تھا اس کی یہ وجہ تھی میں حیران تھا کہ اس کی مدت حیات ختم ہو چکی ہے اور دو گھڑی بعد جزیرہ بوماس میں مجھ کو اس کی روح قبض کرنے کا حکم ہے یہ یہاں کیونکر بیٹھا ہے اللہ نے سچ فرمایا ہے۔ این ما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدہ۔

ملحد کیونکر اسلام لایا

ایک ملحد ہمیشہ نظام قدرت اور حکمت خداوندی پر معترض رہتا تھا۔ ایک روز اس کا گزر تربوز کے کھیت میں سے ہوا۔ اس چھوٹے سے پودے کی بیل جو بالکل معمولی رسی کی طرح تھی، میں اتنے بڑے بڑے تربوز دیکھ کر قدرت کی نامناسبت و ناموزونیت پر ہنس کر آگے بڑھا۔ پھر اس نے پیپل کا درخت دیکھا جو پورے ایک گھماؤں زمین پر محیط تھا اس کا پھل بالکل باریک ہوتا ہے اب اس نے نظام قدرت میں یوں اصلاح کی کہ بلحاظ جسامت کے پیپل کا چھوٹا پھل تربوزوں کے پودے پر اور تربوزوں کا پھل پیپل کے درخت پر لگتا تو نہایت ہی موزوں تناسب ہوتا۔ وہ آرام کے لئے پیپل کے درخت کے نیچے لیٹ گیا کہ اتنے میں کسی پرندے نے پیپل کا پھل توڑا جو سیدھا گر کر اس کی آنکھ پر جا بیٹھا اس نے اپنی آنکھ کو مل دیا اب وہ اپنے ملحدانہ خیالات سے تائب ہو کر فوراً سجدہ شکر بجا لایا کہ اگر میری اصلاح کے مطابق اس پر تربوز لگے ہوتے تو جان کی بھی خیر نہ تھی۔

مُلّا نصیر الدین انشاء اللہ کے قائل ہو گئے

ایک دفعہ ملا نصیر الدین گدھا خریدنے جا رہے تھے کسی نے کہا انشاء اللہ کہہ لو تاکہ اللہ کی توفیق شامل حال ہو جائے اس نے کہا کہ یہاں انشاء اللہ کہنے یا اللہ کی توفیق کو شامل حال کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ گدھوں کی منڈی لگی ہوئی ہے پیسے میرے پاس ہیں منڈی میں پہنچے

گدھا پسند کیا اور پیسے طے ہو گئے اب رقم نکالنے لگے جیب میں ہاتھ ڈالا تو یار لوگوں نے جیب کی صفائی کر دی تھی۔ آئندہ کے لئے انشاء اللہ کہنے اور اللہ کی توفیق شامل کرنے کے دل سے قائل ہو گئے۔

سلطان ملک ناصر الدین کی بلند اخلاقی

سلطان مذکور قرآن کی کتابت کی آمدنی پہ بمشکل گزارہ کیا کرتے تھے شاہی خزانہ سے ایک پائی تک نہ لی۔ ایک دفعہ ایک قرآن شریف کی کتابت نہایت اہتمام اور بڑی کوشش سے کی امراء دربار نے دیکھنے کا اشتیاق کیا۔ دیکھنے پر ہر ایک نے تعریف کی ایک اہل کار نے کہا اس لفظ پہ زبر ہونا چاہیئے۔ سلطان نے کہا" نہیں، اسی طرح دُرست ہے" اس نے اصرار کیا۔ آپ نے کچی سیاہی سے وہاں نشان فرما دیا اور دل میں کہا اسے دُرست کر لوں گا۔ سب لوگ رخصت ہو گئے اور فقط ایک معتمد باقی رہ گیا سلطان نے اس نشان کو مٹا دیا معتمد نے کہا اگر مٹانا ہی تھا تو اس وقت نشان کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ سلطان نے فرمایا" مجھے پُورا یقین تھا کہ وہ اہل کار غلط کہہ رہا ہے۔ اور دوسرا قرآن شریف لاکر اس کی غلطی کو ثابت بھی کر سکتا تھا لیکن میں نے اس کی دل شکنی اور شرمندگی گوارا نہ کرتے ہوئے نشان لگا کر اس کی حوصلہ افزائی کی اس سے میرا کچھ حرج نہ ہوا لیکن وہ شرمندگی سے محفوظ رہا۔"

ظالم حاکم کو مناسب جواب دیا

ایک ظالم حاکم نے اپنے مصاحب کو کہا ایک شکاری کتا ڈھونڈ لاؤ۔ مصاحب ایک بھولا بھالا بے ضرر سا پالتو کتا لے کر پیش ہُوا۔ تند خو اور سخت گیر حاکم دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور مصاحب سے کہنے لگا۔ میں نے تمہیں شکاری کتا لانے کے لئے کہا تھا" تم یہ پلا کیوں اٹھا لائے مصاحب نے بڑی متانت سے باادب ہو کر عرض کیا، حضور یہ بہت ستایا ہے اور آپ بالکل مطمئن رہیں یہ پلا چند دن آپکی صحبت میں رہ کر شکاری کتا بن جائے گا۔

تنگ مزاجی نقصان دہ ہے

غالب نے اپنی ساری زندگی فاقہ مستی میں کاٹ دی اس لئے کہ وہ تنگ مزاجی کو خودداری سمجھتے تھے اینگلو عرب کالج میں ملازمت حاصل کرنے کی غرض سے وہاں کا مہتمم انگریز ملاقات کے لئے انہیں جلد از جلد نہ بلا سکا۔ اس پہ روٹھ کر آپ نے ملازمت حاصل کرنے کا خیال ترک کر دیا اور گھر چلے گئے۔ غالب کی زندگی کا

یہ واقعہ پڑھ کر اکثر لوگ اُن کی خودداری پر عش عش کر اُٹھتے ہیں لیکن ہمارا نظریہ ہے کہ غالبؔ اگر موقعہ شناس اور وسیع مزاج ہوتے دوسرے لفظوں میں اگر ان کی جذباتی تربیت صحیح ہوتی تو وہ اپنی طفلانہ تنگ مزاجی پر قابو پاکر موقع کی نزاکت کا صحیح احساس کرتے اور بعد میں مالی مشکلات پر آنسو بہانے اور وقت ضائع کرنے کے بجائے شاید ہمارے لئے بہترین ادب کا زیادہ بڑا ذخیرہ چھوڑ جاتے۔ (سید امتیاز علی تاج)

کر دیئے تو ڈر یئے نہ کر یئے تو بھی ڈر یئے

ایک دکاندار کا اس بات پر اعتقاد تھا کہ "کر یئے تو ڈر یئے نہ کر یئے تو بھی ڈر یئے" ایک بزاز جو اس کے قریب کی دکان میں تھا اس قول کے بالکل برخلاف تھا اور اکثر دونوں کی اس بارے میں بحث رہتی تھی۔ ایک روز ایک شخص بہت عمدہ پوشاک پہنے امیرانہ صورت میں اور اس کے ساتھ ایک نوکر ایک بچے کو کندھے سے لگائے بزاز کی دکان پر آیا بہت سا کپڑا خریدا اور بعد ازاں نوکر کو مع بچہ دکان پر چھوڑ کر روپیہ لینے گھر آیا اور تمام کپڑا ساتھ لیتا آیا جو قریباً ایک ہزار روپے کا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد نوکر نے اس بچے کو جو کندھے سے لگا ہوا سوتا معلوم ہوتا تھا بزاز کی دکان پہ لٹا کر کپڑا اوڑھا دیا اور آپ پانی پینے کے بعد رفو چکر ہو گیا جب کافی وقت گزر گیا اور شام ہو گئی اور بچہ نہ اٹھا نہ نوکر واپس آیا اور نہ ہی آقا روپیہ لے کر واپس پھرا اس وقت بزاز کو فکر ہوئی اُس نے بچے کو اٹھایا تو مردہ پایا بزاز کے ہوش اُڑ گئے اسی فکر میں حواس باختہ بیٹھا تھا کہ اتنے میں وہ امیر اور اس کا نوکر آ گئے اور اس لڑکے کو مردہ دیکھ کر بہت گرمائے اور شور مچایا کہ تم نے لڑکے کا گلا گھونٹ کر مار دیا ہے آخر بڑی منت اور سماجت کے بعد ایک ہزار اور لے کر بصد مشکل ٹلے اب بزاز کو اس قول پر اعتقاد ہو گیا اور خدا کا خوف دل پر چھا گیا اور ایسی ناگہانی آفات سے پناہ طلب کرنے لگا کہ "کر یئے تو ڈر یئے نہ کر یئے تو بھی ڈر یئے۔"

قاضی کا عمدہ فیصلہ

بارہ سالہ پرانی شادی روز روز کے جھگڑوں کے باعث نوبت طلاق تک پہنچی دونوں میاں بیوی نے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹایا کیس کی تفصیلات سُن کر جج مخمصے میں پڑ گیا اُن کے تین بچے تھے اور وہ دونوں بچوں کو اپنے اپنے پاس رکھنا چاہتے تھے آخرکار جج نے سوچ بچار کے بعد یہ فیصلہ سُنایا آپ دونوں اپنے بچوں کو بے حد چاہتے ہیں۔

میں تین بچے دو آدمیوں کے درمیان کس طرح بانٹوں ؟ بہتر ہے آپ واپس چلے جائیں اور جب ایک بچہ اور ہو جائے تو میرے پاس آئیں پھر میں سوچوں گا کہ میں آپ کے لئے کیا کر سکتا ہوں ؟

ایک نقطے نے جان بچائی

سلطنت مغلیہ کے آخری برائے نام بادشاہ ابوظفر بہادر شاہ کے عہد میں مفتی صدرالدین آزردہ قاضی القضاۃ کے عہدہ پر مامور تھے ایام غدر میں باغیوں نے تمام علمائے وقت سے فتویٰ جہاد پر دستخط کروا لئے جو ذرا بھی انکار کرتا اسے موت کے گھاٹ اتار دیتے فتویٰ کو مکمل کرنے کے لئے سب سے آخر میں آپ کے سامنے فتویٰ جہاد برائے دستخط پیش کیا گیا جس پر تمام علماء نے "فتویٰ بالخیر" کے الفاظ لکھ کر اپنے اپنے دستخط کئے ہوئے تھے خوفِ جان سے آپ کو بھی مجبوراً یہی الفاظ یعنی "فتویٰ بالخیر" لکھ کر کرنے پڑے۔ غدر فرو ہونے کے بعد عدالت فوجی نے دوسرے مجرموں کی طرح آپ سے بھی دریافت کیا یہ دستخط آپ ہی کے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ دستخط تو ضرور میرے ہی ہیں لیکن الفاظ نوشتہ کو بغور ملاحظہ فرمایا جائے چنانچہ بغور جانچنے پر معلوم ہوا کہ بالخیر کی خ کا نقطہ نہ تھا جس سے وہ الفاظ فتویٰ بالخیر کی بجائے "فتویٰ بالجبر" بن گئے اور ایک نقطے کی کمی نے ان کی جان بچا دی۔

آسٹریلیا کا ایک سرمایہ دار

حال ہی میں آسٹریلیا کے ایک سرمایہ دار "ایڈورڈ گرین" کا انتقال ہوا ہے اس نے تقریباً پندرہ لاکھ پونڈ کی جائداد چھوڑی ہے۔ اور اس نے اس جائداد کے متعلق وصیت کی ہے کہ اس کی یہ تمام جائداد امورِ خیر پر خرچ کی جائے لیکن اخباری اطلاعات یہ ظاہر کرتی ہیں کہ پورے آسٹریلیا میں ایک بھی ایسا خیراتی ادارہ نہیں ہے، جو ایڈورڈ گرین کی جائداد لینے پر تیار ہو کیوں؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ ساری عمر کنوارا ہی رہا اور اس نے دولت جمع کرنا ہی اپنی زندگی کا نصب العین قرار دے لیا۔ چنانچہ اس سلسلے میں اس نے ہر جائز ناجائز طریقہ اختیار کیا۔ دونوں ہاتھوں سے دولت سمیٹنے کی انتہائی کوشش کی اور یہ اس کا نتیجہ تھا کہ وہ آسٹریلیا کا مشہور لکھ پتی بن گیا۔ الخ.......

آسٹریلیا کے یہ ادارے اگر اسلامی ادارے ہوتے تو وہ ہرگز ہرگز اس کی تحقیق نہ کرتے کہ عطیہ دینے والا کون ہے؟ اور یہ رقم کیسے فراہم ہوئی ہے ہمارے ہاں تو عطیے بغیر کسی قسم کی تحقیق اور استفسار کے فوراً قبول کر لئے جاتے ہیں اور بغیر کسی تحقیق کے عطیہ دہندگان کا شکریہ ادا کر دیا جاتا ہے۔ اسلام تو یہ

نہیں چاہتا کہ نیک کام میں کھوٹ شامل کر لیا جائے اگر ہم اسلامی تعلیمات کو پیش نظر رکھ کر اپنے رفاہی اداروں کا جائزہ لیں تو اس نتیجے پر پہنچے بغیر نہیں رہ سکتے کہ ان میں سے اکثر کی تعمیر و ترقی میں جو سرمایہ صرف ہوا ہے اس میں کھرے پن کی نسبت کھوٹ زیادہ ہے۔ رضاکار یکم فروری ۱۹۶۲ء اداریہ

ہمارا مشاہدہ ہے کہ تمام دینی مدارس، مساجد، عزا خانے وغیرہ ایسی ہی ناتحقیق رقوم پر چل رہے ہیں ان ناجائز رقوم دینے والوں کا شکریہ ادا کر دیا جاتا ہے اور دعائیں دی جاتی ہیں کہ خدا ان کے مال میں برکت عطا کرے چاہے دینے والے کا مال غصبی ہو، چوری کا ہو، غیر مخمس، غیر مزکیٰ ہو۔ رشوت کا ہو یا دیدہ دانستہ کسی رنڈی کے پیشے کا ہو ہمارے مبلغین بھی ایسی رقوم مال غنیمت کی طرح وصول کرتے ہیں اور تھوڑا تھوڑا مال دینے والوں کا برا حال کرتے ہیں۔ لہٰذا آسٹریلیا کے اداروں کو داد دینی پڑتی ہے اس معاملے میں مد چاہے وہ جس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ ویسے ہمارے مبلغین کو رقم پاک اور مباح کرنے کی بڑی تاویلیں اور ہتھکنڈے یاد ہیں اور وہ جو رقم وصول کریں ہر لحاظ سے درست ہے ان کی دانائی اور چالاکی کی بھی داد دینی پڑتی ہے۔

تمام عمر کرائے کے مکان میں رہے

ایک بزرگ تمام عمر کرائے کے مکان میں رہے ایک دفعہ کسی نے پوچھا آپ اپنا گھر کیوں نہیں بناتے؟ فرمایا چھوڑ جانے کو اپنا گھر اور غیر کا گھر دونوں برابر ہیں۔

۲۔ ایک سیاح کسی درویش بزرگ کی قیام گاہ پر پہنچا جن کے پاس سامان دنیا کی کوئی چیز نہ تھی۔ سیاح نے کہا آپ کا فرنیچر کہاں ہے؟ بزرگ نے پوچھا آپ کا فرنیچر کہاں ہے؟ اس نے عرض کی میں تو مسافر ہوں۔ فرمایا میں بھی مسافر ہوں۔ یہ دنیا واقعی کسی کی قیام گاہ نہیں ہے۔

مخلص دوست

ایک شخص نے اپنے دوست کے پاس جا کر سو روپے کی ضرورت ظاہر کی یہ سن کر وہ دوست رونے لگ گیا۔ اس کی بیوی نے کہا "بڑے شرم کی بات ہے کہ تم اپنے دوست کی ادنیٰ سی ضرورت بھی پوری نہیں کر سکتے اور رونے لگ گئے حالانکہ تمہارے پاس کافی مال ہے" اس نے کہا "میں تو اس لئے روتا ہوں کہ اپنے دوست کے صورت حالات اور ضرورت میلغات کا خود ہی اندازہ کیوں نہ لگا لیا کہ اُسے اظہار احتیاج کی ضرورت ہی نہ رہتی"

ہے اس سے وہ اچھا ہے جس کو مطالعے کا شوق ہی نہیں۔

چنانچہ اس نے اپنے دوست کو کافی روپیہ دیکر معذرت بھی چاہی کہ میں اپنے فرائض دوستی سے غافل و بے خبر رہا۔

دو عجیب چیزیں (نیت و توبہ)

دو چیزیں عجیب و غریب ہیں ایک توبہ، دوسرے نیت۔ اور یہ دونوں عجیب و غریب اس لئے ہیں کہ نیت کا کام ہے معدوم چیز کو موجود دینا دینا مثلاً ہم نے کوئی عمل نہیں کیا مگر نیت نے اسے موجود کر دیا اور دوسری چیز توبہ ہے جو موجود کو معدوم کر دیتی ہے کیونکہ انسان خواہ ستر سال تک گناہ کرتا رہے بلکہ شرک و کفر میں مبتلا رہے۔ جب صدق دل سے معافی مانگی سب یکقلم موقوف۔ گناہوں کا ایک بے شمار ذخیرہ جو موجود تھا، اس کو ایک مخلصانہ توبہ نے معدوم کر ڈالا یہ دو بہترین نعمتیں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو عطا کی ہیں۔

نیت المومن خیر من عملہ۔

امام زمانہ کی غیبت نعمت کیوں ہے؟

آقا محمد باقر بن محمد اکمل حکایت فرماتے ہیں کہ میں پہلے کربلا معلی میں موعظہ کیا کرتا تھا ایک روز میں نے منبر پر وہ حدیث بیان کی جو خرائج راوندی میں ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ لوگ اکثر یہ کہتے ہیں کہ حضرت حجت ظہور کیوں نہیں فرماتے۔ بات یہ ہے کہ لوگ طاقت نہیں رکھتے کیونکہ اُن کا لباس درشت اور خوراک جو ہے پس میں نے کہا کہ اُن کی غیبت الطاف خداوندی سے ہے کیونکہ ہم اُن کی اطاعت کی طاقت نہیں رکھتے پس اہل مجلس نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور باہم سرگوشی شروع کر دی کہ یہ مرد اس پر راضی نہیں کہ حضرت ظہور فرمائیں کہ مبادا اس کی یہ ریاست اور شان و شوکت زائل ہو جائے اُن کے مابین اس حد تک گفتگو بڑھی کہ میں خائف ہو گیا اور جلدی سے منبر سے اتر کر گھر چلا آیا اور لوگوں کے واسطے دروازہ بند کر لیا پس تھوڑی دیر بعد دق الباب ہوا میں دروازے پر گیا اور کہا کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں فلاں ہوں جو آپ کی جانماز مسجد میں بچھایا کرتا تھا پس میں نے دروازہ کھولا اس نے وہیں سے جانماز صحن خانہ میں پھینک دی اور کہا اے مرتد اپنی جانماز اٹھالے۔ بہت مدت عبث تمہاری اقتدا کی ہے اور گویا کہ اپنی عبادت باطل کی ہے پس میں نے مصلّٰی اٹھایا اور وہ آدمی چلا گیا اور میں نے خوف سے دروازہ محکم بند کر لیا اور متحیر ہو گیا۔ جب کچھ رات گذری دق الباب ہوا۔ میں خوف زدہ دروازے کے پاس آیا اور پوچھا کون ہے معلوم ہوا وہی سجادہ بردار

ہے اور اظہار عجز و معذرت کر رہا ہے اور سخت قسمیں کھا کر واسطہ دے رہا ہے میں نے اس کی سچائی کا یقین کرتے ہوئے دروازہ کھولا ناگاہ میں نے دیکھا کہ وہ میرے قدموں پر گر گیا ہے۔ اور میرے پاؤں کو بوسہ دینے لگ گیا ہے پس میں نے کہا اے مرد مسلمان پہلے تو میرے لئے مصلّی بچھانا تھا پھر مرتد کہا تھا اب قدموں کو بوسہ دینے کا مطلب ؟ پس اُس نے کہا مجھے ملامت نہ کریں جب میں آپ کے پاس سے رخصت ہُوا اور رات کو سو گیا میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت حجتؑ ظہور فرما چکے ہیں پس میں فوراً ان کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ انہوں نے مجھے فرمایا ! تمہاری عبا فلاں کا مال ہے اور تجھے علم نہیں اور کسی دوسرے سے لی ہے تمہیں چاہیئے کہ اصل مالک کو واپس کر دو پس میں نے عبا اصل مالک کو پہنچائی پھر فرمایا تمہاری قبا فلاں شخص کا مال ہے تو نے دوسرے سے خریدی ہے اسے پہلے مالک کی طرف واپس کر، اسی طرح میں نے اپنا تمام لباس اصل مالکوں کو واپس کیا اس کے بعد میرے گھر کے تمام اثاثہ کے لئے مالک معین فرمائے میں نے تمام مال ان کے فرمان کے مطابق اصل مالکوں کو پہنچایا پھر فرمایا تمہاری بیوی جو تمہارے عقد میں ہے تمہاری رضاعی بہن ہے اور تو نے نادانستگی میں اس سے عقد کیا ہے۔ اس کو بھی اپنے اہل میں واپس کر۔ میں نے تعمیل کی پھر میرے بیٹے قاسم علی پر نگاہ پڑی فرمایا تمہارا یہ بیٹا، اسی عورت سے پیدا ہوا ہے یہ ولد حرام ہے۔ الخ پس میں اس ہنگام میں غضب میں آ گیا اور کہا بخدا تو سید نہیں ہے اولاد پیغمبر نہیں ہے چہ جائیکہ تو صاحب الزمان ہو جب میں نے یہ سخن کہا تو نیند سے بیدار ہو گیا پس اب میں نے یقین کر لیا ہے کہ ہمیں اُن کی اطاعت کی قوت نہیں ہے اور آپ کے فرمان کی سچائی مجھ پر ظاہر ہو گئی ہے اور اپنے کئے پر پشیمان ہوں مجھے معاف فرمائیں۔ (انجم مینة)

ہزاروں سال کی عمر کا مطلب

کہتے ہیں ایک بادشاہ کی مجلس میں ایک بزرگ کی بہت تعریف کی گئی بادشاہ کو اشتیاق ہوا اور فرمان بھیج کر بلایا وہ بزرگ جب مجلس میں آئے انہوں نے سلام کے بعد کہا " بادشاہ کی ہزاروں سال کی عمر ہو" بادشاہ نے کہا آپ نے پہلے کلام میں ہی حماقت ظاہر کی جو آپ جیسے بزرگ کے شایان شان نہ تھی اس نے جواب دیا کہ آدمی کی حیات بقائے بدن پر موصوف نہیں لیکن نیک نام کی زندگی وفات کے بعد دوسرا

حیات ہے میری غرض یہ تھی کہ آپ کا نام صفحہ دہر میں ہزاروں سال تک قائم رہے۔ بادشاہ کو یہ توجیہہ بہت پسند آئی اور بہت خوش ہوا۔

انبیاء کے فرمان کا اثر

بو علی سینا کے ایک شاگرد کو ان سے بہت عقیدت وارادت تھی اور یہاں تک کہتا تھا کہ آپ خدا کے پیغمبر ہیں۔ اگر آپ دعویٰ نبوت کریں تو سب سے پہلے میں ایمان لے آؤں گا اور یہاں تک مبالغہ کیا کہ بو علی بہت خستہ و رنجیدہ ہوا سردیوں کی ایک رات میں بو علی سینا نے اپنے اس شاگرد کو اپنا مہمان بنایا استاد شاگرد کھانے کے بعد سو گئے صبح کے قریب استاد کو پیاس کا غلبہ ہوا اور شاگرد سے پانی طلب کیا شاگرد نے کہا گھر میں پانی دستیاب نہیں ہے استاد نے کہا کوزہ اٹھالو اور چشمے سے بھر کر لے آؤ۔ شاگرد جو سردی کی وجہ سے بستر سے اٹھنا نہیں چاہتا تھا عرض کی کہ جناب تھوڑی دیر صبر فرمائیں جب دن ہو جائے گا تو پانی پی لیں گے اسی ہنگام میں مؤذن نے اذان شروع کر دی۔ بو علی اور ان کا شاگرد بلافاصلہ وضو اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے اس وقت بو علی نے اپنا رخ شاگرد کی طرف کیا اور کہا پیغمبر وہ ہوتا ہے کہ اس کے فرمان میں اتنا اثر ہوتا ہے کہ سینکڑوں سالوں کے بعد بھی اس پر ایمان لانے والوں نے اس کے دستور کو ترک نہیں کیا۔ میں پیغمبر کیسے ہو سکتا ہوں؟ کہ ابھی زندہ ہوں اور باوجود پیاس کے تم سے پانی طلب کیا ہے اور تم نے دینے سے انکار کر دیا ہے۔

حجاج کا کارنامہ

حجاج اسلام کا ظالم ترین حکمران تھا یہ ایک دفعہ دو آدمیوں کو سزا دے رہا تھا ایک شخص نے کہا اے حجاج! مجھے سزا نہ دے میرا تیرے اوپر ایک حق ہے حجاج نے دریافت کیا کون سا؟ کہا ایک شخص تم کو گالیاں دے رہا تھا میں نے اسے روک دیا۔ کہا کوئی گواہ ہے اس نے کہا میرا گواہ یہی اسیر ہے جو میرے برابر کھڑا ہے اسیر نے کہا یہ واقعی ٹھیک کہہ رہا ہے حجاج نے اس گواہ سے پوچھا تو نے اس شخص کو گالی دینے سے کیوں نہ روکا اس نے کہا، چونکہ میں تم کو دشمن رکھتا ہوں اس وجہ سے خاموش رہا۔ حجاج نے باوجود اس قدر سنگدل اور ظالم ہونے کے ان کی سچائی پر ہر دو کو رہا کر دیا۔

میں نے جو کیا ہے قربۃً الی اللہ کیا ہے

ایک دفعہ بغداد میں بردہ فروشوں کے بازار میں آگ لگ گئی دکانیں جل گئیں اور لوگ دکانوں

بھی جل گئے۔ ایک دوکان میں دو غلام تھے جو بہت خوبصورت اور قیمتی تھے اور آگ انہیں گھیر چکی تھی اور بردہ فروش فریاد کر رہا تھا کہ جو بھی ان دو غلاموں کو باہر لائے گا میں اسے ہزار دینار دوں گا۔ مخلوق نظارہ کے لئے اردگرد اکٹھی ہو گئی لیکن کوئی بھی ان کو بچانے کی ہمت نہ کر سکتا تھا۔ شیخ ابوالحسن نوری اس وقت وہاں حاضر تھے دل میں کہا کہ یہ غلام بے گناہ آگ میں پھنسے ہوئے ہیں میں اپنی جان قربان کر کے ان کو آگ سے باہر لاتا ہوں ہو سکتا ہے اس صلہ میں خداوند عالم مجھے دوزخ کی آگ سے بچائے۔ آپ نے بسم اللہ پڑھ کر آگ میں پاؤں رکھا اور ان دونوں غلاموں کو یوں پکڑ کر باہر لائے کہ ان کا بال بھی بیکا نہ ہوا جب لوگوں نے یہ حال دیکھا بہت خوش ہوئے۔ اور غلاموں کا مالک شیخ کے پاؤں میں گر پڑا اور اپنا منہ ان کے سامنے خاک پر رگڑنے لگا۔ شیخ ابوالحسن نے فرمایا۔ اللہ کا شکر ادا کرو میں نے جو کچھ کیا ہے اللہ کے لئے کیا ہے نہ کہ تمہارے لئے۔ اس معاملہ میں میرا تم پر قطعاً کوئی احسان نہیں ہے بردہ فروش نے عرض کیا میں نے جس رقم کا وعدہ کیا ہوا ہے وہ دینا چاہتا ہوں شیخ نے فرمایا یہ عزت مجھے محض اس لئے حاصل ہوئی ہے کہ میں نے دولت کی محبت دل سے خارج کر دی اگر زر کی کچھ بھی محبت میرے دل میں ہوتی تو میں بھی دوسروں کی طرح آگ میں جل جاتا یہ کہا اور رُخ پھیر کر چلا گیا۔

والدین کی خدمت کا اجر

نجف اشرف میں ایک عالم دین نے خواب میں دیکھا کہ ایک قافلہ ضریح امام حسینؑ کے سامنے کھڑا ہو کر زیارت پڑھ رہا ہے۔ اس قافلہ میں ایک جوان تھا جس وقت اس نے السلام علیک یا ابا عبداللہ کہا تو حسینؑ کی ضریح سے اس کے سلام کا جواب آیا جب نجف کا یہ عالم خواب سے بیدار ہوا تو حیران ہو گیا کہ یہ جوان کتنا خوش نصیب ہے کہ فرزند رسولؐ اسے سلام کا جواب دے رہے ہیں اسی وقت یہ عالم کربلا معلیٰ روانہ ہو گیا اور فجر کی نماز کی ادائیگی کے لئے حرم امام حسینؑ میں داخل ہوا دیکھا کہ رات خواب میں جو قافلہ نظر آیا تھا بالکل وہی قافلہ ضریح اقدس کے سامنے کھڑا زیارت پڑھ رہا ہے اور جس جوان کو خواب میں دیکھا تھا وہی جوان اسی جگہ کھڑا زیارت پڑھ رہا ہے۔ عالم دین فرماتے ہیں کہ میں اس جوان کو علیحدہ لے گیا اور اپنا خواب بیان کیا کہ جوان مبارک ہو امام علیہ السلام تیرے سلام کا تجھے جواب دیتے ہیں جوان یہ سُن کر بے توجہی سے کہنے لگا کہ مولانا آپ کو تو خواب آیا ہے اور میں جب

بھی مولا کی زیارت پڑھتا ہوں تو حضور کا سلام اپنے کانوں سے سنتا ہوں عالم فرماتے ہیں کہ یہ سُن کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی اور پوچھا کہ اے مردِ خدا یہ ماجرا کیا ہے؟ خدا کے لئے بتاؤ کہ آپ نے کون سا کام کیا ہے جو امام آپ کے سلام کا جواب دیتے ہیں اس نے عرض کی کہ میری داستان یوں ہے کہ میری زندگی کا اصول یہ ہے کہ میری سال بھر کی کمائی سے جو کچھ بچتا ہے وہ مقررہ تاریخ کو کربلا معلی آکر اُن کی ضریح میں ڈال دیا کرتا ہوں۔ ایک سال میں حسبِ دستور جب کربلا کی طرف روانہ ہونے لگا تو میرے باپ نے کہا بیٹا میں بوڑھا ہو چکا ہوں میری دلی تمنا ہے کہ میں بھی مولا کی زیارت کر لوں کہ کہیں آئندہ سال تک موت نہ آجائے میں نے باپ کے فرمان کو بخوشی قبول کیا اور باپ کو اپنے خچر پر سوار کرایا اور خود پیدل چلنے کا عزم کیا ابھی گھر سے باہر نہ نکلا تھا کہ میری ماں نے مجھ سے کہا بیٹا تیرا باپ ضعیف ہے تو میں بھی تو بوڑھی ہوں ہو سکتا ہے اگلے سال تک میری زندگی بھی وفا نہ کرے لہذا مجھے بھی ساتھ لے چلو مولانا میرا خچر کمزور تھا اس لئے صرف باپ کو خچر پر سوار کیا اور ماں کو کاندھوں پر اٹھا لیا اور سارا سفر اسی طرح طے کر کے حرم میں داخل ہوا اور آقا کی آکر زیارت پڑھی تو مولا نے میرے سلام کا جواب مرحمت فرمایا اور اُس دن سے لے کر آج تک مولا یونہی میرے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ نعیم الابرار۔

کڑوے تحفے پر انعام کیوں دیا؟

شاہ اسماعیل سامانی اپنی رعایا پروری اور رحمدلی کے باعث نہایت نیک نام گزرا ہے ایک دفعہ کسی کسان نے تین کھیرے بادشاہ کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کئے بادشاہ نے تینوں چکھے اور نہایت تکریم کے ساتھ اپنے پاس رکھ لئے اس کا شکریہ ادا کر کے مناسب انعام دے کر عزت کے ساتھ رخصت کیا۔ درباریوں نے پوچھا پہلے آپ ہر تحفہ کو حاضرین میں تبرکاً تقسیم فرما دیا کرتے تھے ان کو کیوں تقسیم نہ کیا؟ شاہ نے کہا میں نے کھیروں کو چکھا تو وہ کڑوے تھے اگر آپ لوگوں میں تقسیم کرتا تو ہر ایک اس کو چکھ کر تھوک دیتا اور کسان بیچارہ شرمندہ ہوتا لہذا میں نے تقسیم نہ کرنے میں مصلحت سمجھی تاکہ کسان کی دل شکنی نہ ہو۔ کھیروں کے کڑوا ہونے میں کسان کا کیا قصور تھا۔

نہ ہارنے والے مولوی صاحب

ایک مناظر مولوی صاحب نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے ایک بہت بڑے عالم فاضل سے اس شرط پر مناظرہ مقرر کیا

ہے کہ ہم میں سے جو ہار جائے جیتنے والا اس کی تمام جائیداد زر و زیور اور تمام سامان حتیٰ کہ بیوی کا مالک بھی ہو جائے گا یہ مناظروں میں شرطیں ہوتی ہیں۔ کہیں مذہب تبدیل کرنا۔ کہیں ہزار روپے رقم کی ادائیگی کی شرط۔ کہیں زبان کٹنے کی شرط۔ بہر کیف بیوی اس قسم کی ناقابل قبول شرط سن کر بہت گھبرائی اور کہا اگر تم ہار گئے تو پھر" میرا اور بال بچوں کا کیا ٹھکانا" مولوی صاحب نے کہا "گھبراؤ نہیں میں ہرگز نہیں ہار سکتا" بیوی نے کہا" اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ تم نہیں ہارو گے" ؟ مولوی صاحب نے اطمینان دلاتے ہوئے کہا کہ جب میں اپنی شکست تسلیم ہی نہ کروں گا مخالف کی بات ہی نہ سنوں گا اپنا ہی شور مچاتا رہوں گا تو ہار جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا"۔

وہ مجھے عیوب سے آگاہ کرتا ہے

خواجہ نظام الملک جو ملک شاہ سلجوق کا دانا و لائق وزیر تھا علماء کی بہت قدر دانی کرتا تھا جب بھی کوئی عالم اس کے پاس آتا اس کا بہت احترام کرتا اور اپنی مسند سے اٹھ کر تعظیم کرتا لیکن ان علماء کے درمیان ایک سادہ اور فقیر بزرگ تھے کہ جب وہ نظام الملک کے پاس وارد ہوتے تو خواجہ اپنی مسند سے اٹھتے اور ان بزرگ کو اپنی جگہ بٹھاتے اور ان کی ہر فرمائش پوری کرتے ان کے سامنے دو زانو بیٹھتے اور کمال ادب کے ساتھ ان کی فرمائشات کو سنتے درباری اور ملازم لوگ خواجہ کے اس دستور سے متعجب ہوتے کہ اتنی عظیم سلطنت کا کرتا دھرتا وزیر ایک فقیر درویش کے سامنے کیسی عاجزی کر رہا ہے آخر ایک روز خواجہ سے سوال کر لیا گیا کہ آپ بزرگ علماء و فضلا کے سامنے معمولی اٹھتے ہیں اور بیٹھ جاتے ہیں۔ لیکن اس غیر معروف شیخ کے سامنے اتنے خشوع و خضوع کے ساتھ بیٹھتے ہیں جیسا کہ ایک بچہ ایک عظیم استاد کے سامنے بیٹھتا ہے۔ خواجہ نظام الملک نے جواب دیا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تمام علماء و فضلا جو میرے پاس وارد ہوتے ہیں میری تعریف کرتے ہیں اور اتنا مبالغہ کرتے ہیں کہ مجھے ان صفات سے متصف کرتے ہیں جو مجھ میں نہیں ہیں اور اس وجہ سے مجھ میں تکبر اور خود پسندی زیادہ ہو جاتی ہے لیکن یہ شیخ نہایت لاپرواہی کے ساتھ مجھے میرے عیوب سے آگاہ کرتے ہیں میرے اور میرے مامورین کے مظالم سے مطلع کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ میں بہت بداعمالیوں اور بدکاریوں سے بچ جاتا ہوں اور اپنے ماتحت مقرر کردہ ملازمین کو بھی مظالم سے بچا لیتا ہوں۔

افلاطون کیوں ہرگز غمگین نہیں ہوتا تھا

افلاطون سے پوچھا گیا کہ آپ بالکل غمگین کیوں نہیں ہوتے؟ کہا کہ میں کسی چیز کے ساتھ دل نہیں لگاتا کہ اگر میرے ہاتھ سے چلی جائے اور میں اُسے حاصل کروں۔ لوگوں نے عرض کی کہ اس کی وضاحت فرمادیں۔ افلاطون نے جواب دیا کہ ایک دفعہ شاہ روم کو کسی تاجر نے یاقوت کا جام تحفہ کے طور پر پیش کیا کہ اس کی قیمت بہت بڑا خزانہ تھا۔ شہنشاہ نے فلاسفہ سے پوچھا کیا آپ نے اس کا مثل دیکھا ہے انہوں نے عرض کی اس جام کا مثل کسی بادشاہ کے پاس نہیں ہے لیکن آپ اس کی وجہ سے درویش یا تنگدست ہو جائیں گے کہا وہ کیسے؟ جواب دیا کہ اگر آپ کے پاس رہے تو درویش اگر ضائع ہو جائے تو دل آزاری کا سبب ہوگا۔ ایک دفعہ بادشاہ نے ایک جزیرے میں جشن منعقد کیا اور حکم دیا کہ اس جام کو اس مجلس میں حاضر کیا جائے اس کے معتمد لوگ کشتی میں بیٹھے ناگاہ موج آئی، کشتی ٹوٹ گئی ہر چیز مع جام غرق ہو گئی جب یہ خبر بادشاہ تک پہنچی نہایت افسردہ ہوا۔ بہت کوشش کی لیکن اس جام کا مثل نہ مل سکا۔ حکیم نے کہا آپ نے دیکھ لیا کہ آپ نے ایک چیز کے ساتھ دل لگا لیا کہ جب وہ چیز چلی گئی درویش اور دل تنگ ہو گئے پس اگر کوئی یہ چاہے کہ غم ہرگز اس کے پاس نہ آئے تو کسی چیز کے ساتھ دل نہ لگائے کہ اگر وہ چلی جائے تو یہ بیچارہ اندوہگین ہو۔

جان کی قربانی

ایک دفعہ مسجد جامع مصر میں آگ لگ گئی اور جل گئی مسلمانوں کو وہم ہوا کہ یہ کارروائی عیسائیوں کی ہے اس انتقام میں مسلمانوں نے اُن کے گھروں کو آگ لگا کر جلا دیا۔ سلطان مصر نے جس جماعت نے نصاریٰ کے گھروں کو آگ لگائی تھی۔ پکڑ کر ایک جگہ اکٹھا کیا اور حکم دیا کہ ان کی تعداد کے مطابق رقعے لکھے جائیں۔ بعض میں قتل، بعض میں ہاتھ کاٹنا اور بعض میں تازیانہ کی سزا درج کی اور وہ رُقعے اُن کے اُوپر پھینکے جس پر جو رقعہ گرا جو کچھ اس رقعہ میں تحریر تھا اس کے مطابق اُن کے ساتھ معاملہ کیا ایک رقعہ کہ جس کا مضمون قتل تھا ایک شخص پر گرا اس نے کہا میں قتل ہونے سے نہیں ڈرتا لیکن میں اپنی ایک ماں رکھتا ہوں کہ سوائے میرے اُس کا کوئی پاسبان نہیں ہے اس کے پہلو میں ایک شخص تھا کہ اس کے رقعے میں تازیانہ کی سزا تھی۔ اس نے وہ رُقعہ اس شخص کو دے دیا اور اس کا رقعہ خود لے لیا اور کہا کہ میں ماں نہیں رکھتا۔ پس اُسے اس کی جگہ قتل کر دیا گیا اور اُسے اس کی جگہ تازیانوں کی سزا ملی۔

عیب نکالنا آسان لیکن اس سے بہتر کر کے دکھانا مشکل

ایک نوجوان مصور نے اپنا کمال فن ظاہر کرنے کی غرض سے ایک تصویر نہایت محنت اور کوشش کے ساتھ کافی عرصہ لگا کر تیار کی اور ایک بارونق بازار کے چوک میں اس تصویر کو ایک تختہ پر آویزاں کر دیا۔ جس کے نیچے یہ عبارت لکھی۔ " اس تصویر میں جہاں کہیں نقص ہو وہاں پنسل سے نشان کر دیا جائے "۔ نوجوان کو اپنے کمال فن پر بہت ناز تھا خیال تھا کہ تصویر پر ایک بھی پنسل کا نشان نہ ہوگا لیکن نوجوان کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب اس نے شام کو جا کر دیکھا کہ تمام تصویر پنسل کے نشانوں کے نیچے اپنی موجودگی کو بھی مشتبہ بنا رہی ہے نوجوان نہایت افسردہ خاطر اور مایوس ہوا اس کے باپ نے افسردگی کا باعث پوچھا اس نے سب ماجرا اپنی شکست دلی کا کہہ سنایا باپ نے کہا کہ ایک تصویر اسی طرح کی اور تیار کرو نوجوان نے پھر اسی طرح کافی محنت اور وقت خرچ کر کے تصویر تیار کی اور باپ کے روبرو پیش کی باپ نے اس کے نیچے لکھ دیا۔ "اس تصویر میں جہاں کہیں نقص ہو درست کر دیا جائے" اور اسی جگہ وہ تصویر لٹکا دی گئی۔ شام کو اس نوجوان نے تصویر پر ایک بھی پنسل کا نشان نہ دیکھا تو بہت خوش ہوا اور باپ کو بھی یہ واقعہ سنایا۔ باپ نے کہا ، عیب نکالنا اور الزام دینا آسان ہے مگر اس سے بہتر کر کے دکھانا مشکل ہے۔

سکندر اعظم کو روٹی کی جگہ جواہرات پیش کئے گئے

ایک بادشاہ نے سکندر اعظم سے اس کے اقبال کی بلندی کی وجہ سے مقابلہ نہ کیا۔ سکندر نے اُسے امان دی اس بادشاہ نے تمام لشکر کو پرتکلف کھانا کھلایا اور ایک قیمتی خیمہ میں سکندر کو بٹھایا۔ اور ایک بڑے خوان زرین میں بیش بہا جواہرات ، لعل یاقوت ، موتی ، ہیرے ، زمرد بھر کر سکندر کے آگے رکھ دیا اور کہا کہ کھائیے۔ سکندر نے کہا جواہرات انسان کی غذا نہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ آپ کیا کھاتے ہیں ؟ کہا کہ یہی روٹی جو عام خلقت کھایا کرتی ہے اس بادشاہ نے کہا سخت تعجب ہے کہ کیا یہ روٹی تجھے اپنے ملک میں نہ ملتی تھی؟ کس لئے اس قدر رنج و مصیبت برداشت کرتا ہے۔ اور اپنے ساتھ ہی بے شمار مخلوق خدا کو بھی مبتلائے عذاب کر رکھا ہے۔ سکندر نے تب ایک آہ کھینچی اور کہا کہ اس سفر میں مجھے اس نصیحت کا فائدہ ہوا کہ سب رموز دنیا و آخرت اس سے تعلق رکھتے ہیں۔

قضائے الٰہی کا انسان کے پاس علاج نہیں

کہتے ہیں کہ امیر مہدی کے عہد میں ایک دفعہ سخت قحط پڑا ہرچند کہ امیر نے خزانے کا منہ فی سبیل اللہ کھول دیا اور غلّہ کے انبار وقف عام کر دیئے لیکن قحط کی مصیبت کم نہ ہوئی۔ اس سبب سے امیر کو خلقت کی یہ حالت دیکھ کر اپنی جانِ شیریں بھی تلخ معلوم ہوتی نہ پیٹ بھر کر کھانا کھاتا نہ چین سے بچھونے پر سوتا ایک روز بستر پر حیرت و حسرت زدہ سا لیٹا ہوا تھا خادم پاس بیٹھا ہوا تھا فرمایا کہ کوئی کہانی کہہ کہ دل بہلے اور کچھ غم غلط ہو۔ خادم نے کہا کہ غلام کی کہانی شہنشاہ کی سماعت کے کب لائق ہے؟ فرمایا مضائقہ نہیں جیسے تجھے یاد ہو بیان کر۔

خادم کہنے لگا کہ ہند کی سرزمین کے کسی بیابان میں ایک شیر رہا کرتا تھا اور سب درندے جنگل کے اس کی خدمت میں حاضر رہتے۔ ایک دن لومڑی نے اس شیر سے کہا کہ تو ہمارا بادشاہ ہے اور ہم تیری رعیت۔ بادشاہ پر رعیت کی رعایت ہر صورت لازم ہے اب مجھے ایک ضروری سفر درپیش ہے بغیر جانے کے بن نہیں پڑتی مشکل یہ ہے کہ میرا ایک بچہ ہے میں چاہتی ہوں کہ وہ تیرے سپرد کردوں تاکہ تو اس کو اپنی پناہ میں رکھے اور کسی دُشمن کا چنگل اس تک نہ پہنچے۔ شیر نے یہ بات قبول کرلی۔ لومڑی اپنا بچہ اس کے حوالے کرکے سفر پر روانہ ہوگئی شیر نے اس بچے کو اپنی پیٹھ پر بٹھالیا تاکہ کوئی درندہ اسے گزند نہ پہنچائے ناگاہ ایک عقاب اپنا طعمہ تلاش کرتا ہوا اڑتا پھر رہا تھا اس کی نگاہ لومڑی کے بچے پر پڑی اور شیر کی پیٹھ پر سے جھپٹا مارکر اس بچے کو لے اُڑا۔ جب لومڑی سفر سے واپس آئی تو بچے کو نہ دیکھ کر شیر سے بولی "کیا تم نے یہ عہد نہ کیا تھا کہ میں تیرے بچے کی حفاظت قرار واقعی کروں گا"۔ شیر نے کہا" البتہ میں نے ذمہ لیا تھا کہ کوئی جانور زمین کا اس کا قصد نہ کرنے پائے لیکن جو بلائے ناگہانی آسمان کی طرف سے نازل ہو تو میرا کوئی ذمہ نہ تھا" امیر نے جب یہ کہانی یہاں تک سُنی تو اٹھ بیٹھا اور رو رو کر جناب کبریائی میں التجا کرنے لگا کہ الٰہی جو کچھ فتنہ و فساد زمین سے اُٹھے تو اُسے دفع کردوں مگر قضائے آسمانی قدرتِ یزدانی میں بندۂ ناچیز سے کیا ہوسکتا ہے آخر خدا کے فضل و کرم سے وہ قحط چند روز میں دفع ہوگیا۔

قاضی کی عقلمندی

خلیفہ الحکم بن خلیفہ عبدالرحمٰن ثالث کو اپنا محل بنوانا تھا اتفاق سے جو زمین پسند کی گئی اس میں ایک غریب بیوہ کا جھونپڑا آتا تھا اس بیوہ کو کہا گیا کہ یہ زمین قیمتاً دے دے مگر

اس نے انکار کیا خلیفہ نے زبردستی قبضہ کر کے اس پر محل بنوا لیا اس بیوہ نے قاضی کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی شکایت کی قاضی نے اسے تسلی دے کر کہا کہ اس وقت تم جاؤ میں کسی مناسب موقع پر تیرا انصاف کرنے کی کوشش کروں گا۔

خلیفہ الحکم جب پہلے پہل محل اور باغ کا ملاحظہ کرنے گیا تو اسی وقت قاضی بھی وہاں خود ایک گدھا اور ایک خالی بوری لے کر گیا اور خلیفہ سے وہاں سے مٹی لینے کی اجازت چاہی۔ اجازت دے دی گئی قاضی نے اس بورے میں مٹی بھر کر عرض کی کہ مہربانی فرما کر اس بورے کے اُٹھانے میں اس کی مدد کی جائے خلیفہ نے اسے مذاق سمجھا اور بورے میں ہاتھ لگا کر اٹھانے کی کوشش کی چونکہ وزن زیادہ تھا خلیفہ سے ذرا بھی نہ اٹھا اسی وقت قاضی نے کہا "اے خلیفہ جب تو اتنا سا بوجھ اٹھانے کے قابل نہیں تو قیامت کے دن جب انصاف ہوگا اور جس وقت وہ غریب بیوہ جس کی زمین تو نے بزور لے لی ہے اپنے پروردگار سے انصاف کی خواہاں ہوگی تو اس زمین کے بوجھ کو کس طرح اٹھا سکے گا؟ خلیفہ اس تقریر سے بہت متاثر ہوا اور فوراً یہ محل مع تمام چیزوں کے اس ضعیفہ کو عطا کر دیا۔

آخرت میں علم کام آئے گا

ایک شخص کی خوبصورت عورت تھی اور باغ و ایک کتاب ایک دن باغ میں ایک روز کتاب پڑھتا اور ایک روز اپنی عورت کے ساتھ بسر کرتا۔ جب اس کی موت قریب ہوئی۔ باغ کو کہا تجھے پانی دیا اور آباد کیا آج میں دنیا سے جا رہا ہوں۔ میری کیا مدد کر سکتے ہو؟ باغ سے اللہ نے آواز پیدا کر دی، کہا کہ میرے پاؤں نہیں ہیں کہ تمہارے ساتھ آؤں جب تو جائے گا تو کوئی اور آجائے گا۔ وہ مرد باغ سے ناامید ہوا۔ پس عورت کو کہا میں نے تمام عمر تمہارے ساتھ گزاری ہے اور تیری وجہ سے تکلیفیں اٹھائی ہیں آج میں رخصت ہو رہا ہوں تو میرے بعد کیا کرے گی؟ عورت نے کہا جب تک تو زندہ رہا تیری خدمت کی جب مر جائے گا جزع فزع کروں گی جب تیری لاش قبرستان میں لے جائیں گے تو قبر تک تیرے ساتھ رہوں گی جب تو پنہاں ہو جائے گا تو مٹی میں نہ آؤں گی۔ البتہ رو دھو کر واپس آجاؤں گی اور ایک اور خاوند کر لوں گی، مرد اس سے بھی ناامید ہوا۔ اب کتاب کی طرف رُخ کیا اور کہا اے مصحف، میں جا رہا ہوں تو میرے بعد میرے ساتھ کیا کرے گا؟ کتاب نے کہا

تمہارے ساتھ رہوں گی، قبر میں تمہاری مونس۔ قیامت میں تمہاری دستگیر آخر تک تمہیں ہرگز نہ چھوڑوں گی۔ اس حکایت سے مقصود یہ ہے کہ عالم میں علم سے بہتر کوئی مونس و غمخوار نہیں ہے اور آخرت میں کوئی چیز سوائے علم کے فریاد کو نہیں پہنچے گی۔

کمزور پر غصہ، زور آور پر ترس

ایک بت پرست بُت کی پوجا کیا کرتا تھا، اسے عطر لگاتا اور گلے میں پھولوں کے ہار پہناتا تھا۔ لیکن مسلمانوں کو جب موقع لگتا اس کی یہ چیزیں اُتار کر اس کے گلے میں جوتوں کے ہار پہنا جاتے ایک روز اُس پجاری نے خواب میں بُت کو دیکھا بُت نے اُسے کہا کہ اگر آئندہ مسلمانوں نے میری توہین اور بے عزتی کی تو میں تمہاری ٹانگیں توڑ دوں گا اس نے عرض کی کیا وجہ ہے کہ توہین تو آپ کی کریں مسلمان اور ٹانگیں توڑیں آپ میری بُت نے جواب دیا جو ہمیں مانتے ہیں ہمارا زور اُن پر چلتا ہے مطلب یہ کہ جیسا مثل مشہور ہے ہر آدمی کو کمزور پہ غصہ آتا ہے اور زور آور پہ ترس آتا ہے صاحب لوگ بچارے بھی اپنی بیگم یعنی ہوم منسٹر کا غصہ اپنے چپڑاسی پر نکالتے ہیں۔

حضرت عیسیٰؑ اور احمق

حضرت عیسیٰؑ ایک روز بڑی تیزی کے ساتھ شہر سے صحرا کی طرف جا رہے تھے ایک شخص نے جنابؑ کو یوں جاتے ہوئے دیکھا۔ تو ان سے پُوچھا حضورؑ! آپ کس لئے [illegible] ساتھ تشریف لے جا رہے ہیں؟ کیا آپ کا کوئی دُشمن پیچھا کر رہا ہے فرمایا نہیں۔ میں آ رہا تھا راستے میں ایک احمق مل گیا ہے اس احمق سے دُور بھاگ رہا ہوں اس شخص نے عرض کی حضورؑ آپ تو اللہ کے رسول ہیں۔ مردوں کو زندہ اندھوں کو بینا اور کوڑھیوں کو اچھا کر دینے والے ہیں کیا ایک احمق آپ سے اچھا نہیں ہو سکتا؟ فرمایا بے شک میرے اعجاز میں یہ سب باتیں ہیں لیکن مرض اور حمق میں بڑا فرق ہے سارے مرض مصیبت ہوتے ہیں اور مصیبت زدہ پر اللہ کو رحم آجاتا ہے لیکن حمق قہر الٰہی ہے اور احمق مقہور ہوتا ہے۔ مقہور پر اللہ کا رحم نہیں ہوتا کیونکہ وہ مستحق قہر ہوتا ہے اور جس پر قہر الٰہی نازل ہو وہ کسی دُعا یا دوا سے اچھا نہیں ہوتا۔ ایک دانا کا قول ہے پانی سے آگ بجھ جاتی ہے چھتری سے دھوپ رک سکتی ہے آنکس سے مست ہاتھی مطیع ہو سکتا ہے لکڑی سے دوسرے جانور قابو میں آ سکتے ہیں۔ ہر بیماری کے لئے ایک دوا ہے ہر گناہ کی تلافی کے لئے کوئی طریق ہے لیکن احمقوں کی حماقت

کسی طرح دُور نہیں ہو سکتی۔

قدرت کا کوئی فعل خالی از حکمت نہیں

کسی بادشاہ کا وزیر شاکرِ تقدیر تھا اور ہر واقعے پر یہ کہنے کا عادی تھا" اس میں کوئی مصلحت ہوگی" ایک دفعہ بادشاہ کی انگلی کٹ گئی۔ وزیر نے حسبِ عادت کہا" اس میں کوئی مصلحت ہوگی" بادشاہ کو وزیر کے اس بے محل فقرے کے استعمال سے رنج ہوا اور وزیر کو قید خانے بھجوانے کا حکم دیا وزیر نے اس حکم کو سن کر بھی وہی فقرہ کہا" اس میں کوئی مصلحت ہوگی" دوسرے روز بادشاہ شکار میں اپنے ہمراہیوں سے بچھڑ کر اکیلا جنگل میں دُور نکل گیا کیونکہ راستہ معلوم نہ تھا لاچار ایک درخت کے نیچے آرام کرنے کے لئے لیٹ گیا اتنے میں ایک شیر نمودار ہوا، اور بادشاہ پر حملہ آور ہوا بادشاہ نے سانس کھینچ لی اور مُردہ سا بن کر پڑا رہا شیر زخمی انگلی کو سونگھ کر بادشاہ کو اس خیال سے چھوڑ کر چلا گیا کہ یہ پہلے سے کسی جانور کا کھایا ہوا ہے اتنے میں بادشاہ کے ہمراہی بھی تلاش کرتے وہاں آگئے اور بادشاہ کو صحیح سلامت پاکر سجدہ شکر بجالائے اوراس واقعہ کو سن کر بادشاہ کی جان بچ جانے کو نہایت غنیمت اور خدا کی خاص رحمت خیال کیا۔ واپس آکر بادشاہ نے وزیر کو قید خانے سے طلب کر کے انعام سے مالامال کر دیا اور کہا" واقعی اگر کل میری انگلی نہ کٹتی تو آج وہ شیر مجھے ہرگز نہ چھوڑتا اور انگلی کٹ جانا واقعی" اس میں کوئی مصلحت ہوگی" درست ثابت ہُوا۔ وزیر سے کہا کہ تم نے قید خانہ کو جاتے وقت بھی یہی کہا تھا اس میں بھلا کیا مصلحت تھی۔ وزیر نے جواب دیا کہ لازمی طور پر میں آپ کا ہم رکاب رہتا اور شیر آپ کو چھوڑ کر مجھے کھا جاتا۔ نتیجہ یہ کہ قدرت کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا خواہ وہ بظاہر کتنا ہی بُرا کیوں نہ ہو۔

تحفۂ دوست

حضرت یوسفؑ بادشاہ مصر تھے ایک دن آپ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہُوا جو آپ کا بچپن کا ساتھی تھا حضرت یوسفؑ نے تعظیم و توقیر کے بعد اس سے پوچھا کہ تم اتنی دُور سے مجھے ملنے کے لئے آئے ہو بتائیے میرے لئے کیا تحفہ لیکر آئے ہو؟ کیونکہ دوستوں کے ہاں خالی ہاتھ آنا مناسب نہیں ہوتا دوست نے جواب دیا کہ حضور میں خالی ہاتھ نہیں آیا تحفہ لے کر آیا ہوں؟ حضرت یوسفؑ نے فرمایا تو لاؤ پھر! کون سا تحفہ ہے؟ مہمان نے کہا میں نے بہت سوچا کہ آپ کے شایانِ شان تحفہ لاؤں لیکن دنیا کی کوئی چیز مجھے پسند

نہ آئی سونا کان سے آگے اور قطرہ دریا کے سامنے کیا وقعت رکھتا ہے ؟ بڑی سوچ بچار کے بعد ایک چیز لے کر آیا ہوں اور وہ ہے آئینہ ، اس نے پہلو سے آئینہ نکالا۔ مہمان نے کہا حضور آئینے کا انتخاب میں نے اس لئے کیا ہے کہ اس میں آپ کو آپ نظر آئیں گے اور آپ سے بڑھ کر دنیا کا کون سا تحفہ ہوسکتا ہے حضرت یوسفؑ نے اپنے دوست کے اس تحفہ پر بڑی مسرت کا اظہار کیا اور تحفہ قبول فرمالیا۔

دُعا کے لئے مُنہ

ایک دفعہ اللہ نے حضرت موسیٰؑ سے فرمایا کہ اے موسیٰؑ ! مجھ سے جب بھی دُعا مانگی جائے اس منہ سے مانگنی چاہیئے جس سے کبھی ناجائز بات نہ نکلی ہو۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کی الٰہی ! ایسا منہ کوئی کہاں سے لائے انسان تو خطا کا پتلا ہے اس کے منہ سے کبھی نہ کبھی ناجائز بات نکل ہی جاتی ہے خدا نے فرمایا اپنے لئے دوسروں کا منہ حاصل کرنا چاہیئے کیونکہ ایک انسان دوسرے کے منہ سے کوئی گناہ کی بات نہیں کرتا اس لئے ایک کے منہ سے دوسرے کے لئے نکلی ہوئی دُعا میری بارگاہ میں شرفِ قبولیت پاتی ہے۔

سلطان محمود غزنوی کا حکم اور بیش قیمت موتی

سلطان محمود غزنوی کو ایاز سے بڑا پیار تھا دیگر اراکین سلطنت کو اس بات کا بڑا رنج تھا اور سوچتے تھے کہ ایاز میں ایسی کون سی خوبی ہے جس کے باعث بادشاہ اسے اتنا چاہتا ہے ایک روز ان میں سے ایک مصاحب نے پوچھ ہی لیا کہ جناب ایاز سے آپ کو اتنا پیار کیوں ہے ؟ اس میں کون سی ایسی خوبی ہے کہ جس کے باعث آپ اس پر مہربان رہتے ہیں بادشاہ نے کہا لو میں بتاتا ہوں کہ ایاز میں کیا خوبی ہے بادشاہ نے ایک بیش قیمت موتی منگوایا اور ایک ہتھوڑا بھی۔ پھر ایک بڑے وزیر سے پوچھا بتاؤ اس موتی کی کیا قیمت ہوگی ؟ وزیر نے بتایا اس کی قیمت ایک لاکھ روپے سے بھی زیادہ ہے۔ بادشاہ نے کہا اچھا یہ لو ہتھوڑا اور اس موتی کو اس ہتھوڑے سے توڑ ڈالو۔ وزیر نے کہا توبہ توبہ ! اتنا بڑا قیمتی موتی میں کیوں توڑوں ؟ بادشاہ نے پھر کہا کہ میرا حکم مانو اور اسے توڑ دو ، وزیر نے کہا جناب ! میں اتنا قیمتی موتی ہرگز نہ توڑوں گا۔ بادشاہ نے اس کی تعریف کی اور اسے بیش قیمت خلعت بخشا پھر ایک ایک وزیر کو بادشاہ بلاتا گیا اور ہر ایک سے یہی کہتا

رہا کہ اس ہتھوڑے سے یہ موتی توڑ دو ہر وزیر نے انکار ہی کیا اور کہا جناب ہم اتنا بیش قیمت موتی نہیں توڑ سکتے۔ اس کے بعد بادشاہ نے پھر ایاز کو بلایا اور موتی دکھا کر پوچھا بتاؤ اس کی قیمت کیا ہوگی؟ اس نے بتایا لاکھوں روپیہ اس کی قیمت ہے۔ بادشاہ نے ہتھوڑا دیا اور کہا لو ہتھوڑے سے اس موتی کو توڑ دو۔ ایاز نے فوراً ہتھوڑا لیا اور اسی وقت ایک ہی ضرب سے موتی توڑ ڈالا اور چور چور کر دیا یہ صورت دیکھ کر سارے حیران رہ گئے دربار میں کھلبلی مچ گئی کہ اس نے یہ کیا کیا؟ ایاز کو سب کوسنے لگے کہ تم نے یہ کیا بری حرکت کی۔ ایاز نے جواب دیا نادانو! بُری حرکت تم نے کی ہے میری نظروں میں اس موتی کی قیمت سے بادشاہ کا حکم کئی گنا زیادہ قیمتی ہے میں نے موتی توڑا ہے تم نے بادشاہ کا حکم توڑا ہے ایسے ہزار موتی بھی ہوں تو بادشاہ کے حکم پر انہیں نثار کر دوں۔ بادشاہ نے کہا دیکھا یہ ہے ایاز میں خوبی جو تم میں سے کسی میں بھی نہیں۔

حسنینؑ نے بوڑھے کا وضو کیونکر دُرست کرایا

ایک دفعہ ایک بوڑھا وضو کر رہا تھا۔ حسنینؑ دونوں شہزادوں نے عجیب ترکیب سوچی فرمایا بابا جی! ہم دونوں بھائی وضو کرتے ہیں آپ فیصلہ فرمائیں کہ اچھا وضو کون کرتا ہے؟ بوڑھا شہزادوں کا وضو دیکھ کر اپنی غلطی محسوس کر گیا عرض کی آپ دونوں کا وضو درست ہے میرا وضو غلط تھا اور اب آپ کا وضو دیکھ کر میں نے اپنی اصلاح کر لی ہے اصلاح یوں کی جاتی ہے کہ اصلاح بھی ہو جائے مطلب بھی حل ہو جائے اور دل آزاری بھی نہ ہو کسی کے ابا کو اس کی ماں کا خاوند نہ کہو بلکہ ابا جان کہو مطلب ایک ہے لیکن دوسرا لفظ شریفانہ ہے۔

جو کی خشک روٹی دل کو جِلا دیتی ہے

ایک بادشاہ کسی فقیر کی خدمت میں شاہی کھانا لے کر حاضر ہوا اور کھانے کی درخواست کی فقیر نے ایک آئینہ منگوایا اور شاہی مرغن کھانے میں سے ایک لقمہ لے کر اس پر مل دیا تمام آئینہ دھندلا پڑ گیا پھر اس پر اپنی جَو کی خشک روٹی مَل دی تو آئینہ صاف ہو گیا اور کہا آپ کے کھانے آئینہ دل کو سیاہ کرتے ہیں لیکن نانِ جویں اسے جلا دیتی ہے مجھے اس سے معاف کیا جائے!

محمود و ایاز

سلطان محمود کو ایاز سے بڑی محبت تھی ایک حاسد نے ایک روز سلطان محمود سے کہا جناب! یہ آپ کا چہیتا ایاز بڑا مکار ہے بظاہر آپ پر جان فدا کرنے کا مدعی ہے مگر بباطن آپ سے

ذرا بھی اُلفت نہیں رکھتا اسے رات دن یہی دُھن ہے کہ کسی طرح روپیہ پیسہ جمع کرلوں اور یہ کافی دولت بھی جمع کر چکا ہے اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ فلاں محلہ میں اس نے کمرہ لے رکھا ہے رات کے وقت روزانہ وہاں جاتا ہے اور کمرے کو ہر وقت مقفل رکھتا ہے رات کو وہاں تنہا جاتا ہے کتنا بڑا اس کا کوئی عزیز کیوں نہ ہو اسے ہرگز کمرے میں داخل نہیں ہونے دیتا۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ اپنی جمع کردہ دولت اس کمرے میں رکھتا ہے بادشاہ یہ سُن کر حیران ہوا اور ایک سردار کو حکم دیا کہ اس کے کمرے کا تالا توڑ کر اندر جو کچھ بھی ہے لے آؤ چنانچہ سردار گیا قفل توڑا اندر گیا تو ایک گٹھڑی نظر آئی جسے اٹھا کر بادشاہ کے پاس لے آیا بادشاہ کے دربار کے جملہ ارکین جمع ہو گئے کہ دیکھیں گٹھڑی سے کیا برآمد ہوتا ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے کھولو اور دیکھو اس میں کیا ہے؟ چنانچہ گٹھڑی کھولی گئی تو اس میں سے ٹوٹی ہوئی جوتی۔ ایک پرانا پھٹا ہوا تہبند اور کُرتہ نکلا یہ تینوں چیزیں دیکھ کر سب حیران رہ گئے کہ یہ ماجرا کیا ہے؟ ایاز کو بُلایا گیا۔ اور پوچھا کہ تمہاری گٹھڑی سے یہ تین چیزیں نکلی ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ ایاز نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی حضور آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے جب میں گھر سے یہاں آیا تھا تو اس وقت میرے پاس یہی ٹوٹی ہوئی جوتی اور پھٹے پرانے کپڑے تھے اب جو میں اس منصب عالی پر پہنچ کر شاہانہ لباس میں پھر رہا ہوں یہ سب آپ کی نظر عنایت کا صدقہ ہے میں ہر روز رات کے وقت اس کمرے میں جا جا کر ٹوٹے پھوٹے لباس کو سامنے رکھ کر اپنے نفس کو یاد دلاتا ہوں کہ دیکھ لے ایاز! تو جب آیا تھا تو تمہارا یہ حال تھا اور اب جو تم خوش حال ہو اور شاہانہ لباس میں نظر آتے ہو یہ سب حضرت سلطان محمود کا کرم ہے خبردار اپنے محسن کو مت بھُولنا اور اس کا وفادار رہنا یہ سُن کر سلطان محمود کی نظروں میں ایاز کی اور بھی قدر زیادہ ہو گئی اور حاسدوں کا منہ بند ہو گیا۔ نتیجہ: ہمیں بھی چاہیئے کہ ایاز کی طرح پہلی حیثیت کو یاد رکھیں اور حسد کرنا بُری بات ہے البتہ رشک جائز ہے۔ یعنی دوسرے کی نعمت دیکھ کر اس کا زوال نہ چاہے بلکہ یہ چاہے کہ الٰہی جیسے تُو نے اسے نعمت سے نوازا ہے مجھے بھی نواز اور حسد یہ ہے کہ جیسے میں محروم ہوں اس سے بھی یہ نعمت چھین۔ شعر

ہاتھ حاسد کے نہ کچھ بھی آسکے گا
نیکیاں اس کی حسد کھا جائے گا۔

ایک بھنگی عطاروں کے بازار میں

ایک بھنگی عطاروں کے بازار میں چلا گیا جونہی اس کے دماغ میں طرح طرح کے عطروں کی خوشبو پہنچی غش کھا کر گر پڑا۔ عطر کی خوشبو نے اس کا دماغ چکرا دیا یوں معلوم ہوتا تھا جیسے وہ مر ہی گیا ہے لوگ ہر طرف سے اس کے گرد جمع ہوگئے اور اسے ہوش میں لانے کے لئے کوئی اسے پنکھا جھلتا تھا کوئی اس کے منہ پر گلاب چھڑکتا تھا کوئی عود کی دھونی دیتا تھا اور کوئی اس کے سر اور ہتھیلیوں کو سہلاتا تھا لیکن وہ کسی تدبیر سے ہوش میں نہ آیا کسی کی سمجھ میں نہ آیا کہ اسے کیا ہوا کوئی کہتا اسے مرگی کا دورہ پڑا ہے کوئی کہتا اس نے بھنگ پی لی ہے ایک شخص دوڑا دوڑا گیا اور اس کے بھائی کو اس کی بے ہوشی کی اطلاع دے دی اس کا بھائی ساری حقیقت سمجھ گیا کہیں سے کتے کی غلاظت لی اور اسے اپنی آستین میں چھپا کر وہاں پہنچا اور لوگوں سے کہا ہٹ جاؤ اسے میں ہی ہوش میں لا سکتا ہوں لوگ پرے ہٹ گئے اس نے آستین سے غلاظت نکالی اور اسے سونگھا دی چونکہ بھنگی دن رات نجاست اور بدبو میں غرق رہتا تھا اور اس کے دماغ میں بدبو بس گئی تھی اب جو عطاروں کے بازار میں آکر اس کے دماغ میں عطر کی خوشبو پہنچی تو وہ اس کو برداشت نہ کر سکا اور بے ہوش ہو کر گر پڑا اس کے بھائی نے یہ نکتہ سمجھ لیا تھا کہ اس کی بیماری کو صرف بدبو ہی دور کر سکتی ہے۔ چنانچہ جب بھنگی کے دماغ میں بدبو پہنچی تو وہ جھٹ اٹھ کر بیٹھ گیا اور اس کا بھائی اسے وہاں سے گھر لے آیا لوگ بڑے حیران ہوئے کہ خدا جانے اس کے بھائی نے کیا جادو کیا ہے اور اس کے پاس کون سی اکسیر تھی جس سے وہ جھٹ ہوش میں آ گیا انہیں کیا خبر تھی کہ بھنگی کا دماغ جس بدبو کا عادی تھا اس کے برعکس اس کا دماغ خوشبو کو برداشت نہ کر سکا اور بے ہوش ہو گیا۔

نتیجہ :۔ دنیا مردار ہے خدا کو مقبول کر جو لوگ ہر وقت اسی کی بدبو میں غرق رہتے ہیں اُن کے دماغوں میں یہ بدبو بس جاتی ہے ایسے لوگ اگر مسجد میں آ جائیں تو وہاں ذکرِ حق ۔ اذان اور نماز کی خوشبو کو ان کا دماغ برداشت نہیں کر سکتا۔ جب تک مسجد میں ہے تنگ ہے مسجد سے نکلتے ہی دماغ میں دنیا کی بدبو پہنچتی ہے تو ہوش میں آ جاتا ہے اسی لئے حدیث میں ہے مومن مسجد میں ایسا ہے جیسے پانی میں مچھلی منافق جیسا کہ قفس میں پرندہ ۔ جو لوگ فلمی گانوں کے شیدائی ہیں ان کے دماغ قرآن و حدیث کی تلاوت کو برداشت نہیں کر سکتے بلکہ اُنہیں ملکہ ترنم کی آواز چاہیئے۔

با اخلاق مہمان کی داستان

ایک مجمع میں کسی بزرگ کا تذکرہ تھا بعض کہتے تھے سبحان اللہ! وقت کے قطب ہیں ایسا باخدا آدمی اس زمانے میں کہاں ہے بعض کہتے تھے بھائی ہم تو معتقد نہیں۔ دنیا میں رہ کر خدا پرستی معلوم۔ سامان دنیا کیا وہ نہیں رکھتے۔ بی بی، بچے، مکان کھانا پینا سبھی کچھ ہے نماز روزہ کون نہیں کرتا۔ بزرگی کا اور ہی رتبہ ہے۔ ایک شخص نے ارادہ کیا کہ امتحان لیں۔ یہ ٹھہرا کر ان بزرگ سے جاکر کہا کہ آج بندے کے ہاں آپ کی دعوت ہے گرمی کے دن ہیں ایسا کیجئے نماز مغرب وہیں پڑھئے غریب خانے کے پاس مسجد بھی ہے بڑی بھاری جماعت ہوتی ہے۔ ان بزرگ نے دعوت کو بلا تامل منظور کرلیا اور نماز مغرب سے پہلے مسجد میں جا حاضر ہوئے نماز مغرب کے بعد وظیفہ پڑھتے رہے اور یہاں میزبان نے گھر سے نکل کر صورت نہ دکھائی۔ میزبان صاحب منتظر تھے کہ مہمان صاحب دق ہوکر خود متقاضی ہوں گے۔ یہاں تقاضے کا کیا ذکر۔ جب نماز عشاء کا وقت ہوا تو دروازے پر ایک نوکرانی رہتی تھی یہ بزرگ اس سے کہہ گئے کہ نیک بخت میں نماز کو جاتا ہوں اگر میزبان صاحب پوچھیں تو مہربانی کرکے کہہ دینا کہ وہ نماز کو گیا ہے ان بزرگ نے نماز جماعت کے ساتھ پڑھی اور سلام پھیرتے ہی چلے آئے اور کچھ پڑھنے کو باقی تھا میزبان کے دروازے پر آکر پڑھا یہاں تک کہ آدھی رات ہونے کو آئی تب میزبان نکلا مہمان کو دیکھا تو موجود۔ دیکھتے ہی بولا "آہا آپ آئے اور مجھ شامت زدہ کو دعوت کا خیال بھی نہ رہا اب اس وقت کیا ہوسکتا ہے"؟ مہمان نے کہا "مضائقہ نہیں معمولی بات ہے۔" یہ کہہ کر بہت ادب سے رخصت طلب کی۔ میزبان نے کہا "اچھا تو ٹھہریئے میں گھر جاکر دیکھوں کہ کچھ بچا بچایا ہو تو لے آؤں۔" گھر میں گیا تو پھر گھنٹوں کا غوطہ لگایا۔ بڑی دیر کے بعد نکلا تو پھر کہا کچھ موجود نہیں ہے معاف کیجئے۔" مہمان ہشاش بشاش رخصت ہونے لگا تو پھر اس نے کہا "آپ جاتے تو ہیں مگر میرا جی چاہتا ہے کہ آپ بھوکے نہ چلے جائیں، ذرا صبر کریں تو کچھ تدبیر کروں۔" بزرگ نے فرمایا کہ کیوں تکلیف کرتے ہیں اس کا کچھ مضائقہ نہیں میں چلا جاتا ہوں۔" میزبان نے کہا نہیں ٹھہریئے یہ کہہ کر پھر گھر میں چلا گیا اور تھوڑی دیر کے بعد اندر ہی سے کہا "شاہ صاحب تشریف لے جائیے۔ شاہ صاحب نے پکار کر سلام کہا اور چلنے لگے گلی کے باہر ہو گئے تھے کہ پھر اس نے پکارا تو شاہ صاحب پھر آگئے اس شخص نے کہا اور تو کچھ نہیں جو

سکتا یہ ایک پیسہ حاضر ہے" شاہ صاحب نے بڑی خوشی سے لے لیا اور خوش و خرم پھر چلے پھر اسں شخص نے بلایا اور کہا " میاں فقیر تو بڑا طامع اور حریص ہے۔ ایک وقت کے کھانے کے واسطے تو نے میری تمام رات ضائع کی" شاہ صاحب رونے لگے اور ہاتھ جوڑے۔ بھائی خُدا کے لئے میری خطا معاف کرو۔ واقعی میرے سبب سے تم کو آج تکلیف ہوئی۔ اب اس شخص نے شاہ صاحب کے قدموں پر سر رکھ دیا اور کہا درحقیقت آپ بڑے بزرگ آدمی ہیں اور اسں امتحان لینے میں مجھ سے بڑا قصور ہُوا اللہ معاف فرمایئے" شاہ صاحب نے اسے اُٹھا کر سینے سے لگایا اور کہا" میاں یہ تمہارا خیال ہے۔ کیسی بزرگی اور کہاں کی خدا پرستی میں تو پیٹ کا کتا ہوں سب کتے ایسے ہی کرتے ہیں جو میں نے کیا۔ ٹکڑا دکھاؤ یا بلاؤ تو دوڑ آئے ذرا دھمکاؤ تو قدم دو قدم پیچھے ہٹ گئے۔ یاد رکھو! خاکساری خدا رسیدہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل ہے۔ جس شخص میں یہ نہیں وہ کتنا ہی عالم و فاضل، عابد و زاہد اور ہمہ صفت موصوف کیوں نہ ہو؟ سچ ہے۔

؎ خاکساری نے دکھائیں رفعتوں پر رفعتیں اس زمین سے واہ کیا کیا آسماں پیدا ہوئے۔

عبادت یا شقاوت

ایک بادشاہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے جا رہا تھا۔ چاروں طرف نقیب اور باڈی گارڈ تھے جو بادشاہ کے لئے راستہ صاف کرتے چلے جا رہے تھے اور زور زور سے پکار رہے تھے باادب باملاحظہ ہوشیار! شہنشاہ عالم کی سواری آرہی ہے چوب زن چاروں طرف چابک لہرا رہے تھے کسی کے سر پر چابک پڑتی تو کسی کی کمر پر۔ لوگ گھبرا کر ادھر ادھر دوڑ رہے تھے ایک مرد قلندر سڑک کے کنارے پر کھڑا عوام کی افراتفری کا منظر دیکھ رہا تھا۔ بادشاہ کی سواری قریب آئی تو اس نے بادشاہ کو مخاطب کر کے کہا" اے ظالم" تو جامع مسجد میں نیکی کے ارادے سے جا رہا ہے اور حالت یہ ہے کہ لوگ چابک کھا کھا کر زخمی ہو رہے ہیں۔ جب تو ظلم کا ارادہ کرتا ہوگا تو اسں وقت تیرے شر کا کیا عالم ہوتا ہوگا؟ نتیجہ: خدا تعالیٰ نے حقوق اللہ سے حقوق العباد کو مقدم کیا ہے جو شخص نماز تو پڑھتا ہے لیکن خدا کی مخلوق کو ستاتا ہے وہ بہت بڑا مجرم ہے اسی لئے بزرگوں کا قول ہے کہ بے نماز کو قرض مت دو کیونکہ جب وہ خدا کا قرض ادا نہیں کرتا تمہارا کب ادا کرے گا۔ بڑے لوگ مسجد میں غرور کے ساتھ نہ جائیں۔ ؎

بندہ وصاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے ۔۔۔ تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

بے عمل مسلمان

حضرت بایزید بسطامی کے پڑوس میں ایک آتش پرست رہتا تھا اس کی ایک بے عمل مسلمان سے دوستی تھی ایک دن بے عمل مسلمان نے اپنے کافر دوست سے کہا کہ تم مسلمان کیوں نہیں ہو جاتے ؟ آگ کو پوجنے سے کیا فائدہ ؟ آگ کو تو اپنے پرائے کی بھی کوئی تمیز نہیں تم جو اس کے پجاری ہو تم بھی اگر اس میں کود جاؤ تو تمہیں بھی جلا دے گی پھر اسے پوجنے کا کیا فائدہ ؟ بہتر ہے کہ تم مسلمان ہو جاؤ اور جس نے آگ کو پیدا کیا ہے اس پر ایمان لے آؤ ۔ کافر نے جواب دیا بھائی ! اسلام کے دو نمونے میرے سامنے ہیں ایک تو اسلام وہ ہے جو بایزید میں نظر آتا ہے ۔ نماز پنجگانہ کے علاوہ تہجد و نوافل ادا کرنا ہر وقت اللہ کی یاد میں رہنا ، حقوق العباد اور حقوق اللہ کا ادا کرتے رہنا اور ایک اسلام وہ ہے جو تم میں پایا جاتا ہے نہ کبھی نماز پڑھتے نہ روزہ رکھتے ہو ، جھوٹ بولنا فریب و مکر سے کام لینا تمہارا کام ہے حقوق العباد اور حقوق اللہ کے ادا کرنے کا تمہیں خیال تک نہیں آتا پھر اگر تم یہ چاہتے ہو کہ میں بایزید جیسا مسلمان بنوں تو بھئی یہ تو میرے لئے مشکل ہے اور اگر یہ چاہتے ہو کہ تمہارے جیسا مسلمان بنوں تو اس کی ضرورت ہی کیا ہے ؟ تمہارے اسلام اور میرے کفر میں فرق ہی کیا ہے ۔ نماز اگر میں نہیں پڑھتا تو تم بھی نہیں پڑھتے روزہ میں نہیں رکھتا تو تم بھی نہیں رکھتے خدا کا نام اگر میں نہیں لیتا تو تم بھی نہیں لیتے الغرض جو حال میرا ہے وہی تمہارا ہے پھر مجھے مسلمان ہونے سے کیا فائدہ ۔ سچ تو یہ ہے کہ مسلمان ہونے کا خیال اگر مجھے کبھی آتا بھی ہے تو آپ کی حرکتیں دیکھ کر رک جاتا ہوں ۔ نتیجہ :۔ بے عمل مسلمانوں نے اسلام کو بدنام کر دیا ہے ۔

شیر کی تصویر

اہل قزوین میں دستور تھا کہ ہر چھوٹا بڑا اپنے جسم پر کوئی نہ کوئی تصویر بنوا لیتا تھا ایک پہلوان تصویر بنوانے کے لئے مصوّر کے پاس آیا اور کہنے لگا میرے جسم پر شیر کی تصویر بنا دے ۔ مصوّر نے سوئی پکڑی اور اس کے جسم پر شیر کی تصویر بنانے کے لئے جسم میں سوئی چبھوئی پہلوان کو تکلیف ہوئی تو پوچھنے لگا شیر کا کونسا عضو پہلے بنانے لگے ہو مصوّر نے کہا پہلے شیر کی دُم بناؤں گا پہلوان نے کہا تم دُم رہنے دو بے دُم کا شیر زیادہ قوی ہوگا مصوّر نے پھر شیر کے کان بنانے کے لئے سوئی چبھوئی تو اُسے تکلیف ہوئی ۔ اُس نے

پوچھا اب کیا بنانے لگے ہو مصور نے کہا اب شیر کے کان بنانے لگا ہوں۔ پہلوان نے کہا کیا تمہیں معلوم نہیں کتے کے کان کاٹ دیئے جائیں تو وہ زیادہ بہادر نظر آتا ہے تم کان بھی رہنے دو اور باقی کا شیر بناؤ۔ مصوّر نے اب شیر کا پیٹ بنانے کے لئے سوئی چبھوئی تو یہ پھر تڑپا اور بولا اب شیر کا کون سا حصہ بنانے لگے ہو کہا شیر کا پیٹ۔ پہلوان نے کہا یہ پیٹ بھی رہنے دو اور باقی کا شیر بنا دو۔ مصوّر نے اب شیر کا منہ بنانے کے لئے سوئی چبھوئی اسے پھر تکلیف ہوئی پوچھا اب کون سا حصہ بنانے لگے ہو مصوّر نے کہا شیر کا مُنہ۔ پہلوان نے کہا منہ بھی رہنے دو اور باقی کا شیر بنا دو۔ مصوّر نے سوئی رکھ دی اور کہا جناب معاف فرمایئے ایسا شیر نہ کبھی دیکھا نہ سُنا جس کی نہ دُم ہو نہ کان نہ پیٹ اور نہ منہ ہو اور ہو شیر۔ سوئی کی تکلیف سے اتنا ڈرنا اور شوق یہ کہ شیر کی تصویر بنواؤں، معاف کیجئے ایسا شیر کہیں نہیں پایا جاتا۔ نتیجہ۔ اسی طرح مسلمان بھی وہ ہے جس میں اسلامی ارکان کی پابندی ہو۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ ہو اور جس میں اسلام کی کوئی چیز نہ ہو ایسا مسلمان نہ کبھی دیکھا نہ سُنا۔ شیر وہی ہے جس کے سارے اعضاء موجود ہوں مسلمان بھی وہی ہے جس میں سارے اسلامی ارکان موجود ہوں۔ یہ عجیب قصہ ہے کہ نہ دُم نہ پیٹ نہ کان نہ منہ اور شوق یہ کہ شیر بنے۔ یونہی یہ بھی عجیب بات ہے کہ نہ نماز نہ روزہ نہ حج نہ زکوٰۃ اور دعویٰ یہ کہ مسلمان ہوں۔

چڑیا کی نصیحتیں

ایک شخص نے پھندا لگا کر ایک چڑیا پکڑی چڑیا نے کہا تم نے آج تک کئی بکرے دُنبے اور مُرغ کھائے ہیں مجھ چھوٹی سی جان سے تمہارا کیا بنے گا؟ اگر تم مجھے چھوڑ دو تو میں تمہیں تین بڑی کارآمد نصیحتیں کروں گی جن پر عمل کرنے سے تمہارا بڑا فائدہ ہوگا۔ ایک نصیحت تو تمہارے ہاتھ پر کروں گی دوسری جب دیوار پر جا بیٹھوں گی اور تیسری اس وقت جب درخت کی شاخ پر جا بیٹھوں گی شکاری نے یہ بات مان لی اور چڑیا کو ہاتھ پر بٹھا کر پوچھا بتا پہلی نصیحت کیا ہے؟ چڑیا بولی میری پہلی نصیحت یہ ہے کہ جو بات نہ ہو سکنے والی ہو اُسے ہرگز نہ مانو۔ چڑیا یہ کہہ کر پھر دیوار پر جا بیٹھی اور کہا دوسری نصیحت یہ ہے کہ جو بات ہو جائے اس کا غم نہ کرو پھر شرارت کے ساتھ کہنے لگی تم نے غلطی کی جو مجھے چھوڑ دیا میرے پیٹ میں پاؤ بھر کا بیش قیمت موتی تھا اگر تم مجھے ذبح کر کے میرے پیٹ سے وہ موتی نکال لیتے تو تمہاری

سات پشتوں تک کے لئے کافی ہوتا یہ سُن کر وہ شخص بڑا پچھتایا کہ میں نے یہ کیا کیا؟ اگر اسے نہ چھوڑتا تو موتی پاکر امیر کبیر بن جاتا۔ اس نے چڑیا سے کہا ان باتوں کو چھوڑ اب تو میرے ساتھ آجا کہ میں تجھے گھر لے چلوں اور بڑے آرام سے اپنے پاس رکھوں چڑیا نے کہا میں سمجھتی ہوں کہ اگر میں تیرے پاس چلی گئی تو میرا کیا حشر ہوگا؟ چڑیا پھر اڑ کر درخت کی شاخ پر جا بیٹھی اور کہنے لگی میری پہلی نصیحت کو ابھی بھول گئے میں نے پہلی نصیحت یہ کی تھی کہ جو بات نہ ہو سکنے والی ہو اسے ہرگز نہ ماننا مگر تم نے یہ کیسے مان لیا کہ مجھ چھوٹی سی چھٹانک بھر چڑیا کے پیٹ میں پاؤ بھر کا موتی ہوگا یہ بات ممکن ہی کب ہے؟ دوسری میری بات یہ تھی کہ جو بات ہو جائے اس کا غم نہ کرو تم نے یہ دوسری نصیحت بھی بھلا دی اور غم کرنے لگے کہ چڑیا کو میں نے کیوں چھوڑ دیا شکاری نے کہا اچھا تیسری نصیحت تو بتاتی جاؤ چڑیا بولی میری پہلی دو نصیحتوں پر تم نے کب عمل کیا ہے؟ جو تیسری پر عمل کرو گے تمہیں کوئی نصیحت کرنا ہی فضول ہے یہ کہہ کر اڑ گئی۔

کمہار کا گدھا اور شاہی گھوڑے

ایک غریب کمہار کا گدھا بہت کمزور تھا خوراک اور کام زیادہ کی وجہ سے اس کی ہڈیاں نکل آئی تھیں چلتے ہوئے کمزوری کے باعث ہر قدم پر ٹھوکر کھاتا اور گر پڑتا تھا شاہی اصطبل کے محافظ نے ایک روز اس گدھے کو دیکھا تو ترس کھا کر کمہار سے کہا کہ تم یہ گدھا چند روز کے لئے میرے اصطبل میں بھیج دو وہاں گھوڑوں کی عمدہ خوراک اور شاہی خدمات پاکر یہ موٹا تازہ اور طاقت ور بن جائے گا۔ کمہار نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اپنا گدھا شاہی اصطبل میں بھیج دیا گدھا جب شاہی اصطبل میں پہنچا تو وہاں کی ٹھاٹھ اور گھوڑوں کے لئے شاہی انتظامات دیکھ کر اس کی آنکھیں کھل گئیں کئی سائیس گھوڑوں کے پاس کھڑے رہتے جو وقت پر انہیں گھاس دیتے تھے اور صبح و شام اُن کا بدن ملتے تھے ہر فرد بھنگی آکر ان کی لید و پیشاب اُٹھا کر فرش صاف ستھرا رکھتے تھے دن رات اُن کی خبر رکھی جاتی تھی اور وہ اتنے موٹے تازے اور خوش حال تھے کہ گدھے کے وہم میں بھی کبھی ایسی خوش حالی نہ آئی تھی یہ حال دیکھ کر گدھے نے اللہ سے عرض کی الٰہی! ہے تو بے ادبی لیکن میں پوچھتا ہوں کہ پیٹ تُو نے گھوڑے کو بھی دیا ہے اور مجھے بھی۔ لیکن میں تو بھوک سے مرتا رہا اور کمزور ہو گیا اور یہ گھوڑے طرح طرح کی غذاؤں سے موٹے تازے ہو گئے ہیں اس کا سبب کیا ہے؟ اتفاقاً دوسرے ہی روز جنگ

چھڑ گئی اور یہ سارے گھوڑے میدان جنگ میں بھیج دیئے گئے دوسرے روز جب یہ گھوڑے واپس اصطبل میں آئے گدھے نے دیکھا کہ سب کا بُرا حال ہو رہا تھا۔ سب لہولہان تھے اُن کے جسم میں تیر ابھی تک پیوست تھے خون ان کا بند ہی نہیں ہو رہا تھا معالج آئے گھوڑوں کو لٹا کر تیر نکالے گئے زخموں پر پٹیاں باندھی گئیں اور وہ سب گھوڑے تکلیف سے بڑے بے چین نظر آنے لگے۔ گدھے نے یہ منظر دیکھا تو سو بار توبہ کر کے اللہ سے کہنے لگا الٰہی! میرے کل کے شکوے کو معاف فرمائیں نے جو کچھ کہا تھا وہ میری غلط فہمی تھی الٰہی! میری خطا معاف فرما اور مجھے اس اصطبل سے نکال۔ اس اصطبل سے مجھے اپنے کمہار کا گھر سو درجہ اچھا ہے مجھے بھوک سے مرنا منظور ہے مگر یہاں رہنا منظور نہیں اس شاہی غذا سے گھر کی روکھی پھیکی اچھی۔ نتیجہ:۔ یہ کہ خدا جس حال میں رکھے اس پر قناعت کیجئے اس میں کئی حکمتیں ہوتی ہیں جن کا علم ہمیں نہیں ہوتا۔ اگر آپ غریب ہیں تو کسی امیر کو دیکھ کر خدا کا شکوہ ہرگز نہ کیجئے اگر غور کیجئے تو غریب ان امیروں سے سو درجہ اچھے ہیں غریب دن بھر محنت کرتا ہے دو ٹائم بھوک کے ساتھ سوکھی روٹی بھی کھائے تو لذت پاتا ہے اور رات کو میٹھی نیند سوتا ہے امیر دن میں کئی بار کھاتا ہے لیکن کھا کھا کر معدے کا بیڑہ غرق کر دیتا ہے۔ مرغ مسلم بھی کھائے تو لذت نہیں پاتا بلکہ بعض اوقات ایسے امراض میں گھر جاتا ہے کہ ڈاکٹر اسے منع کر دیتا ہے کہ یہ بھی نہ کھانا اور وہ بھی نہ کھانا اور امیر بیچارہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی کھانے سے محروم رہ جاتا ہے رات کو سو بھی نہیں سکتا۔ یہ نئی نئی بیماریاں بھی ان جدت پسند امیروں کے لئے ہیں ہارٹ اگر فیل ہوتے ہیں تو امیروں کے کسی غریب کا ہارٹ فیل نہیں ہوتا ہسپتالوں میں جائیے اور دیکھئے یہ ہسپتال امیروں کے دم قدم سے آباد ہیں محنت کش غریب کے نزدیک ایسی بیماریاں آتی ہی نہیں ایک دہقانی کا لطیفہ پڑھا تھا کہ اپنی زمین میں ہل چلا رہا تھا اسے بخار ہو گیا اسی وقت ننگے بدن زمین پر لیٹنے لگا ادھر اُدھر دوبارہ کروٹ بدل کر کہنے لگا ارے بخار! میرے پاس آ کر تجھے کیا ملے گا؟ میرے پاس نہ کوئی لچک دار پلنگ ہے اور نہ کوئی نرم بستر جو اس پلنگ پر بچھا کر تجھے آرام پہنچاؤں نہ میرے پاس کوئی پیسہ ہے کہ کوئی مزیدار دوائی یا سیرپ آپ کی بوتل پلاؤں بیوقوف اگر خدمت کرانی ہے تو کسی امیر کے گھر کا رُخ کر۔ یہاں تو یہی زمین کے ڈھیلوں پر کروٹیں ہی تیرے لئے ہیں،

دو چار کر دئیں لیں تو پسینہ آیا اور اس کا بخار اُتر گیا۔ شام کو گھر لوٹا تو اس کے پڑوسی امیر کو بخار ہو گیا اس نے سُنا تو کہنے لگا خدا کی قسم یہ بخار میں نے ہی بھیجا ہے الغرض غریب آدمی ہزار درجہ امیر سے بہتر ہے قیامت کے روز بھی زیادہ حساب امیروں کو دینا پڑے گا حدیث میں ہے امیروں سے پہلے غریب جنت میں جائیں گے امیر اپنی بے حساب دولت کا حساب ہی دیتا ہوگا کہ غریب اپنی چادر جھاڑ کر جنت میں جا پہنچیں گے۔

دو بچّوں کی ذہانت کے دو واقعے

۱۔ ایک روز احمد شاہ قاچار والی ایران نے اپنے وزراء سے پوچھا کہ بتاؤ سامنے والے حوض میں کتنے پیالے پانی ہے؟ وزراء حیران ہوئے کیا جواب دیں ایک دانا وزیر نے جواب دیا کہ یہ سوال آپ کسی طالب علم سے پوچھیں وہ ہی اس علم کے متعلق کچھ اندازہ پیش کر سکتے ہیں یہ مضمون اُن سے ہی متعلق ہے چنانچہ ایک ذہین طالب علم کو بلایا گیا اس لڑکے نے جواب دیا کہ جناب اگر پیالہ حوض کے برابر ہوگا تو ایک پیالہ اگر نصف حوض کے برابر ہوگا تو دو پیالے حوض میں پانی ہوگا اگر پیالہ حوض کا تہائی ہوگا تو تین پیالے۔ اگر چوتھائی ہوگا تو چار پیالے۔ علیٰ ھذاالقیاس! اگر پیالہ ہزارواں حصّہ ہوگا تو ہزار پیالے احمد شاہ اس برجستہ اور تسلی بخش جواب سے بہت خوش ہُوا اور معقول انعام واکرام سے نوازا۔

۲۔ کسی بادشاہ نے ایک تیلی سے دریافت کیا کہ ایک من تلوں سے کتنا تیل نکلتا ہے؟ تیلی نے کہا دس سیر۔ پھر پوچھا دس سیر میں سے؟ تیلی نے کہا اڑھائی سیر۔ بادشاہ نے پوچھا اڑھائی سیر میں سے تیلی نے کہا اڑھائی پاؤ۔ سلسلہ سوالات کے آخر میں بادشاہ نے پوچھا ایک تل میں سے کتنا تیل نکل سکتا ہے؟ تیلی نے جواب دیا کہ جس سے ناخن کا سرا تر ہو سکے۔ کاروبار دنیوی میں تیلی کی اس ہوشیاری سے بادشاہ بہت خوش ہُوا اور کہا علم دین سے بھی کچھ واقفیت ہے؟ تیلی نے کہا مطلق نہیں۔ بادشاہ نے ناراض ہو کر کہا کہ دنیا کے کاروبار میں اس قدر ہوشیار اور علم دین سے بالکل بے خبری۔ اس کو قید خانہ میں لے جاؤ۔ جب تیلی کو قید خانہ میں لے جانے لگے تو تیلی کا ایک لڑکا، خدمت شاہ میں عرض کرنے لگا کہ "میرے باپ کے جُرم سے مجھے مطلع فرمائیں تو کرم شاہانہ سے بعید نہ ہوگا" بادشاہ نے کہا۔ "تیرا باپ اپنے کاروبار میں تو اس قدر ہوشیار ہے لیکن علم دین سے

بالکل بے بہرہ ہے اس لئے اس غفلت کی سزا میں اسے قید خانہ میں بھیجا جاتا ہے"۔ تیلی کے لڑکے نے دست بستہ عرض کی حضور! یہ قصور اس کے باپ کا ہے جس نے اس کو تعلیم سے بے بہرہ رکھا نہ کہ میرے باپ کا۔ میرے باپ کا قصور اس حالت میں قابلِ مواخذہ ہوتا اگر وہ مجھے تعلیم نہ دلاتا، لیکن میرا باپ مجھے تعلیم دلا رہا ہے میں علم دین پڑھ رہا ہوں آئندہ حضور کا اختیار ہے آپ میرا علم دین میں امتحان لے سکتے ہیں۔ بادشاہ لڑکے کے اس جواب سے بہت خوش ہوا اور کہا "تمہاری تھوڑی سی تعلیم نے نہ صرف اپنے باپ کو مصیبتِ قید سے چھڑا لیا بلکہ تم کو بھی مستحقِ انعام ٹھہرایا" چنانچہ بادشاہ نے تیلی کو رہا کر دیا اور اس لڑکے کو معقول انعام دے کر رخصت کیا۔

حضرت علیؑ کی قبر میں مشکل کشائی

شیخ محمد تقی اصفہانی فرماتے ہیں کہ میں جس زمانے میں نجف اشرف تھا ایک طالب علم نے بیان کیا کہ میرا ایک ہمدرس دوست تھا ہم دونوں کربلا معلّٰی میں اکٹھے استاد کے پاس علم دین پڑھتے تھے وہ میرا دوست بیمار ہو گیا اور میں نے اپنے اُستاد کے ساتھ اسے تکلیف اور بیماری میں دیکھا اور ہم دونوں نجف اشرف روضۂ امیر المومنین کی زیارت کے لئے روانہ ہو گئے جب ہم دونوں استاد شاگرد زیارت سے فارغ ہو کر اپنی منزل پر پہنچے جب ہم سو گئے تو میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ میرا بیمار ہمدرس دوست صحرائے نجف میں موجود ہے میں نے کہا ہم نے تمہیں سخت تکلیف میں چھوڑا تھا تو یہاں کیسے آ گیا اور کس وقت آیا۔ اس نے کہا کہ میں آپ سے ایک روز بعد یہاں آیا ہوں اور میرے یہاں آنے کی کیفیت یوں ہے کہ جس روز آپ روانہ ہوئے اس سے دوسرے روز میں فوت ہو گیا مجھے غسل و کفن کے بعد دفنا دیا گیا میں نے قبر میں قبر کے ایک گوشے سے مہیب آواز سُنی گویا کہ قبر کو بیلچوں کے ساتھ کھود رہے ہیں پس میں نے قبر شگافتہ دیکھی دو آدمی ظاہر ہوئے انہوں نے مجھ سے میرے عقائد کے متعلق سوال کیا میں ان کی ہیبت کی وجہ سے جواب دینے پر قادر نہ ہو سکا زبان بند ہو گئی اور بولنے پر بالکل قدرت نہ تھی یہاں تک کہ میں نے قبر کے ایک طرف ایک چھوٹا سا سوراخ دیکھا میں نے وحشت کی کثرت کی وجہ سے اس سوراخ سے بھاگنے کا ارادہ کیا کہ ناگاہ ایک بزرگ شخص قبر میں ظاہر ہوئے اور ان دونوں شخصوں کو فرمایا کہ میں نے تمہیں نہیں کہا ہوا ہے کہ تمہارا طلبارِ دین کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے وہ یہ سنتے ہوئے وہاں سے رخصت ہو گئے میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان، آپ کون

ہیں کہ میری غلامی گوارا فرمایا میں علی ابن ابی طالب ہوں اے جوان اب یہاں کربلا معلی میں میرے بیٹے کے جوار میں رہنا چاہتے ہو یا نجف اشرف میں میرے ساتھ آنا چاہتے ہو میں ڈر چکا تھا عرض کی میں آپ کے ساتھ نجف میں رہوں گا پس میں حضور کے ساتھ یہاں آگیا ہوں وہ طالب علم بیان کرتا ہے کہ جب میں واپس کربلا آیا تو معلوم ہوا کہ بالکل اسی وقت میرا وہ دوست فوت ہوا تھا۔ جو وقت اس نے خواب میں بتایا تھا۔ اللھم ارزقنا شفاعۃ الائمۃ۔ خزینہ

مطلب کی آواز ہر کوئی سُن لیتا ہے

ایک گاؤں میں ایک لوہار تھا جس نے ایک کتا پال رکھا تھا لوہار کا کام دن بھر جاری رہتا اور ہر وقت ہتھوڑا بجتا تھا جس کی آواز دور دور تک جاتی تھی لوہار کا کتا سارا دن دکان میں سویا رہتا تھا ہتھوڑے کی تیز آواز میں بھی اس کی آنکھ نہ کھلتی تھی لیکن لوہار جب کھانا کھانے بیٹھتا تو کھانا کھاتے وقت لوہار کے منہ کی چپ چپ کی آواز سُن کر کتا فوراً جاگ اٹھتا۔ لوہار نے ایک روز کتے سے کہا کہ کمال ہے کہ میرے ہتھوڑے کی آواز تو محلہ بھر کے لوگ سُن لیتے ہیں لیکن تو نہیں سُنتا اور کھاتے وقت میرے مُنہ کی آواز تجھے فوراً سنائی دینے لگتی ہے یہ بتا کہ ہتھوڑے کی آواز تو کیوں نہیں سُنتا اور لقمے کی آواز تو کیسے سُن لیتا ہے؟ کتے نے جواب دیا یہ کوئی اچنبھے کی بات نہیں مطلب کی آواز ہر کوئی سُن لیتا ہے۔ نتیجہ:۔ آج کل کے مسلمان قرآن و حدیث اور فرامین معصومینؑ کی آواز پر تو سوتے رہتے ہیں لیکن جھوٹے افسانوں فلمی غزلوں اور گانوں پر اُن کی آنکھ کھل جاتی ہے نماز فجر کی اذان سُن کر آنکھ نہیں کھلتی مگر بیڈ ٹی کے چائے کے کپ کی آواز سے فوراً آنکھ کھل جاتی ہے۔ ماہِ رمضان میں دن کو روزہ رکھنے کا حکم تو نہیں سُنتے لیکن سحری کے وقت پراٹھے پکنے کی آواز سُن کر جاگ پڑتے ہیں اس میں کیا شک ہے کہ ہے سیدھی سی بات ہر کوئی لیتا ہے سُن مطلب کی بات

امیر کا فقیر ہمسایہ

ایک امیر کے پڑوس میں ایک فقیر رہتا تھا ایک دن امیر کا بیٹا فقیر کے گھر میں گیا دیکھا کہ فقیر مع بال بچوں کے کھانے میں معروف ہے امیر کے بچے کو خواہش پیدا ہوئی مگر فقیر نے کچھ توجہ نہ کی۔ وہ روتا ہوا گھر آیا اور ہر قسم کا کھانا دیا گیا وہ کہتا تھا کہ میں تو اسی قسم کا کھانا کھاؤں گا جیسا پڑوسی کھا رہا ہے امیر مجبور ہو کر فقیر کے پاس آیا اور واقعہ بیان کیا۔ درویش نے کہا" میں مجبور تھا اس لئے کہ جو کھانا ہم کھا رہے تھے وہ ہم پر حلال تھا اور آپ

پر حرام۔ کیونکہ انتہائی گرسنگی میں اکل حرام بھی حلال ہو جاتا ہے"۔ امیر اس بات سے بہت متاثر ہوا اور جو کچھ اس کے پاس نقد خزانہ تھا اس میں سے نصف اس فقیر کو دیا اور امیر رو دیا اور کہا" اگر خدا نے قیامت کے دن مجھ سے باز پرس کی کہ تیری ہمسائیگی میں ایسی صورت تھی اور تو حال ہمسایہ سے بالکل بے خبر تھا تو میں کیا جواب دونگا"

ایک اعرابی اور اس کا کتا

ایک اعرابی اپنے کتے کو ساتھ لئے کسی سفر میں گیا راستے میں کتا نڈھال ہو کر گر پڑا اور مرنے لگا ایک شخص وہاں سے گزرا اس نے اعرابی کو روتے ہوئے دیکھا اس نے رونے کا سبب پوچھا تو وہ کتے کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا بھائی یہ میرا کتا مر رہا ہے یہ میرا بڑا وفادار تھا دن کو میرے لئے شکار لاتا تھا رات کو میرے گھر کا پہرہ دیتا تھا اتنا بہادر اور دلیر تھا گویا کتا نہیں شیر تھا۔ افسوس اب یہ قریب المرگ ہے کتے کو اس حال میں دیکھ کر رو رہا ہوں اس شخص نے پوچھا کیا زخمی تھا یا بیمار تھا اسے ہوا کیا؟ بولا بالکل تندرست اسے کوئی مرض نہ تھا ہاں دو دن سے یہ بھوکا تھا بھوک سے نڈھال ہو کر یہ گر گیا ہے اور مر رہا ہے اس شخص نے اعرابی کے پاس ایک گٹھڑی دیکھی پوچھا اس میں کیا ہے؟ اعرابی بولا میرا یہ زاد راہ ہے اس میں حلوہ و نان ہے گوشت اور کھانے پینے کا دوسرا سامان ہے۔ اس نے کہا اے نادان! اس میں سے اسے کچھ کیوں نہیں دیتے تاکہ یہ بھوکا نہ رہے آنکھوں سے آنسوؤں کے تو دریا بہا رہے ہو اور روٹی کا ایک ٹکڑا اسے نہیں دیتے اعرابی نے جواب دیا آنسو بہانے میں تو کچھ خرچ نہیں ہوتا مگر روٹی کھلانے میں خرچ ہوتا ہے چونکہ میں سفر میں ہوں اس لئے مجھے پہلے اپنی جان بچانے کی فکر ہے۔ نتیجہ: آجکل ایسے مسلمان بھی نظر آتے ہیں جو آخرت کے خوف سے خوب روئیں گے وعظ سنیں گے تو نعرے لگائیں گے۔ سبحان اللہ! جزاک اللہ کی آوازیں بلند کریں گے لیکن اللہ کے راہ میں کچھ خرچ کرنے کی تلقین کی جائے تو پھر انہیں سانپ سونگھ جاتا ہے پھر نہیں بولتے گویا ایسے لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ہم سے نعرے لگوا لو، سبحان اللہ، جزاک اللہ کہلوا لو اور جتنا چاہے رُلوا لو لیکن خدا کی راہ میں کچھ دینے سے بچا لو۔ ایسے لوگ اگر نذر مانتے ہیں تو نوافل۔ سو نفل، دو سو نفل۔ لیکن غرباء کو کھانا کھلانے کی منت ہرگز نہ مانیں گے اس لئے کہ کہیں پیسے خرچ نہ ہو جائیں اسی طرح بعض لوگ ایسے بھی

ہیں جو خدا کی عظمت و توحید پر وعظ کرتے پھرتے ہیں کہ وہی سب کا خالق وہی مالک ہے وہی سب کچھ دینے والا ہے لیکن خود اس کے نام پر صدقہ وخیرات کرنے ایصالِ ثواب کیلئے اس کے نام پر کچھ پکا کر غربا کو کھلانے پلانے سے روکتے ہیں۔

شیر اور لومڑی

ایک شیر بوڑھا ہو گیا اور دوڑنے بھاگنے سے رہ گیا طاقت بھی نہ رہی اُس نے سوچا کہ شکار تو اب مجھ سے ہو نہیں سکتا کوئی ایسی تدبیر کروں جس سے ہر روز شکار پا سکوں چنانچہ وہ بیمار بن کر غار میں بیٹھ گیا تاکہ جانور میری عیادت کے لئے آئیں اس طرح جو جانور بھی میری عیادت کے لئے غار میں میرے پاس اندر آئے گا اسے کھا جایا کروں گا چنانچہ جانوروں کو شیر کی علالت کا پتہ چلا تو وُہ شیر کی عیادت کے لئے آنے لگے جو جانور بھی غار کے اندر حال پوچھنے جاتا واپس نہ آتا۔ ایک لومڑی بھی آئی اور غار کے دروازے ہی پر کھڑے ہو کر پوچھنے لگی حضور کی طبیعت کیسی ہے؟ شیر نے کہا باہر کیوں کھڑی ہو؟ اندر آجاؤ لومڑی بولی حضور! میرے اندر نہ آنے کی وجہ یہ ہے کہ میں نے جتنے بھی پاؤں کے نشان دیکھے ہیں سب اندر جانے ہی کے ہیں باہر آنے کا ایک نشان بھی نہیں اس لئے میں یہیں اچھی ہوں آپ کا مزاج پوچھ کر یہیں سے واپس چلی جاؤں گی۔ نتیجہ:۔ دانائی یہ ہے کہ جو کام بھی کیا جائے سوچ سمجھ کر کیا جائے اور اس کا انجام بھی دیکھ لیا جائے کہ کیا ہوگا اور جو ناعاقبت اندیش "دیکھا جائے گا" کہہ کر کام کر گزرتے ہیں۔ وُہ نقصان اٹھاتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جو یہ شعر پڑھا کرتے ہیں کہ ے عاقبت کی خبر خدا جانے۔ اب تو آرام سے گزرتی ہے۔ ایسے شاعروں اور شعروں سے تو لومڑی ہی اچھی رہی یہ بھی معلوم ہُوا کہ مغربی تہذیب کا غار بڑا خطرناک ہے اس کے اندر شیطان بیٹھا ہے جو بھی اندر گیا اسی کا لقمہ بن گیا بہتر یہی ہے کہ اس سے دور ہی رہا جائے ے

یہ تہذیب جس کی بڑی دھوم ہے حقیقت ہیں اس کی معلوم ہے
یہ حیوان ہے دشمن ہے انسان کی اسے کیا خبر دین وایمان کی

آنکھوں کی قربانی

ایک شہزادہ اپنی محلات کی کسی کنیز پر فریفتہ ہو گیا شہزادے کے زیادہ اصرار پر اس عصمت مجسم کنیز نے بظاہر رضامندی کے طور پر دریافت کیا آپ کو میرے حُسن میں سے سب سے زیادہ کون سی چیز پسند ہے؟ شہزادے نے کہا اگرچہ

تم سراپا تصویرِ حُسن ہو لیکن تمام اعضائے جسمانی میں سے مجھے تمہاری آنکھیں سب سے زیادہ پسند خاطر ہیں یہ سُنتے ہی لونڈی اندر گئی اور کسی طرح چھُری سے اپنی آنکھیں نکال کر یا نکلوا کر ایک طشت میں رکھ کر باآداب کنیزانہ شہزادے کے پیش کر دیں اور آنکھوں جیسی نعمت بے بہا سے ہمیشہ کے لئے محروم رہ کر اپنی عصمت کو محفوظ رکھا۔ شہزادہ یہ منظر دیکھ کر بے ہوش ہو گیا۔ ہوش میں آنے پر اس غیر متوقع اور اس قدر جرأت مندانہ اقدام کا اس پر ایسا زبردست اثر ہُوا کہ آئندہ کے لئے وہ ایسے گناہِ عظیم سے ہمیشہ کے لئے تائب ہو گیا۔ ؎

کی میرے قتل کے بعد اُس نے جفا سے توبہ ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا۔ غالب

دُنیا میں کوئی بندہ بے غم نہیں ہے

قید حیات و بند غم اصل میں دونوں ایک ہیں۔
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں؟

ایک شخص اس امر کا جویا تھا کہ آیا دنیا میں کوئی بندۂ خدا بے فکر و بے غم بھی ہے۔ جا بجا جستجو کرتا ہُوا ایک شہر میں جا پہنچا وہاں ایک باغ نظر آیا صحن چمن میں ایک کم سن نوخیز امیرزادہ کے گرد و پیش غلامان خوش اندام کمر بستہ کھڑے ہیں مطربان خوش الحان گاتے ہیں اور وہ امیرزادہ جڑاؤ جھولے کے اندر جھول رہا ہے انواع و اقسام کا سامان عیش و طرب مہیا ہے یہ سماں دیکھ کر اس کی سمجھ میں آیا کہ اب مدعا پایا یہ خوش نصیب ضرور بے فکر ہے اس نے امیرزادے سے کہا: "ماشاء اللہ تمام جہان میں ایک آپ کو دل شاد پایا ہے"۔ امیرزادے نے کہا "میاں صاحب کس خیال میں ہو آج شب میرے پاس ٹھہرو اور احوال واقعی سُنو۔

بہرحال رات کو امیر نے پوچھا میاں صاحب کیا کہتے تھے؟ اب کہئیے اس نے کہا مدت سے اس تجسس میں صحرانوردی اختیار کی ہے کہ الٰہی! اس عالم میں بے فکر و بے غم آدمی بھی ہے؟ لیکن افسوس کسی کو نہ پایا البتہ آپ کو دیکھ کر سجدۂ شکر بجا لایا کہ بھلا ایک تو بے فکر و بے غم پایا! امیر نے یہ سُن کر آہ بھری اور کہا "میاں صاحب! مجھ جگر خستہ و دل شکستہ کا حال نہ پوچھئے والدین نے بڑے ناز سے مجھے پالا بچپن میں شادی کر دی بیوی بھی بہت خوبصورت و نیک سیرت ملی اللہ تعالیٰ نے یہ لڑکے جو کھیل رہے ہیں، عطا فرمائے۔ قضارا وہ نیک بخت مرض مہلک میں مبتلا ہو کر مر گئی چند روز درد و غم رہا آخر صبر آ گیا پھر نکاح ثانی کیا دوسری بیوی پہلی سے بھی زیادہ

حسین۔ نیک سیرت و وفادار پائی نہایت خوشی سے زمانہ گزرنے لگا کچھ عرصہ بعد دفعتہً وہ بیمار پڑ گئی امید زیست باقی نہ رہی میں رونے لگا اُس نے کہا "کیوں روتے ہو؟ اگر میں مرجاؤں گی تو اپنی جان سے جاؤں گی تم اور لے آؤ گے آخر مجھ سے پہلی بیوی پر بھی تو تم عاشق تھے جب میں نے یہ بات سُنی تو غصے میں آکر اُسی کے رُوبرو اس بیج وفساد کو دُور کرکے کہا کہ بس اب تو دوسری بیوی نہ لاسکوں گا۔ اب نیرنگِ قدرت دیکھئے کہ ادھر تو میں نے یہ حرکت کی، اُدھر اس کو صحت ہونا شروع ہوگئی اب ہم عجیب حسرت وافسوس میں گرفتار ہیں کہ جس کا بیان محال ہے آپ ہی انصاف فرمائیں کہ مجھ سا کوئی اور بھی دنیا میں دُکھی ہے۔ ؎

درین دنیا کسے بے غم نہ باشد اگر باشد بنی آدم نہ باشد
؎ حساب آپ روانہ حشر میں ہوگا تو کہہ دوں گا پیا ہے عمر بھر خونِ جگر غم میں نے کھایا ہے
؎ اگر غم را چو آتش دود بودے جہاں تاریک گشتے جاودانہ
؎ سراسر گرد گیتی گر بگردی نیابی ہیچ کس را شادمانہ

حکماء وفلسفی اور دانایانِ روزگار کی اکثریت نے انسانی زندگی میں رنج والم کے حصے کو خوشی ومسرت سے کئی گنا زیادہ بتایا ہے۔ تجربات ومشاہدات بھی اس مقولے کے شاہد عادل ہیں اسی نکتہ اور فلسفہ کی طرفداری میں کچھ قدیمی باشندگانِ تھریس بچے کی پیدائش پر آہ وزاری کیا کرتے تھے اسی احساس وجذبہ نے بہت سے عقلمند انسانوں کو اس قاعدے کا پابند بنا دیا تھا کہ وہ اپنی پیدائش کے دن کو بجائے سالگرہ کی تقریب منانے کے " یوم حزن " قرار دیتے تھے افلاطون اپنے مکالمے میں سقراط کی زبان سے کہلاتا ہے: " اگر موت ہمیشہ کے لئے فقدانِ شعور وعدم احساس کا نام ہے تو یہ ایک نعمت بے بہا ہے۔

ظالم راجہ نے کیوں توبہ کی ایک راجہ بڑا بے رحم اور ظالم تھا رعایا کے لوگ دُعا مانگتے تھے کہ اللہ اُس کے ظلم سے پناہ دے اس کے ظلم سے دستبردار اور منصف عادل اور رعایا پرور ہوجانے کی وجہ یہ ہوئی۔ ایک روز یہ راجہ جنگل میں شکار کھیلنے کے لئے گیا وہاں کیا دیکھتا ہے کہ ایک کُتا لومڑی کے پیچھے دوڑا چلا جاتا ہے آخر کُتے نے لومڑی کی ٹانگ پکڑ لی۔ غریب لومڑی ٹانگ کُتے کے مُنہ میں چھوڑ کر جان بچا کر بھاگی اس تماشے

کے بعد چند ہی قدم آگے بڑھا کہ ایک شخص نے دل لگی میں ایک پتھر اس طرح گھما کر مارا کہ کتے کا سر پھٹ گیا ایک گھوڑا سرپٹ دوڑتا ہُوا آ رہا تھا کہ پتھر مارنے والا اس کی جھپٹ میں آ گر گرا اور اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی گھوڑا ابھی دُور نہ گیا تھا کہ خود اُس کی ٹانگ ایک سوراخ میں پھنس کر ٹوٹ گئی یہ ماجرا دیکھ کر اس کے دل میں سخت چوٹ لگی اور اس کی آنکھوں کے سامنے فوراً اپنی برائیوں اور بے رحمیوں کا نقشہ کھنچ گیا اس نے سمجھ لیا کہ اس دُنیا میں بُرے کام کا نتیجہ جلد ہی مل جاتا ہے۔

خلیفہ کے غلام کی بیماری

مصابیح القلوب میں ہے بیان کرتے ہیں کسی خلیفہ کا ایک غلام تھا جو جمال اور کمال میں بے مثال تھا خلیفہ اس سے بہت محبت کرتا تھا ناگاہ وہ غلام بیمار ہو گیا حکماء و اطباء نے بہت علاج کیا لیکن وہ دُرست نہ ہُوا ہر روز اس کی بیماری اور کمزوری بڑھتی ہی گئی۔ ایک حاذق طبیب آیا اس نے خلوت میں اس سے کہا کہ مجھے بتاؤ تمہیں کیا ہوا ہے؟ کیونکہ بظاہر تمہیں کوئی بیماری نہیں ہے اس نے کہا میرے ساتھ ایک واقعہ ظہور پذیر ہُوا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں خلیفہ کو شراب پیش کیا کرتا تھا اور ایک جماعت اُس کی دُشمن تھی انہوں نے مجھے اس بات پر مجبور کر لیا کہ خلیفہ کے شراب میں زہر ملاؤں میں نے اس کے شراب میں زہر ملائی وہ جانتا ہے اور مجھ پر جفا نہیں کرتا ہے میں جانتا ہوں کہ وہ جانتا ہے میں اس شرمندگی کی تاب نہیں لا سکتا وہ ہر روز مجھے نوازتا ہے اور میری خجالت و شرم کم نہیں ہوتی گویا کہ جان نکل رہی ہے۔ ہمارا حال بھی ایسا ہی ہے ہم جو کرتے ہیں اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے اور جانتا ہے ہم بھی اپنی شرمندگی یا نافرمانی اور جرأت کو دیکھیں اگرچہ وہ اپنی مہربانی سے جفا نہیں کرتا۔ خزینہ

جعفر بن یحییٰ بن خالد برمکی کے قتل کی دردناک داستان

خلافت ہارونیہ کے دَور میں یحییٰ بن خالد برمکی وزیر کو مکمل اختیار حاصل تھا اس کے چند بیٹے تھے لیکن ان میں جعفر بن یحییٰ کے ساتھ ہارون کو اتنی محبت تھی جو درجۂ عشق تک پہنچی ہوئی تھی عباسہ جو ہارون کی بہن تھی اور اسے اپنے جد کے نام سے موسوم کیا گیا تھا یہ تینوں (ہارون، جعفر، عباسہ) کی محبت یہاں تک پہنچی ہوئی تھی کہ ساری رات خلوت میں صحبت کرتے تھے لیکن ہارون نے جعفر پر سختی کے ساتھ یہ پابندی لگائی ہوئی تھی کہ میری عدم موجودگی میں عباسہ

کے ساتھ بالکل خلوت نہ کرے اس خاندان کے تقرب اور عزت کے متعلق اسماعیل بن یحییٰ ہاشمی بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ میں ہارون کے ساتھ بغداد سے باہر شکار کے لئے گیا معلوم ہوا کہ بغداد کے ارد گرد کی تمام بستیاں جعفر کی ملکیت تھیں پس ہارون نے مجھے کہا کہ جہاں جاتے ہیں مال جعفر ہی معلوم ہوتا ہے جب بغداد کے قریب یہ حال ہے تو بیرونی شہروں کا کیا حال ہو گا؟ میں نے عرض کی وہ آپ کا خادم ہے یہ سب گویا کہ آپ کا مال ہے ہارون نے کہا ایسا نہیں ہے دوسرے روز ہارون کے مکان پر جو دجلہ کے قریب تھا میں حاضر ہوا ہم سیر کر رہے تھے ہم نے قریب ہی جعفر کی ایک عمارت کو بھی دیکھا لوگوں کے گروہ وہاں داخل ہو رہے ہیں ہارون نے مجھے کہا دیکھو جعفر کی منزل میں ہر قسم کے کس قدر لوگ داخل ہو رہے ہیں اور ہماری کوئی پروا ہی نہیں کرتا اس منظر سے ہارون کو بہت دکھ اور صدمہ ہوا اور پھر مزید یہ کہ ان دنوں میں پورے خراسان کی ولایت بھی اسے واگزار کردی تھی۔ پھر اس کے بعد ہارون جب حرم میں داخل ہوا تو اس نے اپنی مخصوص محبوبہ حرم زبیدہ سے جعفر کے تمول، شوکت اور قوت کو بیان کیا اور ظاہر کیا کہ ڈرتا ہوں کہ وہ خراسان جاکر اس سے زیادہ قوت پیدا کر کے جب واپس آئے تو کہیں مدعی خلافت نہ ہو جائے زبیدہ نے کہا کہ جعفر کا یہ سب حال تو آشکار ہے اور مخفی تو مخفی ہے اگر تو جعفر کی محبت میں غرق نہ ہوتا تو میں تجھے مطلع کرتی۔ جو میں جانتی ہوں وہ اس سے سخت تر ہے ہارون نے اصرار کیا کہ جو بھی ہے بیان کرو اس نے کہا میں وہ بیان نہیں کر سکتی خواجہ سرا کو طلب کرو۔ اسے تہدید کرو تاکہ جو کچھ وہ جانتا ہے بیان کرے ہارون نے خواجہ سرا کو طلب کیا اور کہا کہ جعفر کے متعلق جو کچھ جانتا ہے بیان کر ورنہ میں اس تلوار کے ساتھ قتل کردوں گا خواجہ سرا نے کہا کہ جعفر نے خلیفہ کے ساتھ بہت خیانت کی ہے آپ نے جعفر پہ اپنی عدم موجودگی میں عباسہ کے ساتھ خلوت کرنے کی پابندی لگائی تھی اس نے آپ کے فرمان کے خلاف کیا ہے اور اس کے ساتھ خلوت میں مباشرت کی ہے اور اب تک اس سے تین بیٹے پیدا ہو چکے ہیں۔ ہارون نے کہا اب تک یہ قضیہ تو نے مجھ سے کیوں بیان نہیں کیا اس نے عرض کی۔ میں نے جعفر۔ عباسہ اور آپ سے ڈرتے ہوئے یہ جرأت نہیں کی ہے، ہارون نے کہا اس کے بیٹے کہاں ہیں؟ عرض کی ایک دو سال کی عمر میں فوت ہو گیا اور دو بیٹوں کو مدینہ بھیج چکا ہے ہارون نے جب یہ کیفیت سنی تو کہا کہ اس نے مجھے

ذلیل و رسوا کیا ۔ پس پھر غروب آفتاب کے وقت مسرور خادم کو کہا کہ دس طاقت ور آدمی حاضر کرو اور عمارت کے وسط میں کنواں کھدوا پھر خود مسرور خادم کے ساتھ عباسہ کی عمارت پر آیا مسرور کو کہا کہ عباسہ کا گلا گھونٹ دو پھر اس کی لاش صندوق میں بند کر کے کوئیں میں ڈال دو، تعمیل ہوئی پھر ہارون نے مسرور کو تہدید کی کہ مبادا اس کیفیت کا اظہار کرے اس کے بعد جعفر کو اپنے پاس طلب کیا پس مسرور نے اُسے قتل کر کے اس کا سر ہارون کو پیش کیا پھر ہارون نے حکم دیا اس کا سر اس کے باپ یحییٰ کے پاس لے جاؤ یحییٰ نے جب سر دیکھا تو کہا کہ امیرالمومنین کو کہہ دینا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ نے جعفر کی دنیا فاسد کی اور اس نے آپ کی آخرت برباد کر دی پھر ہارون نے حکم دیا کہ جعفر کی لاش کو تیل میں ڈال کر آگ لگا دیں پھر جعفر کے باپ یحییٰ اور جعفر کے بھائی فضل کو قید کرا دیا پھر حکم دیا کہ آل برمک کے تمام گھروں کو گرا دیں اور ان کا جو کچھ دیکھیں غارت کر دیں یہاں تک کہ عتابہ جعفر کی ماں گوسفند کے ایک چمڑے تک کی محتاج ہو گئی ۔ چنانچہ زینت المجالس میں ہے ایک آدمی بیان کرتا ہے کہ میں اپنی ماں کے گھر عید کے روز اسے مبارک باد دینے کے لئے گیا میں نے ایک عورت کو اپنی ماں کے پاس دیکھا جو بہت گھٹیا اور پھٹے پرانے لباس میں تھی میری ماں نے کہا اسے پہچانتے ہو عرض کی نہیں ماں نے کہا یہ جعفر برمکی کی ماں ہے میں اس کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کی لے اماں عجائب روزگار کی کوئی بات سُنا اس نے کہا بیٹے ! ایک عید مجھ پر وہ گزری ہے کہ سو کنیزیں زریں کمربند باندھے میری خدمت میں کھڑی تھیں اور میں پھر بھی اپنے بیٹے پر ناراض تھی کہ تو نے حق ادا نہیں کیا اور آج بھی مجھ پر عید گزر رہی ہے کہ اگر گوسفند کے دو چمڑے مل جائیں ایک کو بستر اور دوسرے کو لحاف بناؤں تو بڑی خوش قسمت ہوں پھر میں نے حکم دیا کہ اسے پانچ سو درہم دیئے جائیں اسے اتنی خوشی ہوئی گویا کہ بے ہوش ہو رہی تھی ۔ ملخص نزہۃ

● دنیا انگشت بدنداں ہے کہ ہارون رشید نے اس عظیم اور وفادار خاندان کے ساتھ ایسا سلوک کیوں کیا ۔ لوگوں نے خاندان برمک کے زوال کی اصل وجہ معلوم کرنے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہے ۔ قطعی اور مثبت وجوہات چونکہ میسر نہ تھیں اس لئے لوگوں نے اپنے اپنے خیال کے مطابق برامکہ کے زوال کو افسانوی رنگ دینے کی کوشش کی ہے ۔ تاریخ اسلام میں کافی اسباب درج کئے گئے ہیں ۔ تفصیل دیکھی جا سکتی ہے ۔

شہنشاہ اساطرون کی بیٹی کی باپ سے بے وفائی

اساطرون ایک عظیم شہنشاہ تھا اس کا شہر فرات کے کنارے پر تھا اور اتنا طاقتور تھا کہ شاہ پور ذوالاکتاف اس سے خائف تھا شاہ پور نے جب قیصر روم کے ساتھ صلح کی تو پھر اس نے اساطرون کے شہر کی تسخیر کا ارادہ کیا پورا لشکر کشی کی اور اس کے شہر کو گھیر لیا۔ اُسے فتح کرنے کی کوئی سبیل نظر نہ آ رہی تھی متحیر ہوا۔ شہنشاہ اساطرون کی بیٹی کی نگاہ قلعہ کے اوپر سے شاہ پور پر پڑی اس پر فریفتہ ہو گئی اس نے کسی طرح شاہ پور کو خط بھیجا اس میں لکھا کہ اگر مجھے اپنے عقد میں لے آؤ تو میں قلعہ فتح کرنے کی راہ سمجھاتی ہوں شاہ پور نے اسے قبول کر کے رضامندی کی اطلاع کر دی جب اساطرون کی بیٹی نے لشکر کو تسخیر کا راز سمجھایا تو اسی رات اس کی ہدایت کے بموجب شاہ پور کا لشکر قلعہ میں داخل ہو گیا شاہ پور نے اساطرون کو قتل کر دیا اور اس کا سر نیزے پر بلند کر کے تمام اہل شہر کو دکھایا تمام اہل شہر شاہ پور کے مطیع ہو گئے۔ پس حسب وعدہ شاہ پور نے اساطرون کی بیٹی سے عقد کر لیا اس کے ساتھ کچھ مدت بسر کی ایک شب شاہ پور نے دیکھا کہ اساطرون کی بیٹی کی پشت پر خون جمع ہو گیا ہے اُس نے اس خون آلودگی کا سبب پوچھا اس نے کہا درخت کا ایک پتہ میرے بستر پر تھا اس نے میرے بدن پر خراش کی۔ شاہ پور نے کہا باپ نے تجھے کس غذا سے تربیت کی تھی کہ تیرا بدن اس قدر نازنین ہے اس نے کہا مُرغ کے تخم کی زردی۔ گوسفند کے سر کا مغز اور شہد میری غذا تھی۔ شاہ پور نے سر جھکا کر یہ کلمات سُنے اور متفکر ہوا تھوڑی دیر بعد اس نے سر اٹھایا اور کہا تو نے اپنے ایسے مہربان باپ سے ایسی بے وفائی کی تو میرے ساتھ کس طرح وفا کرے گی پس اس نے حکم دیا کہ اس کے سر کے بال گھوڑے کی دُم کے ساتھ باندھیں اور گھوڑا اسے جنگل کی جھاڑیوں میں کھینچتا ہوا دوڑے یہانتک کہ نوبت ہلاکت تک پہنچ جائے۔

سعد بن معاذ کی وفات کا منظر

امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے جناب رسولؐ خدا کو اطلاع ملی کہ سعد وفات پا گئے ہیں۔ پس حضرت اصحاب کے ساتھ اُن کی تشییع کے لئے تشریف لائے اُن کے غسل کفن میں شریک ہوئے، اپنی عبا قبا بدن سے اُتار دی ان کے جنازے کو دھنے۔ بائیں کندھا دیا یہاں تک کہ انہیں قبر کے

نزدیک لائے پس خود سعد کی قبر میں داخل ہوئے لحد کو خود آراستہ کیا دفن تک تمام امور اپنے ہاتھوں سے سرانجام دیئے دفن سے فراغت کے بعد خود قبر پر خاک ڈالی قبر کو درست کیا اور فرمایا میں جانتا ہوں سعد کا بدن جلد ہی بوسیدہ ہو جائے گا لیکن اللہ ہر کام محکم کرنے والے بندے کو دوست رکھتا ہے جب دفن سے مکمل فارغ ہوئے تو سعد کی ماں نے ایک گوشے سے سعد کو خطاب کیا۔ اے سعد تمہیں جنت مبارک ہو، آپ نے سعد کی ماں سے فرمایا خاموش رہ اے سعد کی ماں! پروردگار پر جرأت مت کر۔ دوسری روایت میں ہے کہ اللہ پہ لازم نہ کر کہ اُسے بہشت میں داخل کرے کیونکہ سعد پر تو فشار قبر ہو رہا ہے حاضرین نے تعجب کے ساتھ عرض کی کہ جناب آپ نے سعد پر اس قدر الطاف و رحم فرمایا کہ اتنا کسی صحابی پر نہیں فرمایا باوجود اس کے آپ فرما رہے ہیں کہ اسے عذاب قبر ہو رہا ہے حضرت نے فرمایا ہاں وہ اپنے گھر میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ بد خلق تھا۔ خشونت، سختی اور تندی کرتا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ ان کے تشییع کے لئے ستر ہزار فرشتے آسمان سے نازل ہوئے تھے کیونکہ یہ ہر وقت اُٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے سورۂ توحید کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ خزینہ۔

حقیقی نیکی

ایک ضعیف آدمی نے اپنے تینوں بیٹوں کو رو برو بُلا کر اپنی تمام نقدی، جائیداد مساوی طور پر تقسیم کر دی اور ایک بیش قیمت جواہر دکھا کر کہا کہ اس کا مستحق وہ بیٹا ہوگا جو میری زندگی کے بقیہ چند ایام میں سب سے اچھا کوئی نیکی کا کام کرے گا۔ کچھ عرصہ بعد ایک لڑکے نے آکر کہا کہ وہ جواہر مجھے دیجئے بوڑھے نے پوچھا کہ کس نیکی کے عوض؟ لڑکے نے کہا کہ ایک شخص نے پانچ ہزار روپے میرے پاس بطور امانت رکھے جس کے متعلق نہ کوئی نوشت تھی اور نہ ہی کوئی گواہ۔ اس شخص کے واپس آنے اور امانت طلب کرنے پر میں نے اس کی پانچ ہزار روپے کی امانت اس کو واپس کر دی۔ حالانکہ اگر میں انکار کر دیتا تو وہ میرا کچھ نہ بگاڑ سکتا تھا اس سے بڑھ کر نیکی کا کام اور کیا ہو سکتا ہے؟ بوڑھے نے ہنس کر کہا کہ نیکی کا یہ ایک معمولی کام ہے جس کو کچھ اہمیت نہیں دی جا سکتی زیادہ سے زیادہ یہ کہ تم ایک گناہ سے بچ گئے اگر دوسرے دونوں لڑکوں نے میری زندگی میں اس سے زیادہ اچھا کام نہ کیا تو مرتے وقت یہ جواہر تم کو دے دیا جائے گا۔ چند روز کے بعد دوسرا لڑکا بوڑھے باپ کی خدمت میں حاضر

ہوا اور وہ جواہر طلب کیا۔ بوڑھے نے پوچھا "کس نیکی کے عوض"۔ لڑکے نے جواب دیا کہ دریا نہایت طغیانی پر تھا اتفاقاً ایک لڑکا پُل پر سے دریا میں گر گیا اس کے ماں باپ اور دیگر سینکڑوں اشخاص میں سے کسی کو اس کے نکالنے کا حوصلہ نہ ہوا میں نے اپنی جان کو صریح خطرے میں ڈال کر بڑی مشکل کے ساتھ اس لڑکے کو زندہ نکالا اس سے بڑھ کر نیکی اور قربانی کی کیا مثال ہو سکتی ہے؟ بوڑھے نے مسکرا کر کہا کہ ہمدردی اور انسانیت کا یہ ایک معمولی فعل ہے۔ اور اگر تیسرے بیٹے نے اس سے بہتر کوئی کارنامہ نیکی کا نہ دکھایا تو یہ جواہر تم کو دے دیا جائے گا۔ چند روز کے بعد تیسرا لڑکا باپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے بخلاف دونوں بھائیوں کے جواہر تو طلب نہ کیا البتہ اپنی کارگزاری یوں بیان کی کہ میرا ایک جانی دشمن نشہ شراب سے مخمور پہاڑ کے ایک غار کے منہ پر اس طریقے سے بے ہوش پڑا تھا کہ اِدھر اُدھر ذرا سی حرکت کرنے پر وہ اس قدر بلندی سے گر کر ضرور مر جاتا۔ باوجود اپنا جانی دشمن جاننے کے میں نے اس کو اُٹھایا اور اپنے منہ کو میں نے کپڑے سے ڈھانپ لیا تاکہ اگر وہ جاگ جائے تو میری صورت پہچان کر شرمندہ نہ ہو اور رات کی تاریکی میں اپنی پشت پر بٹھا کر اس کے گھر چھوڑ آیا بوڑھے نے بلا تامل وہ جواہر اس کے حوالے کیا اور کہا درحقیقت تیری نیکی قابلِ صد ہزار ستائش اور حقیقی نیکی ہے اور اس جواہر کا تیرے سے زیادہ کوئی مستحق نہیں ہو سکتا۔ سچ ہے کہ نیکی وہی ہے جو دشمنوں اور بُرے لوگوں کے ساتھ کی جائے۔

محبت علیؑ میں ہاتھ کٹا۔ انجام

بنی عباس کے دور میں ایک بخیل مرد تھا جو اہل بیت عصمت کا دشمن تھا لیکن اس کی بیٹی آلِ محمدؐ کی محبت رکھتی تھی اس نے اپنی بیٹی کے لئے دو روٹیاں مقرر کی ہوئی تھیں ایک روز جب وہ مرد گھر پر نہ تھا۔ ایک سائل نے دروازے پر علیؑ کے واسطے سے سوال کیا پس اس دختر نے دونوں روٹیاں اُسے دے دیں اسی اثنا میں اس کا ملعون باپ رستے میں پہنچ گیا اس نے سائل کو دو روٹیوں کے ساتھ اپنی منزل کے در پر دیکھا اس سے سوال کیا یہ روٹیاں تمہیں کس نے دی ہیں؟ سائل نے جواب دیا کہ اس گھر کی دختر نے پس وہ ملعون گھر میں داخل ہوا اور بیٹی سے کہا تُو نے سائل کو دو روٹیاں کیوں دی ہیں؟ اس نے کہا سائل نے مجھے ایسا واسطہ دیا کہ میں اُسے رد نہ کر سکتی تھی اس نے

کہا وہ کون ہے دختر نے کہا امیر المومنین حضرت علیؑ ہیں باپ نے کہا کیا تو اُن سے محبت کرتی ہے؟ دختر نے کہا میری جان علیؑ پر قربان۔ پس اس ملعون نے کہا کس ہاتھ کے ساتھ اُسے روٹی دی ہے؟ کہا دہنے ہاتھ کے ساتھ۔ ظالم نے کہا اگر تو ان کی محبت میں سچی ہے تو اپنا ہاتھ بڑھا کہ ان کی محبت میں قطع کیا جائے۔ دختر نے کہا حضرت علیؑ کی محبت میں ہاتھ قطع کرانا آسان ہے لیکن اے باپ! مجھے یوں محتاج نہ کر۔ اُس نے ہر چند زاری کی باپ نے قبول نہ کیا۔ اس کا دہنا ہاتھ قطع کر دیا اور گھر سے نکال دیا وہ دختر بیابان کی طرف سدھاری۔ ایک درخت کے نیچے آ ئی بیٹھ گئی۔ شدّتِ درد سے غش کر گئی قضارا اس علاقے کا سلطان شکار کرتے ہوئے وہاں پہنچا اس نے وہاں درخت سے آسمان تک نور دیکھا درخت کے نیچے ایک دختر مشاہدہ کی کہ اس کا دہنا ہاتھ بریدہ ہے، بے ہوش ہے اور ہاتھ سے خون جاری ہے پس گھوڑے سے اُترا اس کے ہاتھ پر پٹی باندھی۔ خون بند ہُوا پس دختر ہوش میں آئی، دیکھا تو ایک خوبصورت نوجوان اس کے سرہانے بیٹھا ہے اسے سلام دیا سلطان نے حال پوچھا اس نے تمام داستان سنائی اس عادل بادشاہ نے کہا غم نہ کر تو میری دنیا و آخرت میں بیٹی ہے میرا ایک بیٹا ہے میں اس کے ساتھ تیرا عقد کر دوں گا پس اسے لشکر کے پاس لایا اور پھر گھر آکر اپنے حرم سرا میں داخل کیا اور اس کے ہاتھ کا علاج کیا۔ وہ دختر دن کو روزہ رکھتی رات عبادت میں گزارتی پھر بادشاہ نے اپنے بیٹے کے ساتھ اس کا عقد کر دیا۔ ابھی تک اس کے بیٹے کو اس کے بریدہ ہاتھ کا علم نہ تھا۔ پہلی رات شہزادے نے اس سے پانی طلب کیا اس نے مجبورًا بائیں ہاتھ سے پیش کیا۔ شہزادے نے از روئے مزاح کہا کہ باپ نے وہ زوجہ عطا کی ہے جو دہنے اور بائیں ہاتھ میں فرق نہیں کرتی۔ دختر اس کلمہ سے افسردہ ہوئی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ جب شہزادے نے یہ حالت دیکھی تو اپنے اس کلام پر افسوس ہُوا اور اپنی خواب گاہ میں جا کر سو گیا پس دختر اٹھی وضو کیا دو رکعت نماز بجا لائی نماز کے بعد سجدے میں سر رکھ دیا بارگاہِ ذوالجلال میں عرض کی خدایا! تو جانتا ہے میں نے اپنا ہاتھ محبت علیؑ میں دیا ہے پس اُسے غشی طاری ہوئی دیکھا کہ ایک نور ہے کہ اس نے تمام زمین و آسمان کو روشن کر دیا ہے اس نور کے دو ٹکڑے ہو گئے ان کے درمیان ایک تخت نمودار ہُوا جس پر ایک عورت اور چار مرد تشریف فرما ہیں اُن کے نور سے تمام گردش

ہے پس وہ عورت تخت سے نیچے آئی اس دُختر کو اپنی بغل میں لیا اسے فرمایا غم نہ کر، تمہارا غم ختم ہوگیا میں فاطمہؑ زہرا ہوں اور یہ چار مرد جو تخت پر ہیں۔ میرا باپ محمد مصطفیٰؐ۔ میرے شوہر علی مرتضیٰؑ دو میرے بیٹے حسنؑ و حسینؑ ہیں پس صدیقہ طاہرہ نے امیرالمومنینؑ سے عرض کی اس کا ہاتھ آپ کی محبت میں قطع ہُوا ہے دعا کریں اس کا ہاتھ ٹھیک ہو جائے پس حضرت علیؑ تخت سے نیچے اترے اپنا ہاتھ بلند کیا۔ ایک ہاتھ ہوا سے پکڑا اور دختر کے ہاتھ کے ساتھ جوڑ دیا پھر یہ پانچوں نگاہوں سے غائب ہو گئے دختر خواب سے بیدار ہوئی تمام واقعہ شہنشاہ اور شہزادے کو سنایا تمام نے سجدۂ شکر ادا کیا اور بقیہ زندگی خوشی کے ساتھ گذاری۔ خزینہ

تعلقاتِ دنیوی کی زیادتی سے بچو

ایک گیانی مہاتما چلتے چلتے کسی شہر میں گئے اور بیرونِ شہر ایک درخت کے نیچے دھونی رما دی چند دن رہنے پر ایک سیٹھ صاحب کی عقیدت ہو گئی کیونکہ سادھو صاحب ایک لنگوٹی باندھے، ننگے جسم اور ننگے پاؤں رہتے تھے۔ اس لئے سیٹھ نے ایک خوشنما جوتا۔ سادھو کی نذر کیا تاکہ زمین کی تپش اور کانٹوں سے پاؤں کا بچاؤ رہے۔ مہاتما مُسکرا کر کہنے لگے کہ "سیٹھ جی! ہمیں جوتا پہننے میں تو انکار نہیں لیکن جوتا نہایت قیمتی خوشنما اور شاندار ہے، ننگے بدن کے ساتھ اس خوبصورتی میں دھبہ لگے گا اس کے ساتھ تو اس قسم کی قیمتی پوشاک بھی لازمی ہے" سیٹھ نے کہا "ہمیں تو اس بات کی خوشی ہے کہ آپ کوئی حکم دیں اور یہ معمولی بات ہے پوشاک تیار ہو جائے گی" مہاتما۔ سیٹھ جی! اتنی قیمتی پوشاک اور خوشنما جوتے کے ساتھ ساتھ ہاتھ میں کوئی خوبصورت چھڑی نہ ہو تو لطف نہیں آتا۔ سیٹھ۔ مہاتما جی! یہ درست ہے، چھڑی بھی لے لیجئے۔ مہاتما۔ یہ سب کچھ ٹھیک ہوگیا لیکن اگر دُور جانا پڑے تو اتنی زرق برق پوشاک میں پیدل چلنا تو خلافِ شان ہے۔ سیٹھ۔ تو کیا بات ہے ایک نہایت اچھا اور خوبصورت گھوڑا مع زین دے دیا جائے گا۔ مہاتما۔ بہت خوب، لیکن اور بات ضروری ہے کہ کہیں باہر دوسرے گاؤں جانے پر گھوڑے کی سیوا کون کرے گا؟ سیٹھ۔ بے شک سوامی جی ایک نوکر ضرور چاہیئے میں اس کا بھی انتظام کر دوں گا۔ مہاتما۔ لیکن نوکر کی تنخواہ گھوڑے کا خرچ اور اس پوشاک کے پُرانے ہو جانے کے بعد نئے کپڑوں کا انتظام اتنا خرچ کون برداشت کرے گا؟ سیٹھ۔ سوامی جی! آپ کی کرپا اور دُعا سے میرے پاس پرماتما۔ خدا کا دیا سب کچھ

ہے کچھ زمین آپ کے نام کر دوں گا آپ بآرام زندگی بسر کریں گے۔ مہاتما تو اس صورت میں شادی خانہ آبادی کی صورت بھی درپیش ہوگی۔ سیٹھ کیا پرواہ ہے شادی بھی ہو جائے گی۔ مہاتما۔ تو ضروری ہے کہ میرے بال بچوں کی پیدائش بھی ہو۔ سیٹھ۔ ہاں اس میں کیا شک ہے مہاتما۔ لیکن یہ بتائیے کہ اگر کوئی بچہ مر جائے گا تو روئے گا کون ؟ سیٹھ۔ سوامی جی! رونا تو آپ ہی کو پڑے گا۔ مہاتما نے وہ جوتا اٹھا کر سیٹھ کے سر پر زور سے دے مارا۔ کہا تو بھائی اتنے بڑے جھنجال میں پھنسانے والا جوتا واپس لے جاؤ، نہ یہ جوتا پاؤں میں پڑے نہ اتنا دکھ ہو۔

نتیجہ :- یہ کہ تعلقاتِ دنیا کی زیادتی افزائش آلام و مصائب کا موجب ہوتی ہے۔

زانیہ پر سانپوں کا مسلّط ہونا

راوی کا بیان ہے کہ میں ایک سال قافلے کے ساتھ حج کیلئے گیا ہم نے ایک منزل پر قیام کیا اس قافلے میں ایک عورت تھی وہ اس منزل پر سو گئی جب بیدار ہوئی ہم نے دیکھا کہ ایک سانپ اس کی کمر کو گھیرے ہوئے ساتھ چمٹا ہوا ہے پس ہم خائف ہو گئے سانپ کی یہی کیفیت رہی حتیٰ کہ ہم احرام گاہ کے نزدیک پہنچ گئے اس جگہ وہ سانپ اس کی کمر سے جدا ہو کر زمین پر گر پڑا پس ہم مکہ میں داخل ہو کر مناسک حج بجا لائے اور واپس ہوئے جب اس جگہ پہنچے جہاں سانپ اس سے جدا ہوا تھا پس وہ عورت اس جگہ سو گئی جب بیدار ہوئی وہی سانپ پہلے کی طرح اس کی کمر کے ساتھ چمٹ گیا اس سانپ نے آواز دی پس ہم نے دیکھا کہ بے شمار سانپ ہماری طرف آ گئے جب نزدیک ہوئے تو اس عورت کا قصد کیا اور اسے اس قدر کاٹا کہ اس کے جسم پر سوائے ہڈیوں کے کوئی چیز باقی نہ رہی پس ہم نے اس عورت کی مالکہ سے کہا کہ واسطے خدا اس عورت کا کیا فعل تھا کہ اس عقوبت میں مبتلا ہوئی اس نے بتایا کہ اس عورت نے تین دفعہ زنا کیا ہر دفعہ حاملہ ہوئی جب اس کا بیٹا پیدا ہوا اسے جلتے تنور میں پھینک کر جلا دیا۔ مخزنیہ

کافر و مسلم بھائیوں کا انجام

سابق زمانہ میں دو بھائی تھے ایک مومن دوسرا کافر۔ ایک خدا پرست، دوسرا بت پرست۔ وہ دو حجرہ والی عمارت میں رہتے تھے۔ بت پرست حجرہ فوقانی میں اور خدا پرست حجرہ تحتانی میں۔ قضارا برادر بت پرست بہت مالدار اور فارغ البال تھا لیکن خدا پرست اس کی ضد یعنی انتہائی تنگدستی میں تھا۔ برادر بت پرست اپنے برادر مومن کو کہتا تھا اگر تو بت کو سجدہ کرے تو میں اپنی دولت میں تمہیں شریک

کروں۔ برادر مومن اس کے جواب میں کہتا تھا کہ بھائی آپ اللہ اور روز جزا سے کیوں نہیں ڈرتے بت خدا نہیں ہے خدا پرست ہو جا۔ کافی مدت تک اُن کی اسی طرح گفتگو ہوتی رہی۔ ایک رات خدا پرست اپنے تحتانی حجرے میں بیٹھا تھا کہ کھانے کی خوشبو برادر بت پرست کے فوقانی حجرہ سے اس تک پہنچی۔ دل میں کہا کہ میں کب تک اللہ کی پرستش کر کے یا اللہ کہتا رہوں گا۔ میں نے ساری زندگی نیا لباس نہیں پہنا اور آج تک لذیذ غذا نہیں کھائی میں خشک روٹی کھا کھا کر بوڑھا اور کمزور ہو چکا ہوں اب میرے دانت مزید خشک روٹی نہیں کھا سکتے میرا بھائی سچ کہتا ہے میں جا کر اس کے بت کی پرستش کروں اور اس کی شیریں اور مرغن غذائیں کھاؤں پس اُٹھ کر سیڑھیوں سے چڑھنا شروع کیا کہ حجرہ فوقانی میں جا کر اپنے بھائی کا مذہب بُت پرستی اختیار کرے۔ عین اُسی وقت اس کے بھائی بت پرست نے سوچا کہ میں اس بت پرستی سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتا اپنے بھائی کی طرف حجرہ تحتانی میں جاتا ہوں اور دونوں اللہ کی پرستش کرتے ہیں پس ادھر سے یہ حجرہ فوقانی سے حجرہ تحتانی کی طرف اس عزم سے روانہ ہوا پس دونوں کی سیڑھیوں پر ملاقات ہوئی اپنی گذارشات ایک دوسرے کو بیان کیں وہیں عزرائیل کو حکم ہُوا کہ اسی جگہ دونوں کی رُوح قبض کرے پس جو عبادت خدا پرست کر چکا تھا بت پرست کے نامۂ اعمال میں لکھ دی گئی اور جو کچھ معصیت کی تھی خدا پرست کے نامۂ اعمال میں درج ہو گئی۔ یہاں ایک پنجابی فقرہ بہت موزوں و مناسب ہے۔ 'بھریا اُسدا جھرا توڑ چڑھیا'۔ نخزینہ

بزرگوں کی ہدایت پر عمل کرو

ایک گرو مع اپنے چیلے کے شہر بیدادنگری میں پہنچے وہاں تمام اشیائے خوردنی کا بھاؤ ٹکے سیر تھا۔ گرو نے چیلے سے کہا اس شہر سے جلد بھاگ چلو کیونکہ یہاں حفظ مراتب کا کچھ لحاظ نہیں۔ چیلا بولا حضور یہاں تو سب چیزیں ارزاں ہیں بڑے چین سے بسر ہو گی۔ گرو نے کہا خیر تمہاری خوشی ہمارا کام تو رہنمائی کرنا ہے چیلے کو جو ٹکے سیر حلوا اور پوری ملی چند روز میں کھا پی کر خوب موٹا تازہ ہو گیا اتفاقاً ایک چور زیور چرانے کے جرم میں عدالت کے سامنے پیش کیا گیا۔ چور نے کہا حضور میں قصوروار نہیں۔ اگر صاحب زیور ایسی عمدہ چیز کو اپنے گھر میں نہ رکھتا تو مجھے کیا پڑی تھی کہ میں نقب لگا کر اسے چرانے کی جرأت کرتا چور بری ہو گیا اور زیور والا مجرم ہوں

کی طرح عدالت میں پیش کیا گیا اُس نے عدالت کا یہ رنگ اور چور کے بیانات کا نرالا ڈھنگ دیکھ کر عرض کیا کہ حضور اگر سُنار اتنا اچھا زیور نہ بناتا تو مجھے اس کے خریدنے کی زحمت ہی کیوں گوارا ہوتی چنانچہ زیور والا بری کر دیا گیا اور سُنار کو پھانسی کا حکم سنایا گیا۔ سُنار نے بھی اسی طرح کا استدلال پیش کر کے برأت حاصل کر لی اسی طرح متعدد ملزموں کی پیشی کے بعد پھانسی کی سزا کا قرعۂ فال ایک ایسے شخص کے نام پڑا جو کوئی دلیل نہ دے سکتا تھا اُسے تختۂ دار کے قریب لایا گیا تو معلوم ہوا کہ وُہ اتنا لاغر ہے کہ پھانسی کا پھندا اس کی گردن کو پکڑ نہیں سکتا اس کی جگہ ایک موٹا تازہ سادھو پھانسی پر چڑھانے کے لئے لایا گیا، چیلے نے دُہائی دی کہ صاحب میرا قصور کیا ہے؟ راجہ نے کہا قصور تو کچھ بھی نہیں لیکن تو خوب موٹا ہے اس وقت گرو پہنچے اور آہستگی چیلے سے کہا اور کھائے ٹکے سیر کا حلوہ۔ ابے تجھ سے نہ کہا تھا کہ یہ شہر بے داد نگری ہے۔ یہاں سے بھاگ تو نے نہ مانا۔ اب اپنے کئے کا بھگت۔ چیلے نے عاجزی کی کہ بس اب میری توبہ ہے کہ کبھی خلافِ مرضئ مبارک نہ کروں گا گرو نے فرمایا کہ تیرا اب میں یہ کہوں گا کہ پہلے مجھ کو پھانسی دے دو، تو کہنا کہ پہلے مجھ کو پھانسی دے دو۔ دونوں نے مشورہ کر کے راجہ کے روبرو اپنا اشتیاق پھانسی کے لئے ظاہر کیا راجہ نے متعجب ہو کر پوچھا کہ لوگ تو پھانسی کے نام سے ڈرتے ہیں یہ کیا بات ہے؟ کہ تم دونوں اس کی تمنا ایک دوسرے سے زیادہ کرتے ہو گرو جی نے کہا کہ خوش قسمتی سے آج وہ ساعت آئی ہے کہ اس میں جو کوئی پھانسی پائے گا سیدھا بہشت کو چلا جائے گا راجہ نے یہ سُن کر کہا کہ یہ بات ہے تو پہلے ہم کو پھانسی دے دو، چنانچہ راجہ کو پھانسی لگی اور یہ دونوں بھاگ نکلے۔ نتیجہ :- حفظ مراتب کا چھوڑنا اور آزادی و بیداری کے ترنگوں سے خواہشوں کو تر و تازہ رکھنا موجب ہلاکت ہے پس ہمیشہ بزرگوں کی ہدایت و رہنمائی کا کاربند ہونا چاہیئے۔ ؎

نصیحت سُن بزرگوں کی کہ جاں سے دوست رکھتے ہیں ۔۔۔ جوانانِ سعادت مند پند پیرِ دانا کو

حقیقت ہے کہ موجودہ دَور میں پاکستان بھی بے داد نگری بنا ہوا ہے مشہور تھا کہ پاکستان کی پولیس ہُوا کو سونگھ کر قاتل کا پتہ لگا لیتی ہے لیکن اب آئے دن قتل کی وارداتیں ہو رہی ہیں۔ لیکن قاتل گرفتار ہی نہیں ہوتے اور اگر گرفتار ہو جائیں تو انہیں سزا نہیں ہوتی عدالتیں رشوت کا اکھاڑا بنی

ہوئی ہیں بغیر رشوت یا تگڑی سفارش کے کوئی اپنا حق نہیں پاسکتا. سزا ان لوگوں کو ملتی ہے۔ جن کے پاس ان دونوں چیزوں کا فقدان ہے. ملک کا اللہ رکھوالا ہے یہ مظالم اور بے انصافی اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہے ہیں۔ پاکستان کے ابتدائی ایام میں روس کا ایک نمائندہ پاکستان میں آیا اس نے یہاں کی حکومت کے کل پرزے اُلٹے دیکھے تو اس نے بیان دیا کہ میں اب خدا یا غیبی طاقت کا قائل ہو گیا ہوں جو اس ملک کو چلا رہی ہے۔

شہنشاہ کا عمدہ فیصلہ اور جھوٹے کی سزا

معتبر تواریخ میں ہے کہ منکو قا کے عہدِ سلطنت میں کسی شخص کی رقم کی تھیلی گم ہو گئی۔ منادی نے شہر کے درمیان ندا کی کہ فلاں شخص کی رقم سے بھری ہوئی تھیلی گم ہو گئی ہے۔ جو اُسے ڈھونڈ کر لائے گا تو تلاش کنندہ کو نصف رقم پیش کر دی جائے گی۔ ایک مومن مرد کو یہ رقم مل گئی اور اصل مالک کے پاس لے گیا اور اپنے دل میں سوچا کہ حلال کا ایک درہم ہزار حرام درہم سے بہتر ہے جب تھیلی کے مالک کی نگاہ اس پر پڑی اسے شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ یہ رقم جو تم نے بہت مشقت کے ساتھ کمائی ہے۔ اپنے ہاتھ سے مفت گنواتا ہے پس اس کے دل میں حیلہ پیدا ہوا اور کہا کہ یہ تھیلی تو میری ہے لیکن اس تھیلی میں دو انگشتریاں تھیں اور اب اس میں موجود نہیں ہیں پس ان دونوں کے درمیان جھگڑا پیدا ہوا یہاں تک کہ یہ کیفیت شہنشاہ منکو قا تک پہنچ گئی اس نے ان دونوں کو حاضر ہونے کا حکم دیا جب یہ درگاہ میں پہنچے رقم کے مالک کو کہا کہ الحمد للہ کہ تمہاری رقم مل گئی تو اپنا وعدہ کیوں وفا نہیں کرتا اس مرد نے قسم کھائی کہ تھیلی میں پہلے اتنی رقم تھی جتنی اب ہے اس میں دو انگشتریاں جو بہت قیمتی تھیں موجود تھیں اور اب یہ دونوں نہیں ہیں پھر اس نے تلاش کنندہ کو کہا کہ تو کیوں اس کا سارا مال واپس نہیں کرتا۔ اس نے بھی قسم کھائی کہ جو میں نے تلاش کر کے پائی ہے اتنی ہی رقم تھی اس سے زیادہ نہ تھی۔ پس منکو قا نے کہا کہ تم دونوں قسم کھاتے ہو اور دونو سچے ہو پس اصل مالک تاجر کو کہا کہ تو جا کر اپنی تھیلی تلاش کر، کیونکہ جو اس مرد نے تلاش کی ہے یہ تمہارا مال نہیں ہے اور تھیلی کے تلاش کنندہ کو کہا کہ تھیلی اٹھا اور چلا جا یہاں تک کہ اس کا مالک دریافت ہو جب دونوں نے منکو قا سے مراجعت کی اس مالک نے بہت قسمیں کھائیں کہ میرا مال اتنا ہی تھا جتنا اب تھیلی میں ہے میں نے یہ اس

لئے کہا تھا کہ تجھے کچھ نہ دیا جائے اب آؤ تاکہ رقم دو حصوں میں تقسیم کرلیں وہ شخص راضی نہ ہُوا اور کہا کہ روزی اللہ نے مجھے عطا کی ہے تیرا اس میں کوئی حصہ اور دخل نہیں۔ خزینہ

کسبِ حلال بہترین عبادت ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز مع اصحاب اپنے مکان کے باہر تشریف فرما تھے کہ ایک شخص کا گذر وہاں سے ہُوا۔ لوگوں نے کہا "یا حضرتؐ! یہ شخص شبانہ روز مصروفِ عبادت رہتا ہے" حضرت نے فرمایا۔ "پھر اس کے کھانے پینے کا گزارہ کس طرح چلتا ہے"؟ لوگوں نے عرض کی کہ اس کا بھائی اس کے خورد و نوش کا کفیل ہے۔" آنحضرت نے فرمایا "اس کے بھائی کا درجۂ ثواب اس کی عبادت سے بہت زیادہ ہے جو اس کو کھلا پلا کر عبادت کے قابل بناتا ہے۔" نتیجہ:۔ یہ کہ عبادت کے ساتھ کسبِ حلال بھی اوّل ترین لازمۂ عبادت ہے ورنہ دوسروں پر اپنا بوجھ ڈال کر عبادت کرنا سودمند نہیں۔" الکاسب حبیب اللہ"

درویش ہے وہی جو ریاضت میں چست ہے — تارک نہیں فقیر بھی راحت پرست ہے
سختی اٹھا کے جامۂ ہستی اتار ڈال — زنہار دوشِ خلق پہ اپنا نہ بار ڈال

پیغمبرؐ نے خواب میں ابوالحسن سے رقم دلوائی

معارج النبوۃ میں ہے کہ ایک زاہد پانچسو درہم کا مقروض تھا پیغمبرؐ خدا کو خواب میں دیکھا آپ نے اُسے فرمایا کہ ابوالحسن کسائی کے پاس جاؤ جو نیشاپور کے مشاہیر میں سے ہے اور ہر سال دس ہزار لباس غریبوں میں تقسیم کرتا ہے اسے جاکر کہو کہ رسولِ خداؐ تمہیں سلام پہنچاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ میرا پانچسو درہم قرض ادا فرما اگر تم سے اپنی سچائی کا ثبوت طلب کرے تو اسے کہنا کہ نشانی یہ ہے کہ تو ہر رات محمدؐ و آلِ محمدؐ پر صلوات پڑھتا ہے اور آج رات فراموش کر گیا ہے جب ابوالحسن کے سامنے اس زاہد نے یہ واقعہ پیش کیا ابوالحسن نے کوئی پروا نہ کی تو زاہد نے کہا کہ مجھے حضرت نے آپ کی طرف بھیجا ہے اور یہ نشانی عطا فرمائی ہے۔ جب اس نے نشانی کا ذکر کیا ابوالحسن فوراً تخت سے اترا اور بارگاہِ الٰہی میں سجدہ کیا اور کہا کہ یہ میرے اور اللہ کے درمیان ایک راز تھا جو کسی کو معلوم نہ تھا اور اتفاقاً آج رات یہ سعادت حاصل نہ کرسکا پھر اس زاہد کو اڑھائی ہزار درہم دینے کا فرمان جاری کیا اور کہا کہ ہزار درہم

اس بشارت کے عوض جو آپ نے حضرتؒ کی طرف سے مجھ تک پہنچائی ہے اور ہزار درہم دیگر کہ آپ میری طرف تشریف فرما ہوئے ہیں اور پانچ سو درہم محض حضرت کے فرمان کی اطاعت میں عطا کئے ہیں اور اس زاہد کو عرض کی کہ آئندہ جب احتیاج پیش آئے پھر بھی میری طرف رجوع فرمائیں۔ (خزینہ)

زوجہ کی دلجوئی کی عجیب داستان

حاتم اصم ایک زاہد تھا کہ جس کا حال قیشری نے اپنے رسالہ میں بیان کیا ہے کہ ایک عورت کے ساتھ تزویج کی کچھ مدت کے بعد اس کی زوجہ آبلہ نکلنے کی وجہ سے بدصورت ہوگئی جب اس مرد کو معلوم ہوا تو اس نے اپنی زوجہ کو یہ معلوم کرایا کہ میں اندھا ہوگیا ہوں پھر اسی حالت میں اپنی بیوی کے ساتھ بیس سال گذارے جب بیس سال بعد اس کی زوجہ وفات پاگئی تو اس شخص نے اپنی آنکھیں کھول دیں لوگوں نے سوال کیا کہ اتنی مدت تم نے اپنے آپ کو کیوں اندھا ظاہر کیا اس مرد نے جواب دیا کہ میں اپنی بیوی کی خجالت سے ڈرا اس کی بدصورتی کی وجہ سے جو آبلے کی وجہ سے ہوگئی تھی۔ (خزینہ)

انسان کی دراز اُمیدیں

شاہ پرہس نے جب ملک اطالیہ فتح کرنے کا ارادہ کیا تو اس کے ایک مشیر نے پوچھا کہ آپ فوج کشی کی تیاریاں کن ارادوں کے ساتھ کر رہے ہیں۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ ملک اٹلی کے فتح کے ارادے سے۔ پھر اس کے بعد کیا ارادہ ہے بادشاہ نے جواب دیا پرتگال اور ہسپانیہ فتح کرنے کا۔ اس نے کہا پھر اس کے بعد؟ بادشاہ نے کہا "افریقہ کی تسخیر کرنے کا" اس نے کہا پھر اس کے پیچھے؟ بادشاہ نے کہا۔ ممالک مفتوحہ کا اپنے حسب منشا انتظام کرنے کا تاکہ وہ پھر بغاوت اختیار نہ کرسکیں" اس نے کہا، پھر اس کے بعد؟ بادشاہ نے کہا" امن و عافیت کے ساتھ بیٹھ رہنے کا اور یادِ خدا کرنے کا۔" اس مشیر عاقل نے کہا یہ آخری کام جو اس قدر عرصۂ دراز، اتنی جفاکشی، خون ریزی اور محنت شاقہ اٹھانے کے بعد کریں گے پہلے ہی سے کیوں نہیں کرتے؟ ؎

گفت چشم تنگ دنیا دار را   یا قناعت پُر کند یا خاک گور

سچ ہے دنیا میں ہر انسان کی ہوس اس قدر دراز اور امیدیں اس قدر طویل ہیں۔ کہ اس کے لئے گنج قارون اور عمر نوحؑ بھی قلیل ہے۔ شاہ کی طبیعت صاف ہوگئی

اور اس خبیث ارادے سے باز آگیا۔

ایک خدا رسیدہ غلام کی داستان

عبدالواحد بن زید حکایت کرتا ہے کہ میں نے ایک غلام اپنی خدمت کے لئے خریدا جب رات ہوئی تو میں نے غلام کو گھر میں نہ دیکھا حالانکہ میں نے تمام دروازے بند کر دیئے تھے اور مجھے اس کے گھر سے باہر جانے کا احتمال نہ تھا جب صبح ہوئی تو میں نے اُسے گھر کے صحن میں دیکھا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو سلام کیا اور ایک صحیح درہم مجھے دیا جس پر سورہ مبارکہ اخلاص مسکوک تھا میں نے اس سے سوال کیا کہ یہ درہم کہاں سے حاصل کیا ہے جواب دیا میں نے خداوند عالم سے طلب کیا اور اس نے مجھے عنایت فرما دیا پھر کہا اے میرے آقا ہر شب اسی سکّے کا درہم مجھ سے وصول کریں اور رات کو اپنی خدمت سے مجھے معاف فرمائیں پس میں نے قبول کر لیا اور وہ غلام رات کو پنہاں ہو جاتا تھا اور روزانہ ایک درہم اُسی نقش کے ساتھ مجھے دے دیتا تھا جب کچھ روز اسی کیفیّت کے ساتھ گذر گئے میرے کچھ ہمسائے میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے عبدالواحد اس غلام کو فروخت کر دو میں نے ان سے فروخت کرنے کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا یہ نباش قبور ہے میں یہ کیفیت سُن کر اندوہناک ہُوا اور کہا کہ اس رات میں اس کا امتحان کرتا ہوں اگر آپ لوگوں کی سچائی ثابت ہوئی تو میں اسے بیچ دوں گا پس جب کچھ رات گزر گئی میں نے دیکھا کہ وہ غلام اُٹھا اور گھر سے باہر نکلنے کا ارادہ کیا پس اس نے بند دروازے کی طرف اشارہ کیا بغیر اس کے کہ وہ اس پر ہاتھ رکھے کھل گیا جب باہر نکلا دروازے کی طرف اشارہ کیا بند ہو گیا پس میں اس غلام کے پیچھے روانہ ہُوا جب پانچ قدم اٹھائے اُسے اور اپنے آپ کو ایک وسیع بیابان میں دیکھا کہ اس جگہ کو بالکل نہیں دیکھا ہوا تھا پس میں نے دیکھا کہ اس غلام نے اپنا تمام لباس بدن سے اتار دیا اور پھٹا پرانا لباس پہن لیا اور ایک پتھر کے ٹکڑے کے سامنے کھڑا ہو گیا اور طلوع فجر تک عبادت میں معروف رہا۔ جب فجر طلوع ہوئی اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کیا الٰہی هات اجر السید الصغیر پس آسمان کی طرف سے ایک درہم آیا اُسے اٹھایا اور اپنی جیب میں ڈال لیا۔ عبدالواحد کہتا ہے میں اس کیفیّت سے متحیر ہُوا اور وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کی اور استغفار کیا اس امر سے جو

اس غلام کے بارے میرے دل میں گذرا اور قصد کیا کہ اسے راہِ خدا میں آزاد کر دوں گا جب میں نے یہ نیت کی وہ غلام میری نظر سے غائب ہوگیا اور میں اسی بیابان میں متحیر رہ گیا اور غروب آفتاب تک اسی وادی کے اطراف میں پھرتا رہا اور کسی آباد مکان کو نہ پا سکا پس مایوس ہو کر ایک کنارے بیٹھ گیا ناگاہ میں نے ایک سوار دیکھا جو میرے نزدیک آگیا اور ندا کی اے عبدالواحد تم اس مکان میں کیوں بیٹھے ہو اور یہاں آنے کی وجہ کیا ہے اور تمہیں یہاں کون لایا ہے ؟ میں نے اس سوار کو تمام حال بتایا پس اس نے کہا اس جگہ سے آپ کی منزل تک کتنی مسافت ہے میں نے عرض کیا میں نہیں جانتا۔ اس نے کہا تیز رفتار گھوڑے کی اس مقام سے آپ کی منزل تک دو سال کی مسافت ہے پس اس نے مجھے کہا اسی جگہ توقف کر وہ غلام اس رات آئے گا اور تجھے تیرے مکان تک پہنچائے گا پس میں ایک چشمہ کے کنارے بیٹھ گیا جب رات ہوئی پس ناگاہ وہ غلام ظاہر ہوا اور اس کے ساتھ کئی قسم کے کھانوں کا دسترخوان تھا پس میرے نزدیک آیا اور سلام دیا اور وہ دسترخوان میرے قریب رکھا اور کہا میرے سردار یہ طعام تناول فرما۔ پس میں طعام کھانے میں مشغول ہوگیا اور وہ نماز میں تا وقتِ سحر مصروف رہا۔ پس رُخ میری طرف کیا اور کہا اے آقا میرے بارے میں بدگمانی نہ کر پس میرا ہاتھ پکڑا اور ہم دو تین قدم چلے مجھے کہا کہ کیا آپ نے قصد نہیں کیا مجھے راہِ خدا میں آزاد کرنے کا ؟ میں نے کہا ہاں میں نے گزشتہ رات ایسا ہی قصد کیا تھا پس اس نے کہا آپ مجھے آزاد کر دیں اور میری قیمت بھی مجھ سے وصول کر لیں اور باوجود اس کے خداوند عالم میرے آزاد کرنے کا ثواب آپ کو عنایت فرمائے گا پس ایک پتھر زمین سے اُٹھایا۔ اور مجھے دیا پس ناگاہ میں نے دیکھا کہ وہ سونے کا ٹکڑا ہے جو میرے ہاتھ میں ہے نہ کہ پتھر۔ اور غلام میری نظر سے غائب ہوگیا اور میں نے اپنے آپ کو اپنی منزل میں پایا۔ جب اپنی منزل میں داخل ہوا تو وہ جماعت جو اسے نباشِ قبر کہتی تھی میرے پاس حاضر ہوئی اور میرے غلام کے حالات مجھ سے دریافت کئے تو میں نے کہا اُسے نباشِ قبر نہ کہو بلکہ کہو کہ نباشِ نور ہے پس میں نے ساری داستان سُنائی تمام حیران ہو گئے اور اس کے بارے میں اپنے قول سے تائب ہوئے۔ (خزینہ)

امام حسن بصری اور حبشی کا کارنامہ

امام حسن بصری اس قدر منکسر المزاج تھے کہ ہر فرد کو اپنے سے بہتر تصور کرتے ایک دن دریائے دجلہ پر آپ نے کسی حبشی کو عورت کے ساتھ اس طرح سے مے نوشی میں مبتلا دیکھا کہ شراب کی بوتل اس کے سامنے تھی اس وقت آپ کو یہ تصور ہوا کہ کیا یہ بھی مجھ سے بہتر ہو سکتا ہے؟ کیونکہ یہ تو شرابی ہے اسی دوران ایک کشتی سامنے آئی جس میں سات افراد تھے اور وہ غرق ہو گئی یہ دیکھ کر وہ حبشی پانی میں کود گیا اور چھ افراد کو ایک ایک کر کے نکالا پھر آپ سے عرض کیا کہ آپ صرف ایک ہی کی جان بچا لیں میں تو یہ امتحان لے رہا تھا کہ آپ کی چشم باطن کھلی ہوئی ہے یا نہیں اور یہ عورت جو میرے پاس ہے یہ میری والدہ ہے اور اس بوتل میں سادہ پانی ہے یہ سنتے ہی آپ اس یقین کے ساتھ کہ یہ کوئی غیبی شخص ہے اس کے قدموں میں گر پڑے اور حبشی سے کہا کہ جس طرح تو نے چھ افراد کی جان بچائی اسی طرح کبر و نخوت سے میری جان بھی بچا دے اس نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو نور بصیرت عطا کرے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس کے بعد سے اپنے آپ کو کسی سے بہتر تصور نہیں کیا۔ تذکرۃ الاولیاء

شاہ نعمت اللہ و مال حرام

شاہ نعمت اللہ شہنشاہ شاہ رُخ میرزا کے دَور میں بہت مشہور ولی اور شاعر تھے ایک دفعہ شاہ رُخ نے اُن سے پوچھا کہ آپ امراء کی ضیافت میں کیوں تشریف نہیں لاتے؟ شاہ نعمت اللہ نے جواب دیا میں سوائے مال حلال کے دوسری شے نہیں کھاتا۔ شاہ رُخ نے مخفی طور پر باورچی کو کہا کہ ظلم کے ساتھ گوسفند حاصل کریں اس کے گوشت کو پکائیں اس نے ایسا ہی کیا اور ایک عورت کے گوسفند کو جو لے جا رہی تھی بہ زور غصب کیا اور اس سے طعام تیار کیا شاہ رُخ نے شاہ نعمت اللہ کو دسترخوان پر طلب کیا اور دونوں نے اکٹھا کھانا شروع کیا کھانے کے دوران شاہ رُخ نے کہا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ میں مال حرام نہیں کھاتا اور حقیقت یہ ہے کہ یہ گوسفند ظلم سے حاصل کیا گیا ہے شاہ نعمت اللہ نے کہا مال حرام میرے گلے سے نیچے نہیں جاتا آپ اس بارے میں تحقیق کریں آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ گوسفند حرام نہیں ہے شاہ رُخ نے اس عورت کو حاضر کیا اور کیفیت اس سے دریافت کی اس نے جواب دیا میرا بیٹا سفر میں گیا ہوا تھا میں غمناک ہو گئی میں نے نذر مانی کہ اگر میرا بیٹا سلامتی کے ساتھ واپس آگیا تو ایک گوسفند شاہ نعمت اللہ کے ہدیہ کروں گی اسی روز میرا بیٹا واپس آگیا میں نذر کی ادائیگی کے لئے گوسفند شاہ نعمت اللہ کے گھر لے جا رہی تھی کہ شہنشاہ کے غلاموں نے مجھ سے غصب کر لیا۔

باپ کی خدمت گذاری کا صلہ

حافظ ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں دمیری نے حیوۃ الحیوان میں طاؤس یمانی سے روایت کی ہے کہ پہلے زمانے میں ایک شخص تھا کہ اس کے چار بیٹے تھے پس وہ شخص مریض ہُوا۔ ایک بیٹے نے دوسرے بھائیوں کو کہا یا تم اپنے باپ کی خدمت کرو اس شرط پر کہ اگر فوت ہو جائے تو تمہیں میراث سے کچھ حصّہ نہ ملے گا یا اس کی خدمت میں کرتا ہوں اس شرط مذکور پر۔ پس تینوں بھائیوں نے باپ کی خدمت اس کے ذمہ لگادی اور اس بیٹے نے باپ کی خدمت شروع کردی حتیٰ کہ باپ انتقال کر گیا۔ اس وفات کے بعد اسی شرط پر عمل کیا گیا اور اپنے باپ کی میراث سے کچھ وصول نہ کیا پس کچھ دنوں کے بعد اس نے رات کے وقت باپ کو خواب میں دیکھا باپ نے خواب میں کہا کہ ایک سو اشرفی فلاں مقام پر ہے اسے جاکر اٹھا لو یہ میری میراث اور بیماری میں زحمت کے متحمل ہونے کا بدلہ ہے پس بیٹے نے باپ سے سوال کیا کہ اس سو اشرفی میں برکت ہے یا نہیں باپ نے جواب دیا اس میں برکت نہیں ہے پس یہ شخص خواب سے بیدار ہُوا اور یہ کیفیت اپنی بیوی سے بیان کی اس نے کہا جاؤ اور سو اشرفی اٹھا لاؤ اور اپنے مصرف میں لاؤ اس شخص نے یہ بات قبول نہ کی پھر چند دنوں بعد اس نے باپ کو دوبارہ خواب میں دیکھا اس نے کہا فلاں مقام پر دس اشرفیاں ہیں انہیں نکال کر اپنے مصرف میں لاؤ بیٹے نے پھر سوال کیا کہ اس میں برکت ہوگی یا نہیں باپ نے جواب دیا برکت نہ ہوگی پس خواب سے بیدار ہُوا اور یہ کیفیت اپنی زوجہ سے بیان کی اس نے پھر بھی اپنے مصرف میں لانے کا مشورہ دیا اور اس شخص نے قبول نہ کیا اب پھر کچھ دنوں کے بعد باپ کو تیسری مرتبہ خواب میں دیکھا اس نے کہا فلاں مقام پر جاؤ اور ایک دینار اٹھا لاؤ بیٹے نے عرض کیا کہ کیا اس میں برکت ہے باپ نے کہا ہاں اس ایک دینار میں برکت ہے بیٹا گیا اور ایک دینار اٹھا لایا اور بازار چلا گیا ناگاہ اس نے دیکھا کہ ایک آدمی کے پاس دو مچھلیاں ہیں اور فروخت کر رہا ہے اس نے سوال کیا ان کو کتنے میں فروخت کرے گا اس نے کہا ایک دینار میں۔ پس اس نے وہ ایک دینار دیکر ان دونوں کو خرید لیا اور گھر لے آیا اور ان کا پیٹ چیرا ان کے شکم سے دو بڑے دُر برآمد ہوئے کہ زمانے میں ان کا کوئی مثل نہ تھا پس اس مملکت کے شہنشاہ کو وہ مطلوب تھے اس نے ہر جگہ تلاش کی یہاں تک کہ اس شخص کے پاس پہنچے اور جتنا سونا ایک خچر اٹھا سکتی تھی اس کے عوض خرید کیا جب اسے بادشاہ

کے سامنے پیش کیا گیا بہت خوش ہوا اور کہا کہ یہ جوڑا ہے اس کے ساتھ کا دوسرا تلاش کرو پس اس شخص کے پاس آئے اور کہا کہ اگر اسی کا مثل دُر تمہارے پاس ہے تو اس سے دگنی قیمت ہم ادا کریں گے پس اُس نے اُن سے پہلے دُر سے دگنی قیمت وصول کر کے انہیں دے دیا۔ (خزینہ)

بہترین خوبی معاف کرنا اور فراموش کرنا ہے

شاہ ھناطلہ اور شاہ خراسان کے درمیان جنگ ہوئی۔ شاہ ہناطلہ کے ارکانِ دربار نے شاہِ خراسان کو اس مضمون کے خطوط بھیجے تھے کہ ہم تمہاری ہر طرح کی امداد کریں گے تم بے خطر ہو کر شاہ ہناطلہ پہ فوج کشی کر دو۔ شاہ خراسان نے وہ تمام خطوط سربمہر کر کے خزانے میں رکھوا دیئے۔ اتفاقاً شاہ ہناطلہ غالب آگیا۔ جب خزانے پر قبضہ کر لیا وہ تھیلی بھی ملی شاہ ان خطوط کو دیکھ کر حقیقت حال اور امر واقعہ سمجھ گیا اور انہی ارکان دربار کو بلا کر کہا کہ یہ خطوط مجھے ملے ہیں ممکن ہے آپ لوگوں نے حفظِ ماتقدم کیا ہو۔ لہذا اب ان کو جلا دیں چنانچہ اپنے سامنے تمام خطوط کو جلوا دیا اور ان ارکانِ دولت سے کوئی باز پرس نہ کی اور ان کو پہلے عہدوں پر برقرار رکھ کر مطیع و فرمانبردار بنا لیا عفو درگزر کی ایسی مثال بہت کم ملے گی۔

امام علیؑ رضاؑ کی برکت سے اسیرہ بیٹی ماں کو ملی

زہر الربیع میں سید جلیل جزائری نے لکھا ہے کہ ایک ہزار اسی ۱۰۸۰ھ کے سال میں ترکمان نے استرآباد کو غارت کیا اور وہاں کی اکثریت کو قید کر لیا اور میں جو اس کتاب کا مولف الجزائری الموسوی ہوں جب مشہد میں امام علیؑ رضاؑ کی زیارت سے ایک ہزار ایک سو سات ہجری میں مشرف ہو کر واپس ہوا حسبِ اتفاق استرآباد میں وارد ہوا وہاں کے افاضل صلحای سادات سے ایک نے مجھے بیان کیا کہ ان جملہ اسیروں میں ایک لڑکی تھی کہ اس کی ماں کی اس کے بغیر کوئی اولاد نہ تھی ماں ہمیشہ اس کی مفارقت میں گریہ وزاری کرتی تھی پس اُس نے دل میں کہا کہ حضرت امام علی رضاؑ جو اپنے زائرین کے لئے بہشت کے ضامن ہیں تو میری بچی کے میرے ساتھ ملاقات کے ضامن کیونکر نہ ہوں گے پس وہ مشہد کی زیارت کے لئے گئی اور وہاں اسی مقصد کے لئے مجاور بن گئی لیکن وہ بچی جب اسے قید کیا گیا خرید وفروخت کے لئے جگہ بہ جگہ پھرائی گئی یہاں تک کہ وہ بخارا شہر میں لائی گئی۔ ایک مرد مومن نے جو اہلِ بخارا سے تھا ایک رات خواب میں دیکھا گویا کہ وہ دریا میں غرق ہو رہا ہے اور پانی میں غوطے کھا رہا ہے ناگاہ ایک لڑکی نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے دریا سے باہر نکالا پس وہ اس ہولناک خواب

سے بیدار ہُوا اور متفکر ہُوا کہ دیکھیں اب اس خواب کی تعبیر کیا برآمد ہوتی ہے جب صبح ہوئی گھر سے باہر آیا اور ایک کارواں سرائی میں کسی کنیز کے خریدنے کے لئے آیا ایک تاجر نے اسے کہا کہ میرے پاس ایک نیک سیرت و صورت کنیز ہے اگر خریدنے کی رغبت ہے تو آئیے ملاحظہ فرمائیے یہ اسے ساتھ لے گیا اسے کنیز دکھائی جب اس مرد نے اس کنیز کو دیکھا تو معلوم ہوا یہ وہی کنیز ہے کہ جو خواب میں دیکھی تھی پس اسے خرید لیا اور گھر لے آیا اور اُس کا اصل اور نسل دریافت کیا اس لڑکی نے بیان کیا کہ میں استرآباد سے ہوں اور مجھے اسیر کر لیا گیا تھا اس مرد نے اس کے حال پر رحم کیا اور اسے کہا کہ میرے چار بیٹے ہیں جسے چاہو اختیار کر لو تاکہ اس کے ساتھ تمہاری تزویج کی جائے لڑکی نے کہا کہ ان میں سے جو میرے ساتھ یہ شرط کرے کہ مجھے امام علی رضاؑ کی ضریح کی زیارت کرائے میں اُسے اختیار کرتی ہوں پس ان میں سے ایک نے یہ شرط منظور کر لی اور اسے اپنی زوجیت میں لے لیا اور دونوں امام علی رضاؑ کی زیارت سے مشرف ہوئے اتفاقاً رستے میں دختر بیمار ہو گئی اور اسی مرض کی حالت میں داخل مشہد ہوئی۔ اب اس کے شوہر کے لئے اس کی بیماری کی خدمت مشکل تھی جب وہ روضۂ منورہ میں داخل ہُوا تو اُس نے اللہ سے دُعا کی کہ کوئی اُس کی مریضہ زوجہ کے لئے خدمت گزار مل جائے پس اُس دعا کے بعد روضۂ مبارکہ سے باہر آیا۔ اور مسجد میں داخل ہُوا اُس مسجد میں ایک ضعیفہ کو دیکھا پس اسے کہا کہ اے ماں میں ایک اجنبی آدمی ہوں اور بیمار زوجہ رکھتا ہوں اور آپ سے التماس کرتا ہوں کہ دو تین روز اس کی خدمت کریں کہ اللہ آپ سے خوشنود ہو گا اور دنیاوی خدمت بھی کی جائے گی پس اُس ضعیفہ کو اپنی منزل پر لایا جب اس بیمار سے چادر اٹھائی فوراً اُس ضعیفہ نے فریاد کی اور کہا خدا کی قسم یہ میری دختر ہے اور اُس سے لپٹ گئی پس دختر نے آنکھیں کھولیں اپنی ماں کو دیکھا اور شناخت کیا اور امام علی رضاؑ کی برکت سے اُن کا اجتماع ہو گیا۔ والحمد للہ رب العالمین۔ (الخزینہ)

کاظمین میں چور عورت پکڑی گئی

فاضل نراقی مرحوم اپنی کتاب خزائن میں حکایت فرماتے ہیں ایک ہزار دو سو دس ہجری ۱۲۱۰ میں جب میں خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے بغداد میں وارد ہُوا چند یوم مجھے کاظمین شریفین میں توقف کرنے کا اتفاق ہُوا شب جمعہ میں روضہ مبارک میں اپنے ہم سفر دوستوں کے ساتھ تھا جب میں نماز عشاء کی تعقیب سے فارغ ہُوا اور لوگوں کی بھیڑ کم ہوئی تو میں اٹھا کہ معصوم کے سرہانے دعا کمیل کامل حضور قلب کے ساتھ تلاوت کروں میں نے عرب

مردوں اور عورتوں کی آواز روضہ کے دروازہ پر سُنی جو حضور قلب سے مانع تھی آواز بہت بلند ہو گئی میں نے اپنے ایک رفیق سے کہا کہ عربوں کی بے ادبی دیکھیں کہ ایسے مقام پر ایسے وقت میں آوازیں بلند کرتے ہیں جب ان کی آواز نے طول پکڑا میں اپنے بعض ساتھیوں کے ساتھ اٹھا حضور کے پائے مقدس کی طرف آ گئے کہ اس شور کا سبب معلوم کریں میں نے دیکھا کہ شیخ محمد کلید دار روضہ مقدسہ میں کھڑا ہے چند عرب عورتیں روضہ مقدسہ میں داخل ہوئی ہیں اور ایک عورت نے تین عورتوں کا دامن پکڑ رکھا ہے اور کہہ رہی ہے کہ تم تینوں میں سے ایک نے میری رقم کی تھیلی چرائی ہے اور وہ انکار کر رہی ہیں اس عورت نے کہا کہ اسی مبارک ضریح میں ضریح کے قفل کو پکڑ کر ان دونوں بزرگواروں (امام موسیٰ کاظم اور امام محمد تقیؑ) کی قسم کھاؤ میں تب تم سے مطمئن ہوں گی اور تمہارا دامن چھوڑوں گی۔ میں اور میرے ساتھی کھڑے تھے کہ دیکھیں اس مقدمہ کا کیا نتیجہ نکلتا ہے پس ان میں ایک عورت نے نہایت اطمینان کے ساتھ قدم بڑھایا اور تالے کو پکڑا اور کہا "یا ابا الجوادین انت تعلم انی بریئۃ" اے جوانوں کے باپ آپ جانتے ہیں کہ میں اس تہمت سے بری ہوں اس رقم کی مالکہ نے کہا کہ چلی جاؤ میں تم سے مطمئن ہوں پس دوسری نے قدم آگے بڑھایا اور پہلی کی طرح گفتگو کی اور چلی گئی تیسری عورت آئی قفل پکڑا جونہی اس نے یا ابا الجواد انت تعلم انی بریئۃ کہا ہم نے دیکھا کہ زمین سے ضریح کی بلندی تک بلند ہو گئی اور زمین پر گر گئی دفعتہً اس کا رنگ اور آنکھیں بہتے خون کی طرح ہو گئیں اور اس کی زبان بند ہو گئی پس شیخ محمد نے تکبیر بلند کی اور تمام اہل روضہ نے تکبیر بلند کی۔ پس شیخ نے حکم دیا کہ اس کے پاؤں کھینچ کر رواق مقدس کی ایک صف سے گذاریں اور ہم کھڑے تھے کہ دیکھیں یہ امر کہاں منتہی ہوتا ہے وہ عورت بے حس اور بے ہوش تھی سحر کے قریب بس اتنی ہوش میں آئی کہ اشارے کے ساتھ سمجھایا کہ میں نے اس عورت کی رقم کی تھیلی کہاں رکھی ہے اور اسے دے دو لوگوں نے اس کے عمل کے کفارہ کے لئے چند گوسفند ذبح کئے اور تصدق کئے کہ وہ عورت خلاصی پائے اس کی حالت صبح تک ایسی ہی رہی اور اسی روز وفات پاگئی۔ الحمدللہ (از تحریر منیر)

چور کو شیر نے چیرا اور مال مالک کے سپرد کیا

حبل المتین میں ملا محمد جیلانی نقل فرماتے ہیں کہ علی نامی ایک درویش تھا جو نجف اشرف کے ایوان کے پچھلی طرف سردیوں گرمیوں میں رہتا تھا اور کبھی کربلا معلیٰ پیدل جاتا تھا اور زیارت کرتا تھا اور وہاں سے خاک

لاکر سجدہ گاہ بناتا تھا اور جو زائرین زیارت کے لئے آتے تھے ان کی خدمت میں پیش کرتا تھا اور لوگ بھی اُسے کچھ قیمت دے دیتے تھے اور اس وسیلہ سے آٹھ نو تومان جمع کر رکھے تھے اور ایک جگہ پنہاں کئے ہوئے تھے ایک اور درویش اس کا ساتھی بن گیا اور اس کے حالات سے مطلع ہو گیا اور فرصت کے وقت میں وہ رقم وہاں سے اٹھا کر دوسری جگہ منتقل کرکے چھپا دی اور جب وہ شخص اس دفینے کے قریب آیا اُسے نہ پاکر مضطرب ہو گیا اور ہر چند اس درویش کی ہر طرح منت سماجت کی اس نے اقرار نہ کیا آخر الامر بہت تضرع کے بعد کہا کہ اے امیر المومنینؑ میں سات سال سے یہاں ساکن ہوں اور آپ کی پناہ لی ہوئی ہے اور اب میری یوں محافظت ہوئی ہے؟ ظاہراً آپ راضی نہیں ہیں کہ میں اس مکان میں ٹھہروں اس بنا پر وہ مجرم روانہ ہو گیا اور وہ ساتھی بھی اس کے ہمراہ ہو گیا جب یہ دونوں نجف اشرف کے باہر چلے گئے اور ابھی دو فرسخ کی راہ طے کی تھی کہ ناگاہ ایک شیر آگیا اور بہت شور کیا اور حملہ کر دیا اور اس کے ساتھی کو پکڑ کر پارہ پارہ کر دیا اور رقم کی تھیلی اس کی بغل سے گر پڑی تھیلی کے سرے کو دانتوں سے پکڑا اور لاکر رستے پر رکھ دیا اور چلا گیا درویش نے اپنی پونجی اٹھائی اور نجف اشرف کی طرف مراجعت کی اور اپنے مکان میں ساکن ہو گیا اور کافی مدت زندہ رہا اور اس کے فوت ہونے کے بعد اُسے اس کے مکان میں دفن کر دیا گیا۔ خزینہ

کوئی شخص کسی کا گناہ نہیں اٹھاتا ہے

مامون رشید کے زمانے میں کوئی شخص گناہ کرکے فرار ہو گیا مجرم کے بھائی کو گرفتار کرکے مامون کے سامنے پیش کیا گیا۔ مامون نے حکم دیا کہ اپنے بھائی کو پیش کرے ورنہ بھائی کے عوض میں اسے سزا دی جائے گی۔ اس شخص نے کہا" اے بادشاہ اگر آپ کا عامل مجھ کو سزا دینا چاہے اور آپ کا حکم پہنچ جائے کہ اس کو چھوڑ دو تو آپ کا عامل مجھ کو چھوڑ دے گا یا نہیں"؟ مامون نے کہا بیشک چھوڑ دے گا اس نے کہا پس میں ایسے بادشاہ کا حکم لایا ہوں جس کی عنایت سے تو بادشاہ ہے مامون نے کہا ثبوت پیش کرو کہا کلام مجید میں ہے "وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ پ ۸ ع الانعام- "کوئی شخص کسی کا گناہ نہیں اٹھاتا ہے کسی کو کسی دوسرے کے گناہ میں گرفتار نہ کرو" مامون نے اس سے متاثر ہو کر حکم دیا کہ اسے چھوڑ دیا جائے کہ محکم حکم لایا ہے۔ تحفہ ج

حرام اور حلال کمائی کو صدقہ میں دینے کا فرق

شیخ عطار نے تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ شیخ ابو العباس نہاوندی کا ایک مرید

تھا کہ اس کے پاس دنیا کا وافر مال تھا چنانچہ اس پر زکوٰۃ واجب تھی۔ شیخ کے پاس آیا اور عرض کی کہ مال زکوٰۃ کس کے سپرد کروں شیخ نے فرمایا کہ جس پر تمہارا دل ٹھہر جائے اس مرید نے رستے میں ایک نابینا دیکھا جو برہنہ و مضطر تھا اسے مٹھی بھر زر دیا اتفاقاً دوسرے روز وہ مرید کہ جہاں نابینا تھا گذرا اسی نابینا کو دیکھا کہ دوسرے نابینا کو کہہ رہا ہے کہ کل ایک شخص نے ایک مٹھی زر مجھے دی رات کو میں شراب خانے میں گیا۔ شراب خریدا اور فلاں رنڈی کے ساتھ عیش کی جب مرید نے یہ بات سُنی مضطرب ہوا۔ شیخ کے پاس آیا کہ اپنا حال بتائے قبل اس کے کہ وہ بات کرے شیخ نے اسے ایک درہم دیا اور کہا باہر جاؤ اور جو آدمی پہلے ملے اسے دے دو اور وہ درہم شیخ کی ٹوپیاں بنانے کی کمائی سے تھا کیونکہ شیخ ٹوپیاں بناتے تھے اور ایک ٹوپی دو درہم سے فروخت کرتے تھے اور دو درہم سے زیادہ وصول نہ کرتے تھے جو آدمی انہیں پہلے ملتا ایک درہم اسے دے دیتے اور ایک درہم طعام پر خرچ کرتے۔ پھر اس کے بعد دوسری ٹوپی بنانا شروع کرتے بالجملہ جب مرید نے درہم لیا اور باہر گیا پہلے اس نے ایک علوی کو دیکھا اسے درہم دے دیا جب علوی چلا گیا یہ مرید اس کے پیچھے ہو لیا علوی ایک ویرانے میں گیا اور ایک مُردہ پرندہ دامن سے باہر نکال کر پھینک دیا مرید نے علوی کو کہا خدا کا واسطہ اپنا حال بتاؤ علوی نے کہا سات روز ہو گئے ہیں کہ میں نے مع عیال کے کچھ نہیں کھایا ہے اور سوال کی ذلت نہیں برداشت کرتا پس اس ویرانے میں ایک مُردہ مرغ دیکھا بحکم اضطرار اسے اٹھا لایا تاکہ اپنے عیال میں لے جا کر کھانے کا انتظام کروں جب یہ درہم ملا ہے اس مردہ مرغ کو پھینک دیا ہے مرید بہت متعجب ہوا اور شیخ کے پاس آیا۔ شیخ نے فرمایا۔ تمہارے کہنے کی ضرورت نہیں لیکن تو یقین کر کہ تو بدمعاشوں اور ظالموں کے ساتھ معاملہ کرتا ہے اور اسی سے نابینا شراب خانے میں شراب پیتے ہیں اور میری کمائی حلال سے حاصل کی ہوئی ہے کہ جس سے علوی مستحق نے مردار کھانے سے نجات پائی۔

بددیانت قاضی کی داستان

روضۃ الانوار میں ہے کہ ایک آدمی نے سلطان محمود کے سامنے اپنی درخواست پیش کی کہ میری سبز ریشمی تھیلی میں دو ہزار اشرفی تھی جو سربستہ اور مہر شدہ تھی میں نے قاضی کے پاس امانت رکھی اور خود سفر میں روانہ ہو گیا اور جو کچھ میرے پاس تھا ہندوستان کے رستے میں ڈاکوؤں نے اڑا لیا پھر میں نے جو رقم قاضی کے پاس رکھی تھی قاضی سے طلب کی وہ تھیلی گھر لے آیا اور تھیلی کے سرے کو کھولا تو اس میں تانبے کے سکے تھے۔

میں پھر قاضی کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے سنہری اشرفیوں سے پُر تھیلی آپ کے پاس امانت رکھی تھی اور اب تانبے کے سکوں کے ساتھ پُر ہے یہ کیا ماجرا ہے؟ اس نے کہا سپرد کرتے ہوئے تو نے کوئی اشرفیاں وغیرہ میرے سپرد نہیں کیں اور نہ گنیں تھیلی سربستہ اور مہر شدہ میرے سپرد کی تھی اور اسی طرح واپس لے گئے اور واپس کرتے ہوئے تم سے پوچھا تھا کہ یہ تھیلی تمہاری ہے اور تمہاری بند کی ہوئی مہر شدہ ہے تو نے کہا دُرست ہے اور سلامت لے گئے اب میرے ساتھ جھگڑا کرتے ہو۔ اللہ اللہ! اے عادل شہنشاہ میری فریاد رسی کرو کہ اب تو میں روٹی کا بھی محتاج ہوں سلطان محمود اس کی داستان سُن کر رنجیدہ ہُوا اور اسے بہت تسلی دی اور کہا فکر نہ کرو میں تمہاری دولت کی تدبیر کرتا ہوں اور وہ تھیلی میرے پاس لاؤ پس وہ گیا اور وہ تھیلی سلطان محمود کے پاس لے آیا سلطان نے اطراف سے تھیلی کو غور سے دیکھا شگاف کا کوئی نشان نظر نہ آیا اس مرد سے کہا کہ یہ تھیلی بالکل اسی طرح میرے پاس رہنے دو اور روزانہ تین من (پاکستانی تین سیر) روٹی اور ایک سیر گوشت اور ہر مہینے دس دینار میرے وکیل سے وصول کرتے رہو اور میں تمہارے زر کی تدبیر کرتا ہوں اور تو بے فکر ہو جا پس ایک روز سلطان محمود نے دوپہر کے قیلولے کے وقت اس تھیلی کو پاس رکھا ہُوا تھا اور سوچ بچار کر رہا تھا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے آخر اس کے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ یہ ممکن ہے کہ اس تھیلی کو پھاڑا گیا ہو اور زر یعنی اشرفیاں نکال لی گئی ہوں اس کا ایک توشک تھا جس پر سنہری کام کیا ہوا تھا اور وہ بستر پر تھا آدھی رات کو اٹھا اور چھت سے نیچے آگیا۔ اور چھری لی اور توشک سے پھاڑ لیا اور اپنی جگہ چلا گیا اور صبح اٹھا اور چھت سے نیچے آیا اور شکار پر تین دن کے لئے چلا گیا وہاں ایک خاص خدمت گذار تھا جو اس حجرہ کی خدمت کرتا تھا صبح اس نے جب اس توشک کو پھٹا ہوا دیکھا ڈر گیا اور رونا شروع کر دیا وہاں ایک بوڑھے خدمت گذار نے جب اُسے روتے ہوئے دیکھا اُسے کہا کہ کیا ہو گیا ہے اس نے کہا کسی نے مجھ پر ظلم کیا ہے اس خاص کمرے میں داخل ہو کر بادشاہ کے توشک کو پھاڑ دیا ہے اگر سلطان کی نگاہ اس پر پڑ گئی وہ قتل کر دے گا۔ اس نے کہا سوائے تمہارے کسی نے اس کو پھٹا ہوا دیکھا ہے اس نے کہا نہیں اس نے کہا تسلی رکھو میں اس کی تدبیر کر لیتا ہوں اور تمہیں ترکیب سمجھا لیتا ہوں بادشاہ تین روز کے لئے شکار پر گیا ہوا ہے اور اس شہر میں ایک پرانا تجربہ کار رفوگر ہے اور اس کی دکان فلاں محلے میں ہے اس کا نام احمد ہے اور رفوگری میں بہت استاد ہے اور اس شہر کے تمام رفوگر اس کے شاگرد ہیں یہ توشک اس کے

پاس لے جا جو اجرت وہ طلب کرے اُسے دے دو وہ اس طرح اسے رفو کرے گا کہ یہ پھٹا ہوا معلوم ہی نہ ہوگا اور کسی استاد کو بھی معلوم نہ ہو سکے گا کہ کہاں سے رفو ہوا ہے اس خدمت گذار نے اس توشک کو لپیٹ کر اٹھا لیا اور رفوگر احمد کی دکان پہ لے آیا اور کہا کہ اے استاد آپ کیا اجرت لیں گے کہ اسے اس طرح رفو کر دیں کہ کسی کو معلوم ہی نہ ہو کہ کہاں سے پھٹا تھا اور کہاں سے رفو ہوا۔ اس نے کہا نصف ریال لوں گا پس اس نے اسی وقت ایک دینار دے دیا اور کہا کہ بہت جلدی اسے رفو کر دو اس نے کہا کہ کل نماز کے بعد آجانا اور لے جانا۔ دوسرے روز وعدہ کے مطابق گیا رفوگر نے توشک اس کے سامنے رکھ دیا کہ معلوم ہی نہ ہوتا تھا کہ کہاں سے رفو ہوا ہے خدمت گزار خوش ہو گیا اور واپس آکر بستر پر بچھا دیا جب سلطان شکار سے واپس آیا اور اس کمرے میں داخل ہوا کہ آرام کرے دیکھا کہ توشک بالکل ٹھیک ٹھاک ہے بادشاہ نے کہا۔ اے خدمت گزار یہ پھٹا ہوا تھا اس نے عرض کی جہاں پناہ یہ بالکل پھٹا ہوا نہ تھا بادشاہ نے کہا اے احمق مت ڈر اسے میں نے پھاڑا تھا میرا اس میں مقصد ہے بتا اسے کس نے رفو کیا ہے کہ بہت عمدہ رفو کیا ہے عرض کی احمد رفوگر نے کیا ہے کہا اسے میرے سامنے پیش کر دو اس رفوگر کو ساتھ لے آیا رفوگر نے جب سلطان کو دیکھا ڈر گیا بادشاہ نے جب اسے دیکھا کہا کہ اے استاد اس توشک کو تم نے رفو کیا ہے اس نے عرض کی ہاں جناب! بادشاہ نے کہا بڑی استادی سے کام لیا ہے عرض کی آپ کی دعا ہے۔ بادشاہ نے کہا کیا تم سے بھی کوئی بہتر اُستاد ہے کہا نہیں بادشاہ نے کہا تم سے ایک بات پوچھنی ہے سچ کہنا کیونکہ بادشاہوں کے سامنے ہمیشہ سچ بولنا چاہیئے عرض کی سچ عرض کروں گا۔ بادشاہ نے کہا تم نے چھ سات سالوں میں کسی سبز ریشمی تھیلی کو کسی امیر کے گھر رفو کیا ہے عرض کی کیا ہے فرمایا! کہاں کا عرض کی شہر کے قاضی کے گھر اور اس نے دو دینار مزدوری دی تھی کہا اس تھیلی کو دیکھو۔ اسے پہچانتے ہو کہا پہچانتا ہوں۔ بادشاہ نے کہا اسے جہاں سے رفو کیا ہے وہ کونسی جگہ ہے رفوگر نے وہاں انگلی رکھی کہ یہ جگہ ہے۔ سلطان اس کی کاریگری سے بہت متعجب ہوا۔ بادشاہ نے کہا اگر ضرورت پڑی تو قاضی کے پاس گواہی دو گے عرض کی کیوں نہیں دوں گا۔ پھر کسی کو بھیج کر قاضی کو بلوایا اور کسی کو صاحب مال کے بلوانے کے لئے بھیجا جب قاضی آیا سلام کیا اپنی عادت کے مطابق بیٹھا سلطان نے اس کی طرف منہ کیا اور کہا تو ایک ضعیف عالم ہے میں نے قضاوت تمہارے سپرد کی ہے مسلمانوں کا

مال اور خون تمہارے سپرد کیا ہے اور تم پر اعتماد کیا ہوا ہے میری ولایت میں تم سے بہتر عالم ہیں اور میں نے تمہیں ترجیح دی ہے کیا یہ روا ہے کہ تو خیانت کرے اور امانت کی شرط پوری نہ کرے اور مسلمانوں کا تمام مال ہڑپ کر جاؤ اور انہیں محروم کردو عرض کی جہاں پناہ یہ کیا ماجرا ہے آپ کیا فرما رہے ہیں میں نے کچھ نہیں کیا ہے بادشاہ نے کہا اے منافق کتے یہ تم نے کیا ہے اور یہ میں کہہ رہا ہوں پس تھیلی سامنے کی اور کہا یہ تھیلی ہے تم نے اسے پھاڑا ہے اس سے رقم نکالی ہے اور اشرفیوں کے بدلے تانبے کے سکے اس میں ڈالے ہیں اور پھر اسے رفو کرنے کا حکم دیا ہے اور صاحب مال کو کہا ہے کہ سربستہ اور مہر شدہ تھیلی لائے ہو اور اسی طرح واپس لے گئے ہو کتنی بد دیانتی کا فعل ہے قاضی نے کہا نہ میں نے یہ تھیلی دیکھی ہے اور نہ اس آدمی کی مجھے خبر ہے سلطان نے حکم دیا کہ دونوں مرد سامنے آئیں وہ سامنے لائے گئے شہنشاہ نے کہا اے دروغ گو یہ ہے صاحبِ مال اور یہ ہے رفوگر ۔ پس قاضی شرمندہ ہوا اس کا چہرہ زرد ہو گیا اور ڈر سے کانپنے لگا اس میں بولنے کی سکت نہ رہی سلطان نے حکم دیا اسے پکڑو اپنی گرفت میں رکھو یہ اسی وقت اس آدمی کی رقم واپس کرے ورنہ اسی وقت اسے قتل کراتا ہوں قاضی کو سلطان کے پاس سے کھینچ کر لے گئے وہ اب نیم مُردہ تھا اسے توبہ خانہ میں ٹھہرایا اور حکم دیا ، مال واپس کر قاضی نے کہا میرے وکیل کو بلایا جائے اسے نشان دہی کی وہ دو ہزار دینار نیشاپوری لے کر آگیا صاحبِ مال کے سپرد کئے دوسرے روز سلطان تخت شاہی پر بیٹھا امراء اور بزرگان کے سامنے قاضی کی خیانت بیان کی اور حکم دیا کہ قاضی کو اونچی عمارت کے کنگرے سے الٹا کر کے لٹکا دیا جائے لیکن بزرگ لوگوں نے سفارش کی کہ بوڑھا ہے عالم ہے اور گویا کہ پچاس ہزار دینار ادا کر کے اس کی جان بخشی کرائی اور اسے قضاوت کے عہدے سے معزول کر دیا گیا ۔

سبط ابن جوزی کا دعویٰ سلونی

سبط ابن جوزی نے ایک دفعہ منبر پر دعویٰ کیا کہ میں سب کچھ جانتا ہوں اور حضرت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب کی طرح سلونی قبل ان تفقدونی کہا فوراً ایک عورت نے اپنی جگہ سے اٹھ کر کہا کہ اے شیخ یہ روایت جو مشہور ہے کہ علیؑ ایک رات میں مدینہ سے مدائن گئے اور سلمان کی تجہیز و تکفین و تدفین کی اور پھر مراجعت فرمائی ۔ درست ہے ؟ اس نے کہا ہاں درست ہے عورت نے کہا کہ جس وقت عثمان قتل کئے گئے اور لوگوں نے انہیں مدینہ کے مزبلہ پر پھینک دیا تھا اس وقت علیؑ مدینہ میں حاضر تھے یا نہیں ؟ کہا علیؑ مدینہ

میں موجود تھے پس اس عورت نے کہا کہ اس بناء پر لازم آیا کہ ان دو غلیفوں سے ایک خطاکار ہے کیونکہ یا عثمان خطاکار تھے کہ باوجودیکہ حضرت علیؑ مدینہ میں تھے ان کی لاش تین دن تک مزبلہ پہ پڑی رہی اور حضرت علیؑ نے ان کے دفن کا انتظام نہ کیا یا خود حضرت علیؑ نے نعوذ باللہ اس امر میں خطا کی ہے۔

ابن جوزی نے اس عورت کے جواب میں لبطور معارضہ یا الزام کہا کہ تو اپنی منزل سے اپنے شوہر کی رضا کے بغیر آئی ہے یا اس کے اذن کے ساتھ۔ اگر اس نے اذن نہیں دیا اور بغیر اذن آئی ہے تو خدا کی لعنت تجھ پر ہو اور اگر اپنے شوہر کے اذن سے آئی ہے تو تیرے شوہر پہ خدا کی لعنت ہے کہ تمہیں غیرمحرموں میں آنے کی اجازت دی ہے اس عورت نے جواب میں کہا کہ عائشہ جو جنگ جمل میں حاضر ہوئی تھی کیا پیغمبرؐ کی اجازت سے آئی تھی یا بغیر ان کی اجازت کے؟ پس ابن جوزی جواب میں عاجز ہو گیا۔ اور خاموش ہو کر منبر سے اتر آیا۔ (تحفہ رضیہ)

شنیدہ کے بود مانند دیدہ
معجزۂ نقاب پوش
(مؤلف کے گھر کی داستان)

ستمبر ۱۹۶۸ء میرے افراد خانہ کی صحیح سچی داستان پیش خدمت ہے میرا بیٹا سید علی حسین ہائی سکول فروکہ میں چھٹی جماعت میں پڑھتا تھا جو مجھر کھادی سے تین میل کے فاصلے پر ہے اس وقت تمام طلباء پیدل آتے جاتے تھے۔ میں ان دنوں ایران۔ عراق۔ شام کی زیارات کے سفر پر تھا۔ علی حسین تین چار روز متواتر اپنی والدہ کو بیان کرتا رہا کہ ایک بھیانک اور ڈراؤنی شکل کا مرد مجھے روزانہ جب سکول سے واپس آتا ہوں تو ڈراتا ہے لیکن اس کی والدہ نے کوئی خاص اہمیت نہ دی لیکن آخری روز اس نے بیان کیا کہ کل میں بالکل سکول نہیں جاؤں گا آج مجھے وہ مجھر کھادی کے چھپڑ تک ڈراتا آیا ہے اس کی والدہ نے کہا کل میں تمہارے ساتھ کوئی آدمی بھیجوں گی وہ اس کے ساتھ بات کرے گا۔ تھوڑی دیر بعد علی حسین اندر آگیا اور کرسی پہ بیٹھ گیا لیکن بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ اس کی چھوٹی ہمشیرہ نے والدہ کو بتایا کہ بھائی علی حسین کرسی سے گر کر بے ہوش پڑے ہیں۔ اسے اٹھا کر چارپائی پر لٹایا یہ بالکل بے حس اور بے ہوش پڑا تھا کافی دیر بعد کچھ ہوش آیا تو کہنے لگا وہی رستے میں ڈرانے والا آدمی سامنے بیٹھا ہوا ڈرا رہا ہے پھر بے ہوش ہو گیا ہوش میں آنے پر پانی مانگتا چارپائی کے پاس ہی پیشاب کرتا پھر بے ہوش ہو جاتا پھر رات ہوئی اسے اندر چارپائی پہ لٹا دیا اب جب ہوش میں آتا مکان کے اوپر

والے کونے کی طرف اشارہ کرکے کہتا کہ وہ دیکھو مجھے ڈرا رہا ہے بڑے بڑے اس کے دانت ہیں گھر والوں نے دفع بلا کے لئے دُنبہ ذبح کرا کے غرباء میں تقسیم کیا کلام مجید کی سورتیں پڑھتے رہے پانی دَم کرکے پلاتے رہے اور چھڑکتے رہے مکمل آٹھ پہر اس کی یہی کیفیت رہی ان چوبیس گھنٹوں میں سوائے پانی اس کی کوئی غذا نہ تھی مردوں اور عورتوں کی کثیر تعداد پاس بیٹھی رہی تلاوتِ کلام مجید اور دعائیں مانگتے رہے ڈاکٹر کو بلوایا وہ بھی دوائیں دے گیا لیکن اس بیماری کا علاج دوائیں نہ تھیں بلکہ آلِ محمدؐ کی مشکل کشائی تھی اس کی والدہ اس کے ہوش میں آنے پر اسے کہتی کہ یا اللہ یا محمدؐ یا علیؑ یا فاطمہؑ یا حسنؑ یا حسینؑ کا ورد کرو وہ زور زور سے یہ ورد کرتا پھر اسے تلقین کرتی کہ پڑھو شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار۔ لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار۔ دوسرے روز اسے مکان سے باہر چارپائی پر لٹایا اس کی والدہ یہ ورد پڑھ رہی تھی کہ علی حسین نے بے ہوشی کے عالم میں زور کے ساتھ چیخ کر یہ ورد شاہِ مرداں شیرِ یزداں قوتِ پروردگار۔ لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار پڑھا اور زور سے ہنسا اس کے ہوش سے چارپائی ہلنے لگی والدہ کانپ گئی رونگٹے کھڑے ہو گئے کہ اب کیا نئی مصیبت آئی دیگر موجود افراد بھی خوف زدہ ہو گئے ماں نے پوچھا علی حسین تمہیں کیا ہو گیا ہے اس نے عرض کیا اس کونے سے (اشارہ کیا) ایک نقاب پوش آئے ہیں ان کے ہاتھ میں تلوار تھی تلوار کے ساتھ اس بلا کے تین ٹکڑے کر دیئے ہیں وہ دیکھو سامنے اس کے تین ٹکڑے پڑے ہیں پھر یہ بالکل تندرست ہو کر بیٹھ گیا اور والدہ کو کہنے لگا اب میں بالکل ٹھیک ہوں مجھے ڈرانے والا قتل ہو چکا ہے اس کے بعد فوراً ہی اس نے معمول کے مطابق چلنا پھرنا اور سکول جانا شروع کر دیا اس واقعہ کے بعد آج تک کسی وقت دن ہو یا رات کوئی ڈر اس نے محسوس نہیں کیا۔ یہ ماں بیٹا جو علیؑ اور بتولؑ کی بارگاہ میں استغاثہ کر رہے تھے معلوم نہیں یہ برقعہ پوش علیؑ تھے یا بتولؑ۔ ان کی محبت رحمۃ اللہ اور ان کا بغض لعنۃ اللہ۔ عقیل وہ ہے جو ہر ان دو بلا سے بچے۔ علیؑ کی تیغ سے زہراؑ کی بد دعا سے بچے ٭ **یہ داستان علامہ نذر حسین ظفر مرحوم کی فرمائش پر لکھی گئی تھی۔**

منہ خنزیر کی مانند کیوں ہوا؟

بازری نے منصور سے روایت کی ہے کہ میں نے شام میں ایک شخص کو دیکھا جس کا منہ خنزیر کی مانند تھا اس سے مسخ ہونے کا سبب پوچھا تو کہنے لگا میری عادت تھی کہ روزانہ اپنے بیٹوں سمیت ایک ہزار مرتبہ علیؑ کو سب کرتا تھا اور جمعہ کے دن چار ہزار مرتبہ ایک مرتبہ انہی دنوں میں پیغمبرؐ خدا کو خواب میں دیکھا پھر اس کے بعد ایک طولانی خواب بیان کیا خلاصہ اور نچوڑ یہ ہے کہ حسینؑ نے آنحضرت کے سامنے میری شکایت کی

آنحضرتؐ نے لعنت کرتے ہوئے مجھ پر تھوک دیا اسی وقت سے یہ صورت ہو گئی اور اس کا خنزیر کا سامنہ چہرہ مرتے دم تک لوگوں کے لئے ایک نشانی بنا رہا۔ (قول دشمن)

ام المومنین حضرت عائشہ کا مسئلے کا جواب

تہذیب المتین میں زمخشری وغیرہ سے نقل ہے کہ ایک عورت زنانِ کوفہ سے حضرت عائشہ ام المومنین کے پاس آئی اور کہا اے ام المومنین اس عورت کے حق میں کیا کہتی ہو جو دیدہ دانستہ اپنے بیٹے کو مار ڈالے فرمایا وہ کافرہ ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاءہ جھنم الخ اس عورت نے کہا اے ام المومنین تم اس عورت کے بارے میں کیا کہتی ہو جس نے اپنی اولاد مومنین سے سولہ ہزار مرد قتل کئے ہوں عائشہ اس کا مطلب سمجھ گئیں اور کہا اس دشمن خدا کو دور کرو۔ تاریخ اسلام

ولید بن یزید بن عبدالملک

یہ اوباش، اخلاقی اوصاف سے معرا بے شرم منہیات کا مرتکب نہایت فاسق و فاجر و عیاش تھا مے نوشی اور لواطت میں مشہور تھا نہایت جبار اور کینہ ور جس ہانڈی میں کھاتا اسی میں سوراخ کرتا۔ تاریخ الخمیس میں ہے کہ ولید حج کو گیا بام کعبہ پر مجلسِ شراب آراستہ کرکے شراب پینے کا ارادہ کیا مشیروں نے بشکل تمام باز رکھا ایک دن اپنی دختر جمیلہ کو دیکھ کر اس سے چمٹ گیا اور اس کا ازالۂ بکارت کر ڈالا۔ دمیری لکھتا ہے کہ ایک رات کو حالت سکر میں ایک کنیز سے مقاربت کی صبح کو مؤذن نے نماز جماعت پڑھانے کی اطلاع دی ولید نے اس کنیز کو اپنا لباس پہنا کر بھیج دیا اور اس نے حالت سکر و جنابت میں امامت جماعت کی اس نے ایک حوض شراب کا بھر رکھا تھا جب چاہتا اپنے کو اس میں ڈال دیتا اور اتنی پیتا کہ ہاتھ پاؤں میں لرزہ پیدا ہو جاتا۔ ایک دن قرآن مجید کی فال دیکھی۔ آیت اس کی منشار کے خلاف نکلی۔ اس نے قرآن کو پھاڑ ڈالا۔ لیکن ادب و فصاحت و ظرافت میں کامل ترین بنی امیہ تھا۔ لغت نحو اور حدیث میں ان سب سے زیادہ ماہر تھا سخی بھی بہت تھا۔ اس نے اپنے باپ کی صاحب اولاد کنیزوں پر بھی تصرف کیا تھا بایں ہمہ بنی امیہ کی محبت لوگوں میں اس قدر تھی کہ باوجود بنی امیہ کی سلطنت فنا ہو جانے کے ان کی طرفداری سے نہ چوکتے تھے ایک دن مہدی عباسی کے سامنے اس ولید کا ذکر آیا مہدی نے کہا وہ تو زندیق تھا ابو علاثہ فقیہہ حاضر تھا اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا کہ خدا کے عدل کے خلاف ہے کہ خلافتِ نبوت کا مالک ایک زندیق کو کرے وہ تو نماز اور طہارت کا بڑا پابند تھا نماز سے فارغ ہو کر اپنے اصلی

رنگ عیاشی پر آجاتا ہے۔ (کامل ابن اثیر۔ حیوۃ الحیوان۔ تاریخ الخمیس۔ تاریخ الخلفاء سیوطی) تاریخ اسلام ص۴۸

دعبل خزاعی کو پیغمبرؐ نے اپنا لباس پہنایا

عیون اخبار الرضا میں ہے کہ دعبل خزاعی کی موت کے وقت اس کی صورت یعنی چہرہ سیاہ ہوگیا اور زبان بند ہوگئی۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے علی نے اسے خواب میں سفید صورت اور سفید لباس میں دیکھا تنی تبدیلی کے بارے میں اس نے سوال کیا دعبل نے جواب دیا رسولؐ خدا قبر میں میری زیارت کے لئے تشریف لائے اور فرمایا اپنے ان اشعار سے جو تو نے میرے فرزند حسینؑ کی مصیبت میں بیان کئے ہیں۔ سُنا میں نے کچھ اشعار سنائے انہوں نے اپنا لباس مجھے پہنا دیا اور ملائکہ عذاب کو فرمایا کہ اسے بالکل کچھ نہ کہنا۔ پھر میں نے آخری وقت صورت کے سیاہ اور زبان بند ہونے کی وجہ دریافت کی تو باپ نے جواب دیا کہ یہ عذاب محض اس لئے تھا کہ میں شراب پیتا تھا۔ (کبریت الاحمر)

سید عالم اور کتا

تذکرہ بے بہا فی تاریخ العلماء میں مولوی سید علی صاحب بھیکپوری ضلع سارن صوبہ بہار کے حالات میں درج ہے کہ آپ اپنے مکان کے سامنے تشریف رکھتے تھے اور کوئی شے نورتی بھی رکھی تھی ایک کتا آیا آپ نے اس کو دو مرتبہ للکارا۔ دھتکارا وہ نہ مانا تیسری دفعہ کہا او فلانے دشمنِ اہلبیت اور فرعون امت محمدی جاتا نہیں اس نے آپکو بہ نظر قہر دیکھا اور دیر تک غضب آلود آنکھوں سے دیکھتا رہا آپ متوجہ اور متنبہ ہوئے کہ میں نے غلطی کی ہے یہ تو اس سے بہتر ہے یہ سُن کر کتا چلا گیا جب رات آئی اور آپ سوئے تو خواب میں سامان حشر برپا دیکھا اور ایک کتا بھی جا رہا ہے آپ اس کے پیچھے پیچھے بلا قصد ہو لئے تھوڑی دور جاکر دیکھا کہ ایک بزرگ جلیل انسان کرسی پر رونق افروز ہیں اور ادھر ادھر سپاہی مسلح موجود ہیں آپ کو کسی طرح سے معلوم ہوگیا کہ جناب امیرؑ ہیں تو اس کتے نے کہا یہ آپ کی اولاد ہیں اور مجھ کو آپ کے فلاں دشمن سے تشبیہ دیتے تھے حضرت نے فرمایا تیرا شکوہ بالکل بجا ہے۔ لیکن جب تو یہ کہتا ہے کہ آپ کی اولاد ہیں تو درگزر کر اور پھر اس وقت تجھ سے معذرت بھی کرلی تھی آپ یہ خواب دیکھ کر ہراساں بیدار ہوئے۔

خلیل امام علم نحو کی فراست

خلیل امام علم نحو تھا اور علم عروض یعنی علم اوزانِ شعر کو اس نے اختراع کیا اور وہ ہی استاد سیبویہ نحوی کا ہے اور یہ ایک مرد

صالح عاقل حلیم و صاحب وقار تھا یہ شخص پرلے درجے کا ذکی الطبع تیز فہم تھا علم عروض اس نے اپنی تیز ذہنی کی بدولت ایجاد کیا ایک روز بصرہ میں دھوبیوں کے کوچہ سے گزر رہا تھا چنگ و رباب کی مختلف طرح کی آوازیں سن کر کہنے لگا کہ اس سے کوئی ایسا اصول و قاعدہ اخذ کرنا چاہیئے جو پہلے کسی کو معلوم نہ ہو۔ پس علم عروض جیسا کہ شائع و موجود ہے وضع کیا۔ ایک اور حکایت عمدہ اس کی ذکاوت و ذہانت کی صاحب مجالس المومنین نے لکھی ہے کہ اس کے زمانہ میں ایک طبیب تھا کہ روشنی چشم کی دوا دیا کرتا تھا اور وہ دوا لوگوں کو بہت نفع دیتی تھی اتفاقاً وہ طبیب مرگیا ایک شخص خلیل کے پاس بیٹھا ہوا اس کے مرنے پر افسوس اور اس کی اس دوا کی افادیت بیان کر رہا تھا خلیل نے کہا اس دوا سے کچھ باقی ہے کہا نہیں کہا وہ ظرف ہے جس میں وہ دوا بناتا تھا کہا ہاں ہے خلیل نے اسے منگوایا اور ناک کے نزدیک کرکے اس کی دوائیں معلوم کرنے لگا تا اینکہ پندرہ دوائیں معلوم کرلیں پھر ان کی مقدار معین کرکے نسخہ بنا کر لوگوں کو دینے لگا اس سے فائدہ ہوتا تھا کچھ عرصہ کے بعد اس کا اصل نسخہ مذکور کتابوں سے مل گیا معلوم ہوا کہ اس میں کل سولہ دوائیں تھیں پندرہ خلیل نے کھرل سونگھ کر دریافت کر لی تھیں۔ (تہذیب المتین جلد ۱)

میں نے کسی کتاب میں اس سے ملتا جلتا واقعہ یوں بھی پڑھا تھا کہ ایک انتہائی ذہین انسان نے کھرل یا اس ظرف کو چکھا جس میں وہ نسخہ تیار ہوتا تھا معلوم نہیں کس مرض کا نسخہ تھا پندرہ اشیاء میں سے ایک معلوم نہ کر سکا لیکن بعد میں جب وہ نسخہ ملا تو وہ ایک چیز حرام کیڑا تھا یعنی جسے اس نے اپنی زندگی میں حرام ہونے کی وجہ سے چکھا ہوا نہیں تھا۔

مجلس خواں کے لئے دو واقعے

حرم سرکار سید الشہداءؑ میں ایک مجلس عزا ہو رہی تھی جس میں سرکار میرزا محمد حسن شیرازی اعلی اللہ مقامہ جن کی اعلمیت پر تمام دنیائے شیعیت نے اتفاق کیا ہے موجود تھے اور فاضل جلیل ابو الفضل قمی علیہ الرحمہ شارح زیارت عاشورہ روضہ خوانی فرما رہے تھے علامہ ابو الفضل قمی سرکار سید الشہداء کی اہل حرم سے رخصت بیان فرما رہے تھے انہوں نے جناب سید الشہداءؑ کی زبان سے بیان کیا کہ آپ نے جناب زینب سلام اللہ علیہا کو یا اختی یا زینب یا زینب سے مخاطب کیا۔ علامہ کی زبان سے روانی بیان میں یا زینب یا زینب دو دفعہ بیان ہوگیا سرکار میرزا علیہ الرحمہ نے لاحول پڑھی اور مجلس سے اٹھ کر چلے گئے روضہ خوانی کے بعد علامہ نے حاضر خدمت ہو کر اٹھنے کا سبب پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ اپنے بیان میں صدیقہ صغریٰ

سلام اللہ علیہا کی تنقیصِ شان کر رہے تھے بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ زینب جیسی بہن کو جو ہر وقت ہمہ تن جناب سیّد الشہداء کی طرف ملتفت تھیں سرکار سیّد الشہداء کو دوبارہ زینب کہنا پڑے متکلم کو کسی کو دو دفعہ پکارنے کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے جب مخاطب اچھی طرح ملتفت نہ ہو یہ مجالس رفعتِ شان اہلِ بیت کے لئے ہیں جب ان میں تنقیصِ شان اہلِ بیت کا پہلو نکل آئے تو ایسی مجالس میں شرکت ثواب کی بجائے گناہ ہو جاتی ہے اللہ اللہ کہاں ان مجالس میں یہ باریکیاں اور کہاں آجکل کی ہماری مجالسِ عزا جن میں نہ کوئی احتساب ہے نہ جائزہ۔ جو جس کے منہ میں آئے کر گزرے اور جس طرح چاہے روایت سازی کرتا جائے۔ اس مقام پر ہمیں ایک اور واقعہ یاد آگیا جو اگر پہلو میں قلبِ سلیم ہو تو روضہ خوانوں اور ذاکروں کے لئے نہایت عبرت زا ہے ہمارے علماء متبحرین میں سے گزشتہ صدی میں خاتم المحدثین علامہ نوری علیہ الرحمہ ہیں جنہوں نے حقیقت و خواب و رویاہ پر تالیف فرمائی ہے ان کی قابل قدر تالیف کا نام دارالسلام فیما یتعلق بالرویا والمنام ہے علامہ موصوف اس تالیف میں ایک خواب کا ذکر فرماتے ہیں۔ علامہ ایک روز کربلا معلیٰ میں مصروف درس و تدریس تھے کہ ان کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا جو زار زار رو رہا تھا اور نہایت اضطراب سے تڑپ رہا تھا انہوں نے سبب پوچھا تو اس نے بتایا کہ آج صبح کاذب کے وقت حرم سرکار سید الشہداء میں معروفِ عبادت تھا کہ میری آنکھ لگ گئی میں نے خواب میں دیکھا کہ سیّد الشہداء اپنی ضریحِ اقدس سے باہر تشریف لائے ہیں اور میں دوڑ کر آنحضرت سے لپٹ گیا اور آنحضرتؑ کے جسم کو اپنے دانتوں سے کاٹنا شروع کیا آنحضرت کا جسم اقدس زخمی ہو گیا اور ان زخموں سے خون نکل آیا میری آنکھ کھل گئی جب سے میں نے یہ خواب دیکھا ہے میرا دل چاہتا ہے کہ خودکشی کر لوں لیکن خودکشی کی حرمت روک رہی ہے اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟ علامہ نوریؒ نے فرمایا "روضہ خواں کہ نیستی"؟ کیا تو روضہ خواں تو نہیں ہے؟ اس نے کہا (بلے ہستم) ہاں میں ہوں تو۔ آپ نے فرمایا تو غلط روایتیں بیان کرتا ہے اور افترا علی المعصوم کا مرتکب ہوتا ہے جس سے معصوم کو ایذا ہوتی ہے اور اسے توبہ کا حکم دیا۔ اس خواب سے متاثر ہو کر علامہ موصوف نے نقد روایات کربلا پر "اللؤلؤ والمرجان" کے نام پر ایک کتاب تالیف کی جو روضہ خوان علماء و ذاکرین کے لئے اس فن میں بہترین رہنما ہے۔ رضاکار لاہور قسط ۱۲، ۷ رجب ۱۳۷۲ھ ۲۴ مارچ ۱۹۵۲ء

از محمد لطیف انصاری مرحوم

آواز ہر شے سے ممنوع ہے حتیٰ کہ لفظ اُ جناب ہی کی رشت علی اور لبیک کہتا ہے

اور یا یہ ہے کہ امام اپنی آواز جناب زینب تک نہ پہنچا سکے ہوں کہ دوسری دفعہ فرمایا ہو اور یہ شان امامت کے خلاف ہے کیونکہ امام کی

مقبل شاعر کی داستان

صاحب حزن المومنین لکھتے ہیں کہ عرب میں ایک شخص مقبل نام شریف القوم ظریف الطبع تھا اتفاقاً ایک سال عشرہ محرم میں گزر اس کا اس جماعت میں ہُوا جو لوگ عزائے حسینؑ میں گریہ وزاری کر رہے تھے مقبل نے براہ ظرافت و استہزاء کچھ پڑھا اس کی اس حرکت سے اس جماعت پر نہایت صدمہ گزرا اور وہ مجلس ماتم درہم برہم ہوگئی بعد چند روز کے مقبل عارضہ جذام میں ایسا مبتلا ہوا کہ لوگ اس سے نفرت کرنے لگے اور رہنا اس کا شہر میں دشوار ہوگیا یہاں تک کہ اس نے منفرت خلائق سے ایک حمام میں اپنا مسکن قرار دیا دوسرے سال دیکھا کہ ایک گروہ ماتم حسینؑ میں روتا پیٹتا اس حمام کی طرف سے چلا جاتا ہے مقبل کو سال گزشتہ کی کیفیت یاد آئی اپنی حرکت پر نادم ہوکر بنگاہ حسرت اس جماعت کی طرف نظر کی اور اپنے حال زار پر رو کر چند اشعار مصائب سید الشہداء میں موزوں کئے اسی شب خواب میں جناب رسولخداؐ کو دیکھا کہ آپ تشریف لائے ہیں اور مہربانی فرماتے ہیں اے مقبل میں نے تیری خطا معاف کی مومنین پہلے اس کا نام محتشم تھا خطاب مقبل کا جناب رسولخداؐ نے اس شب عنایت فرمایا الغرض ملا مقبل کہتے ہیں میں نے اس عارضہ سے شفا پائی اور معرکہ کربلا تمام وکمال نظم کیا ایک روز شب جمعہ کو میں مصائب سید الشہداء پڑھ کر روتے روتے سوگیا۔ عالم رویا میں دیکھا کہ روضۂ اقدس میں امام حسینؑ کے حاضر ہوں اور ایک منبر مانند عرش منور اسی حرم محترم میں دھرا ہے اور پاس اس منبر کے جناب رسولخداؐ تشریف رکھتے ہیں اور چند بزرگوار نورانی صورت آپ کے گرد و پیش بیٹھے ہیں اس اثنا میں حضرت نے فرمایا محتشم کہاں ہے حاضر ہو جب وہ حاضر ہوئے آپ نے فرمایا آج شب جمعہ ہے میں چاہتا ہوں کچھ ہمارے فرزند حسینؑ کی مصیبت بیان کر۔ حسب ارشاد محتشم نے زینہ پر منبر کے جا کے چاہا کچھ پڑھے حضرت نے فرمایا بالاتر برو وہ دوسرے زینے پر جا کے کھڑا ہوا پھر حضرت نے فرمایا بالاتر برو تا اینکہ تیسرے زینہ پر جا کر محتشم نے یہ اشعار پڑھے (عربی کے اشعار بخوف طوالت حذف کر رہے ہیں) مقبل کہتے ہیں یہ سن کر حاضرین مجلس میں ایک قیامت برپا ہوئی اور رسولخداؐ روتے روتے غش کر گئے ناگاہ ایک فرشتہ نے کہا اے محتشم خاموش رہ کہ پیغمبرِ خدا کو غش آگیا ہے یہ سُن کر محتشم منبر سے اترے اور جناب رسولخداؐ نے ان کو خلعت عنایت فرمایا۔ مقبل کا بیان ہے کہ میں کثرت انسان و ملائکہ کے سبب ایک گوشے میں حیران بیٹھا تھا یہ ماجرا دیکھ کر غمگین ہوا اور اپنے دل میں کہنے لگا شاید میرے اشعار و مرثیے بارگاہ رسالت میں قبول نہ ہوئے

کیونکہ حضرت نے میری طرف التفات نہیں فرمائی ناگاہ میں نے دیکھا ایک حوریہ روضہ سے باہر آئی اور رسولخداؐ سے عرض کرنے لگی مخدومۂ کونین مادر حسینؑ ارشاد فرماتی ہیں میرے مقبل سے بھی کہیں کہ وہ یہاں حاضر ہے کچھ مصائب میرے فرزند مظلوم کے پڑھے جناب رسولخداؐ نے مجھ سے فرمایا کہ کچھ تو بھی میرے فرزند حسینؑ کی مصیبت بیان کر۔ میں زینۂ اول پر جاکر یہ اشعار پڑھنے لگا (یہ اشعار بوجہ طوالت ترک کر رہے ہیں) ناگاہ مجھے بھی کسی نے آواز دی۔ اے مقبل خاموش رہ اور منبر سے اتر آ حسینؑ کی ماں نبیؐ کی بیٹی روتے روتے غش کر گئی ہیں پس میں منبر سے اتر کر امیدوار خلعت بارگاہ رسالت سے تھا ناگاہ دیکھا میں نے کہ ضریح مطہر امام حسینؑ کھل گئی اور ایک بزرگ ضریح انور سے باہر تشریف لائے مگر سینہ و بدن ان کا زخموں سے چور اور نیزوں سے مثل خانہ زنبور ہو رہا ہے اور دستِ مبارک میں اس جناب کے ایک خلعت پاکیزہ ہے کہ وہ مجھے عنایت فرمایا میں نے عرض کی یا مولا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ کون بزرگ ہیں۔ فرمایا اے مقبل میں وہی کشتۂ جفا نبی کا نواسہ حسین ہوں جس کی مصیبت تو نے بیان کی۔ (بحور الغمہ)

ہندی کیونکر مومن ہوا ایک ہندی امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اس کی یہ خاصیت تھی کہ جو چیز مٹھی میں پنہاں ہوتی بیان کر دیتا تھا امام نے کوئی چیز اپنی مٹھی میں بند کی اور فرمایا بتاؤ میری مٹھی میں کیا چیز ہے؟ اس نے کچھ سوچ فکر کی اس کے بعد کیفیت عرض کی اس کا جواب بالکل واقع کے مطابق تھا آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا ہے پھر آپ نے فرمایا میں اب ایک اور چیز ہاتھ میں پنہاں کرتا ہوں اس کے بعد آپ نے اپنا دستِ مبارک گھر سے باہر نکالا ایک لمحے کے بعد اپنا ہاتھ اندر لے آئے اور فرمایا اب بتاؤ کہ میرے ہاتھ میں کیا ہے اس شخص نے بہت فکر کی پھر کہنے لگا کہ میں نے اس وقت دنیا کی تمام چیزوں پر نظر ڈالی اور ہر چیز کو اپنے مقام پر دیکھا مگر ہندوستان کے ایک جزیرے کے فلاں آشیانے میں ایک مرغ کا انڈا نہ پایا حضرت نے اپنا ہاتھ کھولا اور فرمایا سچ کہا ہے۔ آپ نے فرمایا اب بتاؤ کہ یہ عمل اور کیفیت کس طرح پیدا کی ہے کہ اس مرتبے پر پہنچ گئے ہو اس نے عرض کی کہ جو میرا نفس چاہتا ہے میں اپنے نفس کی خواہش کی مخالفت کرتا ہوں اس لئے میں اس مرتبہ پر پہنچا ہوں آپ نے فرمایا تیرا نفس کفر کو پسند کرتا ہے یا اسلام کو۔ اس نے عرض کی میرا نفس اسلام کے مقابلے میں کفر کو پسند کرتا ہے آپ نے فرمایا اس جگہ بھی اپنے اصول پر عمل کر کے نفس کی مخالفت کر۔ اس نے عرض کی میں نفس کی مخالفت کر کے اسلام کو قبول کرتا ہوں پھر آپ نے فرمایا کہ اب بتاؤ یہ غیب کی چیزیں تجھ پر ظاہر ہوتی ہیں یا نہیں پھر اس شخص نے فکر اور تامل کیا

اور عرض کیا اب نہیں دیکھ رہا آپ نے فرمایا سچ کہہ رہے ہو جب تک تو کافر رہا اپنی ریاضت کا صلہ پاتا رہا۔ اب جب تو مسلمان ہو گیا ہے تو مکاشفات کا دروازہ تجھ پر بند ہو گیا ہے اب اسلام کی عبادت شرعیہ بجالا اللہ تیرا مرتبہ بلند کرے گا اور تجھے آخرت کی ابدی نعمتوں سے مالا مال کرے گا۔ (قصص العلماء)

منہ کالا کیوں ہوا؟

روایت ہے کہ ایک شخص حج کے واسطے گیا دیکھا اس نے ایک شخص روسیاہ کعبہ کے دروازے پر کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے کہ خداوندا میرے گناہ بخش دے لیکن میں جانتا ہوں تو نہیں بخشے گا۔ اس شخص نے کہا اے ملعون! کعبے کے دروازے پر دعا کرتا ہے اور پھر مایوس ہوتا ہے اس روسیاہ نے کہا اس کا ایک باعث ہے اس شخص نے اسے بہت مجبور کیا بیان کرنے پر۔ تب اس روسیاہ نے کہا کہ میں شتربان تھا حضرت امام حسینؑ کا اور حضرت مجھ کو بہت دوست رکھتے تھے اور میں واقعہ کربلا میں حاضر تھا اور حضرت کے پاس ایک ازار بند تھا بہت قیمتی کہ میں ہمیشہ اسے چاہتا تھا کہ اس ازار بند کو کسی طرح حاصل کروں۔ جب حضرت امام حسینؑ شہید ہوئے تو اس روز وہی ازار بند حضرت کی کمر میں تھا جب رات ہوئی اس کی طمع میں لاشوں میں گیا اور حضرت کی لاش مطہر پر جا کر چاہا کہ اس ازار بند کو کھول لوں حضرت نے ازراہ معجزہ ہاتھ سے مضبوط پکڑ لیا میں نے ہاتھ چھڑوایا پھر لاشوں میں گیا اور ڈھونڈ کر ایک حربہ لایا اور حضرت کا ہاتھ قطع کیا حضرت نے دوسرے ہاتھ سے پکڑ لیا میں نے حضرت کا وہ ہاتھ بھی کاٹ ڈالا۔ اس وقت حضرت کی لاش منقلب ہو گئی ناگاہ ایک مستور کی آواز آئی کہ اے روسیاہ ہاتھ اٹھا میرے فرزند حسینؑ غریب شہید ہے۔ خدا تجھے نہ بخشے میں ڈر کے مارے بھاگا اس دن سے میرا منہ کالا ہو گیا ہے اور میں جانتا ہوں کہ ہرگز نہیں بخشا جاؤں گا۔ عین البکا (ملعون! شہید اعظم کی زندگی میں ان سے طلب کر لیا ہوتا۔ یقیناً تیری مراد پوری ہو جاتی تجھے ازار بند مل جاتا اور اس کا یہ فقرہ یقیناً درست تھا "میں جانتا ہوں اللہ مجھے نہیں بخشے گا" کیونکہ جس پر مظلوم شہید کی بتول مظلومہ مادر گرامی ناراض ہوئی اور بد دعا دی۔ اللہ کا اس کو بخش دینا اللہ کی عدالت کے منافی ہے)

ملائکہ کی مجلس روز وفات زینبؑ

آیۃ اللہ آقا میرزا محمد حسن شیرازی نے ایک سید صاحب کو فرمایا کہ میں نے خواب میں حضرت حجت علیہ السلام کو بہت ملول و غمگین پایا میں نے قریب جا کے سلام کیا اور آنحضرت سے ملال کی وجہ دریافت کی ارشاد فرمایا کہ جس روز جناب خاتونؑ نے وفات پائی ہے ہر سال روز وفات زینب خاتون ملائکہ سماوات مجلس ماتم

کیا جائے اتنا ہی برائی کرنے پر آمادہ ہوں گے۔

برپا کرتے ہیں اور جو خطبہ جناب زینبؑ نے بازار کوفہ میں ارشاد فرمایا تھا اس کو پڑھتے ہیں اور اتنا گریہ وزاری کرتے ہیں کہ جب تک میں خود جا کے ان کو تسلی وتشفی نہ دوں خاموش نہیں ہوتے آج زینبؑ کبریٰ کی تاریخ وفات تھی اور میں ابھی ابھی ملائکہ کی مجلس سے واپس آرہا ہوں۔ جناب زینبؑ کی وفات ۱۵ رجب کو ہوئی ۵۶ سال عمر پائی کربلا معلی اور نجف اشرف میں یہی تاریخ منائی جاتی ہے۔

اسد ۲ ر جون ۶۶ء مولانا سید قائم مہدی صاحب امام جماعت مسجد آصفی لکھنؤ۔

حضرت عباس علیہ السلام کا اعجاز

اراکاٹ ہندوستان میں ایک ہندو ساہوکار تھا اس کا ایک خوبرو جوان فرزند تھا محرم کا چاند نکلتے ہی ساہوکار کا یہ بچہ عزادار بن جاتا ماتم کرتا اور تعزیوں کے اردگرد طواف کرتا لوگوں نے باپ سے جا کر شکایت کر دی باپ نے لوگوں کے کہنے سے غصہ میں آکر لڑکے کو سخت تنبیہہ کی کہ عزاخانوں میں نہ جایا کرے مگر پھر بھی وہ باز نہ آیا چنانچہ باپ نے سزا کے طور پر اس کا ہاتھ کاٹ دیا اور ایک تنگ وتاریک کوٹھڑی میں قید کر دیا خدا کا کرنا یوں ہوا کہ وہاں حضرت عباس علمدار بہ اعجاز تشریف لے آئے اور اپنے اعجاز سے ساہوکار بچہ کا ہاتھ محب آلِ محمد کے انعام کے طور پر پھر سے جوڑ دیا اور رہا کر دیا یہ واقعہ مشاہدہ کرکے اس کا باپ۔ پورا خاندان اور بہت سے دیگر افراد اس اعجاز کی وجہ سے ایمان لائے اور کربلا معلی کی زیارت کے لئے گھر سے نکل کھڑے ہوئے اس تمام واقعہ کو نظیر اکبر آبادی نے بڑی تفصیل کے ساتھ اپنے اشعار میں بیان کیا ہے۔ پیام عمل سید الشہداء نمبر ۶۰ء

طی الارض درویش

مولف کتاب قصص العلماء جد آخوند ملا عبدالمطلب رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میں امام رضاؑ کی زیارت سے مشرف ہوا اور وہاں کئی روز قیام پذیر رہا۔ وہاں ایک درویش جو طی الارض کے نام سے معروف تھا ظاہر ہوا میں نے اس کے ساتھ رفاقت اختیار کی اور پھر اس کی منت سماجت اور خدمت کرکے یہ خواہش ظاہر کی کہ طی الارض مجھے تعلیم فرمائیں فرمایا تو اہلیت اور قابلیت نہیں رکھتا پس میں نے بہت اصرار اور زاری کی تو فرمایا اب جبکہ تو مجبور کرتا ہے اور اپنے آپ کو اس قابل سمجھتا ہے تو صرف دو شرطیں تجھ سے پیش کرتا ہوں ان پر عمل کر اس کے بعد طی الارض تجھے تعلیم کروں گا پہلی شرط یہ ہے کہ یہ امام (علی رضا) جو یہاں مدفون ہیں انہیں امام نہ سمجھ۔ اور دوسری شرط یہ ہے کہ پورا ایک ہفتہ نماز یومیہ ترک کر دے ـــــــ میں نے کہا میں ایسا کرونگا۔ پس وہ درویش چلا گیا اور نماز کا وقت آگیا میں نے دل

میں کہا کہ امامت کا اعتقاد باطنی امر ہے اور اس درویش کو میرے باطن کی خبر نہیں ظاہر میں کہہ دوں گا کہ وہ میرا امام نہیں اور باطن میں ان کی امامت کا اعتقاد رکھوں گا اور باقی نماز تو اس کے لئے گھر کا دروازہ بند کرکے وضو کرلوں گا اور نماز پڑھ لوں گا اور درویش کو کہوں گا کہ میں نے نماز نہیں پڑھی ہے پس میں نے گھر کا دروازہ بند کیا اور وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑا ہو گیا ناگاہ میں نے دیکھا کہ وہ درویش میرے پاس حاضر ہو گیا اور مجھے کہا کہ میں نے تمہیں کہا تھا کہ تم اہلیت نہیں رکھتے یہ کہا اور رخصت ہو گیا اور پھر اس کے بعد میں نے اُسے نہیں دیکھا پس خارق عادت صوفیہ ان کی حقیقت اور حقانیت پر دلالت نہیں کرتی اسی طرح یہ خارق عادت مومن سے بھی ظاہر ہوتی ہے اور اگر یہ خارق عادت حقیقت پر مبنی ہو تو صوفی اور مومن ہر ایک کو برابر اور برحق ہونا چاہیئے اور یہ امر محال ہے۔ (قصص العلماء)

ہارون رشید کو تین شخصوں نے لاجواب کیا

ہارون رشید نہایت حاضر جواب شخص تھا ایک دفعہ اس نے کہا میری تمام عمر میں تین شخصوں نے گفتگو میں مجھ پر غلبہ حاصل کیا۔ اول مادر فضل سہیل جو اس کے ماتم میں نہایت گریہ وزاری کرتی تھی میں نے اس سے کہا کہ اس کی بجائے میں تیرا بیٹا ہوں اور تجھ کو زیادہ عزت و احترام اور آسائش سے رکھونگا اس نے کہا میں ایسے فرزند کی موت پر جس کے باعث مجھے تیرے جیسا با اقبال و فرمانروا فرزند ہاتھ آئے کیونکر گریہ وزاری نہ کروں۔ دوسرے ایک سیاح نے دعویٰ پیغمبری کیا اور کہا کہ میں موسیٰ بن عمران ہوں اس کو میرے پاس لایا گیا میں نے کہا موسیٰؑ کے پاس تو معجزات تھے ید بیضا اور عصا وغیرہ تو بھی کوئی معجزہ دکھا اس نے کہا موسیٰؑ اس وقت معجزے دکھاتے تھے جب فرعون نے دعویٰ خدائی کیا تو بھی یہ دعویٰ کر کہ میں معجزہ دکھاؤں۔ تیسرے ایک علاقے کے دہقان میرے اس علاقہ کے حاکم کی شکایت لائے میں نے کہا وہ شخص تو عالم۔ پارسا اور امین ہے انہوں نے کہا واجب ہے کہ اس کے عدل کا تمام خلق کو فائدہ پہنچایا جائے نہ کہ صرف ہم ہی اس کے فائدے کے ساتھ مخصوص رکھے جائیں اور دوسرے لوگ اس کے عدل و انصاف اور علم و پارسائی کے فوائد سے محروم رہیں۔

مختار کی بہن کی وفات

مختار قید سے رہا ہو کر ہمشیرہ کو ملنے کے لئے اس کے گھر گیا دق الباب کیا۔ اندر سے عورت کی آواز آئی کون ہے جواب دیا میں مختار ہوں پس فوراً اس نے دروازہ کھولا اور بوجہ کمال شوق دیدار کے اپنے بھائی کو گلے سے لگا لیا یہاں تک کہ

روتے روتے دونوں بے ہوش ہو گئے جب مختار کو ہوش آیا بہن کو ہوش نہ آیا تو اس کو حرکت دی دیکھا کہ روح پرواز کر گئی ہے اسے غسل کفن دیکر دفن کیا گیا۔ درالمصائب (مختار کی بہن عبداللہ بن عمر کی زوجہ تھی اسی کی سفارش سے مختار کو رہائی ملی اور مختار سب سے پہلے اسی ہمشیرہ سے ملنے گیا مولف)

دو مومن بہن بھائی بے غسل و کفن دفن ہوئے

بروایت صحیح منقول ہے کہ ایک روز چند اہل یمن خلیفہ اول کے پاس آکر مستغیث ہوئے۔ کہ ہم نے ایک مسجد بنائی تھی بعد تیاری خود بخود منہدم ہو گئی خلیفہ نے کہا دوبارہ مسجد بنائی جائے لوگوں نے پھر تعمیر کی اور وہ مسجد اسی طرح منہدم ہو گئی پھر خلیفہ نے حکم تعمیر دیا بار سوم بھی اسی طرح گر پڑی غرض جب تیسری دفعہ وہ مسجد منہدم ہوئی اس وقت خلیفہ متحیر ہوا اور اہل یمن کو ساتھ لئے مظہر العجائب حضرت امیرؑ المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا سارا حال بیان کیا آپ نے فرمایا حوالی مسجد میں دو قبریں خواہر و برادر کی واقع ہیں کہ وہ دونوں دیندار تھے کسی وجہ سے بلاغسل و کفن دفن ہو گئے چنانچہ ان کی قبروں پہ بخط جلی تحریر ہے کہ وحدانیت خدا اور رسالت خاتم الانبیاء کی شہادت دیتے ہیں اور بے غسل و کفن دفن ہوئے ہیں پس جب تک ان کو ان قبروں سے نکال کر غسل و کفن دے کر دفن نہ کیا جائے گا مسجد ہرگز قائم نہ رہے گی غرض سب نے ارشاد حضرت کی تعمیل کی ان لاشوں کو غسل و کفن کے بعد دفنایا گیا بعد اس کے مسجد جو تعمیر کی گئی پھر منہدم نہ ہوئی حضرات! مقام حیرت ہے دو بہن بھائی بے غسل و کفن دفن ہونے سے تین بار خانۂ پروردگار منہدم ہو گیا مگر اس روز یہ آسمان پھٹ کر کیوں نہ گر پڑا جس وقت ظالمان بے حیا نے لاش نور دیدۂ رسولؐ کو زمین گرم کربلا پر بے غسل و کفن چھوڑ دیا تھا (یہ مقام امتحان تھا نہ مقام شان و اعجاز مولف) بحور الغمہ

منصور دوانقی کی سادات کشی

ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ اپنی عمر کے آخری سال میں جب منصور دوانقی حج کے لئے جانے لگا تو اس کی زندگی سے مایوسی ہو گئی تھی اپنی بہو ریطہ بنت ابوالعباس کو بلا کر خزانوں کی کنجیاں دیں اور کہا کہ جب مہدی آجائے تو یہ اس کے سپرد کر دی جائیں بعض کمروں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ان کو میرے مرنے کے بعد اگر کھولو تو مہدی اور تمہارے سوا کوئی دوسرا ان میں داخل نہ ہو جب مہدی خلیفہ ہوا تو اس نے ان میں سے ایک کمرے کا دروازہ کھولا ریطہ بھی اس کے ساتھ تھی کیا دیکھتا ہے کہ سارا کمرہ سادات، علویوں کی لاشوں سے پٹا پڑا ہے ان کے کانوں میں رقعے بندھے ہوئے ہیں جن میں ان کا نام و نسب درج ہے ان کثیر مقتولین میں

کم سن بچے جوان اور بوڑھے ہر سن و سال کے لوگ تھے اس منظر کو دیکھ کر مہدی لرز گیا۔ گڑھا کھدوا کر ان سب لاشوں کو دفن کیا اور ان پر قبہ بنوا دیا۔ تذکرہ محمد و آل محمد جلد ۳

شہنشاہ کی دانائی و ہمدردی

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ کسی بادشاہ نے دیکھا کہ ایک آدمی مغموم چلا جا رہا ہے بادشاہ نے اسے بلا کر وجہ پوچھی اس نے عرض کی میں ایک تجارت پیشہ آدمی ہوں تجارت کے لئے گیا کافی مال حاصل کیا اور لا کر اپنی بیوی کے حوالے کر دیا چند روز ہی گزرے تھے کہ بیوی نے کہا کہ سارا مال چوری ہو گیا ہے اور گھر میں نقد وغیرہ بھی نہیں ہے بادشاہ کی نگاہیں دور رس تھیں اس نے پوچھا کیا شادی کے وقت وہ کنواری تھی؟ اس نے کہا وہ پہلے بھی شادی کر چکی تھی پھر پوچھا کہ کوئی اولاد پہلے سے ہے اس نے کہا نہیں اور وہ زیادہ سن رسیدہ بھی نہیں ہے۔ بادشاہ نے ہمدردی ظاہر کی اور ایک شیشی عطر کی دی کہ اسے استعمال کرو اس سے تمہارا غم غلط ہوگا وہ آدمی خوش ہو کر چلا گیا بادشاہ نے دربانوں کو کہا کہ جس کو میرے اس مخصوص عطر کی خوشبو میں پاؤ اسے لے آؤ اس عورت نے وہ عطر بھی اس شخص کو دے دیا جسے سارا مال دیا تھا جب عطر لگا کر وہ آدمی دروازہ سے گزر رہا تھا تو پکڑا گیا۔ بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ بادشاہ نے کچھ سوالات کئے اور پھر اپنے آدمیوں سے کہا کہ اگر یہ اتنی مقدار میں دینار واپس کر دے تو خیر ورنہ اسے ہزار کوڑے مارے جائیں جب ملازمین نے سختی کی تو اس نے تاجر کا پورا مال واپس کر دیا بادشاہ نے اس تاجر کو بلا کر کہا کہ اپنا مال پہچان لو اور اپنے قبضہ میں کر لو لیکن اپنی بیوی کا معاملہ میرے حوالے کر دو اس نے خوش ہو کر کہا کہ حضور مالک ہیں بادشاہ نے کہا میں اسے طلاق دیتا ہوں۔ رسالہ شمس

اہل حمص کی عجیب داستان

زہر الربیع میں ہے مدینہ میں رہنے والا ایک مسلمان شہر حمص میں گیا۔ نماز کے وقت اس کے کان میں اذان کی آواز یوں آئی۔ ان حمص یشھد ان محمدا رسول اللہ۔ یعنی تحقیق حمص کے لوگ کہتے ہیں کہ تحقیق محمد اللہ کے رسول ہیں۔ وہ مسلمان اس بگڑے ہوئے فقرے کو سن کر حیران رہ گیا جب مسجد میں نماز کے لئے پہنچا تو دیکھا پیش نماز صاحب نے ایک ٹانگ کو علیحدہ اٹھا رکھا ہے اس مسلمان کی حیرانگی اور بڑھی خیال کیا کہ یہ دونوں باتیں شہر کے قاضی سے دریافت کروں گا جب قاضی کی سرکار میں پہنچا تو دیکھا کہ قاضی صاحب کے ایک زانو پر کلام مجید ہے اور ہاتھ میں شراب کا جام ہے شراب کا گھونٹ نوش کر کے قرآن مجید پہ ہاتھ مار کر کہتا ہے خدا کی قسم شراب ہی تو ہے اس مدنی مسلمان کی حیرت کی حد نہ رہی کہ یہ تو سارے ہی عجیب قسم کے مسلمان ہیں یہ تمام مسائل مفتی اعظم سے دریافت کروں گا جب

مفتی صاحب کے پاس پہنچا تو مفتی صاحب ایک جنازے کے ساتھ جا رہے تھے اور مفتی صاحب اس کی نماز جنازہ پڑھانے تشریف لے جا رہے تھے اور تعجب یہ کہ جس کا جنازہ پڑھانے جا رہے ہیں وہ بے چارہ باربار کہتا ہے مفتی صاحب میں زندہ ہوں میرے حال پر رحم کیجئے اس انوکھی شریعت کو دیکھ کر اس مدنی مسلمان سے نہ رہا گیا اور مفتی صاحب سے سوال کیا یہ کس نبی کی شریعت ہے مفتی صاحب نے کہا تجھے کوئی شک ہے اگر کوئی اشتباہ ہو تو بیان کرو اور دلیل سنو۔ مدنی مسلمان نے کہا معلوم ہوتا ہے تمہارا دین رسول اللہ ﷺ کا عطا کیا ہوا دین ہی نہیں ہے۔ مفتی صاحب نے وجہ دریافت کی تو مدنی نے مؤذن کی حقیقت بیان کی۔ مفتی صاحب نے فرمایا بھائی پہلا مسلمان مؤذن چھٹی پر گیا ہوا ہے ہم نے چند روز کے لئے ایک یہودی خوش آواز مؤذن کو مقرر کیا ہے چونکہ اس کا تو رسولِ خدا پر ایمان نہیں لہٰذا وہ درست کہتا ہے کہ اہل حمص کہتے ہیں کہ محمد اللہ کا رسول ہے۔ پھر مدنی مسلمان نے پیش نماز کی علیحدہ ٹانگ کر کے نماز پڑھانے کو بیان کیا تو مفتی صاحب نے فرمایا کہ بھائی نماز کا وقت کم تھا اور اس کی ایک ٹانگ نجس ہو گئی تھی اس لئے اسے علیحدہ کئے ہوئے تھا کیا ایک ٹانگ والا انسان نماز نہیں پڑھ سکتا۔ مدنی مسلمان نے قاضی صاحب کے زانو پر قرآن مجید اور ایک ہاتھ میں شراب کا جام کا واقعہ بیان کیا تو قاضی صاحب کے بارے میں مفتی نے فرمایا کہ ایک آدمی نے شراب پی تھی جب اس سے دریافت کیا گیا تو اس نے کہا کہ شراب نہیں ہے اس لئے قاضی صاحب اس شراب کو پی کر قسم کھا کر بتا رہے تھے کہ یہ شراب ہے مدنی مسلمان نے کہا کہ حضور آپ بھی جنازہ زندہ کا پڑھانے تشریف لے جا رہے تھے تو مفتی صاحب نے فرمایا میاں یہ بالکل درست ہے کہ وہ ایک کہتا ہے کہ میں زندہ ہوں مگر پچاسوں انسان گواہی دے چکے ہیں کہ مفتی صاحب یہ مُردہ ہے بتا ایک انسان کی گواہی قبول کروں کہ ان پچاسوں کی گواہی قبول کی جائے یہ سُن کر مدنی لاحول ولا قوۃ پڑھ کر خاموش ہو گیا۔ (اصلاح المجالس)

حجاج کے مظالم وانجام

حجاج نے علاوہ اس انبوہِ کثیر کے جو جنگوں میں مارا گیا ایک لاکھ بیس ہزار افراد کو مختلف موقعوں پر قتل کرایا اس کی وفات کے بعد پچاس ہزار مرد اور تیس ہزار عورتیں اس کے زندان میں پائی گئیں جن میں پندرہ ہزار نفر برہنہ تھے اس کا زندان بغیر چھت کے ایک وسیع احاطہ تھا کہ جس کے اردگرد دیواریں تھیں جب کبھی قیدیوں میں کوئی چاہتا کہ جھلسا دینے والی دھوپ سے دیوار کے سائے میں پناہ لے تو قید خانے کے محافظ پتھر مار مار کر وہاں سے بھگاتے تھے یہاں تک کہ وہ جلانے والی تپتی دھوپ میں چلا جائے اس ملعون نے سعید بن جبیر کو عبداللہ ابن

عباس کے مشہور صحابی تھے ۔ فقہ ، تفسیر قرآن اور دیگر مذہبی علوم میں بہت مہارت رکھتے تھے امام چہارم کے خاص صحابیوں میں محسوب ہوتے تھے آپ کا قوی ایمان بزرگ روح اور خاندان پیغمبر سے دوستی میں استقامت ضرب المثل تھی حجاج نے جب ان کے قتل کا جلاد کو حکم دیا تو آپ نے فرمایا خداوندا ! حجاج کو اب مزید مہلت واجازت نہ دے کہ میرے بعد کسی اور کو قتل کرے آپ یہ کہہ ہی رہے تھے کہ آپ کا سر بڑی بے رحمی کے ساتھ تن سے جدا کر دیا گیا یہ واقعہ ۹۵ھ کا ہے جناب سعید بن جبیر کی عمر شہادت کے وقت ۴۹ سال تھی ۔ حجاج کی حالت جناب سعید کو شہید کرانے کے بعد یوں دگرگوں ہوئی کہ اس پر فوراً بدحواسی کا دورہ پڑا اور اس واقعہ شہادت کے بعد صرف پندرہ روز زندہ رہا اس دوران میں کسی کو قتل نہ کرا[redacted] جب سوتا تھا تو کہتا تھا سعید اس پر حملہ کر رہے ہیں اور فرماتے ہیں دشمن خدا میرا کیا قصور تھا جو تو نے مجھے قتل کیا حجاج کی جان موت کے وقت نہایت سختی سے نکلی کبھی بے ہوش ہو جاتا اور کبھی ہوش میں آجاتا تھا اور پے در پے کہتا تھا " میرا سعید بن جبیر نے کیا بگاڑا تھا سعید کی زندگی کے آخری الفاظ بارگاہ ایزدی میں یوں پورے ہو کر رہے ۔ عمر بن عبدالعزیز فرماتے تھے دنیا کی تمام قومیں اپنے سارے خبیث یکجا آجائیں تو ہم تنہا حجاج کو پیش کر کے بازی لے جا سکتے ہیں ۔ پیام عمل اکتوبر ۱۹۶۱ء

ممتاز محل کی دو وصیتیں

شاہ جہاں کو اپنی بیوی ممتاز محل سے بہت محبت تھی اس نے آخری وقت شاہ جہاں کو دو وصیتیں کیں کہ اگر آپ کی محبت نہایت پر خلوص ہے تو دنیا میں یادگار رہے ۔ پہلا یہ کہ میری قبر پر اچھا مقبرہ تعمیر کریں جسے دنیا کے لوگ دُور دُور سے آکر دیکھیں اور ہماری محبت کا ثبوت ہو یہ مقبرہ دنیا کے عجائبات سے ہے دنیا کے سیاح اسے دیکھنے کے لئے آتے ہیں اس پر زر کثیر خرچ ہوا ۔ بیس ہزار معمار بائیس سال کام کرتے رہے ۔ شاہ جہاں نے آخری وقت اسی مزار کو دیکھتے ہوئے اپنی روح خالق حقیقی کے سپرد کی تھی ۔ " آنکھیں رہیں مزار پر اور دم نکل گیا " دوسرا ممتاز محل کی وصیت کے مطابق بقایا زندگی شادی نہ کی اور اس کی موت کا اتنا صدمہ ہوا کہ اس وقت صرف دو بال ٹھوڑی کے سفید تھے لیکن چند دنوں میں نصف سفید ہو گئی اور اکثر یہ شعر پڑھا کرتا تھا ۔ زندگی بہر دیدن یار است ! یار چوں نیست زندگی عار است یعنی اس ہوائی ہی کے بعد آنوز مٹیکے پینتیس ۳۵ سال بنتے ہیں اس وصیت پر عمل کرتے ہوئے شادی نہیں کی اور اسی کی یاد میں پوری زندگی گزار دی ایک کتاب میں پڑھا کہ حتی الامکان پوری زندگی اس شہنشاہ نے نماز تہجد قضا نہ کی تھی شاہجہان آٹھ سال اپنے بیٹے اورنگ زیب کے زیر حراست رہا اور قولنج کی وجہ سے فوت ہوا اور تاج محل کے پڑوس میں دفن ہوا ۔

شاہ جہان اپنے پیش رو مغل بادشاہوں میں وہ واحد حکمران ہے جس نے محض ایک بیوی ممتاز محل پر قناعت کی یہ 1594ء میں پیدا ہوئی یعنی 19 سال کی ازدواجی زندگی کے بعد 37 سال کی عمر میں فوت ہوگئی ۔ اس کی وفات کے 35 سال بعد 22 فروری 1666ء، 74 سال کی عمر میں شاہ جہان فوت ہوا ممتاز محل کا باپ آصف خان اور اس کی ہمشیرہ نور جہان پکے شیعہ تھے لیکن ممتاز محل شاہ جہان کے زیر اثر راسخ العقیدہ سنی ہو گئی تھی نماز روزہ کی باقاعدگی سے پابند تھی اس کے 8 بیٹے اور 6 بیٹیاں پیدا ہوئیں ۔

ہارون رشید کی بیوی خیزران اور مروان حمار کی بیوی

ہارون رشید کی ایک بیوی خیزران تھی اسے آداب کی تربیت دینے والی کا نام زینب تھا۔ زینب نے دروازہ پر ایک روز سوالی کی طرح دروازے پر عورت کو دیکھا جو بہت حسین تھی۔ لیکن اس کا لباس بہت گھٹیا اور بوسیدہ تھا اس نے زینب کو کہا میں خیزران سے ملنا چاہتی ہوں۔ خیزران کو جب اطلاع ہوئی تو اس نے کہا اسے اندر لایا جائے اس نے آکر بیان کیا میں بنی امیہ کے آخری خلیفہ مروان حمار کی زوجہ ہوں اور اب یہ حالت ہے کہ یہ بوسیدہ لباس مانگ کر حاصل کیا ہے۔ اس وقت زینب نے کہا میں تجھے پہچانتی ہوں اور مجھے علم ہے کہ تیرے خاوند کے پاس میرے ایک رشتہ دار کا کیس تھا اس نے پھانسی کی سزا سنائی میں تیرے پاس اس کی سفارش کے لئے گئی تھی تو نے کہا تھا میرے خاوند کا معاملہ ہے میں اس میں دخل نہ دوں گی آخر وہ پھانسی دے دیا گیا۔ اب تو ہمارے پاس آئی ہے گردش زمانہ دیکھئے اس نے کہا اگر ہم سے ایسی غلطیاں سرزد نہ ہوتیں تو یہ ایام بد نہ دیکھنے پڑتے لیکن خیزران نے حکم دیا اسے الگ مکان دیا جائے اسے غسل دلا کر نیا لباس مہیا کیا جائے اور باعزت رکھا جائے جب ہارون گھر آیا اسے تمام واقعہ معلوم ہوا تو خوش ہوا کہ ایسا ہی کرنا چاہیئے تھا۔

زائرین کربلا کے لئے جنت کے پروانے

سلیمان بن مہران سے روایت ہے کہ میں کوفہ میں رہتا تھا ایک شخص میرا ہمسایہ تھا ایک دفعہ وہ حسب معمول میرے پاس تھا میں نے اس سے زیارت امام حسینؑ کے بارے میں بات کی اس نے کہا یہ بدعت و گمراہی ہے میں غضبناک ہو کر چلا آیا اور دل میں کہا کہ صبح اسے اطمینان کے ساتھ سمجھاؤں گا جب صبح اس کے گھر گیا تو معلوم ہوا وہ رات کربلا زیارت کے لئے چلا گیا ہے میں بہت متعجب ہوا اور وہیں سے اس کا حال معلوم کرنے کے لئے کربلا روانہ ہو گیا جب حائر حسینی میں داخل ہوا تو دیکھا وہ شخص نماز پڑھ رہا ہے بعد ختم نماز میں نے اس سے پوچھا کہ تو کل اس زیارت کو بدعت بتلاتا تھا آج اسی زیارت کو کرتا ہے اس نے کہا میں کل تک اہل بیت رسولؐ کی امامت و فضائل کا اعتقاد نہ رکھتا تھا آج کی شب میں نے خواب میں دو بزرگوار دیکھے۔ ان کے گرد ایک جماعت ہے میں نے دریافت کیا کہ یہ بزرگوار کون ہیں لوگوں نے کہا یہ پیغمبرؐ خدا ہیں۔ اور دوسرے ان کے وصی حضرت علیؑ ہیں پھر میں نے ایک ناقہ نور دیکھا اس پہ نور کا ایک ہودج تھا وہ زمین و آسمان کے درمیان اڑتا ہوا آ رہا تھا میں نے اس ناقہ کے قریب جا کر پوچھا یہ ہودج کس کا ہے معلوم ہوا اس

ہودج میں جناب فاطمۃؑ الزہرا اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ ہیں اس ہودج کے ساتھ ایک جوان تھا معلوم ہوا کہ وہ امام حسنؑ ہیں میں نے پوچھا یہ کہاں جا رہے ہیں اس نے کہا تمہیں معلوم نہیں آج شب جمعہ ہے اور یہ سب کربلا معلی زیارت امام حسینؑ کے لیے جا رہے ہیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ ناقہ پر سوار دونوں مستورات وقفے وقفے کے بعد کچھ رقعے گرا رہی ہیں پھر میں نے سوال کیا یہ رقعے کیسے ہیں بتایا گیا ان رقعوں میں ہر رقعہ پر شب جمعہ زائرین امام حسینؑ کے الگ الگ نام لکھے ہوئے ہیں۔ یہ ان کے لیے جنت کے پروانے ہیں میں نے اس سے کہا ایک رقعہ مجھے بھی دے دو اس نے کہا بقول تمہارے یہ تو بدعت ہے اور بدعت کا انجام جہنم ہوتا ہے۔ پھر کیسے رقعہ مانگتا ہے میں نیند سے بیدار ہوا اسی وقت زیارت کے لیے چل پڑا۔ اے سلیمان! قسم بخدا جب تک میرے جسم میں جان ہے میں ہرگز یہاں سے جدا نہ ہوں گا اور آخر دم تک مجاور کربلا رہا۔ تصویر کربلا و رسالہ المنتظر دسمبر 1992ء

جنّ ایمان لے آیا

جلاء العیون میں ہے کہ دعبل خزاعی مداح امام رضاؑ کہتے ہیں میں ایک رات اپنے گھر میں تھا ناگاہ کسی شخص نے دروازے پر دستک دی جب میں نے دروازہ کھولا تو اجنبی شخص کو پایا اور خوف مجھ پر طاری ہوا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ خوف نہ کر میں تیرا بھائی جنّ ہوں اور جس رات تو پیدا ہوا ہے اسی شب میں پیدا ہوا ہوں ایک واقعہ تیری خوشی کا نقل کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ میں قبل اس کے جناب امیرالمومنینؑ کے دشمنوں میں سے تھا ایک رات ایک گروہ متمردان جن کے ساتھ واسطے آسیب پہنچانے زائرین امام حسینؑ کے چلا یکایک ہم سب جنوں کا گزر ایک گروہ زائرین پر ہوا ہم نے چاہا کہ اس قافلہ کو کچھ ضرر پہنچائیں ناگاہ میں نے دیکھا کہ آسمان سے فرشتے آئے اور گرد اس گروہ کے ہو گئے اور کسی طرح ہم کو ان کے نزدیک نہ جانے دیا اور زمین کے جانوروں کو بھی ان کی اذیت رسانی سے بچایا۔ اس واقعہ کو دیکھ کر مجھ پر بزرگواری اہل بیت کی ظاہر ہوئی اور میں نے پہلے عقیدہ سے توبہ کی اور اس گروہ کے ساتھ میں بھی کربلا معلی کی زیارت سے مشرف ہوا اور اس گروہ کے ساتھ میں حج کو بھی گیا اور حج کے بعد زیارت قبر نبیؐ سے مشرف ہوا وہاں میں نے ایک شخص نورانی کو دیکھا بہت سے آدمی مسائل دین پوچھنے کے لئے ان کے گرد تھے معلوم ہوا وہ امام جعفر صادقؑ ہیں پس میں حضرت کے قریب گیا سلام کیا جواب سلام دیکر ان حضرت نے فرمایا تجھے یاد ہے تو کربلا کے قریب زائرین سے تعرض کرنا چاہتا تھا اور ان کی کرامت اس وقت تجھ پر ظاہر ہوئی اور تو نے توبہ کی۔ الخ تصویر کربلا

ظالم پر آگ ۔ پانی کا عذاب

یعقوب بن سلیمان بیان کرتا ہے کہ ہم کربلا میں فرات کے کنارے ایک جھونپڑے میں ٹھہرے ہوئے تھے کہ یکایک ایک مرد آیا کہا میں مسافر ہوں مجھ کو بھی جگہ دو وہ بھی قیام پذیر ہوا بعد غروب آفتاب ہم نے چراغ جلایا اور پھر امام حسینؑ کا ذکر کرنے لگے میں نے اثنائے گفتگو میں کہا کہ اس وقت جو صحرا میں عمر بن سعد کے ساتھ برائے قتل

امام حسینؑ آیا تھا ضرور کسی بلا اور عذاب میں مبتلا ہوا اس مسافر نے کہا تم دوستانِ علیؑ کس قدر دروغ گو ہو' ایک میں زندہ ثبوت موجود ہوں جو برائے قتل آیا تھا اور کوئی بلا مجھ تک نہیں آئی ہے ہم اس سے یہ سُن کر ڈر گئے یکایک وہ چراغ خاموش ہونے لگا اس مرد نے اس کی اصلاح کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ فوراً آگ اس کے ہاتھ سے لپٹ گئی اس نے بجھانا چاہا تو اس کی داڑھی کو لگ گئی وہ دوڑ کر فرات میں جا پڑا جب وہ سر کو پانی میں کرتا تھا تو آگ باہر پانی کے اس کے سر پہ حرکت کرتی تھی اور جب سر کو پانی سے باہر نکالتا تھا تو اس کو لپٹ جاتی تھی اسی حالت میں وہ شخص جہنم واصل ہُوا ۔ تصویرِ کربلا

خطیب آلِ محمدؐ سیّد اظہر حسن زیدی

خطابت ان کو وہبی طور پہ ملی ہے فطری طور پہ وہ خطیب ہیں ان کا لہجہ ان کی آواز ان کا تخاطب اُن کی زبان کسی اور کے حصے میں نہیں آئی وہ سٹیج پہ لفظوں کے جادو کرتے ہیں اور منبر پہ فقروں سے گلدستے پیش کرتے ہیں وہ سبک روی میں گل پاشی اور ٹھہر ٹھہر کر عطر و گلاب کی بارش کرتے ہیں زبان پہ انہیں وہ قدرت ہے کہ بڑے بڑے ادیب دنگ رہ جاتے ہیں بات سے بات نکالتے ہیں تو صاحبانِ ذوق پھڑک جاتے ہیں اور فقرے پہ فقرے کہتے ہیں تو سونے والے جاگ جاتے ہیں مجمع کیسا ہی ہو وہ سُننے والوں کو ساتھ کر لیتے ہیں جوش کو ٹھنڈا کرنا ، جمود کو توڑنا ، خاموشی کو درود و سلام داد و نعرے میں بدلنا اور نعروں کو آہوں میں ڈھالنا سب نے دیکھا ہے کوئی دوسرا خطیب و ادیب مقرر و ذاکر محنت و کوشش کے باوجود اس سادگی و آسانی سے اس مشکل سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔ خطیب آلِ محمد اردو میں خطبہ پڑھتے ہیں آیت کے ترجمے سے کلام کا آغاز کرتے ہیں اجنبی محسوس کرتا ہے کہ مولانا عربی نہیں جانتے۔ آہستہ آہستہ وہ تفسیر و کلام و مناظرہ و تاریخ کی مشکلات سے گذرنا شروع کرتے ہیں تو بڑے بڑے عالم حیران رہ جاتے ہیں کہ یہ شخص کس قدر صاحب نظر وسیع المطالعہ اور عالم و قابل ہے حافظہ بلا کا ہے ابھی تک ابتدائی مسائل یاد ہیں۔ مولانا اظہر حسن صاحب قبلہ سے صرف زیدی صاحب بننے کو ترجیح دیتے ہیں ۔ وہ دشمن پر اپنے طنز کے تیر و خنجر سے حملے کرتے ہیں اور دوستوں کو گُل کے تحفے اور بلبل کے چہچہے پیش کرتے ہیں (اقتباس ۔ سید مرتضیٰ حسین)

○ قائداعظم کی وفات کے بعد قل یا چہلم کے موقعہ پر تعزیت کا جلسہ ہُوا تمام اسلامی فرقوں اور دیگر فرقوں کے مقررین مدعو تھے صدارت مس فاطمہ جناح نے کی تھی خطیب آلِ محمد اظہر حسن زیدی نے تقریر میں فقرہ چسپاں کر دیا۔ خدا جانے قائد کو یہ کس نے سمجھا دیا تھا کہ کوئی تحریک

اُس نے تک کامیاب نہیں ہوتی جب تک بھائی کے ساتھ بہن نہ ہو" سامعین کی چیخیں نکل گئیں فاطمہ جناح بے ہوش ہو کر کرسی سے نیچے گر گئی

○ شورش کاشمیری نے فرمایا تھا۔ انیس خطیب ہوتے تو زیدی ہوتے، زیدی شاعر ہوتے تو انیس ہوتے۔ (وفات زیدی ۱۱ دسمبر ۱۹۸۶ء)

عجیب نسب نامہ

آپ کا نام کیا ہے؟ سید فصاحت حسین۔ اچھا والد کا نام کیا ہے۔ جھنڈے خان یہ یتیم ہیں۔ ان کے والد ان کی پیدائش سے کئی سال پہلے فوت ہو گئے تھے۔ ان کی والدہ کا سایہ بھی ان کی پیدائش سے قبل اٹھ گیا تھا ان کا کوئی رشتہ دار بھی نہیں کہ ان کے والد لاولد مرے تھے اور پردادا نے شادی ہی نہیں کی تھی۔

سگریٹ کمپنی کا اشتہار

ایک سگریٹ ساز کمپنی نے سگریٹ کا نیا برانڈ مارکیٹ میں لاتے وقت اشتہار دیا کہ اسے پینے سے چوری کی وارداتوں کا اندیشہ نہیں رہتا۔ سگریٹ پینے والا بوڑھا نہیں ہو سکتا۔ اس اشتہار کو گمراہ کن قرار دیتے ہوئے ایک ادارے نے سگریٹ ساز کمپنی پر مقدمہ کر دیا مقدمہ عدالت میں پہنچا تو عدالت نے کمپنی کو صفائی پیش کرنے کا حکم دیا کمپنی کے نمائندے نے کہا کہ اس اشتہار میں کہیں بھی کوئی غلط بیانی نہیں کی گئی اور کمپنی کے دونوں دعوے درست ہیں عدالت نے پوچھا سگریٹ پینے سے چوری کی وارداتوں کا اندیشہ نہیں رہتا؟ کمپنی کے نمائندے نے بتایا سگریٹ پینے سے ساری رات کھانستے رہتے ہیں چور سمجھتے ہیں وہ جاگ رہے ہیں اس لئے چوری کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ عدالت نے استفسار کیا۔ سگریٹ پینے والا بوڑھا کیوں نہیں ہوتا؟ کمپنی کے نمائندے نے کہا کہ وہ بوڑھا اس لئے نہیں ہوتا کہ جوانی ہی میں فوت ہو جاتا ہے یوں سگریٹ ساز کمپنی غلط بیانی کے الزام سے بری ہو گئی۔

چھتری بھولنے والے کی دانائی

امریکہ کے ایک ایسے علاقے میں جہاں سال بھر تک بارشیں ہوتی ہیں ایک صاحب کی عادت تھی کہ وہ دفتر جاتے ہوئے یا ریستوران میں کھانا کھاتے ہوئے یا ٹرین میں سفر کرتے ہوئے اپنی چھتری بھول جایا کرتے تھے ایک روز انہوں نے اپنے نام اور پتے کا چھوٹا سا لیبل خوشخط لکھوا کر چھتری کے ہتھے پر لگوایا " محترم اگر آپ کو یہ چھتری ملے تو از راہِ کرم اسے واپس کرنے کی بجائے اس کی نصف قیمت ایک ڈالر میرے پتے پر بھجوا دیں اور چھتری کو اپنے ہی پاس رہنے دیں "شکریہ۔ ان کی ترکیب کارگر ثابت ہوئی اسی ہفتے وہ اپنی عادت کے

علماء کی بزم میں ۱۹۵۰ء میں ڈیرہ اسماعیل خان میں علامہ محمد بشیر انصاری مرحوم آف ٹیکسلا نے فرمایا تھا کہ ہندوستان اور پاکستان میں صرف ایک ہی خطیب ہے اور وہ ہے سید اظہر حسن زیدی یہ تقریر کرنے میں تیاری کا محتاج نہیں۔ آپ اسٹیج پر ایک تنکا رکھ دیں یہ اس موضوع پر دو گھنٹے فی البدیہہ تقریر کر جائے گا۔ میں اور علامہ حسین بخش مرحوم موجود تھے۔

مطابق چھتری کسی جگہ بھول آئے چھتری کو کھوئے ہوئے ڈیڑھ سال کا عرصہ ہو چکا ہے اور اس قلیل مدت میں اب ایک ایک ڈالر کر کے اس کے پاس پچھتر ڈالر آ چکے ہیں اور ابھی مزید ڈالر آنے کی توقع ہے۔

غالب۔ حالی کی دعوت

ایک دفعہ مرزا غالب نے حالی کو اپنے ہاں دعوت دی اور خوب خاطر تواضع کی رفتہ رفتہ اس تواضع کا معیار گرتا گیا اور بات مرغ سے دال تک آ گئی سو حالی نے اجازت لی اور گھر آ گئے کچھ دنوں بعد حالی نے غالب کو اسی سلسلے میں دعوت دی۔ اور پہلے دن ہی غالب کے سامنے دال پیش کر دی غالب سے رہا نہ گیا اور پوچھا کیا معاملہ ہے میاں؟ حالی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا معاملہ تو کچھ بھی نہیں آپ اوپر سے نیچے آئے اور اس کے برعکس ہم نیچے سے اوپر جائیں گے۔

ہارون کی قیمت

ایک دن ہارون رشید کے ساتھ بہلول حمام میں گیا۔ خلیفہ نے بہلول سے مذاق میں پوچھا کہ اگر میں غلام ہوتا تو میری قیمت کیا لگتی؟ بہلول نے فوراً جواب دیا۔ پچاس دینار۔ خلیفہ غصے ہو کر بولا۔ اے پاگل صرف یہ تہمد جو میں نے باندھ رکھی ہے۔ پچاس دینار کی ہے بہلول نے جواب دیا میں نے صرف تہمد کی قیمت لگائی ہے ورنہ خلیفہ کی قیمت صفر ہے۔

نادر شاہ کا قتل عام

۱۰ مارچ ۱۷۳۹ء یہ افواہ پھیل گئی کہ محمد شاہ نے اپنے حرم میں نادر شاہ کو کسی عورت کے ہاتھوں قتل کرا دیا ہے یہ افواہ اہل دہلی کی خواہش کے عین مطابق تھی چنانچہ انہوں نے فوراً ہی ہتھیار سنبھال لئے اور ہر اس ایرانی پر ٹوٹ پڑے جو انہیں شہر میں نظر آیا وہ رات ایک عجیب ہولناک رات تھی امراء نے عوام الناس کو یہ بتانے کی بجائے کہ یہ افواہ غلط ہے نادر شاہ زندہ ہے اور محل میں اپنے فوجیوں کی حفاظت میں موجود ہے خاموشی اختیار کئے رکھی بلکہ انہوں نے بھی بعض ایرانیوں کو جو ان کی حفاظت کے لئے ان کے ہاں قیام پذیر تھے دھوکہ سے قتل کر ڈالا نادر شاہ نے اس ہنگامے کی ابتداء ہی میں اپنے چند عہدیداروں کو حقیقت حال کی وضاحت کے لئے بھیجا لیکن مشتعل ہجوم نے ان کی کسی بات پر کوئی توجہ نہ دی اور بجائے اس کے انہیں قتل کر ڈالا رات بھر ہنگامہ ہوتا رہا اور صبح تک تقریباً ایک ہزار ایرانی سپاہیوں کو قتل کر ڈالا گیا۔

دہلی میں قتل عام

۱۱ مارچ ۱۷۳۹ء کو نادر شاہ اپنے فوجیوں کے ساتھ محل سے نکلا اور جامع روشن الدولہ میں آ بیٹھا جہاں سے اس نے سارے شہر دہلی میں اپنے فوجی پھیلا دیئے اور انہیں

حکم دے دیا کہ جہاں بھی انہیں کسی ایرانی کی لاش ملے اس کے گرد و نواح کی تمام آبادی کو بلا تمیز عمر یا جنس کے قتل کر ڈالا جائے پس اس کے احکامات کی تعمیل بڑی وحشت اور درندگی کے ساتھ کی گئی اور قتل عام طلوع آفتاب سے دوپہر تک جاری رہا ایرانیوں نے تقریباً آٹھ ہزار ہندوستانی مغل اور افغان قتل کر ڈالے اور ان کے گھروں کو لوٹ لیا اور شہر میں جگہ جگہ آگ لگا دی۔ قتل عام کے روز اور بعد والے ایام کے دوران والی بدنصیبی قابل بیان نہیں گلیاں اور بازار انسانی خون اور لاشوں سے اٹے پڑے تھے جن سے بے پناہ تعفن اٹھ رہا تھا آخرکار ان لاشوں کو بلا تمیز مذہب و ملت اجڑے ہوئے ویران گھروں میں ڈھیر لگا کر جلا ڈالا گیا۔ ۱۴ مارچ کو نادر شاہ نے شاہی خزائن و جواہرات اور امراء پر قبضہ کرنا شروع کیا تین کروڑ پچاس لاکھ روپیہ شاہی خزانے سے ملا ایک کروڑ پچاس لاکھ روپے کے جواہرات نکلے گیارہ کروڑ روپے کی مالیت کا تختِ طاؤس اور دیگر چھوٹے بڑے تخت اپنے قبضہ میں لے لئے پانچسو ہاتھی ہزارہا اعلیٰ نسل کے گھوڑے اور شاہی خیمے، قناتیں ایرانی فاتح کے تصرف میں آئیں۔ شمس الاسلام

مروان کا انجام

مروان حکم بن العاص کا بیٹا تھا حکم رسولؐ خدا کا سخت دشمن تھا اور مضحکہ خیز حد تک منہ بگاڑ کر آپ کی نقلیں اتارا کرتا تھا آپ نے حکم کو مدینہ سے جلا وطن کر دیا اسی حوالے سے مروان کو "ابن طرید" کہتے ہیں۔ حکم کی ماں کا نام زرقا تھا یہ عورت صاحب پرچم (طوائف) بھی تھی۔ یہ بدکار قسم کے نوجوانوں کو اپنے گھر بلاتی تھی جب بھی کوئی دیگر بدکار عورت اس کے گھر آتی یہ اپنے گھر کے اوپر پرچم لگاتی تاکہ لوگوں کو اطلاع ہو جائے۔ مروان نے خالد کی ماں یعنی یزید کی بیوہ فاختہ سے شادی کر لی مروان نے خالد کو بُرا بھلا کہا اس نے اپنی ماں سے شکایت کی اس کی ماں فاختہ نے زہر قاتل پانی میں ملا کر مروان کو ہلاک کر دیا۔ زہر کے نتیجے میں مروان کی زبان بند ہو گئی ہاتھ ہلا کر فاختہ کی طرف اشارہ کیا بتانا چاہتا تھا کہ فاختہ نے مجھے زہر پلایا ہے فاختہ نے مروان کے بیٹوں کو کہا۔ میں اس پر قربان جاؤں تم لوگوں سے آخری وقت میری سفارش کر رہا ہے۔ رسالہ احد

بیوی کی تیاری

سخت گرمیوں کے موسم میں ایک آدمی پینٹ کوٹ پہن کر دروازے سے باہر سڑک پر کھڑا تھا کسی آدمی نے اس سے پوچھا "جناب اتنی گرمی میں آپ پینٹ کوٹ پہن کر سڑک پر کیوں کھڑے ہیں؟" تو اس نے جواب دیا "مجھے اور میری بیوی کو کہیں باہر جانا تھا جب وہ تیار ہو کر باہر نکلیں گی اس وقت سردیاں آچکی ہوں گی۔

پادری کی اپیل پر چندہ

ایک دفعہ ایک پادری نے ایک کثیر مجمع سے بیواؤں اور یتیموں کے لئے چندے کی اپیل کی اور کہا چونکہ چندہ بیواؤں اور یتیموں کے لئے ہے لہٰذا یتیم اور بیوہ چندہ نہ دیں اگلے اتوار کو پھر اس نے مجمع میں بیان کیا کہ دو عظیم جنگوں میں اتنے بیوہ اور یتیم نہ ہوئے ہوں گے جتنے میرے چندے کی اپیل پر ہوئے۔

دو سہیلیوں کی گفتگو

نسرین تمہاری ہمت ہے کہ تم ہر مرتبہ لاہور سے کراچی اور کراچی سے لاہور تک تنہا سفر کرتی ہو کیا تمہیں رستے میں کھانے پینے کی دشواری نہیں ہوتی؟

شائستہ: یہ میرے لئے کوئی مسئلہ نہیں ٹرین میں کئی نوجوان سفر کر رہے ہوتے ہیں۔ میں دیکھ بھال کر اُن میں سے کسی ایک کو بھائی بنالیتی ہوں بس پھر سارا سفر آرام سے اور بالکل مفت طے ہو جاتا ہے۔ پانی کی جگہ سیون اَپ اور چائے کے ساتھ کھانا مع شکریہ مل جاتا ہے اور پھر آخر میں ٹرین سے اُترتے وقت فرضی پتہ دے کر رخصت ہو جاتی ہوں۔

ہندؤوں کے تعصب کی انتہا

اندرا گاندھی نے ٹی وی پر انٹرویو دیا تھا جب یہ پوچھا گیا کہ آپ کے والد نہرو کیسے سیاستدان تھے اس نے کہا ناکام تھے۔ کہ ہندوستان تقسیم کرادیا۔ اندرا گاندھی نے گولڈن ٹیمپل پر حملہ کیا خون کی ندیاں بہادیں۔ تمام دنیا نے مذمت کی۔ بی بی سی والوں نے کوشش کی کہ کوئی ایک ہندو ہی مل جائے جو اس واقعہ کی مذمت کرے جو حقیقتاً قابل مذمت ہے کہ اس ہندو کا بیان دے دیں لیکن کوئی نہ مل سکا یہ اتنے مطلب پرست اور متعصب ہیں لیکن قائداعظم اور اس کی مسلم لیگ کی خاکسار علامہ مشرقی والی تحریک اور عطاء اللہ شاہ بخاری اور ان کی تحریک آخر وقت تک مخالفت کرتے رہے اور مسلمانوں کی کثیر تعداد کانگریس کی حمایت کرتی رہی۔

شادی کے بعد دوست سے مشورہ

ایک آدمی کی شادی حال ہی میں ہوئی تھی اپنے تجربہ کار شادی شدہ دوست سے مشورہ لیا کہ بیوی کو اپنی آمدن کم بتائے صحیح بتائے یا زیادہ؟ اس نے جواب دیا میرے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں۔ تم اپنی بیوی کو صحیح آمدن بتاؤ گے تو وہ اسے جھوٹ سمجھے گی کم بتاؤ گے تو تم کو چھوٹا آدمی سمجھے گی اگر زیادہ بتاؤ گے تو ضرورت سے زیادہ خرچ کرنے لگے گی۔

کتا اور پتھر

ایک آدمی کو ایک گاؤں سے کتے بھونکنے لگے اس نے پتھر اٹھایا اس سے اٹھ نہ آیا چونکہ مٹی کے ساتھ چپٹا ہوا تھا کہنے لگا اس علاقے کے لوگ بھی عجیب ہیں کتوں کو کھلا چھوڑتے ہیں اور پتھر باندھ دیتے ہیں ۔

گدھے شادیاں کرتے ہیں

ایک ملک میں گدھے نہیں ہوتے پڑیا گھر میں ہوتے ہیں لڑکے نے اپنے باپ سے پوچھا یہ کیا ہے ؟ باپ نے کہا یہ گدھا ہے ۔ پھر پوچھا ساتھ کون ہے ؟ کہا یہ اس کی بیوی ہے کہا کیا گدھے بھی شادیاں کرتے ہیں ؟ کہا ہاں گدھے ہی شادیاں کرتے ہیں ۔

سوئی کیوں قبول کی

حضرت سلطان باہو کا ایک غریب لوہار مرید قینچی بنا کر لے گیا اور آپ کی خدمت میں اس کا ہدیہ پیش کیا آپ نے اسے لوٹا دیا فرمایا سوئی لے کر آؤ سوئی آئی اسے قبول کر لیا۔ مرید نے عرض کی قینچی لوٹا کر سوئی قبول کرنے میں کیا حکمت ؟ فرمایا میں کاٹنے کے لئے نہیں پاٹنے کے لئے آیا ہوں پھاڑنے کے لئے نہیں سینے کے لئے آیا ہوں۔

میاں بیوی کی تکرار

ایک دفعہ کسی میاں بیوی میں تکرار ہو رہی تھی بیوی بولی تم اول درجے کے جھوٹے ہو تم سے شادی کر کے تو قسمت ہی پھوٹ گئی مجھے تم سے اچھا اور عقلمند شوہر مل رہا تھا میاں نے فوراً اعتراف کرتے ہوئے کہا سچ کہتی ہو تم ۔ وہ مجھ سے زیادہ عقلمند تھا کہ اس نے تم جیسی عورت سے شادی نہیں کی ۔

گلوکارہ کی غزل خوانی

ایک دفعہ ایک گلوکارہ غالب کی مشہور غزل کا مصرع " قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں" ریڈیو سے یوں گا رہی تھیں " قید و حیات و بند و غم اصل میں دونوں ایک ہیں" پطرس بخاری جو ان دنوں ریڈیو کے کنٹرولر تھے انہوں نے ریڈیو سٹیشن پر فون کر کے ڈیوٹی آفیسر سے کہا ۔ میاں ان محترمہ سے کہو مصرعہ غلط پڑھنا ہے تو گنتی صحیح کر لیں اور یوں گائیں اصل میں چاروں ایک ہیں۔

بدشکل شاعر

ایک دفعہ ایک گرلز کالج میں مشاعرہ ہو رہا تھا جس میں ایک خاصے بدشکل شاعر بھی مدعو تھے غزل سنانے کے بعد موصوف کے پاس دو لڑکیاں آئیں ان کے پاس ایک

گیا تھا لڑکیوں نے شاعر سے تصویر کھنچوانے کی فرمائش کی۔ شاعر صاحب پھولے نہ سمائے اور بول پڑے "آپ میری تصویر سے کیا کریں گی" ایک لڑکی نے مسکرا کر خوشی سے جواب دیا "بچوں کو ڈرایا کریں گی۔"

انعام میں کمزور گھوڑا

ایک بادشاہ نے ایک آدمی کو انعام میں ایک کمزور گھوڑا دیا وہ شخص گھوڑے پر سوار ہو کر چلنے لگا بادشاہ نے پوچھا بھائی آپ کہاں جا رہے ہیں اس نے کہا نماز جمعہ پڑھنے، بادشاہ نے حیرت سے کہا مگر آج تو پیر (سوموار) ہے وہ شخص بولا اس گھوڑے پہ سوار ہو کر یقیناً جمعہ تک مسجد میں پہنچ جاؤں گا۔

چودھری کی گھوڑی اور کھرکھرا

ایک چودھری صاحب کی بڑی قیمتی گھوڑی تھی ایک مراثی اس کی رکھوالی پر نوکر رکھا ہوا تھا ساری رات جاگ کر اس کی رکھوالی کرنا اس کی ڈیوٹی تھی چودھری صاحب نے رات کو دیکھا کہ وہ سویا ہوا ہے اسے لعن طعن کی اور فرمایا اسے کھرکھرا کرتے رہو اس نے کھرکھرا شروع کر دیا لیکن ٹھنڈی ہوا لگنے سے نیند آگئی اور گھوڑی چور لے گئے اس نے ایک خرگوش کو باندھ کر اسے کھرکھرا کرنا شروع کر دیا مالک جاگا گھوڑی غائب دیکھ کر بولا گھوڑی کہاں ہے؟ مراثی نے کہا اور مرواؤ کھرکھرا بس یہی باقی رہ گئی ہے۔

ڈی سی کو ٹینک کی درخواست

کوٹہ سسٹم کے زمانہ میں ایک شخص نے ڈی سی کو درخواست پیش کی کہ مجھے ٹینک کا لائسنس چاہیئے۔ ڈی سی نے اسے بلایا اور کہا یہ سرکاری چیز ہے اور ہے بھی بہت قیمتی۔ تم نے یہ کیا حماقت کی ہے اس نے عرض کی بات یہ ہے کچھ عرصہ ہوا میں نے لڑکے کی شادی پر دس من کھانڈ کے لئے درخواست گزاری متعلقہ افسر نے ایک من منظور کی اور زبانی فرمایا کہ سارا مطالبہ پورا نہیں ہوا کرتا دس من پر ایک من ہی منظور ہوتی ہے میں نے خیال کیا کہ اگر یہی دستور ہے تو کاش میں نے ۱۰۰ من کی درخواست دی ہوتی تاکہ اس کے دسویں حصہ پر میرا مطالبہ پورا ہو جاتا جناب بات یہ ہے کہ مجھے لائسنس تو چاہیئے بندوق کا۔ لیکن میں نے سوچا کہ اگر بندوق کے لائسنس کی درخواست دی تو اسی اصول کے مطابق پٹاخے کا لائسنس ملے گا۔ لہٰذا مجبوراً ٹینک کی درخواست دی کہ اب بندوق کا لائسنس تو یقیناً منظور ہو جائے گا۔

بیل کے گلے میں گھنٹی کیوں؟

ایک تیلی نے اپنے بیل کے گلے میں جو کولہو چلا رہا تھا گھنٹی ڈال ہوئی تھی اور وہ ٹن ٹن کی آواز دے رہی تھی ایک فلاسفر صاحب

وہاں سے گزرے کافی دیر سوچ بچار کرتے رہے کہ تیلی نے پانچ دس، روپے گھنٹی پر بھی خرچ کئے، اور ٹن ٹن کی آواز بھی دماغ سوزی کر رہی ہے اس کی وجہ کیا ہے؟ آخر تیلی سے وجہ پوچھی اس نے کہا میں بیٹھے کاروبار میں مصروف رہتا ہوں اگر بیل رک جائے تو گھنٹی کی آواز رک جائے گی میں آکر بیل کو ہانک دونگا۔ فلاسفر نے کہا کہ اگر یہ بیل کھڑا ہو کر گردن ہلاتا رہے تو بھی ٹن ٹن کی آواز تو آتی رہے گی تمہیں کیسے معلوم ہوگا کہ چل رہا ہے یا رک کر کھڑا ہو کر گھنٹی ہلا رہا ہے۔ تیلی نے جواب دیا کہ میرا بیل فلسفہ نہیں جانتا۔

مرید اور پیر صاحب کی گفتگو

ایک مرید نے اپنے پیر صاحب سے دریافت کیا کہ آپ اتنے موٹے کیوں ہیں؟ پیر صاحب بھی بہت ہوشیار تھے فرمانے لگے نفس کتا ہے اور ہم نفس کو مار چکے ہیں اور کتا مرنے کے بعد پھول جاتا ہے۔ مرید بھی بے باک تھا عرض کی مردار کو کوڑے میں پھینکنا چاہیئے ساتھ کیوں لئے پھرتے ہو۔

دو چیلوں کی گفتگو

دو چیلے آپس میں ملے ایک نے دوسرے سے پوچھا آپ کس پنتھ یا پیر کے چیلے ہیں؟ اس نے جواب دیا پنتھ وغیرہ کا تو مجھے علم نہیں البتہ آٹا دیکھ لو کہ کس کے پاس زیادہ ہے مطلب یہ کہ شرافت اور علم و ہنر کو کوئی نہیں پوچھتا جس کے پاس مال و دولت ہو وہ خواہ ہزار عیب دار ہو بول بالا اسی کا ہے اور اہل دنیا اسی کی قدر کرتے ہیں۔

سلطان محمود غزنوی نے حنفی مذہب ترک کر کے شافعی کیوں اختیار کیا۔

سلطان محمود مذہب ابوحنیفہ پر تھا اور حدیث سننے کا شائق تھا علماء سے حدیث سن کر استفسار کیا کرتا تھا تو اس نے اکثر احادیث کو شافعی مذہب کے مطابق پایا اس کے دل میں شافعی مذہب کی محبت جاگزیں ہو گئی اس نے فقہاء کو اکٹھا کیا اور کہا کہ دونوں مذہبوں میں سے کسی ایک کو ترجیح دینی ہے اس وقت سب علماء نے باتفاق رائے کہا کہ سلطان کے سامنے دو دو رکعت نماز شافعی اور حنفی طریقہ پر پڑھ کر دکھائی جائے تاکہ سلطان خود اس میں غور و فکر کر کے اختیار کرے۔ قفال مروزی نے باقاعدہ طہارت اور نماز کی شرائط لباس و قبلہ اور ارکان نماز و ہیئت نماز و سنن نماز کے ساتھ بوجہ تمام و کمال دو رکعت نماز ادا کی جو شافعی کے نزدیک اقل واجب تھی۔ پھر اس نے ابوحنیفہ کے طریقہ پر نماز پڑھی۔ کتے کی کھال دباغت کی ہوئی بجائے لباس پہنی اور اس کا چوتھا حصہ نجاست سے آلودہ کیا اور نبیذ سے بغیر نیت وضو کیا اور سخت گرمی کا موسم تھا تمام مکھیاں اور مچھر اس

پہ جمع ہوگئیں اور وضو الٹا کیا پہلے بایاں پاؤں دھویا پھر دایاں پھر بایاں ہاتھ کہنی تک پھر داہنا اور پھر چوتھائی سر کا الٹا مسح کیا پھر الٹا منہ دھویا پھر ناک میں تین بار پانی ڈالا پھر تین کلیاں کیں پھر نماز شروع کی تو بجائے اللہ اکبر خدا بزرگ است کہا اور قرأت میں مدھامتان کا ترجمہ دو برگ سبز یا دو بوستان سبز اور سجدے میں جاکر بغیر فصل مرغ کی طرح دو ٹھونگیں ماریں اور آخر سلام کے بجائے گوز مارا ۔ اور کہا اے سلطان یہ ہے نماز ابوحنیفہ کی۔ بادشاہ نے کہا اگر ثابت نہ ہوئی تو قتل کر دوں گا۔ ایسی نماز تو کوئی دین والا بھی جائز نہیں سمجھتا ۔ قفال نے اس وقت حنفی کتب طلب کیں اور سلطان نے ایک نصرانی عالم کو دونوں مذہب کی کتب کے مطالعہ کا حکم دیا تو ابوحنیفہ کی نماز ویسی ہی پائی جیسی کہ قفال مروزی نے پڑھ کر دکھائی تھی بادشاہ نے اس وقت ابوحنیفہ کے مذہب کو ترک کیا اور شافعی ہوگیا۔ اسلامی نماز بحوالہ وفیات الاعیان

نیک انجام بہانہ ۔ خوبصورت گھوڑے کے جسم پر گدھے کا سر

خوارزم شاہ کے امراء میں سے ایک امیر کے پاس ایک عمدہ گھوڑا تھا کہ خود بادشاہ کے گلے میں بھی اس کی نظیر نہ تھی ایک روز امیر اس گھوڑے پر سوار ہو کر کہیں جا رہا تھا کہ خوارزم شاہ کی نظر اس گھوڑے پر پڑ گئی اس گھوڑے کی شان اور چال بادشاہ کی نظر میں کھب گئی ۔ اور اس کے دل میں اس گھوڑے کو ہر قیمت پر اپنے گلے میں شامل کرنے کا خیال جاگزیں ہوگیا جب وہ سیر سے واپس آیا تو چوبداروں کو حکم دیا کہ وہ گھوڑا فلاں امیر کے گھر سے لاؤ چوب دار دوڑے گئے اور امیر سے وہ گھوڑا چھین لائے امیر کو اس گھوڑے سے بے حد محبت تھی اس کے چھن جانے سے اس کو سخت صدمہ ہوا مایوسی کے عالم میں اس کو عماد الملک کے سوا کوئی پناہ نظر نہ آئی ۔ عماد الملک خوارزم شاہ کے دربار کا سب سے مقتدر امیر تھا وہ بڑا نیک طینت اور مظلوموں کا غمگسار تھا بادشاہ بھی اس کی دل سے عزت کرتا تھا کئی دفعہ اس نے دربار سے کنارہ کشی اختیار کی لیکن بادشاہ اس کو منا کر واپس لے آیا وہ امیر ننگے سر اور ننگے پاؤں عماد الملک کے پاس گیا اور اس کے پاؤں پکڑ کر عرض کی کہ بادشاہ میرا سب مال و دولت لے لے مگر وہ گھوڑا مجھ کو واپس دے دے کیونکہ اس کے بغیر میں مر جاؤں گا ۔ اے مسیحا آپ میرے سر پہ ہاتھ رکھیں اور میری دستگیری فرمائیں اس مظلوم کی حالت زار دیکھ کر عماد الملک کی آنکھیں پُرنم ہوگئیں اور اس نے اس کی مدد کرنے کا تہیہ کر لیا ۔ دوسرے دن وہ دربار میں حاضر ہوا اور تخت شاہی کے سامنے خاموش کھڑا ہوگیا اتنے میں سپاہی وہ گھوڑا بادشاہ کے سامنے لائے اس کو دیکھتے ہی بادشاہ کے دل کی کلی کھل گئی اور وہ بڑی دیر تک

اس کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہا پھر وہ عماد الملک سے مخاطب ہوا اور کہنے لگا کہ بھائی یہ جانور تو بہشت کا معلوم ہوتا ہے زمین کا نہیں ہے عماد الملک نے دست بستہ عرض کی کہ حضور اگر شیطان پر نظر ڈالیں تو وہ فرشتہ بن جائے یہ گھوڑا فی الواقع بڑا خوبصورت ہے لیکن اس کا سر ایسے خوبصورت جسم پر بڑا بدنما معلوم ہوتا ہے یہ گھوڑے کا نہیں بلکہ گائے کا سر معلوم ہوتا ہے۔ عماد الملک کی بات نے بادشاہ کے دل پر ایسا اثر کیا کہ وہ گھوڑا اس کی نظر سے گر گیا اور اس نے حکم دیا کہ اس گھوڑے کو فوراً واپس لے جاؤ اور اس کو اپنے مالک کے سپرد کرکے مجھے اس ظالمانہ فعل سے نجات دلاؤ۔ اللہ تعالیٰ گھوڑے کے سر پر گائے کا سر نہیں لگاتا۔

عماد الملک نے جو کچھ کہا وہ بادشاہ کو گھوڑے سے متنفر کرنے کا محض بہانہ تھا یہ بہانہ اس نے نیک مقصد کے لئے کیا اسی کو نیک انجام بہانہ کہتے ہیں۔ تاہم ہمارا فرض ہے کہ نیک اور بد میں تمیز کریں۔

صدر جہاں اور حریص مُلّا

بخارا کے امیر صدر جہاں کی سخاوت کا ایک دنیا میں ڈنکا بج رہا تھا کوئی سائل اس کے در سے خالی نہ جاتا تھا صبح سے شام تک ضرورت مندوں اور سائلوں پر اس کی داد و دہش کا مینہ برستا رہتا تھا اس نے سب حاجتمندوں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے ہر طبقے کی باری مقرر کر دی تھی، ایک دن مصیبت زدوں کے لئے، دوسرا دن بیواؤں کے لئے، تیسرا دن درویشوں کے لئے، چوتھا دن علمائے دین کے لئے، ساتواں دن یتیموں کے لئے آٹھواں دن قیدیوں کے لئے، نواں دن مسافروں کے لئے دسواں دن غلاموں کے لئے مخصوص تھا لیکن شرط یہ تھی کہ کوئی حاجتمند زبان سے سوال نہ کرے بلکہ اس کے راستے میں خاموش کھڑا رہے اگر بھولے سے کوئی سوال کر بیٹھتا تو اسے کچھ بھی نہ ملتا۔ ایک دن ایک بوڑھے نے سوال کر دیا کہ بھوک سے مر رہا ہوں کچھ زکوٰۃ دے لوگوں نے اس کو سوال کرنے سے منع کیا لیکن وہ اپنی ضد پر اڑا رہا اور برابر صدا لگاتا رہا۔

صدر جہاں نے اس سے مخاطب ہو کر کہا اے بڈھے تو بڑا بے شرم ہے بوڑھے نے تڑاق سے جواب دیا کہ تو مجھ سے زیادہ بے شرم ہے کہ اس جہان میں بھی خوب موج اڑا رہا ہے اور لالچ کر رہا ہے کہ اگلے جہان کی نعمتیں بھی سمیٹ لے۔ صدر جہان اس کی بات سن کر بہت ہنسا اور اس کو کثیر زر و مال دیا اس بڈھے کے سوا کوئی اور سوال کرنے والا اس سے کبھی کچھ نہ لے جا سکا۔ اب سنو! جس دن علماء کی باری تھی ایک حریص ملا صبر نہ کر سکا اور بلند آواز سے سوال کر بیٹھا۔ صدر جہان نے اسے کچھ نہ دیا۔ وہ

بہت رویا دھویا لیکن صدر جہاں کا دل نہ پسیجا۔ دوسرے دن وہی ملّا پاؤں پر پٹیاں لپیٹ کر بیماروں کی صف میں جا بیٹھا اس نے پنڈلیوں تک کھپیاں بھی باندھ لیں تاکہ صدر جہان کو گمان ہو کہ اس کے پاؤں ٹوٹ گئے ہیں مگر باشعور امیر نے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا اور کچھ دیئے بغیر آگے بڑھ گیا تیسرے دن وہ اپنا منہ لبادے میں چھپا کر اندھوں میں جا بیٹھا لیکن صدر جہاں اب بھی اس کو پہچان گیا اور کچھ نہ دیا جب وہ کئی مکر کر چکا اور صدر جہاں سے کچھ حاصل نہ کر سکا تو ایک چادر اوڑھ کر بیواؤں میں جا بیٹھا جب اس نے خیرات لینے کے لئے ہاتھ باہر نکالے تو صدر جہاں پھر اس کو پہچان گیا اور کچھ نہ دیا اب تو اپنی محرومی پر اس کا دل بہت جلا سیدھا ایک کفن دینے والے کے پاس پہنچا اور اس سے کہا کہ مجھ کو کفن میں لپیٹ کر راستے کے کنارے رکھ دو۔ اور پاس بیٹھ کر چپ چاپ دیکھتے رہو یہاں تک کہ صدر جہاں ادھر سے گزرے گمان غالب ہے کہ وہ معمول کے مطابق مردے کی تجہیز و تکفین کے لئے کچھ اشرفیاں پھینک دے اس طرح جو کچھ ملے گا وہ ہم نصف نصف بانٹ لیں گے کفن والے نے ایسا ہی کیا جب صدر جہاں ادھر سے گزرا تو اس نے چند اشرفیاں اس "مصنوعی مردے" کے قریب ڈال دیں۔ ملّا نے فوراً اپنا ہاتھ باہر نکال کر وہ اشرفیاں پکڑ لیں کہ کہیں کفن والا نہ اڑا لے پھر اس نے سر بھی کفن سے باہر نکالا اور صدر جہاں سے مخاطب ہو کر کہا کہ تو نے مجھ پر اپنے کرم کا دروازہ بند کر دیا تھا دیکھا میں تجھ سے آخر کچھ لے کر ہی ٹلا۔ صدر جہاں نے جواب دیا کہ اے مردود جب تک تو مرا نہیں میری سرکار سے کچھ فائدہ حاصل نہ کر سکا۔

یہ بلّی ہے یا گوشت، چالاک عورت

ایک شخص نے ایک چالاک، ہوشیار اور کھانے پینے کی رسیا عورت سے شادی کر لی ہر وقت کھاتی پیتی رہتی ایک دن ان کے ہاں ایک مہمان آگیا مہمان کی خاطر وہ شخص سیر بھر گوشت لے آیا اور بیوی سے کہا مہمان کے لئے آج گوشت پکاؤ عورت نے گوشت پکانے کے لئے ہنڈیا چولہے پر رکھی اور گوشت بھونتے ہوئے ایک ایک بوٹی نکال کر سارا گوشت چٹ کر گئی خاوند گھر آیا تو کہنے لگی وہ دیکھئے جو بلّی آپ نے پال رکھی ہے کم بخت کس بھولے پن سے بیٹھی ہے ہنڈیا میں مصالحہ بھون رہی تھی گوشت طاق میں رکھا ہوا تھا بلّی نے گوشت دیکھ لیا تو سارا گوشت وہ چٹ کر گئی جایئے بازار سے گوشت اور لے آیئے خاوند ساری بات سمجھ گیا اور بازار سے ترازو لے آیا اس کے بعد بلّی کو پکڑ کر ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا اور دوسرے پلڑے میں سیر کا باٹ رکھا تولا۔ تو بلّی پوری ایک سیر نکلی گوشت بھی سیر تھا۔ خاوند نے بیوی سے

اس کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہا پھر وہ عماد الملک سے مخاطب ہوا اور کہنے لگا کہ بھائی یہ جانور تو بہشت کا معلوم ہوتا ہے زمین کا نہیں ہے عماد الملک نے دست بستہ عرض کی کہ حضور اگر شیطان پر نظر ڈالیں تو وہ فرشتہ بن جائے یہ گھوڑا فی الواقع بڑا خوبصورت ہے لیکن اس کا سر ایسے خوبصورت جسم پر بڑا بدنما معلوم ہوتا ہے یہ گھوڑے کا نہیں بلکہ گائے کا سر معلوم ہوتا ہے۔ عماد الملک کی بات سنے بادشاہ کے دل پر ایسا اثر کیا کہ وہ گھوڑا اس کی نظر سے گر گیا اور اس نے حکم دیا کہ اس گھوڑے کو فوراً واپس لے جاؤ اور اس کو اپنے مالک کے سپرد کر کے مجھے اس ظالمانہ فعل سے نجات دلاؤ۔ اللہ تعالیٰ گھوڑے کے سر پر گائے کا سر نہیں لگاتا۔

عماد الملک نے جو کچھ کہا وہ بادشاہ کو گھوڑے سے متنفر کرنے کا محض بہانہ تھا یہ بہانہ اس نے نیک مقصد کے لئے کیا اسی کو نیک انجام بہانہ کہتے ہیں۔ تاہم ہمارا فرض ہے کہ نیک اور بد میں تمیز کریں۔

صدر جہان اور حریص مُلّا

بخارا کے امیر صدر جہاں کی سخاوت کا ایک دنیا میں ڈنکا بج رہا تھا کوئی سائل اس کے در سے خالی نہ جاتا تھا صبح سے شام تک ضرورت مندوں اور سائلوں پر اس کی داد و دہش کا مینہ برستا رہتا تھا اس نے سب حاجتمندوں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے ہر طبقے کی باری مقرر کر دی تھی، ایک دن مصیبت زدوں کے لئے، دوسرا دن بیواؤں کے لئے، تیسرا دن درویشوں کے لئے، چوتھا دن علمائے دین کے لئے، ساتواں دن یتیموں کے لئے آٹھواں دن قیدیوں کے لئے، نواں دن مسافروں کے لئے دسواں دن غلاموں کے لئے مخصوص تھا لیکن شرط یہ تھی کہ کوئی حاجتمند زبان سے سوال نہ کرے بلکہ اس کے راستے میں خاموش کھڑا رہے اگر بھولے سے کوئی سوال کر بیٹھتا تو اسے کچھ بھی نہ ملتا۔ ایک دن ایک بوڑھے نے سوال کر دیا کہ بھوک سے مر رہا ہوں کچھ زکوٰۃ دے۔ لوگوں نے اس کو سوال کرنے سے منع کیا لیکن وہ اپنی ضد پر اڑا رہا اور برابر صدا لگاتا رہا۔

صدر جہاں نے اس سے مخاطب ہو کر کہا اے بڈھے تو بڑا بے شرم ہے بوڑھے نے تڑاق سے جواب دیا کہ تو مجھ سے زیادہ بے شرم ہے کہ اس جہان میں بھی خوب موج اڑا رہا ہے اور لالچ کر رہا ہے کہ اگلے جہان کی نعمتیں بھی سمیٹ لے۔ صدر جہان اس کی بات سُن کر بہت ہنسا اور اس کو کثیر زر و مال دیا اس بڈھے کے سوا کوئی اور سوال کرنے والا اس سے کبھی کچھ نہ لے جا سکا۔ اب سنو! جس دن علماء کی باری تھی ایک حریص ملا صبر نہ کر سکا اور بلند آواز سے سوال کر بیٹھا۔ صدر جہاں نے اسے کچھ نہ دیا۔ وہ

بہت رویا دھویا لیکن صدر جہاں کا دل نہ پسیجا۔ دوسرے دن وہی ملّا پاؤں پر پٹیاں لپیٹ کر بیماروں کی صف میں جا بیٹھا اسس نے پنڈلیوں تک کھپچیاں بھی باندھ لیں تاکہ صدر جہان کو گمان ہو کہ اس کے پاؤں ٹوٹ گئے ہیں مگر باشعور امیر نے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا اور کچھ دیئے بغیر آگے بڑھ گیا تیسرے دن وہ اپنا منہ لبادے میں چھپا کر اندھوں میں جا بیٹھا لیکن صدر جہاں اب بھی اس کو پہچان گیا اور کچھ نہ دیا جب وہ کئی مکر کر چکا اور صدر جہاں سے کچھ حاصل نہ کر سکا تو ایک چادر اوڑھ کر بیواؤں میں جا بیٹھا جب اسس نے خیرات لینے کے لئے ہاتھ باہر نکالے تو صدر جہاں پھر اسس کو پہچان گیا اور کچھ نہ دیا اب تو اپنی محرومی پر اس کا دل بہت جلا۔ سیدھا ایک کفن دینے والے کے پاس پہنچا اور اس سے کہا کہ مجھ کو کفن میں لپیٹ کر راستے کے کنارے رکھ دو۔ اور پاسس بیٹھ کر چپ چاپ دیکھتے رہو یہاں تک کہ صدر جہاں ادھر سے گذرے گمان غالب ہے کہ وہ معمول کے مطابق مردے کی تجہیز و تکفین کے لئے کچھ اشرفیاں پھینک دے اس طرح جو کچھ ملے گا وہ ہم نصف نصف بانٹ لیں گے کفن والے نے ایسا ہی کیا جب صدر جہاں ادھر سے گذرا تو اس نے چند اشرفیاں اسس "مصنوعی مردے" کے قریب ڈال دیں۔ ملّا نے فوراً اپنا ہاتھ باہر نکال کر وہ اشرفیاں پکڑ لیں کہ کہیں کفن والا نہ اڑا لے پھر اسس نے سر بھی کفن سے باہر نکالا اور صدر جہاں سے مخاطب ہو کر کہا کہ تو نے مجھ پر اپنے کرم کا دروازہ بند کر دیا تھا دیکھا میں تجھ سے آخر کچھ لے کر ہی ٹلا۔ صدر جہاں نے جواب دیا کہ اے مردود جب تک تو مرا نہیں میری سرکار سے کچھ فائدہ حاصل نہ کر سکا۔

یہ بلّی ہے یا گوشت، چالاک عورت

ایک شخص نے ایک چالاک، ہوشیار اور کھانے پینے کی رسیا عورت سے شادی کر لی ہر وقت کھاتی پیتی رہتی ایک دن ان کے ہاں ایک مہمان آگیا مہمان کی خاطر وہ شخص سیر بھر گوشت لے آیا اور بیوی سے کہا مہمان کے لئے آج گوشت پکاؤ عورت نے گوشت پکانے کے لئے ہنڈیا چولہے پر رکھی اور گوشت بھونتے ہوئے ایک ایک بوٹی نکال کر سارا گوشت چٹ کر گئی خاوند گھر آیا تو کہنے لگی وہ دیکھئے جو بلّی آپ نے پال رکھی ہے کم بخت کس بھولے پن سے بیٹھی ہے ہنڈیا میں مصالحہ بھون رہی تھی گوشت طاق میں رکھا ہوا تھا بلّی نے گوشت دیکھ لیا تو سارا گوشت وہ چٹ کر گئی جائیے بازار سے گوشت اور لے آئیے خاوند ساری بات سمجھ گیا اور بازار سے ترازو لے آیا اسس کے بعد بلّی کو پکڑ کر ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا اور دوسرے پلڑے میں سیر کا باٹ رکھا تولا۔ تو بلّی پوری ایک سیر نکلی گوشت بھی سیر تھا۔ خاوند نے بیوی سے

کہا ادھر آ بے حیا اور مجھے بتا یہ سیر بھر وزن اگر بلی کا ہے تو گوشت کہاں گیا؟ اور اگر یہ سیر بھر وزن گوشت کا ہے تو بلی کہاں گئی؟ کتنی سبق آموز داستان ہے، چالاک، عیار اور خائن لوگ وقتی طور پہ اگر کچھ پا بھی لیں تو کیا فائدہ۔ ایک دن ایسا بھی آ جاتا ہے جب ان کے جھوٹ کا پول کھل جاتا ہے یہاں اگر نہیں تو قیامت کے روز جب میزان قائم ہو گی اس دن ساری خیانتیں اور بے ایمانیاں ظاہر ہو جائیں گی۔

ایک خدا ترس قاضی

ایک شخص کا مسند قضا پر تقرر ہوا تو وہ رونے لگا اس کے نائب نے کہا۔ قاضی صاحب! آپ کے رونے کا سبب کیا ہے؟ یہ تو خوشی اور مبارکباد کا وقت ہے نہ کہ رونے کا۔ قاضی نے کہا مجھ پر بڑی بھاری ذمہ داری آ پڑی ہے بھلا ان دو شخصوں کے درمیان میں کیسے فیصلہ کروں گا جو اصل معاملہ سے باخبر ہیں اور مجھے اس کا مطلق کوئی علم نہیں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ مقدمہ کے فریقین کو تو حقیقت حال کا علم ہے لیکن قاضی بے چارہ جو ان کے حال سے جاہل اور غافل ہے ان کے خون اور مال کے بارے میں کیسے فیصلے صادر کرے گا۔ ذمہ داری کے اسی بوجھ نے مجھے رُلا دیا ہے۔

نائب نے کہا یہ صحیح ہے کہ دونوں فریقوں کو اصل واقعہ کا علم ہے لیکن وہ خود غرضی میں مبتلا ہیں اس کے برعکس آپ اصل واقعہ سے بے خبر ہیں لیکن لالچ اور غرض سے آپ کا دل خالی ہے وہ باخبر تو ہیں لیکن خود غرضی نے ان کو اندھا کر دیا ہے اور ان کی باخبری کے وصف کو خاک میں ملا دیا ہے۔

خونخوار ڈاکو اور قیدی

ایک دفعہ کچھ خونخوار ڈاکوؤں نے ایک گاؤں پر چھاپہ مارا اور وہاں کے دو سربرآوردہ آدمیوں کو اپنا قیدی بنا لیا۔ پھر انہوں نے ان دونوں میں سے ایک کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے اور اس کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا وہ بڑی لجاجت سے بولا اے بلند مرتبہ بادشاہو تم مجھے کیوں تلوار کے گھاٹ اُتار رہے ہو آخر میں نے کیا گناہ کیا ہے جو تم میرے خون کے پیاسے ہو گئے ہو میں تو ایک مسکین درویش ہوں اور مجھ کو قتل کر کے تم کو کوئی دنیاوی فائدہ بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ ڈاکوؤں نے کہا تمہیں ذبح کرنے سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ تمہارا دوسرا ساتھی خوفزدہ ہو جائے اور اپنے مال و زر کا پتہ بتا دے وہ کہنے لگا کہ میرا ساتھی تو مجھ سے بھی زیادہ مفلس ہے ڈاکوؤں نے کہا تم جھوٹ بکتے ہو اس نے محض لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے یہ حال بنا رکھا ہے ورنہ حقیقت میں وہ مالدار ہے۔ اس نے کہا جب تمہارے ارادے کی بنیاد وہم پر ہے تو اس معاملے میں میرا ساتھی اور میں دونوں برابر ہیں اور میرے بارے میں بھی آپ کو ایسا ہی وہم ہونا چاہیئے تو پھر سرکار آپ پہلے میرے ساتھی ہی کو کیوں

قتل نہیں کر دیتے کہ میں اس کے انجام سے ڈر کر اپنی دولت کا پتہ بتا دوں۔ حاصل کلام یہ کہ حق تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اس نے ہم کو زمانۂ آخر میں سب امتوں کے بعد پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ کا کرم دیکھو کہ اس نے پہلی امتوں کے نافرمانوں کو ہم سے پہلے ہلاک کیا تاکہ ہم کو ان کے انجام سے عبرت حاصل ہو اگر معاملہ اس کے برعکس ہوتا یعنی دوسری قوموں کی عبرت کے لئے ہم کو ہلاک کیا جاتا تو ہماری کس قدر بدبختی تھی۔

کیسی عورت موزوں رہے گی۔ بہلول کا فیصلہ

ایک شخص کہہ رہا تھا کہ مجھے کسی ایسے مرد کامل کی تلاش ہے جس سے مشکل وقت میں مشورہ کر لیا کروں کسی نے کہا ہمارے شہر میں ایک مرد کامل ہے تو سہی لیکن بظاہر وہ دیوانہ نظر آتا ہے وہ دیکھو سامنے جو شخص سرکنڈے کا گھوڑا بنائے ہوئے بچوں میں دوڑتا پھرتا ہے یہ وہی بزرگ ہے یوں تو یہ رات دن کھیل کود میں معروف نظر آتا ہے لیکن حقیقت میں کمالات باطنی کا خزانہ ہے اس نے اپنے آپ کو جان بوجھ کر دیوانہ بنا رکھا ہے تاکہ لوگ اسے پریشان نہ کریں تاہم اہل بصیرت اس کے مرتبہ اور عظمت کو تاڑ ہی لیتے ہیں۔ اس شخص نے آگے بڑھ کر بہلول سے کہا اے سوار ذرا اپنے گھوڑے کا رخ ادھر تو پھیرو۔ بہلول نے اپنا (فرضی) گھوڑا اس کی طرف بڑھا کر کہا ہاں جلدی کہو تم کو مجھ سے کیا غرض ہے میرا گھوڑا تند خو اور منہ زور ہے ایسا نہ ہو کہ تم پر دولتی جھاڑ دے۔ سائل نے کہا "میں اس کوچے میں کسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں یہ بتاؤ کہ مجھ جیسے آدمی کے لئے کیسی عورت موزوں رہے گی" بہلول نے کہا دنیا میں تین قسم کی عورتیں ہیں ان میں سے دو تو نری مصیبت ہیں اور تیسری مستقل خزانہ۔ پہلی دو میں سے ایک تو آدمی تیری بیوی ہوگی۔ اور آدمی تجھ سے بیگانہ۔ دوسری تجھ سے بالکل بیگانہ ہوگی اور تیسری ساری کی ساری تیری بیوی ہوگی اور یہ بہتر ہے بس اب تم نے اپنی بات کا جواب سن لیا۔ میں اب چلا ایسا نہ ہو کہ میرا گھوڑا تم کو ایسی لات مار دے کہ تم پھر اٹھ ہی نہ سکو۔ شیخ نے اپنا گھوڑا لڑکوں کی طرف دوڑایا ہی تھا کہ اس جوان نے پھر آواز دی کہ میاں یہاں تو آؤ یہ جو تم نے تین قسم کی عورتیں بیان کی ہیں ان کی پہچان تو بتاؤ۔ بہلولؒ نے اپنے گھوڑے کا رخ پھر سائل کی طرف پھیر دیا اور کہا جو عورت آدمی تیرے لئے ہے وہ ایسی بیوہ ہے جس کے پہلے کوئی اولاد نہ ہو اور جو تجھ سے بالکل بیگانہ ہوگی اور وہ ایسی بیوہ عورت ہے جس کے پہلے شوہر سے اولاد ہو اس کی محبت اور دلی توجہ اس کی اولاد کی طرف ہوگی اور تیسری کنواری عورت ہے اس سے نکاح کرو گے تو بے فکر ہو گے کیونکہ اس کی تمام محبت اور توجہ تیرے لئے ہی ہوگی۔ بس اب چلتے بنو تم کو کہیں میرے سرکش گھوڑے کی لات نہ

لگ جائے یہ کہہ کر شیخ نے پھر دیوانوں کی طرح ہاؤ ہو شروع کر دی اور لڑکوں کو اپنے پاس بلانے لگے سائل نے پھر آواز دی کہ اے بادشاہ میرا ایک سوال رہ گیا ذرا وہ بھی بتاتے جاؤ۔ بہلولؒ نے گھوڑے کا رُخ پھر اس کی طرف پھیر دیا اور فرمایا جو پوچھنا ہو جلد پوچھو وہ بچہ میری گیند اڑا لے گیا۔ اس نے کہا اے اقلیم معرفت کے بادشاہ ایسی عقل و حکمت کے ہوتے ہوئے آپ نے یہ کیا حال بنا رکھا ہے آپ تو عقل کل کے مالک اور انوار کمالات کے آفتاب ہیں بھلا جنون کا بادل اس آفتاب کو کیسے چھپا سکتا ہے بہلولؒ نے فرمایا بھائی اصل بات یہ ہے کہ اس شہر کے لوگوں نے طے کیا تھا کہ مجھے یہاں کا قاضی مقرر کریں میں نے اس منصب کو قبول کرنے میں عذر کیا تو یہ اپنی بات پر اڑ گئے اور کہا کہ اس شہر میں علم و فن میں تمہارا ہمسر کوئی نہیں ہے اس لئے یہ بات شریعت کی رُو سے جائز نہیں کہ تمہارے ہوتے ہوئے کسی کم علم آدمی کو منصب قضا پر بٹھائیں اور اس کو اپنا دینی سردار و پیشوا تسلیم کر لیں مجبور ہو کر میں دیوانہ بن گیا اور اپنی معذوری کی بنا پر ان لوگوں سے اپنا پیچھا چھڑا لیا میری عقل کی مثال ایک پوشیدہ خزانے کی سی ہے جو ایک ویرانے میں گڑا ہو اگر میں اپنے خزانے کو عوام پر ظاہر کرتا پھروں تو یہ حقیقی دیوانہ پن ہوگا اب میں محض دیکھنے میں دیوانہ ہوں لیکن باطن میں وہی ہوں جو پہلے تھا حاصل کلام یہ کہ بعض دفعہ دانیانِ راز کو اپنی دانائی کے چھپانے ہی میں عافیت نظر آتی ہے۔

ہر کام کے انجام پر نظر رکھو

ایک شخص کسی سُنار کے پاس گیا اور اس سے سونا تولنے کے لئے ترازو مانگا سنار نے کہا۔ میرے پاس چھلنی کہاں۔ اس شخص نے کہا بھائی مذاق کیوں کرتے ہو مجھ کو ترازو چاہیے سُنار نے کہا میری دوکان میں جھاڑو بھی نہیں ہے۔ اس نے کہا بھائی میرا تمسخر کیوں اڑاتا ہے میں ترازو مانگ رہا ہوں وہ مجھے دے دے۔ حجتوں کی کیا ضرورت ہے تمہارے اس طرح بہرا بن جانے سے تو میں نہیں ٹلوں گا۔ سنار نے کہا میاں میں بُرا نہیں ہوں اور نہ بہرا بن رہا ہوں میں نے تمہاری تمام باتیں سُن لی ہیں لیکن ذرا سوچو تو تم کس قدر بوڑھے اور کمزور ہو اپنے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے سونا کیسے تول لوگے۔ اور پھر سونا بھی وہ جو برادے کی شکل میں ہے، ظاہر ہے کہ جب تم یہ سونا تولنے لگوگے تو تمہارا ہاتھ کانپے گا اور کچھ سونا گر پڑیگا۔ پھر لامحالہ تم مجھ سے جھاڑو مانگنے آؤگے جب جھاڑو سے سارا گرا پڑا سونا سمیٹ کر ایک جگہ جمع کر لوگے تو پھر مجھ سے چھلنی مانگنے آؤگے تاکہ مٹی کو چھان کر سونا الگ کر سکو میں نے پہلے ہی تمہارے کام کا انجام دیکھ لیا تھا اسی لئے میں نے تم سے کہا کہ ہماری دوکان میں چھلنی اور جھاڑو نہیں ہے۔ نتیجہ یہ کہ جو شخص کسی کا انجام پہلے سوچ لیتا ہے وہ آخر میں کبھی شرمسار نہیں ہوتا۔

دیندار آدمی کو باریکیاں چھانٹنے کی فرصت نہیں ہوتی۔

ایک کھچڑی ڈاڑھی والا آدمی حجام کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ ذرا میری ڈاڑھی سے سفید بال چُن دے کیونکہ میں نے نئی شادی کی ہے حجام نے آناً فاناً پُوری ڈاڑھی مونڈ کر اُس کے سامنے رکھ دی اور کہا کہ بھائی تُو خود ہی اس میں سے سفید بال چُن لے مجھ کو اتنی فرصت نہیں مطلب یہ کہ دیندار آدمی کو باریکیاں چھانٹنے کی فرصت نہیں ہوتی۔ ۲۔ ایک شخص نے زید کو تھپڑ مارا۔ زید نے بھی اس کے جواب میں اُس پر حملہ کیا تھپڑ مارنے والے نے کہا کہ میں تجھ سے ایک بات پوچھتا ہوں اس کا جواب دے اور پھر اپنی حسرت پُوری کر لے میں نے تجھے تھپڑ مارا تو تڑاق کی آواز آئی میں تجھ سے پوچھتا ہوں کہ یہ آواز میرے ہاتھ سے پیدا ہوئی یا تیری گدّی سے۔ اس نے جواب دیا کہ تیرے تھپڑ کی تکلیف اور درد سے مجھ کو اتنی فرصت نہیں ہے کہ آواز پر غور کروں تجھ کو چونکہ کوئی تکلیف نہیں ہے اس لئے اس نکتہ پر تو ہی غور کرتا رہ۔ جو درد میں مبتلا ہوتا ہے اُس کو ایسی باریکیاں اور نکتے نہیں سوجھتے۔

ایک درویش اور باخدا لکڑ ہارا

ایک درویش کو اللہ نے فکر معاش سے بے نیاز کر دیا تھا ایک دن اُس نے ایک لکڑ ہارے کو دیکھا کہ سر پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھائے لڑکھڑاتا ہوا آ رہا ہے درویش کو اس پر رحم آیا۔ اُس نے دل میں سوچا کہ میری جیب میں کچھ سکّے ہیں کیوں نہ اس کو دے دوں کہ اُس کے دو تین دن آرام سے کٹ جائیں۔ درویش کے دل میں یہ خیال گذرا ہی تھا کہ لکڑ ہارے کی پیشانی پر بل پڑ گئے اور وہ ہیبت ناک شیر کی طرح اس کی طرف بڑھا درویش کے جسم پر اس کی ہیبت سے لرزہ طاری ہو گیا۔ لکڑ ہارے نے لکڑیوں کا گٹھا اُس کے سامنے دے مارا۔ درویش کی نظر اس پر پڑی تو دیکھا کہ سب لکڑیاں سونے کی بن گئی ہیں درویش یہ دیکھ کر سکتے میں آگیا لکڑ ہارے نے یہ کہہ کر کہ میرا رازق خدا ہے تو نہیں وہ گٹھا پھر سر پہ رکھ لیا اور شہر کی طرف چل دیا۔ اب جو درویش نے دیکھا تو سونا پھر لکڑیوں میں تبدیل ہو گیا تھا۔

بد آواز مؤذّن

ایک گاؤں کا مؤذن بہت بد آواز تھا اُس کی مکروہ آواز سے لوگوں کا سر چکرانے لگتا تھا اور بچے بچھونوں سے اچھل پڑتے تھے آخر لوگوں نے تنگ آ کر چندہ جمع کیا اور مؤذن کے سامنے رکھ کر کہا کہ آپ یہ حقیر رقم قبول فرمائیے اور یہاں سے تشریف لے جائیے ہم آپ کے لحن داودی سے بہت مستفید ہوئے ہیں۔ اب دوسرے لوگوں کو اس کے فیض سے بہرہ ور کیجئے۔ مؤذن نے خوشی خوشی

چندے کی پوٹلی بغل میں دبائی اور ایک قافلے میں شامل ہوگیا جو حج کو جا رہا تھا راستہ میں یہ قافلہ شب باشی کے لئے کافروں کی ایک بستی میں فروکش ہُوا مؤذن جو اپنی آواز کا عاشق تھا بڑے ذوق وشوق سے اذان دی تھوڑی دیر کے بعد اہل قافلہ کیا دیکھتے ہیں کہ اس بستی کا ایک کافر ہاتھ میں شمع لئے حلوے کا ایک طبق اور بیش قیمت کپڑوں کا ایک جوڑا سر پہ اٹھائے آرہا ہے اس نے آتے ہی پوچھا کہ اے قافلے والو وہ موذن کہاں ہے جس کی آواز سے ہمیں حیاتِ نو ملی ہے لوگوں نے پوچھا کہ اس کی مکروہ آواز تمہیں کیسے پسند آئی ہے اس نے کہا میری ایک لڑکی ہے اس کے سر میں تمہارے دین کا سودا سما گیا تھا۔ ہم لوگوں نے اس کو بہتیرا سمجھایا لیکن اس پر کسی بات کا اثر نہ ہوتا تھا آج جب اس مؤذن نے اذان دی تو اس نے پوچھا کہ یہ مکروہ آواز کیسی ہے ؟ میں نے اس سے پہلے ایسی بھیانک اور وحشت ناک آواز کبھی نہیں سُنی ۔ اس کی بہن نے بتایا کہ یہ اذان کی آواز ہے مسلمان نماز کی اطلاع اسی طریقے سے دیتے ہیں یہ سُن کر اس کا رنگ زرد ہوگیا اور وہ اسلام سے متنفر ہوگئی اس خوشی میں یہ تحفہ میں تمہارے مؤذن کے لئے لایا ہوں لوگوں نے اس کو مؤذن کا پتہ دیا تو وہ اس کو بغلگیر ہو کر دعائیں دینے لگا اور کہنے لگا کہ یہ ناچیز تحفہ قبول فرمائیے آپ میرے محسن ہیں اور آپ کے احسان کے بوجھ سے تمام عمر سبکدوش نہیں ہوسکتا اگر میں جاہ وحشمت کا مالک ہوتا تو آپ کا منہ زر وجواہر سے بھر دیتا۔

گائے، اونٹ اور مینڈھے کی داستان

ایک دفعہ ایک گائے. اونٹ اور مینڈھا اکٹھے کہیں جا رہے تھے راستے میں انہوں نے ایک گھاس کا گٹھا پڑا پایا ۔ مینڈھے نے کہا کہ اگر ہم اس کو تین حصّوں میں تقسیم کریں تو ہم میں سے کسی کا پیٹ بھی نہیں بھرے گا ۔ بہتر یہ ہے کہ ہم میں سے جس کی عمر سب سے زیادہ ہو وہی اس کو کھائے کیونکہ رسولؐ خدا کی حدیث ہے کہ بڑوں کو چھوٹوں پر مقدم رکھنا چاہیئے اب اے دوستو! تم دونوں اپنی اپنی عمر بتاؤ تاکہ معلوم ہو جائے کہ ہم میں سب سے بوڑھا کون ہے ؟ گائے اور اونٹ نے کہا کہ پہلے تو اپنی عمر بتا ؟ مینڈھے نے کہا کہ میں تو حضرت اسماعیل کے زمانے کا ہوں اور اس چراگاہ میں چرا کرتا تھا جہاں حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کے لئے لائے تھے اس سے تم میری قدامت کا اندازہ کر سکتے ہو ۔ گائے نے کہا تو پھر میں تم سے عمر میں بڑی ہوں کیونکہ میں تو اس جوڑی میں سے ایک ہوں جس کو حضرت آدمؑ نے سب سے پہلے جوتا تھا اونٹ نے جب اُن کی یہ لایعنی باتیں سُنیں تو چپکے سے گردن جُھکائی اور گھاس کے گٹھے کو ہڑپ کر گیا پھر کہنے لگا کہ مجھ کو اپنا زمانہ پیدائش یاد رکھنے

کی ضرورت نہیں کیونکہ میرا جسم اور گردن کافی بڑی ہے اور یہی اس بات کا ثبوت ہے کہ میں تم سے کبھی چھوٹا نہیں ہو سکتا۔

سلطان محمود کی ہندو غلام پر نوازشات

سلطان محمود غزنوی کو ہندوستان پر اپنے حملے کے دوران جو مال غنیمت ہاتھ آیا اس میں ایک ہندو نوجوان بھی تھا اس کی شرافت اور ذہانت کو دیکھ کر سلطان نے اس کو اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا اور بے حد اکرام و اعزاز سے نوازا۔ یہاں تک کہ ایک دن اس کو تخت شاہی پر اپنے پہلو میں بٹھالیا اس وقت وہ نوجوان پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ سلطان نے پوچھا یہ رونے کا کونسا موقع ہے اس وقت تو تجھ کو خوش ہونا چاہیئے کہ تو تخت شاہی پر بیٹھا ہے اور تمام وزیر و امیر اور شاہی لشکر تیرے سامنے دست بستہ کھڑا ہے نوجوان نے عرض کی کہ رونا اس لئے ہے کہ اپنے وطن میں میری ماں جب ناراض ہوتی تھی تو یہ کہہ کر مجھ کو ڈرایا کرتی تھی کہ خدا کرے تو محمود کے ہاتھ میں گرفتار ہو جائے اس وقت میرا باپ میری ماں کو جھڑکتا تھا کہ تو کس قدر بے رحم اور سنگدل ہے کہ اپنے لخت جگر کو ایسی بددعا دیتی ہے محمود کے ہاتھ میں گرفتار ہونے سے بڑھ کر بھی بھلا کوئی مصیبت ہے۔ میں ان کی گفتگو سن کر حیران ہوتا تھا اور محمود کا نام سن کر میرے جسم پر کپکپی طاری ہو جاتی تھی۔ اے سلطان اب میں اس بات پر روتا ہوں کہ کاش میرے ماں باپ یہاں ہوتے اور اپنی آنکھوں سے دیکھتے کہ سلطان نے میرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اور ان کی بدگمانی کس قدر ناجائز تھی۔

شاگردوں نے استاد کو وہم سے بیمار کر دیا

ایک مکتب کا استاد شاگردوں پر بہت سختی کرتا تھا تمام لڑکے اس کی سختی سے تنگ آگئے اور انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ کوئی ایسی تدبیر کی جائے کہ استاد کے ظلم سے چند دن کے لئے نجات مل جائے یہ کبھی بیمار بھی تو نہیں ہوتے کہ کبھی ہم سے کچھ دور ہی رہے اور ہم سکھ کا سانس لیں وہ تو چٹان کی طرح اپنی جگہ پر قائم ہے اور زمانے کے سرد گرم کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ ایک ہوشیار لڑکے نے کہا کہ جب استاد آئے گا تو میں اس سے کہوں گا کہ آپ کا رنگ کیوں اڑا ہوا ہے؟ خدانخواستہ طبیعت خراب تو نہیں استاد کو میرے کہنے کا کچھ خیال ہوگا اس کے بعد تم لوگ بھی باری باری مضطرب سے ہو کر اس کا حال پوچھنا جب تیس لڑکے یکے بعد دیگرے اس کے بارے میں تشویش کا اظہار کریں گے تو اس کو یقین ہو جائے گا کہ وہ فی الواقع بیمار ہے سب لڑکوں نے اس کی تجویز پر آفرین کہی اور ہر ایک نے اس پر عمل کرنے اور اس کو

ظاہر نہ کرنے پر قسم کھائی۔ دوسرے دن مکتب کھلا تو تجویز کے مطابق وہ لڑکا استاد کے پاس گیا جھک کر سلام کیا اور چہرے پر گھبراہٹ کے آثار پیدا کر کے کہا حضرت خیر تو ہے آپ کا چہرہ کیوں زرد ہے؟ بنصیب دشمناں مزاج ناساز تو نہیں ہے۔ استاد نے کہا میں تو اچھا بھلا ہوں تو یوں ہی بک بک کر رہا ہے جا اپنی جگہ پر بیٹھ اور اپنا کام کر۔ لڑکا چپکے سے اپنی جگہ بیٹھ گیا تاہم استاد کے دل میں وہم کا کچھ غبار آ ہی گیا پھر دوسرے لڑکے نے اسی طرح آ کر کہا تو اس کا وہم اور بڑھ گیا جب یکے بعد دیگرے کچھ اور لڑکوں نے بھی یہی بات دہرائی تو اس کو یقین ہو گیا کہ وہ فی الحقیقت بیمار ہے اسی وقت کمبل اوڑھ کر لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ گھر پہنچا اور بیوی پر خفا ہونے لگا کہ تو اپنے بناؤ سنگھار میں مشغول رہتی ہے اور میرا ذرا خیال نہیں رکھتی تو دیکھتی نہیں کہ میرا چہرہ زرد ہے لرزہ اور بخار چڑھا ہوا ہے آخر تو نے مجھے مکتب جانے سے کیوں نہ روکا بیوی نے کہا آپ تو بھلے چنگے ہیں آئینہ دیکھ کر اپنی صورت دیکھ لیجئے آپ یونہی بیماری کے وہم میں مبتلا ہو گئے ہیں لیکن استاد نے اس کو جھڑک کر کہا جا اور باتیں نہ بنا۔ جلدی سے میرا بستر بچھا دے استاد صاحب بستر پر لیٹے تو ان کے شاگرد بھی آ پہنچے اور ان کی چارپائی کے گرد بیٹھ کر زور زور سے سبق پڑھنے لگے اتنے میں ایک نے کہا کہ ارے بھائی کہیں ہماری آواز سے حضرت کو تکلیف نہ ہوتی ہو استاد نے کہا تم سچ کہتے ہو میرے سر میں درد بڑھ گیا ہے جاؤ چھٹی کرو لڑکے دل ہی دل میں ہنستے ہوئے گھر کو سدھارے ان کی ماؤں نے پوچھا کہ یہ تم مکتب سے بے وقت کیوں آ گئے انہوں نے کہا ہمارے استاد صاحب بیمار ہو گئے ہیں دوسرے روز بہت سے شاگردوں کی مائیں استاد کی بیمار پرسی کے لئے اس کے گھر گئیں دیکھا تو استاد صاحب کسی پرانے مریض کی طرح ہائے وائے کر رہے ہیں انہوں نے کہا حضرت آپ تو کل بھلے چنگے تھے یہ یکایک آپ کو کیا ہو گیا استاد نے کہا کہ مجھ کو اپنے کام کی دھن میں اس سخت بیماری کی خبر ہی نہ تھی۔ یہ اندر ہی اندر اپنا کام کر رہی تھی کل ان بچوں نے مجھ کو اس سے آگاہ کیا تو پتہ چلا یہ سن کر سب عورتیں لاحول پڑھتے ہوئے اپنے گھروں کو سدھاریں کہ ایسی بیماری کا علاج کسی کے پاس نہیں۔

شیخی خورے بالآخر ندامت اٹھاتے ہیں

ایک کمینے آدمی کو دنبے کی چکتی کا ایک ٹکڑا مل گیا۔ وہ روزانہ صبح کو اس سے اپنی مونچھیں تر کرتا اور پھر امیر لوگوں میں جا کر کہتا کہ آج خوب مرغن غذائیں کھائی ہیں یہ شیخی بگھارتے ہوئے بار بار اپنی مونچھوں کو تاؤ دیتا تھا تاکہ وہ اس کی بات پر یقین کر لیں۔ اس نادان کی زبان تو ڈینگیں مار رہی ہوتی اور اس کا معدہ

اس کی مونچھوں پر لعنتیں بھیج رہا ہوتا کہ خدا کرے اس کی مونچھیں برباد ہوں اگر یہ کم بخت جھوٹ نہ بولتا تو شاید کوئی اللہ کا بندہ رحم کھا کر میری بھوک دور کر دیتا۔ خدا کا کرنا ایک دن بلی چربی کا وہ ٹکڑا اڑا لے گئی گھر کے لوگ بہتیرا اس کے پیچھے بھاگے لیکن وہ ہاتھ نہ آئی شیخی خورے کا ایک کم سن بیٹا تھا باپ کے ڈر سے اس کا رنگ فق ہو گیا اور وہ دوڑتا ہوا اس محفل میں گیا جہاں اس کا باپ ڈینگیں مار رہا تھا لڑکے نے وہاں جاتے ہی رونا شروع کر دیا باپ نے پوچھا تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ آپ جس چربی سے روزانہ مونچھیں چکنی کیا کرتے تھے وہ بلی لے گئی میں بہتیرا اس کے پیچھے بھاگا لیکن میرا سب بھاگ دوڑ بے سود ثابت ہوئی لڑکے کی بات سن کر اہل محفل بے اختیار ہنس دیئے اور شیخی خورے پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔ اب اس میں کسی سے آنکھ ملا کر بات کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی تاہم کچھ نرم دل امیروں کو اس کے حال پر رحم آیا اور وہ اس کو دعوتوں میں بلا کر پیٹ بھر کر کھلانے لگے جب اس نے اہل کرم کے برتاؤ سے سچائی کا مزہ چکھا تو بے جا گھمنڈ اور ڈینگ بازی سے ہمیشہ کے لئے توبہ کر لی۔

شیخ ابوالحسن خرقانی اور ان کی بدزبان زوجہ

طالقان کے رہنے والے ایک درویش کو شیخ ابوالحسن خرقانی (متوفی ۴۲۵ھ) کی زیارت کا ازحد شوق تھا اس نے شیخ کی شہرت مدت سے سن کر رکھی تھی لیکن راستے کی دوری اور مصیبتوں کا خیال کرتا تھا تو خرقان جانے کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ آخر ایک دن شیخ کے شوقِ زیارت نے اس کو بے تاب کر دیا اور وہ عازم خرقان ہو گیا۔ پہاڑ، جنگل وادیاں اور دریا عبور کرتا ہوا وہ ایک طویل اور پرصعوبت سفر کرنے کے بعد منزل مقصود پر پہنچ گیا اور شیخ ابوالحسن کا مکان ڈھونڈ کر دروازے پر دستک دی ایک عورت نے کھڑکی سے سر باہر نکال کر پوچھا کہ تم کون ہو اور کس سے ملنا چاہتے ہو درویش نے جواب دیا کہ میں فلاں شہر سے حضرت ابوالحسنؒ کی زیارت کے لئے حاضر ہوا ہوں اس عورت نے ایک قہقہہ لگایا اور کہا واہ میاں درویش بھلا یہ بھی کوئی مقصد تھا جس کے لئے تو نے اتنا طویل اور کٹھن سفر کیا معلوم ہوتا ہے تو نے دھوپ میں اپنی ڈاڑھی سفید کی ہے تمہاری عقل و دانش پر تو رونے کو جی چاہتا ہے شاید اپنے گھر میں تجھ کو کوئی کام نہ تھا۔ جو آوارہ گردی کرتے ہوئے یہاں آ گئے بغرض ان بی صاحبہ نے ایسی نامناسب اور بیہودہ باتیں کہیں کہ ان کی تکرار سے بھی شرم آتی ہے یہ عورت شیخ ابوالحسن کی اہلیہ تھی درویش اس کی باتیں سن کر بڑا پریشان ہوا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تاہم اس نے ہمت کر کے پوچھا کہ حقیقت حال کچھ ہی ہو کہ یہ تو بتائیے

کہ شیخ ہیں کہاں؟ عورت نے کہا کہ وہ تو ایک مکار، دھوکے باز، جھوٹا بسیار خور اور ڈینگ باز شخص ہے۔ اس نے دھوکے کا جال بچھا رکھا ہے جس میں احمق پھنس کر گمراہ ہو جاتے ہیں اگر تو اس سے ملے بغیر واپس چلا جائے تو گمراہ ہونے سے بچ جائے گا درویش کو یہ باتیں سن کر سخت غصہ آیا اور اس نے للکار کر کہا کہ اپنی بکواس بند کر شیخ کے انوار فیوض سے ایک دنیا جگمگا رہی ہے اور ان کی عظمت نے افلاک کی رفعتوں کو چھو لیا ہے چاند پر تھو کنے والا فی الحقیقت اپنے منہ پر تھوکتا ہے کتا دریا میں گر جائے تو دریا نجس نہیں ہوتا۔ آفتاب عالم پر لاکھ پھونکیں ماریں وہ کبھی بجھ نہیں سکتا۔ غرض درویش نے شیخ کی اہلیہ کو ایسی کھری کھری سنائیں کہ وہ اپنا سا منہ لے کر رہ گئی پھر وہ وہاں سے نکل کر شیخ کا پتہ پوچھنے لگا کسی نے بتایا کہ شیخ پہاڑ سے ایندھن لانے گئے ہیں درویش شیخ کی زیارت کے لئے اسی طرف چل دیا راستے میں اس کے دل میں وسوسہ پیدا ہوا کہ شیخ نے ایسی مکار اور بد زبان عورت کو اپنے گھر میں کیوں رکھ چھوڑا ہے شیخ اور وہ ایک دوسرے کی ضد ہیں پھر ان دو ضدوں میں ربط کیسے قائم ہے ایسے متقی بزرگ کا ایک شیطان کے ساتھ کیسے نباہ ہوتا ہے پھر اس نے لاحول پڑھی اور سوچا کہ اس میں بھی کوئی بھید ہوگا شیخ کے بارے میں ایسے وسوسے دل میں لانا بُرا ہے درویش اسی سوچ بچار میں جا رہا تھا کہ اس کی نظر ایک شخص پر پڑی جو شیر پر سوار اسی کی طرف آ رہا تھا شیر کی پیٹھ پر لکڑیاں لدی تھیں اور لکڑیوں پر وہ شخص ہاتھ میں سانپ کا کوڑا لئے بیٹھا تھا۔ شیخ درویش سمجھ گیا کہ یہی ابو الحسن خرقانی ہیں۔ آپ نے مرید کو دور سے دیکھا اور ہنس کر فرمایا کہ نفس کی باتوں کو نہ سن۔ دراصل شیخ نے درویش کے مافی الضمیر کو پڑھ لیا تھا درویش نے تمام واقعات جو اس کو پیش آئے تھے بلا کم و کاست شیخ کے گوش گزار کر دیئے۔ شیخ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ بلند مقام اپنی بیوی کی بد زبانی پر صبر کرنے کی وجہ سے عطا فرمایا ہے اگر میں اس کی ہرزہ سرائیاں برداشت نہ کرتا تو یہ شیر زیر میرا مطیع کیسے ہوتا۔

ایک بخیل اور سائل

ایک فقیر کسی بخیل کے دروازے پر گیا اور صدا لگائی کہ بابا ایک روٹی دیدے اگر تر نہ ہو تو روکھی سوکھی ہی مجھے قبول ہے بخیل نے کہا یہاں روٹی کہاں یہ کوئی نانبائی کی دوکان تھوڑی ہے فقیر نے کہا اچھا روٹی نہ سہی چربی کا ایک ٹکڑا ہی دے دے۔ بخیل نے جھڑک کر کہا: "جا اپنا کام کر یہ کوئی قصاب کی دوکان ہے" فقیر نے کہا "اچھا پھر ایک مٹھی آٹا ہی دے دے" بخیل نے کہا "ارے آٹا میاں کہاں۔ میں نے کوئی چکی لگا رکھی ہے" فقیر نے کہا "بابا مشک سے پانی ہی پلا دے۔ بخیل نے سرخ سرخ آنکھیں نکال کر کہا" جا اپنی راہ لے یہاں کوئی نہر تھوڑی بہہ رہی ہے"۔ غرض فقیر

جو سوال کرتا بخیل اس کو ٹال دیتا اور فقیر پر پھبتیاں کستا۔ جب فقیر مایوس ہو گیا تو وہ دامن اٹھا کر بخیل کے گھر میں گھس گیا اور ایک طرف بیٹھ کر پاخانہ پھرنے لگا۔ بخیل نے کہا: "ہائیں ہائیں یہ کیا حرکت ہے" فقیر نے تڑاک سے جواب دیا۔ "ذرا ٹھہر جائیں اس ویرانے میں رفع حاجت سے فارغ ہولوں جب یہاں زندگی کا کوئی سامان ہی نہیں تو پھر یہ ویرانہ ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ میں یہاں پاخانہ نہ پھروں۔"

بزدل صوفی اور کافر قیدی

ایک صوفی فوج کے ساتھ جنگ پر گیا ایک موقع پر دشمن نے یکایک حملہ کر دیا مجاہدین اس کے حملے کو پسپا کرنے کے لئے فوراً گھوڑوں پر سوار ہوئے اور میدان جنگ کی طرف روانہ ہو گئے جنگجوؤں کے نعروں اور قرنا وطبل کے شور سے کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی صوفی کا دل جنگ کا ہنگامہ دیکھ کر دہل گیا اور وہ اپنے خیمے میں ہی دبکا رہا مجاہدین نے دشمن کو شکست دی اور مال غنیمت لے کر مظفر ومنصور واپس آئے انہوں نے صوفی کو بھی ایک تحفہ پیش کیا۔ اس نے یہ کہہ کر لینے سے انکار کر دیا کہ میں جنگ میں شامل ہونے کی سعادت سے محروم رہ گیا اس لئے یہ تحفہ لینے کا مستحق نہیں ہوں لوگوں نے کہا اچھا ہم دشمن کا ایک آدمی گرفتار کر کے لائے ہیں تم اسے قتل کر دو بس پھر تم بھی غازی بن جاؤ گے صوفی یہ سن کر خوش ہو گیا کہ لہو لگا کر شہیدوں میں داخل ہونے کا موقعہ مل گیا ہے اگرچہ پانی سے وضو کرنے میں سو طرح کی نورانیت ہے مگر جب پانی نہ ملے تو تیمم سے ہی کام چلانا پڑتا ہے۔ چنانچہ صوفی اس قیدی کو لے کر خیمے کے پیچھے چلا گیا تاکہ اس پر شمشیر زنی کے جوہر دکھائے جب کافی دیر ہو گئی اور وہ واپس نہ آیا تو لوگوں کو تعجب ہوا کہ ایسی بات ہی کیا تھی جو صوفی نے اتنی دیر لگا دی اس قیدی کے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے تھے۔ اور اس کو ٹھکانے لگانے کے لئے ایک لمحہ درکار تھا ایک شخص خیمے کے پیچھے گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ صوفی نیچے پڑا ہے اور قیدی اس کی چھاتی پر سوار ہو کر دانتوں سے گلا کاٹ رہا ہے گو اس کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے اور وہ کوئی ہتھیار نہیں چلا سکتا تھا لیکن صوفی کو مغلوب کر کے وہ دانتوں ہی سے ہتھیار کا کام لے رہا تھا صوفی نیم مردہ تھا اور اس کے خون سے قیدی کافر کی ڈاڑھی رنگین ہو گئی تھی غازیوں نے اسی وقت کافر کا سر اڑا دیا اور صوفی کو ہوش میں لانے کے لئے اس کے چہرے پر پانی اور گلاب چھڑکا جب وہ ہوش میں آیا تو لوگوں نے پوچھا کہ صوفی صاحب کچھ بتائیے تو سہی آپ پر کیا بیتی۔ آخر ہاتھ بندھے ہوئے قیدی نے آپ کو کیسے بے بس کر کے مغلوب کر لیا۔ صوفی نے کہا بھائیو! جب

میں نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تو اس نے مجھ پر قہر کی نگاہ ڈالی کہ میں سمجھا کہ ایک بڑا لشکر مجھ پر حملہ آور ہوگیا ہے بس اسی دم میں بے ہوش ہوکر گر پڑا۔ غازی نے کہا سبحان اللہ اسی بل بوتے پر تم جنگ کے لئے نکلے تھے جاؤ اور خانقاہ میں روٹیاں پکاؤ فوج میں آکر رسوا ہونے کی کیا ضرورت ہے جب تم ایک بندھے ہوئے قیدی کے ڈر سے اپنے ہواس کھو بیٹھے تو میدان جنگ میں تمہارا کیا حال ہوگا جہاں بہادروں کے سر کٹتے ہیں اور تیروں کی بارش ہوتی ہے جب تجھ میں جوانمردوں کا حوصلہ نہیں اور تو خون کے دریا میں نہیں تیر سکتا تو یہاں استینیں چڑھا کہ کیا کرنے آگیا ہے۔ یہاں خانقاہ میں مزے سے بیٹھ کر انواع و اقسام کی نعمتیں کھانا اور بات ہے اور میدان جنگ میں آکر جان پر کھیلنا اور بات۔ جنگ کرنا نازک لوگوں کا کام نہیں ہے جو جنگ کے تصور سے ہی خیال کی مانند بھاگتے ہیں۔

ایک فلسفی کا آیت قرآنی سے انکار

ایک قاری بلند آواز سے قرآن حکیم کی تلاوت کر رہا تھا ایک فلسفی مرد اُدھر سے گزرا جب قاری نے یہ آیت پڑھی قل ارءیتم ان اصبح ماءکم غورا فمن یاتیکم بماء معین۔ (سورہ ملک ع۲) (اے رسول ان سے کہو کہ بھلا دیکھو تو یہ تمہارا پانی (جو تم پیتے ہو) خشک ہو جائے تو پھر کون ہے جو تمہارے لئے پانی کے چشمے جاری کر دے) تو فلسفی کہنے لگا ہم زمین کو کدال سے کھود یں گے اور اس کی تہہ سے پانی اوپر کھینچ لائیں گے۔ رات کو سویا تو ایک بزرگ خواب میں تشریف لائے اور اس زور سے تھپڑ رسید کیا کہ فلسفی کی بصارت زائل ہوگئی پھر وہ اس سے فرمانے لگے کہ اے بدبخت اگر تو سچا ہے تو ان آنکھوں کے چشموں میں بھی پانی لا۔ صبح بیدار ہوا تو خواب کا ماجرا حقیقت بن کر سامنے آگیا۔ بصیرت سے پہلے ہی محروم تھا اب بصارت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھا لیکن اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ بدبخت کی عقل پر فلسفہ نے پردہ ڈالدیا تھا ورنہ بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہوکر استغفار کرتا اور روتا تو دریائے رحمت جوش میں آجاتا اور اس کی آنکھوں کا نور واپس آجاتا۔

سخاوت یوں ہوتی ہے دو واقعے

ایک آدمی سعید کے پاس کچھ سوال کرنے کے لئے گیا آپ نے اسے پانچ سو دینے کا حکم دیا اور کسی چیز کا نام نہ لیا نوکر نے پوچھا درہم دوں یا دینار؟ آپ نے جواب دیا میرا درہم کا خیال تھا لیکن تجھے اس میں شبہ ہوا ہے اور اس نے بھی سن لیا ہے اس لئے اب دینار ہی دے دو۔ سائل بیٹھ کر رونے

لگ گیا۔ سعید نے پوچھا تو کیوں روتا ہے؟ اس نے کہا میں اس لئے روتا ہوں کہ تیرے جیسا سخی زمین میں اترے گا اور اسے مٹی کھا جائے گی۔ ۲۔ ایک عورت ابن سعد کے پاس ایک چھوٹا سا برتن لے کر شہد مانگنے آئی اور کہا میرا خاوند بیمار ہے ابن سعد نے اسے شہد کا بھرا ہوا مشکیزہ دینے کا حکم دیا کسی نے عرض کیا وہ تو چھوٹی سی پیالی میں مانگتی ہے آپ نے فرمایا اس نے اپنی قدر کے موافق مانگا اور ہم نے اپنی حیثیت کے موافق دیا ہے۔

متوکل اور زید مجنون

متوکل نے زید مجنون کو جو انہوں نے شعر مدح ابو تراب اور اہلِ بیت میں پڑھے تھے خشمناک ہو کر قید کر دیا جب رات ہوئی اس ملعون نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص اس کے سرہانے آیا اور لات مار کے کہا اٹھ قید خانہ سے زید کو رہا کر۔ ورنہ ابھی تجھے ہلاک کر دوں گا پس وہ شقی اٹھا اور زید کو بلا کے خلعت و انعام و اکرام دیکر کہا جو تمہاری حاجت ہو مجھ سے بیان کر۔ زیدؒ نے فرمایا کہ مجھے قبر امام حسینؓ پر عمارت تعمیر کرنے دے اور ان کے زائروں کو زیارت سے منع نہ کر۔ متوکل نے کہا اچھا میں نے اجازت دی پس زیدؒ مسرور و شاداں واپس آئے شہروں میں ندا کرتے تھے جو شخص چاہے زیارت امام حسینؓ کو جائے۔ وہ امان میں ہے۔ جلاء العیون۔

راز افشا کرنے والے کو سزا کیوں نہ ملی

کہتے ہیں کہ سکندر بادشاہ نے اپنے کسی ندیم سے کوئی بھید کہہ دیا تھا اور کسی کے پاس ظاہر نہ کرنے کی بے حد تاکید کر دی تھی ناگاہ اس شخص نے وہ بھید کسی سے کہہ دیا سکندر کو اس کا علم ہو گیا اس نے اپنے ایک حکیم دانا سے مشورہ لیا کہ ایسے شخص کی کیا سزا ہے جو کسی کا راز فاش کرتا ہے حکیم نے کہا ذرا وضاحت فرمائیے سکندر نے تمام قصّہ بیان کیا حکیم نے کہا اے بادشاہ! اس حکیم کو مت سزا دے اور نہ رنجیدہ ہو اپنے راز کو تم نے خود افشا کیا ہے تم خود تو اس کے متحمل نہ ہو سکے دوسرا کیسے ہو سکتا ہے۔

جس کی بدی کا اثر دوسرے کو پہنچے اُسے لازماً سزا دی جائے

خسرو پرویز نے ایک بزرگ سے پوچھا کہ طبیعتِ خلائق میں لائق سیاست کون ہے اس نے کہا ایک وہ طبقہ ہے، جو خود بد ہے مگر اُس کی بدی کا اثر دوسرے کو نہیں پہنچتا، اسے ذلیل سمجھنا چاہیئے اور دوسرے وہ جو خود بد ہوں لیکن ان کی بدی کا اثر دوسرے کو پہنچے ان کو قرار

واقعی سزا دینی چاہیئے تاکہ عام لوگ اس سے عبرت حاصل کریں اور بدی کی طرف راغب نہ ہوسکیں۔

الحاج مولانا سلطان محمود بلکہ نمبردار رودھووالا کیوں شیعہ ہوئے؟ ان کی اپنی زبانی

میں بچپن سے متعصب سُنی تھا۔ شیعوں کی مخالفت کرتا تھا۔ مجلس میں نہ خود جاتا تھا اور نہ برادری وغیرہ کو جانے دیتا تھا کہا کرتا تھا کہ مجلس میں جانے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے ایک روز خواب میں دیکھتا ہوں کہ موضع دلاور جو میرے موضع سے تین میل کے فاصلے پر ہے۔ میں موجود ہوں ایک نورانی شخص کو کرسی پر بیٹھے وعظ کرتے ہوئے دیکھا میں نے وہاں کے ایک کمہار سے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟ اس نے بتایا یہ امام باڑہ ہے اور پیغمبر خداؐ کرسی پر بیٹھے مجلس پڑھ رہے ہیں میں خواب ہی میں اپنے سابقہ اعتقاد اور رویے پر نالاں اور افسردہ ہوا اور بیداری کے بعد فوراً مذہب حقہ شیعہ اختیار کرلیا اور دارالعلوم محمدیہ سرگودھا میں داخلہ لے لیا۔ اس وقت میری عمر ۴۰ سال کے قریب تھی۔ میں مؤلف کتاب کا حقہ انہیں جانتا ہوں یہ بہت بے باک اور موحد انسان ہیں یہ کئی سال چنیوٹ اور اوکاڑہ میں خطابت کے فرائض انجام دیتے رہے اور کافی مقامات پر کامیاب عشرے پڑھے ہیں۔ اُن کی مثال بالکل "ننکاکی" سے ملتی ہے جس کا تذکرہ صفحہ ۱۴۲ پر کرچکا ہوں یہ بہت سبق آموز اور دلچسپ ہے چالیس سال کی عمر میں جبکہ ڈاڑھی کافی سفید ہوچکی تھی مذہب شیعہ اختیار کرنا پھر دینی مدارس سرگودھا۔ جلال پور ننگیانہ میں بچوں کے ساتھ پڑھنا کارے دارد ہے ان کا لقب چاچا تھا طلباء میں۔ لہٰذا ہر کوئی چاچا کہتا تھا۔ انہوں نے تین سال عشرہ میاں چنوں میں انتہائی کامیاب پڑھا۔ ۱۹۶۸ء کے عشرہ کی شب عاشور کی مجلس مجھے فراموش نہیں ہوتی رات گیارہ سے ایک بجے تک دو دفعہ فضائل۔ دو دفعہ مصائب کے ساتھ جبکہ امام کوٹ کھچا کھچ سامعین سے بھرا ہوا تھا نعروں کی گونج اور آہ و بکا کی چیخوں میں پڑھا۔ متعلقہ مومنین انہیں اپنی زندگی میں یاد ہی کرتے رہیں گے۔ فی الحال ضعیفی اور کمزوری کی وجہ سے خانہ نشین ہیں اللہ انہیں اپنے اکلوتے بیٹے غلام عباس سلمہ اللہ آفیسر ایم سی بی اور اس کی اولاد سمیت تادیر سلامتی کے ساتھ زندہ رکھے۔ میرے بہت مخلص اور ہمدرد ساتھی رہے ہیں میں نے ان کا تذکرہ اس لئے ضروری سمجھا کہ ان کی یاد قائم رہے اور آئندہ نسلوں کے مومنین ان کی اقتداء و پیروی کریں۔

وفات گیارہ 11/ جنوری 2006ء بمطابق 26 شوال ۱۴۲۶ھ بروز بدھ مبارک۔

سفید رنگ خوب بھی بد بھی

سفید رنگ تمام رنگوں پر فضیلت رکھتا ہے کسی بادشاہ کا قول ہے کہ سفید اگر کوئی رنگ ہوتا تو میں اُسے اپنے لئے مخصوص کر

لیتا اور کسی کو اس کے استعمال کی اجازت نہ دیتا۔ البتہ یہی سفیدی جب بالوں میں آجاتی ہے تو سب سے بدترین رنگ ثابت ہوتی ہے۔

بہشت میں فقیر بادشاہ ہوں گے

شام کے ایک شہنشاہ اپنے غلام کے ساتھ رات کو باہر اکثر مساجد مقابر وغیرہ کا چکر لگاتے اور لوگوں کا حال معلوم کرتے تھے ایک دن مسجد میں دیکھا ایک فقیر برہنہ سردی میں کانپ رہا ہے اور کہہ رہا ہے یااللہ بادشاہ لوگ دنیا میں ہم سے غافل ہیں اور ہم تکلیف میں ہیں قیامت کے روز اگر تو نے بادشاہوں کو جنت میں بھیجا تو میں بہشت میں قدم بھی نہیں رکھوں گا۔ نیک بادشاہ یہ سن کر مسجد میں آئے کپڑے اور درہموں کا توڑا فقیر کے آگے رکھ کر رونے لگے اور کہا میں نے سنا ہے فقیر جنت کے بادشاہ ہونگے آج میں واقعی بادشاہ ہوں اور تم سے اس شرط پر صلح کرتا ہوں کہ مجھے کل قیامت میں بھول نہ جانا۔

میاں بیوی شیعہ کیوں ہوئے

علامہ حافظ کفایت حسین اعلی اللہ مقامہٗ لاہور میں اپنی نشست گاہ پر مومنین کو یہ واقعہ سنا رہے تھے اور میں پوری توجہ سے دلچسپی لے رہا تھا فرمانے لگے اب میں ان کے ہاں مجالس پڑھتا ہوں اور ان کے شیعہ ہونے کا سبب کماحقہٗ جانتا ہوں بیگم صاحبہ ایک بڑے جاگیردار کی اکلوتی بیٹی تھی جو اس کی شادی کے بعد اچانک بغیر وصیت کے انتقال کر گئے ان کے مخلص احباب اور وکلاء نے انہیں مشورہ دیا کہ آپ متوفی کو شیعہ ثابت کر دیں گے تو بیٹی پوری جائیداد کی وارث ہوگی لیکن اس کے اہل سنت ہونے کی صورت میں نصف اکلوتی لڑکی کو اور بقایا نصف دوسرے رشتہ داروں میں تقسیم ہوگی۔ آپ سنی بن کر خواہ مخواہ اتنا کیوں نقصان کرتے ہیں لڑکی عدالت میں جج کے سامنے اپنے آپ کو مع اپنے والد مرحوم اور خاوند شیعہ ثابت کر دے لیکن اس کے لئے صرف بیان ہی کافی نہ تھا بلکہ دلائل کے ساتھ ثبوت درکار تھا لہٰذا ان دونوں نے شیعہ احباب اور شیعہ کتب سے مطالعہ کر کے مذہب شیعہ کے عقائد اور دیگر ضروری چیزیں یاد کرلیں اور جج کو عدالت میں سنا کر اپنا اثنا عشری شیعہ ہونا ثابت کر لیا۔ لڑکی نے کہا میں خود شیعہ میرا یہ خاوند شیعہ۔ میرا شیعہ باپ اپنی شیعہ لڑکی کسی سنی کے عقد میں کیونکر دے سکتا تھا لہٰذا عدالت کی طرف سے تمام جائیداد شیعہ قانون کے مطابق لڑکی کو مل گئی۔ لیکن اس واقعہ کے بعد ان دونوں نے اپنے مستقل شیعہ ہونے کا اعلان کر دیا اور مذہب شیعہ کے

پابند ہو گئے مخصوص احباب نے وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا قبل ازیں ہم بالکل تاریکی میں رہے شیعہ اجتماعات، مجلس، جلوس اور وعظ میں شرکت نہ کرتے تھے کہ سنی علماء فرمایا کرتے تھے یہاں شمولیت کرو گے تو نکاح ٹوٹ جائے گا انہوں نے یہ باڑ دی ہوئی تھی، اپنی کھیتی بچانے کے لئے، اب جائیداد کے حصول کے لئے شیعہ کتب کے مطالعہ کی توفیق ہوئی ہے تو ہم پر مذہب حقہ شیعہ کی حقانیت ثابت ہو گئی ہے اور اس کے ساتھ اللہ نے کثیر جائیداد سے بھی نواز دیا ہے اگر مسلمان تعصب دور کر کے مطالعہ کریں گے تو ان پر بھی مثل ان حضرات کے مذہب شیعہ کی حقانیت آشکار ہو جائے گی۔

وسعتِ رزق اور ترقی درجات کیلئے قرآنی عمل اور عمدہ حکایت

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ ۭ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝ پ۲۸ سورہ طلاق۔ روزانہ پڑھنے سے رزق میں وسعت اور درجات میں بلندی عطا ہوتی ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ نئے چاند کے جمعرات یا جمعہ یا دوشنبہ (سوموار) سے اس کا عمل شروع کرے صبح کی نماز کے بعد مقام خلوت میں چالیس روز لگاتار پڑھتا ہے اور ہر روز ایک سو انسٹھ بار پڑھے (دس منٹ) لیکن یہ چالیس دن والا عمل شروع کرنے سے پہلے صرف ایک دفعہ یہ تین کام کرلے۔ ۱۔ غسل ۲۔ دو رکعت نماز ۳۔ سو دفعہ درود شریف۔ دوران عمل کسی سے گفتگو نہ کرے نہ کسی طرف دیکھے اور نہایت دلجمعی اور اطمینان قلب سے عمل شروع کرے انشاء اللہ پہلے عشرہ میں اس کے اثرات ظاہر ہونے لگیں گے اور رزق کے دروازے اس پر کھل جائیں گے اگر تا اختتام عمل دعا مستجاب نہ ہو تو دوسرا چلہ شروع کر دے اور اللہ کی رحمت سے ہرگز مایوس نہ ہو۔

مولف کتاب فوائد القرآن مولانا سید محمد مرتضیٰ جونپوری نے اس آیت مجیدہ کے عمل کے فوائد کی تشریح میں کتاب الفرج سے ایک حکایت بھی درج کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک دفعہ ایک گروہ تاجروں کا کشتی میں سوار ہوا تو اچانک ہاتف غیبی کی صدا آئی کوئی ہے جو دس ہزار دینار دے تاکہ میں اس کو ایسے کلمات سکھاؤں جو غم میں پڑھے تو خوشی دیکھے اور کسی مصیبت میں پڑھے تو نجات پائے ان میں سے ایک تاجر نے دس ہزار دینار اس ہاتف کے کہنے پر دریا میں پھینک دیئے تو ہاتف نے ورد مذکور کی اس کو تعلیم دی چنانچہ کشتی میں سوار لوگوں نے اس کو ملامت کی۔

لیکن اس نے ان کی پرواہ نہ کی اور آیت مجیدہ کی تلاوت شروع کر دی تقدیر کی کرنی اس طرح ہوئی کہ کشتی ایک طوفان مخالف کی زد میں آکر ٹوٹ گئی اور اسی ایک تاجر کے سوا کوئی جانبر نہ ہو سکا پس ایک تختے پر سوار ایک جزیرہ میں جا پہنچا وہاں ہر طرح کے سرسبز باغات اور چشمے دیکھے درمیان میں ایک عالیشان محل دیکھا جس میں ایک پری پیکر حسینہ دیکھی اس کے علاوہ اور کوئی بنی آدم وہاں نہ تھا اس حسینہ خوش جمال سے دریافت احوال کیا تو اس نے ایک پردرد کہانی سنائی کہ میں اپنے باپ کی اکلوتی بیٹی بصرہ کی رہنے والی ہوں میرا باپ تاجر تھا اور فرطِ محبت کی وجہ سے مجھے دُور دراز کے اسفار میں اپنے ہمراہ رکھتا تھا ایک دفعہ ہماری کشتی ٹوٹ گئی تو سوائے میرے کوئی نہ بچا تختے پر سوار تقدیر کے فیصلے کے ماتحت میں اس جزیرہ میں پہنچی ہوں یہاں ایک دیو پیکر انسان نما دریا سے نکل کر ہفتہ میں ایک بار میرے پاس آتا ہے اور بوس و کنار کر کے چلا جاتا ہے مجامعت نہیں کرتا ابھی اس کے آنے کا وقت ہے تم چلے جاؤ ایسا نہ ہو کہ وہ پہنچ جائے اور تمہیں مار ڈالے ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ وہ آن پہنچا اور غصیلے تیور سے اس کے اُوپر اس نے نگاہ ڈالی تو اس نے یہی وردِ مکرم پڑھا ابھی تک اس آیت کو پورا نہیں کیا تھا کہ وہ دھڑام سے نیچے گرا اور وادیٔ عدم میں جا پہنچا اُس نے خوشی سے سر سجدہ پروردگار میں رکھ دیا اور اس عورت نے بھی سجدۂ شکر کیا پس اس عورت کو اور اس کے پاس جس قدر مال و زر تھا سب کو اٹھا کر سمندر کے کنارے پر لایا اور ایک گزرنے والی کشتی کو اشارہ کیا چنانچہ انہوں نے ان دونوں کو سوار کر لیا پس بفضل خدا وہ بصرہ میں پہنچے اس لڑکی کے بتائے ہوئے پتہ پر اس نے اس کے رشتہ داروں کو اطلاع دی اور انہوں نے اس لڑکی کی اس کے ساتھ شادی کر دی خداوند کریم نے اس عورت کے شکم سے اس کو اولاد بخشی اور تمام اہل بصرہ میں سے وہ شخص دولتمند ہو گیا۔ تفسیر انوار النجف جلد ۲ ص ۱۴

بدصورت کو بدصورتی کا طعنہ مت دو اگر تم کسی کی بدصورتی پر اعتراض کرتے ہو تو گویا تم خدا کو اعلان جنگ دیتے ہو یعنی وہ صورت اللہ کی بنائی ہوئی ہے نہ کہ اس کی اپنی۔ تو یہ بنانے والے پر اعتراض ہے اور وہ اللہ ہے۔

حکیم گالی پر خاموش کیوں رہا ایک حکیم کو کسی نے گالی دی وہ خاموش رہا کہا گیا اس کا جواب کیوں نہیں دیا جواب نہ دینا اس کی ہمت افزائی کرنا اور لوگوں کو دلیر بنانا ہے حکیم نے جواب دیا کبوتر کوے کی بولی نہیں بول سکتا گندگی سے بدبو آتی ہے اور عطر سے خوشبو نکلتی ہے

روحانی اور مادی اصلاح کیلئے تین نظمیں :

① قرآن کی فریاد (نظم)

طاقوں میں سجایا جاتا ہوں، آنکھوں سے لگایا جاتا ہوں
تعویذ بنایا جاتا ہوں، دھو دھو کے پلایا جاتا ہوں
جزدان حریر و ریشم کے اور پھول ستارے چاندی کے
پھر عطر کی بارش ہوتی ہے خوشبو میں بسایا جاتا ہوں
جیسے کسی طوطے مینا کو کچھ بول سکھائے جاتے ہیں
اس طرح پڑھایا جاتا ہوں، اس طرح سکھایا جاتا ہوں
جب قول وقسم لینے کے لئے تکرار کی نوبت آتی ہے
پھر میری ضرورت پڑتی ہے، ہاتھوں میں اٹھایا جاتا ہوں
دل سوز سے خالی رہتے ہیں آنکھیں ہیں کہ نم ہوتی ہی نہیں
کہنے کو اک اک جلسے میں پڑھ پڑھ کے سنایا جاتا ہوں
نیکی پہ بدی کا غلبہ ہے، سچائی سے بڑھ کر دھوکا ہے
اک بار ہنسایا جاتا ہوں، سو بار رُلایا جاتا ہوں
یہ میری عقیدت کے دعوے، قانون پہ راضی غیروں کے
یوں بھی مجھے رسوا کرتے ہیں، ایسے بھی ستایا جاتا ہوں
کس بزم میں میرا ذکر نہیں، کس عرس پہ میری دھوم نہیں
پھر بھی میں اکیلا رہتا ہوں، مجھ سا بھی کوئی مظلوم نہیں

② طبّی مشورہ مُفت (نظم)

جہاں تک کام چلتا ہو غذا سے | وہاں تک چاہیئے بچنا دوا سے
اگر تجھ کو لگے جاڑے میں سردی | تو استعمال کر انڈے کی زردی
جو ہو محسوس معدے میں گرانی | تو پی لے سونف یا ادرک کا پانی

اگر خوں کم ہے یا بلغم زیادہ — تو کھا گاجر، چنے، شلغم زیادہ
جگر کے بل پہ ہے انسان جیتا — اگر ضعف جگر ہے کھا پپیتا
جگر میں ہو اگر گرمی دہی کھا — اگر آنتوں میں خشکی ہو تو گھی کھا
تھکن سے ہوں اگر عضلات ڈھیلے — تو فوراً دودھ گرما گرم پی لے
جو طاقت میں کمی ہوتی ہو محسوس — تو مصری کی ڈلی ملتان کی چوس
زیادہ گر دماغی ہے ترا کام — تو کھائے شہد کے ہمراہ بادام
اگر ہو قلب کی گرمی کا احساس — مربّہ آملہ کھا اور انناس
گر دُکھتا ہو گلا نزلے کے مارے — تو کر نمکین پانی کے غرارے
اگر ہے درد سے دانتوں کے بے کل — تو انگلی سے مسوڑھوں پر نمک مل
جو بدہضمی میں چاہے تو افاقہ — تو دو اک وقت کا کر لے تو فاقہ

(محمدیہ جنتری۔ دار العلوم محمدیہ سرگودھا)

④ اصلاحی ادبی نظم

راگ میں ہے آگ پوشیدہ اگر ۲/۳ — نام ہے جس کا بشر اس میں ہے شر ۲/۳
منحصر قوتِ بازو پہ ہے دولت مندی — دیکھ لو زور میں موجود ہے زر ۲/۳
ملک الموت سے دنیا میں ہراساں نہ ہو کیوں — جس کو کہتے ہیں نڈر اس میں ہے ڈر ۲/۳
ظالمو خوف کرو آہ کو سمجھو نہ حقیر — لفظ اللہ میں ہے اس کا اثر ۲/۳
فیصدی زیادہ امیدوں کا نتیجہ ہے صفر — دیکھ لو سو کے عدد میں ہے صفر ۲/۱
فخر کرتا ہے جو انسان نہیں خر ہے وہ — جس طرح لفظ فخر میں بھی ہے خر ۲/۳
صبر گرچہ ہے تلخ ہے بر شیریں دیتا
جس طرح لفظ صبر میں ہے بر ۲/۱

نیک باپ ۔ماں ۔ دو بیٹوں کی جدائی و ملاقات کی دلچسپ داستان

شیخ عبدالرحمٰن الصفوری الشافعی اپنی کتاب نزہتہ المجالس میں حکایت فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے زمانے میں ایک مرد صالح تھا وہ صالح بیٹا رکھتا تھا جب اس ں وفات کا وقت قریب آیا اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ ہرگز خدا کی قسم نہ کھانا چاہے قسم سچی ہو یا در دروغ جب وہ مرد وفات پاگیا اور لوگوں کو اس کی وصیت کی اطلاع و خبر ہوئی اردگرد سے آئے اور اس سے مطالبہ اور دعویٰ کیا چونکہ وہ بیٹا قسم کھانے اور قسم دلانے پر مامور نہ تھا پس جس شخص نے جس چیز کا مطالبہ کیا اس نے فوراً وہ مہیا کر دی پس تھوڑی مدت میں جو مال اسے باپ کی طرف سے میراث میں ملا تھا خرچ ہو گیا۔ لہٰذا تہی دست ہو کر پریشان حال ہو گیا اور کثرت فقر و فاقہ کی وجہ سے اسے جلاوطنی اختیار کرنا پڑی وہ خود اور اس کے اہل و عیال کشتی میں بیٹھ گئے قضارا کشتی ٹوٹ گئی اور اس نے ایک تختے پہ پناہ لی اور اس کی بیوی اور دونوں بیٹوں نے بھی الگ الگ تختوں پہ پناہ پکڑی اور چاروں متفرق ہو گئے پس سمندر کی موج نے اس مرد صالح کو ایک جزیرے میں پہنچا دیا ناگاہ اس کے کان میں ایک آواز آئی کہ اے اپنے والدین پر احسان کرنے والے شخص اللہ وہ خزانہ جو اس جزیرے میں ہے اسے تمہارے لئے ظاہر فرماتا ہے پس وہ خزانہ اس کے لئے ظاہر ہوا، اس نے قبضے میں کر لیا پس وہ مرد سمندر کے کنارے پر آیا اس میں سے ہر مسافر اور غریب پر احسان کرنا شروع کیا پس اس کی سخاوت وجود اردگرد منتشر ہو گئی اور لوگ مال کی طمع میں اس جزیرے میں اکٹھے ہو گئے اور وہاں ایک شہر آباد ہو گیا اور اس شخص کو اپنا بادشاہ قرار دیا پس جب اس کے بڑے بیٹے نے اس کے جود و کرم کی شہرت سُنی اپنے آپ کو اس شہر میں پہنچایا اور اس شخص کی درگاہ کے مقربین میں شمار ہونے لگا پس اسی کا چھوٹا بھائی بھی اسی کیفیت اور حالت میں وہاں پہنچ گیا اور بادشاہ کا مقرب بن گیا پھر اس شخص کی بیوی جب اس نے سمندر کی موج سے خلاصی پائی ایک مرد سے عقد کر لیا۔ اب اس میاں بیوی نے بھی اس جزیرے کا قصد کیا جب یہ دونوں اس جزیرے کے پاس پہنچے اس مرد نے اپنی زوجہ کو کشتی میں ٹھہرایا اور خود اس مرد یعنی بادشاہ کے پاس آیا اور جو ہدیہ اس کے پاس تھا اُسے پیش کیا پس اس مرد نے اس پر بہت لطف اور مہربانی فرمائی اور کہا کہ آج رات میرے پاس قیام کرو۔ اس نے جواب میں فرمایا کہ میں اپنی بیوی کو کشتی میں ٹھہرا آیا ہوں اور اس کے ساتھ عہد کیا ہے کہ جلدی

واپس آجاؤں گا اور میں اسے کسی غیر کے سپرد کرنا نہیں چاہتا اور نہ اکیلے رہنے دیتا ہوں پس اس مرد نے کہا کہ میرے پاس دو امین اور معتمد آدمی ہیں آج کی رات انہیں دریا کے کنارے بھیج دیتا ہوں کہ وہ تیری بیوی کی حفاظت کریں گے یہاں تک کہ تو اس کی طرف مراجعت کرے پس اس نے ان دو معتبر آدمیوں کو جو واقعاً اس کے اپنے اور اس عورت کے بیٹے تھے اس عورت کی حفاظت کے لئے دریا کے کنارے روانہ کئے جب رات ہوئی انہوں نے ایک دوسرے کو کہا کہ بادشاہ نے ہمیں اس عورت کی محافظت کے لئے بھیجا ہے ہمیں خوف ہے کہ کہیں نیند نہ آجائے اور اس عورت کو کوئی تکلیف پہنچ جائے بہتر یہ ہے کہ ہر ایک اپنی سرگزشت سنائے اس طرح اس شغل میں رات بھی بسر ہو جائے گی پس ان دو آدمیوں سے ایک نے دوسرے کو کہا کہ میرا ایک بھائی تھا جو تمہارا ہم نام تھا ہم ماں اور باپ کے ساتھ ایک کشتی میں بیٹھے ہماری کشتی ٹوٹ گئی ہر ایک الگ الگ تختے پر ہو گئے، اب معلوم نہیں ان میں سے کوئی زندہ ہے یا نہیں جب دوسرے سے یہ کیفیت سنی اور یہ سمجھ گیا کہ یہ میرا حقیقی بھائی ہے اس کی گردن میں بانہیں ڈالیں اور بہت گریہ کیا اور کہا تو میرا بھائی ہے پس وہ عورت بھی پسِ پردہ یہ داستان اور کیفیت سن رہی تھی اس نے بھی جان لیا کہ یہ اس کے بیٹے ہیں اشتیاق تو بہت ہوا لیکن اس نے اظہار نہ کیا یہاں تک کہ صبح ہوئی اور اس کے شوہر نے بادشاہ کی طرف سے مراجعت کی جب اپنی زوجہ کے پاس آیا تو اسے مغموم دیکھا وہ بادشاہ کے پاس آیا تمام ماجرا سنایا اور عرض کی کہ مجھے معلوم نہیں ہو سکا کہ گزشتہ شب میری عورت اور ان آدمیوں کے مابین کیا گزرا ہے کہ میں نے انہیں مغموم وافسردہ پایا ہے پس سلطان نے ان کے حاضر ہونے کا حکم دیا جب حاضر ہوئے سلطان نے اس عورت سے سوال کیا کہ اس رات ان دو آدمیوں سے تو نے کیا مشاہدہ کیا ہے کہ تیری تکلیف اور افسوس کا موجب بنا ہے اس عورت نے عرض کیا کہ آپ انہیں حکم دیں کہ جو سرگزشت انہوں نے گزشتہ رات ایک دوسرے کو بیان کی ہے آپ کے سامنے بیان کریں جب انہوں نے وہ کیفیت مذکور بادشاہ کے سامنے بیان کی تو بادشاہ تخت سے نیچے اترا اور ان کا منہ چوما اور کہا خدا کی قسم تم دونوں میرے بیٹے ہو پس اس عورت نے بھی کہا کہ اللہ کی قسم میں ان دونوں کی ماں اور آپ کی زوجہ ہوں۔ بلى وهو على جمعهم اذا يشاء قدير فسبحان من فرقهم وجمعهم۔ خزینہ

ایک ہزار اشرفی دریافت کرنے والے کو نو ہزار اشرفی انعام بھی ملا

نزہتہ المجالس میں مذکور ہے کہ مکہ معظمہ میں ایک فقیر مرد تھا اور اس کی زوجہ صالحہ تھی پس ایک روز گھر سے باہر آیا اور حرم کعبہ سے مشرف ہوا۔ اس حالت میں کہ اس روز گھر میں فاقہ تھا ناگاہ ایک تھیلی مل گئی جس میں ہزار اشرفی تھی اُسے اٹھایا اور لے کر گھر چلا۔ اس تھیلی کا ذکر اپنی زوجہ سے کیا اس صالحہ عورت نے کہا کہ یہ لقمۂ حرام ہے۔ اس کا اعلان کرنا چاہیئے پس وہ مرد گھر سے باہر آیا کہ اعلان کرے دیکھا کہ ایک شخص ندا کر رہا ہے۔ کہ کیا کسی نے ہزار اشرفی والی گم شدہ تھیلی دریافت کی ہے پس اس فقیر مرد نے کہا کہ میں نے پائی ہے پھر اس منادی نے کہا کہ زر کی تھیلی تمہارا مال ہے اور یہ نو ہزار اشرفی اس کے علاوہ بھی لے پھر اس فقیر نے کہا کیا آپ میرے ساتھ مسخری کر رہے ہیں اس نے کہا بخدا قسم میں ہرگز استہزاء نہیں کر رہا بلکہ ایک عراقی نے مکہ میں مشرف ہوتے وقت دہ ہزار اشرفی میرے سپرد کی تھی کہ ان میں سے ایک ہزار اشرفی ابتداء میں حرم میں ڈال دینا اس کے بعد ندا اور اعلان کرنا کہ کیا رقم کسی کو ملی ہے پس اگر کوئی اس امر کا اظہار کرے کہ میں نے یہ پائی ہے اور وہ اسے تمہارے سپرد کرنے پر تیار ہو جائے۔ تو یہ نو ہزار اشرفی بھی اس کے سپرد کر دینا کہ وہ ایسا امین ہے اور وہ امین شخص خود بھی اس سے کھائے اور دوسروں پر بھی صدقہ خیرات کرے اس طرح ہمارا صدقہ بھی درجہ قبولیت کو پہنچے گا پس اس طرح وہ فقیر مرد اس دس ہزار اشرفی کا مالک بن گیا۔ یہ ہے امانت واپس کرنے کی برکت۔ نزہتہ

امانت میں خیانت نہ کرنے کا اجر

کتاب نزہتہ المجالس میں مذکور ہے کہ ایک آدمی نے کسی کے پاس امانت رکھی اور خود سفر میں چلا گیا۔ جب سفر سے مراجعت کی تو معلوم ہوا جس کے پاس امانت رکھی تھی وہ فوت ہو گیا ہے اور اس کا ایک فاسق بیٹا تھا کہ اپنے باپ کا تمام مال اُسے وراثت میں ملا تھا اس نے باطل اور معصیت میں تلف اور ضائع کر دیا ہے۔ پس اس شخص نے اپنے مال کے لئے خوف کیا اور اس لڑکے سے طلب کیا تو اس نے کہا فکر نہ کرو تمہارا مال بالکل محفوظ ہے اگر تو چاہتا ہے تو وہ واپس کرتا ہوں پس جب اس نے اس کا مال واپس کیا تو اس شخص نے کہا جب تو نے اپنے باپ کا تمام مال تلف کر دیا ہے اس کی کیا وجہ ہے کہ تو نے میرا مال تلف نہیں کیا لڑکے نے کہا اگرچہ میں نے اپنا تمام مال

ضائع کر دیا ہے لیکن امانت میں بالکل خیانت نہیں کی اور یہ مال ضائع نہیں ہونے دیا پس اس صاحب مال نے اسے پانچ ہزار دینار دیئے محض اس بنا پر کہ اس نے امانت میں خیانت نہ کی تھی یہ جوان اتنا متاثر ہوا کہ گناہوں سے توبہ کر لی اور حفظ امانت کی برکت سے غنی ہو گیا۔ خزینہ

بنی اسد کی عورت نے امام حسینؑ کی قبر پختہ بنوائی

روایت میں ہے کہ بنی اسد کی ایک عورت کا اکلوتا بیٹا تھا جو انتقال کر گیا اس نے سرزمین کربلا میں کسی جگہ اس کو دفن کر دیا اس عورت نے ارادہ کیا کہ اپنے بیٹے کی قبر پختہ بنوائے تاکہ مدت تک نشان باقی رہے اس عورت نے خواب دیکھا کہ ایک نورانی تخت اس کے گھر میں اترا جس پر ایک مستور سیاہ برقعہ پہنے رو رہی ہے اس عورت نے پوچھا بی بی تو کون ہے فرمایا میں تمہارے رسولؐ کی بیٹی فاطمہؑ زہرا ہوں تو نے اپنے لڑکے کی پختہ قبر بنوانے کا ارادہ کیا ہے مگر بیٹے حسین کی قبر کون بنائے گا ؟ یہ عورت بیدار ہوئی اور خاوند کو کہا تجھے نیندیں اور سونا یاد ہے غضب ہے فاطمہ زہراؑ دختر پیغمبرؐ ہمارے گھر روتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے مجھے مولا حسینؑ کی قبر پر پہنچا دے میں مولا کی پختہ قبر بنواؤں گی اس کے شوہر نے کہا صبح جائیں گے۔ اس مومنہ نے کہا وائے ہو تجھ پر زہراؑ جنگلوں میں روتی پھر رہی ہے اور تو صبح کا وعدہ کرتا ہے مومنہ خاوند کے ہمراہ رات کو ہی مولا کی قبر پر آئی اور تربت سے لپٹ کر معافی مانگی اور امام مظلوم کی پختہ قبر بنوائی جو بعد میں مختار نے احاطہ بھی کروا دیا تھا۔ مصباح المجالس

والدین کی قبر کی زیارت کی تاکید

مصابیح القلوب میں ہے کہ ایک بزرگ کی یہ عادت تھی جب بھی قبرستان سے گزرتے تھے اپنے والدین کی قبر کی زیارت کیا کرتے تھے ایک دفعہ جلدی سے قبرستان سے گزر گئے اور اپنے ماں باپ کی قبر کی زیارت نہ کر سکے جب رات ہوئی تو اپنے والد کو خواب میں دیکھا اور سلام پیش کیا باپ نے منہ پھیر لیا بزرگ نے سوال کیا میں نے کیا کیا ہے کہ میری طرف سے منہ پھیر لیا ہے باپ نے فرمایا کیا تو نہیں جانتا کہ ماں باپ کی قبر سے گزرنا اور ان کی زیارت نہ کرنا عقوق کا باعث ہوتا ہے جب تو گھر سے باہر قبرستان کی طرف آتا ہے تو ہم خوش ہو جاتے ہیں کہ ہمیں یاد کرے گا ہمیں ناامید کرنا تمہارے لئے روا نہیں ہے۔ خزینہ

ایفائے عہد کی عمدہ داستان

امراء القیس نے مرتے وقت اپنا سارا سامان سموال بن عادیا کے حوالے کیا اور اس سے عہد لیا کہ یہ سامان میرے ورثا تک پہنچائے گا سموال نے سامان اس کے ورثا تک پہنچانے کا پختہ عہد کر لیا سموال نے امراء القیس کے غسل و کفن سے جب فراغت حاصل کی تو بادشاہ کندہ کی طرف سے اسے پیغام ملا کہ امراء القیس کی تمام چیزیں اسے پہنچا دیں۔ سموال نے کہلا بھیجا کہ میں نے عہد کیا ہے کہ یہ سارا سامان امراء القیس کے ورثا کو پہنچاؤں گا مگر بادشاہ نے سموال پر چڑھائی کی اور سموال قلعہ بند ہو گیا۔ سموال کا لڑکا باہر رہ گیا جسے بادشاہ نے پکڑ لیا اور ایک بلند مقام پر سموال کو دکھایا اور کہا کہ اگر تو سامان ہمارے حوالے نہیں کرے گا تو تیرے لڑکے کو تیرے سامنے دکھا کر ذبح کر دیا جائے گا مگر سموال نے وعدہ وفائی کی بنیاد پر سامان دینے سے انکار کر دیا تو بادشاہ نے اسے دکھا کر اس کا لڑکا قتل کرا دیا مگر اس نے ایفائے عہد کیا اور حج کے ایام میں مکہ پہنچ کر سامان امراء القیس کے ورثاء کے حوالے کر دیا عرب میں جہاں وفاداروں اور امانت داروں کا ذکر ہوتا ہے تو پہلے سموال کا نام لیا جاتا ہے (جامع الاحزان جلد۱)

نیکی نما بدی

ایک روز بازار کے چوک میں ایک واعظ حق الناس کے موضوع پر نہایت موثر واعظ کر رہا تھا۔ امام جعفر صادقؑ بھی وہاں تشریف فرما تھے۔ جب وہ شخص تقریر ختم کرنے کے بعد وہاں سے چلا تو آپ بھی اس خیال سے اس کے پیچھے پیچھے چلے کہ معلوم کریں کہ یہ کون ہے؟ اور کیا کرتا ہے۔ ناگاہ وہ شخص ایک نانبائی کی دکان پر کھڑا ہو کر اس سے ادھر اُدھر کی باتیں کرنے لگا۔ جونہی اس نے ایک طرف دیکھا فوراً دو روٹیاں چرا کر جیب میں رکھ لیں امامؑ کو سخت تعجب ہوا کہ یہ کس قسم کا آدمی ہے وہاں سے وہ شخص آگے بڑھا اور ایک میوہ فروش کی دکان سے دو انار چرائے امام متعجبانہ حالت میں اس کے پیچھے چلے جاتے تھے تا اینکہ وہ شہر سے نکل کر ایک خرابہ میں پہنچا وہاں ایک اندھا اپاہج پڑا ہوا تھا وہ سب چیزیں جا کر اس کو دے دیں۔ جب وہاں سے چلا تو امام نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا اے شخص تیری حالت نے مجھے سخت تعجب میں ڈالا ہے کبھی تو واعظ بنتا ہے کبھی چور کبھی سخی تو دراصل کیا شے ہے اس نے کہا کیا آپ نے قرآن نہیں پڑھا میرے پاس قرآنی ثبوت ہے قرآن مجید میں ہے۔ من جاء بالحسنة فله عشر امثالها ومن جاء بالسيئة فلا يجزى الا مثلها ۔ نیکی کا اجر دس گنا ہے اور برائی کی سزا اس کے

برابر ہے آپ نے میرے معاملے میں غور نہیں کیا آپ ذرا میری نیکیوں اور بدیوں کا حساب کرلیں۔ میں نے دو روٹیاں اور دو انار چرائے چار گناہ ہوئے اب ذرا نیکیوں کا شمار کیجئے میں نے ایک محتاج اپاہج کو یہ چاروں چیزیں دے دیں چالیس نیکیاں ہوگئیں۔ ان چالیس نیکیوں سے چار برائیاں وضع کردیں باقی چھتیس نیکیاں میرے حصہ میں آگئیں۔ نہ ہینگ لگی نہ پھٹکڑی یہ سب میرے ہاتھ کی صفائی ہے۔ حضرت نے فرمایا اے شخص تو بالکل جاہل ہے کیا تو نے قرآن کی یہ آیت نہیں پڑھی۔ انما یتقبل اللہ من المتقین۔ اللہ متقیوں کے اعمال قبول کرتا ہے تو نے چوری کی متقی نہ رہا لہٰذا ایک بھی نیکی نہیں کی تو اپنے مال سے محتاج کو دیتا تب تو نیکی ہوتی پرایا مال لٹانے والا تو کون ہے اور جب ان چیزوں کو ان کے مالکوں کی اجازت کے بغیر کسی اور کو دے ڈالا تو حقیقت میں چار بدیاں اور ہو گئیں یہ کل آٹھ بدیاں ہوگئیں اسی کو کہتے ہیں نیکی برباد گناہ لازم۔ ایک بزرگ کا قول کتنا بہتر ہے مال حرام سے صدقہ دینے والا کپڑا پیشاب سے دھونے والے کی مثل ہے۔

جلال الدین اکبر بادشاہ نے بینگن کھایا

کہتے ہیں اکبر بادشاہ نے ایک مرتبہ بینگن کا بھرتا کھایا چونکہ بھرتا مزیدار تھا اکبر کو بہت پسند آیا جب اپنے دربار میں آیا تو درباریوں سے کہا میں نے آج بینگن کا بھرتا کھایا ہے۔ بڑا مزیدار تھا لطف آگیا کھانا کھانے کا۔ بس اکبر کا اتنا کہنا تھا کہ ایک آدمی کھڑا ہوگیا ہاتھ باندھ کر عرض کرنے لگا حضور یہ صرف ترکاری ہی تو نہیں بلکہ یہ تو رحمت خدا اور جنت کی فضا محسوس کراتا ہے جناب عالی مجھے بارہ سال گزر گئے صرف بھرتا کھاتے ہوئے۔ قبض کشا۔ دلربا۔ رحمت خدا۔ جسم کی ہر بیماری کے لئے بالکل شفا۔ حضور سے استدعا ہے کہ آپ پورے ملک میں قانون نافذ فرمادیں کہ ہر زمیندار دو۔ دو ایکڑ بینگن کاشت کیا کرے ایسا نہ کرنے والے کو کم از کم پانچ کوڑے اور دو سال قید بامشقت کی سزا دی جائے گی۔ اس چمچے کی تقریر دلپذیر سُن کر لوگ حیران تھے کہ کیا زمانہ آگیا کہ لوگ بینگن میاں کے قصیدے پڑھنے لگ گئے ہیں۔ اکبر کو اپنے حواری کی تقریر کا اثر ہوا تو اس نے تین چار یوم لگاتار بینگن کا بھرتا کھایا مسلسل بھرتا کھانے پر ڈکار آنے لگے ہاضمہ خراب ہونے لگا تو رات کو دربار میں کہنے لگا بھرتا کوئی اچھی سبزی نہیں اس کے کھانے سے تو انسان بیمار ہو جاتا ہے بس اتنا کہنا تھا وہی حواری۔ چمچہ کھڑا ہوگیا جس نے اس موضوع پر قصیدے پڑھے تھے عرض کرنے لگا حضور دنیا کی ہر ترکاری سے نکمی ترکاری بینگن ہی تو ہے۔

جناب عالی جیسا یہ اوپر سے سیاہ ایسا ہی اندر کو سیاہ کر دیتا ہے یہ تو جہنم کا پودا ہے دنیا کے تمام حکما اس کے کھانے کو منع فرما گئے ہیں حضور میں نے ایک درخواست لکھی تھی جو گھر بھول آیا ہوں کہ آپ حکم صادر فرما دیں کہ جو زمیندار بینگن کاشت کرے گا اسے دس کوڑے اور تین سال قید بامشقت بھگتنا ہوگی۔ اس کے پیچھے سے کسی نے کہا او بے حیا کل تو بینگن کے قصیدے پڑھ رہا تھا آج اس کی توہین کر رہا ہے کہا ہمیں بینگن سے کیا واسطہ ہم نے تو اپنے شہنشاہ کو خوش رکھنا ہے ہم شہنشاہ کے نوکر ہیں نہ کہ بینگن کے جو بادشاہ کی مرضی ہے وہی ہمارا دین ایمان ہے۔

مراثی نے گھوڑا خریدا

ایک مراثی نے گھوڑا خریدا۔ اس نے بیچنے والے سے پوچھا کہ اس میں کوئی خامی بھی ہے مجھے تو خوبیاں ہی نظر آ رہی ہیں اس نے کہا بس یہی خامی ہے کہ جب انسان اس پر سوار ہوتا ہے تو یہ تین چھلانگیں لگاتا ہے مراثی نے کہا میں تو پہلی چھلانگ پر ہی گر جاؤں گا بقایا دو خالی ہی لگائے گا یہی حالت آج ہمارے مسلمانوں کی ہے دینی احکام میں کہ صرف پہلی نماز وغیرہ میں ہی گر کر فیل ہو جائیں گے باقی احکام تو گویا مفت کی چھلانگیں ہیں۔

مالک اور نکما چالاک غلام

ایک مالک اپنے چالاک اور سست غلام کے ساتھ ایک کمرے میں الگ الگ سوئے ہوئے تھے مالک نے غلام سے کہا کہ بارش ہو رہی تھی ذرا باہر جا کر معلوم کرو برس رہی ہے یا تھم گئی ہے اس نے وہیں بستر پر لیٹے ہوئے عرض کی۔ کہ باہر سے ایک بلی آئی ہے میں نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا تھا وہ خشک تھی اس سے معلوم ہوتا ہے بارش رک گئی ہے پھر تھوڑی دیر بعد اس نے کہا چراغ بجھا دو روشنی کی وجہ سے نیند نہیں آ رہی۔ ... نے کہا اندھیرے کی ضرورت ہے تو اپنا منہ لحاف کے اندر کر لیں مقصد اندھیرے والا حاصل ہو جائے گا پھر مالک نے کوئی تیسرا کام کہا اس نے عرض کی واقعی آپ مالک ہیں اور میں نوکر لیکن پہلے دو کام میں نے کئے ہیں یہ کام مہربانی فرما کر آپ کر دیں۔ اللہ ایسے نکمے۔ باتونی اور چالاک غلاموں اور دوستوں سے بچائے۔

دینی اعمال میں عقیدت لازمی چیز ہے

ایک آدمی کو روزانہ دریا پار کرنا تھا لیکن کشتی وغیرہ کا کوئی خاطر خواہ انتظام نہ تھا ایک بزرگ مولوی

صاحب نے اسے ایک ورد بتایا کہ یہ پڑھو اس کے بعد دریا پار کر جایا کرو گے اس نے خلوص اور عقیدت کے ساتھ اس ورد پر عمل کیا اسی وسیلے سے دریا پار کرتا رہا ۔ بزرگ مولوی صاحب یعنی کہ استاد صاحب تک یہ بات پہنچ گئی ۔ حیران رہ گئے کہ میں تو آج تک اس عمل کے ساتھ دریا پار نہ کر سکا اور شاگرد روزانہ اسی وظیفے کے بل بوتے پر دریا عبور کر جاتا ہے انہوں نے اپنے شاگرد کو ساتھ لیا کہ میں بھی آج آزمائش کرتا ہوں اپنی کمر کے ساتھ رسہ یا کپڑا باندھا اور شاگرد کو کہا کہ میں یہ ورد پڑھ کر دریا میں داخل ہو جاؤں گا تیرنے لگا تو نیر ۔ ۔ اگر ڈوبنے لگا تو اسی رسے کو کھینچ لینا تاکہ میں واپس آ جاؤں اور ڈوبنے سے بچ جاؤں ۔ بھلا یوں ضعیف الاعتقاد ہوں بھلا وہ دریا کیا پار کریں گے اور اپنے اعمال میں کیونکر کامیاب ہونگے ۔

اللہ اس سے پیار کرتا ہے جو اس کی مخلوق سے پیار کرتا ہے

حضرت ابراہیم ادھم نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ ان کے سامنے ایک لمبی چوڑی فہرست لئے کھڑا ہے حضرت نے پوچھا اس فہرست میں کیا لکھا ہے فرشتے نے جواب دیا کہ اس فہرست میں ان لوگوں کے نام ہیں جو خدا سے محبت کرتے ہیں آپ نے پوچھا میرا نام بھی اس فہرست میں ہے یا نہیں ؟ فرشتے نے نفی میں جواب دیا اس پر ابراہیم ادھم فرمانے لگے کہ میرا نام ان لوگوں میں لکھ لو جو خدا کی مخلوق سے پیار کرتے ہیں یہ سُن کر فرشتہ غائب ہوگیا ۔
دوسری رات وہی فرشتہ آپ کو پھر خواب میں نظر آیا اب کے پھر ایک فہرست فرشتے کے ہاتھ میں تھی آپ نے پھر فرشتے سے پوچھا کہ اس میں کیا لکھا ہے فرشتے نے جواب دیا کہ اس فہرست میں اُن لوگوں کے نام ہیں جن سے خدا تعالیٰ خود محبت کرتا ہے اور اس میں آپ کا نام سر فہرست ہے اس مثال سے ثابت ہوتا ہے کہ خدمت خلق ہی سب سے بڑی عبادت ہے دنیا میں سچی خوشی حاصل کرنے اور خدا کو خوش کرنے کے لئے اس سے بڑا اور کوئی ذریعہ نہیں ۔

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

تحسین ایم اے اردو ۔ ایف اے

عمر بن عبدالعزیز کی انکساری

عمر بن عبدالعزیز کے متعلق یہ واقعہ تاریخ میں آیا ہے کہ ایک رات کچھ سرکاری کاغذات دیکھ رہے تھے کہ کام کرتے کرتے چراغ کا تیل ختم ہو گیا اتفاق سے اس وقت اُن کے پاس ایک مہمان بیٹھے تھے آپ تیل لانے کے لئے

اپنی جگہ سے اٹھے تو مہمان نے کہا اے شہنشاہ آپ تشریف رکھیں میں چراغ میں تیل ڈال دیتا ہوں"۔ آپ نے جواب دیا میں اس کام کے لئے مہمان کو تکلیف دینا نہیں چاہتا مہمان نے کہا اگر آپ مجھے تکلیف دینا نہیں چاہتے تو پھر اپنے کسی غلام یا کنیز کو حکم دیجئے کہ وہ چراغ میں تیل ڈال دے۔ عمر بن عبدالعزیز فرمانے لگے کنیزیں اور غلام دن بھر کے تھکے ہوئے سو گئے ہیں میں اپنے ذاتی کام کے لئے ان کی نیند خراب نہیں کرنا چاہتا مہمان یہ بات سُن کر خاموش ہو گیا۔ عمر بن عبدالعزیز اپنی جگہ سے اٹھے جا کر چراغ میں تیل ڈال لائے اور اپنی جگہ پر بیٹھتے ہوئے انہوں نے مہمان سے کہا کہ میں اٹھتے وقت بھی عمر بن عبدالعزیز تھا اور آکر بیٹھتے وقت بھی عمر بن عبدالعزیز ہوں اپنا کام کرنے سے میری عزت میں کوئی فرق نہیں آیا۔ تحسین اُردو

یہ وہی عمر بن عبدالعزیز ہے جس نے سادات کو فدک واپس کیا اور حضرت علیؑ پر اپنی دانائی اور عمدہ ترکیب کے ساتھ سب بند کرائی بنی امیہ میں یہ دو فرد ہیں ایک یہ دوسرا معاویہ بن یزید جس نے تخت سادات کا سمجھ کر کنارہ کشی اختیار کی۔ قابل تعریف ہیں۔ ہم شخصیات کا کردار دیکھتے ہیں لیکن افسوس اسی جرم میں دونوں کو زہر دے دی گئی۔

سورہ الحمد کا اعجاز

نزہتہ المجالس میں ہے محمد بن علی عراقی بیان کرتے ہیں کہ میری آنکھوں کی پلکوں میں گوشت پیدا ہو گیا مجھے بغداد کے ایک یہودی جراح کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ دیا گیا میں نے کہا میں ہرگز اس کافر کے پاس اس مقصد کے لئے نہیں جاؤں گا میں نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ کوئی بزرگ مجھے یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ آپ کی پلکوں سے یہ گوشت دور ہو جائے تو ہر وضو کے بعد سورہ الحمد کی تلاوت کریں پس میں نے پختگی کے ساتھ اس پر عمل کرنا شروع کر دیا ایک روز وضو کرتے ہوئے جب اس گوشت پر میرا ہاتھ پڑا تو اچانک اس سورہ حمد کی تلاوت کی برکت سے وہ گوشت گر پڑا۔

۲۔ اسی کتاب میں مذکور ہے کہ کسی سائل نے بغداد کی جامع مسجد میں درہم کا سوال کیا پس ایک شخص نے اسے کہا کہ ایک دفعہ سورہ حمد پڑھ کر اس کا ثواب مجھے بیچ دو اس مال کے بدلے میں جو میں اپنے پاس رکھتا ہوں پھر میں تمہیں دوں گا اس شخص نے کہا میں نے درہم کا سوال کیا ملک جبار (اللہ) کا کلام فروخت کرنے نہیں آیا یہ کہتا ہوا مسجد سے باہر آ گیا ناگاہ ایک سوار جس نے سبز لباس پہن رکھا تھا اُس کے قریب سے گزر گیا اور دس ہزار درہم کی تھیلی اُس کے سپرد کی اس نے اس سوار سے پوچھا

کہ آپ کون ہیں؟ تو اس نے جواب دیا میں تمہارا یقین ہوں (گویا اس کا یقین انسانی شکل میں متشکل ہو کر اس کے سامنے آیا) خزینہ

چنگیز خان کا انصاف۔ مغل کا قتل

واعظ سبزواری نے جامع النورین میں لکھا ہے کہ چنگیز خان نے جو سلاطین مغلیہ سے تھا اپنے زمانے میں چند قوانین نافذ کئے تھے ان میں سے ایک یہ تھا کہ کوئی آدمی گوسفند ذبح نہ کرے بلکہ اس کا گلا پکڑ کر گھونٹ دیں اور باقی تمام حیوانات کو بھی اسی طرح ذبح کریں اور جو بادشاہ کے فرمان کے خلاف کریگا قتل کیا جائے گا اس مسلمان کا ایک مغل ہمسایہ تھا اور وہ مغل اس پڑوسی مسلمان کا بدخواہ اور مخالف تھا اس نے ایک روز دیکھا کہ اس مسلمان نے گوسفند خریدا ہے اور اپنے گھر لے جا رہا ہے اور وہ جانتا تھا کہ مسلمان ان کے دستور کے مطابق ذبح شدہ جانور کو حلال نہیں جانتے اسے مردار اور نجس سمجھتے ہیں اور یہ اب اسے ذبح کرنے کے لئے لے جا رہا ہے اس نے دل میں کہا کہ اب یہ مسلمان خوب جال میں پھنسا پس یہ گیا اور اپنے دو ساتھیوں کو خبر کی اور انہیں اپنے گھر لے آیا کہ اپنے گھر کی چھت پر جا کر اسے ذبح کرتے ہوئے دیکھیں انہوں نے دیکھا کہ اس مسلمان نے گوسفند کو لٹا دیا ہے اور اس کی گردن پر چھری رکھ کر گلا کاٹ دیا ہے پس وہ تینوں مغل جلدی کے ساتھ چھت سے نیچے اترے اور مسلمان کے گھر میں داخل ہوئے اور اسے ذبح شدہ گوسفند اور خون آلود چھری کے ساتھ چنگیز خان کے پاس لے آئے اور کہا اس مسلمان نے آپ کے قانون کے خلاف کیا ہے۔ چنگیز خان نے ان مغلوں سے سوال کیا کہ اس مسلمان نے اس گوسفند کو کہاں ذبح کیا ہے۔ گلی میں بازار میں یا اپنے گھر میں۔ انہوں نے جواب دیا کہ اپنے گھر میں۔ اس نے کہا تم نے کہاں سے دیکھا ہے کیا اس کے گھر میں تھے؟ انہوں نے کہا نہیں بلکہ ہم اپنے مکان کی چھت پر تھے اور وہاں سے یہ منظر دیکھا ہے۔ چنگیز خان نے کہا دو دفعہ اپنا مطلب بیان کرو تاکہ اہل مجلس تمہاری بات سن سمجھ سکیں پس ان مغلوں نے اسی طرح جیسا کہ ذکر ہوا ہے اپنا مطلب بیان کیا خان نے کہا اس مسلمان نے واقعی میرے قانون کے مطابق عمل نہیں کیا گوسفند کو گلی یا بازار میں کھلے طور پر ذبح نہیں کیا بلکہ اس نے چھپا کر اپنے گھر میں ذبح کیا ہے اور میرا حکم خدا کے حکم سے زیادہ جاری و ساری نہیں ہے کہ وہ تمام رازوں اور خفیہ اعمال کو جانتا ہے باوجود اس کے خلوت میں جو لوگ اس کی نافرمانی کرتے ہیں حد اور تعزیر اُن پر

لازم نہیں آتی کیونکہ انہوں نے یہ معصیت چھپا کر کی ہے مخالفت تم نے کی ہے کہ تم نے جا کر لوگوں کے گھر میں نگاہ ڈالی کہ دیکھیں کہ یہ کیا کرتے ہیں اس نے خوب حق حکم صادر فرمایا اگرچہ یہ کافر کی طرف سے صادر ہوا ہے پس اس نے حکم دیا کہ اس مغل کا سر تن سے جدا کریں تاکہ آئندہ لوگ کسی کے گھر میں جھانک کر نہ دیکھیں۔ نخزینہ،

پاک باز قاسم بن ہارون رشید کی دردناک سرگذشت

یہ مقدس شہزادہ ہر خوبی سے آراستہ تھا اور اس کا لقب مؤتمن تھا دربار میں حاضر ہوا تو جعفر برمکی وزیر نے ہارون رشید نے اس کے ہنسنے کا سبب پوچھا اس نے کہا کہ آپ کے اس بیٹے کی حالت پر ہنسی آتی ہے اس نے آپ کو رسوا کر دیا ہے کاش یہ آپ کے ہاں پیدا نہ ہوتا اس کا لباس اور وضع قطع فقیروں اور درویشوں والی ہے۔ نامناسب لوگوں کے پاس اس کی نشست و برخاست ہے ہارون نے کہا چونکہ میں نے اسے کوئی منصب و حکومت نہیں بخشی ہے میں اسے کسی شہر یا علاقے کی حکومت سپرد کرتا ہوں ذمہ داری آئے گی تو ٹھیک ہو جائے گا پھر حکم دیا کہ اسے میرے پاس حاضر کیا جائے جب آگیا تو ہارون نے اسے بہت موعظہ اور نصیحت کی اور کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جس شہر کی حکومت تم چاہتے ہو تمہارے سپرد کرتا ہوں اس نے عرض کی ابا جان! آپ مجھے اس چیز سے بالکل معاف رکھیں اور آپ یہ خیال کریں گویا کہ میں آپ کی اولاد میں نہیں ہوں اور مجھے اپنے حال پر رہنے دیں میں یہ چاہتا ہوں کہ عبادت میں مشغول رہوں باپ نے فرمایا کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ بادشاہی بھی ہو اور عبادت بھی کرتے رہو اور ایک صالح وزیر تمہارے ماتحت مقرر کر دوں اور وہ تمہارے تمام امور انجام دے اور تو عبادت الٰہی میں بھی مشغول رہے۔ قاسم نے کہا میں بالکل یہ امر قبول نہیں کروں گا ہارون نے کہا تو میرا بیٹا ہے تمہارے لئے بے سروپا لوگوں کے ساتھ میل ملاپ مناسب نہیں میں تیری وجہ سے بادشاہوں میں شرمندہ ہوں قاسم نے کہا میں بھی آپ کی وجہ سے اللہ کے برگزیدہ لوگوں میں سر جھکا ہوا ہے آپ کے اکیس ۲۱ فرزند ہیں ان کے ساتھ اپنا دل خوش کر لیں اگر آپ مجھے آزاد نہیں رہنے دیں گے تو فرار کر جاؤں گا۔ حاضرین سے اتنے بہت نصیحت کی آخر ساکت ہو گئے ہارون نے منشی کو کہا کہ مصر کی حکومت اس کے نام لکھ دے پس سند لکھ کر مہر کر دی اور لوگوں نے قاسم کو مبارک دینی شروع کر دی قاسم نے دیکھا کہ

لوگ اسے نہیں چھوڑتے اسی رات بصرہ کی طرف بھاگ گیا دوسرے روز صبح بہت تلاش کی گئی لیکن کچھ پتہ نہ چل سکا اس زمانے کا تلاش کا ہر طریقہ استعمال کیا گیا لیکن ناکام رہے ہارون نے اپنی تمام بادشاہی میں احکام جاری کر دیئے کہ میرا بیٹا قاسم بغداد سے فرار کر گیا ہے جہاں دیکھا جائے اس سے پیار و الفت کی جائے اور اگر ہو سکے تو اسے بغداد واپس پہنچا دیا جائے۔

عبداللہ بصری کہتا ہے کہ میرے بصرہ کے گھر کی دیوار خراب ہو چکی تھی ایک روز میں درست کرنے کے لئے عملہ کی تلاش میں تھا کہ میں نے ایک مسجد میں ایک جوان دیکھا کہ قرآن کی تلاوت کر رہا ہے۔ اور ایک بیلچہ اور زنبیل (فقیروں والی جھولی) اس کے سامنے پڑی ہے میں نے اسے کہا مزدوری کرے گا! کہا ضرور اور اللہ نے مجھے خلق ہی اس لئے کیا ہے کہ مزدوری کروں زحمت اٹھاؤں میں نے کہا میرے گھر چل اور مزدوری کر اس نے کہا پہلے میرے ساتھ مزدوری مقرر کر تب آؤں گا ایک درہم پر فیصلہ ہو گیا وہ میرے ساتھ آیا اور شام تک کام کیا اور دو آدمیوں کے برابر کام کیا میں نے چاہا کہ ایک درہم سے زیادہ دے دوں لیکن اس نے قبول نہ کیا اور وہی مقررہ اجرت وصول کی اور چلا گیا۔ میں دوسرے روز اسی جگہ اس کی تلاش میں گیا وہ نہ ملا میں نے اس کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ جوان سوائے سنیچر وار کے کام نہیں کرتا ہے کیونکہ وہ عبادت میں مشغول رہتا ہے عبداللہ بیان کرتا ہے کہ میں نے دوسرے سنیچر تک انتظار کیا پس میں گیا اس جوان کو اسی مسجد میں اسی مقام پر دیکھا میں اسے اپنے ہمراہ لے آیا تاکہ میری دیوار کا بقایا کام پورا ہو جائے جب وہ کام میں شروع ہوا یوں محسوس ہوتا تھا کہ اس کی غیب سے مدد ہو رہی ہے جب نماز کا وقت ہوا اس نے ہاتھ پاؤں دھو کر وضو کیا۔ اور نماز میں مشغول ہو گیا نماز سے فراغت کے بعد پھر غروب آفتاب تک کام میں مصروف رہا۔ پس اپنی اجرت وصول کی اور چلا گیا اگلے سنیچر کو پھر میں اس کے پیچھے گیا کیونکہ ابھی تک دیوار مکمل نہ ہوئی تھی۔ جب مسجد میں پہنچا وہ مسجد میں نہ ملا میں نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ دو تین روز سے بیمار ہے وہ فلاں ویرانے میں ملے گا وہاں گیا تو اسے مریض پایا میں اس کے سرہانے بیٹھا اور اس کا سر جھولی میں رکھا ناگاہ اس نے آنکھ کھول دی اس نے سوال کیا آپ کون ہیں؟ میں نے کہا میں وہی شخص ہوں جس کے گھر میں آپ نے کام کیا ہے میں عبداللہ بصری ہوں اس نے کہا ہاں میں آپ کو پہچانتا ہوں کیا آپ بھی میری شناخت چاہتے ہیں؟ میں نے کہا ضرور اپنا تعارف کرائیں اس نے کہا میں قاسم

بن ہارون رشید ہوں بس میں نے یہ سنا کھڑا ہوگیا کانپنے لگا اور میرا رنگ اُڑ گیا اپنے دل میں کہا اگر ہارون کو پتہ چل گیا کہ میرے بیٹے نے اس کے گھر میں مزدوری کی ہے تو میرا خانہ خراب کر دے گا وہ جوان سمجھ گیا کہ میں خوف زدہ ہوگیا ہوں تو اس نے کہا ڈرنے اور خوف کرنے کی ضرورت نہیں میں نے ابھی تک اپنے حال سے کسی کو آگاہ نہیں کیا ہے اب بھی اگر میں اپنے میں موت کے آثار نہ دیکھتا تو اپنی شناسائی نہ کراتا اب آپ سے ایک حاجت اور مطلب رکھتا ہوں میں نے عرض کی فرمائیں! کہا کہ جب میں دنیا سے کوچ یعنی فوت ہو جاؤں تو یہ بیلچہ اور زنبیل اس شخص کے سپرد کر دینا جو میری قبر تیار کرے اور یہ قرآن جو میرا مونس تھا ایسے شخص کے سپرد کر دینا جو اس کی تلاوت کرے اور اس کا مونس ہو پھر اس کے بعد جو انگشتری اس کے ہاتھ میں تھی اُتاری اور کہا کہ یہ انگشتری بغداد لے جانا میرا باپ ہارون سوموار کو عام دربار منعقد کرتا ہے اور ہر کسی کو پیش ہو کر عرض کرنے کی اجازت ہوتی ہے اس روز ملاقات سے کوئی منع کرنے والا نہیں ہوتا آپ اس روز جائیں اور یہ انگشتری اس کے سپرد کر دینا وہ خود پہچان لے گا۔ کیونکہ اس نے خود یہ انگشتری اپنے ہاتھ سے اتار کر مجھے عطا فرمائی تھی اور کہہ دینا کہ آپ کا بیٹا دنیا سے رخصت ہوگیا ہے بصرہ میں۔ اور میری طرف سے کہہ دینا کہ آپ کو دنیا کا زیادہ مال اکٹھا کرنے کی ضرورت ہے تو یہ انگشتری بھی رکھ لیں اور ان تمام چیزوں کا اللہ کی بارگاہ میں آپ جواب دیں میں حساب کی طاقت نہیں رکھتا بس یہ کہا اور حرکت کی کہ اٹھے لیکن بیٹھ نہ سکا دو مرتبہ ایسا کیا پھر کہا عبداللہ مجھے اٹھاؤ کہ میرے آقا حضرت امیرالمومنین تشریف لے آئے ہیں میں نے قاسم کو بلند کیا کہ فوراً اس کی روح بدن سے مفارقت کر گئی۔ گویا کہ ایک چراغ تھا کہ پھونک ہوا کے جھونکے کے ساتھ خاموش ہوگیا۔ خزینۃ الجواہر

حضرت امیرالمومنین کے روضے پر جھوٹی قسمیں کھانے والوں کی سزا اور انجام

سید حسین طالقانی فرماتے ہیں کہ میں نے موثق افراد سے سُنا کہ ایک عجمی امامی کا مکی سُنی صراف کے ساتھ چند درہموں کا جھگڑا ہوگیا۔ شیعہ امامی طلبگار تھا اور سُنی مکی انکاری تھا پس اس مکی نے حضرات مشائخ ثلاثہ کی قسم کھائی لیکن عجمی شیعہ نے قبول نہ کیا اور اُسے کہا حضرت امام علیؑ ابن طالب کی قسم کھاؤ جونہی اس نے ان نام سے قسم کھائی وہ سُنی مکی اسی وقت بے حس ہوگیا اور اس کی زبان بند ہوگئی۔

۲۔ سید جلیل عالم عامل سید نصر اللہ مدرس کربو ئی مشائخ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک ثقہ مرد نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے چند گائیں ایک عربی مرد کے سپرد کیں اور کچھ مدت کے بعد اس نے اپنی گائیں کا مطالبہ کیا تو اس عربی نے انکار کر دیا آخر کار فیصلہ یہ طے ہوا کہ امیرؑ کے روضہ پر آئیں اور قسم کھائیں۔ پس دونوں روضہ مقدس کے پاس آئے اس منکر شخص نے جھوٹی قسم کھائی فی الفور اس کے تمام اعضاء یوں بے حس ہوئے کہ بالکل حرکت ختم ہو گئی اور زمین کے ساتھ چمٹ گیا لوگوں نے اسے حرکت دینے کی کوشش کی کہ اسے حرم کی حدود سے باہر لے جائیں لیکن اسے حرکت دینے اور باہر لے جانے میں کامیاب نہ ہو سکے۔ حتیٰ کہ اس نے اقرار کیا کہ مدعی حقیقت اور سچائی پر ہے تب زمین سے جدا ہوا۔

۳۔ شیخ ابراہیم نجفی فرماتے ہیں کہ دو آدمیوں کا آپس میں جھگڑا ہو گیا دونوں اپنے مقام پر سچا ہونے کے دعویدار تھے ان میں سے ایک روضہ مطہرہ میں داخل ہوا اور ضریح مقدس پر ہاتھ رکھ کر قسم کھائی اس جھوٹے کا ہاتھ ضریح کے ساتھ چمٹ گیا بڑی کوشش کی گئی لیکن جدا نہ ہوتا تھا۔ بالآخر اس نے مدعی کے سچا ہونے کا اقرار کیا تب اس کا ہاتھ جدا ہوا۔ اور اس نے خلاصی پائی۔ خزینہ

سکندر اعظم کو حکیم دیو جانس کلبی کی نصیحت

ایک روز سکندر اعظم اپنے ایک وزیر کے ہمراہ اس مذکورہ حکیم کی ملاقات کو آیا۔ اور آکر اس کے سامنے کھڑا ہو گیا سکندر کا خیال تھا کہ حکیم اس کی تعظیم کو اٹھے گا مگر اس نے بالکل پرواہ نہ کی یہ لاپرواہی دیکھ کر وزیر نے کہا۔ "جناب سکندر اعظم فاتح دنیا مالک جہاں آپ سے ملنے آیا ہے"۔ حکیم نے سر اونچا کیا اور مسکرا کر کہا "جس سکندر کو دنیا کی ہوس جا بجا بھگائے پھرتی ہے کیا وہ بادشاہ ہے؟ وہ دنیا کا غلام ہے اس کے دلی جذبات اختیار میں نہیں ہیں۔ وہ جہاں چاہتے ہیں اسے لے جاتے ہیں اور طرح طرح کے ناچ نچاتے ہیں اس کے دل کو الٹ کر دیکھو اس میں غلامی کے زبردست نشان ملیں گے بادشاہ میں ہوں جو اپنے دل کو اختیار میں رکھتا ہوں" سکندر اس بے پرواہ حکیم کی حالت دیکھ کر متعجب ہوا۔ وزیر نے کہا "سکندر بہت کچھ مال و اسباب لایا ہے آپ قبول کیجئے"۔ اس نے کہا میرے پاس سب کچھ ہے مجھ کو کچھ بھی ضرورت نہیں ہے" آخر سکندر نے عاجزانہ لہجے میں کہا۔ مجھ سے کچھ تو خدمت ضرور لیجئے"۔ حکیم نے کہا تو میری دھوپ روکے کھڑا ہے اس کو چھوڑ دے یہی تیری خدمت ہے"۔ سکندر نے پوچھا ثواب کس طرح سے حاصل ہوتا ہے" اس نے کہا "افعال خیر سے کہ

تجھ کو اس کی اس قدر قدرت ہے جو رعیت سے تمام عمر میں ناممکن ہے

سود خور کیلئے صلوات کی برکت

جذب القلوب الی دار المحبوب تالیف شیخ عبدالحق جو تاریخ مدینہ میں ہے میں حکایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو طواف میں دیکھا گیا کہ سوائے صلوات بر پیغمبرؐ کے اور کوئی ذکر نہ پڑھتا تھا پس اس سے پوچھا گیا کہ طواف اور دوسرے مواقف میں منقول ورد کیوں نہیں پڑھتے اس نے جواب دیا میں نے اللہ کے ساتھ عہد کیا ہے کہ میں صلوات بر محمد و آل محمد کے ورد کے علاوہ اور کچھ نہ پڑھوں گا وجہ اس کی یہ ہے کہ جب میرے باپ نے وفات پائی اس کے مرنے کے بعد میں نے اس کا چہرہ دیکھا کہ بالکل گدھے کے چہرے کی مثل ہو گیا ہے پس میں یہ کیفیت مشاہدہ کر کے بہت مغموم ہوا اسی حالت میں نیند نے غلبہ کیا خواب میں پیغمبر خدا کو دیکھا میں نے ان کا دامن پکڑا اور اپنے باپ کی شفاعت کی التماس کی اور اس کے چہرے کی تبدیلی کا سبب بھی پوچھا آنحضرت نے فرمایا تمہارا باپ سود خوار تھا اور سود خور کی سزا دنیا و آخرت میں اس کے چہرے کا گدھے کے چہرے کی مانند ہو جانا ہے لیکن باوجود اس کے تمہارا باپ ہر رات سوتے وقت سو مرتبہ محمد و آل محمد پر صلوات بھیجتا تھا اب اس کے اس عمل کے طفیل تمہاری سفارش۔ شفاعت اس کے حق میں مقبول ہے اور اس کا چہرہ پہلی حالت میں تبدیل کر دیا ہے پس جب میں خواب سے بیدار ہوا تو اپنے باپ کے چہرے کو چاند کی طرح چمکتا ہوا دیکھا اور اسے دفن کیا اس کے دفن کے وقت ہاتف کی آواز سنی کہ اللہ کی عنایت اور بخشش اس سبب سے تھی کہ تمہارا باپ محمد و آل محمد پر صلوات اور سلام بھیجا کرتا تھا۔ خزینہ

صلوات کی وجہ سے مچھلی پر آگ اثر نہ کرتی تھی!

بعض معتبر کتب میں مذکور ہے کہ ایک آدمی نے ایک مچھلی بازار سے خریدی گھر لایا اور اپنی بیوی کے سپرد کی ان دونوں میاں بیوی نے آگ جلائی اور مچھلی کے کباب بنانے کیلئے اسے آگ میں رکھا آگ نے مچھلی پر کوئی اثر نہ کیا مچھلی کوئی گھنٹہ بھر آگ میں رہی لیکن وہ بالکل پہلی صورت میں رہی پس دونوں میاں بیوی بہت متعجب ہوئے پھر وہ شخص اس مچھلی کو پیغمبر خدا کے کے پاس لایا اور تمام کیفیت بیان کی آپؐ نے اس مچھلی کو فرمایا کہ کس وجہ سے آگ تم پر اثر انداز

نہیں ہوتی اور کباب وغیرہ تیار نہیں ہوتے پس وہ مچھلی اللہ کی قدرت اور پیغمبرؐ خدا کے معجزہ سے متکلم ہوئی اور عرض کی یا رسولؐ اللہ آپ اور آپ کی آل کی برکت سے آگ مجھے نہیں جلاتی کیونکہ میں فلاں دریا میں تھی ایک روز ایک کشتی وہاں سے گزر رہی تھی اور اس کشتی میں ایک آدمی آپ اور آپ کی آل پر صلوات بھیج رہا تھا تو میں نے بھی اس کی متابعت میں صلوات بھیجی اس وقت میں نے ایک ندا سُنی کہ اے مچھلی اب تمہارا جسم آگ پر حرام ہوگیا تو آگ سے محفوظ ہوگئی اب محمد و آل محمد کی برکت سے تجھ پر آگ ہرگز اثر انداز نہ ہوگی۔ خزینہ

صلوات کی وجہ سے اہل کشتی نے نجات پائی

معارج النبوۃ میں ہے کہ گذشتگان سے ایک شخص بیان کرتا ہے۔ کہ میں دیگر افراد کے ساتھ کشتی میں تھا سخت ہوا آئی اور کشتی موجوں کے طوفان میں آگئی حتیٰ کہ اہل کشتی اپنی زندگی سے بالکل مایوس ہوگئے اور ایک دوسرے کو وداع کرنے لگ گئے اسی اثناء میں اونگھ نے مجھ پر غلبہ کیا اور پیغمبرؐ خدا کو خواب میں دیکھا انہوں نے مجھے تسلّی دی اور فرمایا کہ ہزار مرتبہ محمد و آل محمد پر یوں صلوات بھیجیں میں بیدار ہوا اور اہل کشتی کو خواب سے آگاہ کیا پس ہم تمام اس صلوات میں مشغول ہوگئے ابھی تین سو تک نوبت نہ پہنچی تھی کہ طوفان بالکل ختم ہوگیا ہم مطمئن ہوگئے اور نجات پاگئے وہ صلوات اس طرح ہے

اللّٰھم صل علی سیدنا و الہ صلوۃ تنجینا بھا من جمیع الاھوال والاٰفات وتطھرنا بھا من جمیع السیئات وترفعنا بھا عندك اعلی الدرجات وتبلغنا بھا اقصی الغایات من جمیع الخیرات فی الحیوۃ وبعد الممات۔ خزینہ

پیغمبرؐ کے نام کے ساتھ صلوات لکھنے سے بخشش ہوگئی

معارج النبوۃ میں ہے کہ کوئی کا ایک آدمی لوگوں کے لئے کتابت کا کام کرتا تھا اس کا دستور یہ تھا کہ جب بھی پیغمبر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نام لکھتا تو صلوات ضرور تحریر کرتا جب وہ شخص فوت ہُوا لوگوں نے اسے خواب میں دیکھا اس سے سوال کیا کہ تمہارے ساتھ کیا گزری اس نے جواب دیا میری بخشش ہوگئی ہے اس وجہ سے کہ جب رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نام لکھتا تھا اس کے ساتھ متصل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھا کرتا تھا۔ خزینہ

سکندر اعظم کو ڈاکو نے لاجواب کر دیا

سکندر کے سامنے ایک ڈاکو پیش کیا گیا۔ سکندر نے کہا۔ "تمہیں ڈاکو کا پیشہ اختیار کرتے ہوئے شرم محسوس نہیں ہوتی اور رحم نہیں آتا۔" ڈاکو نے جواب دیا "سُنیئے۔ میں جو کام چھوٹے پیمانے پر کرتا ہوں آپ اُسے وسیع پیمانے پر سرانجام دیتے ہیں میرے ساتھیوں کی تعداد گنتی کی ہوتی ہے اس لئے ہمیں ڈاکو کا خطاب ملتا ہے آپ کے ہمراہ ٹڈی دل لشکر ہوتا ہے وہ شاہی فوج کہلاتا ہے میرے کام کو ڈاکہ زنی اور آپ کے کام کو فتوحات کے نام سے پکارا جاتا ہے میں ایک آدھ گاؤں کو لوٹتا ہوں لیکن آپ کی تاخت و تاراج اور لوٹ کھسوٹ کا نشانہ تو سینکڑوں سلطنتیں بن چکی ہیں اور بننے والی ہیں اس لئے آپ بڑے ڈاکو ہیں اور میں چھوٹا ڈاکو۔

عابد اور شیطان کی کُشتی پہلے عابد پھر شیطان غالب

خلاصۃ الاخبار اور دیگر کتب معتبرہ میں ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک درخت تھا کہ شیطان اس کے تنے میں داخل ہو کر لوگوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اس وجہ سے کافی لوگ اس کی پرستش کرتے تھے اور اس درخت کی الوہیت کا بہت عقیدہ رکھنے لگے ایک عابد اس قضیہ پر ملتفت ہُوا اپنی نیت کو خالص کر کے اس درخت کے قطع کرنے پر آمادہ ہوا۔ پس تیشہ اور کلہاڑا اٹھا کر اس درخت کے پاس آیا اور درخت کے کاٹنے کا ارادہ کیا ناگاہ شیطان انسانی صورت میں ظاہر ہوا اور اس کو درخت کے کاٹنے سے مانع ہوا۔ لہٰذا ان دونوں میں کُشتی شروع ہو گئی عابد شیطان پر غالب آگیا اور شیطان کو زمین پر گرا دیا۔ شیطان کو اب کوئی چارہ نظر نہ آیا تو اسے کہا کہ اس درخت کے قطع کرنے سے باز آجاؤ اگر تمہارا اس سے مقصود تحصیل ثواب ہے تو میں تمہارے لئے ایک چیز مہیا کرتا ہوں یقیناً اس کا ثواب تیرے اس فعل سے زیادہ ہو گا تیرے اس فعل کا اللہ کی رضا کے مطابق ہونا لازم نہیں ہے لیکن یہ امر یقیناً اللہ کی رضا کا موجب ہے عابد نے کہا وہ کونسا امر ہے شیطان نے کہا تو جب تک زندہ ہے میں عہد کرتا ہوں کہ روزانہ دو طلائی دینار تیرے سرہانے کے نیچے رکھتا رہوں گا انہیں فقراء میں تقسیم کر دینا عابد بیچارہ اس کے فریب میں آگیا اور شیطان کو آزاد کر دیا شیطان نے چند روز وعدہ وفائی کی اس کے بعد دو دینار ادا کرنا چھوڑ دیئے عابد نے دیکھا کہ اس نے اپنی قرارداد کی مخالفت کی ہے یہ پھر

درخت کاٹنے کے لئے روانہ ہو پڑا شیطان بھی حاضر ہو گیا اور اسے منع کیا پھر ان کا مقابلہ اور کشتی شروع ہو گئی۔ اب شیطان عابد پر غالب آگیا اور اسے زمین پر گرا دیا عابد نے متعجب ہو کر اس سے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے پہلے میں غالب آیا اور اب تم غالب آگئے ہو شیطان نے کہا اس دفعہ تمہاری نیت خالص تھی اور تمہاری غرض محض خدا کے لئے تھی لیکن اس دفعہ تمہارا مقصود مخلوط تھا قربتہً الی اللہ بھی اور دینار کی محرومی بھی۔ نخزینہ

طامع ذلیل ہوتا ہے، دو بچوں کا واقعہ

عنوان الکلام میں ہے کہ دو لڑکے تھے ایک شہد کے ساتھ روٹی کھا رہا تھا اور دوسرا خالی روٹی۔ خالی روٹی کھانے والے نے دوسرے کے شہد کا لالچ کیا اور اس سے شہد مانگا اس نے کہا اگر تو میرا کتا بن جائے تو میں تمہیں شہد دے سکتا ہوں پس دوسرے لڑکے نے اس کے سامنے چاروں ہاتھوں اور پاؤں کے ساتھ کتے کی طرح چلنا شروع کیا اور شہد والا شہد میں انگلی ڈبو کر اسے دیتا۔ پس معلوم ہوا کہ جو دوسرے کی طمع کرتا ہے اسے اس لڑکے کی طرح ذلیل ہونا پڑتا ہے لہٰذا ہر انسان کو اپنی عزت بچانے کے لئے جو اللہ نے اسے دیا ہے اس پر قناعت کرنی چاہیئے اس طرح دوسروں کی مثل ہو جائے گا۔ نخزینہ

جیسی کرنی ویسی بھرنی

زہر الربیع میں بعض موثقین نے روایت کی ہے کہ تاجروں کا ایک قافلہ ایک سرائے میں نازل ہوا اور اقامت پذیر ہوا۔ ان میں سے ایک آدمی نے دیوار کے ساتھ تکیہ لگایا اور دیکھا کہ ایک مکڑی ایک چھوٹے سے سوراخ میں جو اس دیوار میں تھا داخل ہو کر پنہاں ہو گئی پس اس تاجر شخص نے ایک کاغذ کا ٹکڑا گوند لگا کر اس سوراخ کے اوپر چسپاں کر دیا پھر وہ یہاں سے کوچ کر گئے اب جو ایک سال کے بعد وہاں وارد ہوئے اور منزل کی اس تاجر نے اسی دیوار پر اسی کاغذ پر نظر ڈالی جو مکڑی کے سوراخ پر چسپاں کیا تھا پس اس کاغذ کو اٹھا لیا ناگاہ مکڑی متغیرانہ اس سوراخ سے باہر آئی اور اس تاجر کے ہاتھ پر بیٹھ گئی اور اس کے ہاتھ کو کاٹا پس شدت درد کی وجہ سے اس کا ہاتھ سیاہ ہو گیا اور اسی وقت وفات پا گیا۔

۲. بحار الانوار میں امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک لومڑی کو پکڑا اور اس کے نزدیک آگ لے گیا وہ لومڑی چیخی اور

اس کی ریح خارج ہونے لگ گئی وہ شخص ہنسنے لگا اس کے ساتھیوں نے اسے اس کرتوت سے منع کیا لیکن وہ باز نہ آیا یہاں تک کہ اسے اپنی مرضی کے ساتھ رہا کیا بعد میں وہ شخص سویا اس کی نیند کے دوران ایک سانپ آیا اس کے منہ میں داخل ہو گیا بیدار ہوا خوف کی وجہ سے اسی لومڑی کی طرح بھینکنے لگا اور اسی طرح اس کی ریح خارج ہونے لگی پھر کچھ دیر بعد وہ سانپ اس سے جدا ہو گیا۔ ایسا ہی بشر بن ارطات۔ عمرو عاص کے عورتین کھل جانے پر ہنسا تھا جب حضرت علیؑ نے اسے گرایا تھا بعد میں خود بھی اسی حیلہ کے ساتھ بشر نے اپنی جان بچائی تھی مثل اس کے حضرت امیرؑ نے عمرو بن عبدود کے پاؤں پر ضربت مار کر اس کے پاؤں قطع کئے کیونکہ اس نے بھی اپنے گھوڑے کے پاؤں قطع کئے تھے پس مکافات یعنی جیسی کرنی ویسی بھرنی ظہور پذیر ہو گئی۔ خزینہ

عدل و انصاف فقط حشر پہ موقوف نہیں زندگی خود بھی گناہوں کی سزا دیتی ہے۔

دو چکوروں کی گواہی قتل کا موجب ہوئی

حیوۃ الحیوان میں ابو النصر بن مروان روایت کرتا ہے کہ ایک رئیس کرد نے کھانا طلب کیا جب دسترخوان بچھایا گیا اس کے کھانے میں دو چکوریں بھی تھیں کہ جنہیں کباب کیا گیا تھا۔ جب اس کرد رئیس کی نظر ان چکوروں پر پڑی ہنسا ابو النصر نے اس کی بے جا ہنسی پر سوال کیا۔ اس نے کہا میری ہنسی میں راز ہے اور وہ یہ ہے کہ میں جوانی میں چوری اور ڈاکہ زنی کرتا تھا ایک روز ایک تاجر کو تنہا بیابان میں دیکھا میں اس کی طرف روانہ ہوا اس کا مال چھین لیا پھر اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا اس نے بہت منت سماجت کی کہ اسے چھوڑ دیا جائے لیکن بے سود اس دوران اس کی نگاہ دو چکوروں پر پڑی جو ایک ٹیلے پر بیٹھی تھیں اس نے فریاد کی کہ اے دو چکورو! تم گواہ ہو کہ یہ شخص مجھے بے قصور قتل کر رہا ہے پس میں نے اسے قتل کیا اور اب جب ان دو چکوروں پر میری نظر پڑی تو مجھے وہ قضیہ یاد آ گیا اور اس تاجر کی حماقت پر ہنسا کہ چکور کیا زبان رکھتی ہیں کہ اس کے قتل کی شہادت دیں اب ابو النصر نے کہا تو جان لے کہ چکوروں نے اپنی شہادت یعنی گواہی اپنی زبان سے دے دی ہے پس اس ملعون کے قتل کا حکم صادر فرما کر واصل جہنم کیا۔ خزینہ

درویش کو تنور کی آگ نے نہیں جلایا

صاحب کتاب بستان السیاحہ حاجی زین العابدین شیرازی فرماتے ہیں میں ایک روز شیروان میں اس

شہر کے حاکم کی خدمت میں بیٹھا تھا اور کافی بزرگ لوگ بھی وہاں حاضر تھے ایک درویش پریشان بالوں کے ساتھ وہاں حاضر ہُوا اور باتیں کرنی شروع کیں حاضرین اس درویش کی صحبت سے بہت مسرور ہوئے میر مجلس اس فقیر کی طرف ملتفت ہوئے اور کہا یہ درویش صاحب کرامت ہے کہ جلتے تنور میں چلا جاتا ہے اور جلتا نہیں ہے اور نہ اسے کوئی تکلیف ہوتی ہے فقیر نے کہا " شنیدن کے بود مانند دیدن " پھر تاریخ مقرر ہوگئی کہ اس شہر کے شہنشاہ اور دوسرے بزرگ لوگوں کی موجودگی میں درویش جلتے تنور میں کودے گا فقیر مقررہ تاریخ پر پہنچ گیا اور جلتے تنور میں چلا گیا اور ۱۵ منٹ کم و بیش اس میں توقف کیا اور باہر آیا اور اس کا ایک بال بھی بیکا نہ ہُوا پہلے تو اس حقیر کے دل میں یہ آیا کہ شاید درویش نے کوئی حیلہ کیا ہوگا لیکن تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ حیلہ نہ تھا حقیقت تھی۔ خزینہ

دولت کے پجاری سفاک ڈاکٹر جعفر خان کی سچی افسوسناک داستان

ڈاکٹر جعفر خان کے پرائیویٹ سیکرٹری محمد عامر کا بیان ہے کہ کراچی شہر کے رہنے والے ڈاکٹر جعفر خان جیسا مشہور اور پائے کا سرجن پورے ملک میں ایک بھی نہ تھا اس کا شمار دنیا کے چند بہترین سرجنوں میں ہوتا تھا اس کے پاس بے حساب دولت تھی مزاج کا بہت سخت تھا اور اس میں چڑچڑا پن اور رعونت بھی بہت تھی اس کے پاس ایک مریض شیخ سراج الدین جو ٹریفک کے حادثے میں شدید زخمی ہو گیا تھا اور اس کا سر بری طرح کچلا گیا تھا، لایا گیا۔ ڈاکٹر نے نہایت بے پروائی سے اس کے ورثا کو کہا کہ میں اس کے آپریشن کے چالیس ہزار لونگا۔ تمام ورثاء (باپ۔ بیوی اور بہنیں) وغیرہ نے منتیں کرتے ہوئے ڈاکٹر کے پاؤں پکڑ لئے اور کہا ہم اتنی رقم کہاں ادا کر سکتے ہیں ڈاکٹر نے نہایت بے رحمی اور بے رخی سے کہا "جب تک میری فیس کے چالیس ہزار ادا نہیں کیئے جائیں گے اس وقت تک میں مریض کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا"۔ ڈاکٹر جعفر خان جن مریضوں کو لوٹتا تھا وہ امیر کبیر لوگ تھے اور ان میں اکثر ایسے دولتمند ہوتے تھے جو دوسروں کو لوٹ کر آتے تھے اور یہاں آکر خود لٹ جاتے تھے۔ ان لوگوں کے لٹنے کا کوئی دُکھ نہ ہوتا تھا لیکن اس سرکاری ہسپتال میں آنے والوں کی اکثریت تو غریبوں پر مشتمل تھی یہ لوگ اپنے کسی پیارے کی جان بچانے کیلئے ڈاکٹر کے ایسے بھاری مطالبات کیسے پورے کر سکتے تھے ڈاکٹر جعفر ڈاکٹر نہیں بلکہ ڈاکو اور قصاب تھا۔ یہ عورتوں کے ہاتھوں اور گلے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا آپ لوگوں کے پاس سونے کے زیورات جو ہیں

ان سے بھی آپ میری فیس ادا کر سکتے ہیں۔ اس وقت ان عورتوں نے اپنے گلے اور ہاتھوں سے سونے کے زیورات نکال کر میز پر ڈال دیئے ڈاکٹر جعفر نے پہلے تو ان زیورات کو اس طرح دیکھا پرکھا اور ہاتھوں میں تولا جس طرح ایک سنار جانچتا ہے جب یقین ہو گیا کہ ان کی مالیت چالیس ہزار روپے سے زیادہ ہے تو یہ سارے زیورات اٹھا کر اپنی میز کی دراز میں رکھ لئے۔ اس کے بعد یہ آپریشن تھیٹر میں چلا گیا آپریشن کامیاب رہا اور مریض پوری طرح صحت یاب ہو کر گھر چلا گیا۔

پرائیویٹ سیکرٹری کا بیان ہے اس روز سے ڈاکٹر جعفر سے ہی نہیں بلکہ ان تمام ڈاکٹروں سے مجھے نفرت ہو گئی جو مریضوں کو ہراساں کر کے اُن کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے اور انہیں بے دردی سے لوٹتے تھے ڈاکٹروں نے جو اپنے ذاتی کلینک بنا رکھے ہیں وہ شفا خانے نہیں بلکہ مذبح خانے ہیں جہاں مریضوں کو ذبح کیا جاتا ہے اور ان کے وارثوں کو بے دردی سے لوٹا جاتا ہے۔

ڈاکٹر جعفر روز بروز بہت لالچی اور خود غرض ہوتا جا رہا تھا جو کیس بھی آتا وہ اپریشن کرنے سے پہلے بھاری فیس طلب کرتا تھا ایسے کیس بھی آئے تھے کہ جن کے لواحقین فیس کا انتظام نہ کر سکے اور مریض اس دنیا سے رخصت ہو گئے اس کی شقی القلبی بڑھتی ہی جا رہی تھی میں سوچتا تھا کہ آخر وہ اتنی کثیر دولت کا کیا کریں گے دولت کمانے کے اس اندھے جنون نے اسے ایک خون آشام بھیڑیا بنا دیا تھا کئی بار ایسا ہوا کہ اس نے بغیر فیس کے آپریشن کرنے سے انکار کر دیا جبکہ بغیر آپریشن کے مریض کا بچنا ناممکن تھا۔ ہاں البتہ ڈاکٹر قدیر اللہ غوری جو ایک ماہر سرجن ضرور تھے لیکن وہ جعفر خان کے مقابلے کے نہ تھے اس نے بغیر کسی فیس کے آپریشن کیا اور کامیاب رہا۔ انہوں نے لوگوں کی دعائیں لیں وہ بڑے نیک متقی اور پرہیزگار انسان تھے یہ لوگوں کی دعائیں لے کر خوش ہوتے تھے جبکہ ڈاکٹر جعفر دولت حاصل کرنے کی ہوس میں بدنام ہونے لگے مگر اس کی انہیں پرواہ نہ تھی نہ فکر۔

ایک روز ایک نوجوان لڑکا ہسپتال میں لایا گیا جو کار کے ایک حادثے میں بری طرح زخمی ہو گیا تھا اسے فوری طور پر آپریشن کی ضرورت تھی ایک اللہ کا نیک بندہ اس لڑکے کو اپنی گاڑی میں ہسپتال لے آیا تھا تاکہ اس کی جان بچائی جا سکے کچھ پتہ نہیں تھا کہ وہ کس گھر کا چشم و چراغ ہے۔ اس کی جیب سے ایسی کوئی شناخت بھی برآمد نہ ہو سکی تھی جس سے اس کے عزیزوں کا پتہ معلوم

ہوتا ہو صاحب اسے لائے ان کا نام محمد احمد تھا انہوں نے آتے ہی ڈاکٹر جعفر کو کہا ڈاکٹر! پلیز اس نوجوان کو آپ کی فوری توجہ درکار ہے اس کی زندگی سخت خطرے میں ہے" میں بغیر فیس کیس ہاتھ میں نہیں لیتا پہلے میری فیس لائیے پھر دیکھوں گا" ڈاکٹر جعفر نے خالص کاروباری لہجے میں کہا: حکومت آپ کو ہسپتال میں ملازمت کرنے کی تنخواہ دیتی ہے آپ ملازم ہیں حکومت کے آپ کس بات کی فیس طلب کر رہے ہیں" محمد احمد کو غصہ آگیا۔ "میں نہ کوئی تنخواہ لیتا ہوں اور نہ ہی کسی کا نوکر ہوں میں اپریشن کرنے کی فیس ضرور لیتا ہوں یہ میرا اصول ہے" خدا کے لئے اس لڑکے پر رحم کھائیں معلوم نہیں کس غریب کا چراغ ہے ذرا سوچئے تو سہی اگر یہ لڑکا مرگیا تو اس کے ماں باپ اور قریبیوں پر کیا گزرے گی" مرتا ہے تو مرنے دیں آپ نے اسے ہسپتال تک پہنچا دیا آپ کا کام ختم۔ آپ کیوں فکر مند اور پریشان ہو رہے ہیں اس کے لئے" "بات یہ ہے کہ میں بال بچے دار آدمی ہوں اور پھر انسانیت کے ناطے بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ کسی کے کام آؤں۔ یہ نیکی ہے میں نیکی کمانا چاہتا ہوں" "کراچی کی سڑکوں پر روز نجانے کتنے لوگ مرتے رہتے ہیں میں یہاں مفت میں جانے بچانے کے لئے نہیں بیٹھا ہوں" ڈاکٹر جعفر نے رعونت سے کہا۔ محمد احمد دیر تک ان سے بحث کرتے رہے اور انہیں زخمی کو دیکھنے پر مجبور کرنے کی کوشش کرتے رہے جب انہوں نے دیکھا کہ ڈاکٹر کسی طرح ان کی بات ماننے کو تیار نہیں تو انہوں نے آپریشن کی فیس پوچھی فیس سن کر وہ خاموشی سے کمرے سے نکل گئے تاکہ کسی اور ڈاکٹر سے بات کر سکیں۔

تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر جعفر آپریشن تھیٹر گئے آپریشن تھیٹر کے پاس ایک اسٹریچر پر وہ نوجوان خون میں لت پت، بے ہوش پڑا تھا جسے محمد احمد ساتھ لے کر آئے تھے۔ ڈاکٹر جعفر نے وہاں سے گزرتے ہوئے غیر ارادی طور پر اسٹریچر پر ایک نظر ڈالی اور اچانک ٹھٹک کر رک گئے پھر ان کے چہرے پر ایسے آثار نمودار ہوئے جیسے انہوں نے کوئی خوفناک چیز دیکھ لی ہو ان کا چہرہ کفن کی طرح سفید پڑتا چلا گیا انہوں نے دل خراش چیخ ماری "میرا بیٹا" وہ تیزی سے اسٹریچر پر جھک گئے نوجوان بیٹے کی حالت دیکھ کر چند لمحوں تک وہ اپنے ہوش و حواس میں نہیں رہے تھے۔

کیسے نازک اور بڑے بڑے آپریشن ڈاکٹر جعفر نے کئے تھے جو کبھی ناکام نہیں ہوئے تھے لیکن ان کے بیٹے کا آپریشن بری طرح ناکام رہا۔ ان کے نوجوان بیٹے نے ان کے سامنے دم توڑ دیا۔ ان کی

مہارت اور قابلیت ان کے اپنے بیٹے کے کچھ کام نہ آسکی،

مریضوں کو لوٹ کر ان کی دل آزاری کر کے جمع کی ہوئی دولت

بھی کسی کام نہ آسکی جوان سال بیٹے کی ناگہانی موت نے انہیں زیادہ عرصہ زندہ نہیں رہنے دیا وہ بھی ایک روز دماغ کی شریانیں پھٹنے کی وجہ سے اس دنیا سے رخصت ہو گئے اپنی تمام تر مہارت اور اپنی قابلیت کے ساتھ۔ البتہ دولت کا وہ انبار اسی دنیا میں چھوڑ گئے جو انہیں بے حد عزیز تھی۔ (ملخص سرگزشت)

عدل و انصاف فقط حشر پہ موقوف نہیں، زندگی خود بھی گناہوں کی سزا دیتی ہے۔

نماز میں خشوع و خضوع کے دو واقعات

مصابیح القلوب میں ہے کہ ابوالعباس جوالیقی نے کسی آدمی کو تھیلی دی لیکن یہ یاد نہ رہا کہ کسے دی تھی ہر چند کوشش کی لیکن یاد نہ آئی ایک روز جب نماز پڑھ رہا تھا دوران نماز یاد آگئی جب گھر آیا تو اپنے شاگرد کو کہا تھیلی یاد آگئی ہے کہ کسے دی تھی اس نے عرض کی کہ کیسے یاد آئی ابو عباس نے کہا میں نماز میں مشغول تھا کہ یاد آگئی شاگرد نے عرض کیا کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے یا تھیلی تلاش کر رہے تھے استاد پر اتنا اثر ہوا کہ طلب علم میں روانہ ہو گئے بالآخر ایک مشہور مفسر بنے۔

۲۔ ایک شخص مسجد کوفہ میں نماز پڑھنے کے لئے گیا کہ یہاں ایک نماز ہزار نماز کے برابر ہے اور گوشۂ خلوت ہے اور دل میں یہ پختہ ارادہ کر لیا کہ آج پورے خشوع و خضوع کے ساتھ اور دنیا کی کسی چیز کا خیال دل میں نہ لا کر نماز ادا کروں گا جونہی نماز میں مشغول ہوا یہ خیال شروع ہو گیا کہ کتنی بزرگ اور مقدس مسجد ہے تو کیا وجہ ہے کہ گلدستہ اذان بھی نہیں اور اس کے مینار بھی نہیں ہیں اس کے بعد مینار کی کیفیت اور بناوٹ وغیرہ ذہن میں گردش کرتی رہی یہاں تک کہ اس نے پڑھا السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ پس اسے معلوم ہو گیا کہ وہ تو مسجد کے مینار بنانے کیلئے گیا تھا نہ کہ دو رکعت نماز بجالانے کے لئے۔ خزینہ

دنیا کی فکر کرنے پر شیر زخمی کر دیتا تھا

شیخ صدوق محمد بن بابویہ قمی (اعطر اللہ مرقدہ) فرماتے ہیں کہ شام کے علاقے میں ایک عابد تھا جو ہر وقت ذکر خدا میں مشغول رہتا تھا اور جنگل اور غاروں میں زندگی گزارتا تھا اور مخلوق سے دور اور الگ رہتا تھا۔ جب میں حج کے سفر کی غرض سے وہاں پہنچا تو اس کی زیارت سے مشرف ہوا تو میں نے ایک عظیم

جنگل اور مہیب جگہ مشاہدہ کی پس وہاں میں اس کے قریب گیا اور سلام عرض کیا اس نے مجھے سلام کا جواب دیا اور بالکل خاموش رہا۔ اور میں بھی کچھ دیر بالکل خاموش بیٹھا رہا میں نے چاہا کہ اس سے کوئی بات پوچھوں ناگاہ میں نے ایک عظیم شیر دیکھا جو ایک گوشے سے اندر آیا۔ اور اپنے ناخن اس کی طرف دراز کئے اور اسے زخمی کر دیا اور واپس اپنی جگہ چلا گیا میں یہ منظر دیکھ کر بے ہوش ہو گیا شدت ڈر کی وجہ سے۔ اور ایک ساعت کے بعد ہوش آیا اس عابد نے مجھے کہا کہ کیا بہت ڈر گئے ہو میں نے کہا اے ابا عبداللہ کیسے نہ ڈروں اس نے کہا یہ شیر مجھ پر موکل ہے کہ جب میں ذکر حق اور عبادت سے فارغ ہو جاؤں یا دنیا کی فکر یا کسی انسان کے ساتھ مشغول ہوتا ہوں یا غافل ہو جاتا ہوں یہ شیر آتا ہے مجھے حملہ کر کے زخمی کر جاتا ہے اور میں اپنے جسم پر اس کے ناخن کے زخموں کو اس سے بہتر سمجھتا ہوں کہ میں ذکر الٰہی سے غافل ہو جاؤں کہ مجھے اس کی جزا آخرت میں ملے گی۔ خزینہ (ہو سکتا ہے یہ شیر واقعی نہ ہو انسان کے سمجھانے کے لئے مثال دی گئی ہو لیکن بہر کیف اس سے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں۔ مولف)

حضرت علی علیہ السلام کی مشکل کشائی

حبل المتین میں ہے نجف اشرف کے ثقہ لوگ بیان فرماتے ہیں کہ ایک عورت نجف اشرف میں خرچ کرنے کے لئے بارہ تومان لائی تھی لیکن اس کے ساتھی نے اس سے چرا لئے اس عورت نے جناب امیرؑ کی ضریح کے پاس آ کر عرض کی مولا! ہزار مشقت کے ساتھ یہ رقم کمائی تھی۔ اب آپ کے ہاں یہ چرائی گئی ہے میں نے آپ سے وصول کرنی ہے جب گھر پہنچی تو اپنے رفیق کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ پاؤں شل ہو گئے ہیں اور منہ ٹیڑھا ہو گیا ہے جب اس نے اس عورت کو دیکھا تو کہا اپنا مال وصول کر حضرت علیؑ نے مجھے سزا دی ہے اور اس عورت نے یہ رقم وصول کر لی۔ اور ایک خچر خرید لیا کہ صحن اقدس میں پانی مہیا کیا کرے اور اس مرد نے خلوص کے ساتھ توبہ کرنے کی وجہ سے شفا پائی۔ خزینہ

بسم اللہ کی برکت زہر نے اثر نہ کیا

بیان کرتے ہیں کہ ابو مسلم خولانی کی ایک کنیز تھی اور وہ ابو مسلم کے ساتھ میل جول کو مکروہ سمجھتی تھی وجہ یہ تھی کہ وہ ضعیف تھا اور اسی وجہ سے کہ میری غلامی ہو جائے اسے چند مرتبہ زہر دی لیکن زہر بالکل موثر نہ ہوا

لیکن ابومسلم کو اس حرکت کا علم ہوگیا پھر اس نے اس زہر دینے کی وجہ دریافت کی اس نے صاف صحیح وجہ بیان کر دی کہ آپ بوڑھے ہیں اور آپ کے ساتھ معاشرت سے کراہت کرتی ہوں اور چاہتی ہوں کہ کسی طرح آپ سے چھٹکارا پاؤں پس ابومسلم نے اسے راہ خدا میں آزاد کر دیا اب اس کنیز نے اس کے بدن میں زہر کے اثر نہ کرنے کا سبب دریافت کیا ابومسلم نے کہا کہ میری سلامتی اور نجات کی وجہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ تھی کہ ہر چیز کے کھانے کے وقت یہ ورد میرا دستور رہا ہے۔ نخزینہ

مسلمان کیلئے ایک، نصرانی کیلئے دو طبق نازل ہوئے

روض الریاحین یافعی میں ہے جعفر خلدی کہتا ہے کہ میں نے ابراہیم خواص کو جنگل میں دیکھا میں نے کہا کوئی حکایت سناؤ کہ یادگار رہے اس نے کہا کہ میں بغداد سے حج کی نیت پر روانہ ہوا عہد کیا تھا کہ کسی سے بات نہ کروں گا حتیٰ کہ کعبہ کے دروازے پر پہنچوں جب مسجد اسعد کے قریب پہنچا تو میں نے ایک شخص کو اپنے عقب میں دیکھا جب میرے پاس پہنچا معلوم ہوا وہ نصرانی ہے کہ اس نے زنار (جنیو) باندھا ہوا تھا اس نے سلام کیا میں نے جواب میں کہا السلام علی من اتبع الھدیٰ میں نے اسے کہا کہ تیرے اور میرے راستے کا مقصد الگ ہے۔ تو موافقت کیسے ہوگی اس نے کہا آپ کا مقصد کیا ہے میں نے کہا مکہ ہے اس نے کہا اس قدر راستہ جو میرا مقصد ہے تمہارے ہمراہ ہوں۔ میں نے کہا شاید سات دن رات گذر گئے ہیں کہ ہم نے کچھ نہیں کھایا نصرانی نے مجھے کہا کہ بھوک سے نڈھال ہو رہے ہیں کھانا حاضر کرو کہ کھائیں میں متحیر تھا اور نہیں جانتا تھا کہ کس طرح اس سے خلاصی پاؤں سوائے اس کے کہ میں نے آہستہ کہا کہ خدایا بحق محمد (ص) مجھے اس بیگانے کے سامنے شرمندہ نہ کرنا پس میں نے دیکھا کہ میرے نزدیک کھانے کا دستر خوان ہے چند روٹیاں سفید اور کچھ بریاں گرم اور تازہ کھجوریں اور ٹھنڈا پانی۔ میں خوش ہوگیا اور نصرانی کو بلایا اور باہم مل کر کھایا اور چل پڑے پھر ایک ہفتہ اور ہوگیا اس دفعہ میں ڈر گیا کہ مبادا طعام کا مطالبہ کرے اور مجھے رسوا ہونا پڑے لہذا میں نے پیش دستی کی اور کہا اے راہب اب تمہاری باری ہے اس نے کہا صبر کریں۔ میں وہیں ٹھہر گیا نصرانی نے عصا پر تکیہ کیا اور تھوڑی دیر زمین پر نگاہ کی اور کہا اٹھو جب میں اٹھا دو طبق دیکھے پہلے تو میں ایک ساعت متفکر ہوا پھر اپنے نفس کو متہم کیا کہ اس بیگانے کے مرتبے میں میرا کیا قصور ہے کہ اس کے لئے دو طبق آگئے اور میرے لئے ایک۔ پس میرے دل میں گزرا کہ یہ آدمی شعبدہ باز ہے یا

سائرہ۔ جب اس نصرانی نے مجھے متفکر دیکھا تو اس نے کہا میں آپ کو بشارت دیتا ہوں دو چیزوں کی میں نے کہا وہ کیا ہیں کہ پہلے یہ سن لوں پھر طعام نوش کروں کہا پہلا تو میرا ایمان ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ دوسرا تیری ہی رفعت اور مرتبہ بلند ہے میری دعا یہ تھی کہ بار الہا اگر اس بندے کی تیرے دربار میں قربت ہے تو مجھے بھی بحرمت دین اسلام خجل اور منفعل نہ کرنا پس خوشی خوشی ہم نے مل کر کھانا کھایا۔ نزہتیہ۔ (نصرانی کے تازہ مسلمان ہونے کی وجہ سے اسے فوقیت دی گئی ہے)

حکیم کا قتل۔ کونجوں کی گواہی جامع الحکایات میں ہے ایک بادشاہ گزرا ہے جس کا نام تروس تھا اس نے یونان کے ایک حکیم کو طلب کیا اس کا نام منش تھا یہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے دارالخلافہ کی طرف روانہ ہوا۔ رستے میں چور آ گئے انہوں نے اس گمان پر کہ اس کے پاس بہت مال ہے اس کے قتل کرنے کا ارادہ کیا حکیم نے کہا میرے قتل سے تمہارا مقصد حصول مال ہے وہ تمام لے لو ... میرے قتل سے باز آ جاؤ وہ نہ مانے اور اسے قتل کرنے پر تل گئے اس بیچارے نے حیرانگی میں ہر طرف نظر کی مگر کوئی مددگار نظر نہ آیا لیکن کونجوں کا ایک غول اڑتا ہوا نظر آیا اس نے آواز دی اے کونجو جان لو کہ میں یہاں بے یار و مددگار ہوں میرے خون ناحق کا بدلہ تم نے لینا ہے چور یہ کلام سن کر ہنسے اور کہنے لگے بیچارہ بے عقل ہے اور جو عقل سے کورا ہو اسے قتل ہی کرنا چاہیئے پس اسے قتل کر دیا اور اس کا مال آپس میں تقسیم کر لیا جب اس کے قتل ہونے کی خبر شہریوں اور بادشاہ تک پہنچی اس کی وفات پر بہت افسوس کیا قاتلوں کی تلاش میں پوری پوری کوشش کی گئی لیکن ناکام رہے بالآخر کچھ مدت کے بعد اہل یونان کی عید آ گئی وہ لوگ اپنے عبادت خانے میں حاضر ہوئے اس حکیم کے قاتل بھی آ گئے اور ایک گوشے میں بیٹھ گئے اس اثنا میں کونجوں کا ایک دستہ ہوا میں نظر آیا اور ان کے اوپر سے گزرا یہ قاتل لوگ ان کو دیکھ کر بے اختیار مسکرائے اور حکیم کی شہادت یعنی گواہی کا واقعہ ان کے ذہن میں پھر گیا جو لوگ ان کے قریب تھے اس بے موقع ہنسی کا سبب ان سے پوچھا پس انہوں نے قصہ بتا دیا اب معلوم ہو گیا کہ وہ مقتول حکیم تو دانشمند تھا اب یہ خبر مشہور ہو گئی یہ قاتل لوگ پکڑے گئے بادشاہ کے پاس لائے گئے بادشاہ نے فرمایا کہ خدا رحمت کرے اس حکیم پر کہ اپنی مظلومیت کے عجیب شاہد قائم کئے نہ اپنی شہادت میں خیانت نہیں کی پھر حکم دیا یہ قتل کر دیئے جائیں۔ نزہتیہ

سند میں حلوا

معتبر کتب میں ہے کہ ایک شخص نے کسی کو ایک سو اشرفی قرض دی اور اس سے تحریر سند لکھوالی۔ جب مطالبے کا وقت آیا وہ تحریر بہت تلاش کی۔ لیکن نہ ملی ایک خدا رسیدہ بزرگ کے پاس گیا اور التماس دعا کی۔ مقدس شیخ نے کہا میں بوڑھا ہوں اور ضعیف آدمی شیرینی کو بہت پسند کرتا ہے ایک رطل (نصف سیر) حلوا خرید کر میرے سامنے پیش کرو۔ تب تمہارے لئے پرخلوص دعا کروں گا۔ اس آدمی نے حلوا خریدا، بیچنے والے نے اسے کاغذ میں لپیٹ کر اس کے حوالے کیا اور اس نے اس مقدس درویش کو پیش کیا شیخ نے فرمایا کاغذ واپس لے لو جب اس شخص نے کاغذ واپس لیا دیکھا تو وہی سند۔ تحریر تھی جو گم ہو گئی تھی۔ شیخ نے فرمایا، اپنی مطلوبہ چیز لے لو اور حلوا بھی لیتے جاؤ اور یہ بچوں میں تقسیم کر دینا۔ خزینہ۔

بہلول کو ایک نے دانا کہا دوسرے نے دیوانہ نتیجہ

ایک تاجر بہلول کے پاس آیا اور کہا اے بہلول دانا میں کونسی جنس خرید کر نگہداری کروں کہ نفع حاصل کروں بہلول نے فرمایا لوہا اور کوئلہ۔ اس نے لوہا اور کوئلہ خرید کر ذخیرہ کر لیا کچھ مدت کے بعد اسے فروخت کیا قیمت فروخت کی زیادتی کے علاوہ وزن کی زیادتی میں بھی نفع وصول کیا۔ کیونکہ اس مدت میں لوہا رطوبت کی وجہ سے زنگ آلود ہو گیا اور کوئلہ بھی رطوبت سے متاثر ہوا اس شخص کو تھوڑی مدت میں بہت دولت وصول ہوئی اس کا ایک ساتھی تھا جب اس کو مالدار دیکھا اس سے سوال کیا کہ اتنی دولت تمہیں کیسے مل گئی اس نے کہا یہ سب بہلول دانا کی نصیحت اور مشورے کی برکت ہے اس کا یہ ساتھی بہلول کے پاس گیا اور کہا اے بہلول دیوانہ۔ میں کونسی جنس خرید کر سٹاک کروں کہ مجھے منافع ہو فرمایا جاؤ پیاز اور لہسن خرید کرو وہ شخص گیا اور جتنا سرمایہ اس کے پاس تھا لہسن اور پیاز کی خرید میں خرچ کر دیا اور ذخیرہ کر دیا۔ کچھ مدت کے بعد جب انبار کا دروازہ کھولا کہ اس مال کو بیچے دیکھا کہ ہر شئے سبز ہو کر ضائع ہو چکی ہے پس کچھ اور رقم خرچ کر کے یہ مال انبار سے باہر نکلوایا اور مزبلہ پر گروایا اور انتہائی غصے کے ساتھ بہلول کے پاس آیا اور کہا اے دیوانے یہ تم نے کیا رہنمائی کی کہ مجھے بہت نقصان اٹھانا پڑا بہلول نے فرمایا عاقل کی کلام عاقلانہ اور دیوانے کی دیوانہ۔ یعنی اس نے مجھے عاقل کہا میں نے عاقلانہ مشورہ دیا اور تو نے مجھے دیوانہ کہا میں نے دیوانگی ظاہر کر دی۔ خزینہ

سکندر اعظم کا ولیمہ (موت کا کھانا) گویا ماں کی تسلی :

جب سکندر اعظم کو اپنی موت کا یقین ہو گیا اپنی ماں کو بطور وصیت لکھا کہ میرے ولیمے میں ہر قسم کے کھانے تیار کرنا اور دعوت عام دینا لیکن وہ لوگ آئیں جن کا کوئی دوست یا محبوب نہ مرا ہو سکندر کی ماں نے اس پر عمل کیا لیکن کوئی آدمی حاضر نہ ہوا اور تمام کھانا فاسد ہو گیا سکندر کی ماں نے کہا کہ کیا وجہ کوئی آدمی ولیمہ میں حاضر نہ ہوا داناؤں نے کہا تم نے خود منع کر دیا تھا کہا کیسے؟ انہوں نے جواب میں کہا تم نے خود شرط عائد نہ کی تھی کہ جو کسی حبیب کی موت کے داغ میں مبتلا ہوا ہو وہ نہ آئے اور دنیا میں کوئی ایسا نہیں ہے جو کسی دوست وغیرہ کی موت میں مبتلا نہ ہوا ہو۔ سکندر کی ماں نے جب یہ چیز سُنی تو بیٹے کی جزع و فزع سے تسکین پا گئی اور کہنے لگی۔ خدا رحمت کرے میرے بیٹے سکندر پر کہ میری تسلی کی بہترین ترکیب اختیار کی۔ نزہۃ

احسان فراموش شخص، بندر، ریچھ اور سانپ کو کوئیں سے نکالنے والے کی داستان

نزہت المجالس میں ہے کہ ایک شخص گزشتہ زمانے میں ایک بیابان میں گیا راستے میں ایک کنواں دیکھا جب اس میں نگاہ ڈالی تو دیکھا کہ ایک شخص، بندر ریچھ اور سانپ چاروں کنوئیں میں موجود تھے دل میں خیال کیا انصاف اور ہمدردی یہ ہے کہ اس آدمی کو اس کنوئیں اور موذی جانوروں سے نجات کا کوئی حیلہ کروں پس اس نے ایک رسی اس میں پھینک دی کہ وہ شخص اسے پکڑ کر باہر آ جائے ناگاہ سانپ اس کے ساتھ لپٹ گیا اس نے کھینچا تو وہ باہر آ گیا اس نے پھر یہ رسی کنوئیں میں ڈالی تو بندر نے رسی کو پکڑ لیا اور اس مرد نے اسے بھی باہر نکال لیا پھر رسی ڈالی تو اتفاقاً ریچھ باہر آ گیا جب یہ تینوں جانور باہر آ گئے اس انسان کے بہت شکر گزار ہوئے پھر انہوں نے متفق ہو کر اس نجات دہندہ شخص کو عرض کی کہ اس انسان کو کنوئیں سے باہر نہ نکالو یہ تمہارے لئے ناشکرا اور احسان فراموش ثابت ہوگا لیکن اس نے ان کا کہنا نہ مانا اور اس مرد کو بھی کنوئیں سے نکال لیا اب جو ان کی جدائی کا وقت آیا بندر نے کہا میری منزل فلاں پہاڑ میں ہے اگر آپ وہاں آ گئے تو آپ اپنے اس احسان کا بدلہ پالیں گے سانپ اور ریچھ نے بھی اسی طرح اپنے جائے سکونت سے آگاہ کیا اور اپنی جائے سکونت کو سدھارے پھر وہ مرد جسے کنوئیں سے نکالا تھا نے بھی اپنی رہائش کی نشاندہی کی اور خدا حافظ کہتے ہوئے اپنی جائے اقامت کو چلا گیا۔ کچھ دنوں بعد یہ کنوئیں سے نکالنے والا

شخص پہاڑ کے اس مقام پر پہنچا جو بندر نے بتایا تھا جب بندر نے اسے دیکھا دوڑ کر اس کے پاس گیا۔ بہت خاطر تواضع کی ہر قسم کے میوے اس پہاڑ کے درختوں سے لا کر اس کے پیش کئے پھر یہ شخص ریچھ کے مقام پر پہنچا جب ریچھ کی نظر اس پر پڑی بہت مدارات کی اور بادشاہ کی بیٹی جو سیر کے لئے نکلی تھی اسے ہلاک کیا اور اس کے تمام لباس وزیورات وغیرہ اس مرد کے سپرد کئے پس اس مرد نے دل میں کہا کہ یہ حیوان تھے ان سے بدلے کی اتنی توقع نہ تھی لیکن اس قدر احسان کیا ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو انسان اور احسان کا بدلہ نہ دے بس اب انسان کے پاس آیا جسے کنوئیں سے نکالا تھا اس نے بندر اور ریچھ کے احسان کے بدلے کا تفصیلی ذکر کیا پس اس مرد نے کہا کہ میرا احسان تم پر یہ ہے کہ تجھے اس لباس اور زیورات کے بیچنے میں اعانت کروں گا پس یہ سامان اس سے لیا اور بادشاہ کے پاس لے آیا اور ساری کیفیت بادشاہ سے بیان کی اور کہا کہ یہ مرد اس وقت میرے گھر میں ہے بادشاہ نے اپنے کارندے بھیجے انہوں نے اس بیچارے کو گرفتار کیا اور سخت سزا دی مارا کوٹا اور پھر قید خانے میں بند کر دیا اب وہ سانپ جسے اس نے کنوئیں سے نکالا تھا زندان میں آیا اور اسے بہت ملامت کی اور کہا ہم نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ یہ انسان کفرانِ نعمت کرنے والا ہے اور تم نے ہمارا کہنا نہ مانا پھر زندان سے باہر آیا اور بادشاہ کے بیٹے کے پاس گیا اور اس کی گردن کے گرد حلقہ بنالیا۔ پس بادشاہ نے فریاد بلند کی سانپ نے اسے کہا کہ اگر اس صالح غریب کو قید سے نہ رہا کرو گے بہرصورت تمہارے بیٹے کو ہلاک کر دوں گا پھر بادشاہ نے اسے آزاد کرنے کا حکم دیا اور اس سے تمام تفصیل دریافت کی اس نے بادشاہ کو تمام ماجرا سنا دیا بادشاہ نے کہا کہ حیوانوں نے درست کہا تھا کہ انسان کفرانِ نعمت کرتا ہے پھر حکم دیا کہ اس آدمی کو کفرانِ نعمت کی وجہ سے پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔ تحزینہ

دعا و دوا کا وقت ہوتا ہے

حضرت عیسیٰ کا گذر ایک شہر سے ہوا وہاں کے باشندوں کو مغموم دیکھا آپ نے ان کے غم کی وجہ دریافت کی انہوں نے کہا ہمارے بادشاہ کی صرف ایک بیٹی ہے وہ ایسے مرض میں مبتلا ہے کہ تمام طبیب اس کے علاج سے عاجز آگئے ہیں وہ صحت یاب نہیں ہو رہی اس وجہ سے بادشاہ نے اپنے امور سلطنت ترک کر دیئے ہیں اور رعیت کے تمام امور بھی مختل ہو گئے ہیں پس وہ بزرگوار شہر سے باہر تشریف

لائے ایک بیابان میں پہنچے کہ ایک گھاس سے آواز آئی اے روح اللہ بادشاہ کی بیٹی کی بیماری کی دوا میں ہوں مجھے اپنے ساتھ لے جائیں اور میرے ساتھ اس کا علاج کریں پس آپ نے اس سے کچھ چن لیا اور شہر میں واپس آگئے اور یہ بادشاہ کی بیٹی کو کھلایا لیکن اس سے کوئی افاقہ نہ ہوا! متعجب ہوئے اور شہر سے باہر آگئے جب ایک سال اس کے بعد گزر گیا پھر اسی بیابان سے گزر ہوا اور اسی گھاس نے پھر آواز دی کہ بادشاہ کی بیٹی کا علاج میں ہوں روح اللہؑ نے فرمایا۔ پچھلے سال بھی تم سے گھاس حاصل کی اور بادشاہ کی بیٹی کو کھلائی لیکن ٹھیک نہ ہوئی عرض کی اے روح اللہ میں دروغ گو نہیں ہوں بادشاہ کی بیٹی کا علاج میں ہی ہوں لیکن پچھلے سال آپ نے غیر وقت میں مجھے کھلایا اور اللہ نے ہر چیز کے کھانے کے لئے ایک وقت اور مدت مقرر کر رکھی ہے اور یہ غیر وقت میں موثر نہیں ہوتی میرے کھانے کا موسم یا وقت سردیاں ہیں اور آپ نے پچھلے سال گرمیوں میں اس لڑکی کو کھلایا تھا پس آنحضرت نے اس گھاس میں سے کچھ چنا اور شہر میں آئے اور اس کے ساتھ اس کا علاج کیا اور اللہ کے اذن سے اس کے کھانے سے اس لڑکی نے شفا پائی تاکہ تمام مخلوق کو علم ہو جائے کہ دوا اور دعا کا وقت ہوتا ہے اگر وقت کے مطابق استعمال کی جائے تو موثر ہوتی ہے۔ خزینہ

امیر فیل کی بدمعاشی اور قتل

احمد بن طولون جو مصر کا والی تھا کے پڑوس میں ایک فقیر رہتا تھا اس کی ایک بیوی اور پاکیزہ کنواری بیٹی تھی یہ دونوں چرخہ وغیرہ کاتنے میں مصروف رہتی تھیں تاکہ اس مزدوری سے بیٹی کا جہیز تیار کریں وہ لڑکی کبھی بازار نہ گئی تھی ایک روز اس نے باپ اور ماں سے عرض کی۔ اب جب آپ رسیاں اور دھاگا وغیرہ فروخت کرنے کے لئے بازار جائیں تو مجھے بھی ہمراہ لے جائیں تاکہ میں بھی کچھ مشاہدہ کر سکوں پس جب وہ بازار گئے تو اس بچی کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے اتفاقاً احمد بن طولون کے امیروں سے ایک امیر جس کا نام فیل تھا کے دروازے پر پہنچے لڑکی نے وہاں ادھر اُدھر دیکھنے کے لئے کچھ توقف کیا اس کے ماں اور باپ وہاں سے چلے گئے اور لڑکی کے متعلق انہیں خیال نہ رہا کہ وہ پیچھے رہ گئی ہے اسی اثنا میں امیر فیل اپنے گھر سے باہر آیا اس کی نظر اس لڑکی پر پڑی فریفتہ ہو گیا کیونکہ یہ انتہائی حسین تھی پس اُسے اپنے گھر کے اندر بھیج دیا اور حکم دیا کہ کنیزیں اسے نہلائیں دھلائیں فاخرہ لباس پہنائیں اور اسے پوری طرح آراستہ کر دیں جب ایسا کر دیا گیا تو اُسے خلوت میں لے جا کر منہ کالا کیا جب لڑکی کے ماں باپ

ملتفت ہوئے لڑکی نظر نہ آئی بہت مضطرب ہوئے اس کی تلاش شروع کی لیکن کچھ پتہ نہ چل سکا پس مایوس ہو کر گھر واپس آگئے جب رات ہوئی دق الباب ہوا دروازے پر آئے دروازے کے پیچھے ایک مرد کو دیکھا اس نے کہا امیر فیل آپ کی بیٹی کو گھر لے گیا ہے اس کنواری بچی کے ساتھ بدمعاشی کی ہے۔
جب ماں باپ نے یہ قضیہ سُنا گویا کہ دیوانے ہو گئے احمد بن طولون کا ایک مؤذن تھا اس کا دستور یہ تھا کہ جب کسی ناجائز اور فحش امر کا اتفاق ہوتا وہ غیر وقت میں اذان دیا کرتا تھا احمد کو اس وجہ سے ملتفت کیا کرتا تھا اتفاق سے اس موذن اور لڑکی کے باپ میں گہری دوستی تھی یہ اس مؤذن کے پاس آیا اور ساری کہانی پیش کی موذن نے اذان دینی شروع کر دی جب احمد نے اس کی اذان سُنی اُسے حاضر ہونے کا حکم دیا اور تمام واقعہ سے آگاہی حاصل کی پھر حکم دیا کہ اس لڑکی کے ماں باپ دونوں میرے پاس پیش ہوں اور ان کو ایک جگہ پنہاں کر دیا اور امیر فیل کو بھی حکم دے کر بلوا لیا پھر احمد نے اس کو کہا کہ نئی شادی مبارک ہو امیر فیل نے کہا میری نئی شادی کہاں ہوئی ہے اور انکاری ہو گیا احمد نے کہا کیا تو انکار کرتا ہے حالانکہ تیری اس بیوی کے ماں اور باپ میرے پاس موجود ہیں اور پھر ان دونوں کو حاضر ہونے کا حکم صادر کیا جب امیر فیل کی نظر ان پر پڑی تو شرمندگی سے اپنا سر جھکا لیا احمد نے کہا سر بلند کر پھر لڑکی کے باپ کو کہا اپنی بیٹی امیر فیل کی زوجیت میں دے دو اور ایک ہزار مہر عاجل اور پانچسو روپیہ اجل مقرر ہو گیا لڑکی کے باپ نے قبول کر لیا قاضی اور گواہوں کو حاضر کر لیا اور عقد پڑھ دیا گیا قاضی اور گواہ جب وہاں سے چلے گئے پھر اپنے جلاد کو حکم دیا کہ امیر فیل کو قتل کر دو اس نے تعمیل کی اور اسے قتل کر دیا پھر احمد نے لڑکی کے باپ کو کہا اب تمہاری بیٹی اپنے شوہر کی میراث بھی پائے گی۔ پھر اس کے بعد حکم دیا کہ امیر فیل کی تمام ملکیت لڑکی اور اس کے باپ کو دے دی جائے۔ خزینہ

معتصم باللہ عباسی کے وزیر اور دس گواہوں کا قتل

بیان کرتے ہیں کہ معتصم باللہ عباسی کے زمانہ میں اس کے ایک وزیر کی عمارت بہت بلند تھی اور وہ اکثر اوقات اس کے اوپر بیٹھ کر ہمسائیگاں کی عورتوں کو دیکھا کرتا تھا اتفاقاً ایک روز ایک ہمسایہ پر اس کی نظر جا پڑی جو حسن و جمال میں بے نظیر تھی پھر اس نے اس کے باپ کے بارے میں پوچھا کہ وہ کون ہے اور اس کا شغل کیا ہے لوگوں نے بتایا کہ وہ ایک تاجر ہے اس وزیر نے خواستگاری کے طور پر کسی کو اس کے پاس بھیجا لیکن اس کے باپ نے قبول نہ کیا اور عذر پیش کیا کہ میں ایک تاجر

ہوں کسی تاجر کے ساتھ جو میرا کفو ہوگا اس کا عقد کروں گا جب وزیر کو مایوسی ہوئی تو اس راز کو اپنے ایک ہمدرد خاص آدمی کے سامنے پیش کیا اس نے کہا اگر ہزار دینار مہیا کر دیں تو آپ دیکھ لیں گے کہ میں آپ کا مطلب کس طرح پورا کرتا ہوں ہزار دینار خرچ کرنے کے بعد تمہارا وصال اس دختر کے ساتھ ہو جائے گا وزیر نے کہا یہ کیسے ؟ اور پھر کہا کہ خدا کی قسم اگر دو لاکھ دینار یا اس سے بھی زائد خرچ ہو جائیں میں اس وصال کے لئے بخوشی ادا کر دوں گا اس خاص ہمدرد نے کہا کہ ہزار دینار میرے ہاتھ پہ رکھو اور پھر میرے ہاتھ کی صفائی دیکھو کہ کس طرح آپ کا مقصد پورا کرتا ہوں وزیر نے رقم حاضر کر دی اس نے یہ رقم لے لی اور ان دس عادل آدمیوں کے پاس گیا جن کی شہادت قاضی کے پاس مقبول تھی ان کو وزیر کے اس لڑکی کے ساتھ عشق کی پوری داستان بیان کی اور تمام کو ایک ایک سو اشرفی پیش کی کہ وہ قاضی کی عدالت میں آکر شہادت دیں کہ وزیر نے اس لڑکی کے ساتھ کثیر مہر پہ عقد کر لیا ہے اور انہیں یوں شہادت دینے کی ترغیب دلائی کہ اس وجہ سے وزیر کا احترام بھی ملحوظ اور محفوظ رہے گا اور وزیر کے پاس آپ کی عزت اور احترام میں بھی اضافہ ہوگا اور لڑکی کے بھی مقام عالی پہ پہنچنے اور مہر کے انتہائی کثیر ہونے کا موجب ہوگا اور جب اس کا باپ یہ سنے گا تو البتہ راضی ہو جائے گا کیونکہ وزیر سے بہتر داماد نہیں مل سکتا پس ان گواہوں نے یہ رقم وصول کی اور اس لڑکی کی گواہی قاضی کی عدالت میں دے دی ساتھ عظیم مہر کے۔ پس وزیر نے اس لڑکی کو منگوا بھیجا کہ میری زوجہ کو میرے گھر بھیجا جائے جب لڑکی کے باپ نے یہ کیفیت سنی تو وزیر کے ساتھ قاضی کی عدالت میں گیا قاضی نے حکم دیا کہ وزیر لڑکی کا حق مہر حاضر کرے اور لڑکی کے باپ کے سپرد کرے اور وزیر زوجہ کو اپنے گھر لے جائے جب ایسا کیا گیا تو لڑکی کا تاجر باپ بیتاب ہو گیا اور خلیفہ معتصم کے حضور پہنچنے کی کوشش کی کہ اپنی سرگزشت بیان کرے لیکن ممکن نہ ہو سکا بالآخر اس کے ایک دوست نے جو معتصم کا خاص آدمی تھا اسے کہا کہ خلیفہ کے خلوت میں حاضر ہونے کا لباس پہن لو اور اُن کے ساتھ خلوت میں جا کر اپنی مظلومیت معتصم کو پیش کرو اس نے ایسا ہی کیا اور معتصم تک پہنچنے اور اپنی سرگزشت بیان کرنے میں کامیاب ہو گیا پس معتصم نے وزیر کو حاضر ہونے کا حکم دیا جب حاضر ہوا تو اس نے خلیفہ کی ہیبت کی وجہ سوائے سچائی کے اور کوئی چارہ نہ دیکھا اس خیال اور گمان پر کہ اگر اس صحیح واقعہ کو بیان کر دیا تو خلیفہ اسے معذور سمجھے گا اس مہر کی زیادتی کی وجہ سے جو مقرر ہوا ہے جب معتصم کو حقیقت معلوم ہو گئی تو اس نے گواہوں کے بھی پیش ہونے کا حکم دیا انہوں نے بھی

وزیر کی طرح معتصم کی معافی کا خیال کرتے ہوئے درست واقعہ پیش کر دیا پھر معتصم نے گواہوں کیلئے حکم دیا کہ انہیں پھانسی دی جائے اور اس وزیر کو تازہ ذبح کی ہوئی گائے کے چمڑے میں بند کر کے اس پر اتنی لاٹھیاں ماری جائیں کہ اس کا گوشت پوست مخلوط ہو جائے پھر حکم دیا کہ تاجر اپنی لڑکی کو گھر لے جائے اور جو مہر اس لڑکی کا مقرر ہوا تھا سارے کا سارا تاجر کے سپرد کیا جائے اور درمیان میں کوئی دخل نہ دے۔ نخزینہ

شیخ ابو الحسن نوری نے معتضد خلیفہ کے شراب کے مٹکے توڑے، معتضد کی توبہ

محقق سبزواری روضۃ الانوار میں لکھتے ہیں کہ شیخ ابو الحسن نوری مخلوق کے معاملات میں بالکل دخل اندازی نہ کرتے اور جن چیزوں کا امورِ دین سے واسطہ نہ ہوتا لاتعلق رہتے لیکن جہاں شرعی مخالفت ہوتی وہاں ضرور منع کرتے اگرچہ اپنی ہلاکت کا ڈر ہوتا۔ ایک دفعہ دریائے دجلہ کے کنارے تجدید وضو کے لئے گئے۔ دجلہ کے کنارے پر ایک کشتی دیکھی اس کشتی میں تیس مٹکے سربمہر تھے ہر ایک پہ لکھا ہوا تھا "لطف" شیخ اس پر بہت متعجب ہوئے کہ کوئی بیچنے والی اور تجارت کرنے والی ایسی چیز نہیں جسے "لطف" کہتے ہوں۔ ملاح سے سوال کیا کہ ان مٹکوں میں کیا ہے؟ ملاح نے کہا آپ کو اس سے کیا واسطہ تو درویش آدمی ہے اپنے حال پر باقی رہ۔ شیخ کو اس جواب سے اس کے جاننے میں مزید شوق پیدا ہوا۔ ملاح کو کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ تو مجھے صاف صاف بتا دے کہ ان مٹکوں میں کیا ہے؟ ملاح نے کہا تو ایک فضول قسم کا درویش آدمی ہے یہ شراب کے مٹکے ہیں کہ خلیفہ کے لئے لائے گئے ہیں اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ اپنی مجلس محفل کو اس کے ساتھ آراستہ کریں اس کشتی میں ایک بڑی چھڑی پڑی ہوئی تھی شیخ نے ملاح کو کہا یہ چھڑی میرے سپرد کرو۔ ملاح غصے میں آگیا اور اپنے شاگرد کو کہا کہ یہ چوب اسے دے دو تاکہ میں دیکھوں کہ یہ کیا کرتا ہے؟ ملاح کا شاگرد اٹھا اور وہ چوب اس کے ہاتھ میں دے دی شیخ نے چوب اپنے ہاتھ میں پکڑی اور ان مٹکوں کو توڑنا شروع کیا ملاح چلایا تا آنکہ یونس بن افلح جو اس پل کا کوتوال تھا اپنے ملازمین کے ساتھ پہنچا اور شیخ کو گرفتار کر لیا اور معتضد جو خلیفہ وقت تھا کے پاس لے گئے اور تمام صورت حال بیان کر دی اور معتضد انتہائی غیور تھا اور اس کی تلوار اس کی بات سے پہلے وار کر جاتی تھی تمام اہل بغداد بہت اندوہگین ہوئے کہ اب کوئی شک نہیں یہ شیخ کو ہلاک کر دے گا جب شیخ کو حاضر کیا گیا۔

معتضد آہنی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور گرز اپنے ہاتھ میں پھرا رہا تھا شیخ پر للکار کر بولا کہ تو کون ہے؟ ایسی گستاخی کرنے والا۔ شیخ نے کہا میں محتسب ہوں خلیفہ نے کہا کس کے حکم کے ساتھ احتساب کرتے ہو کہا خدا اور رسول کے حکم سے۔ کہا تمہیں کس نے محتسب گردانا ہے شیخ نے کہا اسی نے جس نے تمہیں بادشاہی عطا کی ہے مجھے محتسبی عنایت فرمائی ہے معتضد نے کچھ دیر کے لئے سر جھکایا پھر سر اٹھایا کہا تجھے کس چیز نے جرأت دلائی کہ ان مٹکوں کو توڑے۔ شیخ نے کہا تمہارے اور تمہاری رعیت کے حق میں شفقت نے۔ خلیفہ نے کہا میرے حق میں کیسے؟ کہا کہ وہ منکر کہ جس کے ازالہ کیلئے تو تقصیر گوارا رکھتا ہے تجھے اس سے منع کیا ہے اور تیرے ان میں مبتلا ہونے سے بروز قیامت غلامی کا انتقام کیا ہے پھر کہا میری رعیت کیحق میں کیونکر۔ کہا وہ اس بنا پر کہ تیرے محرمات کے ارتکاب پر لوگ گناہوں پر دلیر ہو جائیں گے جب تو عوام سے باز رہے گا دوسرے دلیری نہیں کریں گے کیونکہ عوام۔ رعایا نیکی اور بدی میں بادشاہ کے تابع ہوتے ہیں۔ اگر بادشاہ کو اصلاح پر دیکھیں دوسرے بھی پیروی کریں گے اور یہ ثواب اس کے لئے جمع ہو جائے گا۔ اور اگر بادشاہ سے فساد مشاہدہ کریں گے تو یہ فسق و فجور میں مبتلا ہو جائیں گے اور ان کا وبال بادشاہ کی گردن پر ہوگا پس میں نے آپ کے حق میں اور آپ کی رعیت کے حق میں مہربانی کی ہے اور میں سوائے اللہ کی خوشنودی کے کچھ نہیں چاہتا۔ معتضد پر گریہ طاری ہو گیا اور کہا یہ کام آپ کو زیب دیتا ہے اور آج کے بعد جب بھی کوئی منکر دیکھو اس سے روکو اور میں حکم دیتا ہوں کہ آپ کو کوئی نہ روکے نجریند

حارث بن الاسد کا زہد اور کچھ لقمۂ حلال، حرام کے متعلق

زینت المجالس میں ہے کہ حارث بن الاسد المحاسبی جملہ مشائخ میں سے تھے۔ زہد۔ تقویٰ۔ ورع اور عبادت میں یکتائے روزگار تھے انہیں اپنے باپ کی طرف سے ستر ہزار درہم میراث میں ملے تھے لیکن انہوں نے اس میں بالکل تصرف نہ کیا اور فرمایا کہ رسول اللہ سے روایت ہے کہ ملت کا اختلاف میراث کا مانع ہے اور میرا باپ قدری مذہب رکھتا تھا راوی بیان کرتا ہے کہ آپ وفات کے وقت تک درہم درہم کے محتاج رہے لیکن اس وافر مال کو اپنے انتہائی ورع اور تقدس کی وجہ سے تصرف میں نہ لائے بیان کرتے ہیں کہ جب ایسا کھانا ان کے سامنے پیش ہوتا جس میں شبہ ہوتا اس کی طرف ہاتھ دراز کرتے تو اُن کے ہاتھ کی ایک رگ پھڑک جاتی اور ان پر ظاہر و ثابت ہو جاتا کہ یہ طعام ان پر حلال نہیں ہے جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے ان کے جسم میں بھوک کے اثرات مشاہدہ کئے تو

میں نے انہیں اپنی منزل پر تشریف لانے کی زحمت دی انہوں نے قبول فرمالیا کچھ کھانا جو ایک شادی والوں کے گھر سے ہمارے گھر آیا ہوا تھا پیش کیا ابوعبداللہ حارث نے اس سے لقمہ اٹھایا پھر کھڑے ہو گئے اور یہ لقمہ باہر گرا دیا اور چلے گئے کچھ مدت بعد جب ان سے ملاقات ہوئی میں نے سوال کیا آپ کا بغیر کھانا کھائے اٹھ کر چلے آنے کا کیا سبب تھا ؟ جواب دیا کہ میرے اور اللہ جلّ شانہٗ کے درمیان ایک نشانی ہے کہ جب میرے پاس ایسا کھانا لایا جائے جس میں شبہ ہو اور میں ہاتھ اس کی طرف دراز کروں میرے ہاتھ کی رگ پھڑک جاتی ہے اب بتاؤ کہ وہ کھانا کہاں سے مہیا کیا تھا کہا کہ میرے قریبیوں کے گھر سے آیا ہوا تھا۔ میں نے پھر ان کو دوبارہ دعوت کی استدعا کی انہوں نے قبول فرمالی انہیں اپنے گھر لے آیا میں نے کچھ خشک روٹی حاضر کی رغبت کے ساتھ تناول فرمائی اور فرمایا کہ جب آپ کسی درویش کو کھانا پیش کریں تو بیشک خشک ہو لیکن خلوص اور خلق کا مظاہرہ ہونا چاہیئے۔ (خزینہ)

○ حرام لقمہ کے لئے یہی کافی ہے کہ حدیث نبوی میں ہے کہ جو کوئی حرام لقمہ تناول کرتا ہو اس کی دعا چالیس روز تک مستجاب نہیں ہوتی اور جس کا پورا شکم حرام سے پُر ہو اس کی دعا کا اثر کیسے ہو!

○ بحارالانوار میں حضرت امیرالمومنینؑ سے روایت ہے خداوند عالم نے حضرت داؤد کو وحی کی کہ تو نیک بندہ ہے بیت المال سے نہ کھا۔ اپنے ہاتھ سے کما۔

○ حضرت داؤد چالیس روز روتے رہے پس اللہ نے لوہے کو وحی کی کہ میرے بندے داؤد کے لئے موم ہو جا پس ان کے لئے موم ہوا ہر روز ایک زرہ تیار کرتے اور ہزار درہم پر فروخت کرتے اور تین سو ساٹھ زرہیں تیار کیں ان کو بیچ کر بیت المال سے مستغنی ہوئے۔

○ ناسخ التواریخ میں ہے کہ پیغمبر کا ایک حبشی غلام تھا کرکرہ نامی۔ یہ آپ کی سواری کا نگہبان تھا جب فوت ہوا آپ کو اس کی وفات کی خبر پہنچی فرمایا یہ دوزخ میں جائے گا جب اس کا مال کھولا گیا ایک اونی کمبل اس سے نکلا جو اس نے اپنی غنیمت کی تقسیم سے زائد لیا ہوا تھا۔

ایک دوسرے صحابی کے متعلق اس طرح ہے کہ وہ غزوہ خیبر کے دوران فوت ہوا۔ آپ کو خبر ہوئی فرمایا اس پر نماز جنازہ نہ پڑھیں کیونکہ اس نے غنیمت میں خیانت کی ہے اس نے ایک مہرہ جس کی قیمت دو درہم سے زیادہ نہیں تھی۔ اڑا لیا تھا۔ ○ امیرالمومنین فرماتے ہیں کئی لوگ محشر میں سؤر کی شکل میں محشور ہوں گے یہ وہ لوگ ہوں گے کہ دنیا میں حرام مال کھاتے تھے پھر فرماتے ہیں کچھ لوگ محشر میں اس

حالت میں گذریں گے ان کی نیکیاں پہاڑ کی طرح ہوں گی لیکن ان کی نیکیاں ہباءً منثوراً ہو جائیں گی اور حکم ہوگا ان کو جہنم رسید کرو حضرت سلمان کے عرض کرنے پر آپ نے جواب دیا کہ یہ لوگ نمازی ہونگے روزہ دار ہوں گے راتیں عبادت میں بسر کرتے رہے ہوں گے لیکن جب ان کے پاس حرام مال آتا تھا۔ اسے لینے میں پرہیز نہ کرتے تھے۔ ● قدسیات میں ہے حضرت داؤد نے بنی اسرائیل کو فرمایا کہ تمہارے منہ میں سوائے لقمہ حلال کوئی چیز اندر نہ جائے اور منہ سے سوائے شائستہ کلام کے کچھ صادر نہ ہو اور حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ اللہ کے نزدیک حرام لقمے کا ترک کرنا دو ہزار رکعت نماز سے بہتر ہے پس اے انسان تمہارے شکم کا تم پر یہ حق ہے کہ اسے حلال کا ماویٰ ٹھکانہ اور ظرف قرار دے اور ضرورت سے زیادہ تناول نہ کرے۔ مخزینہ۔ ● اصول کافی میں جناب امیرالمومنین سے روایت ہے کہ جو آدمی کسی کا ایک دانق (درہم کا چھٹا حصہ) غصب کرتا ہے اسے محشر میں اس کے بدلے سات سو مقبول نماز دینی پڑے گی۔ ● پیغمبرؐ خدا فرماتے ہیں کہ اصل مالک کو ایک درہم واپس کرنا ہزار سال کی عبادت، ہزار غلام آزاد کرنا، ہزار حج اور ہزار عمرہ بجالانے سے بہتر ہے۔ ثمرات الحیوٰۃ

● مشہور ہے کہ خلیفہ کے دسترخوان کا کھانا ایک دفعہ بہلول کو پیش کیا گیا بہلول نے کہا یہ میں نہ کھاؤں گا باورچی نے آواز بلند کی لوگ تو اس کھانے کی طمع رکھتے ہیں اور اب تمہیں پیش کیا ہے تو رد کر رہا ہے بہلول نے کہا آہستہ بات کرو اگر بازار کے کتوں نے سُن لیا کہ یہ خلیفہ کا کھانا ہے وہ بھی نہیں کھائیں گے۔ مخزینہ۔ (یہ کھانا اتنا ناجائز ہے کہ اگر کتے بھی جان جائیں تو نہیں کھائیں گے یعنی ایسا کھانا کھانے والے کتوں سے بھی بدتر ہیں) ● مال حرام سے مراد صرف حرام جانور یا نجس چیز کا کھانا ہی نہ سمجھا جائے بلکہ اس سے مراد ہر بیگانہ مال غصب کرنا یا غیر مخمس غیر مزکیٰ مال ہضم کر جانا بھی ہے کئی علماء بظاہر شریعت کے بہت پابند ہیں لیکن حریص ہیں تحریفیں کر کے مال ہڑپ کر جاتے ہیں جو اسلام کے ساتھ مذاق ہے۔ مجھے اسلام آباد میں ایک دفعہ اسی موضوع پر تقریر کرنے کا اتفاق ہو گیا ایک معقول مومن نے بعد میں فرمایا آپ کی تقریر سخت تھی میں نے جواب دیا کہ آپ اللہ اور معصومینؑ پر کیس۔ مقدمہ کر دیں، اور اگر میں نے غلط بیانی کی ہے تب واقعی میں سزا کا مستحق ہوں لیکن میں تو صرف ناقل ہوں۔

حضرت یوسفؑ کی اپنے گواہ پر عنایات

بعض معتبر کتب میں ہے کہ حضرت یوسفؑ اپنی شاہی کے دور میں ایک دفعہ اپنے محل میں بیٹھے ہوئے تھے۔

کہ ایک نوجوان کو پھٹے پرانے لباس میں وہاں سے گذرتے ہوئے دیکھا جبرئیلؑ نازل ہوئے عرض کی۔ اے یوسفؑ! آپ اس نوجوان کو پہچانتے ہیں فرمایا نہیں عرض کی یہ وہی بچہ ہے جو اب جوان ہے جس نے گہوارے میں گفتگو کی تھی اور آپ کی زلیخا کے بالمقابل عصمت کی گواہی دی تھی عزیز مصر کے پاس!۔ حضرت نے فرمایا پھر تو اس کا مجھ پر حق ہے اس جوان کو حاضر کیا گیا پھر آپ نے حکم دیا کہ اسے نہلا دھلا کر لباس فاخرہ پہنایا جائے پھر اس کا ماہانہ بھی مقرر فرما دیا اور اس کے علاوہ بھی اُسے انعام واکرام سے نوازا۔ جناب جبرائیلؑ حضرت یوسفؑ کے اس جوان کے ساتھ اس حسن سلوک پر مسکرائے؟ آپ نے فرمایا کیا آپ اس لئے مسکرائے ہیں کہ میں نے احسان میں کمی کی ہے؟ عرض کی نہیں بلکہ میری مسکراہٹ کی وجہ یہ ہے کہ آپ بیشک نبی ہیں لیکن پھر بھی اللہ کی مخلوق ہیں اس جوان کی ایک شہادت جو لاشعوری میں آپ کے حق میں دی تھی اور اُسے وہ یاد بھی نہیں ہے اس پر اتنا احسان کیا ہے تو خداوند کریم مومن کے حق میں جس نے تمام عمر اللہ کی توحید کی گواہی حالت شعور میں دی ہے کس قدر احسان فرمائے گا۔ مخزینہ

۲۔ اسی قسم کا واقعہ مخزینہ میں دوسرے مقام پر بحار الانوار کے حوالے اس طرح ہے کہ حضرت عیسٰیؑ کا گذر ایک قبرستان سے ہوا۔ ایک قبر کو دیکھا کہ صاحب قبر عذاب میں ہے کچھ مدت کے بعد پھر آپ کا گذر وہیں سے ہوا۔ اب دیکھا کہ وہ صاحب راحت میں ہے باری تعالیٰ سے سوال کیا کہ یہ کیا راز ہے؟ جبرئیلؑ نازل ہوئے عرض کی، اے روح اللہ! یہ صاحب قبر دنیا میں گنہ گار تھا، اور اپنے گناہوں کی وجہ سے قبر میں معذب تھا لیکن یہ ایک بیٹا چھوڑ کر مرا تھا اسے معلم کے پاس بھیجا گیا جس وقت اس بچے نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا خداوند عالم نے فرمایا مجھے شرم آتی ہے اس شخص سے کہ میرا نام رحمانیت اور رحیمیت کے ساتھ لے اور میں اس کے باپ کو عذاب کروں پس اس وجہ سے اس صاحب قبر سے عذاب رفع ہو گیا ہے۔

مؤلف فرماتے ہیں اے عاصی! دربار خداوندی سے ناامید نہ ہو کیونکہ اس بچے کی باری تعالیٰ کی رحمانیت اور رحیمیت کے ساتھ شہادت اس حالت میں کہ یہ اس کا معنی بھی نہیں جانتا تھا اور حضرت باری کی اسے معرفت بھی نہیں تھی اس کے گنہ گار باپ کی نجات کا سبب ہوئی اگر تیری شہادت خدا تعالیٰ کی رحمانیت و رحیمیت کے ساتھ ہو اور وہ بھی پچاس سال اس کا معنی جاننے اور اس اعتقاد کے

ساتھ کہ یہ دونوں وصف باری تعالیٰ میں تصوّرِ بشر سے مافوق کمال پر ہیں تو تیرے عذاب سے نجات کا سبب اور ذریعہ بننے میں کیا تعجب ہے۔ (حالانکہ ظاہر ہے کہ اس بچے کی قرأت تو کیا تلفظ بھی درست نہ ہوگا)

نیک اور بُرے اعمال قبر میں کیونکر داخل ہوتے ہیں

شیخ بہاؤ الدین عاملی سے روایت ہے آپ کی ایک عارف شخص سے اصفہان کے قبرستان میں ملاقات ہوئی۔ یہ عارف فرماتے ہیں کہ کل میں نے ایک عجیب و غریب امر اس قبرستان میں مشاہدہ کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے ایک جماعت کو دیکھا کہ وہ ایک جنازہ لائے اور اس میت کو فلاں مقام پر دفن کیا اور اس مقام کی نشان دہی فرمائی پھر ایک ساعت گزری ہوگی کہ میں نے خوشبو محسوس کی کہ ایسی خوشبو زندگی میں نہ پائی تھی میں حیران ہوگیا اور دہنے بائیں اس کی تلاش میں مصروف ہوگیا پس میں نے ایک خوش صورت جوان کو دیکھا وہ اس قبر کے پاس بیٹھا اور پھر قبر میں داخل ہوگیا تھوڑی دیر گذری کہ میں نے بد اور خبیث بو محسوس کی کہ اس سے بدتر ساری زندگی میں نہیں دیکھی تھی جب میں اس کے پیچھے روانہ ہوا تو دیکھا کہ یہ ایک کتا ہے اسی قبر کے قریب گیا وہ قبر پھٹ گئی اور یہ کتا اس میں داخل ہوگیا میں اس کیفیت سے بہت متفکر تھا ناگاہ میں نے دیکھا کہ وہ جوان جو پہلے قبر میں داخل ہُوا تھا باہر آیا لیکن اس کی حالت یہ تھی کہ لباس پھٹا ہوا اور جسم مجروح تھا جہاں سے آیا تھا اسی طرف روانہ ہوا میں اس کے قریب پہنچا اور التماس کی کہ آپ مہربانی کر کے حقیقت کی وضاحت فرمائیں اس جوان نے فرمایا کہ میں اس میت کے نیک اعمال ہوں اور میں اس امر پر مامور تھا کہ اس کی قبر میں رفاقت اور مصاحبت کروں اور وہ کتا جو میرے بعد وارد ہوا اس کے اعمال بد تھے میں نے چاہا کہ اسے قبر سے نکال دوں لیکن اس نے مجھے کاٹ کر زخمی کر دیا اور قبر سے نکال باہر کیا۔ میں اس کا مقابلہ نہ کر سکا اب وہ خود قبر میں اس کی زندگی میں مصاحبت کی وجہ سے موجود ہے۔ خزینہ

اندھی چڑیا کو بھی راشن ملتا رہا

خلاصۃ الاخبار میں ابوجعفر حداد روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ مکہ کو جا رہا تھا رستے میں آرام کے لئے بیٹھا اچانک دیکھا کہ میری ایک طرف چڑیا بیٹھی ہے وہ اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکتی تھی جب میں نے توجہ کے

ساتھ دیکھا تو دیکھتا ہوں کہ ایک مکھی آئی اور اس کی چونچ کو دو تین دفعہ ملا اور آواز دی اس چڑیا نے اپنا منہ کھولا اور مکھی اس کے منہ میں چلی گئی اسی طرح ایک اور مکھی آئی اور ایسا ہی کیا اسی طرح چند مکھیاں آئیں اور اس کے منہ میں جاتی رہیں میں بہت متعجب ہوا آگے جاکر اس چڑیا کو پکڑا میں نے دیکھا کہ وہ اندھی ہے اس کے پَر گر چکے ہیں اور وہ مکھیاں اللہ کے حکم کے ساتھ اس کی زندگی برقرار رکھنے کے لئے اسس کی روزی بن رہی ہے۔ خزینہ

بچہ قبر میں محفوظ رہا حیوٰۃ الحیوان اور احیاء العلوم میں ہے زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ دو باپ بیٹے بالکل شبیہ تھے جس طرح ایک کوا دوسرے کوے کی مانند ہوتا ہے اور ہمارے لئے ان کے درمیان تمیز مشکل ہوتی ہے ان دونوں میں کا باپ بیان کرتا ہے کہ میں سفر کا ارادہ رکھتا تھا کہ اس بچے کی ماں حاملہ تھی اور یہ اس کے شکم میں تھا میری زوجہ نے کہا کہ آپ سفر اختیار کر رہے ہیں اور میں اسس حال میں ہوں میں نے کہا جو تمہارے شکم میں ہے اسے اللہ کے سپرد کرتا ہوں پس میں یہ کہہ کر سفر کو روانہ ہوگیا میرے سفر نے طول پکڑا جب واپس ہوا تو میں نے گھر کا دروازہ بند دیکھا میں نے اپنے ہمسائیگان سے اپنی زوجہ کا حال پوچھا انہوں نے کہا وہ فوت ہوگئی ہے اس حالت میں کہ اسس کے شکم میں بچہ تھا پس میں نے بہت متاسف ہوکر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اس کی قبر پر گیا اور بہت گریہ وزاری کی وہاں سے اٹھ کر اپنے چچازاد کے پاس آیا ہم آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ اچانک ہم نے دیکھا کہ قبرستان میں آگ کا شعلہ بلند ہوا میں نے اپنے چچازاد بھائی سے پوچھا کہ یہ آگ کیسی ہے؟ اس نے کہا یہ آگ آپ کی زوجہ کی قبر سے ہم روزانہ مشاہدہ کرتے ہیں۔ میں نے کہا بخدا کہ میری یہ عورت نماز روزے کی پابند تھی اور مومنہ عفیفہ تھی اور یہ آگ اس کے ساتھ بالکل مناسبت نہیں رکھتی پس ہم دونوں اسس کی قبر کے پاس گئے میں نے کہا کہ آپ دُور رہیں پس میں تنہائی میں اس کی ماں کی قبر پر گیا دیکھا کہ قبر کھلی ہوئی ہے اور یہ بچہ قبر میں ہے پس میں نے ایک آواز سنی کہ اے وہ شخص جس نے اپنے بیٹے کو اللہ کی امانت میں دیا تھا اپنی امانت سنبھال لو جو بالکل صحیح وسالم ہے قسم بخدا اگر اسس کی ماں کو بھی اللہ کی ضمانت اور امانت میں دیتے اسے بھی سالم پاتے پس میں نے اپنے بیٹے کو اٹھایا اور قبر سے باہر آیا اور قبر بند ہوگئی ابو یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ قصہ کوفہ میں بیان کیا اہل کوفہ نے کہا کہ ہاں قصہ اسی طرح ہے اور اس لڑکے کو لوگ خزین القبور کہا کرتے تھے۔ خزینہ

کنوئیں میں باز راشن پہنچاتا رہا۔ پھر رہائی

حیوۃ الحیوان اور خلاصۃ الاخبار وغیرہ میں ہے۔ مالک دینار بیان کرتا ہے کہ میں نے ایک دفعہ حج کا قصد کیا جب صحرا میں پہنچا ایک باز دیکھا کہ اس کی چونچ میں روٹی کا ٹکڑا ہے اور اڑتا جا رہا ہے میں نے کہا سبحان اللہ! اس صحرا میں باز اور اس کی چونچ میں روٹی کا ٹکڑا۔ اس میں ضرور کوئی راز ہے پس میں اسی جستجو میں باز کے پیچھے گیا میں نے میل بھر رستہ طے کیا دیکھا باز ایک کنوئیں کے کنارے پر بیٹھا پھر اس میں داخل ہو گیا میں نے یہاں پہنچ کر سارا منظر دیکھا دیکھتا کیا ہوں کہ ایک شخص کنوئیں میں ہے اس کے ہاتھ پاؤں آنکھیں بندھی ہوئی ہیں پشت کے بل پڑا ہے باز اس کے سینہ پر بیٹھا ہوا روٹی پارہ پارہ کر کے اس کے منہ میں ڈال رہا ہے جب اس طرح وہ نصف روٹی کھا چکا باز اڑا اور تھوڑی دیر بعد واپس آگیا اور پانی لایا اور اپنی چونچ اس آدمی کے منہ میں ڈال دی میں نے جب یہ حال مشاہدہ کیا آگے آیا سلام پیش کیا اور کہا کہ اے شخص تو کون ہے کہاں کا رہنے والا ہے اور یہ تیری کیا حالت ہے؟ اس نے کہا میں خراسان کا رہنے والا ہوں حج کے لئے جا رہا تھا جب اس جگہ پہنچا چوروں نے پکڑ لیا میرا اسباب چھین لیا اور مجھے باندھ کر اس حالت میں کنوئیں میں ڈال دیا اس طرح دو روز ہو گئے بھوک اور پیاس کی شدت نے طاقت ختم کر دی اور فریاد کی بار الہا میری فریاد سن اللہ نے اس باز کو مجھ پر مقرر کیا ہے ہر روز دو دفعہ آتا ہے اور مجھے کھانا پانی مہیا کرتا ہے مالک بیان کرتا ہے کہ میں نے اس کے ہاتھ پاؤں کھولے اور کنوئیں سے باہر نکالا آواز آئی اے مالک جس طرح تو نے اسے دنیا کے کنوئیں سے نکالا اور خلاص کیا ہے ہم اسی طرح تجھے عذاب کے کنوئیں سے نکالیں گے پھر میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور مکہ لے آیا۔ اے عزیز! تو بھی ہر حال میں ہر بیچارے اور مسکین کی دستگیری کر تاکہ تجھے دوزخ کے کنوئیں سے نجات حاصل ہو۔ نخزینہ

توکل کرنے والے کی نجات

مجالس المتقین میں ہے کہ رسول خدا کے زمانے میں ایک شخص تھا جو اللہ کی ذات پر بہت توکل رکھتا تھا اور ہمیشہ تجارت کی غرض سے شام سے مدینہ سفر کیا کرتا تھا ایک روز شام کے ایک چور نے جو گھوڑے پر سوار تھا اسے روکا اور اسے قتل کرنے کے ارادے سے تلوار کھینچ لی تاجر نے کہا اے چور تیرا مقصود تو میرا مال ہے وہ لے لے اور میرے قتل سے درگزر کر سارق یعنی چور نے کہا تیرا قتل لازم ہے

اگر تجھے قتل نہ کروں تو میرا راز فاش کر دے گا تاجر نے دیکھا کہ ضرور یہ قتل کرے گا پھر اسے کہا کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دو چور نے امان دے دی تاجر نے نماز شروع کر دی۔ اور پھر دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے اور کہا بارالٰہا میں نے تیرے پیغمبرؐ سے سنا ہے کہ جو توکل کرتا ہے اور تیرے نام کا ذکر کرتا ہے وہ امان میں رہتا ہے میرا اب اس صحرا میں کوئی معاون و مددگار نہیں ہے اور اب تیرے کرم کا امیدوار ہوں جب اس نے یہ کلمات جاری کئے اور اپنے آپ کو توکل کے سمندر میں ڈال دیا دیکھا ایک سوار جس کے سر پر سبز عمامہ ہے اور سفید گھوڑے پر سوار نمودار ہوا چور تاجر سے ہٹ کر اس پر جھپٹا لیکن اس سوار نے ایک ہی وار میں اسے واصل جہنم کر دیا اور تاجر کے پاس آیا اور باکمال احسان فرمایا کہ اے متوکل تیرے دشمن کو قتل کر دیا ہے اور اللہ نے تجھے نجات دی ہے تاجر نے کہا آپ کون ہیں کہ ایسے صحرا میں مجھ غریب کی داد رسی فرمائی کہا میں تمہارا توکل اور اخلاص ہوں اللہ نے مجھے فرشتہ کی شکل عطا کی اور جبرئیل نے مجھے آواز دی کہ اپنے صاحب کے پاس پہنچو اور اس کے دشمن کو ہلاک کرو میں فی الفور یہاں پہنچا اور اس ملعون کو فی النار کیا تاجر سجدہ میں گر گیا اللہ کا شکر ادا کیا اور فرمان پیغمبرؐ کی تصدیق کی پس وہ سوار غائب ہو گیا۔ تاجر مدینہ میں آیا واقعہ جناب رسولخداؐ کو عرض کیا آپ نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے کہ توکل انسان کو سعادت کی بلندی پر پہنچاتا ہے اور متوکل کا درجہ انبیاء اولیا صلحاء و شہداء کا ہے۔ تخزینہ

ناقہ کو اللہ کے سپرد کیا

دارالسلام میں ہے کہ ایک اعرابی نے مسجد الحرام میں طواف کی غرض سے داخل ہونے کا ارادہ کیا اس کے پاس ایک اونٹ تھا اللہ پر توکل کر کے اُسے مسجد کے باہر بغیر نگہبان کے چھوڑ دیا اور عرض کیا اللھم ان ھذہ الناقۃ وما علیہا فی حفظک و ودیعتک اور مسجد میں داخل ہو گیا طواف کیا جب باہر آیا اپنا اونٹ غائب تھا عرض کی۔ بارالٰہا! یہ میرا اونٹ گم نہیں ہوا بلکہ یہ تیرا چرایا گیا ہے کیونکہ اگر مجھے تیری ذات پر اس کی حفاظت کا اطمینان نہ ہوتا تو میں اس پر کوئی محافظ مقرر کر کے جاتا اور اس قسم کے کلمات کئی دفعہ ادا کئے لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اس کے اللہ کے ساتھ ایسے مکالمات پر بہت متعجب ہوئے ناگاہ دیکھا کہ ناقہ کی مہار ایک آدمی کے ہاتھ میں ہے اور اس کا ایک ہاتھ قطع ہے پس وہ اعرابی کے پاس آیا اور کہا اپنا ناقہ پکڑو کیونکہ میں نے اس سے بہت نقصان اٹھایا ہے جب میں اسے پہاڑ کے پیچھے لے گیا اچانک ایک سوار برآمد ہوا میرا ہاتھ

قطع کیا اور مجھے حکم دیا کہ یہ ناقہ واپس مالک کے پاس پہنچا آؤ۔ مخزینہ

راست گوئی کی وجہ سے بلند مقام ملا

نجف اشرف کے ایک پرانے مجاور بیان فرماتے ہیں کہ میں نجف اشرف میں غریب و فقیر مجاور و زوار اموات کی تجہیز و تکفین میں مصروف رہتا تھا میں ایک روز اپنے گھر میں سویا ہوا تھا ایک شخص کو خواب میں دیکھا اس نے مجھے کہا کہ اللہ کے محبوں سے ایک بندہ فلاں حمام میں وفات پا گیا ہے اٹھو اسے اٹھاؤ میں بیدار ہوا لیکن اس وقت باہر جانا مناسب نہ سمجھا کہ کسی حادثے یا مصیبت میں مبتلا ہو جاؤں گا اور پھر خواب پر کوئی اعتبار بھی نہیں ہوتا پھر سو گیا جب نیند غالب آگئی پھر وہی شخص دیکھا اور اس سے وہی بات سُنی میں پھر سستی کی بنا پر سو گیا پھر تیسری دفعہ یہی خواب دیکھا اٹھا اور اپنے دل میں کہا اب اس سے زیادہ غفلت و سستی جائز نہیں ہے میں نے اپنے بیٹے کو بیدار کیا چراغ روشن کیا اور اس حمام کی طرف روانہ ہو گئے جب اس آتش خانہ کے حمام میں داخل ہوئے بہت تلاش کی لیکن کوئی آثار نظر نہ آئے پھر جستجو کے بعد خاکستر کے اوپر جو آگ کی بھٹی سے باہر نکال کر پھینکی گئی تھی اس پر ایک چیز دیکھی جب قریب ہوئے تو ایک انسان کا سر دیکھا جو گویا کہ خاکستر کے اوپر رکھا ہوا تھا جب ہم نے اُسے اٹھانا چاہا تو نہ اٹھا سکے جب اسے اردگرد سے خالی کیا تو دیکھا یہ ایک شخص ہے برہنہ کہ سردی کی شدت کی وجہ سے خاکستر کے اندر رہے اور اپنا سر سانس لینے کے لئے خاکستر سے باہر رکھا ہوا ہے اور اسی حالت میں فوت ہو گیا ہے پس اسے خاکستر کی ذلت سے نکالا اور اس کے حال پر روتے رہے پس پھر اس میت کے ساتھ خطاب کیا اور کہا اے بندۂ خدا تجھے اس خدا کا واسطہ جس نے تمہیں یہ مقام اور مرتبہ عطا کیا ہے کہ وہ راضی نہیں ہوا کہ تو صبح تک اس حالت میں رہے بتاؤ تاکہ مجھے علم ہو جائے کہ یہ رُتبہ اور مقام کس عمل کی وجہ سے تمہیں عطا ہوا پس آواز سُنی اور کہنے والے کو دیکھ نہیں سکے کہا راستی، یعنی یہ مقام راست گوئی اور راست جوئی کی وجہ سے حاصل ہوا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے النجاۃ فی الصدق۔ پس ہم نے اُسے اٹھایا غسل دیا کفن پہنایا اور دفن کیا۔ مخزینہ

بکری کی قیمت تمام بادشاہی

ایک بادشاہ شکار کی غرض سے اپنے لشکر کے ساتھ شکار کے لئے گیا شکار کرتے ہوئے اپنے لشکر سے علیحدہ ہو گیا اور اب وہ تشنہ اور بھوکا تھا اس طرح کہ گویا کہ قریب المرگ تھا اور اس کی نگاہ ایک خیمے پر پڑی وہاں پہنچا

دیکھا وہاں ایک ضعیفہ موجود ہے گھوڑے سے نیچے اُترا اور ضعیفہ سے پانی طلب کیا اس نے اپنی بکری کا دودھ حاصل کیا اور بادشاہ کے پاس لے آئی اُسے پلایا پھر اس نے کھانا طلب کیا اس کا ایک بیٹا تھا صحرا سے واپس ہوا اس نے مہمان کو دیکھا اپنی ماں کو عرض کیا کہ آپ نے مہمان کو کچھ کھلایا ہے ۔ ماں نے فرمایا بیٹا ہمارے پاس تو سوائے اس بکری کے کوئی چیز نہیں ہے کہ ہماری معاش کا دارو مدار اسی پر ہے بیٹے نے فوراً بکری کو ذبح کیا غذا تیار کرکے بادشاہ کو پیش کی سلطان نے طعام تناول کیا اور جان لیا کہ ان کی کل جائیداد کا انحصار اسی بکری میں تھا پھر اس کے لشکری پہنچ گئے اور بادشاہ نے شہر کی واپسی کا قصد کیا جاتے وقت اس ضعیفہ اور اس کے بیٹے کو کہا میں بادشاہ کا خاص مقرب ہوں اگر تمہارا شہر کی طرف آنے کا اتفاق ہو جائے تو شاید میں اُسے کہہ سکوں اور وہ تمہارے حق میں احسان کرے پس بادشاہ اپنے لشکر کے ساتھ اپنے شہر کو سدھارا چند روز گذرے کہ فقر نے ضعیفہ اور اس کے بیٹے کو مجبور کر دیا شہر کی طرف روانہ ہوئے بادشاہ تخت پر بیٹھ کر اپنے وزیروں اور امیروں کے ساتھ اپنے کاروبار میں مصروف تھا اچانک اس کی نظر اس ضعیفہ اور اس کے بیٹے پر پڑی انہیں پہچان لیا انہیں اپنے پاس جگہ دی وزیروں کو کہا کہ یہ وہی اشخاص ہیں کہ جنہوں نے اس روز وہ بکری کہ جس کے سوا ان کے پاس کوئی شے نہ تھی ذبح کرکے مجھے کھلا دی تھی اب میرے واسطے ان کے لئے کیا اجر ہے ؟ سامعین نے اپنی اپنی طبع کے مطابق جواب دیا لیکن بادشاہ کی تشفی نہ ہو رہی تھی بالآخر اس کی جزا نصف سلطنت بیان کی ۔ بادشاہ نے کہا کسی نے بھی انصاف کی بات نہیں کی تمام نے متفق ہو کر عرض کیا کہ کیا ایک گوسفند کی قیمت نصف بادشاہی سے زیادہ ہے ؟ سلطان نے کہا ہاں کیونکہ اگر میں تمام سلطنت ان کے سپرد کر دوں تب معاملہ مساوی ہوتا ہے اور یہی انصاف ہے کیونکہ اس روز جو کچھ ان کے پاس تھا میرے لئے خرچ کر دیا اب میرے پاس بھی جو کچھ ہے اور وہ ہے تخت اور بادشاہی ۔ ان کو عطا کر دوں تو عدل اور انصاف ہے لہذا یہ یاد رکھیں کہ بادشاہ کی یہ جزا اس ضعیفہ اور اس کے بیٹے کے لحاظ سے نہیں ہے اور نہ اس گوسفند کی قدر سے ہے جو انہوں نے بادشاہ پر قربان کر دیا تھا بلکہ بادشاہ کی بزرگی کے عوض کے مطابق ہے ۔ خزینہ

مومن بیٹے نے بنی امیہ کے محب باپ سے اس کے مرنے کے بعد رقم کس طرح وصول کی

کتاب امالی صدوق اور دوسری معتبر کتب مثل گیارہویں بحار میں ہے ابو عیینہ بیان کرتا ہے کہ میں امام محمد باقرؑ کے پاس تھا کہ ایک آدمی

وارد ہوا اور عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ میں اہل شام سے ہوں اور میں ابتدا سے آپ کا محب ہوں اور میرا باپ اللہ اس پر رحم نہ کرے ہمیشہ بنی امیہ کا محب رہا ہے اور میرے ساتھ آپ کی محبت کی وجہ سے عداوت رکھتا تھا اور سوائے میرے اس کی کوئی اولاد نہ تھی اور وہ اپنا مال مجھ سے پوشیدہ رکھتا تھا اور اب فوت ہوگیا ہے اس کی وفات کے بعد میں نے بہت تلاش کی ہے لیکن اس مال کا بالکل پتہ نہیں چل سکا اور اتنا مجھے علم ہے کہ اپنے مال کو ایسی جگہ پنہاں کرکے دفن کر دیا ہے کہ میں جان نہیں سکتا پس آپ نے فرمایا کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھے تمہارے باپ کی نشان دہی کردوں اور تو خود اُسے دیکھے اور تو اُس کی زبان سے سُنے کہ اپنے مال کو کہاں دفن کیا ہے ؟ اس نے عرض کی ہاں جناب ! میں اُسے دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ اپنے مال کے بارے دریافت کروں اور بنی امیّہ کی محبت کا نتیجہ بھی دیکھوں امام نے سفید ورق اٹھایا اور اس پر کچھ لکھا اور انگشتری کے ساتھ مہر کر دی اور اس مومن کے سپرد کیا اور فرمایا کہ آج شب بقیع کے قبرستان میں جاؤ اور ذرجان کو آواز دو پس یہ شخص نامہ لے کر قبرستان بقیع میں پہنچا ذرجان کو آواز دی ایک سفید دستار والا آدمی ظاہر ہُوا۔ اور کہا کیا حاجت ہے ؟ یہ نامہ اس کے سپرد کیا اُس نے کہا مرحبا اے حجت خدا کے قاصد۔ جب یہ خط پڑھا کہا کہ کیا اپنے باپ کو ملنا چاہتے ہو ؟ اس نے کہا ہاں ! فرمایا میرے واپس آنے تک یہیں کھڑے رہو پھر اس کی نظروں سے غائب ہوگیا ایک لمحہ کے بعد ایک سیاہ مرد کو لایا کہ سیاہ رسی اس کی گردن میں تھی اس کی زبان منہ سے نکلی ہوئی تھی اور سیاہ پیراہن پہنا ہُوا تھا اسے کہا کہ یہ ہے تمہارا باپ کہ جہنم کی آگ اور دھوئیں نے اس کا رنگ تبدیل کر دیا ہے۔ اس نے کہا اے میرے باپ یہ کیا حالت ہے ؟ جو میں دیکھ رہا ہوں اس نے کہا بنی امیّہ کی محبت اور اہل بیت رسول کی دشمنی نے میری یہ حالت کر دی ہے اور آج میں بہت پشیمان ہوں۔ خوشحال تیرا کہ صحیح عقیدہ ہونے کی وجہ سے رستگار ہوگیا اور عذاب جہنم سے بچ گیا پھر کہا فلاں جگہ جاؤ زمین کھودو اور کچھ روایات میں ہے کہ زیتون کے درخت کے نیچے جو فلاں جگہ ہے ایک سو پچاس ہزار دینار دفن کئے ہیں ان میں سے پچاس ہزار دینار امام محمد باقر کی خدمت میں ہدیہ پیش کرو دوسرا مال تمہارا ہے اس نے اس طرح تمام مال حاصل کیا امام نے فرمایا کہ اس احسان کی جزا مرنے کے بعد اسے ضرور ملے گی جو اس نے ہمارے ساتھ کیا ہے۔ خزینہ

ہُدہُد کے کمال پر کوّے کا حسد

جامع النورین میں ہے کہ ایک روز تمام پرندے حضرت سلیمانؑ کے پاس حاضر تھے ہر کوئی اپنا کمال اور ہنر بیان کر رہا تھا جب نوبت ہدہد پہ آئی تو عرض کی یا نبی اللہ! جب میں انتہائی بلندی پہ اڑتا ہوں تو میری نگاہِ دوربین پانی کو زیرِ زمین بہتے ہوئے بھی دیکھ لیتی ہے یہاں تک کہ اس کے رنگ اور گہرائی کا اندازہ بھی کر لیتی ہے اور یہ بھی کہ پانی زمین سے ابل رہا ہے یا کسی پتھر سے۔ جب ہُدہُد نے اپنا یہ ہنر بیان کیا حضرت سلیمان بہت خوش ہوئے ان پرندوں میں کوّے نے ھُدھُد پر حسد کیا اور اس کی تکذیب کی اور عرض کی اے نبی اللہ! یہ پرندہ جھُوٹ بولتا ہے میں اس کا جھُوٹ آپ کے لئے ثابت کرتا ہوں کہ اگر وہ اپنے قول میں سچّا ہے جیسا کہ وہ کہتا ہے کہ میں زیرِ زمین پانی دیکھ سکتا ہوں۔ اور زمین میرے لئے شیشے کی مثل ہے تو وہ جال جو اس کو پکڑنے کے لئے زمین پر بچھاتے ہیں۔ اس پر تو کچھ خاک نہیں ہوتی اُسے یہ دیکھ نہیں سکتا سلیمان نے اس کی دلیل کو پسند کیا اور ھُدھُد کو فرمایا تم پر یہ اعتراض درست وارد ہوتا ہے اگر تو سچا ہے تو جال تمہیں کیوں نظر نہیں آتا ہُدہُد نے بہت مسکت جواب دیا اے نبی اللہ! ہم دونوں سچے ہیں لیکن اس نے یہ اعتراض حسد کی رُو سے کیا ہے کیونکہ جب قضائے الٰہی وارد ہوتی ہے آنکھ اندھی ہو جاتی ہے اور سُننے والا تندرست کان بہرا ہو جاتا ہے۔ خزینہ

زائرہ کی توہین کرنے والے کو خوب سزا ملی

فاضل نراقی خزائن میں درج فرماتے ہیں کہ مجھے سرمن رآی میں حاجی جواد جو بہت ثقہ اور معتمد تھے اور سنہ ۱۲۱۱ھ میں جب وہاں زیارت سے مشرف ہوا اس طرح حکایت بیان فرمائی کہ سید علی نامی آج سے پہلے سرمن رآی میں وزیر بغداد کی طرف سے حاکم تھا اور اس حقیر نے اُسے ۱۲۰۵ھ میں دیکھا تھا وہ ہر عجمی زوار سے ایک ریال گویا کہ فیس وصول کر کے انہیں روضہ میں داخل ہونے کی اجازت دیا کرتا تھا اور ہر داخل ہونے والے زائر، زائرہ کے پاؤں کی پنڈلی پر مہر کر دیا کرتا تھا لہٰذا ہر زائر کو یہ جرمانہ ادا کرنا پڑتا تھا بغیر ریال ادا کئے اور مُہر کے نشان کے کوئی حرم میں داخل نہ ہو سکتا تھا بیان فرماتے ہیں کہ میں صحن مقدس کے دروازے پر بیٹھا تھا اور اس کے تین ملازم بھی کھڑے تھے اور ایک بہت بڑی لمبی لاٹھی اس کے سامنے موجود تھی۔

کہ عجم سے زواروں کا ایک قافلہ وارد ہوا وہ ہر ایک کے پاؤں پر مہر کر کے اُن سے ایک ایک ریال وصول کر کے دخول کی اجازت دے رہا تھا کہ اتنے میں ایک نیک شخص اپنی بیوی کے ساتھ وارد ہوا اس نے سید علی کو دو ریال ادا کئے سید علی نے اس کے پاؤں پر مہر کا نشان کر دیا اور کہا کہ اس عورت کو بھی آگے مہر کا نشان کرانا چاہیئے اس جوان نے کہا کہ یہ عورت جب بھی آتی ہے ایک ریال فیس ادا کرتی ہے آپ کو رقم چاہیئے کیا عورت کے لئے یہ فضیحت ضروری ہے سید علی نے کہا اے رافضی بے دین کیا تو غیرت کرتا ہے کہ میں تیری عورت کے پاؤں کی ساق دیکھوں اس جوان نے کہا کہ اگر میں ان لوگوں کے ہجوم میں یہ غیرت کرتا ہوں تو یہ میری غلطی نہیں ہے سید علی نے کہا یہ ممکن نہیں ہے کہ میں اس کے پاؤں کے ساق پر مہر نہ کروں اور دخول کی اجازت دے دوں اس جوان نے اپنی عورت کا ہاتھ پکڑا اور کہا بس ہمارے لئے یہی زیارت کافی ہے اور واپسی کا قصد کر لیا سید علی شقی نے کہا اے رافضی میری یہ بات تم پر گراں اور شاق ہے جونہی اس کی بیوی نے جانے کا ارادہ کیا لاٹھی کا ایک سر اس کے شکم پر زور سے مارا وہ گر پڑی اس کا کپڑا پیچھے کی طرف سے اٹھ گیا اور اس کا کچھ بدن نمایاں ہو گیا اُس شخص نے اپنی بیوی کا ہاتھ پکڑ کر اسے سیدھا کیا اُٹھایا اور روضۂ مقدسہ کی طرف رُخ کر کے امام کو مخاطب کیا کہ مولا اگر آپ اس طرح راضی ہیں تو پھر مجھے گوارا ہے اور اپنی منزل کی طرف واپس آ گئے۔ اب حاجی جواد بیان فرماتے ہیں کہ میں اپنے گھر میں تھا بس تین چار گھنٹے گذرے ہوں گے کہ میرے پاس تیزی کے ساتھ ایک شخص آیا اور کہا کہ سید علی کی والدہ آپ کو بلا رہی ہے کہ اتنے میں دو تین آدمی اور آ گئے میں ان کی تاکید پر بہت جلدی ان کے گھر پہنچا مجھے اپنے گھر کے اندر لے گئے میں نے دیکھا کہ سید علی زمین پر اس طرح لوٹ رہا ہے گویا کہ اسے سانپ ڈس گیا ہے اور پورے خلوص کے ساتھ امان طلب کر رہا ہے اس کے افراد خانہ اس کے گرد حلقہ کئے ہوئے ہیں جب انہوں نے مجھے دیکھا تو اس کی ماں۔ بیوی۔ بیٹیاں اور بہنیں میرے پاؤں میں گر پڑیں اور منت سماجت کرنے لگیں کہ جاؤ اور جوان کو راضی کرو اور سید علی فریاد کر رہا ہے کہ بار الہا بہت بُرا کر بیٹھا ہوں غلطی ہو گئی ہے میں باہر آیا اور اس جوان کی منزل کو تلاش کرنے لگ گیا کہ اسے راضی اور سید علی کیلئے دعا کراؤں لیکن میں انہیں تلاش نہ کر سکا اب میں نماز مغرب کے وقت روضۂ مقدسہ میں نماز مغربین کی ادائیگی

کے لئے آیا تو سید علی کی بیوی۔ والدہ۔ بیٹیاں اور ہمشیریں اپنے سر برہنہ کر کے سر کے بال منہ کے ساتھ باندھے ہوئے ہیں اور سید علی کی چیخ و پکار اس کے گھر سے رونے میں سنائی دے رہی ہے۔ میں نماز میں مشغول ہو گیا کہ اسی اثنا میں سید علی کے گھر سے گریہ کی آواز بلند ہوئی اس کے متعلقین گھر چلے گئے اور وہ شقی فی النار ہو چکا تھا اسے غسل دیا گیا ان دنوں روضہ رواق کی چابیاں میرے پاس تھیں چونکہ ان دنوں تعمیر اور اصلاح کا کام میرے سپرد تھا اس ملعون کے افراد خانہ نے یہ خواہش کی کہ اس کی میت رواق میں رکھ دی جائے جب صبح ہو گی تو اسے دفن کریں گے پس جنازہ وہاں رکھا گیا اور میں نے رواق کی اطراف جیسا کہ متعارف اور معمول تھا دیکھ بھال کی کہ مبادا کوئی یہاں پوشیدہ ہو اور روضہ کی کوئی چیز لے جائے اور دروازے کو مقفل کر دیا اور چابیاں اپنے ساتھ لے گیا جب سحر ہوئی میں آیا شمعیں جلائی گئیں اور رواق کا دروازہ کھولا تو میں نے دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ کا کتا رواق سے دوڑ کر نکل گیا ہے مجھے غصہ آیا اور خادموں کو کہا کہ تم لوگوں نے اول شب میں رواق کی کیوں اچھی طرح پڑتال نہیں کی انہوں نے کہا ہم نے بہت تفحص سے کام لیا تھا اور رواق میں کوئی چیز نہ تھی پس جب دن ہوا لوگ آئے اور سید علی کا جنازہ اٹھایا کہ اسے دفن کریں تو دیکھا تابوت میں کفن خالی تھا اور وہاں کچھ بھی نہیں ہے۔ نخزینہ

عبادت گزار بادشاہ سختی کیوں کرتا تھا

معدن الاسرار میں ہے کہ مصر میں ایک بادشاہ تھا اس کا نام جلال تھا ہر وقت باطہارت رہتا دین دار تھا قائم اللیل وصائم النہار۔ عبادت کی کوئی چیز اس سے نہیں چھوٹتی تھی اور اکثر وقت اس کا تلاوت قرآن میں گزرتا تھا لیکن جب دیوان خانے میں آتا ابھی اپنی نشست پر نہیں بیٹھتا تھا کہ حکم صادر فرماتا کہ فلاں فلاں سے اتنی رقم وصول کی جائے فلاں کو زندان میں بھیج دیا جائے فلاں کو سزا دی جائے فلاں کے اعضاء کاٹ دیئے جائیں فلاں کی جائیداد ضبط کر کے سلطنت میں شامل کر لی جائے القصہ اس کا روزانہ کا یہ معمول تھا اس کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ اکثر لوگ گداگر بن گئے۔ اور کئی لوگ فرار کر گئے ایک روز چاشت کے وقت جب وہ تلاوت قرآن سے فارغ ہوا کہا آج مصر کے لوگوں سے ہزار تومان وصول کرو وزیر باہر آیا لوگوں کو جمع کیا اور یہ شاہی فرمان سنایا لوگوں نے ایک روز کی مہلت طلب کی پس رات کے وقت مصر کے بزرگ لوگ وزیر کے مکان پر حاضر ہوئے

اور التماس کی کہ بادشاہ سے درخواست کی جائے کہ اس میں تخفیف کی جائے پس وزیر ڈرتا کانپتا بادشاہ کے پاس آیا اور لوگوں کی التماس پیش کی بادشاہ نے غضب اور غصّے میں اپنا منہ پھیر لیا وزیر نے چاہا کہ اٹھوں اور جاؤں بادشاہ نے بیٹھنے کا حکم دیا یہ بیٹھنے پر مجبور ہو گیا کہ اتنے میں مؤذن نے نماز ظہر کی اذان شروع کر دی بادشاہ کا یہ دستور تھا کہ جب اذان سُنتا نماز کے لئے کھڑا ہو جاتا اب وزیر جانے کے لئے اٹھا بادشاہ نے غضبناک ہو کر حکم دیا کہ بیٹھو وزیر نے عرض کی کہ آپ (بادشاہ) تو نماز کے لئے مسجد میں جارہے ہیں بادشاہ نے فرمایا تم بھی اٹھو تاکہ اکٹھے جاکر مسجد میں نماز ادا کریں پس بادشاہ اور وزیر دونوں مسجد کی طرف روانہ ہوئے بادشاہ نے شاہی لباس اور تاج اتار دیا اور سیاہ لباس پہن لیا اور طوق اور زنجیر اپنی گردن میں ڈال کر نماز میں مشغول ہو گیا جب نماز سے فارغ ہوا اپنی نیاز کے ہاتھ بے نیاز کی طرف اٹھائے اور کہا اے بادشاہوں کے بادشاہ۔ اے رحیم اور گناہوں کے بخشنے والے تو نے مجھے اس قوم پر بادشاہ بنایا ہے حکم صادر فرما کہ میں ان کے حق میں کیا کروں؟ آواز آئی کہ ان کے سر سے ظلم اور سیاست کی لاٹھی مت ہٹا انہیں قتل کرنے اور قید وغیرہ کرنے میں بالکل تقصیر اور رعایت نہ کر کہ یہ رحمت کے سزاوار اور مستحق نہیں ہیں پس سلطان نے وزیر سے کہا۔ اے وزیر تم نے سُن لیا۔ عرض کی ہاں سُن لیا۔ پس وزیر باہر آیا اور مصر کے لوگوں کو جمع کیا اور جو دیکھا سُنا تھا بیان کر دیا لوگوں نے خلوص دل سے توبہ کی نادم اور پشیمان ہوئے اور مسجد کو رونق بخشی اور ایک دوسرے سے حلال طلب کرنے لگ گئے دوسرے روز بادشاہ بہت جلد باہر آیا اور منادی کو حکم دیا کہ شہر میں ندا کر دے کہ کوئی عامل رعایا سے ایک دینار یا ایک سیر اناج بھی طلب نہ کرے کہ بادشاہ نے تین سال کا خراج رعیت کو معاف کر دیا ہے۔ خزینہ

جنّت میں میاں بیوی بن گئے

مصابیح القلوب میں سلمان فارسیؓ سے منقول ہے کہ پہلے زمانے میں ایک عورت تھی جو بہت حسین و جمیل تھی جو اُسے دیکھتا فریفتہ ہو جاتا ایک روز ایک عابد کی نگاہ اس پر پڑی اس کا دل اس پر مائل ہو گیا پس جتنا مال اس کے پاس تھا تمام فروخت کر دیا اور تمام کی قیمت اس عورت کو پیش کر دی تاکہ وہ اسے حاصل کر سکے جب عابد اس کی منزل پر وارد ہوا دیکھا کہ وہ عورت تخت پر بیٹھی ہوئی ہے اس عورت نے کہا اے عابد اس تخت پر میرے پاس آ۔ پس عابد تخت پر گیا لیکن

اس کا جسم لرز گیا عورت نے کہا تمہیں کیا ہوگیا ہے عابد نے کہا خدا سے ڈر رہا ہوں میں نے جو مال تمہارے سپرد کیا ہے تجھے بخشتا ہوں مجھے اجازت دے کہ میں واپس چلا جاؤں اس عورت نے اسے اجازت دے دی عابد واپس پلٹا عورت نے اپنے دل میں کہا ہائے افسوس روز قیامت اور عذاب خدا پر ۔ اس مرد نے ایک معصیت بجالانے کا ارادہ کیا اور پھر باز آیا اور تائب ہوگیا اور ڈر گیا وائے ہو مجھ پر کہ میں نے تمام عمر معصیت میں گزار دی ہے پس اسی وقت خلوص دل سے توبہ کی اور عابد کے صومعہ کا رُخ کیا اور خیال کیا کہ شاید عابد میرے ساتھ عقد کر لے اور میرے گناہوں کی تلافی ہو جائے جب عابد کے صومعہ کے پاس پہنچی اور اس عابد کی نگاہ اس عورت پر پڑی کہا کہ اے عورت میرے نزدیک نہ آنا کہیں میرا سرکش نفس مجھ پر غالب نہ آجائے پس اس عابد کا نعرہ بلند ہوا اور وفات پاگیا اس عورت نے یہ منظر دیکھا تو کہا کہ بار الٰہا میں مخلصانہ توبہ کرتی ہوں اور اپنے تمام گناہوں پر بہت پشیمان ہوں اور اب دنیا کی زندگی ہرگز نہیں چاہتی مجھے اس عابد کے ساتھ ملحق فرما پس ملک الموت نے اس کی رُوح بھی قبض کر لی ۔ سلمان فرماتے ہیں کہ ان دونوں کو خواب میں دیکھا کہ دونوں بہشت میں تخت پر بیٹھے ہیں اور بالکل میاں بیوی معلوم ہو رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں اے سلمان کہ جو کوئی دنیا کی لذت کو ترک کرتا ہے اور اللہ سے ڈرتا ہے اسے ایسا مقام عطا کیا جاتا ہے ۔ خزینہ

حجاج جیسے ظالم رعایا پر کیوں مسلط کئے گئے

زینۃ المجالس میں ہے کہ ایک دفعہ شعبی نے حجاج کو ظلم وستم سے باز رہنے کی تلقین کی اور انصاف کی ترغیب دلائی حجاج نے خالص سونے کا دینار طلب کیا جس کا سونا خالص اور وزن صحیح تھا اور شعبی کے سپرد کیا اور کہا کہ اسے بازار میں لے جاؤ اور تمام صرافوں سے اس کی قیمت دریافت کرو شعبی بازار میں گیا صرافوں نے اس تصور کے ساتھ کہ وہ اسے فروخت کرے گا کسی نے کہا کہ اس کا سونا کھرا نہیں کئی صرافوں نے کہا اس کا وزن کم ہے تمام نے اپنی باتوں میں اختلاف کیا شعبی اس دینار کو حجاج کے پاس واپس لے آیا اور صورت حال سے آگاہ کیا اب حجاج نے کہا کہ فلاں محلے میں جاؤ ایسی شکل وصورت کا مکان نظر آئے گا اس کے مالک کو یہ دینار پیش کرنا اور اس کی حقیقت کا سوال کرنا شعبی نے پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا ایک شخص اس منزل سے باہر آیا اسے دینار دیا

اس شخص نے کہا کہ یہ خالص سونے کا دینار ہے اور وزن بھی صحیح ہے اگر تو چاہتا ہے تو اس کے بدلے چاندی کے درہم دیتا ہوں شعبی نے کہا حجاج نے کوئی تم پر ظلم کیا ہے اس نے جواب دیا کہ میں اس کی بدولت میں بالکل آسودہ ہوں کیونکہ وہ دوسروں کا ظلم بھی مجھ پر نہیں ہونے دیتا، شعبی متعجب ہوا اور حجاج کے پاس واپس آیا اور تمام قضیہ پیش کیا حجاج نے کہا کہ جب دنیا کے لوگ ایک دوسرے پر ظلم کرتے ہیں تو خداوند عالم کسی ایسے شخص کو ان پر مقرر کر دیتا ہے کہ وہ اُن پر ظلم کرے اور جو دوسروں پر ظلم نہیں کرتا اس پر کوئی ظلم وزیادتی نہیں کرتا اگر یہ لوگ اللہ کے ساتھ درست رہتے اور اللہ کی بندگی بجالاتے تو میں انہیں بالکل تکلیف نہ دیتا۔ خزینہ

عالم پر زیادتی کی وجہ سے حجاج پر عذاب

معتبر مجموعہ سے یہ حکایت نقل کی جاتی ہے۔ ایک بزرگ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد الحرام میں طواف کر رہا تھا جب میں نماز کے لئے کھڑا ہوا میں نے ایک غلام کو دیکھا کہ خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کر رہا ہے اور میں نے ملاحظہ کیا کہ کسی کے ساتھ بات بھی نہیں کر رہا میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس غلام سے آشنائی کی بو آ رہی ہے پس میں ایک روز اس کے قریب گیا اور کہا اے بندۂ خدا تھوڑی دیر توقف کر تاکہ میں تمہارے ساتھ کوئی بات کروں اس نے جواب دیا کہ میں نے اپنے مالک سے اس امر کی اجازت نہیں لی ہوئی ہے آج رات میں اس سے اجازت لوں گا اور کل آپ کی بات سنوں گا پھر میں نے دوسرے روز کہا کہ جس طرح آپ عبادت کرتے ہیں اللہ کے ہاں آپ کی قرب ومنزلت ہے کیا آپ نے اللہ سے کسی مطلب کی درخواست کی ہے اور وہ پوری ہو گئی ہے؟ اس نے کہا ہاں ایک روز میں نے مناجات میں کہا الٰھی ارنی رجلا من اھل النار۔ یعنی خدایا مجھے کوئی جہنمی دکھا میں نے آواز سنی کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ فلاں وادی میں جاؤ اور مشاہدہ کرو جب میں وہاں پہنچا تو ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے تمام اعضاء سیاہ ہیں اور ان میں آگ لگی ہوئی ہے اور ایک بہت بڑا سانپ اس کی گردن میں لپٹا ہوا ہے اور ہر وقت اُسے کاٹتا ہے میں نے اس سے پوچھا کہ اے بدبخت تو کون ہے اور تو نے دنیا میں کیا کیا ہے؟ اور تو نے کون سا عمل بد کیا ہے کہ اس عذاب میں مبتلا ہے اس نے کہا میں حجاج بن یوسف ہوں۔ اور میں نے جو ظلم وزیادتی مسلمانوں پر کی ہے اس کی وجہ سے مجھ پر عذاب کرتے ہیں اور یہ عذاب

دوسری قسم کا ہے اور یہ عذاب جو تو اب مجھ پر دیکھ رہا ہے یہ محض اس لئے ہے کہ میں نے ایک عالم پر ظلم کیا اور اسے بہت رنج پہنچایا پس وہ دل آزردہ ہو کر میرے پاس سے چلا گیا اور مجھے نفرین و بددعا کی اور یہ عذاب جو تو دیکھ رہا ہے اس کی بددعا کا اثر ہے۔ تحزینہ

این ما تکونوا یدرککم الموت
ہونے والے تین واقعات ہو کر رہے

ابونعیم اصفہانی حلیۃ الاولیاء میں فرماتے ہیں کہ پرانے زمانے میں ایک عورت تھی جس کا ایک خادم تھا۔ وہ عورت حاملہ ہوئی جب اس کا وضع حمل ہوا تو اپنے خادم کو کہا کہ کچھ آگ لے آؤ جب وہ ہمسایہ کے گھر میں آگ لینے کے لئے گیا دیکھا کہ ایک آدمی دروازے پر کھڑا ہے اس مرد نے اس خادم سے سوال کیا کہ اس حاملہ کا بیٹا پیدا ہوا ہے یا بیٹی اس نے کہا بیٹی پیدا ہوئی ہے جب اس شخص نے یہ سنا تو کہا یقین کر لو کہ یہ بچی جو اب پیدا ہوئی ہے اتنے تک نہیں مرے گی جبتک سو دفعہ بدکاری کی مرتکب نہ ہو جائے پھر اس کے بعد اس کا خادم (یعنی کہ تو) اس کے ساتھ نکاح کرے گا۔ پھر اس کے بعد عنکبوت اس عورت کو ہلاک کرے گا (مولف کتاب فرماتے ہیں کہ یہ اطلاع دینے والا فرشتہ تھا جو انسانی شکل میں تھا) جب اس خادم نے سنا اپنے دل میں سوچا کہ میں ایسی عورت کو کیا کروں گا جو سو بدکاریوں کے بعد میرے عقد میں آئے گی پس اس نے موقع پا کر چھری ہاتھ میں لی اور اس بچی کے گہوارے کے پاس آیا اور اس کا پیٹ چیر ڈالا اور فرار کر گیا پھر کشتی میں بیٹھ کر دریا کے دوسری طرف چلا گیا۔ بچی کے گھر والوں نے اس کا پیٹ سی دیا وہ تندرست ہو کر جوان ہو گئی اور بدکاری شروع کر دی ہر جگہ گئی پھر دریا کے کنارے پر آئی اور اپنی بدکاری کا جھنڈا گاڑ دیا وہ خادم بہت مدت تک شہروں میں تجارت میں مصروف رہا بہت دولت اکٹھی کر لی پھر اسی جگہ دریا کے کنارے پر پہنچ گیا یہ جگہ بہت مناسب اور موزوں دکھائی دی اسی جگہ رہائش اختیار کر لی ایک ضعیفہ کو کہا کہ جو عورت بہت خوبصورت ہو وہ میرے لئے مہیا کرو کہ میں اس کے ساتھ عقد کر لوں اس ضعیفہ نے کہا اس بستی میں ایک بہت خوبصورت عورت ہے لیکن ہے بدکار۔ اس شخص نے کہا جاؤ میرے لئے حاضر کرو اس ضعیفہ نے اس عورت کو کیفیت بیان کی اس عورت نے کہا کہ میں نے کافی مدت سے بدکاری ترک کر دی ہے اگر وہ شخص رضامند ہے تو میں تو عقد کے لئے رضامند ہوں پس اس مرد نے اس کے ساتھ عقد کر لیا۔ جب

کچھ مدت گذر گئی تو اس مرد نے اپنی بیوی کو اپنی پرانی سرگذشت سنائی جب اس کی بات تمام ہوئی تو اس عورت نے کہا میں بالکل وہی عورت ہوں پھر اپنا شکم شوہر کو دکھایا کہ یہ وہی چھری کے زخم کا نشان ہے اور میں نے بہت بدکاریاں کی ہیں لیکن شمار نہیں جانتی کہ سو دفعہ ہے یا کمتر یا زیادہ پھر اس مرد نے کہا کہ مجھے بتایا گیا تھا کہ تمہاری موت بواسطہ عنکبوت ہوگی اب ہمیں ایسی تدبیر کرنی چاہیئے کہ یہ امر واقع نہ ہو اور دو چیزیں جن کی اطلاع دی گئی تھی (تمہاری بدکاریاں اور میرے ساتھ شادی کا) وہ تو واقع ہو چکی ہیں اب اس نے اس سے بچاؤ کی خاطر کثیر رقم خرچ کرکے دریا کے درمیان ایک بہت اونچا پختہ محل تعمیر کرایا اور اس عورت کو اس محل میں ٹھہرایا قضارا ایک روز اس عورت نے اس محل کی چھت پر عنکبوت یعنی مکڑی کو دیکھا یہ چلائی کہ یہ عنکبوت ہے اور یہ میرا قاتل ہے کوئی ہے جو مجھے اس سے نجات دلائے اور اسے ہلاک کر دے پھر اس نے خود مکڑی کو حرکت دی اور چھت سے نیچے گرایا اور اپنے پاؤں کا انگوٹھا اس پر رکھا پھر اس کا زہر اس کی انگلی سے اس کے پاؤں میں سرایت کر گیا اور اسے سیاہ کر دیا اور پھر ہلاک کر دیا۔ این ما تکونوا یدرککم الموت ۔ قرآن حکیم

دستاویز کے مطابق جنت میں مکان مل گیا!

بحار الانوار اور دیگر کتب میں ہے کہ اہل جبل سے ایک رئیس ہر سال حج کے لئے مشرف ہوتا تھا اور اثنائے راہ میں امام جعفر صادقؑ کے پاس مدینہ میں ضرور حاضر ہوتا تھا آپ اسے اپنے مکان کے ایک کمرے میں ٹھہراتے تھے اس کی منزل آپ کے پاس کافی طولانی ہو جاتی تھی اس نے ایک دفعہ دس ہزار درہم حضرت کے سپرد کئے کہ میرے حج سے فارغ ہو کر آنے تک میرے لئے کسی منزل کی خریداری فرمالیں۔ پھر وہ مکہ کی طرف عازم سفر ہوا جب واپس آیا تو عرض کی کیا آپ نے میرے لئے گھر خرید فرمایا ہے حضرت نے فرمایا ہاں پھر آپ نے مکان کے دستاویز کا کاغذ اس کے سپرد کیا اس پر لکھا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ یہ وہ چیز ہے جسے جعفر بن محمد نے فلاں بن فلاں جبلی مومن کے لئے خریدا ہے یہ جنت کا گھر ہے پھر اس کی حدیں معین فرمائیں اس مومن نے دستاویز پڑھی اور عرض کی میں آپ کے اس معاملہ پر راضی ہوں اور میں آپ کے قربان جاؤں راوی ہشام بن حکم کہتا ہے کہ حضرت نے

فرمایا میں نے تمہارے مال کو فقیر مستحق سادات میں تقسیم کر دیا ہے اور امید وار ہوں کہ اللہ تمہارے اس احسان کو قبول فرمائے گا اور تجھے اس عمل کے بدلے جنت عطا فرمائے گا پھر اس کے بعد اس رئیس جبل نے اپنے وطن کی طرف رجوع کیا اور وہ نوشتہ اس کے پاس تھا پھر اس کے تھوڑے دنوں کے بعد وہ بیچارہ مرض موت میں مبتلا ہو گیا اس نے اپنے اہل خانہ کو جمع کیا اور انہیں وصیت کی کہ یہ تحریر میرے ساتھ دفن کر دیں پھر فوت ہو گیا پس ورثا نے اس کی وصیت پر عمل کر کے اس تحریر کو کفن میں رکھ کر دفن کر دیا جب صبح ہوئی اور لوگ اس کی قبر پر آئے دیکھا تو وہ کاغذ اس کی قبر پر پڑا تھا اور اس پر لکھا تھا وفالی جعفر بن محمد بما قال یعنی حضرت صادقؑ نے جو فرمایا تھا وفا کر دیا ہے۔ رخزینہ

امام صادقؑ نے جنت کا وعدہ پورا کر دیا

بحار الانوار میں ہے ابو بصیر بیان کرتے ہیں کہ میرا ایک ہمسایہ تھا اور وہ کوفہ میں سلطان کے حاشیہ نشینوں سے تھا اس لئے اس کے پاس کثیر مال تھا اور وہ لہو و لعب اور شراب نوشی میں مصروف رہتا تھا اور مجھے اس سے بہت اذیت ہوتی تھی میں نے کئی دفعہ اُسے کہا کہ مجھے تیری ان حرکات سے اذیت ہوتی ہے لیکن اس نے کوئی توجہ نہ کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک دفعہ میں نے اس کی بہت منت سماجت کی تو اس نے جواب میں کہا کہ میں واقعی ان جرائم میں مبتلا ہوں آپ میرے وسیلہ اور سفارشی بنیں میں چاہتا ہوں آپ میرا حال امام جعفر صادقؑ سے عرض کریں میں امید وار ہوں کہ اللہ مجھے عصیان کے مصائب سے بچا لے گا ابو بصیر بیان کرتا ہے کہ اس کے اس کلام نے مجھ پر بہت اثر کیا جب میں مدینہ میں امام جعفرؑ کی خدمت میں شرف یاب ہوا میں نے اس مرد کا حال عرض کیا حضرتؑ نے فرمایا جب تم کوفہ میں جاؤ اور وہ تجھے ملنے کے لئے آئے تو اسے کہہ دینا کہ جو کچھ تیرے پاس ہے وہ ترک کر دے میں اللہ کے حضور تیرے لئے جنت کا ضامن ہوں۔

ابو بصیر بیان کرتا ہے جب میں کوفہ میں واپس ہُوا وہ شخص مجھے ملنے آیا دوسرے لوگوں سے فراغت کے بعد میں نے اسے خلوت میں جو کچھ امامؑ نے فرمایا تھا کہہ دیا پس جب اس شخص نے امامؑ کا فرمان میری زبان سے سُنا رو پڑا اور کہا تجھے خدا کی قسم ہے کہ جعفر بن محمد نے ایسا ہی فرمایا ہے پس میں نے قسم کھائی کہ جو کچھ میں نے کہا ہے امامؑ کا فرمان ہے اس شخص نے کہا بس میرے لئے یہی کافی ہے اٹھا اور میرے گھر سے چلا گیا چند روز بعد مجھے بلایا جب میں اس کے گھر پہنچا تو دیکھا وہ برہنہ ہے اور اپنے مکان کے

دروازے کے پیچھے کھڑا ہے مجھے کہا اے ابوبصیر میرے گھر میں کوئی چیز نہیں رہی میں نے سب کچھ راہِ خدا میں خرچ کر دیا ہے اب میں جس حال میں ہوں تو دیکھ رہا ہے ابوبصیر بیان کرتا ہے میں اپنے برادران دینی کے پاس گیا اور اس کے لئے کچھ مال ، سامان جمع کیا کہ وہ اپنے آپ کو ڈھانپے اور کچھ گذارا کر سکے چند روز بعد مجھے بلوایا کہ میں مریض ہوں میری عیادت کرو میں اس کے پاس گیا اس کا کچھ علاج کرایا یہاں تک کہ وہ احتضار کے قریب پہنچ گیا میں اس کے پاس بیٹھا تھا اب اس کی جانکنی کی منزل تھی اس پہ غشی طاری ہوئی پھر کچھ ہوش میں آیا اور مجھے کہا اے ابوبصیر قد وفا صاحبك لنا یعنی تمہارے صاحب نے ہمارے ساتھ وفا کی پھر اس کی رُوح پرواز کر گئی جب حج کا موسم آیا اور میں مدینہ میں وارد ہوا اور امام کے پاس شرف یاب ہوا حضور اپنے حجرہ میں تشریف فرما تھے میرا ایک پاؤں دہلیز کے اندر تھا اور دوسرا باہر کہ فرمایا - یا ابا بصیر قد وفینا لصاحبك - خزینہ

عالم تین وجوہات سے برہوت میں تھا

خلاصۃ الاخبار میں ہے امام زین العابدینؑ کے زمانے میں ایک عربی مرد نے سونے کے کچھ سکے تھیلی میں بند کر کے مکہ معظمہ میں عبدالطاہر نامی عالم کو بطور امانت سپرد کئے اور خود سفر اختیار کر گیا۔ سفر سے واپس آ کر اس کے گھر جا کر اپنی رقم کا مطالبہ کیا اس کے اہل وعیال نے کہا کہ وہ وفات پا گیا ہے اور جو کچھ آپ کہتے ہیں ہمیں اس کی کوئی خبر نہیں یہ بیچارہ مجبور ہو کر مدینہ میں آیا اور تمام واقعہ امام سجادؑ کو عرض کیا آپ نے ارشاد فرمایا کہ مکہ معظمہ میں جاؤ اور جمعرات کے دن روزہ رکھو اور افطار کے وقت چاہ زمزم کے پاس عبدالطاہر کو آواز دو اگر وہ تمہیں جواب دے تو اپنے مال کی اس سے نشاندہی کرا لو اور اگر جواب نہ آئے تو وادی یمن میں برہوت کی زمین میں ایک متعفن مہیب مکان کے پاس جاؤ اور منگل کے دن روزہ رکھو اور افطار کے وقت اسے آواز دو اب ضرور جواب دے گا اس سے اپنے مطلب کا سوال کر لینا ۔ مرد عرب یہاں سے رخصت ہوا اور آپ کی فرمائش پر عمل کیا وہ مرد عالم فاضل برہوت میں ملا اس سے اپنے زر کی جگہ معلوم کی پھر سوال کیا کہ لوگ آپ کو اہلِ فضل و دیانت سمجھتے تھے اسی وجہ سے میں نے آپ کو چاہ زمزم کے پاس تلاش کیا اس کی کیا وجہ ہے کہ آپ اس مکان میں گردش کر رہے ہیں اس نے جواب دیا اے عرب ! دنیا میں میرے تمام اعمال درست اور صحیح تھے لیکن میری تین چیزیں مجھے اس جگہ لے آئی ہیں ۔ اول ، یہ کہ میرے

پڑوس میں ایک مرد عالم تھے میں ان کے ساتھ مسجد میں جاتا تھا ایک روز میں چند قدم اُن کے آگے چلا اب مجھے یہ کہا جاتا ہے کہ تم نے عالم کی حرمت کا کیوں خیال نہیں کیا اور یہ بے ادبی کیوں کی تھی؟ دوم:۔ یہ کہ میرا ایک رشتہ دار طوس میں رہائش پذیر تھا میں مکہ میں گیا اور سفر اور رستہ کی دوری کی وجہ سے ترکِ صلہ کر بیٹھا۔ سوم:۔ یہ کہ اپنی زکوٰۃ کا ایک قیراط (چار جو) غیر اہل کے سپرد کر بیٹھا۔ یہ مرد عرب واپس مکہ میں آیا اپنا مال حاصل کرنے کے بعد خود اس عالم عبدالطاہر کے رشتہ دار کے پاس آیا اس واقعہ سے آگاہ کیا ان دونوں سے حلیت یعنی معافی نامہ حاصل کیا اور ایک قیراط زکوٰۃ کے عوض میں کچھ درہم زکوٰۃ کے مستحقین کو ادا کئے اور شب جمعہ چاہ زمزم کے پاس آیا اور اسے آواز دی اس نے فی الفور جواب دیا اور اس مرد عرب کا شکریہ ادا کرکے اسے دعا دی کہ تو نے مجھے وادیٔ برہوت سے نجات دلائی ہے۔ نخزینہ

محبِّ علیؑ حلوے کا سائل دشمنِ علیؑ ریچھ بن گیا

حبل المتین اور مناقب مرتضوی وغیرہ میں ہے کہ بنی عباس کے کسی خلیفہ کے زمانے میں حضرت علیؑ کا ایک محب جو تھا بلخی باشندہ، لیکن رہتا مصر میں تھا اور وہ ہر وقت حضرت علیؑ کی مدح کرتا رہتا تھا ایک روز وہ مصر کی مسجد میں آیا اور حاضرینِ مسجد سے حضرت امیر کی مدحت و منقبت کے بعد ایک سیر روٹی اور حلوے کا سوال کیا ایک خارجی اس جماعت سے اٹھا اور مداح کا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھر لے آیا کہ وہ اس کا سوال پورا کرے گا جب اپنے مکان پہنچا اپنے غلام کو کہا کہ دروازہ محکم بند کر دے اور اس رافضی کو سزا دے تجھے آزاد کر دوں گا اور تجھے ایک تھیلی اشرفیوں کی دوں گا غلام بد بخت نے یہ خوش خبری سن کر مداح علیؑ کی دونوں آنکھیں نکالیں اور اس کے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جب رات ہوئی تو اس ملعون کے حکم کی تعمیل میں اس غلام نے اُسے قبرستان کے ایک گوشے میں پھینک دیا حضرت خضرؑ کو حضرت علیؑ نے حکم دیا کہ اس مداح کو بحکم الٰہی شفایاب کریں اور یہ مداح تندرست ہونے کے بعد پھر صبح اسی مسجد میں اسی طرح حضرت علیؑ کی مدح کے بعد روٹی اور حلوا طلب کرے اور جو بھی اس کی یہ فرمائش پوری کرنے کے لئے اسے گھر لے جائے یہ چلا جائے اس مداح نے بالکل ایسا ہی کیا ایک جوان اٹھا اور کہا کہ میرے ساتھ میرے گھر چلو میں تجھے نان و حلوا پیش کروں گا پس یہ دونوں گئے جب مداح مکان کے دروازے پہ پہنچا دیکھا

کہ یہ تو وہی کل والا گھر ہے ڈر تو گیا لیکن اُسے حکم کی تعمیل کرنا تھی اندر داخل ہو گیا وہ جوان گیا تھوڑی دیر بعد نان اور حلوا لے آیا جب مداح نے یہ حال دیکھا تو کہا کہ کل اسی جگہ ایک ظالم نے میرے اعضا کاٹے تھے اور قبرستان میں پھینک دیا تھا اور تو آج اسی جگہ یہ لطف فرما رہا ہے اس میں کیا راز ہے بیان فرما۔ اس جوان نے کہا کہ کل جس نے تم پر ظلم کیا تھا وہ میرا باپ تھا اور جو ظلم اس نے تم پر کیا میں بہت رنجیدہ تھا جب میں رات سویا امیرالمومنینؑ کو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے غضبناک ہو کر میرے باپ کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ اے سیاہ ریچھ جو سلوک تو نے میرے مداح کے ساتھ کیا ہے اب دنیا میں تو مسخ ہوتا ہے اور آخرت میں دوزخ سے نجات نہ پائے گا میں اس واقعہ کے ہول اور خوف سے بیدار ہُوا تو اپنے باپ کو سیاہ ریچھ کی شکل میں مسخ دیکھا میں اسی وقت اٹھا اس کی گردن میں زنجیر ڈالی اور اسی مکان میں اسے باندھ دیا تاکہ اُسے کوئی نہ دیکھے اور مجھے لعن طعن نہ کرے ابھی اس وقت اسی حالت میں وہ اس مکان میں ہے اٹھو اور اُسے دیکھو مداح اٹھ کر وہاں آیا جب اپنے دشمن کو سیاہ ریچھ کی شکل میں دیکھا اور گلے میں زنجیر دیکھی اللہ کا شکر ادا کیا اور اس ملعون سے خطاب کیا کہ حضرت علیؑ کی محبت اور دوستی نے مجھے اس مقام پر پہنچایا اور حضرت کی عداوت نے تجھے یہاں تک پہنچایا اسی وقت غضب الٰہی کا شعلہ نمودار ہُوا اور اس مسخ شدہ سیاہ ریچھ کو جلا دیا۔ اور وہ لڑکا یہ واقعہ مشاہدہ کرنے کے بعد شیعہ ہو گیا۔ خزینہ

بنی اسرائیل کا عابد بدکاری سے کیونکر بچا

بنی اسرائیل کے ایک عابد شخص کو بادشاہ کی بیگم نے خود اپنے گھر میں آنے کی اپنی طرف سے دعوت دی پھر اسے بدکاری کا حکم دیا عابد نے قضائے حاجت کے لئے لوٹا طلب کیا یہ لوٹا لے کر چھت پر چلا گیا اور اپنے آپ کو محض اس لئے کہ بدکاری سے اس کا دامن آلودہ نہ ہو اپنے آپ کو چھت سے نیچے گرا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے خلوص عمل کی وجہ سے ہوا پر موکل فرشتے کو حکم دیا کہ اسے پکڑ کر آرام کے ساتھ زمین پر رکھ دے کسی آدمی نے شیطان سے دریافت کیا تھا کہ تو نے اس عابد کو کیوں نہ پھسلایا اس نے جواب دیا کہ جو اپنے نفس کی مخالفت کرے میں اس پر قادر نہیں ہو سکتا کیونکہ اس نے اپنا نفس اللہ کے حوالے کر دیا ہے۔ خزینہ

شاہان روم, قیصر کے لقب کی وجہ

قیصر کا معنی وہ لڑکا ہے کہ اس کی ماں کا پہلو شگافتہ کرکے اُسے ماں کے پہلو سے نکالا جائے یہ معنی یونانی لغت میں ہے قیصر اوّل اپنی ماں کے شکم میں تھا کہ اس کی ماں ولادت کی تکلیف کی وجہ سے فوت ہوگئی۔ پس حکماء، اطباء اکٹھے ہوئے انہوں نے کہا فوراً اس کی ماں کے پہلو کو شگافتہ کیا جائے اور بچہ نکال لیا جائے ایسا ہی کیا گیا یہ بچّہ بڑا ہوکر ترقی کرتا ہُوا مقام سلطنت تک پہنچ گیا اور دوسرے سلاطین پر فخر کیا کرتا تھا کہ میری پیدائش دوسری مخلوق کی طرح نہیں ہوئی میں اپنی ماں کے پہلو سے دنیا میں آیا ہوں نہ کہ پیشاب کے مقام سے۔ نخزینہ

مؤذن کا انجام، ہلاکت (جہنم واصل)

مصابیح القلوب میں ہے کہ ایک موذن کئی سالوں تک مسجد میں اذان دیتا رہا اور پابند شرع تھا آخر عمر میں ناگاہ بدقسمتی سے اس کی نگاہ ایک نصرانی عورت پر جا پڑی دل چھوڑ بیٹھا اور کسی صورت قرار نہ آیا پس مجبور ہوکر اس نصرانیہ کے دروازے پر پہنچا اور اپنی کیفیت بیان کی اس عورت نے کہا کہ اگر تم میری محبت میں سچّے ہو۔ زنار باندھو شراب پیو کیونکہ محبت میں موافقت شرط ہے پس اس موذن نے زنار باندھا اور شراب نوشی کی اور مست ہوگیا پھر اس عورت کا قصد کیا وہ عورت اس کے پاس سے بھاگ گئی اندر چلی گئی اور دروازہ بند کرلیا وہ شرمسار اور ناکام ہوکر مکان کی چھت پر کسی طرح پہنچ گیا تاکہ کسی حیلہ کے ساتھ اندر داخل ہو اور اپنی ناجائز خواہش پُوری کرے پس مکان کی چھت سے گرا اور جہنّم واصل ہوگیا یعنی اس دنیا میں بھی نامراد رہا اور واصل جہنّم بھی ہُوا۔ نخزینہ

قبروں میں طبق جاتے ہیں

صالح مری جو بصرہ کے ایک زاہد، عابد تھے بیان فرماتے ہیں کہ میں شب جمعہ بصرہ کی جامع مسجد کو جاتے ہوئے درمیان میں گورستان سے گزرا اس قبرستان کے پاس ٹھہرا یہاں اتفاقاً آنکھ لگ گئی دیکھا کہ قبریں شگافتہ ہوگئی ہیں ہر قبر سے شخص برآمد ہوا اور ان کے لئے طبق آرہے ہیں ہر آدمی اس طبق کو پکڑ کر قبر میں چلا گیا آخر میں ایک جوان رہ گیا جس کا لباس کہنہ تھا اس کے لئے کوئی طبق نہ آیا ناامید ہو گیا اور اپنی قبر میں جانے کا ارادہ کیا کہ میں نے اس سے سوال کرلیا کہ اے جوان یہ طبق کیسے تھے

اور تمہارے لئے کچھ نہ تھا؟ اس نے جواب دیا کہ جو خیرات زندہ لوگ مردگان کے لئے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا ثواب شب جمعہ ان کو پہنچاتا ہے اور میں وہ ہوں کہ جس کے لئے کسی نے خیرات نہیں بھیجی ہے لہٰذا مجھے کوئی طبق نہیں ملا میں نے کہا کیا آپ کے پسماندگان میں سے کوئی ہے؟ اس نے کہا میں اور میری والدہ حج کو جا رہے تھے جب یہاں پہنچے میں وفات پا گیا اور میری ماں دوسرا شوہر کر گئی ہے اور مجھے فراموش کر گئی ہے میں نے اُسے کہا آپ کی ماں کہاں رہتی ہے؟ اس نے کہا فلاں محلے میں، صالح فرماتے ہیں کہ صبح میں اس محلہ میں گیا اس جوان کی والدہ کو طلب کیا جو کچھ دیکھا تھا اسے بیان کیا وہ ضعیفہ رونے لگ گئی پھر اندر گئی رقم کی ایک تھیلی باہر لائی اور کہا یہ رقم میرے بیٹے کے لئے صدقہ کر دیں میں نے قبول کر لیا اس نے کہا کہ اب اسے فراموش نہیں کروں گی صالح فرماتے ہیں میں نے یہ رقم بطور صدقہ تقسیم کر دی دوسری شب جمعہ میں جب مسجد کی طرف گیا، جب اس قبرستان میں بیٹھا پھر میری آنکھ لگ گئی میں نے بالکل وہی منظر دیکھا قبریں شگافتہ ہوئیں ہر ایک سے ایک ایک شخص برآمد ہوا ان کے لئے آسمان سے طبق نازل ہوئے طبق لیتے گئے پھر قبروں میں طبق لے کر جاتے رہے اب اسی نوجوان کو دیکھا سفید لباس پہنے ہوئے تھا۔ طبق ہاتھ میں پکڑا ہوا تھا میری طرف رُخ کیا اور مجھے دُعا دی خدا آپ کو خوش رکھے میرا شکریہ ادا کرتے ہوئے قبر میں پنہاں ہو گیا۔ پس اے برادران! اپنے اموات خصوصاً اپنے والدین کو ان کی وفات کے بعد خیرات اور نیکیوں سے نوازتے رہو۔ نخزینہ

شاگرد بادشاہ کا داماد کیسے بنا؟

کہتے ہیں کہ ایک معلم نے اپنے شاگرد کو کہا من جد وجد۔ شاگرد نے کہا کہ اگر یوں ہے تو قسم بخدا میں اتنے تک آرام نہ کروں گا جب تک کہ اس اصول پر عمل کر کے بادشاہ کی بیٹی کو اپنے عقد میں نہ لے لوں۔ میں اس امر میں بہت جد وجہد کروں گا پس وہ بادشاہ کے حضور گیا اور اپنی اس خواہش کا اظہار کیا بادشاہ عارف وعاقل تھا نہ اس پر سختی کی نہ اُسے شرمندہ کیا لیکن یہ ظاہر کیا کہ تو میری بیٹی کا کفو نہیں ہے اور اسے اس عذر کے ساتھ ٹال دیا کہ میری بیٹی کا مہر ایک جوہر ہے جس کا نام بہرمان ہے اور وہ سوائے نوشیرواں کے خزانے کے دستیاب نہیں ہو سکتا پھر اس جوان نے بادشاہ سے سوال کیا کہ اس جوہر کا معدن کیا ہے بادشاہ نے کہا اس کا معدن بحر سیلان ہے پس اگر تم اس جوہر

کو حاصل کر سکو تو گویا تم نے مراد پالی ورنہ نہیں۔ پس اس جوان نے اپنا رخ سمندر کی طرف کیا اور جا کر اس کے کنارے پر بیٹھ گیا کاسہ ہاتھ میں لیا اور اس کے ساتھ سمندر کا پانی خشکی پر ڈالنا شروع کیا۔ اس میں پوری چستی سے کام لیا یہانتک کہ اس طرح متواتر چند روز گزر گئے اب سمندر کی مچھلیوں کو یقین ہو گیا کہ اس جوان کا ارادہ ہے کہ تمام سمندر کو خالی کر دے اور یہ جگہ خشک کر دے انہوں نے اس صورتِ حال کی بارگاہِ الٰہی میں شکایت پیش کی اللہ نے اس کا ازالہ یوں کیا کہ وہ فرشتہ جو اس سمندر پر موکل تھا اسے حکم دیا کہ اس جوان کے پاس جائے اور اس کی غرض معلوم کرے کہ پانی سمندر سے باہر کیوں نکال رہے ہو اور پھر اس کی حاجت روائی کرو جب فرشتہ اس کے پاس آیا اس کی غرض دریافت کی اس نے اپنی داستان سنائی اس فرشتے نے سمندر کو حکم دیا کہ اس جنس کے جتنے گوہر تمہارے اندر ہیں باہر پھینک دو بس کیا تھا سمندر کا کنارہ اس قسم کے اور دیگر جواہرات سے پُر ہو گیا پس یہ جوان ان کو لے کر سلطان کے پاس حاضر ہوا، اس نے اپنے وعدہ کے مطابق اپنی بیٹی کا عقد اس کے ساتھ کر دیا۔ نزہتہ

ہارون رشید نے خسیس ترین مردم طولون کو مصر کا والی کیوں بنایا؟

زینۃ المجالس میں ہے کہ ہارون رشید نے ایک دفعہ قرآن شریف کی یہ آیت پڑھی الیس لی ملک مصر وھذہ الانھر تجری من تحتی۔ اللہ فرماتا ہے کہ فرعون لعین نے مصر کی سلطنت کا والی ہونے پر فخر کیا تھا۔ ہارون نے اپنے حاجب کو طلب کیا اور حکم دیا کہ بغداد میں خسیس و لئیم ترین مردم کو تلاش کر کے میرے پاس حاضر کرو ناگاہ اس چوبدار نے ایک گھٹیا آدمی کو ایک خرابے پر بیٹھے ہوئے دیکھا جس کے گرد چند کتے حلقہ باندھے ہوئے تھے اس نے کہا کہ دنیا میں اس سے پست تر کوئی نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ کتوں کی سنگت کو پسند کرتا ہے یہ اسے ہارون کے پاس لے آیا اس کا نام پوچھا اس نے عرض کی میرا نام طولون ہے ہارون نے کہا کیا پیشہ کرتے ہو؟ کہا سگ بانی۔ ہارون نے کہا میں تمہیں مصر کی حکومت سپرد کرتا ہوں کیا راضی ہو؟ اس کی رضامندی کے بعد اسے فاخرہ لباس پہنایا اور دیگر ضروریات مہیا کر کے مصر روانہ کر دیا ہارون کے امیر وزیر مشیر بہت متعجب ہوئے اور اس کا سبب دریافت کیا ہارون نے کہا کہ چونکہ فرعون اپنی مصر کی بادشاہی پر نازاں تھا اس پر بہت فخر و مباہات

کرتا تھا میں نے وہی سلطنت اپنی رعایا کے سب سے گھٹیا آدمی کے سپرد کر دی ہے تاکہ جہان پر واضح ہو جائے کہ اللہ کے نزدیک حکومت و ملکیت کی کوئی وقعت نہیں ہے بالآخر طولون مصر پہنچا اور اب مدت مدید تک ایسی حکومت کی جیسا کہ حکومت کرنے کا حق تھا۔ اس کا یہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام احمد تھا وہ بہت سخی اور عالی ہمت تھا۔ ● کہتے ہیں کہ احمد بن طولون ہر روز جو لباس پہنتا تھا اس کی قیمت پانچ سو مثقالی طلاء ہوتی تھی۔ نماز شام کے وقت وہ لباس بخش دیا کرتا تھا اس کی یہ خصلت یہاں تک حد اعتدال سے تجاوز کر گئی کہ اس کے وکلاء احمد کے ان بخشے ہوئے خلعتوں کو مناسب قیمت کے ساتھ خرید لیا کرتے تھے جب احمد کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے ان لباسوں کو بخشتے وقت مہر کرنا شروع کر دیا تاکہ اس کے بخشے ہوئے لباسوں کو واپس نہ لاسکیں۔

● حیوۃ الحیوان میں ہے کہ ایک شخص احمد بن طولون کی قبر پر قرآن شریف پڑھا کرتا تھا۔ اس نے ایک شب احمد کو خواب میں دیکھا کہ وہ اسے کہہ رہا ہے کہ میری قبر پر قرآن نہ پڑھا۔ قاری نے منع کا سبب پوچھا اس نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تو کوئی آیت پڑھتا ہے مجھے عذاب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا تو نے دنیا میں یہ آیت نہ سنی تھی؟ پھر اس پر عمل کیوں نہ کیا؟

عورت کے مکر کی داستان

زینۃ المجالس میں ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے معجزات میں سے ایک معجزہ یہ تھا کہ ایک حوض تھا جو پانی سے پُر تھا اور اس کا انتظام تالا چابی وغیرہ حضرت ہارونؑ کے قبضہ میں تھا جب کسی شخص کو اپنی منکوحہ کے بارے میں شک ہوتا یعنی کہ بدگمانی ہوتی تو وہ ہارونؑ کے پاس جا کر اپنا حال عرض کرتا۔ حضرت ہارونؑ اس کی بات سُن کر اس حوض کا کچھ پانی کوزے میں لیتے کچھ مٹی اپنی انگلیوں سے اٹھا کر اس پانی میں ڈالتے اس پر دُعا پڑھتے پھونکتے اور اس عورت کے نام کے ساتھ صورتِ حال بیان فرماتے یہ پانی اس عورت کو پینے کے لئے دیتے پس اگر وہ زانیہ ہوتی اسی وقت اس کی رنگت سیاہ ہو جاتی اور پھٹ کر ہلاک ہو جاتی اگر صالحہ ہوتی تو اسے کوئی نقصان نہ پہنچتا اور اسی سال نیک فرزند کے ساتھ حاملہ ہو جاتی اگرچہ وہ عورت عقیم (بانجھ) ہوتی اور یہ معجزہ بنی اسرائیل میں ہزار سال تک باقی رہا (نقل ہے) کہ اس زمانے میں دو بہنیں تھیں بالکل ہم صورت تھیں کہ دیکھنے والے بہت دقت کے ساتھ فرق معلوم کر پاتے ان دونوں میں ایک شوہر کو اپنی زوجہ پر بدگمانی ہوئی اس نے یہ صورت

حال عرض کیے اس متولی کو جو حضرت ہارونؑ کی اولاد سے تھا، بیان کی اس نے اس عورت کو طلب کیا اس عورت نے مکر کر کے اپنی بہن کو بھیج دیا اس عورت نے وہ پانی پیا چونکہ یہ قبیح بدکاری اس سے صادر نہ ہوئی تھی لہذا وہ پانی پینے کے بعد اُسے کوئی رنج نہ پہنچا لیکن جب وہ عورت اپنے گھر آئی اور اپنی اس بہن کو جس پر شوہر کو بدکاری کی بدگمانی ہوئی تھی سے بغل گیر ہوئی اور صالحہ عورت کے سانس جس نے وہ پانی پیا تھا اس زانیہ کے دماغ تک پہنچی اسی وقت اس زانیہ کی رنگت سیاہ ہو گئی ورم ہو گیا اور اس کا جسم پھٹ گیا اور جہنم واصل ہو گئی۔ مخزینہ

دوسروں کو نصیحت کون کر سکتا ہے فقر اور صبر کی مثال

منقول ہے کہ کسی بزرگ سے فقر کی تعریف پوچھی گئی اس نے جواب نہ دیا اور اس محفل سے باہر چلا گیا کچھ دیر کے بعد واپس آیا صبر کا معنی اور تعریف شروع کر دی اس کی گفتگو ختم ہوئی تو اس سے سوال کیا گیا کہ آپ نے پہلے ہی فوراً تعریف کیوں شروع کی تھی اور اس محفل سے چلے گئے تھے فرمایا اس کی وجہ یہ تھی کہ میرے پاس ایک درہم تھا میں باہر گیا اور اسے اللہ کے رستے میں خرچ کر کے واپس آیا اگر اس درہم کو خرچ نہ کرتا اور فقر کے موضوع پر کلام شروع کر دیتا تو مجھے ذاتِ باری سے حیا آتی کہ فقر کے موضوع پہ بات کر رہا ہے اور حالت یہ ہے کہ مالِ دنیا سے ایک درہم موجود ہے اسی طرح ایک واقعہ صبر کے بارے میں بیان کیا گیا ہے کہ کسی بزرگ سے صبر کا معنی اور تعریف دریافت کی گئی انہوں نے تعریف شروع کر دی اثنائے کلام میں عقرب یعنی بچھو نے ان کے پاؤں پر ڈنگ مارا آپ سوزن یا کسی چیز کے ساتھ اُسے ہٹا دیتے مارا بھی نہیں بعد میں اُن سے سوال کیا گیا کہ آپ نے اس بچھو کو مستقل طور پہ کیوں نہ دُور کیا یا اس موذی کو کیوں نہ مار دیا تاکہ آپ آسودہ ہو کر اطمینان کے ساتھ گفتگو فرماتے جواب دیا کہ مجھے اللہ کی ذات سے حیا محسوس ہوئی کہ جس موضوع پر گفتگو کر رہا ہوں دورانِ تکلم اسی کی مخالفت کر رہا ہوں میں نے اس کے ڈنگ کی تکلیف برداشت کر لی اور صبر کر لیا تاکہ میں اپنے موضوع کا خود نمونہ بھی بن جاؤں۔

مسکین کو ایک نوالہ دیا، بہترین اجر

کتب معتبرہ میں ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت کا چھوٹا سا بچہ تھا ایک روز اسے بغل میں لیے اپنا لباس

اٹھائے ہوئے دریائے نیل کے کنارے پر وارد ہوئی کہ اسے وہاں دھو... رہی روٹی کھا رہی تھی۔ ایک لقمہ اس سے باقی رہ گیا تھا اُسے اپنے مُنہ میں ڈالنا چاہتی تھی کہ اس نے ایک مسکین کو دیکھا وہ لقمہ نہ کھایا اور مسکین کو دے دیا جب لباس دھونے میں مصروف ہوئی بچہ کھیل رہا تھا یہ اس سے غافل ہوگئی ایک بھیڑیا آیا اسے دبوچ لیا۔ بچہ کے ...ی کی آواز بلند ہوئی عورت نے دیکھا کہ بھیڑیا اس کے بچے کو منہ میں پکڑے ہوئے بھاگا جا رہا ہے اس نے بہت کوشش کی کہ بھیڑیے تک پہنچا جائے، لیکن ممکن نہ ہوا ناگاہ ایک شخص نمودار ہوا اس نے بھیڑیئے کے منہ سے بچہ پکڑ لیا اور اس عورت کو پیش کیا اور کہا تو نے لقمہ منہ سے نکال کر فقیر کو دیا تھا میں نے بھی لقمہ بھیڑیئے کے منہ سے نکال کر جو تیرا بیٹا ہے تجھے پیش کر دیا ہے میں فرشتہ ہوں اللہ نے مجھے اسی لئے خلق کیا ہے۔ کہ جس کسی سے عمل خیر ظاہر ہو جب اُسے احتیاج ہو میں اس کا عوض پیش کروں۔ نزہۃ

شیخ ابوالقاسم محقق نے دیوانے کو مسجد سے نکال دیا۔ خواب پر عمل نہیں کیا

محقق مسجد میں تدریس میں مشغول تھے کہ ایک دیوانہ مسجد میں وارد ہوا تو آپ نے اسے مسجد سے نکلوا دیا کیونکہ روایات میں ہے کہ دیوانے کو مسجد میں نہ آنے دو اسی طرح مسجد کے نجس ہو جانے کا خوف ہے پس اس رات خواب میں دیکھا کہ کوئی انہیں کہہ رہا ہے کہ آپ نے اس دیوانے کو مسجد سے کیوں نکالا دوسرے روز بھی اسی طرح درس میں مصروف تھے کہ وہ دیوانہ مسجد میں وارد ہوا باوجودیکہ خواب کی بات انہیں یاد تھی آپ نے فرمایا اسے مسجد سے خارج کرنا شرعی حکم ہے خواب کی ممانعت کی طرف بالکل ملتفت نہ ہوئے کیونکہ خواب حجت نہیں ہے اور اس کی وجہ سے شرعی احکام ترک نہیں کئے جا سکتے پھر دوسری رات بھی خواب میں دیکھتے ہیں کہ کوئی سختی سے کہہ رہا ہے کہ اس دیوانے کو مسجد سے کیوں نکالا اور اسی طرح تیسری رات اور دن یہ واقع ہوا۔ یہاں تک کہ چوتھی رات وہی شخص خواب میں آیا اور کہا کہ آپ نے اس دیوانے کے بارے میرے حکم پر کیوں عمل نہیں کیا شیخ ابوالقاسم نے فرمایا کہ یہی شرعی حکم ہے کہ مجانین یعنی دیوانوں کو مسجد میں نہ آنے دیں چونکہ بہت روایات اس بارے میں وارد ہیں اور ہم بھی طرح مامور ہیں کہ احکام شرع کی مخالفت نہ کریں پس اسی طرح اگر میں ہزار راتوں میں دیوانوں کی طرفداری میں خواب دیکھوں اس پر عمل نہ کروں گا اور ان کو مسجد سے باہر نکالتا رہوں گا۔ پس

اس سائل نے محقق سے کہا کہ میں آپ کا امتحان اور اختبار لے رہا تھا پس اسی وجہ سے ان کا لقب محقق ہو گیا۔ خزینہ

سادہ لوح کیلئے برأت کا رقعہ

کہتے ہیں کہ ایک سادہ لوح جو اہل بحرین سے تھا اپنے ساتھیوں کے ساتھ مکہ معظمہ میں وارد ہوا اعمال حج سے فارغ ہونے کے بعد اس کے ساتھیوں نے اس سادہ لوح کو کہا کہ کیا تو نے جہنم سے آزادی کا پروانہ حاصل کیا ہے یا نہ؟ اس سادے آدمی نے کہا کہ کیا آپ نے جہنم سے آزادی کے پروانے حاصل کئے ہیں؟ تمام نے بیک آواز کہا ہاں۔ وہ شخص مکہ کی طرف واپس پلٹ گیا اور سنہری میزاب کے نیچے کھڑا ہو گیا اور کہا بار الہا مجھے آزادی کا پروانہ عنایت فرما ابھی ایک لحظہ بھی نہ گزرا تھا کہ میزاب سے نیچے ایک رقعہ گرا جس پر سنہری تحریر تھی فلان رق من النار۔ اسی طرح کا ایک واقعہ سید جلیل جزائری نے انوار نعمانیہ میں درج فرمایا ہے۔ خزینہ

آقا حسین خوانساری کو شاہی جبہ ملا

مرحوم خوانساری فرماتے ہیں کہ طالب علمی کے زمانے میں میں اتنا فقیر اور پریشان حال تھا کہ سخت سردی کے موسم میں آگ تک مہیا نہ تھی لہذا میں ایک پرانا لحاف دوش پر لیتا تھا اور حجرے میں چلتا رہتا تھا تاکہ اس طرح ہی میرا بدن کچھ گرم ہو جائے اور سردی میں کچھ افاقہ ہو جائے پھر فرماتے ہیں کہ تھوڑی مدت کے بعد اللہ نے مجھے یہاں تک ترقی عطا کی کہ میں ایک روز شاہ سلیمان صفوی کے پاس گیا۔ دیکھا کہ سلطان ایک نہایت نفیس اور قیمتی جبّہ پہنے ہوئے ہے کہ زمانے میں اس کا مثل نہ تھا۔ یہ تمام کا تمام سونے اور جواہرات سے مرصع تھا آقا مذکور نے اس جبّہ کی آستین کے نیچے ہاتھ کیا اور جبّے کی نفاست اور نزاکت کی تعریف کی جب یہ محفل برخاست ہوئی تو شاہ مذکور نے یہ جبّہ دوسرے کپڑوں میں لپیٹ کر آقا خوانساری کی خدمت میں بھیج دیا اور معذرت کا رقعہ ساتھ لکھا کہ اگرچہ یہ جبّہ آپ کی شان سے بہت کم ہے لیکن میں اسے قبول کرنے کی التماس کرتا ہوں۔ خزینہ

فال کی حقیقت

بعض کتب میں ہے کہ ایک بادشاہ ایک روز شکار کے ارادے سے شہر سے باہر آیا تو ایک بدصورت اور قبیح الوجہہ مرد کو دیکھا بادشاہ نے اسے فال بد سمجھا اور حکم دیا کہ اسے قید کر دیا جائے قضارا اس روز اُسے خوب شکار ملا جب شکار سے واپس ہوا

تو اس بیچارے کو قید سے آزاد کیا اور ایک ہزار دینار انعام دیا اس مرد نے عرض کیا اگر آپ مجھے امان دیں تو ایک بات عرض کر لوں بادشاہ نے کہا امان ہے اس نے عرض کی کہ آج جسے میں نے پہلے دیکھا وہ بادشاہ تھا اور جو شخص بادشاہ نے دیکھا وہ میں تھا بادشاہ کا دن عیش اور کامیابی میں گزرا اور میں نے رنج اور تکلیف اٹھائی انصاف کیا جائے کہ ہم دونوں میں شوم اور قابل نفرت کون ہے؟ پس بادشاہ اس کے کلام سے ہنسا اور حکم دیا کہ اسے ایک ہزار دینار مزید دیا جائے۔ خزینہ

گھوڑی پر سوار کو جنّت کیسے نظر آئی

ایک آدمی اپنی گھوڑی بیچ رہا تھا ایک اچھے بھلے مالدار نے اس کی قیمت دریافت کی اس نے ایک لاکھ روپے بتائی خریدار نے کہا یہ تو بہت زیادتی ہے کہ گھوڑی ہو پانچ دس ہزار روپے کی اور قیمت بتائی جائے ایک لاکھ۔ گھوڑی کے مالک نے کہا کہ آپ اس کی صرف شکل ہی نہ دیکھیں اس کی خوبیوں پر نظر کریں کہا وہ کیا خوبی ہے؟ کہا جو آدمی اس پر سوار ہوتا ہے اُسے جنّت نظر آجاتی ہے اس نے کہا پھر تو واقعی سستی ہے اس نے ایک لاکھ مہیا کر کے گھوڑی خرید لی اور اپنے مقام پر بہت خوش باشی کہ اسی دنیا میں جنّت نظر آگئی فوراً گھوڑی پر سوار ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگ گیا کہنے لگا نظر نہیں آرہی فروخت کرنے والے نے کہا حلالی کو نظر آتی ہے حرامی کو نہیں آتی، اب تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگا ہاں اب نظر آگئی ہے، دیکھئے سادہ لوگوں کو چالاک اور ہوشیار کس طرح اُلّو بنا کر سرمایہ لوٹتے ہیں۔

ماں کی اطاعت واجب زیارتِ رسول مستحب

- خواجہ اویس -

خواجہ اویس یمن میں شتربانی کرتے تھے اور اسی کمائی سے اپنی صالحہ ماں کے اخراجات بھی پورے کرتے تھے ایک روز اپنی والدہ سے پیغمبرؐ خدا کی زیارت کے لئے جانے کی اجازت چاہی۔ ماں نے کہا بیشک جاؤ لیکن اگر حضرت گھر میں تشریف فرما نہ ہوں تو وہاں بالکل نہ ٹھہرنا اور جلدی واپس آجانا۔ حضرت اویس جب مدینہ میں پہنچے معلوم ہوا حضرت گھر میں نہیں ہیں۔ بروایتے کسی غزوہ میں تشریف لے گئے ہیں لہذا اُن کے مکان پر حاضری دیکر واپس ہو آئے جب حضرت واپس تشریف لائے تو فرمایا میں وہ نورُ اور خوشبو پا رہا ہوں جو اس سے پہلے یہاں نہ پائی تھی پوچھا کہ کوئی میرے مکان پر آیا ہے جواب ملا کہ یمن سے ایک شتربان اویس نامی آئے تھے سلام دے گئے ہیں اور واپس چلے گئے ہیں آپ نے فرمایا ماں یہ

نور اور خوشبو ان کی ہے جو میرے گھر میں ہدیہ چھوڑ گئے اور خود چلے گئے ہیں۔ صاحب کتاب نتیجہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ ماں کی اطاعت واجب ہے اور پیغمبرؐ کا دیکھنا مستحب۔ کیونکہ دلیلوں سے یہ ثابت ہے کہ اطاعت رسول واجب ہے نہ کہ رویت جمال پیغمبرؐ۔ نخزینہ

● حضرت اویسؓ مدینہ میں تشریف لائے کئی لوگوں سے جو جناب کی صحبت میں کئی سال گذار چکے تھے ان کے خصائل وشمائل دریافت کئے لیکن وہ بیان نہ کر سکے لیکن اویس جنہیں آپ کی صحبت کا شرف حاصل نہ ہوسکا آپ کے تمام اوصاف وشمائل یوں بیان کئے جیسا کہ سالہا سال ان کی صحبت میں گزار چکے ہیں۔ نخزینہ

صلوات میں سستی کرنیوالے کو حضرتؐ کی تنبیہہ

معارج النبوۃ میں ہے کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات بھیجنے میں سستی کرتا تھا گویا یہ حق ادا کرنے میں غافل تھا آخر ایک رات حضرتؐ کو خواب میں دیکھا آپؐ اس کی طرف بالکل ملتفت نہ ہوئے وہ جس طرف سے حضرتؐ کی طرف آتا آپ دوسری طرف منہ پھیر لیتے آخر اس بیچارے نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا آپ مجھ سے ناراض ہیں؟ آپ میرے حال پر کیوں رحم نہیں فرماتے آپ نے فرمایا میں تو تمہیں پہچانتا ہی نہیں ہوں پھر کس طرح تیری طرف توجہ کروں اس نے عرض کی میں تو آپ کا کلمہ گو امتی ہوں اور میں نے علماء سے یہ بات سُنی ہوئی ہے کہ آپ اپنے امتی پر اتنے مہربان ہیں کہ اتنا ماں اپنے بیٹے پر مہربان نہیں ہوتی آپ نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہے لیکن تو مجھے صلوات کے ساتھ یاد نہیں کرتا اور میری معرفت اور شناخت صلوات کے مطابق ہے اب اس کی آنکھ کھل گئی اور اس کے بعد سو دفعہ صلوات بر پیغمبر وآل پیغمبر واجب کر لی پھر اس کے بعد پیغمبر کو خواب میں دیکھا تو آپ نے فرمایا اب تجھ کو پہچانتا ہوں اور راضی ہوں اور بروز قیامت تمہاری شفاعت کروں گا۔ نخزینہ

صلوات کا ثواب اہل قبور کو ہدیہ کیا خواب میں ماں نے بیٹی کو جنت میں دیکھا۔

ریاض الاظہار میں ہے کہ ایک عورت نے اپنی بیٹی کو اس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا کہ وہ شدید عذاب میں مبتلا ہے بیدار ہونے کے بعد بہت نالہ وزاری کی پھر ایک روز کے بعد اُسے خواب میں دیکھا کہ

وہ خوش و خرم جنت میں سیر کر رہی تھی اس سے سوال کیا کہ بیٹی وہ حالت کیا تھی اور یہ حالت کیا ہے؟ اتنا اختلاف۔ میں کیا مشاہدہ کر رہی ہوں اس نے جواب دیا اے مادر گرامی! میں اپنے جرائم اور گناہوں کی وجہ سے عذاب میں مبتلا تھی لیکن آج ایک اجنبی کا گذر اس مقبرے سے ہوا اس نے چند دفعہ صلوات پڑھی اور اس کا ثواب اس قبرستان کے اہل قبور کو ہدیہ کیا اللہ نے اس صلوات کی وجہ سے اہل قبور کے عذاب کو حور و قصور میں تبدیل کر دیا ہے اللّٰھم ارزقنا۔ خزینہ

خواب کی حقیقت سمجھانے کی عمدہ مثال

محدث نوری نے کتاب دارالسلام میں لکھا ہے کہ کسی شخص نے معصوم سے عرض کی کہ مجھے آپ کو خواب میں دیکھنے کا بہت شوق ہے آپ نے فرمایا پانی بالکل نہ پینا اس شخص پر تشنگی نے غلبہ کیا اب جب اسے نیند آتی تو اسے خواب میں پانی ہی نظر آتا اس نے یہ واقعہ معصوم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں جب بھی سوتا ہوں پانی ہی نظر آتا ہے حضرت نے فرمایا اگر تو یہ چاہتا ہے کہ مجھے خواب میں دیکھے تو تیرے دل میں میرا اتنا ہی اشتیاق ہو جانا چاہیے جتنا تیرا شوق اور طلب تشنگی کے وقت پانی کا تھا۔ خزینہ

حقیقی عشق سمجھانے کی مثال

بیان کرتے ہیں کہ کسی معشوق نے کسی معین رات میں اپنے عاشق کے ساتھ ملاقات کا پختہ وعدہ کیا عاشق بیچارہ رات کا کچھ حصہ تو اس انتظار میں بیدار رہا لیکن جب معشوق کی آمد نے طول پکڑا تو یہ سو گیا جب معشوق آیا اور اس نے اپنے عاشق کو سویا ہوا پایا اسے بیدار نہ کیا لیکن اس کی جیب میں اخروٹ کے دانے ڈال دیئے اور چلا گیا جب صبح ہوئی تو بیچارے عاشق نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ شب گذشتہ آپ نے ملاقات کا وعدہ کیا تھا آپ آئے کیوں نہیں؟ اس نے جواب میں کہا کہ میں تو آیا تھا لیکن آپ نیند فرما رہے تھے اور میرے اس قول کی سچائی کی شہادت وہ اخروٹ ہیں جو آپ کی جیب میں ہیں اور یہ اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ آپ کو عشق کے ساتھ کیا تعلق کیا واسطہ۔ آپ ابھی بچے ہیں آپ بچوں کے ساتھ ان اخروٹوں کے ساتھ کھیلیں۔ خزینہ

بدکاری سے بچنے کی وجہ سے جسم سے خوشبو آتی تھی

معتبر کتب میں مذکور ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک شخص تھا۔ ہمیشہ اس سے خوشبو آتی تھی ایک روز ایک آدمی نے اس سے اس کی وجہ پوچھی اس نے کہا میرا قصہ عجیب ہے پوچھنے والے نے اُسے کہا کہ تمہارے لئے قسم ہے کہ اپنا قصہ مجھے ضرور بیان کرو اس آدمی نے کہا کہ میں جوانی کے آغاز میں بہت خوبصورت تھا اور میری بزازی کی دکان تھی ایک روز ایک عورت اپنی کنیز کے ساتھ میری دکان پر آئی اور کچھ چیزیں خریدیں جب قیمت معین ہوگئی وہ دونوں اٹھیں اور کہا کہ ہمارے ہمراہ آؤ اور ان کی قیمت وصول کرو میں نے اپنی دکان کو مقفل کر دیا اور ان کے ساتھ چل پڑا ہم ایک عالیشان گھر کے پاس پہنچے وہ اندر چلی گئیں اور میں باہر کھڑا تھا تھوڑی دیر بعد مجھے اندر بُلایا جب میں اندر داخل ہُوا تو اس گھر کو بہت نفیس اور قیمتی چیزوں سے آراستہ دیکھا انہوں نے مجھے بٹھایا اس عورت نے چادر اپنے منہ سے اُتار دی میں نے دیکھا کہ وہ بہت حسین وجمیل عورت ہے اور قسم قسم کے جواہرات سے آراستہ تھی وہ میرے پہلو میں بیٹھ گئی اور ظرافت اور خوش طبعی کے ساتھ باتیں شروع کردی۔ پھر طعام حاضر کیا کھانے سے فراغت کے بعد اُس عورت نے مجھے کہا کہ میرا اصل مقصد تو تھا ورنہ اس قسم کا سامان تو میرے گھر میں بہت ہے جب میں نے اس کی مہربانی دیکھی میرے نفس امارہ نے اس کی طرف میلان کیا ناگاہ مجھے الہام ہُوا اور میں نے سورہ والنازعات کی یہ آیت سُنی۔ ونہی النفس عن الھوی فان الجنۃ ھی الماوی ۔ یعنی جس نے اپنے نفس کو ہوا وہوس سے بچایا اس کی آرام گاہ بہشت ہوگی پس میں نے پختہ ارادہ کرلیا کہ اپنے پاک دامن کو اس معصیت سے پاک رکھوں گا پھر اس عورت نے میرے ساتھ چھیڑ چھاڑ شروع کردی میں اس کی طرف بالکل ملتفت نہ ہُوا جب اس عورت نے مجھے اپنی طرف مائل نہ دیکھا اپنی کنیزوں کو حکم دیا کہ بہت چھڑیاں پیش کی جائیں اور مجھے محکم باندھ دیا اب مجھے کہا یا میری مراد پوری کر یا ہم تمہیں ہلاک کردیں گی میں نے کہا اگر تم مجھے ذرہ ذرہ کردو گی میں اس فعل شنیع کا ارتکاب نہیں کروں گا آخر انہوں نے مجھے لاٹھیوں سے مارنا شروع کردیا اور میرے بدن سے خون جاری ہوگیا پھر بھی وہ مارتی رہیں اب میں نے سوچا کہ ان سے بچنے کا کوئی حیلہ کرنا چاہیئے تاکہ میں ان سے

خلاصی پاؤں پس میں نے کہا مجھے نہ ماریں میں راضی ہوں اب فوراً انہوں نے مجھے کھول دیا میں نے اُن سے بیت الخلاء کا رستہ پوچھا وہاں گیا اور اپنے آپ کو نجاست سے آلودہ کر لیا اور اُن کو نجاست سے آلودہ کرنا شروع کیا وہ بھاگنے لگیں میں نے فرصت کو غنیمت جانا اور باہر کی طرف دوڑا جب دروازے کے پاس پہنچا دیکھا تو وہ مقفل تھا میں نے تالے پہ ہاتھ مارا اللہ کے حکم سے تالا کھل گیا اور میں گھر سے باہر نکل آیا اور ایک نہر کے کنارے پہ پہنچا اپنے کپڑے دھوئے غسل کیا اچانک میں نے ایک شخص دیکھا وہ میرے لئے ایک پاکیزہ لباس لایا اور مجھے پہنایا، اور مجھے خوشخبری دی اور کہا اے پرہیزگار تو نے اپنے نفس پر کنٹرول کیا اور روزِ جزا سے خائف ہوا اور اللہ کے حکم کی مخالفت نہ کی اور اس کی نہی کو نہی سمجھا یہ مصیبت تیرا امتحان تھی تجھے یہاں سے خلاصی ملی اب یقین رکھ کہ تمہارا یہ لباس ہرگز میلا نہ ہوگا اور یہ خوشبو پوری زندگی تم سے زائل نہ ہوگی پس اس روز سے آج تک یہ خوشبو میرے بدن سے زائل نہیں ہوئی اور نہ اس میں کمی واقع ہوئی ہے۔ خزینہ

بدکاری سے توبہ کرنے والے پر بادل کا سایہ نہ کہ راہب پر

پنجم بحارالانوار میں کتاب کافی سے ابوحمزہ ثمالی حضرت امام زین العابدینؑ سے نقل فرماتے ہیں کہ قدیم زمانہ میں ایک مرد اپنی عورت کے ساتھ کشتی میں سوار تھا کشتی ٹوٹ گئی اہل خانہ میں سوائے اس عورت کے کوئی نہ بچ سکا جس تختے پہ یہ عورت تھی اسے دریا کی ایک موج نے جزیرے میں ڈال دیا یہ جزیرہ ایک فاسق فاجر لٹیرے کا مسکن تھا جب اس مرد نے اس عورت کو دیکھا تو اس کے پاس کھڑا ہو گیا اور سوال کیا کہ تو جنات کے گروہ سے ہے یا انسانی گروہ سے؟ اس عورت نے کہا میں انسان ہوں اس مرد نے اپنی جگہ سے اُٹھ کر اسے زمین پر لٹا دیا اور اس کے ساتھ بدکاری کا ارادہ کیا یہ بیچاری بہت مضطرب ہوئی لرزنے لگی اس مرد نے سوال کیا تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا اور سمجھایا کہ خدا سے ڈر رہی ہوں اس شخص نے کہا اس سے قبل کبھی بدکاری کی ہے؟ عورت نے کہا قسم بخدا آج تک بدکاری نہیں کی ہے اس مرد نے کہا کہ باوجود اس کے کہ تم نے یہ عمل بد آجتک نہیں کیا اور پھر اتنی مضطرب ہو حالانکہ میں تمہیں مجبور کر رہا ہوں اور سختی کر رہا ہوں لیکن مجھے ذرا اضطراب

نہیں ہے حالانکہ اضطراب کا میں زیادہ سزاوار تھا پس وہ مرد اُٹھا اور اس عورت کو اپنے اہلِ خانہ میں بھیج دیا یہاں سے واپس ہونے میں اس کی سنگت ایک راہب کے ساتھ ہو گئی اتفاقاً سخت گرمی اور ہوا بھی بہت گرم تھی۔ راہب نے کہا اے شخص خدا سے دعا کر کہ شاید بادل کا ٹکڑا بھیج دے کہ ہمارے سر پر سایہ کرے کیونکہ اب ہم سورج کی گرمی سے نڈھال ہو چکے ہیں اس شخص نے کہا کہ مجھے اپنی کوئی بھی نیکی یاد نہیں جو میری آبرو رکھے اور میں اس کا واسطہ دیکر جرأت کروں راہب نے کہا اچھا میں دعا کرتا ہوں تم آمین کہو پس وہ عابد دعا میں مصروف ہُوا اور اس مرد نے آمین کہی ناگاہ ایک بادل کا ٹکڑا ان کے سر پر سایہ فگن ہو گیا اور انہیں سورج کی گرمی سے نجات دلائی۔

جب یہ دونوں دوراہے پر پہنچے اور یہاں سے اپنا رستہ اختیار کرنا چاہا ناگاہ اس عابد نے دیکھا کہ وہ بادل کا ٹکڑا اس رفیق کے سر پر سایہ فگن ہو کر اس کے اُوپر جا رہا ہے راہب پکارا تو مجھ سے بہتر تھا اور جو دُعا ہم نے کی تھی اس کی قبولیت تیری وجہ سے تھی اب یقین ہو گیا ہے کہ تو مجھ سے بہتر ہے مجھے اپنا قصہ بیان کرو پس اس لٹیرے مرد نے اس راہب کو اپنی پوری سرگزشت سنائی راہب نے کہا یہ سب تمہاری توبہ کا فیض ہے۔ خزینہ

عالم وفات پا کر کس طرح گھوڑے پر سوار ہو کر نجف روانہ ہوئے

کتاب دارالسلام میں سید جلیل مرتضیٰ خراسانی نجف اشرف کے چند نیک لوگوں سے روایت فرماتے ہیں کہ نجف اشرف کے ایک عالم مکہ میں مشرف ہوئے واپسی میں آبادی سے دور بیابان میں وفات پا گئے اور قافلہ والوں کے لئے اُن کا جنازہ لے کر جانا ممکن نہ تھا اور اُن کا سالارِ قافلہ بھی ناصبی تھا اس مجبوری کی وجہ سے انہیں وہیں دفن کر دیا گیا اور ان کے ساتھی اس وجہ سے بہت متاسف تھے لیکن سوائے اس کے چارہ نہ تھا پس ان کی قبر کے اوپر خیمہ نصب کر دیا گیا اور حاجیوں میں سے ایک شخص جن کا نام شیخ محمد تھا یہ بہت صالح انسان تھا ان کی قبر پر تلاوت قرآن پاک کے لئے مقرر کیا گیا اور اس مرحوم عالم کے ساتھی دوسرے خیمہ میں جمع ہو کر اس مرحوم کی اس حالت پر افسوس کر رہے تھے جب سحر کا وقت ہُوا تو انہوں نے دیکھا کہ شیخ محمد اس خیمے سے جو اس مرحوم عالم کی قبر پر نصب تھا مضطرب ہو کر باہر نکلے اور متعجب ہو کر (لاحول و سبحان اللہ) کہہ رہے

تھے اور اس مرحوم عالم کے ساتھیوں کے حجرہ میں داخل ہوئے جب ان لوگوں نے اس شیخ کو اسی حالت میں دیکھا تو حیرانگی کی وجہ پوچھی اور کہا کہ تم نے عالم کی قبر کو تنہا کیوں چھوڑا۔ اب شیخ محمد نے انہیں کہا کہ مرحوم تو نجف اشرف چلے گئے حاضرین ان کے اس کلام پر ہنسے اور گمان کیا کہ وہ ان کے ساتھ مزاح کر رہا ہے پس انہوں نے کہا کہ آپ مزاح کر رہے ہیں کہا خدا کی قسم نہیں میں نے انہیں بیداری کی حالت میں اپنے آنکھوں سے جاتے ہوئے دیکھا ہے اور میں نے اس وقت اُن سے بات بھی کی ہے اب حاضرین نے اُن سے پوری کیفیت دریافت کی شیخ نے کہا میں سحر کے وقت تک قرآن کی تلاوت میں مشغول رہا جب سحر ہوئی میں نے تجدید وضو کیا اور نماز شب میں مصروف ہو گیا جب نماز سے فارغ ہُوا پھر قرآن کی تلاوت میں مصروف ہو گیا کہ ناگاہ گھوڑے کے پاؤں کی آواز میرے کان میں آئی اور پھر گھوڑے کی ہنہناہٹ سُنی جب دیکھا تو دو آدمی خیمہ کے پیچھے نظر آئے کہ تین گھوڑے لئے کھڑے ہیں اور ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ کسی اور شخص کی انتظار میں ہیں اب میں نے دیکھا کہ شیخ عالم مرحوم فاخرہ لباس کے ساتھ عمدہ حالت میں خیمہ سے باہر آنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں جب ان کی نظر مجھ پر پڑی فوراً خیمہ سے باہر تشریف لائے اور ان دو آدمیوں کے پاس چلے گئے پس انہوں نے ان کی رکاب پکڑی اور گھوڑے پر سوار کرایا اور خود بھی سوار ہو گئے اور نوکروں کی طرح اُن کے پیچھے ہو لئے معلوم ہوا کہ بڑی تیزی کے ساتھ نجف اشرف جانا چاہتے ہیں جب میں نے یہ حالت دیکھی تیزی کے ساتھ دوڑا اور شیخ کی رکاب پکڑ لی اور عرض کی ہمارے شیخ آپ کہاں جا رہے ہیں فرمایا میں نجف اشرف جا رہا ہوں میں نے عرض کی میں بھی آپ کے ہمراہ آؤں گا شیخ نے فرمایا یہ امر آپ کے لئے ممکن نہیں ہے اس وقت۔ میں نے کہا میں آپ کی رکاب نہیں چھوڑوں گا میں تو لازماً آپ کے ساتھ آؤں گا شیخ نے فرمایا اب ہمیں چھوڑ دو اور آپ یقیناً تین روز کے بعد آجائیں گے پس وہ تینوں میری نظروں سے غائب ہو گئے اور چلے گئے اب شیخ کے ساتھی یہ سن کر بہت متعجب ہوئے اور کچھ لوگوں نے آپ کی تکذیب بھی کر دی۔ شیخ نے فرمایا کہ میری گفتگو کی صداقت کی دلیل یہ ہے کہ میں ان کے فرمان کے مطابق تیسرے روز فوت ہو جاؤں گا۔ اور اگر میں فوت ہو جاؤں تو سمجھ لینا کہ میں اپنے قول میں صادق تھا پس شیخ محمد اس واقعہ کے دو روز بعد تک بالکل تندرست رہے جب تیسرا دن ہوا انہیں بخار ہوا اور اسی روز

دنیا سے کوچ کر گئے۔ خزینہ

بھینگے کو دو نظر آتے ہیں

ایک استاد نے اپنے بھینگے شاگرد سے کہا میرے گھر فلاں طاق میں شیشہ رکھا ہوا ہے وہ لے آؤ۔ شاگرد گیا لیکن اپنے بھینگے پن کے باعث اسے دو شیشے نظر آئے واپس آ کر استاد سے کہنے لگا جناب! طاق میں تو دو شیشے پڑے ہیں کونسا شیشہ لاؤں؟ استاد نے کہا دو شیشے کیسے؟ وہاں تو ایک ہی بڑا شیشہ ہے شاگرد نے قسم کھا کر کہا جناب وہاں دو شیشے ہیں۔ استاد نے کہا اچھا جاؤ تم ان دو شیشوں میں سے ایک توڑ دو اور دوسرا لے آؤ۔ شاگرد گھر گیا اور پتھر سے اس نے ایک شیشہ توڑ دیا لیکن اس کے بعد اس نے دیکھا کہ دوسرا شیشہ بھی ٹوٹ چکا ہے حیران رہ گیا کہ یہ کیا بات ہے؟ واپس استاد کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ جناب! کچھ سمجھ نہیں آتا کہ ایک شیشہ توڑنے سے دوسرا بھی کیوں ٹوٹ گیا۔ استاد نے کہا بیوقوف تمہاری نظر کا قصور ہے شیشہ تو ایک ہی تھا۔ مگر تمہاری ٹیڑھی نظر سے وہ دو نظر آ رہے تھے۔

چار جاہل

چار جاہل کہیں جا رہے تھے راستے میں ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا ایک گاؤں کی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے گئے وضو کر کے ایک نے اذان دی پھر امام بن گیا اور تین مقتدی بن گئے جماعت ہونے لگی اتنے میں مسجد کا امام آگیا اسے علم نہ تھا کہ اندر جماعت ہو رہی ہے اس نے اپنے وقت پر اذان دینا شروع کر دی۔ جاہلوں میں سے ایک مقتدی نماز پڑھتے ہوئے ہی بولا۔ مولوی صاحب اذان ہو چکی ہے دوبارہ نہ دیجئے دوسرا مقتدی بولا بیوقوف نماز پڑھتے ہوئے بولنا جائز نہیں تیسرے نے جھٹ کہا واہ بھئی واہ۔ دوسروں کو نصیحت کر رہے ہو کہ نماز میں بولنا جائز نہیں حالانکہ تم خود بھی بول رہے ہو۔ چوتھا جاہل جو امام بن کر جماعت کرا رہا تھا کہنے لگا۔ الٰہی تیرا شکر ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے میں نہیں بولا مجھے تو نے ثابت قدم رکھا ہے۔ ہر شخص دوسروں کو بڑی نصیحت کرتا ہے لیکن اپنے آپ کو بھول جاتا ہے آج بھی ہم مشاہدہ کرتے ہیں کہ جمعہ کی نماز کا خطبہ ہو رہا ہے ہر ایک کو خاموشی کے ساتھ سننا ہوتا ہے اگر کوئی بولے تو ساتھ والے ارشاد فرمائیں گے بھئی خطبہ سنتے وقت بولنا جائز نہیں گویا جس عیب سے منع کرتے ہیں اسی عیب کا خود ارتکاب کر رہے ہیں۔ ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی بار سنا کہ لوگ " مولویوں " پر برس رہے ہوتے ہیں اور کہہ رہے

ہوتے ہیں مولوی بُرے ہیں کیونکہ یہ ایک دوسرے پر فتوے لگاتے ہیں اور دوسروں کو بُرا کہتے ہیں میں نے ان سے کہا کہ آپ بھی تو وہی کام کر رہے ہیں جواب دیتے ہیں کہ ہم نے بُروں کو بُرا کہا ہے۔ میں انہیں کہا کرتا ہوں کہ مولوی بھی بُروں کو ہی بُرا کہتے ہیں۔

یہودی عیسائی اور ایک مسلمان

یہودی عیسائی اور ایک مسلمان تینوں اکٹھے سفر کر رہے تھے۔ راستے میں ایک گاؤں میں انہوں نے قیام کیا رمضان شریف کا مہینہ تھا گاؤں والوں نے تینوں کو مسلمان سمجھا اور روزہ کی افطاری کے لئے ایک شخص ان کے لئے حلوہ پکا کر ایک بڑے طباق میں لے آیا اور انہیں دے گیا یہودی اور عیسائی دونوں نے مشورہ کیا کہ یہ ہمارا ساتھی مسلمان روزے سے تھا اگر حلوہ اسی وقت کھایا گیا تو یہ زیادہ کھا جائے گا۔ ہمارے حصے میں کم آئے گا اس لئے کسی بہانے اس حلوے کا کھانا صبح تک ٹال دیں تاکہ یہ روزے سے ہو اور سارا حلوہ ہم دونوں کھا سکیں چنانچہ وہ مسلمان ساتھی سے کہنے لگے بھئی ہم بدہضمی میں مبتلا ہیں اس وقت ہم حلوہ نہیں کھائیں گے ہمارا یہ خیال ہے حلوہ محفوظ رکھیں اور صبح کھائیں مسلمان نے کہا نہیں حلوہ تازہ تازہ کھانا ہی بہتر ہے آخر کل تک صبر کرنے کی کیا ضرورت ہے انہوں نے کہا ہم جان گئے کہ تیری نیت یہ ہے کہ تو روزے سے تھا تو ہی سارا حلوہ ہڑپ کر جائے ہم تو ایسا کبھی نہ ہونے دیں گے حلوہ اس وقت محفوظ رکھ دیتے ہیں صبح اٹھیں گے تو اس رات ہم تینوں نے جو خواب دیکھا ہوگا وہ سنائیں گے جس کا خواب سب سے اچھا ہوگا سارا حلوہ اسے دے دیا جائے گا مسلمان نے یہ تجویز مان لی اور حلوہ ایک جگہ رکھ کر تینوں سو گئے سحری کا وقت ہوا تو حسب معمول مسلمان اٹھا اور اطمینان سے سارا حلوہ کھا کر پھر سو گیا صبح تینوں جاگے تو تینوں ایک جگہ بیٹھ کر اپنا اپنا خواب سنانے لگے پہلے یہودی بولا میرا خواب سنو رات کو خواب میں میرے پیغمبر حضرت موسیٰ تشریف لائے تھے انہوں نے مجھے جگایا اور فرمایا اٹھو اور میرے ساتھ کوہ طور پر چل چنانچہ میں اپنے پیغمبر کے ساتھ کوہ طور پر چلا گیا وہاں پہنچ کر عجیب و غریب نورانی نظارے دیکھے عیسائی بولا رات کو خواب میں میرے پیغمبر حضرت عیسیٰ تشریف لائے تھے انہوں نے مجھے جگایا اور فرمایا اٹھو اور میرے ساتھ آسمان پر چل جہاں میں رہتا ہوں چنانچہ رات اپنے پیغمبر کے ساتھ آسمانوں کی سیر کرتا رہا تم کوہ طور پر تھے جو زمین پر ہے اور میں آسمان پر تھا خواب میرا بلند درجے کا ہے اب مسلمان بولا بھئی سحری کا

وقت ہوا تو میرے پیغمبرؑ تشریف لائے تھے مجھے فرمانے لگے اٹھ دیکھ تیرا ایک ساتھی کوہ طور پر اور دوسرا آسمان پر چلا گیا ہے تو اب اکیلا رہ گیا ہے سحری کا وقت ہو گیا ہے صبح تم نے روزہ رکھنا ہے سحری کے لئے حلوہ موجود ہے اٹھ کر سارا حلوہ کھالو چنانچہ بھائیو اپنے پیغمبرؑ کا حکم مجھے بھی ماننا پڑا اور میں نے سارا حلوہ کھا لیا یہ سُن کر یہودی اور عیسائی بڑے پریشان ہوئے اور کہنے لگے کیا واقعی تم حلوہ کھا گئے ہو؟ وہ بولا خود ہی سوچو کوئی اپنے پیغمبرؑ کی حکم عدولی کر سکتا ہے؟ انہوں نے کہا ظالم ہمیں بھی بلا لیا ہوتا اس نے کہا آوازیں تو میں نے دیں تھیں مگر سنتا کون؟ ایک کوہِ طور پر تھا، دوسرا آسمان پر وہ دونوں بولے بھئی خواب تو تیرا ہی سچا ہے جو کچھ تو نے دیکھا ہے ہمارے سو خوابوں سے اچھا ہے تیرا خواب عین بیداری ہے کیونکہ تو نے خواب میں اپنی مراد حاصل کر لی۔

ایک بہرے کی بیمار پرسی

ایک شخص بے حد بہرہ تھا اس کا پڑوسی بیمار پڑ گیا لوگ دُور دُور سے اس کی بیمار پرسی کے لئے آنے لگے بہرے کو معلوم ہوا تو اس نے سوچا بیمار پرسی مسنون ہے مجھے بھی جانا چاہیئے مگر مشکل یہ ہے کہ وہ بیمار ہے اور میں بہرہ۔ وہ بات آہستہ کرے گا اور میں سُن نہیں سکوں گا۔ پھر میں کیا کروں؟ آخر اس نے سوچا کہ بیمار پرسی کا ایک مخصوص طریقہ ہے اور یہ باتیں بھی مقرر ہیں جو اس موقعہ پر کی جاتی ہیں بیمار پرسی کے لئے جلیئے تو بیمار سے پہلا سوال یہی کیا جاتا ہے کہ آپ اب کیسے ہیں؟ تو بیمار یہی جواب دیتا ہے کہ پہلے سے اچھا ہوں میں بھی پہلے یہی پوچھوں گا کہ اب آپ کیسے ہیں؟ تو وہ یہی جواب دے گا کہ پہلے سے اچھا ہوں تو میں کہوں گا کہ خدا کا ہزار بار شکر ہے پھر دوسرا سوال جو مریض سے کیا جاتا ہے وہ یہ ہوتا ہے کہ کس طبیب کا علاج کرا رہے ہو وہ کسی قابل طبیب کا نام لیتا ہے میں بھی دوسرا سوال یہی کروں گا کہ کس طبیب کا علاج کرا رہے ہو وہ کسی قابل طبیب کا نام لے گا میں کہہ دوں گا واقعی وہ بڑا قابل طبیب ہے اسی کا علاج جاری رکھنا پھر غذا کے متعلق پوچھا جاتا ہے کہ خوراک کیا ہے تو بیمار اکثر کسی نرم غذا کھچڑی وغیرہ کا نام لیتا ہے میں بھی غذا کا پوچھوں گا تو وہ کسی نرم غذا ہی کا بتائے گا میں کہہ دوں گا ماشاء اللہ بڑی اچھی غذا ہے یہی کھاتے رہیئے۔ یہ سوال و جواب خود ہی اپنے دل میں سوچ کر بیمار کے پاس پہنچا اس وقت بیمار بڑی تکلیف میں تھا بہرے نے پوچھا کیا حال ہے اور آپ اب کیسے ہیں؟ بیمار جو بڑا تنگ تھا کہنے لگا مر رہا ہوں۔ بہرے نے کہا خدا کا ہزار بار شکر ہے، بیمار

یہ جملہ سن کر حیران ہوا کہ اس نے یہ کیا کہا بہرے نے پھر پوچھا کس طبیب کا علاج کرا رہے ہو؟ بیمار نے جواب دیا ملک الموت کا۔ بہرے نے کہا واقعی یہ بڑا ہی قابل طبیب ہے جس نے بھی اس سے علاج کرایا اس کی تکلیف جاتی رہی اس کا علاج جاری رکھنا اب تو بیمار غصے میں آگیا کہ یہ شخص میری بیمار پرسی کے لئے آیا ہے یا مجھے مار ڈالنے کے لئے۔ بہرے نے پھر پوچھا کہ کھاتے کیا ہیں آپ۔ بیمار نے غصے میں جواب دیا "زہر" بہرہ بولا واہ واہ بڑی اچھی غذا ہے یہ۔ ہر روز کھائیے ناغہ نہ کیجئے انشاء اللہ اس غذا سے تکلیفیں جاتی رہیں گی اب تو بیمار سخت غصے میں آگیا اور بہرے سے چلا کر کہا نکل جاؤ ابھی میرے گھر سے اور اسے نکال دیا اور کہا مہربانی فرما کر آئندہ میرے گھر ہرگز تشریف لانے کی تکلیف نہ فرمائیں۔

حضرموت کے دفینے کا عمدہ فیصلہ

قوم عاد و ثمود جب حضرموت کی سرزمین میں رہائش پذیر تھے کے اخلاق کا ایک عمدہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ان پر سلطان کی طرف سے فیصلے کرنے کے لئے ایک قاضی مقرر تھا پورا ایک سال گزر گیا کہ اس کے پاس کوئی قضیہ فیصلے کے لئے نہ آیا پس قاضی نے بادشاہ کے حضور شکوہ کیا کہ آپ نے مجھے مقدمات کے فیصلہ کرنے پر مقرر کیا ہوا ہے اور آپ مجھے اس کی تنخواہ بھی ادا کرتے ہیں حالانکہ یہاں کسی کو میری ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس قوم میں کوئی جھگڑا فساد نہیں ہوتا ہے۔ بادشاہ نے کہا آپ اپنے عہدہ پر برقرار رہیں۔ بالآخر ایک روز دو آدمی فیصلے کے لئے پیش ہوگئے ان میں سے ایک نے کہا کہ میں نے اس شخص سے زمین خریدی ہے میں نے زراعت کرتے ہوئے اشرفیوں سے بھرا ہوا ایک گھڑا پایا ہے میں نے اسے کہا ہے کہ میری وہ رقم واپس کر دو جو میں نے اس زمین کے بدلے ادا کی ہے اور اپنی زمین اور اشرفیوں والا برتن سنبھالو کیونکہ میں نے تم سے زمین خریدی ہے نہ کہ اشرفیوں والا برتن لیکن یہ انکار کرتا ہے دوسرے نے بیان کیا کہ قاضی صاحب! میں نے زمین کو مع ان چیزوں کے جو اس میں ہیں فروخت کیا ہے پس یہ اشرفیاں مع زمین اس کا مال ہے ان دونوں کے ساتھ میرا کوئی ربط اور واسطہ نہیں ہے اب قاضی نے زمین کے خریدار کو کہا کہ کیا آپ کا کوئی بیٹا ہے اس نے کہا ہاں ہے اور وہ جوان ہے پھر زمین بیچنے والے سے سوال کیا کہ کیا آپ کی کوئی بیٹی ہے اس نے عرض کی ہاں ہے قاضی نے کہا میرا فیصلہ یہ

ہے کہ آپ کی لڑکی کا عقد زمین کے خریدار کے لڑکے کے ساتھ کر دیا جائے اور یہ اشرفیوں کا برتن اس لڑکے اور لڑکی کے سپرد کر دیا جائے۔ خزینہ

دُہرا اندھا ایک اندھا فقیر صدا لگا رہا تھا اے لوگو میں دُہرا اندھا ہوں اس لئے تمہارے لطف و کرم کا زیادہ مستحق ہوں لوگوں نے ازراہِ تعجب پوچھا تیرا اندھا پن تو ہم دیکھ رہے ہیں لیکن یہ دُہرا اندھا پن کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ آنکھوں سے اندھا تو میں پہلے ہی تھا لیکن میری آواز بھی بہت بُری ہے اور میری اس بدآوازی نے مجھے دُہرا اندھا بنا دیا ہے جس کے کان میں میری آواز پڑتی ہے وہ مجھ پر رحم کرنے کی بجائے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتا ہے اس لئے میں دوہرے رحم کا مستحق ہوں اس کے اس فقرے نے اس کی بدآوازی میں حسن پیدا کر دیا تھا اور لوگ اس پر مائل بہ کرم ہونے لگے۔

حضرت علیؓ کا اخلاص عمل حکایات رومی میں ہے ایک لڑائی میں حضرت علیؓ نے ایک جنگجو کافر کو زیر کر لیا اور پھر تلوار سے اس کی گردن کاٹنے کا ارادہ کیا نیچے پڑے ہوئے کافر نے آپ کے روئے مبارک پر تھوک دیا اس پر شیر خدا نے اُسے چھوڑ دیا تلوار الگ رکھ دی وہ کافر آپ کا یہ رویہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور پوچھا کہ یہ عفو و درگزر کا کیا موقعہ ہے آپ نے فرمایا کہ میری تجھ سے لڑائی صرف اللہ کی خاطر تھی لیکن تو نے میرے منہ پر تھوک کر مجھے غصہ دلایا اور میرے دل میں ذاتی انتقام کی خواہش پیدا ہو گئی یوں لڑائی کا مقصد نصف خدا کے لئے اور نصف اپنی ذات کے لئے ہو گیا چونکہ میری ذات اور تلوار اللہ کے لئے وقف ہے اس لئے میں نے تمہیں چھوڑ دیا۔ اس کافر نے شیر خدا کی یہ تقریر سُنی تو اس کے دل سے کفر و شرک کی نجاست دور ہو گئی اور وہ مسلمان ہو گیا اسے دیکھ کر اس کے بہت سے رشتہ دار اور اہل قوم بھی حلقہ بگوش اسلام ہو گئے حلم کی تلوار لوہے کی تلوار سے زیادہ تیز بلکہ فتح و کامرانی میں سو لشکروں سے بڑھ کر ہے ..... حکایات رومی

لیکن تاریخ میں یوں بھی ہے کہ جب اس کافر کے تھوک دینے پر آپ نے اُسے چھوڑ دیا۔ تو مسلمانوں نے رسولؐ خدا سے وجہ پوچھی آپ نے فرمایا فکر کی ضرورت نہیں عنقریب راز کھل جائے گا تھوڑی دیر بعد آپ نے پھر اُسے گرا کر قتل کر دیا اور اصحاب کو یہی وجہ بیان فرمائی کہ میری جنگ قربۃً الی اللہ تھی اس کے تھوک دینے پر میرے ذاتی غصے میں اضافہ ہو گیا اس کے فرو ہونے کے بعد

اسے قتل کیا ہے یہ بھی ممکن ہے کہ یہ کسی اور کافر کا واقعہ ہو۔

علامہ حلّی اور سنّی سیّد

مجالس المومنین میں قاضی نوراللہ تحریر فرماتے ہیں کہ سلطان محمد خدا بندہ کے زمانے میں علامہ حلّی مخالفین کے ساتھ مناظرہ کر رہے تھے آپ نے خطبہ میں جیسا کہ دستور ہے حمد الٰہی اور صلوات بر پیغمبرؐ و آل پیغمبرؐ کا ذکر کیا اور مذہب امامیہ میں صلوات بر آل محمد جائز ہے ایک سیّد موصلی جو متعصب سُنی تھا نے کہا کہ غیر انبیاء پر صلوات کے جواز کی آپ کے پاس کیا دلیل ہے؟ آپ نے جواب میں بطور دلیل یہ آیت پیش کی اَلّذین اذا اصابتہم مصیبۃ قالوٓا انا للّٰہ وانا الیہ راجعون اولٓئک علیہم صلوات من ربہم و رحمہ۔ اس سید نے انتہائی عناد اور اپنے معصومین آباء و اجداد کے حقوق میں کہا کہ علی ابن ابی طالب اور ان کی اولاد کو کونسی مصیبت پیش آئی۔ علامہ نے اہل بیت کے مشہور اور واضح مصائب بیان فرمائے اور پھر اس کو زیادہ شرمسار کرنے کے لئے فرمایا کہ اس سے بدتر مصیبت اور کیا ہوگی کہ تیرے جیسا فرزند انہیں عطا ہوا جو بعض منافقین کو ان پر فضیلت اور گروہ جہال کو ان پر ترجیح دیتا ہے حاضرین علامہ کے فی البدیہہ برمحل جواب پر بہت متعجب ہوئے اور اس سید مذکور کی حماقت پر ہنسے اور بعض شعراء نے اشعار لکھے۔ (جو خزینہ میں درج ہیں)

سلطان محمود غزنوی اور چند چور

سلطان محمود غزنوی کا دستور تھا کہ وہ رات کو اپنا بھیس بدل کر شہر کی گشت کیا کرتے تھے رعایا سوتی تھی اور بادشاہ جاگا کرتا ایک رات حسب معمول اپنا بھیس بدل کر گشت کر رہے تھے کہ آپ نے ایک جگہ چند چور دیکھے وہ سلطان کو دیکھ کر ڈر گئے اور پوچھنے لگے تم کون ہو؟ فرمایا میں بھی تمہاری مثل ایک آدمی ہوں چور سمجھ بیٹھے کہ یہ بھی کوئی ہماری مثل چور ہی ہے وہ مطمئن ہو گئے سلطان ان میں شامل ہو گئے سلطان نے فرمایا اگر چوری کرنا ہے تو پھر شاہی محل کو لوٹو وہاں سے بہت بڑا خزانہ ہاتھ آئے گا جو عمر بھر کے لئے ہمیں بے نیاز کر دے گا چوروں نے یہ مشورہ سن کر سلطان محمود کی ہمت و جرأت کی داد دی اور کہا بڑے دلیر چور ہو کہ شاہی محل میں بھی چوری کرنے سے نہیں ڈرتے لو پھر آج سے تم ہمارے سردار اور ہم تابعدار۔ لیکن کام ہے بڑا مشکل۔ سلطان نے کہا میرے ہوتے ہوئے تم ڈرو مت۔ لیکن پہلے یہاں بیٹھ کر منصوبہ تیار کر لو اور اپنا اپنا کمال بیان کرو ایک

چور بولا مجھ میں یہ کمال ہے کہ میں اندھیری رات میں بھی کسی آدمی کو ایک بار دیکھ لوں تو دن میں بغیر کسی دقت کے اسے پہچان لیتا ہوں دوسرا بولا مجھ میں یہ کمال ہے کہ میرے بازوؤں میں اتنی قوت ہے کہ محل چاہے کتنا اونچا ہو میری پھینکی ہوئی کمند محل کے کنگرے کو پکڑ لیتی ہے اور ہم سب بآسانی اوپر چڑھ سکتے ہیں تیسرے نے کہا مجھے یہ کمال حاصل ہے کہ خزانہ زمین کے جس حصے میں دبایا گیا ہو میں اپنی ناک سے مٹی کو سونگھ کر معلوم کر لیتا ہوں کہ اس جگہ خزانہ دبایا گیا ہے چوتھا بولا مجھے یہ کمال حاصل ہے کہ چوروں کو دیکھ کر کتے بھونکتے ہیں میرے کانوں کی یہ خصوصیت ہے کہ میں کتے کی آواز سن کر سمجھ لیتا ہوں کہ یہ کیا کہہ رہا ہے اب وہ سلطان محمود سے پوچھنے لگے اب تمہاری باری ہے اپنا کمال بتاؤ فرمایا مجھ میں یہ کمال ہے کہ اگر مجرم قید میں ہو اور جلاد انہیں قتل کرنے کے لئے تختہ دار پر لے آئیں لیکن میں اپنی ڈاڑھی ہلا دوں تو سارے مجرم قید سے رہا ہو جائیں اور مرنے سے بچ جائیں سب نے یک زبان ہو کر کہا واہ کیا کمال ہے واقعی تمہارا کمال سب سے بڑا کمال ہے تو واقعی ہمارا سردار ہے کیونکہ تیرا وجود ہماری رہائی کا ضامن ہے اب وہ سب اٹھے اور شاہی محل کا رخ کیا راستے میں ایک کتے نے انہیں دیکھ کر بھونکنا شروع کر دیا وہ چور جسے کتے کی زبان سمجھنے کا کمال حاصل تھا اس سے پوچھنے لگے بتا یہ کتا کیا کہہ رہا ہے وہ بولا بھائیو جو کچھ کتا کہہ رہا ہے میں خود بڑا حیران ہوں یہ کہہ رہا ہے ان پانچوں میں خود مالک بھی موجود ہے۔ سارے ہنسنے لگے کہ بیوقوف کیا مالک ہم ہیں؟ یہ کیسے، اس نے کہا ہنسو یا بیوقوف کہو لیکن بخدا کتا کہہ یہی رہا ہے کہ ان پانچوں میں مالک بھی موجود ہے بہرکیف آگے بڑھے شاہی محل کے پاس پہنچ کر کمند پھینکنے والے نے کمند پھینکی جو محل کے ایک کنگرے سے اٹک گئی اور یہ سب کمند کے ذریعے اوپر چڑھ گئے اب زمین سونگھ کر بتانے والے نے سونگھ کر شاہی محل کا خزانہ معلوم کر لیا جی بھر کر خزانہ لوٹنے کے بعد اسی کمند کے ذریعے محل سے باہر نکل آئے اور شہر سے باہر کسی ویران جگہ میں بیٹھ کر خزانے کی تقسیم کرنے لگے سلطان محمود نے ان سے کہا تم مجھے سردار تسلیم کر چکے ہو میری بات مانو اور خزانے کی تقسیم فی الحال ملتوی کر دو کیونکہ اگر یہ خزانہ تقسیم کر کے اپنے حصے کا مال ہم اپنے اپنے گھر لے گئے اور صبح جب شاہی خزانے کی چوری کا پتہ چلا تو ممکن ہے بادشاہ چور پکڑنے کے لئے جو تدابیر اختیار کرے ان میں ایک تدبیر یہ بھی ہو کہ سارے شہر کی تلاشی لی جائے تاکہ چور اگر شہر

ہی میں ہوں تو ان کے گھروں سے مال برآمد ہو سکے اور پکڑے جا سکیں ہم اپنا اپنا حصّہ گھر لے گئے تو بہت ممکن ہے کہ کل ہم پکڑے جائیں اس لئے کچھ دنوں کے لئے صبر کرو اور خزانہ یہیں زمین کھود کر دفن کر دو پولیس کو اپنی دوڑ دھوپ اور اپنی کوشش کر لینے دو جب وہ مایوس ہو جائیں گے تو ہم اطمینان سے یہاں آکر خزانہ کھود کر تقسیم کر لیں گے سب نے اس رائے سے اتفاق کیا اور کہا بالکل ٹھیک ہے جو حکم ہو ہمیں منظور ہے۔ سلطان محمود فرمانے لگے اب ہم سب اپنے اپنے گھر روانہ ہو جائیں لیکن میں نو وارد ہوں تمہیں نہیں جانتا کہ تم کون ہو؟ اور کہاں کہاں رہتے ہو اپنا اپنا مکمل پتہ مجھے لکھوا دو انہوں نے مکمل پتے دے دیئے اور چور اپنے اپنے گھر اور بادشاہ اپنے محل میں آگیا صبح ہوئی تو ایک شور مچ گیا کہ شاہی خزانہ لوٹ لیا گیا ہے پولیس دوڑ بھاگ کرنے لگی تو سلطان محمود نے انہیں چاروں چوروں کے نام اور پتے بتا دیئے اور کہا ان چاروں کو گرفتار کر لو یہی چور ہیں پولیس ان کے بتائے ہوئے پتوں پر پہنچی اور چاروں کو گرفتار کر لیا وہ چاروں چور بڑے حیران ہوئے کہ یہ قصّہ کیا ہے؟ ہماری مخبری کی کس نے؟ ہم چاروں تو پکڑے گئے مگر ہمارا سردار گرفتار نہیں ہوا یہ کیا بات ہے؟ عدالت میں پیش ہوئے تو شاہی مجرم ہونے پر انہیں پھانسی کا حکم سنا دیا گیا۔ اب تو وہ بہت گھبرائے اور اپنے سردار کو یاد کر کے اور بھی زیادہ پریشان ہوئے کہ اب وہ سارے خزانے کا خود ہی مالک بن بیٹھے گا تختہ دار پر جب انہیں لے جانے لگے تو سلطان محمود نے حکم دیا کہ ان چاروں چوروں کو میرے حضور پیش کیا جائے تاکہ یہ اپنی کوئی آخری تمنا رکھتے ہوں تو وہ پوری کی جا سکے چاروں چور دربار سلطانی میں حاضر کئے گئے سلطان محمود تاج پہنے تخت پر جلوہ افروز تھے وہ چور جسے یہ کمال حاصل تھا کہ جسے اندھیری رات میں ایک بار دیکھ لے بغیر دقت کے اُسے پہچان لیتا تھا اس نے جو تخت پر بیٹھے ہوئے کو غور سے دیکھا تو پہچان لیا اور اپنے ایک ساتھی کے کان میں کہنے لگا تو بھی رات کتا سچ ہی کہہ رہا تھا کہ ان پانچوں میں مالک بھی موجود ہے یہ سامنے جو تخت پر بیٹھا ہے یہی تھا ہمارے ساتھ رات کو۔ ساتھی نے کہا ارے بیوقوف کیا بکتے ہو؟ رات کو ایک کتے کی زبان کا ترجمہ کر کے چور کو مالک بنا دیا اور اس وقت تم مالک یعنی بادشاہ کو چور بنا رہے ہو ان کی کھسر پھسر سن کر بادشاہ نے کہا یہ آپس میں کیا باتیں کر رہے ہو؟ رات کو دیکھے ہوئے کو دن میں پہچان لینے والا چور آگے بڑھا اور کہنے لگا اے ہمارے

سردار! اب اپنی داڑھی کب ہلاؤ گے؟ کیا اس وقت جب ہم پھانسی پہ لٹکا دیئے جائیں گے ہم نے اپنا اپنا کمال دکھا دیا اب تم بھی اپنا کمال دکھاؤ اور ہمیں پھانسی سے بچاؤ" سلطان محمود ہنس کر ہنس دیئے اور فرمایا پہچان لیا تم نے مجھے؟ لو میں اپنی داڑھی ہلاتا ہوں جاؤ تم سب کو رہا کیا جاتا ہے۔ سب رہا کر دیئے گئے اور اسی وقت وہ سلطان کے قدموں میں گر کر اپنے پیشہ سے صدق دل سے تائب ہو کر نیک اور صالح بن گئے۔

غیبت کرنے والے کو کھجوروں کا طبق ہدیہ کیا

لئالی الاخبار میں ہے کہ کسی شخص نے کسی آدمی کی غیبت کی پس جس کی غیبت کی گئی تھی اس نے کھجوروں کا ایک ٹوکرا پُر کیا اور بطور ہدیہ اس شخص کو بھیجا جس نے غیبت کی تھی اس آدمی نے کہا کہ میری تو اس آدمی کے ساتھ کوئی دوستی یاری یا تعلقات تو ہیں نہیں یہ کیا ہے؟ وہ ٹوکرا لانے والے نے کہا کہ جب اُس نے سُنا ہے کہ آپ نے اپنی نیکیاں اور اعمال حسنہ اسے ہدیہ کر دیئے ہیں تو اس نے اس عمل کے بدلے میں یہ ہدیہ آپ کو بھیجا ہے۔ مومن بھائیو! ظلم اور غیبت سے لازماً اجتناب کرو۔ نحو بنیہ

حرم حسینی سے میت نکالنے کی اجازت نہ ملی؟

محمود نامی خادم حرم حسینؑ جو زواروں کے کفش بردار تھے بیان فرماتے ہیں کہ ایک روز حرم حسینی کی محافظت پہ میری باری تھی اپنے دوسرے چوکیدار رفقاء کے ساتھ۔ جب لوگ چلے گئے اور تمام دروازے تسلی کے ساتھ بند کر دیئے گئے اور خدام سو گئے نصف رات گزر گئی اور میں اتفاقاً بیدار ہوا تو دیکھا کہ دو آدمی باب زینبیہ سے صحن مقدس میں داخل ہوئے اور اس قبر کے پاس آئے جس میں اُسی روز میت دفن کی تھی پس انہوں نے اس قبر کو کھولا اور میت کو باہر نکالا ناگاہ میں نے دیکھا کہ وہ شخص جسے انہوں نے قبر سے نکالا ہے وہ ان سے التجا کر رہا ہے اور وہ اس کی بات ہی نہیں سُنتے اور اس پہ بالکل رحم نہیں کرتے انہوں نے اسی دروازہ مذکور سے اسے باہر لے جانے کا ارادہ کیا اب وہ صاحب قبر مایوس ہو گیا یقین ہو گیا کہ یہ مجھ پہ رحم نہیں کرتے اب اس نے اپنا رُخ حرم مطہر کی طرف کیا اور عرض کی یا ابا عبداللہ یہ آپ کے حرم میں آپ

کے رہائشی کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں اسے مولا کیا آپ کے ہمسایہ کے ساتھ ایسا ہی سلوک ہونا چاہیئے محمود کفش دار بیان کرتا ہے کہ اس وقت میں نے نوم محزم سے آواز سنی اور ایسا محسوس ہُوا کہ دیواریں اور قندیلیں اس آواز کی ہیبت سے لرز گئی ہیں آواز آئی (ردہ ردہ) اب میں نے دیکھا کہ ان دونوں آدمیوں نے جنازہ واپس کر دیا اور جلدی کے ساتھ اصلی جگہ قبر میں رکھ دیا جب صبح ہوئی میں اس قبر پر آیا تو دیکھا کہ وہ قبر متغیر تھی اور اس کا شگاف نمایاں تھا۔ مخزنیہ

شاکر مرد و عورت کی دو داستانیں:

شہید ثانی علیہ الرحمہ اوزاعی سے حکایت فرماتے ہیں کہ مجھے ایک ثقہ بزرگ نے فرمایا جو رباط مصر کا تعہد رکھتے تھے کہ میں اپنی منزل سے باہر آکر عریش مصر کے قریب پہنچا میں نے ایک سائبان دیکھا اس کے نیچے ایک شخص دیکھا جو آنکھوں سے نابینا ہاتھ اس کے شل اور پاؤں دونوں مفلوج اور اللہ کی حمد میں مشغول ہے میں نے دل میں کہا قسم بخدا میں اس سے ضرور اس کی کیفیت کا سوال کروں گا میں اس کے قریب گیا اور سلام پیش کیا اس نے سلام کا جواب دیا میں نے عرض کیا خدا آپ پر رحمت کرے میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں آپ جواب دیں گے یا نہیں؟ اس نے کہا اگر جواب دے سکا تو ضرور دوں گا اب میں نے اسے کہا کہ اللہ نے تجھے کون سی نعمت دی ہے کہ تو شکر ادا کر رہا ہے اس نے کہا اے سائل آپ میری حالت تو دیکھ رہے ہیں آنکھیں نابینا ہاتھ شل اور پاؤں مفلوج۔ میں نے کہا ہاں اسی طرح ان کو ناکارہ دیکھ رہا ہوں اس نے کہا قسم بخدا اگر میرا خالق مجھے جلانے کے لئے آگ میں ڈال دے یا پہاڑوں کو حکم دے کہ مجھ پر گر پڑیں یا دریاؤں کو حکم دے کہ مجھے غرق کر دیں یا زمین کو حکم دے کہ مجھے نگل جائے پھر بھی میری محبت اور شکر اسی طرح رہے گا (یہ اللہ کا شکر ہے کہ ایسا نہیں کیا) پھر مجھے کہا کہ میری آپ سے ایک حاجت ہے کیا آپ وہ پوری کر دیں گے؟ میں نے عرض کی اگر مجھ سے ممکن ہے تو ضرور پوری کروں گا کہا کہ میرا ایک چھوٹا سا بچہ ہے کہ میں اوقات نماز میں اس کی طرف ملتفت ہو جاتا ہوں اور افطاری کے وقت وہ کھانا لے آتا ہے وہ کل سے گم ہے اس بیابان میں اسے تلاش کریں میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس شخص کی حاجت روائی اللہ کے نزدیک

درجہ ہے پس میں نے اس کی تلاش شروع کر دی میں ریت کے ایک ٹیلے پر پہنچا ناگاہ میں نے ایک درندہ دیکھا کہ اس بچے کا شکم چاک کر کے اس کا گوشت کھا رہا ہے میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور سوچا کہ اب اس بندۂ بزرگ کو اس کے بیٹے کی خبر مرگ کیونکر سناؤں گا میں واپس آیا اسے سلام دیا اور کچھ ادھر ادھر کے کلمات صبر کے بعد یہ اندوہناک خبر سنانی ہی پڑی اس نے جب خبر سنی تو کہا الحمد للہ الذی لم یجعل حسرۃ فی الدنیا فی قلبی پھر ایک چیخ ماری اور زمین پر گر پڑا میں نے اسے حرکت دی معلوم ہوا دنیا سے رخصت ہو چکا ہے میں حیران تھا کہ اب تنہائی میں اس کے کفن دفن کا انتظام کیسے کروں گا ؟ ناگاہ میں نے ایک قافلہ دیکھا تو ان کو آواز دی اور انہیں تمام کیفیت بیان کی انہوں نے اس کی تجہیز میں میری معاونت فرمائی جب اسے دفن کر دیا تو میں نے اس کی قبر پہ بیٹھ کر کلام مجید کی تلاوت شروع کر دی جب رات کا کچھ حصہ گزر گیا مجھے نیند آگئی تو اسے میں نے گویا کہ بیداری کی حالت میں دیکھا بہترین صورت اور فاخرہ لباس میں اور ایک سرسبز اور شاداب باغ میں کلام مجید کی تلاوت میں مصروف ہے میں نے اسے کہا کہ کیا تو میرا وہی رفیق نہیں ہے ؟ کہا ہاں میں وہی ہوں میں نے کہا آپ کو کس سبب سے یہ بلند مقام عطا ہوا ہے فرمایا یہ سب صبر کا فیض ہے ۔ نزہۃ

۲۔ بالکل اسی قسم کا واقعہ نزہۃ میں دوسرے مقام پر اس طرح ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے ایک دفعہ مناجات میں عرض کیا کہ بار الہا اپنا محبوب بندہ مجھے دکھا خطاب ہوا کہ فلاں مقام پر جاؤ میرے محبوب بندے سے آپ کی ملاقات ہو جائے گی آپ وہاں پہنچے تو ایک مستور کو دیکھا کہ نہ اس کی آنکھیں ہیں نہ ہاتھ نہ پاؤں (جیسا کہ مذکورہ مرد کی کیفیت لکھی ہے) زمین پر پڑی ہے چیونٹیاں اور مکھیاں وغیرہ اسے چمٹی ہوئی ہیں لیکن اس کی زبان پر یہ الفاظ تھے الحمد للہ علی نعمائہ والشکر علی الائہ - آپ اس عورت کی اس کیفیت پر متعجب ہوئے آگے بڑھے اسے سلام دیا اس نے جواب دیا علیک السلام یا روح اللہ ۔ آپ نے فرمایا جب تو مجھے جانتی نہیں ہے تو پھر کیسے جان لیا کہ میں عیسیٰ ہوں عرض کی جس ذات نے آپ کو میری طرف بھیج دیا ہے مجھے بھی بتا دیا ہے کہ آپ روح اللہ ہیں آپ نے فرمایا اے نیک مستور نہ تیری آنکھیں نہ ہاتھ نہ پاؤں یہ زبان پر شکر کا کیا مطلب ؟ عرض کی دل ہے ذاکر زبان ہے شاکر جسم رکھتی ہوں صابر ۔ اللہ کا لاکھ شکر ہے

کہ اس نے آلات معصیت سلب کر لئے ہیں اگر میری آنکھیں ہوتیں تو نامحرم پر نظر پڑتی ہاتھ ہوتے تو لقمۂ حرام اٹھاتی اور کھاتی اگر پاؤں ہوتے تو اپنی لذات و خواہشات پورا کرنے کے لئے چل کر جاتی یہ نعمتیں جو اللہ نے مجھے دی ہیں کسی کو عطا نہیں کی ہیں حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ کوئی ہے جو تمہاری اس حالت میں غمخواری کرتا ہے عرض کی وہ ذات کہ جس نے سات آسمان معلق کر رکھے ہیں میرے لئے کافی ہے ۔ آپ نے فرمایا تمہاری کوئی آرزو ہے ؟ عرض کی ایک لڑکی ہے جو بعد بلوغ پہنچ گئی ہے کبھی میرا دل اس کی طرف رجوع اور میلان کرتا ہے اللہ سے درخواست ہے کہ میرا یہ فکر اور غم زائل کر دے تاکہ میرا دل بالکل اس کے لئے خالص ہو جائے آپ فرماتے ہیں جب میں وہاں سے تھوڑی دور گیا دیکھا اس کی لڑکی زمین پر پڑی ہے اور شیر نے اسے ہلاک کر دیا ہے فرمانے لگے سبحان اللہ وہ عورت اپنی مراد کو پہنچی ۔ نزہۃ

قاضی ابوبکر باقلانی کی حاضر جوابی | تاریخ بحیرہ میں ہے کہ یہ قاضی ایک عالم ۔ فاضل اور بہت کتابوں کے مصنف تھے اور اس کے علاوہ حاضر جوابی میں بھی مشہور تھے ایک دفعہ انہیں عضدالدولہ نے بطور ایلچی روم کی طرف روانہ کیا کہ علماء روم کے ساتھ مناظرہ کریں یہ ان پر غالب ہی آتے رہے ان لوگوں نے ان کے فضل و کمال کا اعتراف کر لیا ایک روز ایک پادری قیصر کے پاس بیٹھا تھا اور قاضی ابوبکر باقلانی نے پادریوں سے استہزا کے طور پر کہا کہ آپ کا اور آپ کے فرزندوں کا کیا حال ہے ؟ قیصر نے کہا آپ امت کے دانا لوگوں سے ہیں آپ نہیں جانتے کہ پادری لوگوں کے بیوی بچے نہیں ہوتے اور یہ لوگ اس سے بری ہوتے ہیں۔ قاضی نے کہا کہ آپ لوگ اللہ تعالیٰ کو بیوی بچوں سے بری نہیں سمجھتے تو اس طرح تو یہ لوگ اللہ سے افضل و برتر ہوئے روم کے مفسدین سے ایک نے کہا کہ آپ یہ بتائیں کہ عائشہ جو پیغمبر کی زوجہ تھی اور وہ سخن جو اس کے متعلق کہا گیا (یہ واقعہ مشہور ہے) قاضی نے کہا جو عائشہ کے متعلق کہا گیا وہی سخن مریم بنت عمران کے متعلق بھی کہا گیا اور حقیقت یہ ہے کہ عائشہ نے جنا کچھ نہیں اور مریم نے جنا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بہتان سے کلام مجید میں بری قرار دیا ۔ نزہۃ (افک کا قصہ سورہ نور میں تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے علماء اہلسنت فرماتے ہیں کہ اس میں حضرت عائشہ کو تہمت سے بری ثابت کیا گیا ہے)

نامور پہلوان پوریا ولی بن گئے

معتبر کتابوں میں ہے کہ ایک پہلوان تھا جس کا نام پوریا تھا اس نے اپنی پہلوانی اور طاقت کا اپنے ہم پیشہ پہلوانوں میں لوہا منوالیا تھا اس نے اپنے زانو پر شیشہ باندھا ہوا تھا تاکہ ہر اسے دیکھ لے اسے یقین ہو جائے کہ اس پر کسی پہلوان نے ابھی تک غلبہ حاصل نہیں کیا ورنہ وہ شیشہ جو اس نے اپنے زانو پر باندھا ہوا ہے ٹوٹ جاتا۔ ایک دفعہ یہ اصفہان میں گیا وہاں اس نے تمام پہلوانوں کو کشتی میں گرادیا اس نے کہا تمام پہلوان میرے غلبے کی تصدیق کرکے مہر لگا دیں تمام نے مہر لگا دی لیکن حکومتی پہلوان نے کہا میں تو اس کے ساتھ کشتی لڑوں گا اور میں یہ عار اپنے لئے برداشت نہیں کرتا اگر اس نے مجھے گرا لیا تو میں بھی اس کے غلبے کی مہر لگا دوں گا پس فیصلہ یہ ہوا کہ بروز جمعہ اصفہان کے پرانے میدان میں جو بہت وسیع ہے اور اس کے اردگرد بہت حجرے بھی ہیں اور خوب انتظام سے کشتی ہوگی اور شہر میں بھی اعلان کردیا جائے گا کہ اس موقع پر یہ کشتی دیکھنے کیلئے کثیر مخلوق اکٹھی ہو جائے اتفاقاً پوریا پہلوان کی رہائش اس میدان کے ایک حجرے میں تھی جب شب جمعہ ہوئی اس نے دیکھا کہ ایک ضعیفہ حلوے کا ایک طبق اپنے ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے ہے اور لوگوں میں تقسیم کر رہی ہے اور کہہ رہی ہے یہ کھاؤ اور دعا کرو کہ اللہ میری حاجت بر لائے جب وہ پوریا کے پاس آئی اور اسے پہچانتی نہ تھی اسے حلوہ دیا اور اس سے بھی دُعا کی التماس کی پوریا نے کہا کہ تمہاری حاجت کیا ہے ؟ اس ضعیفہ نے کہا کہ میرا بیٹا حکومتی پہلوان ہے اور یہ فیصلہ ہوا ہے کہ کل وہ اس پہلوان کے ساتھ جو تازہ اس شہر میں آیا ہے اور اس جگہ کے تمام پہلوانوں کو اس نے گرا دیا ہے ، کے ساتھ کشتی کرے اور چونکہ اس کے افراد خانہ بہت ہیں جن کا وہ کفیل ہے اس کی بیوی بچے ماں اور بھائی بہت تعداد میں ہیں میں ڈر رہی ہوں کہ کل جس طرح کہ فیصلہ ہو چکا ہے اگر اس تازہ پہلوان نے میرے بیٹے کو گرا دیا تو ان تمام افراد کا گزارہ کس طرح ہوگا یہ تو فقیر ہو جائیں گے اس لئے میں نے یہ حلوہ تیار کیا ہے اور لوگوں میں تقسیم کر رہی ہوں کہ کھائیں اور میرے بیٹے کے حق میں دُعا فرمائیں کہ وہ اس پہلوان پر غالب آجائے پس جب صبح ہوئی شہنشاہ اپنے تمام ماتحتوں کے ساتھ اور دوسری رعیت کے ہر قسم کے لوگ یہ کشتی دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے اور یہ دونوں پہلوان میدان میں ایک دوسرے کے مقابل ہو گئے پوریا نے حکومتی

پہلوان کے ہاتھ کے ساتھ ہاتھ ملایا اور پھر اسے حرکت دی اس نے معلوم کر لیا کہ یہ بالکل میرا مقابلہ نہیں کر سکتا اور اسی طرح کھڑے کھڑے اسے زمین پر گرا سکتا ہے اس کے ساتھ زور آزمائی اور کشتی کی زحمت کی ضرورت ہی نہیں ہے اس وقت اسے اس پہلوان کی ضعیفہ ماں کی بات یاد آئی کہ اس حکومتی پہلوان کو گرانا گویا کہ اللہ کی مخلوق کی ایک جماعت کا راشن بند کرنا ہے۔ پس پوریا نے دل میں سوچا کہ اے پہلوان! تو نے ہر جگہ کے پہلوانوں کو گرایا ہے اور یہ بھی کہ جس پر تو یقیناً غالب ہے اگر اس مخلوق کی موجودگی میں اسے بھی گرا دیا تو اس ضعیفہ کی آہ کا کیا بنے گا اللہ اس سے خوش نہ ہوگا اگر تیری وجہ سے ایک جماعت اپنے نان و نفقہ سے محروم ہو جائے اگر ایک مرد نے تمہیں گرا لیا تو کیا ہو جائے گا پس اس نے اس کے ساتھ کشتی شروع کی اور پھر اپنے آپ کو خود ہی زمین پر گرا دیا اور لوگوں کو یہ سمجھایا کہ پایۂ تخت کے پہلوان نے اسے گرا دیا ہے پھر کیا تھا شاہی پہلوان اس کے سینے پر بیٹھ گیا اور اس کے سینے پر کہنیوں سے مارنا شروع کر دیا پس اسی وقت پوریا کے لئے حجاب ہٹا دیئے گئے اور اسے بتا سمجھا دیا گیا کہ صرف ایک عمل اور اپنے نفس کے مجاہدے نے تمہیں کس مرتبہ پر پہنچا دیا ہے اس کے بعد لوگ اسے ولی جانتے اور اسے پوریائے ولی کے نام سے یاد کرتے ۔ خزینہ

نیشاپور کا تاجر جس نے ترکی کنیز ہزار دینار میں خریدی تھی

شیخ عطار کے تذکرۃ اولیاء میں ہے کہ نیشاپور میں ایک تاجر نے ہزار دینار میں ترک کنیز خریدی اس کا ایک مقروض تھا جو دوسرے شہر میں بھاگ گیا اور اس تاجر کو اس کی تلاش میں اس کے پیچھے جانا ضروری تھا اور شہر نیشاپور میں کسی شخص پر اسے اعتماد نہ تھا کہ اسے وہ کنیز سپرد کرے مجبوراً وہ ابو عثمان حیری کے پاس آیا اور بہت منت سماجت کی کہ میری اس کنیز کو اپنے گھر میں اپنی مستورات کے پاس ٹھہراؤ حتیٰ کہ میں واپس آجاؤں کہ اس شہر میں مجھے آپ پر اعتماد ہے ابو عثمان نے قبول نہ کیا پھر اس نے بہت زاری کی کہ آپ کی مستورات اس کی نگہداری کریں گی اور میرا کام بن جائے گا اور میرا مال ضائع ہونے سے بچ جائے گا پس اس کنیز کو اس کے گھر بھیج دیا اور خود چلا گیا ایک دفعہ اتفاق یوں ہوا کہ ابو عثمان کی نظر بے اختیار اس کنیز پر جا پڑی اور وہ کنیز بہت ہی خوبصورت تھی ابو عثمان اپنا دل چھوڑ بیٹھا اور اب کوئی سمجھ

نہ آرہی تھی کہ کیا کرے سوائے اس کے کہ اپنے شیخ ابو حفص حداد کو بیان کرے جب شیخ کی نگاہ اس پر پڑی تو اسے کہا کہ تجھے یوسف بن حسین رازی کے پاس جانا چاہیئے وہ تمہارا معاملہ حل کرے گا جب وہاں پہنچا تو اس نے یوسف بن حسین کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے کہا تو ایک درویش روشن دل اور صالح آدمی ہے تجھے اس کے پاس جانے سے باز آنا چاہیئے تو وہاں کیا کرے گا وہ تو ایک ملحد زندیق اور لوطی قسم کا آدمی ہے واپس چلے جاؤ کہ اس کی مصاحبت میں نقصان اٹھاؤ گے جب ابو عثمان نے یہ سنا پشیمان ہوا اور واپس نیشاپور میں آگیا جب شیخ نے اُسے دیکھا تو کہا کہ کیا حسین بن یوسف کے ساتھ ملاقات ہوئی کہا نہیں اس نے کہا کیوں ؟ اس نے کہا لوگ اس کا اس طرح تعارف کراتے ہیں ابو حفص نے کہا کہ ایک دفعہ پھر جاؤ اور لازماً اس سے ملاقات کرو ابو عثمان اسی وقت روانہ ہو کر اس کے شہر میں پہنچا پھر یوسف بن حسین کا پوچھا تو لوگوں نے پہلے سے بھی بدتر کہا اس نے کہا مجھے اس کے ساتھ ملاقات لازماً کرنی ہے انہوں نے اس کی نشان دہی کی جب اس کے ہاں پہنچا ایک ضعیف کو بیٹھے ہوئے دیکھا دروازہ کھلا ہے اور ایک خوبصورت لڑکا اس کے سامنے بیٹھا ہے اور سامنے ایک صراحی اور جام رکھا ہوا ہے اور اس کی پیشانی سے نور ہویدا تھا۔ ابو عثمان ناگاہ اندر گیا سلام دیا یوسف بن حسین نے باتیں شروع کر دیں اور اس طرح عمدہ گفتگو کی کہ ابو عثمان کے ہوش بجا نہ رہے جب ہوش ٹھکانے لگی تو کہا خدا کے لئے ایسی گفتگو اور ایسا مشاہدہ یہ آپ کا کیا معاملہ اور شیوہ ہے کہ شراب اور لڑکا۔ یوسف نے کہا یہ لڑکا میرا بیٹا ہے کہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہے میں اسے قرآن پڑھاتا ہوں یہ ایک مٹی کی صراحی ہے میرے پاس کوئی کوزہ نہ تھا میں نے اسے دھو کر اس جگہ رکھا ہوا ہے کہ اگر کسی نے پانی پینا ہو تو پی لے۔ ابو عثمان نے کہا برائے خدا آپ ایسا کیوں کرتے ہیں کہ لوگ ایسا کہتے ہیں کہا یہ اس لئے کہ کوئی آدمی ترک کنیز میرے پاس امانت کے طور پر نہ بھیجے جب ابو عثمان نے یہ سنا اس کے پاؤں پر گر پڑا اور جان لیا کہ جو لوگ اپنی اصلاح میں مشغول ہوتے ہیں وہ ایسا ہی کرتے ہیں۔ خزینہ

حضرت علیؓ کی طرف سے کسطرح خلعت ملا

حبل المتین میں مولانا محمد جیلانی فرماتے ہیں کہ حلہ کا ایک شخص نجف اشرف میں زیارت کے لئے آیا۔ اس کی قبا نئی تھی اتفاقاً ایک میخ کی جھریٹ کی وجہ سے اس کی قبا کافی پھٹ گئی اس

شخص نے از روئے اخلاص یا از روئے جہل عرض کیا یا امیرالمومنینؑ مجھے نئی قبا پہنا فرمائیں کہ میری یہ قبا یہیں نجف اشرف میں پھٹی ہے ایک ناصبی نے یہ بات سن لی اس نے طنزاً کہا کہ عنقریب امام علیؑ تجھے گلناری قبا عطا کریں گے یہ شخص اپنی اس بات سے پشیمان ہوا اور استغفار کیا۔ اب زیارت سے فراغت کے بعد حلہ کی طرف روانہ ہو گیا جب حلہ پہنچا اتفاقاً اس کا ایک بھائی جو معمار تھا اور اس نے اس شہر کے حاکم کی خاطر عمارت بنائی تھی تو حاکم نے گلناری قبا شال اور عمامے کے ساتھ ایک خادم کو خلعت دیا کہ جاؤ اور فلاں نام کے آدمی کو دے دو اتفاقاً حاکم اس معمار کا نام بھول گیا اور اس شخص کا نام لے لیا اور خادم نے یہ خلعت لے کر اسے پہنا دیا اور پھر اسے ساتھ لے کر حاکم کو سلام کیا جب حاکم نے اس طرح دیکھا تو غضب ناک ہو کر کہا کہ میں نے تو کہا تھا کہ فلاں شخص کو دے آؤ تم نے یہ خلعت اس شخص کو کیوں دیا ہے ؟ خادم نے عرض کیا کہ ابھی تک یہ محفل منقطع نہیں ہوئی ہے آپ نے تو اس مرد کا نام لیا تھا میں نے بھی اسی کے سپرد کر دیا اس وقت اس شخص کو الہام ہوا اور کہا اے والی ! یہ خلعت آپ نے مجھے نہیں دیا ہے بلکہ امیرالمومنینؑ نے مجھے عطا کیا ہے اور اپنا قصہ سُنا دیا اس حاکم نے اس وقت پانچ ہزار دینار بھی دے دیئے اور بہت شکر گزار ہوا کہ یہ خدمت اس کے ہاتھ سے جاری ہوئی ہے اور کہتے ہیں کہ وہ شیعہ تھا ۔ خزینہ

شعوانہ کی توبہ کی داستان

مصابیح القلوب میں ہے کہ بصرہ میں شعوانہ نامی ایک عورت تھی کوئی فساد کی محفل اس سے خالی نہ ہوتی تھی۔

ایک دفعہ اپنی چند کنیزوں کے ساتھ صالح مری جو اس زمانے کا بہترین زاہد اور واعظ تھا ایک کوچے سے گزرتے ہوئے اس کے مکان کے قریب پہنچی اس نے وہاں بہت شور و غل کی آواز سنی جو اس کے مکان سے آ رہی تھی کہنے لگی بصرہ میں ایسا ماتم ہے کہ ہمیں اس کی خبر ہی نہیں ہے پس اس نے یہ صورت حال معلوم کرنے کے لئے ایک کنیز کو اندر بھیجا کنیز اندر گئی کافی وقت گزر گیا لیکن باہر نہ آئی پھر اس نے دوسری کنیز کو بھیجا وہ بھی گئی اور واپس نہ ہوئی شعوانہ نے دل میں کہا کہ اس میں کوئی راز ہے اور یہ کوئی مردوں کا ماتم نہیں ہے جو یہاں ہے یہ زندوں کا ماتم ہے بدکاروں کا ماتم ہے گنہ گاروں کا ماتم ہے مجرموں کا ماتم ہے یہ سیاہ اعمال

والوں کا ماتم ہے پس مجھے خود اندر جاکر صورت حال معلوم کرنی چاہیے پس یہ اندر گئی ایک صالح بزرگ کو دیکھا منبر پر جلوہ افروز ہے اور اس آیہ کی تفسیر بیان فرما رہا ہے واذا رأتهم من مكان بعيد سمعوا لها تغيظاً و زفيراً یعنی اس روز جب دوزخ گنہگاروں کو دیکھے گی تو شور کرے گی گنہ گار لرزہ جائیں گے جب عاصیوں کو دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ تنگ و تاریک مکانوں میں آتشیں زنجیریں گردن میں پہنے ہوں گے اور ایک دوسرے کے ساتھ بندھے ہونگے واذا القوا فيها مكاناً ضيقاً مقرنين دعوا هنالك ثبوراً فریاد اور واویلا کریں گے مالک کہے گا اب چیخ رہے ہو زیادہ چیخو فریاد کرو شعوانہ نے جب یہ کلمات سنے اس پر بہت اثر ہوا کہا اے شیخ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ اگر میں توبہ کروں اور اس کی درگاہ کی طرف خلوص دل کے ساتھ توجہ کروں کیا مجھے بخش دے گا؟ شیخ نے کہا ہاں پروردگار بخش دے گا اگرچہ تیرے گناہ شعوانہ کی مثل ہوں اس نے کہا وہ شعوانہ تو میں ہوں اور میں خلوص دل سے توبہ کرتی ہوں کہ اب ہرگز گناہ نہ کروں گی شیخ نے فرمایا خدا تعالیٰ ضرور تمہارے گناہ معاف کرے گا پس شعوانہ نے توبہ کرلی اور اپنے غلاموں اور کنیزوں کو راہ خدا میں آزاد کر دیا اور ایک عبادت خانہ بنا لیا وہاں بیٹھ کر عبادت میں مشغول ہو گئی اس نے کئی سال ریاضت کی کہ سوختہ اور گداختہ ہو گئی ایک روز اپنا سر اور بدن دھو رہی تھی اپنے جسم کو سوختہ اور گداختہ دیکھا تو کہا ہائے افسوس میں دنیا میں اس قدر کمزور اور لاغر ہو گئی ہوں آخرت میں میرا کیا حال ہو گا پس اس نے غیب سے ایک آواز سنی اے شعوانہ ہماری درگاہ سے نہ اٹھنا اور اسی طرح ہماری درگاہ کو لازم قرار دینا اور مت خوف کر کل قیامت کے دن تو دیکھے گی تمہارے ساتھ کیسا اچھا سلوک ہوتا ہے خزینہ

سید پر ظلم کی سزا

فاضل نراقی خزائن میں فرماتے ہیں کہ ۱۲۰۹ھ میں کاشان میں ایک سرکاری محصل تھا اور ایک سید کے ذمے سرکاری دیوانی رقم تھی اور یہ محصل اس سید پر تشدد کرتا تھا اور وہ سید بیچارہ اپنے فقر و پریشانی کے باعث منت سماجت کرتا تھا کہ میرے پاس رقم موجود نہیں اور مجھے چند روز کی مہلت دے کہ اللہ کوئی چارہ وسیلہ مہیا کر دے اور میرے جد رسول خدا سے شرم کر۔ اس ملعون نے کہا کہ کیا تیرا جد کارسازی کرے گا یا میرا شر تم سے دور کرے گا پھر اس سید سے ضامن لے لیا اور کہا کہ اگر کل تم نے طلوع آفتاب کے وقت سرکاری

مطالبے کی رقم ادا نہ کی تو میں تمہارے منہ میں نجاست ڈالوں گا اور اپنے جد کو کہنا کہ جو اس سے ہو سکتا ہے کرلے ۔ جب رات ہوئی تو وہ ظالم سردی مکان کی چھت پر سونے کے لئے گیا اس نے چھت پر پیشاب کا ارادہ کیا تو تاریکی میں اس کا پاؤں پرنالے پر آگیا اور نیچے گر گیا اور اس پرنالے نیچے بیت الخلاء کا کنواں تھا۔ سرنگوں ہو کر اس فضلے کے کوئیں میں گر گیا اور اس آدھی رات میں اس کی حالت کی کسی کو خبر نہ ہوئی جب دن ہوا تو وہ اس گڑھے میں سرنگوں سر سے ناف تک پایا گیا اور اس قدر نجاست اس کے حلق سے اندر چلی گئی کہ اس کے پیٹ میں ورم ہو گیا تھا اور مر چکا تھا اور اس طرح اس ملعون کا شر اس سید سے رفع ہو گیا ۔ مخزینہ

۲۔ اسی مذکورہ کتاب میں ایک ثقہ آدمی کا بیان ہے کہ مذکورہ بالا واقعہ جسے کچھ عرصہ پہلے آقا محمد علی نامی ایک شخص کاشان میں رہتا تھا وہ عطر وغیرہ کا کاروبار کرتا تھا اور امور دیوانی سے بھی متعلق تھا۔ اس نے ممانعت کر رکھی تھی کہ کوئی آدمی کسی وجہ سے بھی عطر کی اجناس کی خرید و فروخت نہ کرے ایک سید فقیر نے ایک سیر کے قریب ایسی ہی جنس خرید کر کسی شخص کو فروخت کر دی اس ظالم شخص کو معلوم ہو گیا اس کی اس سید کے ساتھ بازار میں ملاقات ہوئی اس نے سید مذکور کو بہت گالیاں دیں اور اس کے رخسار پر کئی طمانچے مار دیئے وہ بیچارہ یہ مار کھا کر آگے چل پڑا اور یہ کہا کہ میرے جد تمہیں سزا دیں گے جب اس ملعون نے یہ بات سنی تو غضب ناک ہو کر اپنے ملازم کو کہا کہ اس سید کو واپس بلا اور پھر شدت کے ساتھ اس کی گردن پر مکے مارے اور کہا اب جاؤ اپنے جد کو کہو کہ میرے شانے باہر نکال دے ۔ دوسرے روز اسی ظالم کو بخار ہوا اور رات کے وقت اس کے کندھوں میں درد شروع ہو گیا اور دوسرے روز وہاں شدید ورم ہو گیا اور بہت سوج ہو گئی پوچھتے روز جراحوں نے اس کا وہ گوشت تراشا اس طرح کہ اس کی ہڈیاں باہر نکل آئیں۔ اور ساتویں روز واصل جہنم ہو گیا ۔ آل علیؑ کے ساتھ ایسا کرنے والوں کو اسی طرح سزا ملتی ہے۔ مخزینہ

حلال واقعی کی مثال

مولانا جلال الدین حکایت فرماتے ہیں کہ ایک امیر منغل جو ہمدان کے قریب رہائش پذیر تھے وہ ایک شیخ کے معتقد تھے ایک دن ان کے پاس آئے اور دو مرغابیاں ان کو پیش کیں اور عرض کی کہ یہ میرے باز نے شکار کی ہیں اور حلال ہیں اور آپ تناول فرمائیں مولانا نے فرمایا کہ بات مرغابی کی نہیں ہے اصل مسئلہ یہ ہے کہ آپ کے باز نے کل کس ضعیفہ کا مرغ کھایا تھا کہ آج اسے یہ مرغابی پکڑنے کی قوت پیدا ہوئی ہے یہ لے جائیں

آپ کے لائق ہے اور کل آپ کے گھوڑے نے کس مظلوم کے بُو کھائے تھے کہ آج اُسے دوڑنے کی قوت پیدا ہوئی ہے اور آپ نے اسے ہرن کے پیچھے دوڑایا ہے میرے لئے ان چیزوں کا کھانا روا نہیں ہے۔ نزہتہ

چچازادی کے بُت کے پاس زندگی گذاردی

تاریخ بحیرہ میں اصمعی سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ دنیا کے عجائبات کی سیر کو روانہ ہُوا کہ ناگاہ میری نظر ایک ایسے شہر پر پڑی کہ سفیدی اور روشنی میں ابر کے ٹکڑے کی مانند نظر آرہا تھا جب میں اس شہر میں داخل ہُوا دیکھا اس کی عمارتیں برباد تھیں میں نے اس کی گلیوں اور سڑکوں کی سیر کی یہاں تک کہ میری نظر ایک دیرانے پر پڑی تو میں نے ایک انتہائی غمگین اور دردناک آواز سُنی جب میں اس آواز کی طرف گیا تو میری نگاہ ایک جوان پر پڑی کہ اس نے ایک پتھر کا بُت اپنے سامنے رکھا ہُوا ہے اور ایک چھوٹی سی چھڑی اس کے ہاتھ میں ہے اس کے ساتھ زمین کھود رہا ہے اور لکیریں کھینچ رہا ہے اور یہ اشعار پڑھ رہا ہے (یہ اشعار حذف کئے جا رہے ہیں) اصمعی بیان کرتا ہے جب میں نے یہ اشعار اس سے سُنے تو فوراً اس کے پاس پہنچا اور سلام دیا پس اس نے سر بلند کیا اور میرے سلام کا جواب دیا اور کہا تو کون ہے ؟ اور اس مقام پر کیوں آیا ہے اور تجھے یہاں کون لایا ہے ؟ میں نے کہا مجھے یہاں اللہ تعالیٰ لایا ہے اس نے کہا سچ کہا ہے پھر میں نے کہا کیا وجہ ہے کہ یہاں اس مقام پر بغیر انیس و مونس اس بُت کے ساتھ چپکے ہوئے ہو اور آبادی اور لوگوں سے اعراض کیا ہوا ہے اس نے کہا اے اصمعی میرا قصہ عجیب ہے اور امر انوکھا ہے میں نے اسے کہا کہ اپنی داستان بیان کرو اور کوئی اندیشہ۔ فکر نہ کرو اس نے کہا ہم بنی تیم کے گروہ سے تھے اور حضرت مسیح کے مذہب پر تھے اور مستجاب الدعوۃ تھے اور یہ بُت جو آپ دیکھ رہے ہیں میری چچازاد تھی اور ہم بچپن سے جوانی تک اکٹھے رہے اور اس کا باپ اس کی تزویج میرے ساتھ کرنے پر رضامند نہ تھا اور میری اس کے ساتھ مخفی طور پر محبت تھی ایک دفعہ میں اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ چچا نے دروازہ کھٹکھٹایا میں ایک سرداب میں چھپ گیا جب چچا وارد ہوا اس سے کہا کہ میں نے عبدالمسیح کی آواز تمہارے پاس سُنی ہے میری چچازادی نے کہا یہ آپ کے خیال کی پیداوار ہے ورنہ میرے پاس کوئی بھی نہ تھا پھر میرے

چچا نے کہا خدایا اگر یہ بیٹی دروغ کہہ رہی ہے تو اسے مسخ کر دے پس فی الفور وہ اس شکل میں ہوگئی جو آپ ملاحظہ کر رہے ہیں اور چالیس سال ہوگئے ہیں کہ میں اس جگہ ہوں اور اس کی صورت کے ساتھ مانوس ہوں اور نہر کا پانی ۔ درختوں کے پتے میرا جینا کھانا ہے اصمعی بیان کرتا ہے پھر اس کے بعد وہ ایک دیوار کے پیچھے گیا اور اپنا تمام لباس سوائے ساتر عورتین کے اُتار دیا اور میرے قریب آیا اور کہا کہ میں تین شعر پڑھوں گا اس کے بعد فوت ہو جاؤں گا پھر مجھے اس بُت کے ساتھ اسی جُبہ میں کفن دیکر سپرد خاک کر دینا اور ان شعروں کو میری قبر پر لکھ دینا پھر اس کے بعد اشعار پڑھے چیخ ماری اور فوت ہوگیا اور میں نے اس کے حکم کی تعمیل کی اور میں اس کی حالت سے بہت متعجب ہوا اور وہ شعر یہ ہیں (عربی کے اشعار یہاں درج کرنے کی ضرورت نہیں) نخزینہ

حجاج بن یوسف کا ظلم

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک نیک نہاد شخص نے حجاج بن یوسف کا ویسا ادب نہ کیا جیسے وہ ادب کی لوگوں سے توقع رکھتا تھا یہ دیکھ کر حجاج غصے میں بھر گیا اور کوتوال کو حکم دیا کہ اس گستاخ کو قتل کر کے اس کی کھال اتار لو۔ حجاج کا یہ حکم سُن کر وہ مرد خدا پہلے تو ہنسا پھر رونے لگا حجاج نے یہ عجیب ماجرا دیکھا تو پوچھا یہ کیا بات ہوئی کہ تو رویا بھی اور ہنسا بھی ؟ مرد بزرگ نے جواب دیا رونا تو مجھے زمانے کی اس بے دردی پر آیا کہ میرے چھوٹے چھوٹے چار بچے ہیں جن کا میرے سوا کوئی سہارا نہیں اور ہنسی اس بات پر آئی کہ میں اپنے رب کے حضور اس اچھی حالت میں جا رہا ہوں کہ میرے کندھوں پر ظلم کا بوجھ نہیں بلکہ میری حالت مظلوم کی ہے جو خدا کی رحمتوں سے نوازے جائیں گے ۔ مرد بزرگ کی یہ بات سُنی تو حجاج کے مصاحبوں میں سے ایک نے سفارش کی کہ اے امیر! اس شخص کی جان بخشی اس کے قتل کرانے سے بہتر ہے اگر اسے قتل کیا گیا تو یہ تنہا قتل نہ ہوگا بلکہ اس کے ساتھ کئی اور جانیں بھی ہلاکت میں پڑ جائیں گی اس شخص نے بہت موثر انداز میں حجاج کو نصیحتیں کیں لیکن اس نے فیصلہ نہ بدلا اور اس بے گناہ شخص کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا حجاج کے جس درباری نے سفارش کی تھی وہ بہت ملول ہُوا اسی رات اس نے اس مرد بزرگ کو خواب میں دیکھا وہ کہہ رہا تھا کہ مجھ پر ظلم ہُوا اس کی تکلیف تو بس چند لمحے کی تھی لیکن ظالم حجاج پر اس کے ظلم کا عذاب ہمیشہ رہے گا۔

حاتم کی سخاوت چار واقعات

بیان کیا جاتا ہے ملک یمن میں آباد قبیلہ کے سردار حاتم طائی کے پاس عربی نسل کا ایک بہت ہی عمدہ گھوڑا تھا خوبصورتی اور تیز رفتاری میں یہ گھوڑا اپنا جواب نہ رکھتا تھا۔ ایک دن روم کے بادشاہ کے دربار میں حاتم طائی کی سخاوت اور اس کے صبا رفتار گھوڑے کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی اپنی اپنی معلومات کے مطابق ہر شخص حاتم کی تعریف کر رہا تھا درباریوں کی یہ باتیں سن کر بادشاہ نے کہا جب تک آزما نہ لیا جائے کسی کے بارے میں رائے قائم کرنا عقلمندی کے خلاف ہے ہم چاہتے ہیں کہ کچھ لوگ حاتم کے پاس جائیں اور اس سے اس کا وہی گھوڑا مانگیں اگر وہ دے دے تو بیشک تعریف کا مستحق ہے عذر کیا تو ثابت ہو جائیگا کہ ریا کار ہے سب نے بادشاہ کی اس بات کو درست مانا اور وزیر اعظم کچھ لوگوں کو ہمراہ لے کر حاتم طائی کے ہاں پہنچ گیا۔ شاہ روم کا یہ وفد رات کے وقت حاتم کے گھر پہنچا اتفاق سے اس رات کو موسلا دھار بارش ہو رہی تھی اور بادل خوفناک انداز میں گرج رہا تھا ایسے موسم میں بہت سے مہمانوں کے کھانے اور آرام کا انتظام کرنا بہت دشوار تھا لیکن حاتم نے ذرا پریشانی محسوس نہ کی۔ اس نے فوراً ایک گھوڑا ذبح کیا اور دسترخوان بچھا کر لذیذ بُھنا ہوا گوشت مہمانوں کو کھلایا۔

صبح ہوئی تو ادھر ادھر کی باتوں کے بعد وزیر نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا اور وہ گھوڑا اس سے مانگا جس کی دور دور تک شہرت تھی وزیر کی یہ بات سُن کر حاتم افسوس کے انداز میں ہاتھ ملنے لگا پھر بولا اگر آپ وہ گھوڑا ہی لینے آئے تھے تو آتے ہی یہ بات کیوں نہ بتا دی؟ اب تو وہ پیارا گھوڑا اس دنیا میں نہیں ہے جیسا کہ آپ کو معلوم ہے رات بہت سخت طوفان تھا یہ کسی طرح بھی ممکن نہ تھا کہ میں چراگاہ سے جانور منگواتا اور اسے ذبح کر کے آپ کی ضیافت کا انتظام کرتا گھر پر صرف وہی گھوڑا تھا اور مجبور ہو کر میں نے اسی کو ذبح کر دیا کیونکہ میں یہ بات کسی طرح بھی گوارا نہ کر سکتا تھا کہ میرے مہمان بھوکے سوئیں۔ وزیر حاتم کی یہ بات سُن کر حیران رہ گیا اُس نے کہا لوگ آپ کی جس قدر تعریف کرتے ہیں خدا کے فضل سے آپ اس سے بھی زیادہ شریف اور سخی ہیں بادشاہ کو جب یہ سارا واقعہ معلوم ہوا تو اس نے بھی یہ بات مان لی کہ حاتم طائی واقعی تعریف کا حق دار ہے۔

۲۔ بیان کیا جاتا ہے ایک بادشاہ نے حاتم طائی کی شہرت سُنی تو اس کے دل میں حسد کے

جذبات پیدا ہوئے اور اس نے سوچا کہ جب تک حاتم زندہ ہے مجھے عزت اور شہرت حاصل نہ ہو گی میں بھلائی کے کیسے بھی کام کروں لوگ حاتم ہی کی تعریف کرتے رہیں گے چنانچہ اس نے ایک چالاک اور لڑائی کے داؤں گھات جاننے والے شخص کو اس کام پر مقرر کیا کہ وہ جس طرح بھی ہو سکے حاتم کا سر کاٹ لائے۔ کرائے کا یہ قاتل اپنے ترکش کو تیروں سے بھر کر اور تلوار کی دھار تیز کروا کر اس علاقے کی طرف روانہ ہو گیا جہاں حاتم طائی رہتا تھا۔ وہاں اس کی ملاقات ایک بہت خوش رُو، خوش گفتار اور خوش اطوار سے ہوئی جب اسے یہ معلوم ہوا کہ یہ شخص مسافر ہے تو کرائے کے قاتل کو گھر لے گیا اور ایسے خلوص سے اس کی خاطر تواضع کی کہ وہ اس کا گرویدہ ہو گیا۔ دوسرے دن جب اس نے رخصت ہونا چاہا تو نیک شخص نے اصرار کیا کہ چند دن میرے پاس ہی رہیئے اور مجھے خدمت کرنے کا موقع دیجئے اس شخص کے دل میں میزبان کی بہت زیادہ عزت پیدا ہو گئی تھی اس کا شکریہ ادا کر کے بولا میں خود چاہتا تھا کہ کچھ دن آپ کے پاس رہوں لیکن ایک ایسا کام درپیش ہے کہ رُک نہیں سکتا۔ میزبان بولا اگر آپ راز داری نا پسند کریں تو شاید اس کام میں آپ کی کچھ مدد کر سکوں۔ یہ سُن کر کرائے کے قاتل نے راز داری کے انداز میں کہا کام یہ ہے کہ میرے بادشاہ نے مجھے حاتم طائی کے قتل کرنے کا حکم دیا ہے میں اس کا سر کاٹ کر بادشاہ کے پاس لے جاؤں گا اگر آپ کو حاتم کا پتہ معلوم ہو تو مجھے بتا دیں۔ یہ سُن کر وہ شخص مسکرایا اور سر جھکا کر کہا حاتم طائی تو میں ہی ہوں آپ شوق سے میرا سر کاٹ لیں اور اسی وقت روانہ ہو جائیں اگر یہ کام اب نہ کیا تو ہو سکتا ہے لوگ پھر آپ کو ایسا نہ کرنے دیں اور نقصان پہنچائیں۔ حاتم طائی کی یہ بات سُن کر وہ شخص اس کے پیروں پر گر گیا اور اس بات پر شرمندگی کا اظہار کرنے لگا کہ اس نے ایسے عظیم الشان سردار کو نقصان پہنچانے کا ارادہ کیا۔ اس نے اپنی تلوار اور ترکش ایک طرف پھینک دیا اور یہ کہہ کر وہاں سے روانہ ہو گیا کہ قتل کرنا تو بڑی بات ہے میں تو ایسے معزز سردار کے جسم پر پھول مارنا بھی گوارا نہیں کرتا حاتم طائی سے رخصت ہو کر وہ بادشاہ کے پاس پہنچا تو بادشاہ نے باز پُرس کی لیکن جب اس نے حاتم کی جوانمردی اور دریادلی کا واقعہ سُنا تو اس کے دل سے غصہ اور حسد جاتا رہا اور اس نے اعتراف کیا کہ حاتم طائی واقعی اس کا حقدار ہے کہ خلق خدا اس کی تعریف کرے۔

۳۔ یہ واقعہ حاتم طائی کی لڑکی کا ہے کہ جب غازیانِ اسلام نے یمن پر چڑھائی کی تو وہاں سے کچھ قیدی مدینہ منورہ لائے گئے ان قیدیوں میں قبیلہ بنی طے کے سردار حاتم طائی کی لڑکی بھی تھی۔ ان قیدیوں کے مستقبل کے بارے فیصلہ کیا جانے لگا تو بنتِ حاتم اپنی جگہ سے اٹھی اور بہت شائستگی سے کہا میں بنی طے کے معزز سردار کی بیٹی ہوں میرا باپ سخاوت اور مروّت میں بے مثال تھا کوئی سائل اس کے دروازے سے مایوس نہ لوٹتا تھا۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس لڑکی کو عزت کے ساتھ آزاد کر دیا جائے چنانچہ وہ آزاد کر دی گئی لیکن اس نے کہا میں اس آزادی پر ہرگز راضی نہ ہونگی کہ میں تو آزاد ہو جاؤں لیکن میرے قبیلے کے لوگ اس نعمت سے محروم رہیں لڑکی کی یہ بات سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام قیدیوں کو رہا کر دیا اور وہ عزت کے ساتھ اپنے وطن لوٹ گئے۔

۴۔ ایک روز ایک شخص حاتم طائی کے پاس آیا اور کہا مجھے دس ہزار دینار عنایت کئے جائیں۔ حاتم نے کہا زیادہ مطالبہ کیا ہے فی الحال میں اس پوزیشن میں نہیں ہوں اس نے کہا میں نے نو ہزار نو سو ننانوے چھوڑ دیئے معاف کر دیئے لیکن ایک دینار تو دے دیں حاتم نے کہا آپ عجیب درویش ہیں کہ وہ مانگتا گیا اور یہ بخشتا گیا۔ اس نے جواب دیا کہ اگر کوئی آپ جیسے انسان سے رقم طلب کرے تو اسے چاہیئے کہ زیادہ طلب کرے اور اگر کوئی آپ جیسے انسان کو بخشنا چاہے تو اسے چاہیئے بہت بخشے حاتم نے جب اس درویش سے یہ کلام سنا بہت خوش ہوا اور اسے دس ہزار دینار ہی عطا فرمائے۔ تحفہ

حاتم کا بھائی

حاتم کی عمارت کے چالیس دروازے تھے اور اس کا اس سے یہ مقصد تھا کہ اگر سائل ان تمام دروازوں سے آئے اسے خالی واپس نہ کرے جب حاتم فوت ہو گیا تو اس کے بھائی نے حاتم کی وفات ظاہر نہ ہونے دی وہ نام قائم کرنے کے لئے سائلین کو دینا شروع کیا ایک روز ایک سائل آیا ایک دروازے سے کوئی چیز حاصل کی اسی طرح چار دروازوں سے سائل کو خیرات ملتی گئی۔ اب حاتم کے بھائی نے کہا کہ عجیب بے شرم سائل ہو کہ چار دروازوں سے خیرات لے چکے ہو تمہیں شرم نہیں آتی اس سائل نے فریاد کی واہ حاتماہ! یقیناً حاتم مر گیا ہے سوال کیا گیا تمہیں کیسے معلوم ہوا اس نے کہا کہ مجھے چالیس سال ہو گئے ہیں ان چالیس دروازوں سے سوال کرتے ہوئے، خیرات ملتی رہی ہے اور آج تین دروازوں سے خیرات ملی ہے اور چوتھے دروازے پر ہی رد کر دیا گیا ہوں یقین ہو گیا ہے کہ حاتم مر گیا ہے۔ تحفہ

نیکی کا اجر

کہتے ہیں ایک نیک خصلت نوجوان نے مصیبت کے وقت ایک بے آسرا بوڑھے کی مدد کی تھی اس کے کچھ عرصہ بعد ایسا ہوا کہ اس نوجوان سے ایک ایسا جرم سرزد ہوگیا جس کی سزا موت تھی شاہی پیادوں نے اسے گرفتار کر کے بادشاہ کی کچہری میں پیش کر دیا اس نے مقدمہ سننے کے بعد ملک کے قانون کے مطابق قتل کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ مقدمہ کا فیصلہ ہونے کے بعد جلاد اس نوجوان کو مقتل میں لے گئے اور اس کے قتل کا منظر دیکھنے کے لئے اس زمانے کے دستور کے مطابق ہزاروں آدمی جمع ہو گئے ان میں وہ بوڑھا بھی تھا جس کے ساتھ مجرم نوجوان نے نیکی کی تھی بوڑھے نے اپنے محسن کو اس حالت میں دیکھا تو اسے بہت افسوس ہوا وہ سوچنے لگا کہ اپنے محسن کی جان کیسے بچاؤں؟ آخر اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی اس نے دہائی مچادی کہ لوگو! غضب ہوگیا ہمارے بادشاہ سلامت انتقال کر گئے ہمارا ملک یتیم ہوگیا۔ بوڑھے کی یہ بات سن کر لوگوں میں کھلبلی مچ گئی جلاد بھی اپنی تلوار پھینک کر شاہی محل کی طرف دوڑے اور اس افراتفری میں نوجوان کو وہاں سے بھاگنے کا موقع مل گیا بادشاہ کی موت کی خبر سچ تو تھی نہیں ذرا دیر بعد معلوم ہوگیا کہ بوڑھے نے مجرم کو بچانے کے لئے یہ حرکت کی تھی شاہی پیادوں نے اسے گرفتار کر کے بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا اور اس سے اس حرکت کی وجہ پوچھی اور کہا کہ ساری رعایا کو معلوم ہے کہ ہم کوئی کام انصاف کے خلاف نہیں کرتے پھر تو نے ہماری موت کی تمنا کیوں کی؟ بوڑھے آدمی نے ادب سے نوجوان کی نیکی کا حال بیان کیا اور پھر یہ اعتراف کیا کہ میں نے صرف اس کی جان بچانے کے لئے یہ جھوٹ گھڑا تھا بادشاہ نیک دل اور خدا ترس تھا اس نے نہ صرف بوڑھے کو معاف کر دیا بلکہ اسے انعام و اکرام سے بھی نوازا۔ نوجوان مقتل سے فرار ہوکر افتاں و خیزاں چلا جا رہا تھا کہ ایک واقفِ حال نے اسے دیکھا تو پوچھا تو جلاد کی تلوار سے کس طرح بچ گیا؟ نوجوان نے جواب دیا ایک ادنیٰ سی نیکی کے باعث کہ نیکی معمولی سے معمولی بھی ہو تو فائدہ پہنچاتی ہے۔

حرص کی سزا

بیان کیا جاتا ہے ایک شخص بہت عسرت کی زندگی گزار رہا تھا روکھی سوکھی اور پیاز کے سوا کچھ میسر نہ آتا تھا ایک شخص نے اس سے کہا بھئی تو بھی خوب آدمی ہے۔ بادشاہ کی طرف سے روزانہ بھنڈارا تقسیم ہوتا ہے ہر شخص کو روٹی اور دال مفت ملتی ہے تو وہاں کیوں نہیں جاتا۔ یہ بات سن کر مفلس اپنی جگہ سے اٹھا اور کمر کس کر لنگر خانے میں پہنچ گیا وہاں واقعی لنگر بٹ رہا تھا لیکن اس بیچارے کو اس کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا کہ اس کے کپڑے پھٹ گئے اور ایک

ہاتھ ٹوٹ گیا وہ روتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ اے نفس! اپنے کئے کی سزا بھگت۔ جو شخص حرص کے پھندے میں پھنستا ہے اس کے بدنصیب ہونے میں شک نہیں کرنا چاہیئے اپنے گھر کی روکھی سوکھی دوسروں کے شیرمال سے بہتر ہے۔

ظالم کی دعا قبول نہیں ہوتی

کہتے ہیں عجم کا ایک بادشاہ ایک ایسی بیماری میں مبتلا ہو گیا جس کا علاج شاہی طبیبوں کے پاس نہ تھا انہوں نے اپنی پوری کوشش کی لیکن بادشاہ کی حالت نہ سنبھلی اور وہ روز بروز کمزور ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ چارپائی سے اٹھنے کے قابل بھی نہ رہا۔ علاج معالجے کی طرف سے بالکل مایوسی ہو گئی تو بادشاہ کے درباریوں میں سے ایک نے کہا حضوروالا! ہمارے شہر میں ایک ایسا بزرگ ہے کہ خدا اس کی دُعا قبول کرتا ہے اگر اس کی توجہ حاصل ہو جائے تو اُمید ہے اللہ پاک آپ کو شفا بخشے گا۔ بادشاہ نے فوراً حکم دیا کہ وزیر باتدبیر ابھی وقت بزرگ کی خدمت میں حاضر ہو اور ہمارے حق میں دُعا کرائے۔ بادشاہ کے حکم کے مطابق وزیر بزرگ کی خدمت میں حاضر ہُوا اور بادشاہ کی شفایابی کے لئے دُعا کی درخواست کی بزرگ بگڑ کر بولا ہماری دُعا اسے کس طرح فائدہ پہنچا سکتی ہے جبکہ وہ ہمیشہ مظلوموں کو ستاتا رہا ہے؟ جس نے خدا کی مخلوق پر رحم نہیں کیا خدا اس پر کس طرح رحم کرے گا؟ اُسے چاہیئے کہ پہلے اپنے گناہوں کی معافی مانگے اس کے بعد خدا کی رحمت کا امیدوار ہو۔ وزیر نے بزرگ کی باتوں سے بادشاہ کو آگاہ کیا اور اسے توبہ کی توفیق مل گئی اس نے تمام بے گناہ قیدیوں کو آزاد کر دیا اور خیر خیرات کے لئے خزانوں کے دروازے کھول دیئے۔ یہ بات جب مرد بزرگ کو معلوم ہوئی تو اس نے وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کی اور پھر ہاتھ اٹھا کر بادشاہ کی صحت کے لئے دُعا مانگنے لگا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابھی بزرگ کی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ بادشاہ کا مرض ختم ہو گیا اور وہ تندرستوں کی طرح بستر سے اٹھ کھڑا ہُوا۔ بزرگ نے اب اُسے نصیحت کی اے بادشاہ! خدا نے تجھے معاف کر دیا ہے تو اب لازم ہے کہ خوب محتاط ہو کر زندگی گزارے ایک بار گر کر سنبھل جانا تو ممکن ہے لیکن بار بار گرنے والا بالآخر سنبھلنے کے قابل نہیں رہتا۔

چور سے بڑا چور

بیان کیا جاتا ہے ایک چور سیستان شہر میں وارد ہُوا اور وہاں کے ایک دکاندار سے کھانے پینے کی چیزیں خریدیں دوکاندار نے چیزوں کی قیمت تو پوری لی لیکن تولتے وقت ڈنڈی ماردی چور نے یہ دیکھا تو آسمان کی طرف دیکھ کر چلایا خدایا! مجھ ایسے معمولی

چوروں کو دوزخ میں ہرگز نہ ڈالنا اس شہر میں تو ایسے ڈاکو موجود ہیں جو دن دہاڑے لوگوں کو لوٹتے ہیں۔ (اسی قوم کے باعث حضرت شعیب علیہ السلام کی امت ہلاک ہوگئی تھی)

سچی بات کہتے ہیں ایک بچہ قضائے الٰہی سے فوت ہوگیا۔ اس کے عزیز و اقارب رونے دھونے اور سینہ کوبی میں مصروف تھے ایک مرد دانا نے انہیں اس حالت میں دیکھا تو ان سے کہا کہ یہ تم لوگ کیا کر رہے ہو؟ کیا تمہیں یہ بات معلوم نہیں کہ جس انجام سے تمہارا یہ عزیز دوچار ہوا ہے بالکل وہی انجام تم سب کا بھی ہونے والا ہے رونے والے! تو اپنے بچے کی موت پر کیا رو رہا ہے وہ تو پاک تھا اور پاک ہی اس دنیا سے رخصت ہوگیا رونا تو تجھے اپنی حالت پر چاہیئے کہ تو جب اس دنیا میں آیا تھا تو پاک تھا لیکن جب یہ رخصت ہوگا تو گناہوں کی غلاظت سے ناپاک ہوگا تجھے چاہیئے کہ موت سے پہلے اگلے جہان کی فکر کرے کیونکہ یہ ایسا معاملہ نہیں ہے جسے ٹالا جاسکے خواہ کوئی کمزور ہو یا پہلوان موت کا ذائقہ اسے چکھنا ہی پڑے گا۔

سونے کی اینٹ بیان کیا جاتا ہے ایک شخص نے سونے کی ایک اینٹ پڑی پائی یہ اینٹ ہاتھ آنے سے پہلے یہ غریب آدمی نماز روزے کا پابند اور خدا کے ذکر میں محو رہا کرتا تھا اور اپنے ان اشغال میں بڑی حلاوت محسوس کرتا تھا لیکن سونے کی اینٹ ہاتھ آتے ہی اس کے قلب کی کیفیت بدل گئی۔ خدا کی یاد سے غافل ہو کر اب وہ ہر وقت دنیاوی آسائشیں حاصل کرنے کے منصوبے بناتا رہتا تھا۔ کبھی سوچتا کہ مجھے ایک شاندار محل تیار کرانا چاہیئے جس کے ساتھ ایک باغیچہ بھی ہو کبھی اعلیٰ درجے کے لباس اور بہترین بستر بنوانے کے منصوبے بناتا اس کے دماغ کا کچھ ایسا حال ہوگیا گویا کھوپڑی میں کوئی کیڑا گھس گیا ہو۔ اس پریشان خیالی سے تنگ آکر ایک دن جنگل کی طرف نکل گیا وہاں اس نے دیکھا کہ ایک شخص ایک قبر کی مٹی سے اینٹیں پاتھ رہا تھا یہ منظر دیکھ کر اس کا قلب کچھ بیدار ہوا اس نے سوچا کہ میں بھی کیسا احمق ہوں سونے کی ایک اینٹ کو دل میں بسا لیا ہے جبکہ سچائی تو یہ ہے کہ ایک دن میری قبر کی مٹی سے بھی اسی طرح اینٹیں پاتھی جائیں گی میں سونے کی اینٹ پاکر دنیاوی خیالات میں اُلجھ گیا ہوں مجھے یہ خیال ہی نہیں کہ عمر کا قیمتی سرمایہ یونہی برباد ہو رہا ہے۔

نادان لڑکا

کہتے ہیں ایک شخص نے ایک بچے کو کلہاڑی دے کر تاکید کی کہ اس سے لکڑیاں کاٹ۔ لڑکے نے کلہاڑی لے کر اس سے مسجد کی دیوار کھودنی شروع کر دی شخص مذکور نے دیکھا تو لڑکے کو خوب ڈانٹا اور کہا اے نالائق! میں نے یہ کلہاڑی لکڑیاں کاٹنے کے لئے دی تھی تو اس سے مسجد کی دیوار گرا رہا ہے۔ جان لو! کہ جو لوگ زبان جیسی پاک چیز سے اللہ کی حمد و ثنا بیان کرنے کی جگہ اول فول بکتے ہیں ان کی حالت اس نادان لڑکے سے مختلف نہیں۔

چغلخور کا گناہ

کہتے ہیں ایک ضرورت مند ایک مرد بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوا اور امداد چاہی اتفاق سے بزرگ کا ہاتھ اس وقت خالی تھا اس نے امداد کرنے سے معذرت کی مشہور بات ہے غرض مند باؤلا ہوتا ہے اس شخص کو یقین نہ آیا اس نے خیال کیا کہ بزرگ کی یہ بات بالکل غلط ہے کہ اس کا ہاتھ خالی ہے اس نے مکان سے باہر نکل کر اُسے بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا جو منہ میں آیا کہتا چلا گیا۔ اتفاق سے بزرگ کا ایک مرید اس طرف سے گزرا اس نے اپنے مرشد کی شان میں گستاخانہ باتیں سُنیں تو سیدھا مرشد کے پاس پہنچا اور اس شخص کی گستاخی اور دریدہ دہنی کا سارا حال کہہ سنایا مرشد نے فرمایا اصل تکلیف تو ہمیں تُو نے پہنچائی ہے وہ ہمارے بارے میں جو کچھ بھی کہہ رہا ہے اس سے ہمیں بالکل آگاہی نہ تھی لیکن تو نے آگاہ کر دیا تیری مثال تو ایسی ہے کہ ایک دشمن نے ہماری طرف تیر پھینکا جو ہم تک پہنچنے سے پہلے گر گیا تھا تو وہ تیر ہمارے پاس اٹھا لایا ہے اور ہمارے پہلو میں چبھو رہا ہے۔

جہادِ اکبر (صاف گوئی)

بیان کیا جاتا ہے ایک نیک دل اور صاف گو شخص سے وقت کا بادشاہ اس لئے ناراض ہو گیا کہ اس نے اس کے روبرو سچی بات کہہ دی تھی بادشاہ نے اس کی حق گوئی کو گستاخی خیال کیا اور اسے جیل خانے میں بھجوا دیا۔ قیدیوں کی زندگی مصیبتوں سے بھری ہوئی ہوتی ہے لیکن وہ مرد حق آگاہ یہاں بھی ہر وقت خوش رہتا تھا اگر کوئی پرسانِ حال ہوتا تو بہت اطمینان سے کہتا کہ میاں قید و بند کیا ہے یہ معمولی سا وقت آخر گزر ہی جائے گا۔ اتفاق سے درویش کی یہ بات بادشاہ کے کانوں تک پہنچ گئی وہ ہنسا اور اپنے ندیموں سے بولا یہ اس احمق کی بھول ہے کہ قید سے چھوٹ جائے گا ہماری طرف سے اسے بتاؤ کہ اب وہ قید زندگی سے آزاد ہو کر ہی اس زندگی سے باہر آئے گا۔ بادشاہ کا یہ فیصلہ سُن کر درویش کے ماتھے پر شکن نہ

آئی اس نے کہا چلو یوں ہی سہی لیکن میرے لئے تو یہ بھی نفع کا سودا ہے یہ ظلم برداشت کر کے میں خدا کے حضور پہنچوں گا تو اس کی رحمت سے نوازا جاؤں گا جبکہ بادشاہ اس کے غضب میں گرفتار ہوگا۔ درویش کی یہ بات بھی ظالم بادشاہ کے کانوں تک پہنچا دی گئی اس نے غصے میں بھر کر حکم دیا کہ اس گستاخ کی زبان گدی سے کھینچ لی جائے کسی نے درویش سے کہا تجھے چاہیئے تھا کہ احتیاط سے کام لیتا اور کوئی ایسی بات نہ کہتا جو بادشاہ کی طبع پر گراں گزرتی درویش نے بے پروائی سے جواب دیا سزا کے خوف سے حق گوئی کا شیوہ ترک کرنا کوئی اچھی بات نہیں میں یہ سزا بھی خوشی سے برداشت کر لوں گا۔

نااہلوں کو نصیحت

بیان کرتے ہیں کہ دو دوست سفر کر رہے تھے انہوں نے دیکھا کہ ایک جگہ کچھ لوگ آپس میں لڑ رہے ہیں کوئی اپنے مخالف کو ڈنڈے مار رہا ہے کوئی پتھر پھینک رہا ہے کوئی گالیاں بک رہا ہے یہ حالت دیکھ کر ایک دوست بولا ہمیں چاہیئے کہ ان لوگوں کو صلح صفائی پر آمادہ کریں دوسرے نے کہا یہ لوگ بہت غصے میں ہیں ہماری بات نہ مانیں گے ہمیں ان کے معاملے میں دخل نہ دینا چاہیئے دوسرے شخص کی یہ بات دانائی اور معاملہ فہمی کے مطابق تھی لیکن پہلے نے اسے اس کی بزدلی خیال کیا اور اپنی شجاعت کا ثبوت دینے کے لئے لڑنے والوں کے درمیان گھس گیا اور انہیں لڑنے سے روکنے کی کوشش کرنے لگا۔ اس شخص کی یہ کوشش اپنی جگہ ٹھیک تھی لیکن جن لوگوں کو وہ نصیحت کر رہا تھا اس وقت عقل و ہوش سے بیگانہ تھے کسی نے بھی اس کی نصیحتوں کی طرف توجہ نہ دی بلکہ ذرا دیر بعد تو یہ ہوا کہ اس مشتعل ہجوم کے کئی آدمی اس پر پل پڑے اور مار مار کر اس کا بھرکس نکال دیا۔ نیک کام کرتے ہوئے بھی انسان کو اس کے تمام پہلوؤں پر غور کرنا چاہیئے۔

خوش نوائی قید کی موجب بنی

کہتے ہیں عضد دولہ دیلمی کا ایک بیٹا بیمار ہوگیا شاہی طبیبوں نے اپنی طرف سے بہت کوشش کی لیکن شہزادہ صحت یاب نہ ہوا جب یہ صورت پیدا ہوئی تو ایک خدا رسیدہ شخص نے کہا کہ صدقہ اور نیکی کے کاموں کے باعث بلائیں رد ہوتی ہیں اگر ان پرندوں کو آزاد کر دیا جائے جو شاہی محل اور باغ کی زینت بڑھانے کے لئے پنجروں میں بند کر کے رکھے گئے ہیں تو خدا کی ذات سے اُمید ہے کہ شہزادہ صحتیاب ہو جائیگا عضدالدولہ نے یہ مشورہ پسند کیا اور تمام پرندوں کو آزاد کرنے کا حکم دے دیا لیکن ایک خوشنوا بلبل

کے بارے میں کہا کہ اسے آزاد نہ کیا جائے۔ بات یہ تھی کہ عضدالدولہ کو اس کی آواز بہت پسند تھی وہ نہیں چاہتا تھا کہ ایسا قیمتی پرندہ اس سے جُدا ہو جائے پرندوں کے آزاد ہونے کے بعد شہزادہ واقعی تندرست ہو گیا۔ غسل صحت کے بعد وہ باغ کی سیر کے لئے گیا تو ایک جگہ اس خوش الحان بلبل کا پنجرہ دیکھا شہزادے کو پرندوں کی آزادی اور اس بلبل کے بارے میں خاص حکم سے آگاہی تھی اس نے بلبل کی طرف دیکھ کر کہا کہ اے خوشنوا پرندے! تجھے بھی دوسرے پرندوں کی طرح آزادی مل جاتی لیکن تیرا کمال تیری آزادی کی راہ میں رکاوٹ بن گیا۔ سچ ہے یہی حال انسانوں کا بھی ہے جب تک کوئی شخص اپنے گوشۂ گمنامی میں خاموش بیٹھا ہے ہر طرح کی کشمکش سے محفوظ ہے لیکن جیسے ہی اس نے کوئی دعویٰ کیا اور نمایاں ہونے کی کوشش کی آزمائشوں میں مبتلا ہو گیا۔

مرید کی پٹائی

کہتے ہیں کسی بزرگ کا ایک مرید درویشوں کی محفل میں شامل ہو گیا ان کا گانا بجانا سُن کر ایسی بے خودی چھائی کہ اس نے سازندوں کے ساز توڑ ڈالے اس کی اس حرکت پر درویش بگڑ گئے اور اس شخص کی خوب مرمت کی۔ مار کھا کر یہ مرید اپنے پیر کی خدمت حاضر ہوا اور اس پر تشدد ہوا تھا اس کا حال سنایا پیر نے ساری بات سُن کر کہا کہ بیٹے! پٹائی سے بچنا ہے تو ایسی محفلوں میں شرکت نہ کر جہاں انسان کی عقل پر جذبات غالب آجایا کرتے ہیں۔

شرابی کا بربط اور درویش

کہتے ہیں ایک اوباش نوجوان شراب کی مستی میں بربط بجا رہا تھا ایک نیک آدمی اس کے پاس سے گزرا تو بربط اٹھا کہ اس کے سر پہ دے مارا اور اس کی اس حرکت سے بربط ٹوٹ گیا۔ یہ حرکت نازیبا تھی کوئی عام آدمی ہوتا تو مار مار کر اوباش کا سارا نشہ اتار دیتا۔ لیکن اس نیک مرد نے صبر کیا بلکہ مزید احسان یہ کیا کہ دوسرے دن کچھ رقم لے کر اس اوباش کے پاس گیا اور بہت شفقت سے کہا کہ برادر! تو نے نشے کی حالت میں اپنا بربط میرے سر میں مارا تھا جس سے دونوں کا نقصان ہُوا میرا سر زخمی ہو گیا اور تیرا ساز ٹوٹ گیا۔ خدا نے چاہا تو میرا سر جلد ہی ٹھیک ہو جائے گا لیکن تیرا بربط بغیر روپے کے ٹھیک نہیں ہو سکتا میں یہ حقیر رقم لایا ہوں قبول کر اور اپنا بربط ٹھیک کرا لے ——— یہاں برائی کے بدلے بھلائی کا درس دیا گیا ہے لیکن یہ بھی خیال رہے کہ کسی جرم کی سزا دینے سے پہلے سوچنا بھی ضروری ہے کہ اس شخص نے وہ جرم کن حالات میں کیا بربط نواز چونکہ نشے کی حالت میں تھا اس لئے نیک شخص نے اسے بے بس خیال کیا اور

انتقام لینے کا خیال بھی اس کے ذہن میں نہ آیا۔

کم ظرف کا احسان

کہتے ہیں ایک با حمیت دین دار شخص قبض کی وجہ سے بخار میں مبتلا ہوگیا کسی نے اسے مشورہ دیا کہ فلاں شخص کے پاس بہت عمدہ گلقند ہے جو اس کا علاج ہے تھوڑا سا مانگ لے شفایاب ہو جائے گا خود دار آدمی نے جواب دیا۔ نا بھائی میں ایسے تلخ کلام اور ترش رو شخص سے کوئی چیز نہ مانگوں گا اس کے لہجے کی ترشی برداشت کرنے سے تو یہ بات آسان ہے کہ انسان موت کی تلخی برداشت کرلے عقلمند اس شخص کے ہاتھ سے شکر کھانا بھی پسند نہیں کرتا۔

جس کے چہرے سے غرور کی ترشی ظاہر ہو رہی ہو نفس امارہ انسان کو ذلیل کر کے چھوڑتا ہے اس کی پیروی مناسب نہیں۔

شیخ مفید کو مفید کا لقب قاضی القضات بغداد نے عطا فرمایا تھا

محمد بن نعمان (شیخ مفید) ایک دفعہ قاضی القضاۃ بغداد کے درس میں حاضر تھے کہ اہل بصرہ سے ایک شخص نے سوال کیا۔ ایہا القاضی۔ کہتے ہیں رسولؐ خدا نے بروز غدیر حضرت علیؑ کو خلیفہ و امام مقرر کیا تھا ان کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر خود بخود خلیفہ بن گئے۔ قاضی نے جواب دیا خلافت ابوبکر درایت ہے اور نص بر امامتِ علیؑ روایت ہے اور اہل عقل کے نزدیک درایت کو روایت پر ترجیح ہے شیخ چونکہ ابتداء سے طبع متکلمانہ رکھتے تھے قاضی کا یہ جواب سن کر اسی وقت جواب دینا چاہا مگر کثرت ہجوم کی وجہ سے صبر کیا مجمع متفرق ہوا تو قاضی کے قریب گئے فرمایا قاضی صاحب طلحہ و زبیر نے علیؑ کے ساتھ جنگ کی تھی حالانکہ حضرت علیؑ اس وقت مسلمانوں کے خلیفہ تھے اس نے کہا اس میں شک نہیں کہ انہوں نے جنگ کی مگر بعد ازاں توبہ کرلی تھی شیخ نے فرمایا ان کا جنگ کرنا درایت ہے اور توبہ کرنا روایت اور مرد دانا درایت کو روایت کے لئے ترک نہیں کرتا قاضی شیخ کی جودتِ طبع دیکھ کر حیران رہ گیا اور کہا کہ کیا آپ مصری کے سوال کے وقت حاضر تھے فرمایا ہاں۔ قاضی نے کہا آپ کا نام کیا ہے فرمایا محمد بن نعمان۔ قاضی نے کہا انت المفید حقاً۔ اس وقت شیخ کو مفید کہنے لگے اور یہ لقب مشہور ہوگیا۔ خزینہ، تہذیب المتین

عبدالرحمٰن ابن ملجمؒ پر عذاب

قطب راوندی وغیرہ نے ابن رفا سے روایت کی ہے اس نے کہا میں ایک روز مسجد الحرام میں تھا میں نے دیکھا کہ لوگ

مقام ابراہیم کے گرد جمع ہیں اس اجتماع کا سبب پوچھا تو معلوم ہوا ایک مرد راہب مسلمان ہوا ہے میں پاس گیا تو دیکھا کہ ایک شخص فربہ اندام جبۂ پشمینہ بدن پر پہنے اور کلاہ پشمینہ سر پر رکھے مقام ابراہیم کے برابر بیٹھا ہے پس سُنا میں نے کہ اس نے اپنا حال اس طرح بیان کیا کہ میرا صومعہ بر کنارہ دریا واقع تھا ایک روز اپنے صومعہ میں بیٹھا دریا کی طرف نظر کر رہا تھا ناگاہ دیکھا کہ ایک مرغ مثل کرگس ہوا سے اُترا اور ایک پتھر پر کہ درمیان دریا بلند تھا بیٹھ کر قے کی پس ایک ربع انسان اس کے حلق سے پتھر پر گرا پھر اڑ کر غائب ہو گیا تھوڑی دیر میں پھر آیا اور ایک ربع اور قے کیا حتیٰ کہ چار مرتبہ ایسا کیا پس وہ اجزائے اربعہ باہم مل کر ایک مرد صحیح وسالم بن گیا اور ایستادہ ہوا مجھ کو یہ دیکھ کر بہت تعجب ہوا تھوڑی دیر کے بعد پھر وہ مرغ آیا اور ایک ربع اس کا جدا کر کے نگل گیا اور پرواز کیا پھر واپس آیا اور دوسرا ربع اٹھایا اور بدستور پرواز کیا، تا اینکہ چار مرتبہ ایسا کیا اور با تمام اس مرد کو نگل گیا اس پر تعجب میرا زیادہ ہوا اور پشیمان ہوا کہ کس لئے اس مرد سے حال نہ پوچھا اور حیرت سے اس پتھر کی طرف دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ وہ مرغ پھر آیا اور ایک ربع انسان کا قے کیا تا اینکہ مرتبہ چہارم میں مثل سابق ایک مرد سالم ہو کر کھڑا ہوا پس میں لب دریا گیا اور اس کو آواز دی کہ تو کون ہے؟ کچھ جواب نہ دیا میں نے کہا بحق اس خداوند کے جس نے تجھے پیدا کیا ہے بیان کر کہ تو کون ہے اور کیا عمل تجھ سے سرزد ہوا ہے جس کی پاداش میں اس عذاب میں مبتلا ہے کہا نام میرا ابن ملجم ہے اور میں نے علیؑ ابن طالب کو قتل کیا ہے اور حق تعالیٰ نے اس مرغ کو مجھ پر مقرر کیا ہے کہ مجھ کو روز قیامت تک اس طرح پر عذاب کرے۔ تہذیب المتین

خواب حقیقت ثابت ہوئی

بصرہ کے ایک آدمی نے خواب میں دیکھا کہ وہ حوض کوثر پہ آیا اور امام حسن و حسین علیہما السلام سے پانی مانگا تو دونوں شہزادوں کو پیغمبرؐ اسلام نے پانی پلانے سے منع فرمایا اور حضور علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ اے شخص تیرا ایک پڑوسی ہے جو علیؑ کی شان میں گستاخیاں کرتا ہے اور تو نے اُسے کبھی منع نہیں کیا اس مرد نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسولؐ وہ میرا پڑوسی دنیادار ہونے کی وجہ سے بہت مغرور ہے اور میں ایک تنگ دست اور فقیر آدمی ہوں اس کو منع کرنے پر مجھ کو طاقت نہیں تو پیغمبرؐ نے ایک تیز چھری نکالی اور فرمایا جا اور اس چھری سے اسے ذبح کر دے وہ کہتا ہے میں گیا اور اسے چارپائی پہ لیٹا ہوا پایا تو میں نے عالم خواب میں اسے اس کی چارپائی پر ہی ذبح کر ڈالا اور خون سے لتھڑی ہوئی چھری

لے کر پیغمبر اسلامؐ کی خدمت میں حاضر ہوا تو رسول اللہؐ نے حسنین علیہما السلام سے فرمایا کہ اسے پانی پلاؤ پس وہ مرد کہتا ہے کہ میں گھبرایا ہوا بیدار ہوا جب صبح ہوئی تو میں نے رونے پیٹنے کی آوازیں سنیں اور جب رونے پیٹنے کی وجہ پوچھی تو مجھ سے ایک آدمی نے کہا کہ فلاں آدمی صبح اپنی چارپائی پر مقتول اور مذبوح پایا گیا ہے۔ سفینۃ البحار

رسولؐ پاک کی خواب میں سزا حقیقت بن گئی :

ہارون معتری جو متوکل کے قائدین سے تھا، نے رسول پاکؐ کو خواب میں دیکھا کہ آپ اسے کربلا جانے سے منع فرما رہے ہیں اور متوکل کے حکم سے قبر حسینؑ کو نہ کھودے لیکن وہ باز نہ آیا۔ اور جس طرح اسے متوکل نے حکم دیا تھا اس کام کے کرنے کے لئے جانا چاہتا تھا تو اس نے دوبارہ رسولؐ پاک کو خواب میں دیکھا تو آپ نے اسے ایک طمانچہ مارا اور اس کے منہ پر تھوکا۔ پس اس کا منہ تارکول کی طرح سیاہ ہو گیا اور اس سے کافی مدت بُو آتی رہی۔

تیمور لنگ کی وفات اور موت کے بعد حالت

صواعق محرقہ میں ہے کہ ایک قاری جب تیمور لنگ کی قبر کے پاس سے گزرا خذوہ فغلوہ ثم الجحیم صلوہ۔ اسے پکڑو زنجیروں میں جکڑو پھر اسے جہنم میں داخل کردو (فرشتوں سے خطاب) اور اس آیت کو بار بار دہراتا تھا وہ کہتا ہے میں ایک دفعہ سویا ہوا تھا کہ میں نے نبی اکرمؐ کو خواب میں بیٹھے ہوئے دیکھا اور دیکھا کہ تیمور لنگ بھی آپ کے پاس بیٹھا ہوا ہے قاری کہتا ہے میں نے اسے جھڑکا، ڈانٹا اور کہا اے اللہ کا دشمن ادھر آگیا ہے اور ارادہ کیا کہ اس کا ہاتھ پکڑوں اور نبی کریمؐ کے پہلو سے اٹھا لوں پس نبی کریمؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اسے چھوڑ دے کیونکہ یہ میری ذریت سے محبت رکھتا ہے پس میں گھبرا کر بیدار ہوا اور جو کچھ اس کی قبر پر پڑھتا تھا وہ میں نے چھوڑ دیا۔

۲۔ صواعق محرقہ کے مولف ابن حجر مکی نے اس مذکورہ بالا خواب کے نیچے تیمور لنگ کا ایک اور واقعہ بھی لکھا ہے جس کا یہاں ذکر کرنا مناسب ہے کہ جمال مرشدی اور شہاب کورانی سے روایت ہے کہ جب تیمور لنگ مرض الموت میں مبتلا ہوا تو بہت زیادہ پریشان اور بے چین ہوا جس سے اس کا چہرہ سیاہ ہو گیا اور رنگ تبدیل ہو گیا پھر اسے افاقہ ہوا تو لوگوں نے اس سے اس کی حالت کا ذکر کیا اس نے کہا کہ ملائکہ عذاب میرے پاس آئے تو میری یہ حالت ہو گئی پھر رسول پاکؐ تشریف لائے تو ملائکہ سے فرمایا کہ

اس سے دُور ہو جاؤ اور چلے جاؤ کیونکہ یہ میری ذریت سے محبت رکھتا تھا اور ان پر احسان کرتا تھا۔

تعبیر الرؤیا ، بحوالہ (صواعق محرقہ ۔ ینابیع المودۃ)

ڈراونے خواب کا علاج

روایت میں ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صادقؑ سے عرض کی کہ ایک عورت مجھے خواب میں اکثر ڈراتی ہے آپ نے فرمایا شاید تو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا عرض کی یا ابن رسول اللہ میں تو برابر زکوٰۃ دیتا ہوں فرمایا مستحق کو نہ پہنچتی ہو گی یہ سُن کر اس نے رقم زکوٰۃ آنحضرتؑ کی خدمت میں بھیج دی کہ مستحق کو پہنچا دیں اس کے ساتھ ہی وہ کیفیت بھی جاتی رہی۔ تعبیر الرؤیا۔

عابد کا انجام جہنم فاسق کا جنت۔ وجہ

بعض معتبر کتب میں ہے کہ حضرت عیسٰیؑ کا گزر ایک روز صحرا سے ہوا آپ نے ایک عابد راہب کو عبادت خانے کے پاس دیکھا۔ آپ کی اس کے ساتھ بات چیت ہوئی اتفاقاً ایک شخص جو لوگوں میں فاسق ، فاجر مشہور تھا کا گذر یہاں سے ہوا جب اس فاسق کی نگاہ حضرت عیسٰیؑ اور اس عابد پر پڑی بہت شرمندہ ہوا اور اپنے مقام پر کھڑا ہو گیا۔ عرض کی خدایا ! میں جو اپنے بد اعمال کی وجہ سے بہت شرمسار ہوں اب اگر حضرت عیسٰیؑ مجھے دیکھ لیں تو میں کیا کروں گا ان کے عتاب کا میرے پاس کیا چارہ ہو گا اور جب عابد کی نگاہ اس شخص پر پڑی تو اپنا منہ آسمان کی طرف بلند کیا اور عرض کیا خدایا اس فاسق فاجر کے ساتھ مجھے محشور نہ کرنا۔ خداوند عالم نے حضرت عیسٰیؑ کو خطاب فرمایا کہ اس عابد کو کہہ دیں کہ میں نے تمہاری دُعا منظور کر لی تمہیں اس جوان کے ساتھ محشور نہ کروں گا کیونکہ وہ بہشتی ہے اپنی اس پشیمانی اور ندامت کی وجہ سے اور تم جہنمی ہو گئے ہو اپنے اس غرور اور تکبر کی وجہ سے۔ تحزینہ

ابن ملجم کی ابتدائی حالت

بحار الانوار میں ہے کہ ایک رات اصبغ بن نباتہ امیر المومنینؑ کے ساتھ ایک گلی سے گذر رہے تھے آپ نے ایک شخص کے تہجد کی آواز سُنی وہ امن ھو قانت اناء اللیل کی آیت کی تلاوت کر رہا تھا اصبغ نے امیرؑ کو عرض کیا کہ امام کے وجود کے برکت کے فیض سے عابد اور زاہد بہت ہو گئے ہیں حضرت نے فرمایا ہاں ! اصبغ نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہو کہ اس تلاوت اور قرأت کرنے والے تہجد گذار کو جانوں اور پہچانوں آپ نے فرمایا یہی تہجد گذار میرا قاتل ہے یعنی ابن ملجم مرادی ہے۔ تحزینہ

آخری وقت صرف احکام اسلام کی شہادت موجب جنت ہوگئی

بحار کی چھٹی جلد میں خرائج سے نقل ہے حضرت صادقؑ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت رسولؐ صحابہ کے ساتھ کسی سفر میں تھے آپ نے اُن سے فرمایا کہ ایک وادی میں ایک شخص ظاہر ہوگا کہ تین روز سے ابلیس کی گرفت میں نہیں آیا ہے تھوڑی دیر بعد ایک اعرابی نمودار ہوا کہ ایک اونٹ پر سوار ہے اور حالت اس کی یہ ہے کہ ہڈیوں کے اوپر اس کے جسم کا چمڑا خشک ہوگیا ہے آنکھیں دھنسی ہوئی ہیں اور اس کے لب سبزیاں اور پتے کھانے کی وجہ سے سبز ہیں جونہی قافلے کے پاس پہنچا اس نے حضرت کے بارے سوال کیا اور پھر آپ کی خدمت میں شرفیاب ہوا عرض کی کہ آپ مجھے اسلام سکھائیں حضرت نے فرمایا کہو اشھد ان لاَّ الٰہ الاّ اللہ و ان محمداً رسول اللہ اعرابی نے شہادتین کو زبان پر جاری کیا اور آپ نے فرمایا اے اعرابی پانچ وقت نماز پڑھنا ماہ رمضان کے روزے رکھنا، حج بیت اللہ کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، غسل جنابت بجالانا اعرابی نے عرض کیا اقرار کرتا ہوں تھوڑی دیر گزری آپ نے اعرابی کو لشکر سے غائب پایا آپ نے توقف کیا اور کسی کو اس کی تلاش میں روانہ کیا لوگوں نے دیکھا کہ اس اعرابی کے اونٹ کا پاؤں ایک سوراخ میں آنے کی وجہ سے ٹوٹ گیا ہے اور وہ اونٹ سے گرا ہوا ہے اس کی گردن ٹوٹ گئی ہے اور فوت ہوگیا ہے رسولخداؐ کو اطلاع دی گئی آپ اس کے پاس واپس تشریف لائے حکم دیا یہاں خیمہ لگا دیا جائے اسے خیمے میں غسل دیا جائے آپ خود اس خیمہ میں داخل ہوئے اپنے دستِ مبارک سے کفن پہنایا اصحاب بیرون خیمہ آپ کی آواز اور حرکات محسوس کرتے رہے جب آپ خیمہ سے باہر تشریف لائے آپ کی پیشانی سے پسینہ گر رہا تھا پس آپ نے فرمایا کہ آگاہ رہو کہ یہ عرب اس حالت میں اس دنیا سے رخصت ہوا ہے کہ بھوکا تھا اور اسی حالت میں ایمان لے آیا ہے کہ اس کا ایمان ظلم کے ساتھ ملوث نہیں ہوا حوران جنت نے اس کا پیٹ جنت کے پھلوں سے پُر کر دیا ہے اور ہر حور یہ کہہ رہی ہے اے رسولخداؐ! مجھے اس کی ازواج سے ہونے کا شرف عطا کیا جائے نیز بیہ

حضرت موسیٰؑ اور حضرت خضرؑ کے باہمی سفر کی قرآنی داستان۔

کلام مجید کے پندرویں کے آخر اور سولھویں پارے کی ابتداء میں یہ دلچسپ قصہ یوں ہے حضرت موسیٰؑ اور ان کے وصی یوشعؑ کی ملاقات حضرت خضرؑ سے ہوئی جنہیں اللہ

نے اپنی بارگاہ سے رحمت کا حصہ عطا کیا تھا اور انہیں علم لدنی یعنی اپنے خاص علم سے کچھ سکھایا تھا حضرت موسیٰؑ نے حضرت خضرؑ سے کہا کیا آپ کی اجازت ہے کہ میں اس غرض سے آپ کے ساتھ ساتھ رہوں کہ جو رہنمائی کا علم آپ کو خدا کی طرف سے سکھایا گیا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی سکھا دیجئے خضرؑ نے کہا میں سکھا تو دوں مگر آپ سے میرے ساتھ صبر نہ ہو سکے گا اور سچ تو یہ ہے جو چیز آپ کے علمی احاطہ سے باہر ہو اس پر آپ کیونکر صبر کر سکتے ہیں حضرت موسیٰؑ نے کہا آپ اطمینان رکھیئے انشاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے اور میں آپ کے کسی حکم کی نافرمانی نہ کروں گا خضرؑ نے کہا اچھا تو اگر آپ کو میرے ساتھ رہنا ہے تو جب تک میں خود آپ سے کسی بات کا ذکر نہ چھیڑوں آپ مجھ سے کسی چیز کے بارے میں نہ پوچھیئے گا غرض یہ دونوں مل کر چل کھڑے ہوئے یہاں تک کہ ایک دریا میں جب دونوں کشتی میں سوار ہوئے تو خضرؑ نے کشتی میں چھید کر دیا موسیٰ نے کہا آپ نے تو غضب کر دیا کیا کشتی میں اس غرض سے سوراخ کیا ہے کہ لوگوں کو ڈبو دیجئے یہ تو آپ نے بڑی عجیب بات کی ہے خضرؑ نے کہا کیا میں نے پہلے آپ سے نہ کہہ دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکیں گے موسیٰؑ نے کہا کہ اچھا جو ہوا سو ہوا آپ میری فروگذاشت پر گرفت نہ کیجئے اور مجھ پر اس معاملہ میں اتنی سختی نہ کیجئے خیر یہ تو ہو گیا پھر دونوں آگے چلے یہاں تک کہ دونوں ایک لڑکے سے ملے تو اس بندۂ خدا نے اسے جان سے مار ڈالا موسیٰؑ نے کہا آپ نے ایک معصوم شخص کو مار ڈالا اور وہ بھی خون کے بدلہ نہیں آپ نے تو یقیناً ایک عجیب حرکت کی خضرؑ نے کہا کیوں میں نے آپ سے مکرر نہ کہہ دیا تھا کہ آپ میرے ساتھ ہرگز صبر نہ کر سکیں گے موسیٰؑ نے کہا خیر جو ہوا سو ہوا اب اگر میں آپ سے کسی چیز کے بارے پوچھ گچھ کروں تو آپ مجھے اپنے ساتھ نہ رکھیئے گا بیشک آپ میری طرف سے معذرت کی حد کو پہنچ گئے غرض یہ سب ہو ہوا کر پھر دونوں آگے چلے یہاں تک کہ جب ایک گاؤں والوں کے پاس پہنچے تو وہاں کے لوگوں سے کچھ کھانے کو مانگا تو ان لوگوں نے دونوں کو مہمان بنانے سے انکار کر دیا پھر ان دونوں نے اسی گاؤں میں ایک دیوار کو دیکھا کہ گرا ہی چاہتی تھی تو خضرؑ نے اسے سیدھا کھڑا کر دیا اس پر موسیٰؑ نے کہا اگر آپ چاہتے تو ان لوگوں سے اس کی مزدوری لے سکتے تھے تاکہ کھانے کا سہارا ہوتا خضرؑ نے کہا بس میرے اور آپ کے درمیان فراق، جدائی۔ اب جن باتوں پر آپ سے صبر نہ ہو سکا میں ابھی آپ کو اس کی اصل حقیقت بتائے دیتا ہوں لیجئے سنیئے وہ کشتی جس میں میں نے سوراخ کر دیا تھا چند غریبوں کی تھی جو دریا میں محنت کر کے گذارہ کرتے تھے میں نے چاہا کہ اسے عیب دار

بنا دوں کیونکہ ان کے پیچھے پیچھے ایک ظالم بادشاہ آتا تھا کہ تمام کشتیاں بیگار میں پکڑ لیتا تھا اور وہ جو لڑکا تھا جس کو میں نے مار ڈالا تو اس کے ماں باپ دونوں سچے ایماندار ہیں تو مجھ کو اندیشہ ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ بڑا ہو کر ان کو بھی سرکشی اور کفر میں پھنسا دے تو ہم نے چاہا کہ ہم اس کو مار ڈالیں اور ان کا پروردگار اس کے بدلے میں ایسا فرزند عطا فرمائے جو اس سے پاک نفسی اور پاک قرابت میں بہتر ہو اور وہ جو دیوار تھی جسے میں نے کھڑا کر دیا تو وہ دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس کے نیچے ان ہی دونوں لڑکوں کا خزانہ گڑا ہوا تھا اور ان لڑکوں کا باپ ایک نیک آدمی تھا تو تمہارے پروردگار نے چاہا کہ دونوں لڑکے اپنی جوانی کو پہنچیں تو تمہارے پروردگار کی مہربانی سے اپنا خزانہ نکال لیں اور میں نے جو کچھ کیا کچھ اپنے اختیار سے نہیں کیا بلکہ خدا کے حکم سے۔ یہ حقیقت ہے ان واقعات کی جن پر آپ سے صبر نہ ہو سکا۔ اس قرآنی واقعے میں بظاہر شبہ محسوس ہوتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے وعدہ خلافی کر کے بے صبری کیوں کی اس کا جواب علماء نے یہ پیش کیا ہے۔ کہ حضرت موسیٰؑ اپنی ظاہری شریعت کے اس درجہ پابند تھے کہ اس قدر اس میں مستغرق رہتے کہ جب کوئی بات اس کے خلاف پاتے تو فوراً ٹوک دیتے بلکہ ان پر ٹوکنا لازم تھا نیز شروع میں آپ نے انشاء اللہ بھی کہہ دیا تھا لہٰذا آپ پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا۔ حضرت موسیٰؑ فرماتے ہیں کہ فرعون کے ظلم کے سوا دنیا کے امور میں سے حضرت خضرؑ کا ھذا فراق بینی و بینک کہنا مجھ پر سب سے زیادہ شاق گزرا۔

حضرت مریمؑ کو کھجور کا درخت کیوں ہلانا پڑا

وھزی الیک بجذع النخلة تساقط علیک رطبا جنیا۔ یعنی اے مریم اس کھجور کے خشک درخت کو اپنی طرف ہلاؤ اس سے تمہارے لئے تازہ خرمے گریں گے جب مریم نے یہ ندا سنی اور جس طرح بعض تفاسیر میں ہے عرض کیا خدایا! اس سے قبل جبکہ میں تنہا اور تندرست تھی مجھے میرے مصلّی پر بغیر زحمت روزی پھل بھیجا کرتے تھے اور اب جبکہ میں ولادت کی تکلیف میں مبتلا ہوں آپ کا حکم ہوتا ہے کہ درخت کو حرکت دو تب خرمے گریں گے اس میں کیا حکمت اور راز ہے خطاب ہوا اے مریم پیش ازیں تو مجرد تھی اور تو بالتمام میری طرف متوجہ تھی اور اب تمہارے قلب کا میلان اپنے بیٹے حضرت عیسیٰؑ کی طرف بھی ہو گیا ہے اس لئے ان دو حالتوں میں فرق ہو گیا ہے۔ خزینہ

نادر بادشاہ اور اندھے سائل

مشہور واقعہ ہے جب نادر شاہ درانی بغداد آیا تو کاظمین شریفین میں حضرت باب الحوائج امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کی زیارت

کو گیا دیکھا روضہ اقدس میں چار پانچ یا کم و بیش اندھے جمع ہیں پوچھا یہ کون ہیں جواب ملا کہ یہ اندھے ہیں روضہ امام پر آنکھیں مانگنے آئے ہیں پوچھا کب سے ہیں کہا گیا کوئی ایک ہفتہ سے اور کوئی دو ہفتہ سے یہاں آیا ہوا ہے پوچھا امامؑ نے ابھی تک ان کی حاجت پوری نہیں کی کہا گیا نہیں۔ اب اس نے اندھوں سے خطاب کر کے کہا کہ دیکھو میں روضہ میں حضرت کی زیارت کو جا رہا ہوں۔ میرے واپس آنے تک اگر میں نے تمہاری آنکھیں روشن نہ دیکھیں تو یاد رکھو کہ اسی وقت سب کو قتل کرا دوں گا اب نہ پوچھئے اس نادری فرمان کو سنتے ہی حواس جاتے رہے زمین پر لوٹ لوٹ کر گڑگڑا کے چیخ چیخ کے رو رو کے دعا کرنے لگے مولا جان بچاؤ میرا گھر اجڑ جائے گا۔ میں غریب الوطن ہوں اپنے جد کی غربت کا واسطہ جلدی اللہ سے آنکھیں دلا دو۔ ورنہ یہ بادشاہ مروا ڈالے گا۔ لیجئے بادشاہ کے آنے سے پہلے ہی آنکھیں روشن ہو گئیں اس نے باہر نکل کے پوچھا کہو آنکھیں مل گئیں کہا جی ہاں۔ سب ٹھیک ہو گئے تو اس نے کہا خلوص دل سے دعا نہیں کرتے امام علیہ السلام کو معاذ اللہ بدنام کرتے ہو۔ اب کیسے دعا قبول ہو گئی اگر اسی خلوص سے پہلے ہی روز دعا کرتے تو اسی دن آنکھوں میں نور نہ آ جاتا؟ کلام مجید میں ہے۔ فادعوہ مخلصین لہ الدین۔ یعنی اسے گڑگڑا کے پکارو۔ (ذاکری کے جدید مسودات)

شبیہ ہونا بھی فائدہ مند ہے

سید جلیل جزائری انوار النعمانیہ میں روایت کرتے ہیں کہ فرعون کے پاس ایک مسخرہ تھا جو اس کا بہت مقرب تھا جب حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ مبعوث ہو کر فرعون کی طرف روانہ ہوئے اور مصر پہنچے تو کافی مدت وہ فرعون سے ملاقات نہ کر سکے ایک روز فرعون کے قصر کے سامنے کھڑے تھے حالت یہ تھی کہ دونوں کے سر پر لمبی ٹوپیاں، قبا پہنی ہوئی اور قبا کے اوپر ایک پٹکا بندھا ہوا تھا اور ہاتھوں میں عصا تھا اس مسخرے نے فرعون کے پاس حاضر ہونے کا ارادہ کیا تو ان کو اس حالت میں دیکھا ان سے سوال کیا۔

کہ آپ کون ہیں؟ فرمایا ہم دونوں پیغمبر ہیں اور اس امر پر مبعوث اور مامور ہیں۔ کہ فرعون اور اس کے ساتھیوں اور رعایا کو اللہ اور یوم جزا کی طرف دعوت دیں اس مسخرے نے اپنے آپ کو ان کی شبیہ بنایا اور بالکل ان جیسا لباس پہن کر فرعون کے پاس وارد ہوا فرعون بہت ہنسا اور کہا کہ یہ کیا لباس ہے اس نے کہا دو شخص اسی ہیئت اور لباس میں قصر کے دروازے پر کھڑے

ہیں اور اذن دخول طلب کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم دونوں خداوند عالم کی طرف سے پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں کہ فرعون کو راہِ نجات کی دعوت دیں فرعون یہ کلام سن کر بہت خائف اور پریشان ہوا۔ اور انہیں اذن دخول دیا پھر عون کے پاس وارد ہوئے پس فرعون اور ان کے درمیان جو کچھ ہوا۔ ہوا تا آنکہ فرعون اور فرعونی تمام دریائے نیل میں غرق ہوئے لیکن یہ مسخرہ غرق نہ ہوا اور نجات پا گیا۔ جب حضرت موسیٰ نے اس کو دیکھا عرض کی بارِ الٰہا! یہ شخص میری ہیئت اور لباس کے ساتھ میرا شبیہ بنا اور میرا تمسخر اڑایا تھا یہ کیسے بچ گیا۔ اللہ نے فرمایا اے موسیٰ میں اس شخص کو جو میرے دوست کی شبیہ ہے کس طرح ہلاک اور غرق کر دوں۔ یہاں سے یہ سمجھنا چاہیئے کہ خدا کے دوستوں کے ساتھ دوستی بھی مفید ہے اور خدا کے ساتھ دوستی کی مثل ہے قطع نظر محبت اور اتباع کے۔ جس طرح اس مسخرے کی خدا کے دوست کے ساتھ شباہت ثمر آور ثابت ہوئی جو یقیناً ان کا دوست نہ تھا بلکہ دشمن تھا اور لشکر فرعون سے تھا۔ پس تو بھی اللہ کے دوستوں کی شباہت کسی وقت بھی ترک نہ کر کیونکہ اس کا بھی بلند مقام ہے۔ خزینہ

یہودیہ کے حلوے سے اس کے اپنے دو بیٹوں کی ہلاکت

کتاب زینۃ المجالس اور بعض تفاسیر میں ہے کہ رسولِ خدا کا ایک صحابی ہمیشہ اس آیت کی تکرار کرتا رہتا تھا ان احسنتم احسنتم و ان اسأتم فلہا۔ ایک یہودیہ یہ سن کر حسد سے جل جاتی تھی اور کہا کہ میں اس کذاب کو رسوا اور اس کلمے کا کذب ظاہر کروں گی۔ پس اس نے کچھ حلوا تیار کیا اس میں زہر ملا دیا اور اس صحابی کے سپرد کیا یہ مسلمان یہودیہ کا حلوا لیکر صحرا کی طرف روانہ ہو گیا اتفاقاً اس نے دو جوان دیکھے ان کے رخسار گرد آلود تھے اس نے دل میں کہا کہ یہ دو جوان سفر سے آ رہے ہیں بہتر ہے کہ میں یہ حلوا انہیں کھلا دوں تاکہ اجر و ثواب مل جائے اس نے حلوا نکال کر ان کو پیش کیا یہ حلوا کھاتے ہی وہ سفرِ آخرت کر گئے اور یہ خبر مدینہ میں مشہور ہو گئی اور اس شخص کو گرفتار کر کے حضرت کے پیش کیا گیا اس شخص نے پوری کیفیت بیان کر دی کہ یہ حلوہ تو یہودیہ کا تھا اب اس یہودیہ کو حاضر کیا گیا جب مسجد میں پہنچی اور اس کی نظر ان دو جوانوں پر پڑی جو کافی مدت سے سفر میں تھے اور اب ان کے مردے رستے پر پڑے تھے عرض کی اے رسولِ خدا مجھ پر آپ کی نبوت اور کتاب الٰہی جو آپ پر نازل ہوئی ہے کی صداقت ظاہر ہو گئی اور جو بدی میں نے اس صحابی کے لئے سوچی ہوئی تھی مجھ پر وارد ہو گئی ہے۔ خزینہ

مرضِ عشق کی تشخیص اور علاج

کہتے ہیں گزشتہ زمانے میں گرگان میں قابوس کے پاس شیخ الرئیس ابو علی جو فاضل بزرگ حکیم تھے رہائش پذیر تھے قابوس کا ایک قریبی پرانا مریض تھا طبیبوں نے بہت علاج کیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا قابوس نے ابو علی کو مریض کے ملاحظہ کی فرمائش کی اس حکیم نے دیکھا کہ بہت خوبصورت جوان ہے۔ سیاہ بال اور بہت مناسب اور موزوں اعضا کا مالک ہے لیکن بہت کمزور ہو چکا ہے چہرہ زرد ہے شیخ نے اس کی نبض دیکھی اور کہا کہ مجھے ایسا شخص چاہیئے جو اس شہر کے محلات اور گھروں سے خوب واقف ہو ایک آدمی حاضر کیا گیا شیخ نے بیمار کے ہاتھ کی نبض پہ ہاتھ رکھا اور اس شخص کو کہا کہ محلات کے نام بولتے جاؤ ایک محلے کے نام پر اس کی نبض نے جنبش کی پھر شیخ نے کہا اب اس محلے کے گھروں کے نام لو اور بیمار کی نبض پہ ہاتھ رکھا اچانک ایک گھر کے نام پر نبض پھڑک گئی پھر شیخ نے کہا کہ اس گھر کے تمام افراد کے نام بولتے جاؤ اور نبض پہ ہاتھ رکھا پھر ایک نام آیا تو بیمار کی نبض نے جنبش کی شیخ ابو علی نے کہا تشخیص تمام ہو گئی قابوس اور اس کے دیگر رشتہ داروں کو کہا کہ یہ جوان فلاں محلے کے فلاں گھر کے فلاں لڑکی کے عشق میں مبتلا ہے اور اس کا علاج بس وصلِ محبوب ہے بیمار سن رہا تھا جب اس کے محبوب کے نام کا ذکر ہوا انتہائی شرم کے ساتھ اپنا سر کپڑے میں چھپا لیا اب ثابت ہو گیا کہ واقعی شیخ کی تحقیق درست ہے اب یہ کیفیت قابوس کو بتائی گئی شیخ نے کہا کہ جب میں نے اس کی نبض اور صورت دیکھی تو یقین ہو گیا کہ اس کا مرض عشق ہے اور اس کے مخفی رکھنے کی وجہ سے یہ اس حالت کو پہنچا ہوا تھا میں نے جان لیا کہ اگر میں نے سوال کیا تو نہیں بتائے گا پس نبض پکڑ کر۔ محلات، گھروں اور گھر کے اشخاص کا نام لیا جب معشوق کے محلہ۔ گھر اور نام کا ذکر ہوا تو ہر دفعہ اس کی نبض مضطرب ہوئی۔ پس مجھے اس کی حقیقتِ حال سے آگاہی ہو گئی قابوس کے اقربا اس تشخیص پر حیران ہوئے اور شیخ کی فراست کی داد دی۔ قابوس نے کہا کہ یہ لڑکا۔ لڑکی خالہ زاد ہیں آپ ان کے عقد کیلئے تاریخ اور وقت معین فرما دیں پس نیک گھڑی میں یہ دو جو آتش فراق میں جلے ہوئے تھے اور وصال کے اشتیاق میں مر رہے تھے وصال کو پہنچے اور شیخ الرئیس بہت مکرم قرار پائے۔ خزینہ

لعنت کرنے والے شخص کا اجر

حضرت امام حسن عسکریؑ امام جعفر صادقؑ سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک آدمی ان کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی یا ابن رسول اللہ میں مالی اور بدنی طور پر آپ کی اعانت اور دوستی کرنے سے عاجز ہوں بس آپ کے دشمنوں پر لعنت اور ان سے بے زاری کر سکتا ہوں میرے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں حضرت امام جعفر صادقؑ نے جواب میں فرمایا کہ میرے باپ نے اپنے باپ کے جد رسولؐ خدا سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جو شخص ہماری دوستی کرنے سے عاجز ہو وہ ہمارے دشمنوں پر اپنی نماز میں لعنت کرے اللہ اس کی آواز تمام ملائکہ زمین و آسمان تا عرش الرحمٰن پہنچا دیتا ہے اور وہ فرشتے اس کی ثنا کہتے ہیں اور کہتے ہیں بار الہا! تو اپنے اس بندے پر صلوات اور رحمت بھیج کیونکہ اس نے اپنی وسعت اور مقدور کے مطابق تیرے اولیاء کی خوشنودی میں اپنے آپ کو مصروف کیا ہے اور وہ ہے محمد و آل محمد کے دشمنوں پر لعنت کرنا پس حضرت احدیت کی طرف سے خطاب ہوتا ہے کہ اے ملائکہ میں نے اسے اپنے نیک بندوں میں داخل کر لیا ہے۔ خزینہ

شاہ ہند شاہ جہاں کیسے

شاہ جہاں جو شہنشاہ جہانگیر کا بیٹا تھا پر شہنشاہ ایران نے اعتراض کیا کہ بادشاہ تو ہیں آپ ہند کے اور نام شاہ جہاں۔ شاہ جہاں نے اپنے تمام دانشوروں کو جواب کی دعوت دی ایک ذہین نوجوان جو ایک غریب آدمی کا بیٹا تھا اس نے عرض کی جواب میں دونگا لیکن میری تحریر بند کر کے بھیج دی جائے وہاں سے جواب آنے کا انتظار کریں۔ وہاں سے جواب آیا کہ جواب دینے والے کی پوزیشن معلوم ہوتی ہے آپ کے دربار میں معمولی ہے اگر میرے پاس بھیج دیں تو میں اسے اپنا وزیر اعظم بناؤں شاہ جہاں نے اسے ایک ذمہ دار محکمے کا وزیر مقرر کر لیا۔ جواب اس کا یہ تھا کہ شاہ جہاں اور شاہ ہند کے عدد برابر ہیں۔ شاہ دونوں طرف سے ہے لہٰذا عدد برابر ہوئے۔ ہ-۵ | ن-۵۰ ، د-۴ = ۵۹ (ہند) ج-۳ | ہ-۵ | ا-۱ | ن-۵۰ |
= ۵۹ (جہان)

جب اس مذکور غریب شخص کی ولادت کا وقت آیا تھا تو اس کی ماں نے انار کی خواہش ظاہر کی اس نے اپنے خاوند سے التماس کی۔ بہت مشکل سے ایک دوکان پر انار دستیاب ہوا دوکاندار نے اس کی وضع سے اس کی غربت بھانپ لی۔ اس سے اس کی ضرورت کا مقصد دریافت کیا۔

اس نے کہا میری حاملہ زوجہ کا مطالبہ ہے دکاندار نے سوچا ولادت کے وقت غریب عورت انار کا مطالبہ کر رہی ہے یہ بچہ بہت ذہین ہوگا۔ کہا آپ مجھے ایک تحریر دے دیں میں انار مفت پیش کرتا ہوں کہ جب آپ کا یہ بیٹا جوان ہو کر باکار ہوگا میرا کوئی کام کر دے گا جب یہ وزیر بنا تو اس دکاندار نے اس کے باپ کی تحریر پیش کر کے اپنا مقصد حاصل کیا تھا۔

عالم کی مصاحبت کی اہمیت

رسولخدا کے پاس ایک شخص انصار میں سے آیا اور سوال کیا اے رسولِ خدا اگر کسی کا جنازہ مشایعت و تدفین کے لئے تیار ہو اور دوسری طرف علمی نشست ہو جس میں شرکت کرنے سے کسبِ فیض ہو اور دونوں بیک وقت ہوں اور وقت بھی اتنا نہ ہو کہ دونوں جگہ شرکت کر سکے ایک میں شریک ہو تو دوسرے محروم رہ جائے تو ایسی صورت میں آپ کس کو پسند کریں گے تاکہ میں بھی اسی میں شرکت کروں۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا" اگر دوسرے لوگ موجود ہوں جو جنازے کے ہمراہ جاکر اسے دفن کریں تو تم علمی بزم میں شرکت کرو کیونکہ ایک علمی بزم میں شرکت ہزار جنازوں کی مشایعت میں حاضری، ہزار بیمار کی عیادت، ہزار رات کی عبادت، ہزار دن کے روزوں، ہزار درہم صدقہ ہزار غیر واجب حج اور ہزار غیر واجب جہاد سے بہتر ہے" یہ سب چیزیں کہاں اور عالم کی خدمت میں حاضری کہاں۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ علم کی بدولت خدا کی اطاعت کی جاتی ہے اور علم کے ذریعہ عبادت خدا ہوتی ہے دنیا و آخرت کی بھلائی علم سے وابستہ ہے۔ بحار الانوار (سچی کہانیاں)

ہشام اور طاؤس یمانی

ہشام ابن عبدالملک اموی خلیفہ اپنے زمانہ حکومت میں حج کے ارادے سے مکہ آیا اس نے حکم دیا کسی ایسے شخص کو لایا جائے جس نے رسولخدا کی صحابیت کا شرف حاصل کیا ہو تاکہ اس سے اس زمانے کے متعلق دریافت کروں۔ بتایا گیا رسولخدا کا کوئی صحابی زندہ نہیں ہے ہشام نے کہا تابعین میں سے کسی کو لایا جائے لہٰذا طاؤس یمانی کو حاضر کیا گیا۔ طاؤس آئے تو اپنے جوتے ہشام کے سامنے فرش پر اپنے پیروں سے نکالے اور خلاف معمول سلام کیا یعنی ہر شخص اسے سلام کے وقت السلام علیک یا امیرالمومنین کہتا تھا لیکن طاؤس نے صرف السلام علیک کہا دوسرا یہ کہ بیٹھنے کی اجازت بھی نہ لی اور فوراً ہشام کے سامنے بیٹھ گئے جبکہ طریقہ یہ تھا کہ جبتک خلیفہ بیٹھنے کی اجازت نہ دیتا لوگ اس کے سامنے کھڑے رہتے

تھے اور سب سے عجیب بات یہ کہ طاؤس نے مزاج پرسی کے لئے کہا "ہشام تمہارا کیا حال ہے ؟" طاؤس کے کردار و عمل نے ہشام کو سخت غضبناک کیا۔ ہشام نے طاؤس کی طرف رخ کرکے کہا۔ یہ سب کام تم نے میرے سامنے کیا کئے ؟ یعنی تم نے اپنے جوتے میرے سامنے کیوں اُتارے۔ مجھے امیرالمومنین کہہ کر کیوں نہیں پکارا۔ میری اجازت کے بغیر میرے سامنے کیوں بیٹھے۔ اس توہین آمیز صورت میں میری مزاج پرسی کیوں کی ؟ طاؤس نے جواب دیا "تمہارے سامنے جوتے میں نے اس لئے نکالے کہ دن میں خداوند عالم کے سامنے پانچ مرتبہ نکالتا ہوں اور وہ اس طرح مجھ پر غضبناک نہیں ہوتا اور تمام مومنین کا امیر کہہ کر اس لئے نہیں پکارا کہ تم واقعی سب مومنین کے امیر نہیں ہو بہت سے اہل ایمان تمہاری خلافت و حکومت سے ناراض ہیں اور تمہارا نام لے کر اس لئے پکارا کہ خدا نے اپنے پیغمبروں کا نام لے کر پکارا ہے قرآن میں یا داود یا یحییٰ یا عیسیٰ کہہ کر یاد کیا گیا ہے یہ عمل انبیاء جیسی شخصیتوں کے لئے توہین کا سبب نہیں ہے اور برخلاف اس کے ابولہب کا ذکر نام کے ساتھ نہیں بلکہ کنیت کے ساتھ کیا ہے اور تم نے جو یہ کہا کہ تمہارے سامنے اجازت کے بغیر بیٹھ گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے حضرت علیؑ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ اگر کسی جہنمی کو دیکھنا چاہتے ہو تو اس شخص کو دیکھو جو خود تو بیٹھا ہے اور لوگ اس کے اطراف میں کھڑے ہوں ؟ طاؤس کی یہ گفتگو سُن کر ہشام نے کہا " اے طاؤس مجھے موعظہ کرو " طاؤس نے کہا حضرت امیرالمومنینؑ علی ابن ابی طالب سے سُنا ہے کہ جہنم میں بڑے بڑے سانپ اور بچھو ہیں ان کا کام ہے اس امیر کو ڈسنا جو لوگوں کے ساتھ عدالت و انصاف کا برتاؤ نہیں کرتا " طاؤس یہ کہہ کر اپنی جگہ سے اُٹھے اور باہر چلے گئے ۔ سفینۃ البحار (سچی کہانیاں)

شکرگزار بن کر رہو

حضرت سعدیؒ فرماتے ہیں میں ہمیشہ خدا کا شکرگزار بندہ بن کر رہا کبھی ایسا نہ ہوا کہ مصیبت کے زمانے میں میری زبان پر حرف شکایت آیا ہو لیکن ایک بار ایسا ہوا کہ میرے قلب کی یہ حالت بدل گئی بات یہ ہوئی کہ میرا جوتا ٹوٹ گیا اور نیا جوتا خریدنے کے لئے میرے پاس دام نہ تھے ننگے پیر ہو جانے کی وجہ سے میں بہت ملول تھا اس حالت میں کوفے کی مسجد میں گیا تو وہاں میں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو دونوں پیروں سے محروم تھا اسے دیکھ کر میری زبان پر بے اختیار کلمات شکر آ گئے کہ میرے پیر سلامت ہیں یہ بیچارہ تو پیروں سے ہی محروم ہے حدیث میں ہے بھلائی کے کاموں میں ان لوگوں کو دیکھا کرو جو تم سے اچھے ہوں اور دنیا کی

معاملات میں ان لوگوں کی حالت پر غور کرو تو تم سے ذرہ نیچے اور آسائش میں کم ہیں۔

نقصان کا حال دشمنوں پر ظاہر نہ ہونے دو

کہتے ہیں کہ ایک سوداگر کو ایک بار تجارت میں کافی گھاٹا ہو گیا اس نے اپنے بیٹے کو پاس بلاکر نصیحت کی کہ اے پسر! اپنے اس نقصان کا علم اپنے دشمنوں پر ظاہر نہ ہونے دینا۔ بیٹے نے کہا اس میں کیا مصلحت ہے سوداگر نے کہا مصلحت یہ ہے کہ ہماری مصیبت دوہری نہ ہو جائے ایک تو اپنے مال کا نقصان دوسرے مخالفوں کا طنز و استہزاء۔ وجہ یہ ہے کہ کسی کو مصیبت میں مبتلا دیکھ کر مدد کرنے والوں کے مقابلے میں خوش ہونے والوں کی تعداد زیادہ ہوتی ہے ایسے لوگ اظہار ہمدردی بھی ایسے انداز میں کرتے ہیں کہ نقصان اٹھانے والے کی ذہنی اذیت زیادہ ہو جاتی ہے۔

نوجوان کیلئے بہترین نصیحت

بیان کرتے ہیں کسی نے ایک عالم سے پوچھا کہ یہ بتائیے کہ ایک جوان صحتمند ایک خوبصورت عورت کے ساتھ ایک ایسے مکان میں ہو جس میں ان دونوں کے سوا کوئی نہ ہو۔ نہ اسے یہ خوف ہو کہ کوئی اسے گناہ سے روکے گا اور نہ یہ ڈر ہو کہ اس کا گناہ ظاہر ہو جائے گا تو کیا ایسی حالت میں وہ گناہ سے بچ سکتا ہے؟ عالم نے جواب دیا ہاں بچ سکتا ہے لیکن خلق خدا کی الزام تراشی سے نہیں بچ سکتا۔ حدیث میں ہے کہ اپنے آپ کو مقامات تہمت سے بچاؤ۔

بوڑھا شوہر

بیان کیا جاتا ہے ایک بوڑھے آدمی نے نوجوان لڑکی سے شادی کر لی اس نے اپنی بیوی کے رہنے سہنے کا بہت اچھا انتظام کیا شاندار سجا ہُوا مکان رہنے کے لئے دیا اس کے لئے عمدہ کھانا پکواتا اور اس کے پاس بیٹھ کر گھنٹوں میٹھی میٹھی باتیں کرتا اور اسے یہ سمجھاتا کہ جوان آدمی کے مقابلے میں بوڑھا آدمی بہت اچھا شوہر ثابت ہوتا ہے اس کا خیال تھا کہ ان باتوں سے اس کی بیوی خوش ہوتی ہو گی لیکن ایسا نہ تھا وہ عورت ہروقت غمگین رہتی تھی۔ ایک دن اس بوڑھے نے اس کے غمگین رہنے کی وجہ پوچھی اور بوڑھے شوہر کی خوبیاں بیان کرنی شروع کیں تو بیوی نے صاف لفظوں میں اسے بتا دیا کہ وہ اس زندگی سے مطمئن نہیں ہے اس نے کہا کہ کسی جوان عورت کی شادی بوڑھے آدمی سے ہو جانے کے مقابلے میں یہ بات کہیں اچھی ہے کہ عورت کے پہلو میں تیر لگے اور وہ ہلاک ہو جائے بوڑھا سمجھ گیا کہ وہ اپنی بیوی کو خوش نہ رکھ

سکے گا چنانچہ اس نے اسے طلاق دے دی اور جب عدت کا زمانہ ختم ہوگیا تو عورت کی شادی ایک غریب، اکھڑ مزاج نوجوان کے ساتھ کردی گئی جو اسے جھڑکتا تھا اور مارتا تھا لیکن وہ اپنے اس شوہر کے ساتھ خوش رہتی تھی۔ جو بوڑھے ہوس پوری کرنے کے لئے جوان عورتوں سے شادی کر لیتے ہیں وہ نہ صرف ان عورتوں کے ساتھ بلکہ خود اپنے ساتھ بھی ظلم کرتے ہیں۔

بیٹے کی تمنا حضرت سعدیؒ فرماتے ہیں کہ میں دیار بکر میں ایک آدمی کے گھر مہمان تھا۔ مال و دولت کے علاوہ خدا نے اس شخص کو ایک خوبرو بیٹا بھی دیا تھا ایک رات وہ شخص مجھ سے کہنے لگا کہ سعدی! شاید آپ کو یہ معلوم نہیں ہے کہ میرے گھر یہ بیٹا ایک مدت کی دعاؤں کے بعد پیدا ہوا ہے فلاں مقام پر ایک بابرکت درخت ہے لوگ اس درخت کے قریب جاکر دعائیں مانگتے ہیں اور ان کو مرادیں مل جاتی ہیں میں نے اسی بابرکت درخت کے قریب جاکر دُعا مانگی اور اللہ نے میری مراد پوری کردی۔ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ جس وقت امیر باپ اپنے بیٹے کے بارے میں یہ باتیں کر رہا تھا بیٹا اپنے دوستوں کی محفل میں بیٹھا ہوا یہ کہہ رہا تھا کہ ہائے کاش! مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ بابرکت درخت کس جگہ ہے میں آج ہی وہاں جاؤں اور یہ دعا مانگوں کہ میرا باپ جلد مر جائے تاکہ سارا مال اور جائیداد میرے قبضے میں آجائے۔ حضرت سعدیؒ فرماتے ہیں کہ جس اولاد کے لئے انسان اتنے پاپڑ بیلتا ہے اور رنگا رنگ تمنائیں سینے میں بساتا ہے وہ اس کی ذات کے مقابلے میں اس کے مال کو زیادہ عزیز رکھتی ہے اور بالعموم یہ تمنا کرتی ہے کہ بڑے میاں کل کی بجائے آج ہی دنیا سے سدھار جائیں تاکہ اسے کھل کھیلنے کا موقع مل جائے اور اولاد کے لئے یہ سبق ہے کہ آج جیسا سلوک وہ اپنے ماں باپ سے کر رہے ہیں کل ویسا ہی سلوک ان کی اولاد ان سے کرے گی۔

داناؤں کا قول ہے ایک باپ سات یا دس یا کم و بیش لڑکوں کی پرورش کر سکتا ہے لیکن ان تمام سے ایک بوڑھے مجبور باپ کی دیکھ بھال نہیں ہوسکتی۔

بد آواز قوال حضرت سعدیؒ بیان فرماتے ہیں کہ میرے استاد ابوالفرج جوزیؒ قوالی سننے کے خلاف تھے جسے صوفی لوگ سماع کہتے ہیں اور روحانی ترقی کے لئے جائز سمجھتے ہیں اور میں نوعمری کے جذبات کی وجہ سے مجھے ایسی محفلوں میں جانے کا بہت شوق تھا اور میں اپنے استاد کی نصیحت کو نظر انداز کر کے چوری چھپے ایسی محفلوں میں شریک ہوتا رہتا تھا ایک رات کا ذکر ہے میں

ایک محفل میں شریک ہوا تو وہاں ایک ایسا گویا گا رہا تھا جس کی آواز بہت خراب تھی اور جو گانے کے فن سے بھی ناآشنا تھا حاضرین میں سے ہر شخص اس کا گانا سن کر بیزار ہو رہا تھا خود میرا بھی یہی حال تھا دل چاہتا تھا کہ محفل سے نکل بھاگوں لیکن محفل کے آداب کا خیال کر کے بیٹھا تھا خدا خدا کر کے اس بدآواز گویے نے گانا ختم کیا اور لوگوں نے اطمینان کا سانس لیا انعام واکرام دینے کا معاملہ تو رہا ایک طرف کسی کے منہ سے تعریف کا ایک لفظ نہ نکلا لیکن میں جلدی سے آگے بڑھا اپنا عمامہ اتار کر اس کے سر پہ رکھ دیا جیب سے دینار نکال کر اسے دیئے اور پھر نہایت گرم جوشی سے اس سے بغل گیر ہو گیا حاضرین نے میری اس حرکت کو بہت حیرت سے دیکھا ایک صاحب نے پوچھا بھلا آپ کو اس شخص کے گانے میں کون سی خوبی دکھائی دی جو اس کی یوں عزت بڑھائی؟ ہم نے آج تک نہیں دیکھا کہ کسی محفل سے اسے چاندی کا ایک ٹکڑا بھی ملا ہو۔ میں نے کہا جو کچھ بھی ہو مجھ پر تو اس شخص کی کرامت ظاہر ہو گئی۔ سوال کیا گیا وہ کیا؟ میں نے جواب دیا میرے استاد محترم ابن جوزی نے مجھے بارہا منع کیا کہ میں سماع کی محفلوں میں کبھی شریک نہ ہوا کروں لیکن اس حکم پر عمل نہ کرتا تھا۔ الحمد للہ آج اس شخص کا گانا سن کر میرے دل کی حالت بدل گئی اور آئندہ میں سماع کی محفلوں میں کبھی شامل نہ ہونگا۔ گانا خواہ سماع کی صورت میں ہو نفس کو خوش کرنے کا باعث بنتا ہے اس کا ثبوت یہی ہے کہ بدآواز قوال خواہ کیسے اچھے شعر بھی گا رہا ہو اسے کوئی نہیں سنتا گویا یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اس کا تعلق روحانیت سے نہیں نفس کی لذت سے ہے ہماری مروجہ ذاکری کا بھی بالکل یہی حال ہے جس نے اپنی سرآواز سے جتنا نفس کو زیادہ محظوظ کیا اتنی ہی زیادہ فیس جسے ہدیہ کہتے ہیں وصول پائی۔

اپنا محاسبہ آپ

بیان کرتے ہیں کہ ایک مسافر اتفاقاً خدا رسیدہ لوگوں کے حلقے میں پہنچ گیا اور ان کی اچھی صحبت سے اسے بہت زیادہ فائدہ پہنچا اس کی بری عادتیں چھوٹ گئیں اور وہ نیکی میں لذت محسوس کرنے لگا یہ انقلاب یقیناً بے حد خوشگوار تھا لیکن حاسدوں اور بدخواہوں کے دلوں کو کون بدل سکتا ہے؟ اس شخص کے مخالفوں نے اس کے بارے مشہور کر دیا کہ اس کا نیکی کی طرف راغب ہو جانا تو محض دنیا کو دکھانے کے لئے ہے اس بات سے اسے بہت صدمہ پہنچا چنانچہ وہ ایک دن اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا ماجرا بیان کیا

مرشد نے کہا یہ تو ہرگز پریشان ہونے کی بات نہیں خدا کا شکر ہے کہ تیرے مخالف تجھے جیا بتاتے ہیں تو دیا نہیں صدمے کی بات تو یہ ہوتی کہ تو اصلاً بُرا ہوتا اور لوگ تجھے نیک اور شریف بتاتے۔

انسان کو اپنے بارے میں اہل دنیا کی رائے کو ہرگز قابل اعتبار نہیں سمجھنا چاہیئے۔ یہاں تو اچھوں کو بُرا اور بُروں کو اچھا کہنے کا رواج ہے اور دوسرا یہ کہ برائی کر کے اچھا مشہور ہونے کی خواہش کے مقابلے میں یہ بات ہر لحاظ سے مستحسن ہے کہ انسان اچھا ہو اور لوگ اسے بُرا خیال کریں۔

حاتم سے بڑا رتبہ

کہتے ہیں کسی نے حاتم طائی سے سوال کیا کہ آپ نے دنیا میں کسی کو اپنے آپ سے زیادہ سخی پایا؟ حاتم نے جواب دیا ہاں ایک لکڑہارے کو۔ ایک بار میں نے اپنے مہمانوں کے لئے چالیس اونٹ ذبح کئے۔ دعوت عام تھی جو آتا تھا پیٹ بھر کر جاتا تھا اسی دن میں کسی ضرورت سے جنگل کی طرف گیا تو وہاں ایک لکڑہارے کو دیکھا جو خشک لکڑیاں کٹھی کر رہا تھا میں نے اس سے کہا کہ تو آج یہ مشقت کیوں اٹھا رہا ہے؟ حاتم کے گھر کیوں نہیں جاتا؟ وہاں تجھے بہترین کھانا ملے گا۔ لکڑہارے نے میری بات کا لاپروائی سے جواب دیا جو شخص اپنی محنت سے اپنی خوراک حاصل کر سکتا ہے وہ حاتم طائی کا احسان کیوں اٹھائے؟ حاتم جیسے عظیم انسان کو بھی ایک خوددار اور محنتی لکڑہارے کے مقابلے میں اپنی ذات حقیر نظر آئی۔

مردِ شجاع اور کنجوس

کہتے ہیں ایک مردِ شجاع تاتاریوں کے ساتھ لڑتے ہوئے زخمی ہو گیا زخم کاری تھا معمولی علاج سے افاقہ نہ ہوا تو اس کے دوست نے کہا کہ فلاں سوداگر کے پاس نوش دارو ہے مناسب ہے اس سے سوال کر یہ دوا مل گئی تو اُمید ہے جلد شفایاب ہو جائے گا جس سوداگر کے پاس نوش دارو تھی وہ بہت کنجوس تھا اس کی خباثت کا یہ حال تھا کہ آفتاب ایک روٹی ہوتا اور اس کے دسترخوان پر رکھ دیا جاتا تو دنیا قیامت تک روشنی کو ترستی رہتی۔ زخمی سپاہی نے اپنے دوست سے کہا کہ بھائی اگر میں اس کنجوس سے سوال کروں تو معلوم نہیں وہ نوش دارو دے گا بھی یا نہیں اور اگر دے بھی دے گا تو معلوم نہیں کہ مجھے شفا بھی ہو گی یا نہیں میں تو خیال کرتا ہوں کہ کمینے شخص کے سامنے ہاتھ پھیلانا بہت بڑی ذلت ہے۔

بزرجمہر کی نصیحت

کہتے ہیں ایران کا مشہور بادشاہ نوشیروانِ عادل ایک دن کسی مسئلے پر اپنے وزیروں سے مشورہ کر رہا تھا اس بادشاہ کا سب سے دانا وزیر بزرجمہر

بھی اس مشاورت میں شامل تھا۔ ہر وزیر نے اپنی فہم کے مطابق اس معاملے میں اپنی رائے پیش کی لیکن بزرجمہر نے اس تدبیر کو ٹھیک بتایا جو خود نوشیروان نے بیان کی تھی جب مجلس برخاست ہو گئی تو دوسرے وزیروں نے بزرجمہر سے کہا کہ ہم نے یہ عجیب معاملہ دیکھا کہ آپ نے بادشاہ کی معمولی بات کو درست بتایا حالانکہ ہم نے بڑی بڑی عمدہ تدبیریں بتائی تھیں۔ بزرجمہر نے کہا دانائی کی بات یہی ہے کہ اگر کسی معاملہ میں بادشاہ نے خود بھی کوئی تدبیر بتائی ہو تو اسی کی تائید کی جائے ایسا کرنے کا فائدہ یہی ہے کہ اگر وہ تدبیر کارگر ثابت نہ ہو تو اس کی ذمہ داری خود بادشاہ پر ہو گی وہ کسی کو موردِ الزام نہ ٹھہرا سکے گا اور اگر کامیابی حاصل ہو تو تائید کرنے کی وجہ سے اس کی خوشنودی حاصل ہو گی اس کے علاوہ ایک بات یہ بھی ہے کہ صاحبِ اختیار لوگ اپنی رائے کے خلاف کوئی بات سُن کر خوش نہیں ہوتے۔ صاحبِ اختیار لوگوں کے شر سے بچنا بھی دانشمندی ہے۔

ریاکار درویش

کہتے ہیں کہ ایک ریاکار شخص جو صرف دنیا کے دکھانے کے لئے نیکیاں کرتا تھا ایک دن بادشاہ کا مہمان ہوا اس نے بادشاہ پر اپنی بزرگی کا رعب ڈالنے کے لئے بالکل تھوڑا کھانا کھایا لیکن نماز میں کافی وقت لگایا جب یہ شخص بادشاہ سے رخصت ہو کر اپنے گھر آیا تو آتے ہی کھانا طلب کیا اس کے بیٹے نے کہا کیا آپ نے بادشاہ کے ساتھ کھانا نہیں کھایا تھا؟ اُس نے کہا وہاں میں نے اس خیال سے کم کھایا تھا کہ بادشاہ کو میری پرہیزگاری کا یقین آجائے اور اس کے دل میں میری عزت زیادہ ہو۔ بیٹے نے کہا پھر تو آپ نماز بھی دوبارہ پڑھیں۔ کیونکہ وہ بھی آپ نے بادشاہ کو خوش کرنے کے لئے پڑھی تھی۔ جان لو! اگر ریاکار اپنی چالاکی سے لوگوں کو دھوکا دینے میں کامیاب ہو جائے گا تو سوچنے کی بات یہ ہے کہ عالم الغیب خدا کو کس طرح دھوکا دے گا یہ ریاکاری بخت ہزاہا کا موجب ہو گی۔

زخمی درویش کا شکر

کہتے ہیں ایک درویش سمندر کے کنارے اس حالت میں زندگی گذار رہا تھا کہ اس کے جسم پر چیتے کے ناخنوں کا لگا ہوا ایک زخم ناسور بن چکا تھا اس ناسور کی وجہ سے درویش بہت تکلیف میں مبتلا تھا لیکن شکایت کا لفظ زبان پر لانے کی بجائے وہ ہر وقت خدا کا شکر ادا کرتا رہتا تھا اس سے سوال کیا گیا کہ اے مردِ خدا یہ شکر کرنے کا کونسا موقعہ ہے؟ درویش نے جواب دیا میں اس بات کا شکر ادا کرتا ہوں کہ

مصیبت میں مبتلا ہوں معصیت میں نہیں۔ تو نے سُنا نہیں کہ اللہ والے گناہ کے مقابلے میں مصائب کو پسند کرتے ہیں جب عزیز مصر کی بیوی زلیخا نے حضرت یوسفؑ کو گناہ پر آمادہ کرنا چاہا تھا اور دھمکی دی تھی کہ اگر انہوں نے اس کی بات نہ مانی تو وہ اسے جیل خانے میں ڈلوا دے گی تو انہوں نے فرمایا تھا کہ اے اللہ مجھے قید کی مصیبت اس کے گناہ کے مقابلے میں قبول ہے جس کی طرف مجھے بلایا جا رہا ہے درویش نے مزید کہا اللہ والوں کا حال تو یہ ہوتا ہے کہ وہ ہر حالت میں اپنے رب کو راضی رکھنے کی تمنا کرتے ہیں۔

سنگ دل ڈاکوؤں کا گروہ

کہتے ہیں ایک قافلہ سرزمین یونان میں سفر کر رہا تھا ایک جگہ ڈاکوؤں کے ایک زبردست گروہ نے حملہ کر کے قافلے والوں کا سارا سامان لوٹ لیا قافلے والوں نے بہت منت سماجت کی خدا و رسولؐ کا واسطہ دیا لیکن ڈاکوؤں پر کچھ اثر نہ ہوا اس قافلے میں حکیم لقمان بھی شامل تھا مسافروں نے اس سے کہا کہ ہماری آہ وزاری کا تو ان ظالموں پر کوئی اثر نہیں ہوتا آپ ہی انہیں سمجھایئے شاید آپ کی نصیحت کا کچھ اثر ہو۔ لقمان نے جواب دیا میں انہیں ہرگز نصیحت نہیں کروں گا نصیحت کرنا وہاں مناسب ہوتا ہے جہاں نصیحت کرنے کی صلاحیت معلوم ہو گناہ کرتے کرتے انسان کا دل بالآخر ایسا سیاہ اور سخت ہو جاتا ہے کہ اس پر نصیحت کا بالکل اثر نہیں ہوتا۔ ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ ولھم عذاب عظیم۔

مظلوم لڑکا اور نیک دل بادشاہ

کہتے ہیں ایک بادشاہ کسی مہلک بیماری میں مبتلا ہو گیا کافی علاج کرنے کے باوجود جب اسے آرام نہ آیا تو طبیبوں نے صلاح مشورہ کر کے کہا کہ اس بیماری کا علاج صرف انسان کے پتے سے کیا جا سکتا ہے اور وہ بھی ایسے انسان کے پتے سے جس میں یہ یہ خاص نشانیاں ہوں جو کچھ حکیموں نے وہ نشانیاں بتائیں اور بادشاہ نے حکم دے دیا کہ شاہی پیادے سارے ملک میں پھر کر تلاش کریں۔ اور جس شخص میں یہ نشانیاں ہوں اسے لے آئیں پیادوں نے فوراً تلاش شروع کر دی خدا کا کرنا یوں ہوا کہ وہ ساری نشانیاں ایک غریب کسان کے بیٹے میں مل گئیں۔ پیادوں نے کسان کو ساری بات بتائی کہ بادشاہ کے علاج کے لئے تیرے بیٹے کے پتے کی ضرورت ہے اسے

ہمارے ساتھ بھیج دے اور اس کے بدلے جتنا چاہے روپیہ لے لے۔ کسان بہت غریب تھا بے شمار روپیہ ملنے کی بات سن کر وہ اس بات پہ آمادہ ہو گیا چنانچہ سپاہی اس کے بیٹے کو لے کر بادشاہ کے پاس آئے۔ خاص نشانیوں والا لڑکا مل گیا تو اب قاضی سے پوچھا گیا کہ اسے قتل کر کے اس کے جسم سے پتا نکالنا جائز ہو گا یا نہیں؟ قاضی صاحب نے فتویٰ دے دیا کہ بادشاہ کی جان بچانے کے لئے ایک جان کو قربان کر دینا جائز ہے قاضی کے فتوے کے بعد لڑکے کو جلاد کے حوالے کر دیا گیا کہ وہ اسے قتل کر کے اس کا پتا نکال لے لڑکا بڑا بے بس تھا وہ اپنے قتل کی تیاریاں دیکھ رہا تھا اور خاموش تھا زبان سے کچھ نہ کہہ سکتا تھا لیکن جب جلاد تلوار لے کر اس کے سر پر کھڑا ہو گیا تو اس نے آسمان کی طرف دیکھا تو اس کے ہونٹوں پہ مسکراہٹ آ گئی۔ بادشاہ خود اس جگہ موجود تھا اس نے اسے مسکراتے ہوئے دیکھا تو بہت حیران ہوا جلاد کے ہاتھ میں ننگی تلوار دیکھ کر تو بڑے بڑے بہادر خوف سے کانپنے لگتے ہیں اس نے جلاد کو رکنے کا اشارہ کر کے لڑکے کو اپنے پاس بلایا اور اس سے پوچھا لڑکے یہ تو بتا اس وقت مسکرانے کا کونسا محل تھا؟ لڑکے نے فوراً جواب دیا حضور والا! دنیا میں انسان کا سب سے بڑا سہارا اس کے ماں باپ ہوتے ہیں۔ لیکن میں نے دیکھا میرے ماں باپ نے روپے کے لالچ میں مجھے حضور کے سپرد کر دیا ماں باپ کے بعد دوسرا سہارا انصاف کرنے والا قاضی اور بادشاہ ہوتا ہے کہ اگر کوئی ظالم کسی کو ستائے تو وہ اسے روکیں لیکن قاضی اور بادشاہ نے بھی میرے ساتھ انصاف نہ کیا اب میرا آخری سہارا خدا کی ذات تھی اور میں دیکھ رہا تھا کہ جلاد ننگی تلوار لے کر میرے سر پر پہنچ گیا ہے اور خدا کا انصاف بھی ظاہر نہیں ہو رہا بس یہ بات سوچ کر مجھے ہنسی آ گئی۔

لڑکے کی یہ بات سنی تو بادشاہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اس نے حکم دیا کہ لڑکے کو چھوڑ دو۔ ہم یہ بات پسند نہیں کرتے کہ ہماری جان بچانے کے لئے ایک بے گناہ کی جان لی جائے۔

لڑکے کو اسی وقت چھوڑ دیا گیا بادشاہ نے بہت محبت سے اسے اپنی گود میں بٹھا کر پیار کیا اور قیمتی تحفے دے کر رخصت کیا۔ کہتے ہیں اسی وقت سے بادشاہ کی بیماری گھٹنی شروع ہوئی اور چند دن میں ہی وہ بالکل تندرست ہو گیا۔ واقعی جان خواہ بادشاہ کی ہو یا غریب کی۔ قدر و قیمت میں دونوں برابر ہیں۔

نالائق شاگرد کا انجام

کہتے ہیں کہ پرانے زمانے میں ایک پہلوان اپنے فن میں بہت ماہر تھا۔ جو پہلوان بھی اس کے مقابلے میں آتا تھا وہ اسے مار گراتا تھا چنانچہ اس کی اس قابلیت اور مہارت کی وجہ سے بادشاہ اس کی بہت عزت کرتا تھا۔ یہ نامی پہلوان بہت سے نوجوانوں کو کشتی لڑنے کا فن سکھایا کرتا تھا ان میں ایک نوجوان کو اس نے اپنا شاگرد خاص بنایا تھا اور اسے سارے وہ داؤ پیچ سکھا دیئے تھے جو اُسے آتے تھے احتیاط کے طور پر بس ایک داؤ نہ سکھایا تھا زمانہ اسی طرح گزرتا رہا نامی گرامی پہلوان بوڑھا ہو گیا اور اس کا چہیتا شاگرد اپنے وقت کا سب سے بڑا پہلوان بن گیا شرافت کا تقاضا تو یہ تھا کہ وہ اپنے استاد کا یہ احسان مانتا کہ اس نے اُسے اپنا ہنر سکھا کر ایسا قابل بنا دیا لیکن وہ کچھ ایسا بدفطرت تھا کہ ایک دن اس نے بادشاہ کے دربار میں یہ بڑھانکی کہ بے شک میرا استاد بزرگی میں مجھ سے زیادہ ہے لیکن طاقت اور کشتی لڑنے کے فن میں اب میں اس سے بڑھ کر ہوں۔ بادشاہ کو اس کی یہ بات بہت ناگوار گزری اس نے حکم دیا کہ استاد اور شاگرد لڑیں تاکہ یہ فیصلہ ہو سکے کہ ان دونوں میں کون بڑا ہے چنانچہ ایک میدان میں اکھاڑا تیار کیا گیا اور استاد اور اس کا شاگرد کشتی لڑنے کے لئے اکھاڑے میں اترے نوجوان شاگرد اپنے طاقت کے نشے میں جھومتا ہوا استاد کے سامنے آیا یوں لگتا تھا کہ اگر لوہے کا پہاڑ بھی اس کے سامنے ہو تو وہ اُسے اکھاڑ کر پھینک دے گا لیکن جب اس نے استاد سے ہاتھ ملایا اور کشتی شروع ہوئی تو استاد نے اپنا وہی داؤ آزمایا جو اس نے نالائق شاگرد کو نہ سکھایا تھا اور اسے سر سے اُونچا اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا۔ ہر طرف سے واہ واہ کے نعرے بلند ہوئے بادشاہ نے بڑے پہلوان کو خلعت اور بھاری انعام دیا اور ناخلف شاگرد کو خوب لعنت ملامت کی وہ کہنے لگا کہ اُستاد صاحب صرف اسی وجہ سے جیت گئے کہ انہوں نے مجھے یہ داؤ نہ سکھایا تھا جسے استعمال کر کے مجھے گرایا ہے۔

استاد صاحب نے فوراً جواب دیا اور یہ داؤ میں نے اسی خیال سے نہ سکھایا تھا کہ اگر تو کبھی میرے مقابلے میں آ جائے تو میں اپنا بچاؤ کر سکوں۔ داناؤں نے بالکل سچ کہا ہے کہ اپنے بہترین دوست کو بھی اس قابل نہیں بنانا چاہیئے کہ اگر وہ کبھی مقابلے پر آ جائے تو تمہیں نقصان پہنچا سکے۔ واقعی کمینگی اور شرافت کا فرق ہے اور کمینے سے کچھ بعید نہیں ہوتا کہ اپنے استاد

بلکہ اپنے سگے باپ کے سر پر پاؤں رکھنے کے لئے تیار ہو جائے۔

بے خوف درویش

کہتے ہیں کہ ایک بادشاہ شکار کے لئے نکلا ہوا تھا وہ جنگل سے گذر رہا تھا کہ اس کی نظر ایک درویش پر پڑی جو اپنے حال میں مست بیٹھا تھا بادشاہ اس درویش کے قریب سے گذرا لیکن اس نے آنکھ اٹھا کر بھی اس کی طرف نہ دیکھا اور یہ بات بادشاہ کو بہت ناگوار گذری اس نے اپنے وزیر سے کہا کہ یہ بھیک منگے بھی بالکل جانوروں کی طرح ہوتے ہیں کہ انہیں معمولی ادب آداب کا بھی خیال نہیں ہوتا۔ بادشاہ کی ناگواری کا اندازہ کر کے وزیر اس درویش کے پاس گیا اور اس سے کہا بابا جی، ملک کا بادشاہ آپ کے قریب سے گذرا اور آپ نے اتنا بھی نہیں کیا کہ اپنی عقیدت اور نیاز مندی ظاہر کرنے کے لئے کھڑے ہو جاتے اور ادب سے سلام کرتے؟ درویش نے بے پرواہی سے جواب دیا بابا، اپنے بادشاہ سے کہو کہ ادب آداب کا خیال رکھنے کی امید ان لوگوں سے کرے جنہیں اس سے انعام حاصل کرنے کا لالچ ہو اس کے علاوہ اسے یہ بات بھی اچھی طرح سمجھا دو کہ ہم جیسے درویشوں کا کام بادشاہ کا خیال رکھنا نہیں بلکہ بادشاہ کا یہ فرض ہے کہ وہ ہماری حفاظت کرے تو نے سنا نہیں بھیڑیں گڈریئے کی حفاظت نہیں کرتیں بلکہ گڈریا بھیڑوں کی حفاظت کرتا ہے یاد رکھ! بادشاہی بھی ہمیشہ رہنے والی چیز نہیں موت کے بعد بادشاہ اور فقیر برابر ہو جاتے ہیں اگر تو قبر کو دیکھے تو یہ بات معلوم نہ کر سکے گا کہ یہ شخص جس کی کھوپڑی کو مٹی نے کھا لیا ہے زندگی میں کس مرتبے اور شان کا مالک تھا۔ وزیر نے درویش کی باتیں بادشاہ کو سنائیں تو اس نے ان سے نصیحت حاصل کی اور فقیر پر مہربان ہو کر اس سے کہا کہ اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو بیان کرو تمہاری ہر حاجت پوری کی جائے گی۔

فقیر نے بے نیازی سے کہا بس ایک خواہش ہے اور وہ یہ کہ میرے پاس آنے کی تکلیف پھر کبھی نہ اٹھانا۔ بادشاہ نے کہا اچھا مجھے کوئی نصیحت فرمایئے درویش بولا میری نصیحت یہ ہے کہ اس زمانے میں جب تو تاج اور تخت کا مالک ہے زیادہ سے زیادہ نیکیاں کر کہ عاقبت میں تیرے کام آئیں گی یہ تاج اور تخت ہمیشہ تیرے پاس ہی نہ رہے گا جس طرح تجھ سے پہلے بادشاہ کے بعد تجھے ملا اسی طرح تیرے بعد کسی اور کو مل جائے گا۔

نیک وزیر نے کس طرح قیدی کو رہائی دلوائی

کہتے ہیں ایک بادشاہ کی عدالت میں کسی ملزم کو پیش کیا گیا بادشاہ نے مقدمہ سننے کے بعد اشارہ کیا کہ اسے قتل کر دیا جائے بادشاہ کے حکم پر پیادے اسے قتل گاہ کی طرف لے چلے تو اس نے بادشاہ کو بُرا بھلا کہنا شروع کر دیا کسی شخص کے لئے بڑی سے بڑی سزا یہی ہو سکتی ہے کہ اسے قتل کر دیا جائے اور چونکہ اس شخص کو یہ سزا سنائی جا چکی تھی اس لئے اس کے دل سے یہ خوف دور ہو گیا تھا کہ بادشاہ ناراض ہو کر درپے آزار ہو گا۔ بادشاہ نے یہ دیکھا کہ قیدی کچھ کہہ رہا ہے تو اس نے اپنے وزیر سے پوچھا "یہ کیا کہہ رہا ہے؟" بادشاہ کا یہ وزیر بہت نیک دل تھا اس نے سوچا اگر ٹھیک بات بتا دی جائے تو بادشاہ غصے سے دیوانہ ہو جائے گا۔ اور ہو سکتا ہے قتل کرانے سے پہلے قیدی کو عذاب میں مبتلا کرے اس نے جواب دیا "جناب یہ کہہ رہا ہے کہ اللہ پاک ان لوگوں کو پسند کرتا ہے جو غصے کو ضبط کر لیتے ہیں اور لوگوں کے ساتھ بھلائی کرتے ہیں" وزیر کی بات سن کر بادشاہ مسکرایا اور اس نے حکم دیا اس شخص کو آزاد کر دیا جائے بادشاہ کا ایک اور وزیر پہلے وزیر کا مخالف اور تنگ دل تھا وہ خیر خواہی جتانے کے انداز میں بولا "یہ بات ہرگز مناسب نہیں ہے کہ کسی بادشاہ کے وزیر اسے دھوکے میں رکھیں اور سچ کے سوا کچھ اور زبان پر لائیں اور سچ یہ ہے کہ قیدی حضور کی شان میں گستاخی کر رہا تھا۔ غصہ ضبط کرنے اور بھلائی سے پیش آنے کی بات نہ کر رہا تھا" وزیر کی یہ بات سن کر نیک دل بادشاہ نے کہا "اے وزیر تیرے اس سچ سے جس کی بنیاد بغض اور کینے پر ہے۔ تیرے بھائی کی غلط بیانی بہتر ہے کہ اس سے ایک شخص کی جان بچ گئی یاد رکھ اس سچ سے جس سے کوئی فساد پھیلتا ہو ایسا جھوٹ بہتر ہے جس سے کوئی برائی دور ہونے کی امید ہو۔ حاسد وزیر بادشاہ کی یہ بات سن کر بہت شرمندہ ہوا بادشاہ نے قیدی کو آزاد کر دینے کا فیصلہ بحال رکھا اور اپنے وزیروں کو نصیحت کی کہ بادشاہ ہمیشہ اپنے وزیروں کے مشورے پر عمل کرتے ہیں۔

وزیروں کا فرض ہے کہ وہ ایسی کوئی بات زبان سے نہ نکالیں جس میں کوئی بھلائی نہ ہو۔

حجاج اور حق گو درویش

بیان کرتے ہیں کہ حجاج بن یوسف کے زمانے میں ایک ایسے بزرگ تھے جن کی دعا قبول ہوتی تھی ایک دن حجاج نے

ان بزرگ کی خدمت میں درخواست کی کہ میرے حق میں دُعا فرمائیے حجاج کی بات سن کر بزرگ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے اللہ! اس شخص کو موت دے دے" حجاج یہ الفاظ سن کر بہت حیران ہوا اور شکایت کے لہجے میں بولا آپ نے میرے حق میں یہ کیسی دُعا مانگی؟ بزرگ نے فرمایا تیرے اور مسلمانوں کے لئے یہی دعا سب سے اچھی ہے وہ اس لئے کہ جلد موت آجائے گی تو تیرا نامۂ اعمال مزید سیاہ نہ ہوگا اور عام مسلمانوں کے لئے یوں کہ تو مر جائے گا تو انہیں ظلم و ستم سے نجات مل جائے گی۔

نادان منشی اور حضرت سعدی

حضرت سعدی بیان فرماتے ہیں میرے جاننے والوں میں ایک منشی روزگار نہ ملنے سے بہت پریشان تھا ایک دن وہ میرے پاس آیا اور اپنا حال بیان کرنے کے بعد کہا کہ بادشاہ کے دربار میں آپ کی رسائی ہے کسی عہدیدار سے کہہ سن کر کوئی کام دلوا دیں اس کی یہ بات سُن کر میں نے کہا بھائی بادشاہوں کی ملازمت خطرے سے خالی نہیں ہوتی نان ہاتھ آنے کی امید کے ساتھ جان جانے کا امکان بھی تو ہوتا ہے میں نے یہ نصیحت اس کی بھلائی کے خیال سے کی تھی لیکن اس نے خیال کیا کہ میں ٹالنے کی کوشش کر رہا ہوں کہنے لگا یہ بات ٹھیک ہوگی لیکن جو لوگ ایمانداری اور محنت سے اپنا کام کریں انہیں ڈرنے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ نے سُنا ہوگا کہ میلے کپڑے ہی کو دھوبی پتھرے پہ مارتا ہے میں نے اُسے پھر سمجھایا کہ تو ٹھیک کہتا ہے سانچ کو آنچ نہیں۔
بہت مشہور بات ہے لیکن بادشاہوں اور حاکموں کے بارے میں لومڑی کی سی احتیاط برتنی چاہیئے جو گرتی پڑتی بھاگتی چلی جاتی تھی کسی نے پوچھا کہ خالہ لومڑی کیا مصیبت پڑی ہے جو یوں بھاگی چلی جا رہی ہو؟ لومڑی بولی میں نے سُنا ہے کہ بادشاہ کے کارندے اونٹ بیگار میں پکڑ رہے ہیں اس نے ہنس کر کہا عجب بیوقوف ہے اگر اونٹ پکڑے جا رہے ہیں تو تجھے کیا ڈر؟ تو تو لومڑی ہے لومڑی نے جواب دیا تیری بات ٹھیک ہے لیکن اگر کسی دشمن نے کہہ دیا کہ یہ اونٹ کا بچہ ہے اسے بھی پکڑ لو تو میں کیا کرونگی؟ جب تک یہ تحقیق ہوگی کہ میں لومڑی ہوں یا اونٹ کا بچہ۔ میرا کام تمام ہو چکا ہوگا۔ مثل مشہور ہے کہ جب تک عراق سے تریاق آئے گا وہ بیمار مر چکا ہوگا جس کے لئے تریاق منگوایا گیا ہوگا۔ میری یہ بات بالکل درست تھی لیکن وہ اپنے خیال پر قائم رہا اور

میں نے اس کی حالت کا اندازہ کر کے اسے بادشاہ کے دفتر میں ملازمت دلوا دی۔ شروع شروع میں تو اسے ایک معمولی سا کام ملا لیکن چونکہ آدمی قابل تھا اس لئے بہت ترقی کر گیا اور عزت و آرام کے ساتھ زندگی گذارنے لگا۔ کچھ دن بعد میں ایک قافلے کے ساتھ حج کے سفر پر روانہ ہو گیا اور جب سفر سے واپس آیا تو وہ شخص کئی منزل چل کر میرے استقبال کے لئے آیا لیکن میں نے دیکھا کہ اس کی حالت سے پریشانی ظاہر ہوتی تھی حالات پوچھے تو اس نے بتایا کہ مجھے اب معلوم ہوا کہ آپ نے جو بات کہی تھی وہ بالکل ٹھیک تھی میں نے اپنی قابلیت اور محنت سے ترقی کی حسد کرنے والوں کو یہ بات بُری لگی اور انہوں نے مجھ پر الزام لگا کر قید کرا دیا اب حاجیوں کے قافلے کی خیریت سے لوٹنے کی خوشی میں قیدیوں کو آزاد کیا گیا ہے تو مجھے رہائی نصیب ہوئی ورنہ بادشاہ نے تو یہ تحقیق کرنے کی ضرورت بھی محسوس نہ کی تھی میں گناہ گار ہوں یا بے گناہ۔

میں نے کہا افسوس! تو نے میری بات نہ مانی میں نے تو تجھے پہلے ہی سمجھایا تھا کہ بادشاہ کا قُرب سمندر کے سفر کی مانند ہوتا ہے کہ اس سے انسان کو بہت سے فائدے حاصل ہوتے ہیں لیکن ساتھ جان جانے کا اندیشہ بھی ہوتا ہے۔

برائی کا سدّباب

کہتے ہیں ایران کا مشہور بادشاہ نوشیرواں جو اپنے عدل و انصاف کے باعث نوشیرواں عادل کہلاتا تھا ایک بار شکار کے لئے گیا شکارگاہ میں اس کے لئے کباب تیار کئے جا رہے تھے کہ اتفاق سے نمک ختم ہو گیا۔ شاہی باورچی نے ایک غلام سے کہا کہ قریب کی بستی میں جا اور وہاں سے نمک لے آ۔

بادشاہ نے یہ بات سن لی اس نے غلام کو قریب بلایا اور اسے تاکید کی کہ قیمت ادا کئے بغیر نمک ہرگز نہ لانا۔ غلام بولا حضور والا ایک ذرا سے نمک کی کیا بات ہے کسی سے مفت لے لونگا تو کیا فرق پڑے گا۔ نوشیرواں نے کہا فرق ضرور پڑے گا یاد رکھو ہر برائی ابتداء میں ایسی ہی معمولی دکھائی دیتی ہے لیکن پھر وہ بڑھتے بڑھتے اتنی بڑی بن جاتی ہے کہ اسے مٹانا آسان نہیں ہوتا ہے۔

شہزادوں پر استاد کا تشدّد

بیان کرتے ہیں اپنے زمانے کا ایک فاضل اُستاد بادشاہ کے بیٹوں کو پڑھایا کرتا تھا اس کا قاعدہ تھا کہ شہزادوں

کی معمولی سی غلطی کو بھی نظر انداز نہ کرتا تھا ادھر ان سے کوئی کوتاہی ہوئی اور ادھر انہیں سزا دی شہزادے یہ تشدد کافی عرصہ تک برداشت کرتے رہے لیکن پھر ان کا پیمانۂ صبر لبریز ہوگیا اور مناسب موقع دیکھ کر ایک دن انہوں نے اپنے باپ کو اس مصیبت سے آگاہ کر دیا بچوں کی زبانی استاد کی شکایت سن کر بادشاہ کو بہت ملال ہوا۔ اس نے اسی وقت استاد کو بلوایا اور اس سے کہا آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ تم دوسرے شاگردوں کے ساتھ ایسی سختی کا برتاؤ نہیں کرتے جیسی شہزادوں کے ساتھ روا رکھتے ہو؟ فاضل استاد نے جواب دیا حضور والا! یوں تو ادب سیکھنا اور سکھانا سبھی کے لئے ضروری ہے لیکن شہزادوں کے لئے تو حد درجہ ضروری ہے کیونکہ آگے چل کر یہ ملک کا انتظام سنبھالیں گے غریب غرباء کی بات تو یہ ہے ان کی خامیوں کا اثر ان کی ذات تک ہی محدود رہتا ہے لیکن حکمرانوں کی غلطیوں کی سزا پورے ملک کو بھگتنی پڑتی ہے بس یہی سوچ کر میں شہزادوں کی تعلیم و تربیت پر زیادہ توجہ دیتا ہوں۔ یہاں دو باتیں بتائی گئی ہیں ایک تو یہ کہ بچوں کی تعلیم و تربیت کے سلسلے میں ان پر سختی کرنا اور ضرورت محسوس ہونے پر جسمانی سزا دینا نا روا یات نہیں دوسرے یہ کہ بچے کو جتنی اہم ذمہ داری سنبھالنے کے لئے تیار کرنا ہو اس کی تعلیم و تربیت پہ اتنی ہی توجہ دینی چاہیئے۔

ناخلف بیٹا سعدی فرماتے ہیں ایک خدا رسیدہ بزرگ کے گھر بچہ پیدا ہونے والا تھا۔ اس نے دعا مانگی کہ اگر خدا مجھے بیٹا دے تو اپنے جسم کے کپڑوں کے سوا جو کچھ بھی ہے سب خدا کی راہ میں خیرات کر دوں گا۔ اب اتفاق ایسا ہوا کہ اس کے ہاں بیٹا ہی پیدا ہوا اور اس نے تن کپڑوں کے سوا اپنا سارا مال خیرات کر دیا درویشوں نے مزیدار دعوتیں اڑائیں۔ اس واقعے کے کافی عرصے کے بعد میرا اس طرف سے گزر ہوا تو دل چاہا اس بزرگ سے ملاقات کر لوں چنانچہ میں اس کے گھر پر پہنچا لیکن معلوم ہوا وہ جیل خانے میں ہے یہ بات سن کر میں بہت حیران ہوا ایک شخص سے پوچھا کہ اس نے ایسا کونسا قصور کیا تھا کہ اسے یہ سزا دی گئی؟ جواب ملا کہ قصور اس بیچارے نے نہیں بلکہ اس کے ناخلف بیٹے نے کیا تھا ایک دن وہ شراب کے نشے میں دنگے فساد پہ اتر آیا اور ایک بے گناہ شخص کو قتل کر کے فرار ہو گیا محکمہ احتساب نے بیٹے کو نہ پایا تو باپ کو گرفتار کر لیا گیا اور اب وہ قید کی سختیاں جھیل رہا ہے۔ یہ بات سُنی تو میں نے کہا سبحان اللہ! یہ مصیبت تو اس نے منتیں

مان کر حاصل کی تھی۔ اس حکایت میں اس غلط فہمی کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ لوگ صاحب اولاد ہونے کو زندگی کی معراج خیال کرتے ہیں اور ساری زندگی اسی تگ و دو میں گزار دیتے ہیں کہ اپنے بچوں کے لئے اتنی جائیداد چھوڑ جائیں کہ وہ آرام سے زندگی گزار سکیں اگرچہ یہ بات آسانی سے سمجھ میں نہیں آتی لیکن اس کے سچ اور واقعی ہونے میں شک نہیں کرنا چاہیئے کہ اس خواہش میں انہماک بھی اللہ پاک سے غفلت کے برابر ہے اور اکثر یہی ہوتا ہے کہ یہ لوگ اپنی اولاد کے ہاتھوں سخت مصیبتوں میں مبتلا ہوتے ہیں۔

قرآن کی حرمت

شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں کہ ایک خدارسیدہ بزرگ کا فرزند فوت ہوگیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ میت کے صندوق پر قرآن پاک کی کونسی آیت لکھی جائے۔ بزرگ نے جواب دیا یہ بات کلام اللہ کی حرمت کے منافی ہے کہ اس کی مقدس آیات ایسی چیز پر لکھی جائیں جو پیروں کے نیچے آنے والی ہے اور کتے جس پر پیشاب کریں گے اگر کچھ لکھنا ہے تو لوح مزار پر لکھ دیا جائے۔ سعدیؒ نے اس حکایت میں ایسی رسم کو ختم کرنے کا اشارہ کیا ہے جو مسلمانوں میں قریب قریب عام ہے کہ کسی شخص کا انتقال ہوتا ہے تو برکت کے خیال سے اس کے کفن اور صندوق پر قرآن مجید کی آیات لکھی جاتی ہیں۔ یہ یقیناً قرآن پاک کی بے حرمتی ہے جب ایسے مزار ٹوٹ پھوٹ جاتے ہیں تو بالآخر یہی حشر ہوتا ہے کہ وہ زمین لوگوں کی گزرگاہ ہوتی ہے اور کتے وہاں پیشاب کرتے ہیں اس کے علاوہ یہ خیال بھی ہمارے مذہب کے مطابق نہیں ہے کہ صرف قرآن کی آیات لکھ دینے سے کوئی شخص بخشا جائے گا عذاب ہونے یا نہ ہونے یا بخشے جانے کا انحصار تو صرف صحیح اعتقاد اور اعمال پر ہے۔

تن پرور اور تن ساز

بیان کیا جاتا ہے خراسان کے رہنے والے دو درویش کافی عرصے سے اکٹھے رہتے تھے ان میں سے ایک صابر و شاکر اور کم خور تھا بھوک سے کم کھاتا اور اپنا زیادہ وقت عبادت اور ریاضت میں گزارتا دوسرے کی حالت اس سے بالکل مختلف تھی وہ خوب کھاتا اور خوب آرام کرتا۔ زندگی گزارنے کے ان الگ الگ دو طریقوں کی وجہ سے ایک لاغر اور دوسرا خوب فربہ تھا۔ ایک بار دونوں درویش ایک شہر میں پہنچے تو وہاں کی پولیس نے انہیں اس شبہے میں گرفتار کر لیا کہ وہ دشمن کے جاسوس ہیں۔ دونوں کو عدالت میں پیش کیا گیا اور حاکم

نے سرسری طور پر مقدمہ سننے کے بعد دونوں کو مجرم قرار دیکر جیل خانے بھجوا دیا اور حکم دیا کہ ایک کوٹھری میں دونوں کو بند کر کے اس کا دروازہ اینٹوں سے چُن دیا جائے۔ حاکم کے حکم کے مطابق دونوں درویشوں کو کال کوٹھری میں بند کر دیا گیا لیکن پھر کچھ ایسا ہُوا کہ حاکم کو ان کے حالات پر غور کرنے کا خیال آیا اور جب پوری طرح تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ دونوں درویش بے گناہ ہیں چنانچہ انہیں آزاد کر دینے کا حکم جاری ہو گیا۔ کال کوٹھری کا دروازہ کھولا گیا تو لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ دبلا پتلا کمزور درویش زندہ تھا لیکن موٹا تازہ دنیا سے کوچ کر چکا تھا۔

بخت نصر کی داستان

حضرت ارمیا کو وحی ہوئی کہ فلاں مقام پر جاؤ وہاں ایک لڑکے کو دیکھو گے کہ پرانی سے پرانی بیماری اس کو عارض ہے اور ولادت کی رو سے بھی بہت خبیث ہوگا اور جسم میں بھی بہت کمزور اور غذا بھی بہت بدتر یعنی مادۂ شور کا دودھ وغیرہ ہوگا آپ نے اُسے اسی حالت میں پایا اس سے نام پوچھا اس نے عرض کی، بخت نصر۔ آپ نے اس کا علاج کرایا وہ بالکل ٹھیک ہو گیا آپ نے فرمایا مجھے پہچانتا ہے عرض کی، نہیں لیکن ظاہر ہے آپ بہت نیک شخص ہیں فرمایا میں ایک نبی ہوں ارمیا میرا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ تو عنقریب بنی اسرائیل پر مسلط ہوگا اور ان کو قتل کرے گا وہ لڑکا یہ باتیں سن کر حیران رہ گیا آپ نے فرمایا تو اپنی طرف سے ایک نوشت امان کا لکھ دے چنانچہ اس نے لکھ دیا بالآخر ایسا ہی ہوا جب اسے غلبہ حاصل ہوا اس نے آپ کو امان دی۔ بخت نصر کی ایک نظر ایک ٹیلے پر پڑی جس سے خون جوش مار کر نکل رہا تھا اور جتنی مٹی اس پر ڈالی جاتی ہے خون اور زیادہ ابلتا ہے بخت نصر نے پوچھا یہ کیا بات ہے بتایا گیا یہ اللہ کا ایک نبی تھا جس کو بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ نے قتل کر دیا تھا اس کا خون ابل رہا ہے بخت نصر نے کہا کہ میں بھی بنی اسرائیل کو اس وقت تک قتل ہی کئے جاؤنگا جب تک یہ خون نہ تھمے یہ خون حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کا تھا ان کے قتل کی داستان مشہور ہے۔ حضرت یحییٰؑ کے قتل اور بخت نصر کے خروج کے مابین سو برس کا زمانہ گزر چکا تھا اب بخت نصر نے ان کو قتل کرنا شروع کیا گاؤں گاؤں گیا ان کے مردوں، عورتوں، بچوں اور جانوروں کو قتل کرتا تھا لیکن خون نہ تھما پھر اس نے دریافت کیا کہ اس ملک میں اب کوئی باقی ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں فلاں موضع میں ایک بڑھیا باقی ہے پھر خود جا کر اس خون کے اوپر بڑھیا کی گردن کاٹ کر

ڈال دی اسی وقت وہ خون ٹھہرا پھر اس کے بعد بخت نصر ارض بابل میں آیا یہاں آکر ایک شہر بنایا اسی میں اقامت اختیار کی۔ ایک کنواں کھدوایا جس میں حضرت دانیالؑ کو ڈلوا دیا اور ان کے ساتھ ایک شیرنی بھی ڈلوا دی یہ شیرنی تو کنوئیں کی مٹی کھاتی تھی اور حضرت دانیال اس کا دودھ پیتے تھے اسی طرح ایک مدت گزر گئی۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ اللہ نے بخت نصر کو خواب دکھایا کہ اس کا سر لوہے کا ہو گیا ہے اس کے دونوں پاؤں تانبے کے اور اس کا سینہ سونے کا۔ حضرت فرماتے ہیں اس نے منجموں کو بلایا اور ان سے پوچھا کہ بتاؤ میں نے خواب میں کیا دیکھا ہے؟ وہ بولے کہ ہم کیا جانیں حضور نے کیا دیکھا؟ ہاں جو آپ نے دیکھا ہے وہ ارشاد فرمائیں (تو ہم کچھ تعبیر دے سکیں) بادشاہ نے (غصہ ہو کر) کہا کہ میں تمہیں اتنی مدت سے تنخواہیں یوں ہی دے رہا ہوں اور تم اتنا بھی نہیں جانتے کہ میں نے خواب میں کیا دیکھا ہے اسی وقت حکم دیا اور وہ سب قتل کر دیئے گئے۔ اس وقت کسی مصاحب نے عرض کی کہ اس خواب کی تعبیر بس وہی بتا سکتا ہے جو کوئیں میں قید ہے اس لئے کہ (یہ معجزہ تو اس کا ظاہر ہے کہ) آج تک شیرنی نے اس سے کوئی تعرض نہیں کیا بلکہ خود مٹی کھاتی ہے اور اسے دودھ پلاتی ہے بادشاہ نے فوراً کسی کو بھیج کر حضرت دانیال کو نکلوایا ان سے دریافت کیا کہ بتلایئے میں نے خواب میں کیا دیکھا ہے؟ آپ نے بالکل صحیح خواب بتا دیا اس نے کہا ہاں بالکل یہی دیکھا ہے۔ اب بتایئے اس کی تعبیر کیا ہے؟ فرمایا تیری سلطنت ختم ہو گئی تو تین دن میں قتل کر دیا جائے گا اور تجھ کو فارس کا ایک شخص قتل کرے گا۔ اس نے کہا میرے گرداگرد سات شہر ہیں اور ہر شہر کے دروازے پر نگہبان ہیں اور میں پھر بھی مطمئن نہیں ہوا بلکہ ہر شہر کے دروازے پر تانبے کی ایک بطخ بنوا کر رکھ دی ہے کہ جب کوئی پردیسی اس دروازے میں گھستا ہے تو وہ چیختی ہے اور جب تک وہ پکڑ نہ لیا جائے وہ چیختی رہتی ہے۔ امامؑ فرماتے ہیں کہ حضرت دانیالؑ نے فرمایا کہ ہونا تو وہی ہے جو کچھ میں کہہ چکا ہوں اسی وقت بخت نصر نے بہت سے سوار فصیل کے گرداگرد پھیلا دیئے اور یہ حکم دے دیا کہ جو تمہیں ملے اسے قتل کر دو وہ کوئی کیوں نہ ہو اور حضرت دانیال کو حکم دیا کہ تم یہ تین دن کہیں باہر نہ جاؤ میرے ہی پاس رہو اگر مجھ پر تین دن خیر کے گزر گئے تو تمہیں قتل کر دوں گا چنانچہ جب تیسرے دن شام ہونے کو ہوئی تو بخت نصر کے دل پر ایک غم طاری ہو گیا وہ مکان سے باہر نکلا اور اسے ایک لڑکا ملا جو اہل فارس سے تھا اور اس کے بیٹے کی خدمت گزاری کرتا

تھا مگر بادشاہ کو یہ خبر نہ تھی کہ وہ اہل فارس سے ہے بادشاہ نے اپنی تلوار اُسے دی اور یہ کہا کہ لے لڑکے آج مخلوق خدا میں سے جو بھی ملے اسے قتل کر دیجو لڑکے نے تلوار لے لی اور بخت نصر کے ایک ضربت لگائی اور وہیں اسے قتل کر دیا۔ پیغمبر کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ پورے ہو کر رہتے ہیں۔ ملخص ضمیمہ مقبول احمد۔

چغلخوری کی سزا

کہتے ہیں ایک شیر بہت بیمار ہوگیا جنگل کے سب جانور اس کا حال پوچھنے کے لئے آئے مگر لومڑی نہ آئی شیر نے دوسرے جانوروں سے اس کے نہ آنے کی وجہ پوچھی اس پر بھیڑیا کہنے لگا " بادشاہ سلامت وہ اپنے آپ کو بہت کچھ سمجھتی ہے بھلا اُسے آپ کی کیا پروا! " یہ سُن کر شیر بہت ناراض ہوا اور اس نے لومڑی کو حاضر کرنے کا حکم دیا بیچاری لومڑی کے لئے آنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا مگر اُسے بھیڑیئے کی چغلی کھانے کا علم ہو چکا تھا جب وہ شیر کے سامنے ہوئی تو شیر نے اس سے سبب پوچھا تو لومڑی کہنے لگی کہ مجھے معلوم تھا کہ آپ بیمار ہیں لیکن میں اتنے دنوں سے آپ کے لئے دوا ڈھونڈھ رہی تھی شیر خوش ہو کر کہنے لگا تو پھر تمہیں دوائی ملی ہے لومڑی کہنے لگی جی ہاں شیر نے پوچھا " وہ کیا دوائی ہے "۔ لومڑی نے کہا اگر آپ بھیڑیئے کے ٹخنے کی ہڈی کھالیں تو آپ بالکل تندرست ہو جائیں گے۔ شیر نے اسی وقت پنجہ مارا اور بھیڑیئے کے ٹخنے کی ہڈی نکال کر کھا گیا بھیڑیا بھی وہاں سے لہولہان ہو کر نکلا لومڑی نے آگے بڑھ کر کہا میاں بھیڑیئے جب تم بادشاہوں کے پاس جاؤ تو سمجھ کر بولو اور دوسرے کے خلاف کبھی بھی کوئی بات منہ سے نہ نکالو " سچ ہے چغلخور ہمیشہ نقصان اٹھاتا ہے "۔

مومنین کی امداد بہت ضروری ہے

مجالس المومنین میں ہے کہ ایک مومن امام جعفر صادق ؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی مولا! سلطان وقت کے ہاں ایک مہم درپیش ہے اور میرے پاس کوئی وسیلہ نہیں ہے اب اس مقصد کے لئے آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں کہ آپ کسی طرح امداد فرمائیں آپ نے فرمایا سلطان کی بارگاہ میں چلے جاؤ اور موقع اور فرصت پاکر اس قسم کے آدمی سے ملاقات کرو کہ وہ بادشاہ کا خاص دربان ہے اور کوشش یہ کرنا کہ خلوت میں اس سے ملاقات کرو پھر اس موقع پر اسے کہدینا کہ مجھے امام جعفر صادق ؑ نے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ میرا یہ کام کرادو۔ اس نے ایسا ہی کیا اور حضرت کا پیغام پہنچایا

پس دربان نے آپ کے حکم کی بجا آوری کرتے ہوئے اس کا کام کرا دیا جب یہ شخص مقصد پا گیا تو واپس امام کے پاس پہنچا تو عرض کی مولا جس دربان کے پاس آپ نے مجھے بھیجا تھا جب اس نے آپ کا نام سنا تو قریب تھا کہ وہ خوشی اور مسرت کی وجہ سے بے ہوش ہو جاتا اسی حالت میں اس جبار کے پاس گیا اور میرے مطلوب کے مطابق حکم جاری کرا دیا لیکن آپ یہ ارشاد فرمائیں کہ آپ کے محب دشمن کی درگاہوں میں کیوں ملازمت کر رہے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ یہ اللہ کا فضل ہے کہ ہر بادشاہ اور حاکم کے پاس ہمارے موالی ملازم ہیں اور مقرب ہیں تاکہ دوسرے مومنین کے امور ان کی وجہ سے سرانجام ہوتے رہیں۔ خزینہ

۲۔ سید جلیل جزائری انوار نعمانیہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ خلفائے بنی عباس کے زمانہ میں گروہ کے کچھ آل محمدؐ کے محب تاجر تجارت کی غرض سے شام گئے ایک رات جو بیت شام میں ٹھہرے تو چاند کی روشنی کی وجہ سے انہیں وقت کا اشتباہ ہو گیا یہ لوگ آدھی رات کے وقت حمام کی غرض سے باہر آئے سپاہیوں نے انہیں گرفتار کر لیا اور یہ یقین کر لیا کہ یہ چور ہیں کہ رات کے وقت میں اپنی منزل سے باہر آئے ہیں یہ لوگ انہیں اپنے امیر کے پاس لے گئے ان سپاہیوں کے امیر نے ان پر بہت تشدد کیا اور حکم دیا کہ انہیں میری منزل پر لے جائیں جب صبح ہو گی تو انہیں قتل کیا جائے گا پس انہیں امیر کی منزل کے حجرے میں ٹھہرایا گیا جب صبح ہوئی تو انہوں نے دیکھا کہ ان سپاہیوں کا امیر اپنے ماتحتوں کے ساتھ منزل میں وارد ہوا اپنے تمام ماتحتوں کو واپس کر دیا خود ایک سفید لباس پہنا مصلیٰ بچھا کر نماز تہجد میں مصروف ہو گیا پھر صبح کا نافلہ اور پھر نماز صبح کمال توجہ اور خشوع و خضوع کے ساتھ بجا لایا اور پھر تعقیبات میں مشغول ہو گیا جب سورج بلند ہوا تو اس نے عراقی تاجروں کو حاضر کیا اور کہا اے میرے بھائیو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اس شہر میں آ گئے ہو جو ہمیشہ سے تمہارے دشمن ہیں اور پھر آدھی رات کو اپنی منزل سے باہر آ گئے اگر دوسرے لوگ مجھ پر حاکم ہوتے تو تمہیں اسی آدھی رات کے وقت قتل کر دیتے اب تم جان لو کہ میں بھی آپ کی طرح حضرت امیرالمومنینؑ کے محبوں اور موالیوں سے ہوں۔ اور مجھے یہاں اس ملازمت کی کوئی ضرورت اور حاجت نہیں ہے کہ میں اس کی وجہ سے اپنا گزارہ کروں بلکہ میں غلہ اور اموال بہت رکھتا ہوں میں تو صرف آپ جیسے برادران دینی کی خدمت اور انہیں نجات دلانے کے لئے کام کر رہا ہوں پھر ان کی کافی امداد کر کے انہیں واپس کیا۔ خزینہ

(خواجہ نظام الملک وزیر کا حج)

حج کا بدل مومنین کی خدمت ہے

مجالس المومنین میں ہے کہ خواجہ نظام الملک وزیر نے حج کی تیاری کی بادشاہ سے اجازت طلب کر لی اور اپنا سامان سفر باہر رکھ لیا ایک فاضل بیان فرماتے ہیں کہ میں خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ ایک شخص نے مجھے ایک رقعہ دیا جو بہت پرہیزگار نظر آ رہا تھا کہ یہ خواجہ کی امانت ہے اس کے سپرد کر دینا میں نے وہ رقعہ بغیر پڑھے خواجہ کے سپرد کر دیا جب خواجہ کی نظر اس رقعے پر پڑی، رونا شروع کر دیا اس کے گریہ نے بہت طول پکڑا اور میں یہ رقعہ دینے پر پشیمان ہو گیا جب گریہ سے فارغ ہوا تو مجھے کہا کہ اس رقعہ دینے والے کو میرے پاس حاضر کرو میں باہر آیا اس کی بہت تلاش کی لیکن اسے نہ پا سکا اور میں نے خواجہ کو مطلع کر دیا کہ میں اسے باوجود بسیار تلاش کے نہیں پا سکا پھر خواجہ نے کہا کہ کیا آپ نے رقعہ کو پڑھا ہے میں نے عرض کی واللہ میں نے یہ خیانت نہیں کی۔ اسے نہیں پڑھا ہے اس نے وہ رقعہ میرے حوالے کیا اس میں لکھا ہوا تھا کہ میں نے کل پیغمبر خدا کو خواب میں دیکھا ہے انہوں نے فرمایا ہے کہ خواجہ کو کہو کہ تمہارا حج اس ترک کی درگاہ پر ہے کیا ہم نے تمہیں نہیں کہا ہوا ہے کہ اس ترک کی درگاہ پہ ملازمت اختیار کرو اور مخلوق خدا کی کارسازی کرو اور حاجت مندوں کی حاجت پوری کرو اور عاجز آدمیوں پر رحم کرو پس اس خواجہ نے اسی وقت اپنا ارادہ ملتوی کر دیا اور کہا کہ اے فلاں جس وقت اس صاحب خواب کو دیکھو میرے پاس حاضر کرو کچھ مدت بعد میں نے اس درویش کو دیکھا میں نے کہا وزیر آپ کی ملاقات کا خواہشمند ہے اس نے کہا وزیر کی ایک امانت میرے پاس تھی اسے پہنچا دی ہے پھر اس کے سوا وزیر کے ساتھ میری کیا غرض ہے۔ خزینہ

کلمہ لا الہ الا اللہ کی فضیلت

نفحات الانس جامی میں ہے حدیث نبوی میں ہے کہ ستر ہزار دفعہ کلمہ لا الہ الا اللہ کہنے میں نجات ہے یا اس کے لیے نجات ہے کہ جس کی نیت سے پڑھی جائے دونوں کے لئے مؤثر ہے شیخ ابوالربیع مالقی فرماتے ہیں کہ میں نے یہ ذکر ستر ہزار دفعہ پڑھا لیکن کسی کے نام سے معین نہ کیا تھا حتیٰ کہ ایک روز دسترخوان پر حاضر ہونے کا اتفاق ہوا اس جماعت میں ایک لڑکا بھی تھا جو صاحب کشف تھا جب اس لڑکے نے اپنا ہاتھ کھانے کی طرف کھانے کے ارادے سے کیا ناگاہ اس نے رونا شروع کر دیا کہا

گیا کہ کیوں رو رہے ہو؟ اس نے کہا میں نے اب دوزخ کا مشاہدہ کیا ہے اور اپنی ماں کو اس میں معذب دیکھا ہے شیخ ابوالربیع بیان فرماتے ہیں میں نے اپنے دل میں کہا کہ خداوندا! تو جانتا ہے کہ میں نے ستر ہزار دفعہ کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھا ہے میں اس لڑکے کی ماں کی جہنم سے آزادی کے لئے اسے معین کرتا ہوں فرماتے ہیں جب میں نے اپنے باطن میں یہ نیت کی وہ لڑکا ہنسا اور بہت خوش ہوا اور کہا اب میں دیکھ رہا ہوں کہ میری والدہ دوزخ کی آگ سے خلاصی پا گئی ہے الحمدللہ۔ پھر اس جماعت کے ساتھ کھانا کھانے میں مشغول ہو گیا۔ شیخ ابوالربیع فرماتے ہیں کہ مجھے اس حدیث نبوی کی صحت اس صاحب کشف لڑکے کی وجہ سے معلوم ہو گئی اور حدیث نبوی کی وجہ سے اس لڑکے کا صاحب کشف ہونا معلوم ہو گیا۔ نخزینہ

پتھر کے گریہ کی وجہ

بحار الانوار میں ہے کہ ایک پیغمبر نے ایک چھوٹا سا پتھر دیکھا کہ اس سے بہت پانی نکل رہا ہے پیغمبر متعجب ہوئے اللہ نے اس پتھر کو گویائی عطا فرمائی۔ اس نے عرض کی اے نبی اللہ! کہ جب سے میں نے اللہ کا یہ قول سنا ہے وقودها الناس والحجارة۔ کہ جہنم کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔ اللہ کے خوف سے گریہ کر رہا ہوں پس اس پیغمبر نے اللہ سے سوال کیا کہ اسے آتش جہنم سے امان دی جائے ارشاد ہوا کہ یہ مطمئن ہو جائے کہ یہ وہ پتھر نہیں ہے جو جہنم کا ایندھن ہوگا اور نہ اسے میرا عذاب پہنچے گا پھر وہاں سے نبی اللہ عبور کر گئے کچھ مدت بعد پھر اس پیغمبر کا گزر یہاں سے ہوا دیکھا کہ پھر اسی طرح اس سے پانی جاری ہے فرمایا تجھے کیا ہو گیا ہے کہ پھر رو رہے ہو کیا اللہ نے تجھے عذاب سے نجات کا وعدہ نہیں کیا تھا؟ عرض کیا۔ کیا تھا لیکن وہ پہلا گریہ اللہ کے خوف سے تھا اور یہ گریہ شکر و سرور ہے۔ نخزینہ

نیک قاضی کے فیصلے کی دلیل

کہتے ہیں بنی اسرائیل کے ایک شہر میں رشوت خور ظالم قاضی رہتے تھے اللہ نے ان کے امتحان کی خاطر ایک فرشتہ انسانی شکل میں بھیجا کہ اس کے ہمراہ ایک گائے تھی اللہ کی شان کہ ایک کاشتکار کا گھوڑی کا بچہ اس کے پیچھے چل پڑا اس کاشتکار نے آواز دی کہ اے شریف آدمی میری گھوڑی کا بچہ کہاں لئے جا رہے ہو اس انسانی شکل فرشتے نے جواب دیا بھائی جان یہ گھوڑی کا بچہ میری گائے نے جنا ہے یہ میرا اپنا مال ہے اس کی دلیل اور ثبوت یہ ہے کہ جہاں میری یہ گائے جاتی ہے یہ اس کے پیچھے جاتا ہے اور یہ اس کے ماں ہونے

کی دلیل ہے اور یہ حیوانات میں ایک طبعی رشتہ ہے کہ اولاد اپنی ماں کے پیچھے چلتی ہے اسے چھوڑتی نہیں ہے کاشتکار بیچارہ مجبور ہو گیا بعد بحث و مباحثہ کے نوبت اس شہر کے مشہور قاضی تک پہنچ گئی۔ فرشتے نے قاضی کو پہلے ہی مل لیا اور کچھ اشرفیاں رشوت دے دیں اور اپنی یہ دلیل بھی سنائی کہ یہ گھوڑی کا بچہ گائے کے پیچھے چلتا ہے اور میرے پاس گواہ بھی ہیں بہرکیف جب دونوں قاضی کے پاس پہنچے تو قاضی نے ان دلائل کی بنا پر فیصلہ فرشتے کے حق میں کر دیا بیچارہ کاشتکار حیران رہ گیا کہ یہ تو ظلم کی انتہا ہے چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی اس نے کہا میں اس فیصلے کو قبول نہیں کرتا۔ اب یہ دونوں ایک دوسرے قاضی کے پاس گئے وہاں بھی فرشتے نے قاضی کو رشوت دے کر اپنے ساتھ ملا لیا اور اسے اپنے دلائل سنائے قاضی نے کاشتکار کو کہا کہ کیا تو شرع کا تابع نہیں ہے اس کے پاس گواہ ہیں دلیل ہے حاکم شرع کا فیصلہ بھی ہے اس قاضی نے بھی پہلے قاضی کا فیصلہ بحال رکھا کاشتکار نے سوچا فیصلہ تو ہے غلط گھوڑی کا بچہ ہے میرا۔ داد و فریاد تو ہے ضروری۔ اس نے کہا مجھے یہ فیصلہ بھی منظور نہیں ہے۔ اب اس بیچارے کو کافر ملعون خبیث مرتد اور خدا جانے کیا کیا کہا گیا اب اسے کہا گیا تو کس قاضی کو قبول کرتا ہے وہاں ایک عالم گوشہ نشین اور گم نام کو تجویز کیا گیا فرشتے نے اسے قبول کر لیا فرشتے نے اُسے بھی رشوت پیش کی اور کہا کہ میرے پاس دو قاضیوں کا فیصلہ ہے گواہ ہیں اور دلیل ہے عالم نے فرمایا اشرفیوں کی ضرورت نہیں مدعی کو حاضر کرو اپنے مطلب کا اظہار کرے اشرفیاں کس لئے لائے ہو؟ عالم نے دونوں کی باتیں سُنیں حیران ہو گیا کہ اب کیا کرے اگر سابقہ فیصلے کے خلاف کیا تو شور برپا ہو جائے گا ایک تجویز سوچی اور کہا کہ مجھ میں فیصلے کی شرائط فی الحال موجود نہیں ہیں فرشتے نے کہا وہ کیسے؟ عالم نے فرمایا کہ میں حائض ہوں اور ماہواری کے ایام میں فیصلہ کرنا صحیح نہیں ہے فرشتے نے کہا کہ کیا مرد بھی حائض ہوتے ہیں عالم نے فرمایا ہاں جس شہر کی گائیں گھوڑی کے بچے جنتی ہیں وہاں کے مرد حائض ہو جاتے ہیں اب کاشتکار کی جان میں جان آئی اور کہا آپ واقعی پیغمبر کی مسند کے وارث ہیں اور فیصلے اسی طرح ہوا کرتے ہیں۔ عزوسیہ

طلحہ کی بیعت فالِ بد کیوں ثابت ہوئی

مسلمانوں میں سب سے پہلے طلحہ نے حضرت علیؑ کی بیعت کی باقی لوگوں نے بعد میں کی جب لوگ مسجد سے باہر آئے ایک بوڑھے انصاری نے اپنے دوست کو کہا کہ میرا گمان ہے کہ یہ خلافت حضرت

علیؓ پر برقرار نہ رہے گی اس نے کہا یہ کیسے معلوم ہوا اس نے کہا کہ جس شخص نے پہلے بیعت کی ہے وہ طلحہ ہے اور اس کا ہاتھ غزوۂ احد میں قطع ہو گیا تھا لہٰذا میرا خیال ہے کہ یہ بیعت اور خلافت ناقص رہے گی اور جیسا اس نے کہا تھا ایسا ہی ہوا کیونکہ ان کی خلافت کے چند روز بعد طلحہ و زبیر آپ سے ناراض ہو گئے کہ جو مال انہیں خلفاء ثلاثہ کے دور میں ملتا تھا آپ نے روک لیا ابن ابی الحدید فرماتے ہیں کہ یہ دونوں ایک رات حضرت علیؓ کے پاس حاضر ہوئے صرف یہ شکایت لے کر کہ آپ نے مثل خلفاء سابق ہم پر کیوں عنایت نہیں فرمائی اور آپ نے دوسروں سے زیادہ ہمیں حصہ کیوں نہیں دیا آپ نے چراغ گل کر دیا ان دونوں نے چراغ گل کرنے کی وجہ دریافت کی آپ نے فرمایا یہ چراغ مسلمانوں کے بیت المال سے ہے اور اس دفتر میں بیت المال کا حساب ہوتا ہے لہٰذا اسے مسلمانوں کے مصرف میں جلنا چاہیئے آپ لوگ میری ملاقات کے لئے آئے ہیں اب اسے روشن رکھنا مسلمانوں کے مال میں خیانت ہے لہٰذا اسے بجھانا پڑا یہ سمجھ گئے ان تلوں میں تیل نہیں ہے پشیمان ہو کر باہر نکلے عمرہ کا اذن لے کر مکہ میں آئے ام المومنین عائشہ کو خون کا بہانہ بنا کر تیار کیا اور بصرہ میں جنگ جمل میں مصروف ہوئے پھر جنگ صفین پھر نہروان۔ اور حضرت لحظہ بھر بھی آسودہ نہ ہوئے۔ خزینہ

امیر اسماعیل کا اپنا سر لٹکایا گیا

امیر اسماعیل حاکم بغداد نے ایک عمارت بنوائی ایک شہتیر کا سرا باہر رہ گیا لوگوں نے اسے قطع کرنا چاہا امیر نے منع کیا اور کہا اسے رہنے دیا جائے شاید یہاں کسی کا سر لٹکانا پڑے اتفاق ملاحظہ ہو کہ تھوڑے دنوں کے بعد خود اسی کا سر اس چوب کے ساتھ لٹکایا گیا اسی مقام پر کسی شاعر نے کہا ہے۔ شعر

بسا فالی کہ از بازیچہ برخاست چو اختر میگذشت آں فال بد راست

قرآن سے فال درست ثابت ہوئی ولید بن یزید بن عبدالملک

روایت میں ہے اور بہت مشہور واقعہ ہے کہ ولید بن یزید بن عبدالملک نے قرآن سے فال لی۔ خاب کل جبار عنید۔ ہر ظالم سرکش ناکام ہے آیت نکلی اس نے فال بد سمجھ کر قرآن پر تیر بارانی کی اس نے قرآن کو جو خطاب کیا مشہور ہے تھوڑی سی مدت گذری کہ اسی شنیع عمل کے مکافات میں قتل ہو گیا اور اس کے سر کو محل کے دروازے پر لٹکایا گیا، یعنی یہ فال صحیح ثابت ہوئی۔ خزینہ

جعفر برمکی کی موت اور محل اور فال

حیاۃ الحیوان میں ہے جب جعفر بن یحییٰ برمکی ہارون رشید کا وزیر مقرر ہوا تو اس نے بڑی کوشش اور خرچ کے ساتھ عالی شان محل تعمیر کرایا نجومیوں کو کہا کہ اس قصر میں داخلے کی نیک ساعت تلاش کریں پس انہوں نے ایک نیک رات کی ساعت مقرر کی جب یہ گھر سے نکل کر اس محل کی طرف آرہا تھا کہ ناگاہ اس کے کان میں اس شعر کی آواز پڑی۔ تدبر بالنجوم ولست تدری۔ ورب النجم یفعل ما یشاء۔ یعنی تو نجوم کی تدبیر کے ساتھ ستاروں کے خالق کی تقدیر کو کیسے روک سکتا ہے یہ محال ہے جعفر نے اسے فال بد خیال کیا اور اسے یہ شعر دوبارہ پڑھنے کی فرمائش کی اس نے پڑھا پھر پوچھا کہ تو نے اس شعر سے کیا ارادہ کیا ہے ؟ اس
اس نے کہا میں نے کسی چیز کا ارادہ نہیں کیا ہے بلکہ بے خود یہ شعر زبان پر جاری ہو گیا ہے پس جعفر نے اسے ایک دینار دلوایا اور پھر قصر میں وارد ہوا پھر تھوڑی مدت بعد ہارون رشید نے اسے قتل کرا دیا۔ خزینہ

خواجہ حافظ شیرازی کا جنازہ اور فال

بیان کرتے ہیں حافظ شیرازی تمام زندگی رند مشرب یعنی شراب خوار رہے لہذا مشائخ وقت نے نماز جنازہ پڑھنے سے انکار کر دیا آخر فیصلہ یہ ہوا کہ ان کے اشعار جو کاغذوں پر بکھرے پڑے تھے انہیں جمع کر کے ایک برتن میں ڈالا جائے اور کوئی معصوم بچہ اس سے ایک باہر نکالے اس کے مضمون پر عمل کیا جائیگا جب یہ عمل کیا گیا تو جو کاغذ اس بچے نے اس برتن سے نکالا اس پر یہ بیت مرقوم تھا۔
قدم دریغ مدار از جنازۂ حافظ ۔ اگرچہ غرق گناہ ہست میرود بہ بہشت ۔ پس لوگوں نے ان پر نماز جنازہ پڑھ کر دفن کیا۔ مولف فرماتے ہیں کہ یہ شیعہ اعتقاد رکھتے تھے۔ ان کی توحید کی معرفت، عدل، نبوت، امامت وقیامت درست تھی۔ شیعہ اگرچہ بہت گنہگار ہو اسے گناہوں سے صاف کرنے کے لئے جہنم میں ڈالیں گے کہ گناہوں کی میل صاف ہو جائے وہاں کچھ وقت توقف کرنے کے بعد بالآخر اسے جنت میں وارد کیا جائیگا چونکہ وہ صحیح الاعتقاد ہے۔
(خزینۃ الجواہر)

کے لئے ذریعۂ راحت ہے۔

مختار کی رہائی. معقل غلام یزید وکثیر معلم کا کارنامہ

ابی مخنف اور الحاج ملا اسماعیل سبزواری کا بیان ہے کہ یزید کا ایک غلام تھا معقل نامی۔ بہت عقلمند۔ جمال۔ کمال اور پسندیدہ خصائل میں بے نظیر تھا اور آل محمدؐ کا محب تھا۔ سید الشہداء کی شہادت کے بعد سے آخر عمر تک سیاہ لباس میں ملبوس رہتا تھا اور یزید کو بھی اس کے عقیدے کا علم تھا لیکن اللہ نے اس کی محبت اس حرمزادے کے دل میں اس طرح ڈالی ہوئی تھی کہ اسے کچھ نہیں کہتا تھا اور جب مختار کی آزادی اور خلاصی کے لئے عبداللہ بن عمر نے اپنی زوجہ جو مختار کی ہمشیرہ تھی کے مجبور کرنے پر یزید کو سفارشی رقعہ لکھا کثیر معلم اس رقعہ کو لے کر شام پہنچا۔ شام میں ایک مسجد کے قریب ٹھہرا اور ہر روز نماز جماعت کے بعد کہتا تھا کہ اللہ اُسے بخشتا ہے جو کسی حاجتمند کے لئے فاتحہ پڑھے گا ایک روز امام مسجد نے اسے طلب کیا اور پوچھا تمہاری کیا حاجت ہے۔ میرا گمان ہے کہ تو عراقی ہے اور حضرت علیؑ کے شیعوں سے ہے اس نے کہا ہوں تو عراقی لیکن شیعہ نہیں ہوں امام مسجد نے کہا میں شیعہ ہوں اور پھر دشمنان اہل بیت اور معاویہ و یزید پر نفرین کی اس وقت کثیر مطمئن ہو گیا اور اپنا عقیدہ ظاہر کیا اور کہا فاتحہ اس لئے ہے کہ میں یزید تک یہ رقعہ نہیں پہنچا سکتا۔ اس کے خادموں۔ حاجبوں۔ دربانوں کی کثرت کی وجہ سے۔ امام مسجد نے کہا آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یزید کا ایک غلام ہے جس کا نام معقل ہے ہمہ صفت موصوف ہے یہ بظاہر یزید کا خدمت گذار ہے لیکن باطناً پورا حسینی ہے یزید کو اس کے ساتھ بہت محبت ہے وہ تمہاری حاجت برلائے گا کل عمدہ لباس پہن لو اور یزید کے محل کے پاس چلے جاؤ وہاں بے شمار چوبدار کھڑے ہوں گے ان کی طرف ملتفت نہ ہونا اور تیزی سے آگے گذر جانا کہ وہ یہ گمان کریں کہ تو بھی ملازمین میں سے ایک ہے۔ جب تو دوسری دہلیز پر پہنچے گا غلاموں کی دو صفیں دیکھے گا کہ وہ زریں کمر بند باندھے ہوئے ریشمی فرشوں پر بیٹھے ہوں گے اور انہیں طشتیہ کہتے ہیں کیونکہ ان لوگوں نے امام حسینؑ کا سر مبارک طلائی طشت میں رکھ کر یزید کو پیش کیا تھا تو وہاں سے بھی گذر جانا اور وہاں پہنچ جانا کہ باریک ریشمی رومی پردہ لٹکا ہوگا اور زمین پر حمام تک طلائی طشت لٹکا ہوا ہوگا۔ بس اس سے آگے نہ جانا ورنہ قتل کر دیا جائے گا وہاں تم دو غلام ہیرے جواہرات کے لباس میں ملبوس دیکھو گے ان کے ہاتھوں میں سونے چاندی کی انگیٹھیاں ہوں گی اور وہ مشک۔ عود اور عنبر سلگا رہے ہوں گے اس وقت اس خواجہ سیاہ پوش کو دیکھے گا وہ

کھڑا ہوگا اپنا رقعہ اس کے سپرد کردینا کہ وہ یزید تک پہنچائے وہ تمہاری حاجت پوری کرا دے گا کثیر بیان کرتا ہے کہ میں نے اسی ہدایت پر عمل کرکے وہ رقعہ اس غلام تک پہنچایا اور مختار کا حال بیان کیا ناگاہ یزید حمام سے اس حالت میں کہ کتان کے نرم کپڑے کا پیراہن اور اسی کپڑے کی دستار سر پہ پہنے ہوئے برآمد ہوا اس ملعون کا چہرہ سیاہ اور بلند تھا اور چہرے پر چیچک کے داغ تھے اور اس کی ناک پر ایک زخم کا نشان تھا ملازمین اس کے اردگرد تھے معقل آگے بڑھا اور کہا کہ آپ نے وعدہ کیا ہوا ہے کہ روزانہ تمہاری ایک حاجت پوری کیا کروں گا آج میری حاجت یہ ہے کہ اس عرضی کا جواب لکھ دیں اور پھر یہ عرضی یزید کو پیش کی جب یزید اس کے مضمون سے آگاہ ہوا تبسم کیا اور سوال کیا کہ یہ لانے والا کون ہے؟ پس معقل نے میرا ہاتھ پکڑا اور آگے کیا کثیر بیان کرتا ہے میں نے زبان پر شہادتین جاری کی اس نے سوال کیا کہ مدینہ کے لوگ قتل حسینؑ کے بارے میں کیا کہتے ہیں میں نے کہا میں ایک بدو عرب ہوں شہر کے لوگوں کے حالات سے واقف نہیں بس عبداللہ بن عمر نے مجھے مزدوری پہ حاصل کیا اور آپ کے پاس بھیجا ہے معقل غلام نے میری بات بہت پسند کی اور یزید کو کہا کہ آپ اس رقعہ کا جواب لکھ دیں کہ عبداللہ بن عمر اور میری حاجت پوری ہو جائے گی یزید نے ابن زیاد کو لکھ دیا کہ عبداللہ بن عمر کی خاطر مختار کو رہا کردو کہ لوگ یہ سمجھیں کہ ہمارے نزدیک عبداللہ کی بہت قدر ہے۔
پس معقل نے نامہ کا جواب لیا اور کثیر کے سپرد کیا اسے خلعت اور خرچ ادا کیا اور کوفہ کو روانہ کیا۔ اسے کہا کثیر اسلام مختار کو پیش کرنا اسے کہنا کہ نجوں نے خبر دی ہے کہ تو خروج کرے گا اور اپنے غلبے کے بعد بنی امیہ سے انتقام لے گا جب کثیر یہ نامہ لے کر ابن زیاد ملعون کے پاس پہنچا وہ غضبناک ہوا اور کہا مختار کو حاضر کرو جب حاضر ہوا تو اسے کہا کہ اگر یزید نے تمہاری سفارش نہ کی ہوتی تو میں تجھے قتل کر دیتا پس مختار پر ایک نگہبان مقرر کرکے کہا کہ اسے بہت جلدی کوفہ سے باہر لے جاؤ مختار جا رہا تھا اور یہ کہتا جا رہا تھا کہ عنقریب میں واپس آؤں گا اور ان نابکاروں کو غارت کروں گا پس مدینہ میں وارد ہوا اور عبداللہ بن عمر کے گھر اپنی ہمشیرہ کو ملنے کے لئے دروازہ کھٹکھٹایا جب مختار کی بہن نے بھائی کو دیکھا تو زیادتی شوق اور محبت کی وجہ سے اس کی روح پرواز کر گئی [illegible]

آخرت سنوارنے کی بہت عمدہ صحیح مثال

آدمی کی مثل اس شخص کی مانند ہے کہ جو نیند میں تھا اس کے پیٹ میں کسی طرح سانپ چلا گیا

اسے احساس نہیں ہوا لیکن ایک شخص دیکھ رہا تھا اُسے بیدار کیا اور چھڑی کی ضربوں سے دوڑانا شروع کیا اسں دوڑ میں سانپ اس کے شکم میں ٹکڑے ہوگیا یا باہر نکل آیا اسے بتایا نہیں کہ میں تمہیں کیوں بھگا اور دوڑا رہا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو وہ اس خوف اور ترسں سے مرجائے انبیاء علیہم السلام جو درحقیقت انسان کا علاج ہے وہ کہتے ہیں لیکن جو انسان کے اعمال کا نتیجہ ہے اس کے دیکھنے کی اللہ کی طرف سے اجازت نہیں ہے ورنہ وہ اس کے خوف سے مرجاتے لیکن عالم اسں کے حال پر روتا ہے کہ وہ دیکھ رہا ہے کہ وہ کس گڑھے اور ہلاکت میں مبتلا ہے اور اپنے کس فعل کی وجہ سے؟ تحفہ بینہ

ضحاک ملعون کی مختصر داستان

ضحاک ملعون جمشید کا بھانجا تھا بہت سفاک اور ظالم تھا اس میں ہر وہ عیب موجود تھا جو ایک انسان میں ہوسکتا ہے بیان کرتے ہیں کہ اسں خبیث کے ساتھ ایک جن کی دوستی تھی اور اس جن نے اسے ایک سنہری کھوکھلا قلم دیا ہوا تھا اور اسے کہا تھا کہ جب تمہیں کسی عورت یا لڑکے کی رغبت ہو اس قلم کو اپنے منہ میں لو اور اس کی طرف پھونکو فی الفور تمہارا مطیع ہو جائے گا اور گردیدہ بھی منجملہ ایک بات اس کی یہ تھی کہ اسں کی بادشاہی کے ایام میں دو گوشت کے لوتھڑے مثل سانپ کے اس کے شانوں پر اُبھرے ہوئے تھے اس کی وجہ سے اسے بہت تکلیف اور درد ہوتا تھا طبیب اس کے علاج سے عاجز آگئے تھے وہ جن جو اسں کا دوست تھا اسے کہا کہ اسں مرض کا علاج یہ ہے جو انسان کے سر کے دماغ سے تیار ہوتا ہے بنا بریں وہ ملعون ہر روز اپنی رعیت کے دو آدمی قتل کراتا تھا اور ان کے سروں کے مغز سے مرہم تیار کراتا تھا اور اس سے اسے اپنے درد کی تسکین ہوتی تھی کچھ مدت بعد ایک شور و غل بپا ہوگیا اصفہان کا رہنے والا ایک لوہار جس کا نام کاوہ تھا کہ اس کے دو بیٹے اسی وجہ سے ہلاک کئے گئے تھے نے خروج کیا اور چمڑے کا وہ کمربند جو لوہار کام کرتے وقت کمر پر باندھتے ہیں اسے ایک لکڑی پر بلند کیا اور فریاد کرنے لگا کہ جو بھی شاہ افریدوں کا طالب ہے میری موافقت کرے پس لوگوں نے اس کے ساتھ موافقت کی اور ابرز کے پہاڑ پر گئے۔ اور فریدوں کو تخت شاہی پر بٹھایا اور ضحاک کے قتل کے درپے ہوگئے پھر انہوں نے اس ملعون کو گرفتار کیا اور شدید ترین اذیتوں کے ساتھ قتل کیا۔ تحفہ بینہ

چنگیز خان کے مظالم کی داستان

لکھتے ہیں چنگیز خان کی ولادت کے وقت اس کے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں منجمد خون سے بھری ہوئی تھیں یہ اس کے بعد میں خونخوار ہونے کی دلیل تھی لہذا اس کے دور میں اتنا کشت و خون ہوا کہ اتنا بخت نصر۔ ابو قتیبہ اور ابو مسلم کے دور میں بھی نہیں ہوا تھا یہ جس ولایت شہر اور قریہ میں گیا اس قدر قتل عام کیا کہ وہاں کے کتے، بلیاں اور مرغ وغیرہ بھی نہ چھوڑے اور جس طائفہ نے اس کے ساتھ جنگ کی حکم دیا کہ وہ قیدی جو لشکر میں تھے انہیں اپنے لشکر کی ڈھال بنایا جائے اور جب فتح حاصل کرتا انہیں قتل کرا دیتا ان کے سروں کو بوریوں میں ڈلوا لیتا اور لشکر کے ہمراہ لے جاتا انہیں رات کے وقت نیزوں پر بلند کرا کے لشکر میں نصب کیا جاتا اور دن کے وقت پتھر کے طور پر منجنیق میں ڈال کر قلعے کی طرف پھینکا جاتا۔ ہرات میں اتنے لوگ قتل کئے گئے کہ مقتولین کے ریشمی ازار بندوں سے دو خروار (۲۰ من) ریشم حاصل ہوا کسی بزرگ نے کہا تھا کہ ہزار سال کی عدالت۔ امن اور خوشی بھی ان مغلوں کے قتل عام کی تلافی اور تدارک نہیں کر سکتی۔

نیشاپور میں بارہ دنوں میں جو اس نے سوائے عورتوں اور بچوں کے قتل کئے ان کی تعداد ۱۷ لاکھ ۴۷ ہزار تھی۔ عین ممکن ہے کہ لوگ اس کثرت تعداد سے تعجب کریں لیکن اس کثرت کی مؤید اس زمانے کی حدیث سلسلۃ الذھب ہے کہ جس کے لکھنے کے لئے جو ۲۴ ہزار مرصع قلمدان سوائے عام دواتوں کے باہر آئے تھے خوارزم میں ہے کہ ایک قاتل نے چوبیس ہزار سر پیش کئے تھے اور قاتلوں کی تعداد دس لاکھ سے زیادہ تھی اسی سے اندازہ اور قیاس کر لیں۔ سید بہاؤالدین رازی فرماتے ہیں کہ ایک سال جو میں خطا کی ولایت میں گیا وہاں جب میں التان کے شہر میں پہنچا تو دور سے ایک سفید ٹیلا نظر آیا گمان ہوا کہ یہ برف کا پہاڑ ہے جب تین منزلیں طے کر کے وہاں پہنچے وہاں کے لوگوں سے اس کی وضاحت معلوم ہوئی کہ یہ تو انسانوں کی ہڈیاں ہیں جنہیں چنگیز خان نے قتل کیا تھا اور دوسری منزل پر انسانی چربی سے زمین چکنی اور سیاہ ہو چکی تھی اور تین منزلوں تک یہی کیفیت تھی اور اکثر ہمراہی اس عفونت سے تلف ہو گئے تھے ہلاکو خان جو چنگیز خان کا پوتا تھا نے ملاحدۂ اسماعیلیہ کو نیست و نابود کیا اس نے کردستان میں قتل عام کا حکم دیا بغداد پر قبضہ کیا اور یہاں ۱۳ لاکھ انسان قتل کئے معتصم خلیفہ عباسی کے لئے حکم دیا کہ اسے بوری میں لپیٹیں اسی میں اس کو رگڑ کر ہلاک کر دیں

یہاں سے بنی عباس کا اختتام ہو گیا۔ چنگیز خان اور اس کی اولاد کی سلطنت ۱۴۰ سال رہی۔ خزینہ

ایک خدا رسیدہ درویش کی دلچسپ داستان

قبیلہ بنی سعد کے عمر نامی جن کی کنیت ابو حفص تھی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے دنیا کے عجائبات دیکھنے کے لئے سیاحت شروع کی لیکن کوئی خاص چیز ظاہر نہ ہوئی حتیٰ کہ میں مصر کے ایک مدرسہ میں داخل ہوا میں نے دیکھا کہ مدرسہ کے دروازے پر ایک بوڑھا درویش وضو کر رہا ہے لیکن اس کا وضو شرعی ترتیب کے مطابق نہ تھا پہلے اس نے اپنے ہاتھ دھوئے پھر پاؤں پھر سر کا مسح پھر اپنا منہ دھویا میں نے دل میں کہا کہ تعجب ہے اس بوڑھے پر کہ اس عمر میں اور دیار اسلام میں اور مدرسہ کے دروازے پر مسلمان فقہا کے درمیان بے ڈھنگا وضو کر رہا ہے کہ اس بوڑھے نے مجھے دیکھا اور کہا اے عمر مصر میں آپ پر کوئی عجیب چیز ظاہر نہ ہوگی آپ کے لئے انوکھی چیزیں حجاز میں اور مکہ میں ظاہر ہونگی وہاں کا قصد کرو کہ آپ پر ان عجائبات کے ظاہر ہونے کا وقت قریب ہے جن کے لئے آپ کو مدت سے آرزو ہے اب میں نے جان لیا کہ یہ اولیاء اللہ سے ہے کہ میرا نام اور میری آرزو سے واقف ہے اور غیر مرتب وضو سے اپنی اصلی حالت کو چھپانا چاہتا ہے میں اس کے سامنے مودب ہو کر بیٹھ گیا اور کہا اے سردار میں کہاں اور مکہ کہاں ؟ حج کا موسم ہے اور میرا کوئی ہمسفر اور رفیق بھی نہیں ہے پس اس نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور کہا یہ ہے مکہ آپ کے سامنے۔ میں نے جو دیکھا تو واقعی مکہ میرے پیش رو تھا پس وہ بزرگ تو رہے وہیں میں مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ مکہ میری نظروں سے غائب نہ ہوا اور میں پہنچ گیا اور مجھ پر عجائبات کے دروازے کھل گئے میں نے مکہ کے پہاڑوں اور وادیوں میں سیاحت شروع کر دی اور میں ایک ایسی وادی میں مقیم رہا کہ وہاں سے مکہ دس دنوں کی مسافت تھی پھر میں نے حرم شریف میں جماعت کے ساتھ پانچ نمازیں پڑھیں اور میرے پاس ایک بہت بڑا اونٹ سواری کے لئے تھا وہ بیٹھا تو آواز دیتا یا سیدی ارکب یعنی اے میرے آقا مجھ پر سوار ہو جاؤ لیکن میں اس پر سوار نہیں ہوا۔ اسی طرح پندرہ سال گذر گئے کہ ناگاہ میں نے اسی بوڑھے درویش کی آواز سنی۔ یا عمر تعالی الی القاهره احضرد ناتی۔ یعنی اے عمر مصر میں آ میں قریب المرگ ہوں پس قدرت نے مجھے فوراً اس کے پاس پہنچا دیا میں نے دیکھا کہ وہ محتضر ہے میں نے سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا چند دینار مجھے دیئے کہ ان کے

ساتھ میری تجہیز و تکفین کرنا اور میرا تابوت اٹھانے والوں کو بھی دینار پیش کرنا اور مجھے فلاں مقام پر پہنچا دینا اور بیان کرتے ہیں کہ یہ وہی مقام ہے کہ جہاں اس بیان کنندہ عمر کی قبر موجود ہے۔ یہ موضع قرافہ میں ہے پس میرا تابوت اس موضع میں رکھنا اور پھر اللہ کی قدرت کا منتظر رہنا جب یہ بزرگ وفات پا گئے میں نے ان کی وصیت پر عمل کیا اور تابوت کو اسی مقام پر رکھا میں نے دیکھا کہ ایک شخص تیز پرندے کی طرح پہاڑ سے نیچے آیا اور میں نے اس کے پاؤں زمین پر لگتے نہیں دیکھے میں نے اُسے پہچان لیا یہ وہ شخص تھا جو بازار میں پیادہ پھرتا تھا لوگ اس کے ساتھ تمسخر کرتے۔ اور اس کی پشت پر ٹھکے مارتے تھے اس نے مجھے کہا اے عمر آگے بڑھو کہ اس پر نماز پڑھیں۔ پس میں آگے ہوا میں نے دیکھا کہ زمین و آسمان کے درمیان سبز اور سفید پرندے ہمارے ساتھ نماز ادا کر رہے ہیں جب ہم نماز سے فارغ ہوئے ان پرندوں سے ایک بڑا جسیم آگے ہوا اور اس تابوت کے نیچے بیٹھ گیا پھر یہ تمام پرندے تسبیح کرتے ہوئے اڑ گئے اور نظروں سے غائب ہو گئے الخ خزینہ

متقین کا انجام نیک ہے حکایت

مجلسیؒ بحار جلد پنجم میں امام جعفر صادقؑ سے روایت فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد تھا جو ہر وقت کہتا تھا الحمد للہ رب العلمین و العاقبۃ للمتقین۔ ابلیس اس کے اس ورد سے بہت تنگ ہوتا تھا اور اپنے ایک شیطان چیلے کو اس کے پاس بھیجا کہ اسے کہے کہ یوں کہو والعاقبۃ للاغنیاء۔ یعنی نیک انجام مالداروں کے لئے ہے اس نے عابد کے پاس آ کر ایسا ہی کیا تو اس عابد مومن اور خبیث شیطان کے درمیان نزاع ہو گئی آخر فیصلہ اس بات پر ہوا کہ جو آدمی سب سے پہلے ملے گا اسی کو حکم مانتے ہیں لیکن شرط یہ ہو گی جس کی بات تصدیق کرے گا وہ شخص دوسرے کا ہاتھ قطع کر دے گا پس ایک شخص ملا اس سے پوچھا کہ العاقبۃ للمتقین یا لا اغنیاء۔ اس شخص نے کہا کہ نیک اعمال اغنیاء کے لئے ہیں کیونکہ وہ شخص بھی ایک شیطان تھا اور تھا انسانی شکل میں جونہی یہ سُنا اس شیطان نے اس عابد کا ایک ہاتھ بدن سے قطع کر لیا عابد نے پھر یہی کہا الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین۔ شیطان نے کہا کہ ہاتھ کٹوا دینے کے بعد پھر یہی کہتا ہے اب پھر اس بات پر راضی ہو گئے کہ جو شخص پہلے ملے گا فیصلہ اسی کے سپرد ہو گا اب دوسری دفعہ بھی ایک شیطان ظاہر ہوا اور جب کیفیت اس سے پوچھی گئی تو اس نے اپنے ہمجلس شیطان کی تصدیق کی۔

والعاقبة للاتقیاء ۔ اس شیطان نے عابد کا دوسرا ہاتھ پکڑ کر قطع کر لیا پھر بھی اس عابد نے اپنے اُس ورد کی تلاوت شروع کر دی شیطان نے کہا پھر وہی ورد کہتا ہے اچھا اب یوں فیصلہ کرتے ہیں کہ اب جو شخص پہلے ملے گا فیصلہ کرے لیکن شرط یہ ہوئی کہ اگر کہے حق میرے ساتھ ہے تو میں تمہارا سر قلم کر دوں گا اور اگر یہ کہے کہ حق تمہارے ساتھ ہے تو تم میرا سر قلم کر دینا پس اب حق تعالیٰ نے ایک فرشتے کو انسانی شکل میں بھیجا اور جب انہوں نے اپنا قصہ پیش کیا اس شخص نے عابد کے ہاتھ اپنے مقام پر رکھے اور اپنا ہاتھ اس پر ملا وہ ٹھیک ہو گئے پھر شیطان کا سر قلم کر دیا اور کہا کہ نیک عاقبت پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ مخزینہ

منصور دوانقی کی فراست اور سائل کی آواز

بیان کرتے ہیں منصور دوانقی جو بہت دانا تھا شکار کے لئے روانہ ہوا راستے کے پاس ایک گداگر دیکھا جو رو رہا تھا اور بلند آواز کے ساتھ لوگوں سے سوال کر رہا تھا منصور نے اپنے خاص آدمی مسیب سبحان کو کہا کہ اسے گرفتار کر کے قید کر دیا جائے اور پھر شکنجہ دیا جائے اور مار کر مجبور کر کے پوچھا جائے کہ اس کے پاس کتنی رقم ہے مسیب نے مطابق فرمان عمل کیا اس نے اقرار کیا کہ دس ہزار درہم ہیں منصور نے کہا جھوٹ بکتا ہے تیری آواز اس سے بلند ہے اسے پھر شکنجہ دیا گیا پھر کہا کہ بیس ہزار ہیں آخر اس نے مار کے نتیجے میں تیس ہزار کا اقرار کیا منصور نے کہا بدبخت تیرے پاس تیس ہزار درہم ہیں اور پھر بھی گدائی کرتا ہے پھر اس نے حکم دیا کہ اس خبیث سے ساری رقم لے لی جائے۔ پھر اس کی ملل، روٹی اور لباس کی ضرورت کے مطابق تنخواہ مقرر کر دی اور حکم دے دیا کہ یہ آئندہ گدائی نہ کرے پھر پوچھا گیا کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ صاحب مال ہے فرمایا کہ اس کی آواز سے، کہ وہ بہت قوی تھا اور قوی تھہ دل سے میں نے معلوم کر لیا کہ اس کا دل محکم ہے۔ مخزینہ

سہل کی خساست کی انتہاء

یہ سہل، فضل اور حسن کا باپ تھا اور مامون کے زمانے میں دولت مامونیہ کا وزیر تھا اور پھر وزارت وراثتاً اس کے بیٹے فضل ذوالریاستین کی طرف منتقل ہوئی اس کی کنجوسی مافوق تصور تھی چنانچہ دعبل خزاعی بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک روز اس کے گھر اس کے پاس بیٹھا تھا ہماری بحث شروع ہو گئی اور گفتگو نے طول پکڑا سہل بھوک کی وجہ سے بے طاقت ہو گیا اور ہم بھی نہیں اٹھ رہے تھے پس

اس نے غلام کو کہا اگر کھانا ہے تو پیش کرو غلام نے شوربے کا کاسہ پیش کیا کہ اس میں ایک [illegible] سالم مرغ پکا ہوا تھا جب کاسہ اس کے قریب رکھا اس نے روٹی کا ایک ٹکڑا اٹھایا اور اس مرغ کو ہلایا اور خوب غور کے ساتھ دیکھا پھر غلام کو کہا کہ اس مرغ کا سر کہاں ہے غلام نے جواب دیا کہ میں نے اسے پھینک دیا ہے اس نے کہا اسے کیوں پھینکا ہے اور ضائع کیا ہے غلام نے جواب دیا میرا گمان تھا کہ آپ کو اس کے کھانے میں رغبت نہ ہوگی سہل نے کہا یہ باطل گمان تمہیں کیوں ہوا پھر اس مرغ کی ٹانگوں کے بارے بات چل نکلی کہ تم نے ان کو پھینک کر کیوں ضائع کر دیا اور میں ان کو کیوں نہ کھاؤں کہ یہ رئیس اعضاء ہے اسی میں حواس جمع ہوتے ہیں اور یہی تو اس کی بنیاد کا محل ہے اور تمام رات دن کا شور اسی سر کے وسیلہ سے ہوتا ہے اور اس کی دو آنکھیں جو اس کے سر میں ہیں اسے شراب صافی سے تشبیہ دی جاتی ہے اور اس کے علاوہ اس کے سر کا مغز درد کمر اور گردہ کے لئے مفید اور نفع بخش ہے اگر تو ان چیزوں کو اپنی حماقت کی وجہ سے نہیں کھاتا تو میں تو ان چیزوں کو ترک نہیں کر سکتا جاؤ اور تلاش کرو کہ کہاں ان کو پھینکا ہے۔ اور اٹھا کر لے آؤ غلام نے کہا قسم بخدا میں نہیں جانتا کہ میں نے انہیں کہاں گرایا ہے؟ اگر علم ہوتا تو میں اٹھا کر حضور کے پیش کر دیتا سہل نے کہا میں جانتا ہوں تو نے کہاں پھینکا ہے تو نے انہیں اپنے پیٹ میں پھینک دیا ہے دعبل فرماتے ہیں میں نے دل میں کہا کہ زمانہ میں کسی ماں نے ایسا خسیس اور لئیم نہیں پیدا کیا ہے۔ مخزینہ

شہداء تبوک کا ایک دوسرے پر پانی کا ایثار

روضۃ الانوار میں ہے حذیفہ بن عدی نقل فرماتے ہیں کہ جنگ تبوک میں بہت اشخاص شدت پیاس کی وجہ سے شہید ہو گئے میں نے پانی لیا اور اپنے زخمی چچازاد کے پاس گیا وہ پیاس کی وجہ سے جان بلب تھا اس نے مجھے کہا یہ پانی ہشام کے پاس لے جائیں میں جب اس کے پاس لے گیا تو اس نے دوسرے کے حوالے کرنے کی التماس کی جب اس کے پاس گیا تو اس کی روح پرواز کر چکی تھی پھر ہشام کے پاس آیا وہ بھی فوت ہو چکا تھا ابن عم کے پاس آیا کہ جس کے پاس پہلے پانی لے گیا تھا وہ بھی فوت ہو چکا تھا۔ یہ تینوں اس دنیا سے پیاسے رخصت ہوئے اور پانی کا ایک دوسرے پر ایثار کرتے رہے۔

(مخزینہ)

زلیخا اور مجنوں کی حالت

مشہور ہے کہ مجنوں سے سوال کیا گیا کہ حق حسن بن علی علیہما السلام کے ساتھ ہے یا معاویہ کے ساتھ۔ کہا میری محبوبہ لیلیٰ کے ساتھ ہے اور اسی طرح زلیخا اور مجنوں کی رگ کاٹنے کا واقعہ مشہور ہے۔ جب ان دونوں کا خون زمین پر گرا تو پہلے کے خون نے یوسف اور دوسرے کے خون نے لیلیٰ تحریر کرنا شروع کر دیا۔ مخزینہ

۲۔ یہاں سرسید احمد خان کی بات یاد آگئی ہے جب ان سے پوچھا گیا کہ اگر آپ ابتدائی دور میں موجود ہوتے تو آپ اپنی رائے یا ووٹ حضرت ابوبکر کے حق میں دیتے یا حضرت علیؑ کے حق میں۔ کیونکہ اختلاف اور مقابلہ تو ان دو کے مابین ہی تھا فرمایا میں کسی کو ووٹ نہ دیتا بلکہ خود اپنے لئے ووٹ طلب کرتا کہ خلافت کا حقدار میں ہوں مجھے ووٹ دیئے جائیں۔

حقیقت ہارون کا خواب تھا دشمن علیؑ کتا۔

ایک دفعہ ہارون رشید اپنے دربار میں علماء سے حضرت علیؑ کے فضائل کی حدیثیں سن رہا تھا آخر میں ہارون نے بیان کیا کہ یہ تمام روایات ہیں اور میں درایت پیش کرتا ہوں اور یہی واقعہ میری توبہ کا سبب بنا ہے جملہ حاضرین متوجہ ہو گئے ہارون نے بیان کیا کہ یوسف بن حجاج جو دمشق میں میرا نائب مقرر کیا ہوا تھا نے مجھے لکھا کہ یہاں دمشق میں ایک خطیب ہے جو حضرت علیؑ کو سب کرتا ہے۔ اور میرے منع کرنے پر بھی باز نہیں آتا ہے آپ اس کے بارے میں کیا حکم صادر فرماتے ہیں میں نے اسے لکھا کہ اسے قید کر کے میرے پاس بھیج دو۔ جب وہ میرے سامنے پیش کیا گیا میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تو علیؑ کو سب کرتا ہے کہنے لگا ہاں اس نے میرے آباؤ اجداد کو قتل کیا تھا میں نے کہا کیا تو نہیں جانتا کہ حضرت علیؑ نے جسے قتل کیا ہے بامر خدا و رسول کیا ہے تو ترک سب کر ورنہ میں تجھے سخت سزا دوں گا اس نے کہا جو آپ کی مرضی ہو کر گزریں۔ پس میں نے حکم دیا کہ اسے میرے سامنے ستر تازیانے مارے جائیں اور پھر ایک حجرے میں بند کر دیا جائے اور پھر کل میں اسے مناسب سزا دوں گا میں اب اسی سوچ میں تھا کہ اب اسے کون سی سزا دوں کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور رسولؐ خدا۔ حضرت علیؑ اور جبرئیل نازل ہو گئے ہیں۔ اور جبرئیل کے ہاتھ میں پانی کا جام تھا رسولؐ خدا نے جبرئیل کو فرمایا کہ یہ جام حضرت علیؑ کو دے دو

اور ان کے محبوں کو آواز دو جبریل نے ایسا ہی کیا اور حضرت علیؑ کے محبوں کو باآواز بلند کہا کہ اے علیؑ کے حبدارو آجاؤ بہت مخلوق اکٹھی ہوگئی اور میرے غلاموں و مقربین سے بھی چالیس آدمی حاضر ہو گئے اور میں انہیں اچھی طرح پہچانتا ہوں حضرت علیؑ نے تمام کو اس جام سے پلایا پھر ایک خادم کو حکم دیا کہ اس دمشقی کو حاضر کیا جائے جب وہ لایا گیا تو حضرت علیؑ نے فرمایا یا رسول اللہ آپ اس شخص سے نہیں پوچھتے کہ یہ مجھے کیوں سب کرتا ہے رسولِ خداؐ نے فرمایا علیؑ سچ فرماتے ہیں تو انہیں سب بکتا ہے اس دمشقی نے عرض کی جی ہاں! رسولِ خداؐ نے فرمایا بارِ الٰہا اسے مسخ فرما اور حضرت علیؑ کا ان سے انتقام لے اور اسے سخت عذاب میں مبتلا فرما پھر تمام آسمان کی طرف روانہ ہوگئے۔ میں ڈر کر خواب سے بیدار ہوا اور اپنے غلام کو کہا کہ اس دمشقی ملعون کو حاضر کیا جائے جب یہ گیا تو یہ خبر لایا کہ اس حجرہ میں سوائے کتے کے اور کوئی چیز نہیں ہے میں نے کہا جا اور اس کتے کو لے آ۔ جب وہ لایا گیا تو وہ ایک کتا تھا اس کے کان مثل آدمی کے کان کے اور آنکھوں سے پانی بہہ رہا تھا اور اپنے سر کے ساتھ اشارہ کر رہا تھا گویا کہ عذر خواہی کر رہا ہے میں نے پھر حکم دیا کہ اسے پھر اسی جگہ لے جایا جائے اور ابھی اسی جگہ ہے پھر ہارون نے حکم دیا کہ اس کتے کو لایا جائے اس کے کان مثل آدمی کے کان کے تھے اور باقی اعضاء کتے کے اعضاء کی طرح اور اپنی زبان چباتا تھا اور عذر خواہی کر رہا تھا اور اپنے لب ہلا رہا تھا شافعی نے کہا کہ یہ مسخ ہے ہو سکتا ہے ہمیں اس کی وجہ سے کوئی عقوبت پہنچ جائے آپ حکم دیں کہ اسے پھر اسی کمرہ میں لے جائیں ابھی ایک لحظہ گزرا ہوگا ایک عظیم ہولناک آواز سنی جب تحقیق کی گئی معلوم ہوا حجرے کی چھت کو بجلی نے سوراخ کر دیا ہے اور اس کتے کو جلا دیا ہے۔ یہ واقعہ اہل سنت کی کتب میں بھی موجود ہے اس کے حوالے خزینہ میں دیئے گئے ہیں۔ خزینہ

پاپ کا جُرم۔ دوسروں کو نصیحت

مشہور ہے کہ نصاریٰ کا ایک مشہور پاپ سال میں ایک مرتبہ اپنے مقام سے باہر آتا اور منبر پر بیٹھتا اور ہر ایک سے بے حساب رقم لے کر ان کے گناہ معاف کرتا تھا اور یہ ان کی شرع کا دستور ہے۔ اتفاقاً اسے بادشاہ کی لڑکی کے ساتھ عشق ہوگیا اور وہ مواصلت پر مجبور ہوگیا اپنا منہ کالا کرنے کا وعدہ گاہ ایک مخصوص باغ مقرر ہوگیا ایک رند اس ساری حقیقت سے مطلع ہوگیا اور اسی مقررہ وقت پر مقررہ مقام پر پہنچ گیا اور اپنا عکاسی یعنی فوٹو کا سامان ساتھ لے گیا اور اپنے آپ کو ایک گوشے میں پنہاں

کر لیا جب پاپ بدمعاشی میں اپنا منہ کالا کر رہا تھا اس رند نے اس کا مکمل فوٹو لے لیا اور باغ سے باہر آگیا اب جب پاپ کی گناہ بخشی کا وعدہ کا دن آیا اس رند نے ایک فوٹو ایک لفافے یا بٹوے میں رکھا اور ایک کاغذ بھی اس میں رکھا جس میں یہ مضمون تحریر تھا کہ میرے پاس اس فوٹو کے چار ہزار نسخے موجود ہیں اس کا نیگٹو بھی ہے لہٰذا میں اپنا سے مزید تیار کر سکتا ہوں اور میں انہیں فروخت کرنا چاہتا ہوں اگر جناب عالی اس کے خریدار ہیں تو حکم دیں میں آپ کو اس نیگٹو کے ساتھ فروخت کرنا چاہتا ہوں پھر اس لفافے کو بند کر کے کسی کے سپرد کیا کہ اسے پاپ تک پہنچا دیا جائے جب یہ لفافہ پاپ کو پہنچا اس نے کھولا اور مضمون سے مطلع ہوا منبر سے اتر آیا اور لوگوں کے ساتھ کل کا وعدہ کیا اور اپنی منزل کو واپس آگیا وہاں اس رند نے فوٹو طلب کیا اب دونوں کی بات چیت سے پاپ پر ساری حقیقت واضح ہو گئی اب بیچارہ پاپ مجبور ہو گیا کہ رسوائی ہو گی کثیر رقم اس رند کے سپرد کی اور تمام عکس مع نیگٹو کے اس سے وصول کئے۔ خزینہ

اے عزیز! اکثر لوگ جو خلوت میں معصیت کرتے ہیں عکاس حقیقی اس کا عکس لے رہا ہے اور روز قیامت ہمیں دکھائے گا اور ہمیں انکار کی مجال نہ ہو گی پس اپنے حال پر ملتفت رہ اور خلوت میں عمل شنیع کا مرتکب نہ ہو کیونکہ عکاس حقیقی تیری ہر حالت سے آگاہ ہے (بظاہر تہذیب اور شرافت اس کے درج کرنے سے روک رہی تھی لیکن چونکہ تھی "خزینہ" میں اور ہمارے اعمال کی درستی کے لئے ضروری تھی اس لئے درج کر دی ہے قارئین سے التماس ہے محسوس نہ فرمائیں مؤلف)

انتہائی غریب اور انتہائی امیر اور حضرت موسیٰؑ

قصص المرسلین ملا معین الدین ہروی میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت موسیٰؑ مناجات الٰہی کے لئے تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک کنگال پر نگاہ پڑی جو آبادی سے دور تھا اس کا سرہانہ اور بستر مٹی حتیٰ کہ اس کا ستر عورتین بھی مٹی ہی تھا اس نے حضرتؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ جب آپ بارگاہ ایزدی میں پہنچیں تو میری یہ حالت زار بیان فرما دیں ہو سکتا ہے رحمت خداوندی شامل حال ہو جائے اور میں اس زحمت سے نجات پا جاؤں آپ نے اس سے وعدہ فرمایا اور آگے چل دیئے کچھ فاصلہ طے کرنے کے بعد ایک تونگر سے ملاقات ہوئی جو اللہ کی نعمتوں کی فراوانی سے تنگ آچکا تھا جسے دنیا کی ہر آسائش وافر میسر تھی عرض کی میری التماس پیش کر دیں کہ میری یہ آسائش

کم ہو جائے کہ میں سکھ کا سانس لے سکوں آپ بہت متعجب ہوئے اور بارگاہِ ایزدی میں شرف یاب ہوئے گفتگو ہوئی۔ ندا آئی اے کلیم میرے ان بندوں کی التماس کیوں پیش نہیں کی؟ عرض کی تو جو عالم الغیب والشہادۃ ہے اس کے سامنے بیان کی ضرورت کیا ہے آپ ہی جواب عنایت فرما دیجئے فرمایا کہ پہلے کو کہہ دیجئے کہ زیادہ منت سماجت نہ کرے ورنہ اسی مٹی کو جو اس کے اردگرد ہے اُسے حکم دوں گا کہ اسے نیست و نابود کر کے اس کا وجود ختم کر دے اور دوسرے کو کہہ دو کہ نہ شکایت کرے نہ بیہودہ باتیں کرنے تو جتنی نفرت کرے گا میری نعمتوں کی فراوانی ہی پائے گا۔ واقعی یوں ہے۔ لایسئل عما یفعل وھم یسئلون۔ کلیم مزید تعجب میں پڑ گئے لیکن بولنا ترکِ ادب سمجھا بس دل میں یہی سوچ رہے تھے کہ اس کا سبب کیا ہے؟ اب اللہ کی طرف سے خطاب ہُوا کہ اس پہلے کا جو باپ تھا وہ بہت ہی دولت مند تھا جب قریب المرگ ہُوا اس نے اپنی اولاد کو اپنے مال کے سپرد کیا اپنی دولت پر فخر کیا اور دوسرے آدمی کے پاس وفات کے وقت کوئی شے نہ تھی اس نے اپنی اولاد کو میرے سپرد کیا اب جس نے اپنی اولاد کو مال کے سپرد کیا اس کا حال وہ ہے اور میری امانت کا حال یہ ہے۔ خزینہ

مُردہ باپ اور جوان بیٹے کی داستان

انوار المجالس میں ہے کہ کسی عالم نے خواب میں مردگان کی ارواح کو دیکھا کہ اکٹھے ہو کر کسی رستے پر بہت سرور اور خوشی کی حالت میں جا رہے تھے اُن کے پیچھے ایک بوڑھا آدمی بہت غمگین جا رہا تھا عالم نے اس سے اس کے حزن کا سبب دریافت کیا اس نے کہا کہ ان لوگوں کے لئے ان کے بیٹیوں اور دوستوں نے خیراتیں بھیجی ہیں اور مجھے کسی نے یاد نہیں کیا ہے عالم نے فرمایا کہ کیا تیری کوئی اولاد نہ تھی کہا ایک بیٹا تھا اور اب دریا کے کنارے پر کپڑے دھو رہا ہے عالم آئے دیکھا کہ وہ کپڑے پتھر پر مار رہا ہے اور اپنی تنگی کا اظہار بھی کر رہا ہے عالم نے فرمایا کہ اپنے باپ کے لئے اللہ کی راہ میں کوئی چیز خیرات کر اس نے کہا دنیا کا کوئی مال میرے پاس نہیں ہے عالم نے تاکیداً دو دفعہ یہی الفاظ دہرائے تو اس جوان نے غصے میں آ کر پانی کے تین چلو دریا سے اٹھائے اور دریا کے کنارے پر پھینک دیئے اور کہا کہ میرے پاس اپنے باپ کے لئے یہی خیرات ہے اس کے سوا کوئی چیز نہیں ہے عالم اپنے مقام

پر آ گئے اب جرأت ہوئی تو پھر اسی ضعیف کو خواب میں دیکھا تو وہ بہت خوشحال تھا اس سے اس کی کیفیت پوچھی اس نے بتایا کہ میرے بیٹے نے پانی کے تین چلو دریا کے کنارے پر ڈالے وہاں ایک مچھلی تڑپ رہی تھی وہ پانی اس مچھلی پر پڑا پھر اسی پانی کی برکت سے وہ مچھلی جو ہلاکت کے قریب تھی زندہ ہوگئی اور دریا میں چلی گئی دربار خداوندی سے مجھے معافی مل گئی اللہ میرے بیٹے سے راضی ہو زیادہ مدت نہ گذری تھی کہ اپنے باپ کی دعا کے سبب اس کے بیٹے کی غربت دُور ہو گئی اور وہ غنی ہوگیا۔ تحفہ

چوروں کے رئیس کی توبہ

کفایۃ الواعظین میں ہے کہ ایک عالم مزارات مقدسہ سے واپس آ رہے تھے کہ کرمانشاہ اور ہمدان کی حدود میں اپنے ساتھیوں سمیت چوروں کے ہتھے چڑھ گئے انہوں نے تمام سامان لوٹ لیا وہ عالم بیان فرماتے ہیں کہ میں نے کئی سالوں کی زحمت سے ایک کتاب لکھی تھی اور میں ہر وقت اسے اپنے پاس رکھتا تھا اور ابھی تک شائع نہیں کرائی تھی وہ کتاب بھی مرے سامان میں تھی لہذا لوٹی گئی میں نے چوروں میں سے ایک کو کہا کہ میرے سامان میں ایک کتاب تھی جو آپ لوگوں کے قبضہ میں آ گئی ہے مہربانی فرماکر واپس کردو وہ آپ کے کام کی شے نہیں ہے اس چور نے جواب دیا کہ ہم اپنے رئیس کی اجازت کے بغیر کتاب واپس نہیں کرسکتے میں نے کہا آپ کا سردار کہاں ہے ؟ کہا اس پہاڑ کے پیچھے ہے وہ چور مجھے اپنے سردار کے پاس لایا میں نے دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے جب وہ نماز سے فارغ ہوا اس چور نے سردار سے کہا کہ اس عالم کی ایک کتاب سامان میں تھی وہ مانگ رہا ہے اور ہم آپ کی اجازت کے بغیر نہیں دے سکتے میں نے اس سردار سے عرض کی اگر آپ ان کے سردار ہیں تو یہ نماز پڑھنے کا مقصد کیا ہے نماز کہاں اور چوری کہاں۔ رئیس نے جواب دیا واقعی درست ہے اور میں چوروں کے اس گروہ کا سردار ہوں لیکن بات یہ ہے کہ انسان کو خدا کے ساتھ اپنا رابطہ بالکل منقطع نہیں کرنا چاہیئے اور اب میں آپ کی خاطر کہ آپ عالم ہیں آپ کے تمام قافلے کا سامان واپس دلاتا ہوں پھر فوراً حکم دیا اور ہمیں تمام سامان واپس کرادیا اور ہم اپنے وطن واپس آ گئے کچھ مدت بعد میں مقدس مقامات کی زیارت کے لئے گیا دیکھا کہ وہ چوروں کا سردار وہاں گریہ کر رہا ہے اور دعا کر رہا ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہیں جب مجھے

دیکھا تو پہچان لیا اور کہا کیا آپ مجھے پہچانتے ہیں؟ میں اُن چوروں کا سردار ہوں چونکہ میں نماز پڑھا کرتا تھا اور اللہ کے ساتھ کلی طور پر رابطہ قطع نہیں کیا ہوا تھا اللہ نے مجھے توفیق عطا فرمائی۔ میں نے توبہ کر لی واپس آیا اور لوگوں کا مال واپس کرنا شروع کر دیا اور ان لوگوں کو راضی کرنے کے بعد زیارت پر آیا ہوں۔ تحفہ

تین تعبیریں

کوئی آدمی ابن سیرین کے پاس آیا اور کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں اذا جاء نصر اللہ پڑھ رہا ہوں اس نے کہا نصیحت کر لو کہ عنقریب فوت ہونے والے ہو اس نے کہا کہ آپ یہ کہاں سے کہہ رہے ہیں کہا کہ اذا جاء پیغمبر خدا پر آخری عمر میں نازل ہوئی تھی لہٰذا تو جلدی مر جائے گا اور وہ شخص چند روز بعد انتقال کر گیا۔ تحفہ

۲۔ ایک شخص ابن سیرین کے پاس آیا کہا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ زمین میرے ساتھ باتیں کر رہی ہے کہا تیار ہو جاؤ بہت جلدی مر جاؤ گے اور تمہیں دفن کریں گے اور وہ مرد چند دنوں کے بعد وفات پا گیا۔ تحفہ

۳۔ روضہ کافی میں ہے کہ موسٰی نامی ایک آدمی امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ میں نے خواب دیکھا ہے۔ اور میں ڈر رہا ہوں کہ آج یا کل مر جاؤں گا۔ فرمایا کیا خواب دیکھا ہے؟ عرض کی خواب میں دیکھا ہے کہ میں نے اپنے داماد کی گردن میں ہاتھ ڈالے ہوئے ہیں۔ اور صورتِ حال یہ ہے کہ میرا داماد مر چکا ہے میرا گمان ہے کہ میری موت قریب آ گئی ہے آپ نے فرمایا اے موسٰی مردہ کے ساتھ معانقہ کرنا طولِ عمر پر دلالت کرتا ہے نہ کہ مرگ پر۔ اور ہم سب موت کے منتظر ہیں نہ تنہا تو۔ پھر فرمایا تمہارے داماد کا نام کیا ہے؟ عرض کی حسین ہے۔ فرمایا تمہاری خواب اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جب تک تو امام حسینؑ کی زیارت نہ کرے زندہ رہے گا۔ تحفہ

سلطان اور درویش

مکتب اسلام میں ہے کہ ایک بادشاہ کسی درویش کی ملاقات کے لئے گیا درویش فوراً سجدے میں گر پڑا سلطان نے کہا اے درویش! یہ سجدہ کیوں کیا ہے؟ درویش نے جواب دیا یہ سجدہ شکر تھا۔ سلطان نے کہا کہ کس چیز کا شکر ادا کیا درویش نے کہا اس لئے کہ اللہ نے سلطان کو میرے پاس بھیجا اور مجھے بادشاہ کے پاس نہیں لے گیا کیونکہ بادشاہوں کا درویشوں کے پاس جانا بڑی عبادت

ہے اور درویشوں کا بادشاہوں کے دروازے پر جانا عظیم معصیت ہے میں نے شکر ادا کیا ہے کہ بادشاہ نے عبادت کی ہے اور میں نے گناہ نہیں کیا ہے۔ تحفہ

مقروض عالم

ایک عالم فرماتے ہیں کہ میں زنجان شہر میں علم فقہ کی تحصیل میں مشغول تھا ایک روز بازار میں گیا اور ایک قبا بزاز سے خریدی اور کہا کل ظہر کے وقت رقم ادا کرونگا جب اپنے حجرہ میں آیا دیکھا تو میری تمام رقم خرچ ہو چکی تھی میں بہت غمگین ہوا کہ کل اس بزاز کو کیا جواب دوں گا۔ جب صبح ہوئی میں نے دیکھا کہ دو شخص مسجد میں آئے ہیں اور وہ میرے حجرے میں داخل ہوئے مجھے کہا کہ آقا تشریف لائیں اور ہمارے گھر ایک عقد پڑھیں میں ساتھ گیا عقد پڑھا جب میں نے واپس آنے کا ارادہ کیا مجھے کچھ رقم دی میں نے دیکھا کہ وہ رقم بالکل میری قبا اور سلائی کے برابر تھی مجھے آج تک کسی نے اتنی رقم نکاح کے لئے نہیں دی تھی جب میں اپنے حجرے میں داخل ہوا ایک اور آدمی نے مجھے رقم عطا فرمائی اور میں نے اس سے عبا خرید لی۔ تحفہ

مستجاب الدعوات سیاہ غلام

مناقب میں سعید فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ قحط پڑ گیا تو لوگ نماز اور دعا کے لئے جمع ہو کر صحرا میں آئے لیکن دعا مقبول نہ ہوئی میں نے دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ کا غلام شہر سے باہر آیا ہے اور اس کے لب حرکت کر رہے ہیں کسی شخص کی پرواہ نہیں ہے لیکن اللہ کے ساتھ راز و نیاز رکھتا ہے جب اس غلام نے سر سجدے میں رکھا تو دیکھا آسمان پر بادل چھا گیا ہے اور موسلا دھار بارش شروع ہو گئی ہے۔ پھر اس سیاہ غلام نے سجدے سے سر اٹھایا اپنی آنکھوں سے آنسو صاف کئے اور شہر کی طرف پلٹا، اتنی بارش ہوئی کہ صحرا، بیابان اور کوئیں پانی سے بھر گئے لوگوں نے قحط سے نجات پائی میں اس غلام کے پیچھے روانہ ہوا دیکھا تو امام زین العابدینؑ کے گھر میں داخل ہو گیا ہے۔ میں امام سجادؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی آپ وہ سیاہ غلام میرے ہاتھ فروخت کر دیں آپ نے فرمایا کہ اے سعید میں وہ غلام تمہیں کیوں نہ بخشوں پھر آپ نے اپنے تمام غلام میرے سامنے پیش کئے میں نے دیکھا کہ جو غلام میں چاہتا تھا وہ ان میں نہیں ہے میں نے عرض کی مولا! آپ کے پاس ان کے علاوہ اور کوئی غلام نہیں ہے؟ فرمایا ہاں ایک سیاہ غلام ہے جو اصطبل میں کام کرتا ہے پھر آپ کے حکم کے مطابق اُسے حاضر کیا گیا میں نے دیکھا یہ وہی سیاہ غلام ہے جو میرا مقصود تھا میں نے عرض

کی میں یہی چاہتا تھا حضرت نے فرمایا اے غلام اب سعید تمہارا مالک ہے اس کے ساتھ چلے جاؤ اس غلام نے میری طرف منہ کیا اور کہا آپ نے یہ کیا کیا ہے کہ مجھے میرے مولا سے جُدا کر دیا ہے میں نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے دیکھا ہے آپ کی برکت اور دُعا سے بارش ہوئی ہے۔ غلام نے جب یہ سُنا تو اللہ کی بارگاہ میں زاری کی اور کہا کہ اے میرے پروردگار یہ ایک راز تھا تیرے اور میرے درمیان اور اب جب اسے فاش کر دیا ہے پس مجھے اپنے پاس بلالے اور زین العابدینؑ نے اور ہم نے اس کے حال پہ گریہ کیا اور میں اپنی منزل پہ چلا آیا جب صبح ہوئی تو ایک شخص امام سجادؑ کی جانب سے آیا اور مجھے کہا کہ آؤ وہ سیاہ غلام دنیا سے رخصت ہو چکا ہے۔ تحفہ

حجاج کے مظالم اور طلاق

ناسخ التواریخ میں ہے کہ جب حجاج پیدا ہُوا اس کے پاخانے کے مقام کا سوراخ نہ تھا جراح نے تلوار کے ساتھ سوراخ کیا۔ ماں کا دودھ نہیں پیتا تھا شیطان ایک حکیم کی شکل میں آیا اور مشورہ دیا کہ سیاہ بکری اور سیاہ سانپ کو مار کر ان کا خون اس کے تالو میں لگائیں پھر تین روز کے بعد اس نے ماں کا پستان پکڑ کر دودھ پینا شروع کیا اس کا اثر یہ ہوا کہ یہ کہا کرتا تھا کہ مجھے لوگوں کے قتل میں لطف محسوس ہوتا ہے یہ عبدالملک بن مروان کی طرف سے بیس سال حاکم کوفہ رہا اس نے ایک لاکھ بیس ہزار شیعہ شہید کئے اس کی وفات کے بعد پچاس ہزار مرد اور تیس ہزار مستورات اس کی قید میں تھیں ان میں اٹھارہ ہزار بالکل برہنہ تھے مردوں، عورتوں کو ایک جگہ قید کیا ہوا تھا۔ قید خانے کی دیوار بہت اونچی تھی اور یہ دُور ایک بیابان میں بنایا گیا تھا اس کی چھت نہ تھی گرمی سردی میں قیدیوں کی غذا نمک آلود مٹی سے تیار کی ہوئی روٹیاں ہوتی تھیں ایک روز ایک عورت کے بیٹے کو قید خانہ میں لایا گیا چند روز بعد اس کی ماں اپنے بیٹے کو دیکھنے کے لئے آئی۔ اسے نہ پہچان سکی بالکل سیاہ کوئلے کی طرح ہو چکا تھا بیٹے نے خود اپنی شناخت کروائی ماں نے فریاد شروع کر دی اور بے ہوش ہو گئی یہ ملعون قیدیوں کے گریہ و پکار کی آواز سن کر بہت خوش ہوتا تھا۔ ایک روز جب گھر آیا اس کی زوجہ آئینہ میں اپنا منہ دیکھ رہی تھی اور اس نے دو شعر پڑھے۔ حجاج کو بہت بُرا معلوم ہُوا اسے طلاق دے دی اور طلاق نامہ عبداللہ بن

طاہر کے توسط سے مع دو سو درہم بھجوا دیا اس عورت نے یہ رقم عبداللہ کو خوشخبری کے صلے میں بخش دی جب عبدالملک بن مروان کو یہ خبر ملی بہت خوش ہوا اس نے خواستگاری کی عورت نے جواب دیا کہ وہ برتن جسے کتے نے چاٹا ہو بادشاہ کو زیب نہیں دیتا عبدالملک نے جواب دیا وہ برتن جسے کتے نے چاٹا ہو پانی کے ساتھ پاک ہو جاتا ہے۔ عورت نے جواب دیا کہ میں اس شرط کے ساتھ آؤں گی کہ حجاج پا برہنہ میرے زرین کجاوے کے ساتھ آئے عبدالملک نے قبول کر لیا۔ حجاج نے اس کے کجاوے کے ساتھ پا برہنہ یہ سفر طے کیا اور جب یہ عورت کجاوے سے دینار پھینکتی تھی اسے کہتی کہ یہ درہم میرے سپرد کرو حجاج اس دینار کو اٹھا کر اسے دیتا اور کہتا درہم نہیں دینار ہے عورت کہتی بہت اچھا ہوا درہم دیئے دینار وصول کئے حجاج ملعون ۵۴ سال کی عمر میں واصل جہنم ہوا۔ تحفہ

اخفائے راز

ایک خلقت میدان میں جمع تھی میدان کے ایک سرے پر نماز کیلئے ایک جگہ تیار تھا۔ ہندوستان کے بہت بڑے بزرگ اور ولی دوراں انتقال فرما چکے تھے۔ ہر سمت لوگوں کا ایک جم غفیر نظر آ رہا تھا۔ ہر شخص غم واندوہ کی تصویر بنا ہوا تھا یکایک جنازے کے قریب ایک شخص نے بلند آواز انتقال فرمانے والے بزرگ کی وصیت پڑھنا شروع کر دی "میری نماز جنازہ وہ شخص پڑھائے جس نے اپنی زندگی میں کبھی کوئی نماز قضا نہ کی ہو" وصیت سن کر ہزاروں کے اجتماع پر سکوت طاری ہو گیا۔ تین مرتبہ یہی وصیت دہرائی گئی مگر ہر شخص ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہا تھا کافی دیر گزر گئی لیکن اتنے بڑے مجمع میں کوئی شخص اس شرط کو پوری کرتا نظر نہ آیا۔ آخر کار ایک شخص کھڑا ہوا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا جنازے تک پہنچا نماز جنازہ پڑھانے کے بعد اس شخص نے بھیگی ہوئی آنکھوں سے آسمان کی طرف دیکھا اور ایک ذومعنی جملہ کہا "مرنے والے مر گئے دوسروں کا راز فاش کر گئے" انتقال کرنے والے بزرگ حضرت خواجہ بختیار کاکی اور نماز پڑھانے والے بادشاہ وقت شمس الدین التمش تھے۔ فیملی میگزین

کپڑا بننے والا عارف

کہتے ہیں ایک عارف نے کپڑا بنا۔ اس نے بننے میں بڑی محنت کی، جب اس نے وہ کپڑا بیچ دیا تو خریدار نے اس میں کچھ عیب پائے اور واپس لے آیا بیچنے والے نے ان عیوب کو دیکھا اور رونے لگا۔ خریدار نے کہا بھائی آپ روئیں نہیں مجھے یہ کپڑا تمام عیوب سمیت قبول ہے۔ عارف نے کہا میں اس لئے نہیں رو رہا کہ آپ نے کپڑا واپس کر دیا ہے بلکہ میرا رونا اس لئے ہے کہ میں نے اس کپڑے کے بننے میں بڑی محنت کی تھی اس کے باوجود اس میں کچھ

عیوب اور نقائص نکل آئے اب مجھے اپنی چالیس سالہ عبادت کا خوف ہے کہ اس میں کتنے عیوب ہوں گے اور اس کا فیصلہ کس طرح ہوگا۔ خواجگان

علم کو اخروٹ کے معاوضہ میں فروخت نہ کیا

ایک مرتبہ حضرت ابوالعباس سیاریؒ اخروٹ خریدنے کے لئے ایک دوکان پر پہنچے اور اس کو اخروٹ کی رقم دے دی دوکاندار نے اپنے ملازم سے کہا آپ کو بہت نفیس اخروٹ چھانٹ کر دے دو آپ نے پوچھا کہ کیا تم ہر خریدار کے ساتھ یہی طریقہ اختیار کرتے ہو اس نے جواب دیا کہ نہیں لیکن آپ کو عالم ہونے کی وجہ سے خراب چیز دینا پسند نہیں کرتا آپ نے فرمایا کہ میں اپنے علم کو اخروٹ کے معاوضہ میں فروخت کرنا معیوب تصور کرتا ہوں یہ فرما کر قیمت لئے بغیر واپس چلے گئے۔ تذکرۃ الاولیاء

ادریسؑ و عزرائیل علیہما السلام

ایک روز ایک فرشتہ آسمان سے آیا اور حضرت ادریسؑ کو سلام دیا عرض کی اے نبی اللہ خداوند عالم سے درخواست کریں کہ میری تقصیر معاف کر دے اور میرا پہلا مقام عطا فرمائے حضرت ادریسؑ نے تین روز عبادت کی دن کو روزہ رکھا پھر جو دعا مانگی اللہ نے قبول کر لی اور اس فرشتہ کو پہلا مقام عطا فرما دیا پھر اس فرشتہ نے عرض کی آپ میرے محسن ہیں آپ کوئی حکم میرے لئے بھی صادر فرمائیں حضرت نے فرمایا سچی بات ہے میں عزرائیل سے خائف ہوں اس کے خوف سے نہ کوئی کھانے کا مزہ ہے نہ نیند آتی ہے آپ مجھے عزرائیل کی دسترس سے باہر لے جائیں فرشتہ نے کہا آپ میرے دونوں پروں پر سوار ہو جائیں میں آپ کو آسمانوں کی طرف لے جاتا ہوں حضرت ادریسؑ کو اٹھایا اور آسمانوں کی طرف پرواز شروع کر دی ادھر عزرائیل کو اللہ نے حکم دیا کہ چوتھے اور پانچویں آسمان کے مابین ایک آدمی کی روح قبض کر لو۔ جب فرشتہ نے عزرائیل کو دیکھا تو پوچھا اس وضع کے ساتھ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ کہا میں یہاں ایک آدمی کی روح قبض کرنے پر مامور ہوں جب فرشتے نے یہ جملہ سنا ادریسؑ کو نیچے گرا دیا اور جب ادریسؑ نے عزرائیل کو دیکھا تو بیساختہ زبان سے بول اٹھے کہ کوئی آدمی موت سے فرار نہیں کر سکتا۔

نماز جماعت میں طول نہ دو

حاجی میرزا احمد زنجانی جو زنجان شہر کے ایک بزرگ مجتہد تھے فرماتے ہیں کہ ایک امام جماعت نماز میں

بہت طول دیتے تھے اور مقتدیوں کو خستہ کر دیتے تھے ایک روز کچھ ماموین مقتدی اکٹھے ہوئے ایک آدمی کو پیشنماز کے پاس بھیجا وہ غروب آفتاب کے قریب پہنچے عرض کی میں نے نماز نہیں پڑھی ہے کیا آپ کی اجازت ہے کہ میں نماز پڑھ لوں پیشنماز صاحب نے فرمایا اس کمرے میں خلوت ہے اس میں نماز پڑھ لیں اس آدمی نے اس کمرے میں نماز ظہرین پڑھی اور پیشنماز کے پاس آ گئے امام جماعت نے پوچھا کیا آپ نے نماز پڑھ لی ہے؟ کہا ہاں۔ فرمایا کتنی رکعت نماز پڑھی ہے کہا آٹھ رکعت۔ پوچھا اتنی تیزی سے کیوں پڑھی ہے؟ عرض کی بس آٹھ رکعت نماز تھی وہ پڑھ لی ہے امام نے فرمایا بہت جلدی ختم کر دی ہے عرض کی آقا آپ ہی تو فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ ہر روز ہزار رکعت نماز پڑھا کرتے تھے تو کیا وہ آپ کی نماز کی مثل پڑھا کرتے تھے یا میری نماز کی مثل۔ امام نے فرمایا ان کی نماز آپ کی نماز کی طرح تھی۔ عرض کی مہربانی فرما کر آئندہ کے لیے جب آپ مسجد میں تشریف لے آئیں تو حضرت علیؑ کی مثل نماز پڑھیں پڑھائیں اتنا طول نہ دیا کریں کہ ماموین خستہ ہو جائیں امام نے معذرت کی اور قبول کیا۔ تحفہ

زوجہ کے قول کی مخالفت میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے

کلیات شیخ بہاؤالدین میں ہے کہ جب معاویہ واصل جہنم ہوا اور یزید اس کی جگہ بیٹھا اور اس نے امام حسینؑ کے ساتھ جنگ کا فرمان جاری کیا کہ جو لوگ بھی لشکر کے ساتھ جا کر لڑنے کی صلاحیت رکھتے ہیں ان کے نام لکھ لئے جائیں اور رقم دی جائے اسی بنا پر کوفہ میں مختار کا نام بھی لکھ دیا گیا اور پے در پے فوج بھیجی جا رہی تھی رات کو مختار نے اپنی بیوی کو کہا کہ میری جگہ مکان کی چھت پر بنائی جائے لیکن اس کی زوجہ نے اس کی جگہ صحن میں بنا دی مختار نے کہا کہ تو نے میرے آرام کرنے کا بستر صحن میں کیوں بنایا ہے زوجہ نے کہا آپ صحن میں آرام کریں مختار نے دل میں کہا کہ رسولؐ خدا فرماتے ہیں کہ جو بھی اپنی زوجہ کے قول کی مخالفت کرے گا وہ دنیا اور آخرت کی خوبی دیکھے گا۔ مختار نے اسی قول کی بنا پر کہا کہ میں تو چھت پر ہی آرام کروں گا لہذا چھت پر سو گیا نصف رات کے وقت چھت سے گرا پاؤں ٹوٹ گیا صبح عبیداللہ علیہ اللعنۃ کی طرف سے کارندے آئے کہ مختار کو جنگ کے لئے کربلا بھیجا جائے انہوں نے دیکھا کہ اس کا تو پاؤں ٹوٹ چکا ہے اس بنا پر مختار کو کربلا روانہ نہ

کر سکے رسولؐ خدا کے فرمان میں صدق اور مصلحت تھی ۔ تحفہ

حضرت ابراہیمؑ اور مہمان

کلیات شیخ بہاؤالدین میں ہے کہ اگر حضرت ابراہیم کے پاس مہمان نہ آتا تو وہ افطار نہیں کرتے تھے اور یہ اُن کا دستور ماہ رمضان میں ہوتا تھا اس کے علاوہ دوسرے ایام میں بغیر مہمان کے صبح شام کا طعام نہیں کھاتے تھے ایک دفعہ نہار کا وقت تھا اور کوئی مہمان نہ آیا آپ مہمان کی تلاش میں باہر تشریف لے آئے دیکھا کہ پندرہ شخص آتش پرست جا رہے ہیں فرمایا میرے پاس مہمان بنیئے عرض کرنے لگے ۔ہم کاریگر ہیں اپنا کام کریں گے مزدوری لیں گے آپ انہیں گھر لے آئے نہار کھلایا جاتے وقت انہیں مزدوری کی رقم بھی دے دی جب انہوں نے حضرت ابراہیمؑ کی یہ سخاوت اور مہمان نوازی دیکھی تمام مسلمان ہو گئے اور کہنے لگے خوب دین ہے حضرت ابراہیمؑ کا جو نہار بھی کھلاتے ہیں اور مزدوری بھی دیتے ہیں ۔ تحفہ

موٹا سلطان اور طبیب

گذشتہ زمانے میں ایک بہت موٹا بادشاہ تھا اور اس موٹاپے کی وجہ سے نہ گھوڑے پر سوار ہو سکتا تھا نہ چل سکتا تھا حتیٰ کہ اس کے لئے بیٹھنا بھی مشکل تھا ہر وقت سویا رہتا تھا صبح و شام کا کھانا بھی لیٹ کر کھاتا تھا تمام شہر کے حکماء نے علاج کیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا ایک دن دیکھا کہ ایک آدمی بہت دور سے بادشاہ کے محل کے پاس پہنچا اس سے پوچھا گیا کہ آپ کو بادشاہ کے ساتھ کیا غرض ہے اس نے کہا میں تو صرف بادشاہ کے علاج کے لئے آیا ہوں ۔ بادشاہ سے اجازت لے کر اسے بادشاہ کے پاس بھیجا گیا ۔ اس شخص نے بادشاہ کو اس وضع کے ساتھ دیکھا معائنہ کیا اس نے کہا میں بادشاہ کا بہت جلدی علاج کر لوں گا بادشاہ نے کہا پھر سوچ کیا رہے ہو جلدی علاج شروع کرو اس طبیب نے کہا کہ میرے علاج میں ایک مہینہ صرف ہو گا آپ مجھے یقین دلا دیں کہ آپ ایک ماہ زندہ رہیں گے بادشاہ نے کہا کہ میں یہ کیسے یقین دلا سکتا ہوں اس کا علم تو اللہ کے پاس ہے طبیب نے کہا اگر میں خوب دقت کے ساتھ آپ کی تشخیص کروں تو سمجھ سکتا ہوں کہ آپ ایک ماہ زندہ رہ سکیں گے یا نہیں۔ بادشاہ نے کہا تو پھر جلدی میرا معائنہ کرو اور مجھے مطلع کرو اور خود میرا علاج کرو طبیب نے غور سے

ایک نظر بادشاہ پر ڈالی اور کہا آپ ماہ زندہ نہ رہ سکیں گے۔ بادشاہ نے کہا اس طبیب کو قتل کر دو یہ میری موت کی اطلاع دیتا ہے اور بہت بُری فال پیش کر رہا ہے۔ وزیروں نے کہا آپ اسے قید کر دیں ایک مہینہ بعد آپ زندہ رہیں تو خود اسے قتل کر دیں اور اگر آپ انتقال کر جائیں تو پھر اس طبیب کو اس مملکت میں لازماً رہنا چاہیئے کہ یہ ہر آدمی کی موت کا وقت جانتا ہے بادشاہ نے یہ بات قبول کر لی طبیب کو زندان میں بھیج دیا لیکن بادشاہ اسی خیال اور فکر میں پڑ گیا کہ وہ ابھی مرتا ہے یا کل۔ اس فکر نے بادشاہ کو لاغر کر دیا ایک مہینے میں اتنا کمزور ہو گیا کہ وہ خود گھوڑے پر سوار ہوتا اور شکار کو جاتا جب ایک مہینہ پورا ہو گیا بادشاہ نے حکم دیا کہ اس طبیب کو لایا جائے اور قتل کیا جائے جب طبیب نے بادشاہ کو دیکھا کہ وہ شکار سے واپس آرہا ہے ہنسا اور کہا کہ میری طبابت کا انعام مجھے ملنا چاہیئے کہ تمہیں درست کر دیا ہے اس نے کہا تم نے میرا کوئی علاج نہیں کیا طبیب نے کہا آپ کی بیماری کا علاج موت کی یاد تھا اور میں نے آپ کو موت یاد دلا دی بادشاہ بہت خوش ہوا قبول کیا اور اسے وافر انعام پیش کیا تحفہ

عورت کا مکر

بحار جلد ۱۴ میں ہے امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں بنی اسرائیل میں ایک صالح مرد تھا اس کی زوجہ جوان اور خوبصورت تھی یہ شخص جب گھر سے باہر آنا چاہتا گھر کے دروازے کو مقفل کر دیتا اور چلا جاتا ایک روز اس عورت نے دروازے کے شگاف سے باہر ایک جوان کو دیکھا جو بہت خوبصورت تھا اسے آواز دی وہ جوان آیا اس عورت نے ایک چابی اس جوان کو دی کہ وہ جب بھی چاہے اندر آسکتا ہے بہت مدت اس سے رابطہ قائم رکھا وہ جوان دن رات آتا رہتا تھا اس کے لئے کوئی رکاوٹ نہ تھی ایک روز اس عابد نے اپنی زوجہ کو کہا تمہارے اخلاق میں فرق آگیا ہے میں نہیں جانتا کہ اس کا سبب کیا ہے میرا دل اس وجہ سے غمگین ہے میرا دل چاہتا ہے کہ تو اس امر پر قسم کھائے کہ تم نے بغیر میرے کسی مرد کو نہیں دیکھا ہے اس عورت نے کہا اگر میں قسم کھاؤں آپ مطمئن ہو جائیں گے کہا ہاں۔ بنی اسرائیل میں ایک پہاڑ تھا اس پہاڑ میں اس شہر سے باہر ایک نہر تھی۔ جو آدمی بھی اس پہاڑ کے پاس جھوٹی قسم کھاتا ہلاک ہو جاتا تھا اب طے یہ ہوا کہ اس مرد کی موجودگی میں یہ عورت اس پہاڑ پر قسم کھائے تاکہ یہ مرد مطمئن ہو جائے جب وہ غیر مرد آیا اس عورت

نے اسے سارا واقعہ بیان کیا وہ جوان حیران ہوگیا عورت نے کہا حیرانگی کی کوئی بات نہیں ہے کل تم مکار آدمی کا لباس پہن لینا اور گدھا بھی ساتھ لے آنا اور رستے کے پاس کھڑے ہو جانا۔ میں اپنے خاوند سے کہوں گی کہ ایک گدھا کرایہ پر لے لو اور تم گدھا کرایہ پر دے کر مجھے اٹھا کر گدھے پر سوار کر دینا جب دوسری صبح ہوئی مرد نے کہا اٹھو چلیں عورت نے کہا میں تو پیادہ نہیں جا سکتی۔ مرد نے کہا باہر چلتے ہیں گدھا کرائے پر لے لیتے ہیں جب آئے دیکھا کہ ایک آدمی گدھا لئے کھڑا ہے عورت نے کہا کہ اس گدھے کو کرائے پر لے لو خاوند نے کرائے پر لے لیا اس جوان نے بہت تیزی کی عورت کو بغل میں لیا اور سوار کرایا اب یہ اس پہاڑ کے پاس پہنچے اس جوان نے عورت کو پیادہ کیا عورت نے اپنے آپ کو زمین پر گرا دیا اور برہنہ ہوگئی اور پھر اس مرد پر غصے ہوئی کہ تم نے مجھے کیوں آہستہ پیادہ نہیں کیا تم نے مجھے بے آبرو کر دیا ہے جوان نے قسم کھائی کہ میرا کوئی قصور نہیں ہے آخرکار وہ عورت پہاڑ کے پاس آئی اور کہا اے پہاڑ اگر میرے شوہر اور اس مرد کے سوا کسی غیر نے میرے بدن کو دیکھا ہو تو مجھے سزا دے پہاڑ لرزا اور اپنی جگہ سے بلند ہوگیا۔ فذلک قولہ تعالیٰ و ان کان مکرھم لتزول منہ الجبال۔ تحفہ

زن و شوہر

فروع کافی میں امام صادقؑ سے منقول ہے کہ ایک روز پیغمبرؐ خدا ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے اور اس میں اسلام کے بہت سپاہی شہید ہو گئے تھے شہر کے لوگ لشکر کے استقبال کے لئے شہر سے باہر آئے کہ اتنے میں ایک عورت آئی اس نے اپنے باپ کے متعلق سوال کیا حضرت نے فرمایا وہ شہید ہوگیا ہے عورت نے کہا الحمد للّٰہ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ پھر اپنے بھائی کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا شہید ہوگیا ہے۔ عورت نے کہا۔ الحمد للّٰہ رب العلمین۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔ پھر اس کے بعد اپنے شوہر کے متعلق پوچھا حضرت نے فرمایا وہ بھی شہید ہوگیا۔ عورت نے واویلا شروع کر دیا حضرت نے فرمایا۔ شریف اور ایماندار عورتیں اپنے شوہر کو باپ اور بھائی سے زیادہ چاہتی ہیں۔ تحفہ

جلیانوالہ باغ میں انگریز کے مظالم

۱۹۱۹ء میں انگریزوں کے مظالم کے خلاف تمام مسلمانوں نے مشتعل ہو کر ڈپٹی کمشنر کی کوٹھی پر حملہ بول دیا۔ گولی چلی اور بہت سے لوگ مارے گئے۔ ایک ہندو غنڈے نے مسلمانوں کو پھنسانے کے

لئے ایک انگریز عورت شروڈ کو پکڑ لیا اس کی بے حرمتی کی اور زخمی کیا اس کے پاداش میں جہاں مس شروڈ زخمی ہوئی تھی تمام لوگوں کو پیٹ کے بل رینگ کر چلنے کا حکم دیا گیا سر اٹھانے والے کا سر سنگینوں سے کچل دیا جاتا۔ ۱۲ اپریل کو امرتسر فوج کے حوالے کر دیا گیا۔ اس طرح امرتسر کمشنر کے کنٹرول سے جنرل ڈائر کے قبضہ میں چلا گیا جونہی لوگوں کو علم ہوا کہ امرتسر فوج کے کنٹرول میں دے دیا گیا ہے لوگ جوق در جوق امرتسر کی طرف چل پڑے۔ بیساکھی کا تہوار منایا جا رہا تھا۔ ڈائر نے اجتماع پر پابندی لگا دی مگر لوگ ہزاروں کی تعداد میں جلیانوالہ باغ میں پہنچ گئے۔ ڈائر کو حکم کی خلاف ورزی کا بہت دکھ ہوا وہ گورا اور دیسی فوج لے کر جلیانوالہ باغ کے گیٹ پر پہنچ گیا اور حکم دیا کہ دو منٹ میں باغ خالی کر دیا جائے ظاہر تھا کہ دو منٹ میں باغ خالی نہیں ہو سکتا تھا مگر اس درندہ صفت نے دو منٹ کا بھی انتظار نہ کیا اور گولی کا حکم دے دیا۔ دوسری طرف نہتے۔ بے بس اور مجبور انسان بھاگنا شروع ہوئے۔ ہزاروں کی تعداد میں یہ سٹین گنوں کی گولیوں کا نشانہ بنے باغ میں ایک کنواں تھا جس میں لوگ گرتے رہے اور وہ تمام انسانی لاشوں سے بھر گیا۔ اس ظلم و بربریت کو چھپانے کے لئے کرفیو لگا دیا گیا۔ اس ظلم و ستم کے خلاف ہر طرف جلسے جلوس نکلے گوجرانوالہ کا ریلوے سٹیشن اور لاہور میں متعدد عمارات کو نذر آتش کر دیا گیا لوگوں نے پانچ گوروں کو قتل کر دیا اب کیا تھا پورے پنجاب میں مارشل لاء نافذ کر دیا گیا اور ان پانچ گوروں کے قتل کا بدلہ پچاس ہزار ہندوستانیوں کے قتل عام سے لیا گیا۔ مردوں عورتوں اور بچوں کو عبرتناک سزائیں دی گئیں۔ ٹکٹکی پر باندھ کر کوڑے مارے جاتے پھر ان کو کتوں، گدھوں اور گھوڑوں کی کھالوں میں چھوا کر ہلاک کیا جاتا۔ تمام پنجاب کے بڑے بڑے شہروں کے چوراہوں پر انگریزوں کے بت نصب کئے گئے تھے۔ اور ہندوستانیوں کو حکم دیا کہ وہ ان کو جھک کر سلام کریں۔ یہ تھا اس مہذب قوم کا انصاف۔

سفاک شخصیات

حضرت موسیٰؑ کا زمانہ اور بارش

فروع کافی میں امام صادقؑ سے منقول ہے قوم موسیٰؑ نے حضرت سے عرض کی آپ اللہ سے درخواست کریں کہ بارش ہمارے اختیار میں کر دے جب ہم چاہیں بارش ہو جائے جب

نہ چاہیں نہ ہو۔ حضرت موسیٰؑ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی کہ تو خود بنی اسرائیل کی درخواست کو جانتا ہے اور یہ تیری مخلوق ہیں۔ ارشاد باری ہوا کہ میں نے تیری قوم کی درخواست منظور کی اور پھر حضرت موسیٰؑ نے اپنی قوم کو مطلع کر دیا۔ بنی اسرائیل نے اس سال بہت کاشتکاری کی زراعت سے کوئی جگہ خالی نہ رہنے دی اور بارش ان کے ارادے کے مطابق ہوتی رہی اور رکتی رہی اس سال زراعت خوب ہوئی تمام بنی اسرائیل بہت خوش تھے لیکن جب فصل کاٹی تو دیکھا اس میں کوئی ثمر اور دانہ نہ تھا پھر یہ لوگ حضرت موسیٰؑ کے پاس حاضر ہوئے عرض کی ہم نے آپ سے بارش کی درخواست کی اور پھر اسی پر اکتفا نہ کی بلکہ اس کا اختیار بھی طلب کیا اللہ نے بارش اور اختیار بھی عطا فرمایا لیکن گزشتہ سالوں کے برخلاف پھل وصول نہیں ہوا۔ اس کی وجہ اللہ سے دریافت فرمائیں۔ حضرت موسیٰؑ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی میرے اظہار کی کیا ضرورت ہے تو جانتا ہے میری قوم کا جواب عطا فرما تاکہ میں ان تک پہنچا سکوں۔ ارشاد ہوا انہوں نے مجھ سے بارش مانگی میں نے دے دی اور پھر اس کا اختیار بھی طلب کیا میں نے عطا کر دیا ان کی مرضی کے مطابق بارش ہوتی رہی اور رکتی رہی لیکن انہوں نے روزی مجھ سے طلب نہ کی اور میرے ارادے پر راضی نہ تھے۔ یہ سب تمہاری قوم کے ارادے کا ضرر اور قصور ہے۔ موسیٰؑ نے اپنی قوم کو فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ یہ نقصان تمہارے ارادے کی وجہ سے ہوا ہے تم میرے ارادے سے راضی نہ تھے کہ تمہیں روزی بخشوں۔ تحفہ

نیک قاضی کا انجام

فروع کافی میں امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک قاضی تھا جو حق و عدالت کے ساتھ فیصلے کرتا تھا جب اس کی وفات کا وقت قریب ہوا اپنی زوجہ کو وصیت کی کہ جب میں مر جاؤں تو مجھے غسل و کفن کے بعد میرے تخت پر رکھ دینا اور میرا منہ ڈھانپ دینا اور تو مجھ میں کوئی بدی نہ دیکھے گی اس کی وفات کے بعد اس کی زوجہ نے اس کی وصیت پر عمل کیا پھر کچھ وقت کے بعد اس کے منہ کو دیکھا کہ ایک کیڑا اس کا دماغ کھا رہا ہے جب وہ رات کے وقت سوئی اپنے خاوند کو خواب میں دیکھا اس کے شوہر نے کہا کیا تو نے مجھے دیکھ کر خوف کیا ہے؟ عورت نے کہا ہاں۔ قاضی نے جواب دیا اس کی وجہ یہ تھی کہ ایک دفعہ تیرا بھائی ایک آدمی کے ساتھ آیا اس غرض سے کہ میں

ان کے درمیان فیصلہ کروں اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ اے اللہ! حق ... بیوی کے ... کے ساتھ قرار دے لیکن میں نے صحیح فیصلے کے ساتھ تمہارے بھائی کو کیا ... معلوم ہے اور اب فوت ہونے کے بعد مجھ سے یہی مواخذہ ہوا ہے اور یہ سزا ملی ہے کہ تمہار... ل نے یہ کیوں چاہا کہ حق میری بیوی کے بھائی کے ساتھ ہو۔ تحفۃ الواعظین۔ ریاض الحکایات

سعید اور حجاج

مقتل الحسین میں ہے عامر شعبی بیان کرتا ہے کہ میں ایک روز اپنے گھر میں تھا کہ حجاج کی طرف سے مجھے حاضر ہونے کا حکم ملا میں نے یقین کیا کہ مجھے قتل کے لئے بلا رہا ہے میں نے اپنے گھر میں وصیت کی اور حجاج کے پاس آگیا میں نے دیکھا کہ فرش بچھا ہوا ہے تلوار پاس پڑی ہے میں نے جب یہ حال دیکھا تو بہت خوف کیا جب حجاج نے مجھ سے ایسا خوف محسوس کیا مجھے کہا مت ڈرو میں نے تجھ کو امان دی۔ میں بیٹھ گیا، ناگاہ حجاج نے مجھے کہا کہ کیا اس شخص کو پہچانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں یہ سعید ہے پھر کہا کہ یہ شخص کہتا ہے کہ حسنؑ و حسینؑ پیغمبر کے فرزند ہیں اگر یہ اس پر قرآنی دلیل لائے تو آزاد ہے ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ عامر بیان کرتا ہے میں نے کہا اس کی زنجیریں ڈھیلی کرو اگر دلیل پیش کر دے آزاد کر دو اگر حجت پیش نہ کر سکے قتل کر دو۔ حجاج نے میری درخواست قبول کر لی پھر اسے کہا گیا کہ فوراً قرآن سے دلیل پیش کرو ورنہ قتل کے لئے آمادہ ہو جاؤ سعید نے کہا اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم وو ھبنا لہ اسحٰق و یعقوب تا...... زکریا و یحییٰ و عیسیٰ و الیاس پھر اس کے بعد حجاج کی طرف رُخ کیا اور کہا کہ خداوند عالم جو یہ فرماتا ہے کہ عیسیٰ بھی اولاد ابراہیم ہیں یہ باپ کی طرف سے اولاد ابراہیم ہیں یا ماں کی طرف سے۔ یقیناً حضرت عیسیٰ کا باپ نہ تھا پس وہ ماں کی طرف سے اولاد ابراہیم ہوئے اب اگر حضرت عیسیٰ باوجود اتنی دوری کے اولاد ابراہیم ثابت ہیں تو حسن و حسین اتنی قربت در نزدیکی کے باوجود فرزندان رسول خدا نہیں ہیں؟ حجاج نے قبول کر لیا اور دس ہزار دینار بھی عطا کئے اور آزاد کر دیا پھر میں نے دیکھا کہ سعید یہ رقم فقراء میں تقسیم کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ یہ رقم حسن و حسین کی برکت سے ملی ہے۔ تحفہ

حضرت دانیال کے زمانے میں قحط

کافی میں ہے رسولخدا نے اصحاب سے فرمایا روٹی کی قدر کرو پھر فرمایا حضرت دانیال نے ایک دفعہ دریا عبور کرنے کا ارادہ کیا لیکن کوئی رقم پاس نہ تھی ایک روٹی ملاح کو دی کہ اُسے دریا پار کرائے لیکن اس ملاح نے قبول نہ کیا اور مزید یہ کہا کہ شہر میں روٹی کا کوئی احترام یا وقعت نہیں ہے اور لوگ تو اسے پاؤں کے نیچے ڈالتے ہیں اور تو اسے بطور مزدوری مجھے دیتا ہے اگر رقم ہے تو ادا کرو ورنہ پار نہیں کروں گا۔ حضرت دانیال نے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے۔ عرض کی بارالہا روٹی کا اپنی مخلوق میں احترام کروا۔ تو دیکھ سُن رہا ہے کہ یہ مرد کیا کہہ رہا ہے اور کیا کہہ رہا ہے اللہ نے بارش بند کرنے اور زمین کو سخت ہو جانے کا حکم دے دیا کہ اس سے کوئی چیز نہ اُگے قحط رونما ہو گیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ کچھ لوگ ایک دوسرے کو کھانے لگ گئے دو عورتیں تھیں ہر ایک کا ایک ایک بیٹا تھا فیصلہ یہ ہوا کہ دونوں بیٹوں کو باری باری قتل کریں اور ان کا گوشت کھائیں پہلے دن ایک عورت کے بیٹے کو قتل کیا اور اس کا گوشت دونوں نے کھایا جب دوسرا دن ہوا ایک عورت نے دوسری کو کہا کل میرے بیٹے کو کھایا ہے آج تمہارے بیٹے کی باری ہے اسے لاؤ تاکہ اسے ذبح کر کے اس کا گوشت کھائیں اس نے کہا میں اپنے ہاتھ سے اپنے بیٹے کو ذبح نہیں کر سکتی کہ اسے کھائیں ان دونوں عورتوں کے درمیان نزاع ہو گئی دونوں حضرت دانیال کے پاس آئیں انہوں نے فیصلے کے لئے اپنا قصہ پیش کیا حضرت نے فرمایا اب لوگوں کی حالت یہاں تک پہنچ گئی ہے انہوں نے عرض کی ہاں۔ حضرت کا دل بہت افسردہ ہوا عرض کی بارالہا! ان بچوں کے حال پر اپنے فضل و کرم کے ساتھ رحم فرما اور انہیں اس ملاح کی گستاخی کی وجہ سے عذاب میں مبتلا نہ کر۔ خداوند عالم نے التجا قبول کر لی اور آسمان کو زمین پر بارش کرنے کا حکم دیا۔ اور زمین سے نباتات اُگے قحط رفع ہو گیا اللہ نے ایک شخص کے گناہ کی وجہ سے یہ عذاب نازل کیا تھا اور ایک طفل صغیر کی وجہ سے ان پر رحم فرمایا۔ تحفہ

فالودہ کی حکایت

کلیات شیخ بہاؤالدین میں ہے کہ ایک روز سلطان محمود غزنوی نے اپنے وزیر کو کہا کہ میرا گمان ہے کہ اس زمانے میں کوئی ایسا آدمی ہوگا جس نے [illegible] دیکھا ہو ورنہ کھایا ہو کیونکہ ہر امیر، غریب فالودہ کھاتے ہیں۔ وزیر نے

عرض کی حضور! اکثر لوگ ایسے ہیں جنہوں نے فالودہ نہیں کھایا۔ نہ دیکھا ہے نہ اسے پہچانتے ہیں۔ بادشاہ نے فرمایا کہ اگر ایک ہی ایسا شخص پیش کردو جس نے فالودہ نہ دیکھا ہو ایک اشرفیوں کی تھیلی تمہیں دی جائے گی وزیر ایک دیہاتی کو لے آیا اور پھر حکم دیا کہ ایک کاسہ فالودہ سے پُر کرکے لایا جائے اور پھر اس دیہاتی کو کہا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے تو یہ چیز نہیں دیکھی ہوئی ہے۔ لیکن ہمارے دیہات میں ایک شخص ہے وہ کہتا تھا کہ شہر میں حمام ہوتے ہیں میرا گمان ہے کہ یہ حمام ہوگا سلطان ہنسا اور ایک اشرفیوں کی تھیلی وزیر کو بخشی کی وزیر نے عرض کی آپ کو چاہیئے کہ دو تھیلیاں عنایت فرمائیں کیونکہ میں وہ شخص لایا ہوں کہ جس نے نہ فالودہ دیکھا ہے نہ حمام۔ لہذا اسے دو تھیلیاں دی گئیں۔ تحفہ

بوڑھا طامع

رسولؐ خدا فرماتے ہیں کہ بنی آدم جب بوڑھے ہو جاتے ہیں تو دو خصلتیں ان میں جوان ہو جاتی ہیں ایک طمع دوسرے لمبی آرزو فلما میدیعنی گویا کہ اسے دو سو سال یا اس سے بھی زیادہ کی فکر ہوتی ہے ایک بادشاہ نے اپنے کارندوں کو حکم دیا کہ کسی ایسے آدمی کی تلاش کرو کہ جس نے رسولؐ خدا کو دیکھا ہو اور ان حضور سے کوئی حدیث سُنی ہو۔ انہوں نے ایک شخص کو پیش کیا جس نے رسولؐ خدا کو دیکھا ہوا تھا۔ دیکھا کہ وہ اتنا کمزور ہو چکا تھا کہ چل نہ سکتا تھا اُسے پشت پر اٹھا کر لایا گیا بادشاہ نے کہا تو نے حضرت کو دیکھا تھا۔ عرض کی ہاں! بادشاہ نے کہا تو نے رسولؐ اکرم سے کیا سُنا تھا بوڑھے نے جواب دیا میں نے پیغمبرؐ خدا کو بارہا فرماتے ہوئے سُنا تھا کہ جب اولادِ آدم بوڑھی ہو جاتی ہے اس کی دو خصلتیں جوان ہو جاتی ہیں پہلے طمع دوسرے طولانی آرزو۔ بادشاہ نے حکم دیا اس کے لئے رقم لائی جائے بوڑھے نے کہا یہ تھوڑی ہے میں بہت دور سے آیا ہوں اور مجھے آپ نے خود بلانے کی زحمت دی ہے اور آپ کو پیغمبرؐ خدا کی حدیث بھی سُنائی ہے یہ رقم تو کوئی شے نہیں ہے بادشاہ نے پھر مزید رقم دینے کا حکم دیا اور پھر اسے قسم دلائی کہ اب مزید مطالبہ نہ کرے گا اب بیچارہ بوڑھا بادشاہ کے اس فرمان کی وجہ سے خاموش ہو گیا جب اسے بادشاہ کے دربار سے باہر لے آئے پھر رستے سے واپس لانے کی التماس کی جب پھر دربار میں لایا گیا بادشاہ سے عرض کی میں آپ پر قربان۔ آپ یہ فرمائیں کہ یہ رقم جو آپ دی ہے صرف اسی سال کے لئے ہے یا ہر سال دیتے رہیں گے بادشاہ نے اس

حدیث کا نتیجہ فوراً ہی دیکھ لیا کہ بوڑھے کی طمع اور آرزو جوان ہوتے ہیں۔ بادشاہ نے یقین کر لیا۔ کہ یہ پیغمبر خدا کا معجزہ ہے وہ ایمان لے آیا اور اپنے تمام کارندوں سمیت مسلمان ہو گیا۔ تحفہ

ہندو عورت اور آٹے کا بُت

ایک ہندو عورت آٹے کا بُت بنا کر اس کی پوجا کیا کرتی تھی اتفاق سے وہاں سے ایک کتا گزرا اور آٹے کا بت منہ میں دبا کر بھاگ نکلا عورت چیختی چلاتی رہی مگر اس کا چیخنا چلانا کسی کام نہ آیا کچھ دیر بعد کہنے لگی "واہ مہاراج تم تو بڑے سخی اور رحمدل ہو کہ کتے کو بھی نہ دھتکارا"

یہودیہ لڑکی اور معجزۂ خون حسینؑ

معتبر حدیث میں امام جعفر صادقؑ سے وارد ہے۔ کہ سید الشہداء کی شہادت کے بعد کچھ پرندے کربلا میں وارد ہوئے اور امام کے خون کے ساتھ اپنے آپ کو آلودہ کر لیا اور اطراف عالم میں امام مظلوم کی شہادت کی تشہیر کے لئے روانہ ہو گئے ان میں سے ایک مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوا، رستے میں ایک یہودی کا باغ تھا اس میں اس کی ایک بیٹی تھی جو تمام اعضاء سے عاجز تھی نابینا تھی بہری تھی، زمین گیر تھی، ہاتھ شل تھے، جذام میں مبتلا تھی اس کا باپ کسی کام سے گھر چلا گیا تھا یہ اکیلی تھی صبح کا وقت تھا یہ پرندہ درخت کی ایک شاخ پر بیٹھ کر غمناک آواز میں بین کر رہا تھا۔ اللہ نے اپنی قدرت کاملہ سے اس کی پُر درد آواز اس کے بہرے کان میں پہنچا دی اس پر عجیب اثر ہوا اس نے اپنے آپ کو پوری کوشش کے ساتھ اس درخت کے نیچے پہنچایا اس نے بھی اس پرندے کے ساتھ اپنی پُر درد آواز ملا دی۔ ناگاہ اس پرندے کے پروں سے خون کا ایک قطرہ اس کی آنکھ میں ٹپکا اس کی دونوں آنکھیں روشن ہو گئیں اس کے داہنے، بائیں بازو پہ بھی ایک ایک قطرہ ٹپکا وہ ٹھیک ہو گئے اسی طرح ان قطروں کے گرنے سے اس کے دونوں پاؤں تندرست ہو گئے اب وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور اس طیب و طاہر خون کو جسم کے دوسرے اعضاء پر ملنا شروع کیا اب اس پاک خون کی برکت سے وہ تمام امراض سے شفایاب ہو چکی تھی باغ میں گردش شروع کر دی تھوڑی دیر بعد اس کا باپ باغ میں داخل ہوا اپنی عاجز بیٹی کی تلاش شروع کی لیکن اسے وہ کیونکر ملتی البتہ باغ میں ایک خوبصورت مثل حور یا پری کو ٹہلتے ہوئے دیکھا یہ اس کے پاس آیا اور اپنی ناکارہ بیٹی کے متعلق سوال کیا اس نے عرض کیا واللہ وہ دختر آپ

کی میں ہوں یہ کلام سنتے ہی وہ بے ہوش ہوگیا جب ہوش میں آیا تو اس سے تندرست ہونے کی وجہ پوچھی وہ اپنے باپ کو پکڑ کر اس درخت کے نیچے لے آئی کہ یہ خون مبارک اس پرندے کے پروں سے میرے جسم پر گرا ہے جس نے مجھے شفایاب کر دیا ہے یہودی نے دیکھا کہ وہ پرندہ پر درد نالہ کر رہا ہے۔ اس نے اس پرندے کو اللہ کی قسم کے ساتھ واسطہ دیا کہ مجھے بتاؤ کہ یہ کس پیغمبر یا اس کے وصی کا خون تمہارے بال و پر میں ہے وہ پرندہ بقدرتِ خدا گویا ہُوا " اے یہودی یہ حسین ابن علیؑ کے گلے کا خون ہے " اور پھر حسین کی شہادت کا قصہ بیان کیا اور کہا کہ میں قاصد ہوں اور کربلا سے روضۂ پیغمبر پر ان کی شہادت کی خبر لے کر جا رہا ہوں یہودی نے کہا اشھد ان لا الٰہ الّا اللہ واشھد انّ محمداً رسول اللہ وان علیاً و اولادہٗ اولیاء اللہ۔ پھر اس کی قوم کے پانچ سو افراد نے اسلام قبول کیا پھر یہ طائر روضۂ رسولؐ کی طرف روانہ ہوگیا۔ الخ مزامیر الاولیاء۔

حکایت سلطان قیس ہندی

کہتے ہیں ہندوستان کے بادشاہوں سے ایک بادشاہ سلطان قیس ہندی تھا جو باطن میں مسلمان تھا پیغمبر خدا کے بعد ان کے اوصیاء پر ایمان رکھتا تھا ایک روز محرم کی دسویں کو خواب سے بیدار ہُوا بہت غمناک تھا اور کسی طرح اس کا غم دور نہ ہو رہا تھا حرم سرا کے افراد و خواتین میں وقت گزارا لیکن غم گویا کہ لاعلاج تھا اب حرم سرا سے باہر آ کر امورِ سلطنت میں مشغول ہوا لیکن غم میں اضافہ ہی ہو رہا تھا۔ اب مجبور ہو کر جیسا کہ سلاطین کا دستور ہے کہ شدّتِ غم کو دور کرنے کیلئے شکار کو روانہ ہو جاتے ہیں یہ بھی شکار کے لئے روانہ ہوگیا ظہر کا وقت تھا اس نے شکارگاہ میں ایک خوبصورت ہرن دیکھا اس نے حکم دیا کہ کوئی لشکری اس کا قصد نہ کرے اور خود اس نے تنہا اس کے پیچھے گھوڑا دوڑایا وہ ہرن کبھی دوڑتا کبھی کھڑا ہو کر شہنشاہ کی طرف دیکھتا اس کی آنکھوں سے غم کے آنسو جاری تھے گویا وہ زبانِ حال سے کہہ رہا تھا کہ اے سلطان تو لشکرِ جرار کا مالک ہے تجھے خبر نہیں کہ دشتِ کربلا میں سلطانِ کربلا لٹ چکے ہیں۔ بالآخر وہ ہرن فرار کر گیا۔ ناگاہ ایک شیر بلائے آسمانی کی طرح سلطان کی طرف متوجہ ہُوا اور زوردار آواز کے ساتھ حملہ آور ہُوا۔ سلطان کلی طور پہ مجبور ہوگیا اب اس نے استغاثہ کیا فریاد کی یا حسینؑ سبطِ رسولِ ثقلینؑ ادرکنی۔ ناگاہ

قبلہ کی طرف سے گرد نمودار ہوئی گویا کہ صدا آرہی تھی کہ غم نہ کر تیرا زخمی مشکل کشا آ رہا ہے گرد چھٹی سلطان نے دیکھا کہ سوار نقاب دار ہے لیکن سر سے پاؤں تک تیروں اور تلواروں کے زخموں سے خون آلود ہے اس سوار (امامؑ) نے شیر کو جھڑک کر فرمایا کیا تو نہیں جانتا کہ ہمارے محبوں کو تمہیں تکلیف دینے کی اجازت نہیں ہے شیر نے گھوڑے کے قدموں میں سر رکھ دیا اور سر خاک آلودہ کر کے معافی کا طلبگار ہوا اور قبلہ رد ہو کر بہ زبانِ حال فریاد کر رہا تھا یا علیؑ آپ تو شیر خدا ہیں حسینؑ اس حالت میں ہیں۔ شیر نے جنگل کی طرف رُخ کیا اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور پیچھے مڑ مڑ کر امامؑ کے زخمی جسم کو دیکھ رہا تھا پھر نظروں سے غائب ہو گیا۔ شہنشاہ گھوڑے سے اُترا اپنا سر گھوڑے کے قدموں میں رکھ دیا عرض کیا آپ کون بزرگوار ہیں اور اس حالت میں کیوں ہیں؟ فرمایا میں حسین ہوں، شہید کربلا ہوں عرض کی یہ آپ کی کیا حالت ہے؟ پھر آپ نے اپنے تمام مصائب تفصیل کے ساتھ بتائے اور سلطان کی نظروں سے غائب ہو گئے بزم امیر الاولیاء

کوفہ کے دارالامارہ میں چار سر

عبدالملک بن مروان نے خروج کر کے مصعب ابن زبیر والیٔ کوفہ کو قتل کیا اس کا سر دارالامارہ میں طشت میں پیش کیا گیا ایک مرد پیر نے متعجبانہ کلمات ادا کئے۔ عبدالملک نے وجہ پوچھی اس نے کہا میں نے سرِ انور امام حسینؑ اسی جگہ طشت میں ابن زیاد کے سامنے دیکھا اور ابن زیاد کا سر اسی جگہ مختار کے سامنے پیش ہوا مختار کا سر مصعب کے سامنے اسی جگہ لایا گیا اور اب مصعب کا سر تیرے سامنے لایا گیا ہے یہ سن کر عبدالملک نے کہا خدا نہ کرے کہ پانچواں سر بھی تو اسی جگہ دیکھے کہتے ہیں عبدالملک نے اس دارالامارہ کو منحوس سمجھ کر گرا دیا تھا۔

باپ کی خدمت کے اجر کی سچی داستان

ایک معتبر تفسیر میں لکھا ہے کہ ایک شخص بیمار ہوا اس کے چار بیٹے تھے ایک بیٹے نے اپنے تینوں بھائیوں سے کہا یا تم لوگ ابا جان کی تیمارداری کرو مگر وہ انتقال کریں تو ان کی میراث سے کچھ نہ لو یا میں ان کی تیمارداری کروں گا اور ان کے مرنے کے بعد ان کی جائیداد سے کچھ نہ لوں گا ان تینوں بھائیوں نے کہا تم ہی باپ کی خدمت اور تیمارداری کرو ہم لوگ نہ کریں گے بلکہ ہم تو میراث لیں گے اس لڑکے نے اس معاہدہ کے بعد باپ کی تیمارداری کی لیکن باپ انتقال

کر گیا بھائیوں نے تمام میراث لے لی۔ اب باپ کی خدمت کا نتیجہ دیکھیئے خواب میں اس نے دیکھا کوئی شخص کہہ رہا ہے فلاں جگہ جاکر سو اشرفی حاصل کرلو اس نے پوچھا کیا اس میں برکت ہوگی؟ جواب ملا نہیں صبح ہوئی تو یہ اس جگہ نہیں گیا۔ دوسری رات دس اشرفی کی نشاندہی کی گئی۔ پھر اس نے پوچھا کیا اس میں برکت ہوگی آواز آئی نہیں، تیسری رات ایک اشرفی کی جگہ بتائی گئی۔ اور یہ بھی بتایا گیا کہ اس میں برکت ہوگی اس نے وہاں سے یہ ایک اشرفی حاصل کی اس سے دو مچھلیاں خریدیں دونوں کے پیٹ میں سے ایک ایک موتی نکلا۔ اتفاقاً بادشاہ کو ایسے موتی کی بہت آرزو تھی اس نے دونوں موتیوں کی قیمت ۹۰ خچر پر سونا لاد کر ادا کی۔

حسد قتل کا موجب ہوا

خلیفہ معتصم کے پاس ایک عرب آیا خلیفہ کو اس پر بہت اعتماد ہو گیا ہر محفل میں اسے اپنا ساتھی بنالیا یہاں تک کہ خلیفہ کی بیگمات کے پاس بھی بغیر پوچھے آنے جانے لگا وزیر کو اس پر بہت حسد ہوا اور اس فکر میں ہو گیا کہ اگر میں اسے یہاں سے نہیں نکلواؤں گا تو یہ بادشاہ کی نظروں میں مجھے گرا دے گا اس نے اس عرب کی چاپلوسی کرکے ایک دفعہ اپنے ہاں دعوت دی اور اسے بہت سا لہسن کھلا دیا جب وہ کھانے سے فارغ ہوا تو وزیر نے کہا دیکھو خلیفہ کے پاس اس طرح نہ جانا

کیونکہ وہ تم سے لہسن کی بو سونگھے گا تو نفرت کرے گا اسے یہ بُو بہت بری معلوم ہوتی ہے پھر خلیفہ کے پاس جاکر اس سے کہا سرکار وہ عرب تو لوگوں سے کہتا پھرتا ہے کہ خلیفہ کے منہ سے گندی بو نکلتی ہے میں اس کی بدبو سے پریشان ہوں اب جب وہ عرب خلیفہ کے پاس آیا تو لہسن کی بُو چھپانے کے لئے اپنی آستین منہ پر رکھ لی خلیفہ نے اس کو دیکھا تو دل میں کہا کہ وزیر نے جو کچھ اس کے بارے میں کہا تھا سچ ہے۔ خلیفہ آگ بگولا ہو گیا اس نے دوسرے شہر کے ایک کارندے کو خط لکھا کہ جو شخص میرا یہ خط لے کر تمہارے پاس آئے اس کو قتل کر دو اور وہ خط بند کرکے اس پر مہر کرکے اسی عرب کے حوالے کر دیا جب وہ عرب یہ خط لے کر دربار سے باہر آیا تو وزیر سمجھا کہ خلیفہ نے اس کو بڑا انعام دیا ہے اس کو اس سے چھیننا چاہیئے یہ سوچ کر اس نے اس عرب کو کہا کہ تم اتنے سفر کی تکلیف کیوں سہتے ہو مجھ سے ایک ہزار اشرفی لے لو اور یہ خط مجھے دے دو اور خود جاکر اپنے گھر بیٹھ جاؤ عرب رضامند ہو گیا۔ وزیر نے ہزار اشرفی ادا کی اور خط لے لیا۔

اور اس کارندے کے ہاں خوش خوش گیا کہ اب بہت بڑی دولت ملے گی کارندے نے خط پڑھا تو وزیر کو قتل کرا دیا اب بادشاہ نے وزیر اور عرب کو تلاش کرایا۔ عرب مل گیا اس نے کل واقعہ شروع سے آخر تک بیان کر دیا تب خلیفہ کو معلوم ہوا کہ وزیر نے عرب پر حسد کر کے اُسے قتل کرانا چاہا تھا مگر اس کے بدلے میں خود قتل ہو گیا اس نے اس عرب کو بہت انعام دیا خلعت بخشا اور اپنا وزیر بنا لیا۔

خواب کی ابتداء کیونکر ہوئی

امام علی نقیؑ فرماتے ہیں کی انسانیت کی ابتداء میں خواب نہیں ہوتی تھی ایک پیغمبرؑ کو خدا تعالیٰ نے تبلیغ کے لئے بھیجا جب خدا کی اطاعت کے متعلق امت کو فرمایا تو انہوں نے عرض کی کہ ہم کریں تو فائدہ کیا اور نہ کرنے میں نقصان کیا ہوگا فرمایا اطاعت کرنے سے جنت، نافرمانی کرنے سے جہنم ملے گی۔ پوچھا جنت اور جہنم کیا چیز ہے؟ پس جناب نے دونوں کی تعریف کی کہنے لگے ہم روزمرہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے مردوں کی ہڈیاں بوسیدہ ہو جاتی ہیں لیکن ہم ان پر جنت دوزخ کا کوئی اثر نہیں دیکھتے جب انہوں نے نبی کی تکذیب میں ضد اور اضافہ کیا تو اللہ نے ان پر خواب کو طاری کیا پس ہر روز آکر نبی کو خوابیں بیان کرنے لگے تو نبی نے فرمایا کہ اللہ نے تم پر حجت کو تمام کیا کہ جو کچھ تم خواب میں اپنی روح کو آرام۔ الم، غصہ اور غم کے ماتحت دیکھتے ہو بتاؤ ان کا کوئی اثر بدن پر ہوتا ہے اور دوسرے اس سے مطلع ہوتے ہیں عرض کرنے لگے کہ نہیں۔ فرمایا اسی طرح تمہاری روح پر ثواب و عتاب ہوتا ہے لیکن دوسرے اس پر مطلع نہیں ہوتے اور اسی طرح قیامت تک حالت رہتی ہے پس وہ خاموش ہو گئے اور مطمئن ہو گئے۔

ایک لڑکی کمہار کے گھر دوسری کاشتکار کے گھر

بنی اسرائیل کا ایک مرد کی دو لڑکیاں تھیں ایک کی شادی کاشتکار سے کی اور دوسری کی کوزے بنانے والے کمہار کے ساتھ کچھ عرصہ بعد اس نے ارادہ کیا کہ اپنی لڑکیوں کی حالت دریافت کرے پہلے کاشتکار کے گھر گیا پوچھا کیا حال ہے؟ عرض کی شوہر میرا بڑا کاشتکار ہے۔ اگر بارش ہو گئی تو بنی اسرائیل میں ہم جیسا کوئی دولت مند نہ ہوگا پھر دوسری لڑکی کے گھر گیا حال پوچھا عرض کی شوہر میرا کوزے بناتا ہے اگر بارش نہ ہو تو ہم جیسا کوئی دولت مند نہ ہوگا باہر آکر عرض کی

اے پروردگار! تو نے بہت اچھا طریقہ اختیار کیا ہوا ہے کہ اپنے کاموں کو مخلوق پر نہیں چھوڑا۔ اگر کام اُن کے ذمہ ہوتا تو معلوم نہیں کیا ہوتا۔

حکیم کی بدمزاج زوجہ ایک حکیم کے ہاں اس کا دوست آیا اس نے اپنے دوست کے سامنے کھانا رکھا حکیم کی زوجہ بہت بدمزاج تھی کھانا اس کے سامنے سے اٹھا لیا اور اپنے شوہر کو گالیاں بکنے لگی مہمان غصے ہو کر اُٹھ گیا حکیم اس کے پیچھے گیا اور کہا آپ کو یاد ہوگا کہ ایک بار ہم آپ کے گھر کھانا کھا رہے تھے اتنے میں ایک مرغی آئی اور دسترخوان کی تمام چیزوں کو خراب کر ڈالا اس وقت ہم میں سے کوئی غصے ہوا تھا؟ اس نے کہا کہ نہیں حکیم نے کہا تو اب بھی ایسا ہی خیال کر لو وہ شخص ہنس پڑا اور ساری خفگی جاتی رہی سے وہی ہے خوب رُو جو نیک خُو ہو۔ وہی ہے پھول جس میں رنگ و بُو ہو۔

اہل دنیا کی عجیب تمثیل دنیا و اہل دنیا کی تشبیہ میں بیان کیا گیا ہے کہ مثال اس کی ایسی ہے جیسے کسی شخص کے پیچھے ایک مست ہاتھی دوڑا اور یہ بھاگا جب وہ ہاتھی قریب پہنچا یہ مضطر ہو کے ایک کوئیں میں کود پڑا اس کی دیوار میں کسی چیز کا درخت تھا اسے اس نے پکڑ لیا اور لٹک گیا پھر جو خیال آیا تو دیکھا کہ دو چوہے سیاہ اور سفید ہیں جو اس درخت کی جڑ کو کاٹ رہے ہیں اور جب قعر چاہ کی طرف نظر کی تو دیکھا ایک اژدھا منہ کھولے بیٹھا ہے پھر ان شاخوں کو جو غور کیا تو دیکھا اس میں تھوڑا سا شہد مکھیوں نے لگا دیا ہے پس وہ شخص شہد چاٹنے میں مصروف ہو گیا اور مکھیاں ہیں کہ اُسے کاٹ رہی ہیں۔ برابر ڈنک پہ ڈنک مار رہی ہیں مگر وہ کچھ خیال نہیں کرتا۔ اب دیکھئے کہ وہ چاہ جس میں اس نے قرار پکڑا ہے یہی دنیا ہے اور درخت جس کے زور پر لٹکا ہوا ہے اس کی عمر ہے اور وہ دونوں سیاہ و سفید چوہے شب و روز ہیں جو طناب عمر کو برابر قطع کر رہے ہیں اور وہ اژدھا جو منہ کھولے انتظار میں ہے اس کی موت ہے کہ ادھر رشتۂ عمر قطع ہوا اور ادھر دہان اجل میں پہنچا اور وہ شہد جسے یہ چاٹ رہا ہے لذت دنیا ہے اور مکھیاں اہل دنیا ہیں جو اسے اطمینان سے کھانے نہیں دیتیں۔

زاہد کی آخری وقت اپنے قریبیوں سے گفتگو

کتاب تحفہ اثنا عشریہ میں ہے کہ ایک شخص بہت دیندار اور عابد تھا اس کی موت کے وقت اس کے قریبی باپ ۔ماں ۔بیوی اور بچے گریہ کرنے لگ گئے وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور ان سے رونے کی وجہ پوچھی ہر ایک نے جواب دیا کہ آپ کے مرجانے کے بعد ہمارا سہارا کون ہوگا؟ اس کے بعد وہ زور سے چیخا۔ پھر ان تمام نے پوچھا تم کیوں روتے ہو؟ عابد نے کہا میں اس لئے روتا ہوں کہ تم لوگ اپنے لئے روتے ہو اور تمہیں اپنے نفع کا خیال ہے۔ ہائے افسوس میرا کسی کو بھی خیال نہیں۔ میرے پیش نظر دور دراز کا سفر ہے زادِ راہ کم ہے قبر کی تاریکی سامنے ہے قیامت میں ذرّہ ذرّہ کا حساب ہوگا اس کے بعد وہ منہ کے بل گرا اور جان دے دی۔

حضرت داؤدؑ کا فیصلہ (قضائے آخرت)

حضرت داؤد نے اللہ سے سوال کیا کہ ایک قضیہ قضائے آخرت سے اپنے بندوں پر ظاہر فرما۔ وحی ہوئی ایسا سوال تمام مخلوق سے قبل اس کے کسی نے نہیں کیا ہے اور نہ میں نے کسی کو اس پر مطلع کیا ہے نہ کروں گا۔ داؤد نے التجا کی جبرئیل نازل ہوئے اور کہا اللہ سے ایسی چیز پوچھی جو قبل کسی نے نہیں پوچھی تھی اللہ نے تیری دعا کو قبول فرمایا ہے اول کل جو قضیہ تیرے سامنے پیش ہوگا۔ اس سے حکم آخرت ہوگا پس صبح حضرت داؤد مجلس قضا میں بیٹھے ایک بوڑھا ایک جوان کے ساتھ جس کے ہاتھ میں ایک خوشہ انگور تھا وارد ہوا اور عرض کی یہ جوان میرے باغ میں داخل ہوا اور یہ انگور توڑ لئے داؤد نے جوان سے پوچھا اس نے اقرار کر لیا وحی ہوئی حکم آخرت بجالا لیکن بنی اسرائیل قبول نہ کریں گے اے داؤد یہ باغ اس جوان کے باپ کا تھا اس بوڑھے نے اسے قتل کیا اور چالیس ہزار درہم غصب کر کے باغ کے فلاں کنارے میں دفن کئے پس جوان کے ہاتھ میں شمشیر دے کہ اس بوڑھے کا سر کاٹے تاکہ باپ کا عوض ہو اور باغ اس کے قبضہ میں دے دیا جائے اور اس کو کہو کہ فلاں مقام کھود کر باپ کا مال نکال لے۔ جناب داؤد نے ڈرتے ہوئے ایسا حکم صادر فرمایا۔

حضرت داؤد کا فیصلہ ۲

دو شخص جھگڑتے ہوئے حضرت داؤد کے پاس آئے ہر ایک گواہ پیش کرتا تھا اور کہتا تھا یہ گائے میری ہے داؤد

نے محراب میں جاکر عرض کیا وحی ہوئی جس کے ہاتھ میں گائے ہے اس کو قتل کر کے دوسرے کو دی جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا بنی اسرائیل نے شور مچایا کہ بغیر کسی ثبوت۔ دلیل اور ترجیح کے اس کو قتل کر دیا گیا حالانکہ جس کے ہاتھ میں مال ہو وہ اسس کا زیادہ حقدار ہوتا ہے داؤد پھر محراب کی طرف گئے عرض کی بار الہٰا! تو نے ان کے شور کو سن لیا حکم ہوا جس کے ہاتھ میں گائے تھی اس نے دوسرے کے باپ کو قتل کر کے یہ گائے لے لی تھی پس اب جب کوئی ایسا قضیہ پیش ہو تو ظاہری شرع کے مطابق عمل کریں اور مجھ سے سوال نہ کریں اور میرے حکم کو روز جزا کے لئے چھوڑ دیں۔

حضرت داؤد کے زمانے کی زنجیرِ عدل

حضرت صادق آلِ محمد فرماتے ہیں کہ داؤد کے زمانے میں آسمان سے ایک زنجیر لٹکی ہوئی تھی جب مظلوم ہاتھ لگاتا تو وہ اس تک پہنچ جاتا تھا اور ظالم کا نہیں پہنچتا تھا۔ ایک روز دو آدمیوں کا ایک گوہر کا جھگڑا ہو گیا وہ اسس طرح کہ ایک آدمی نے ایک گوہر دوسرے کو بطور امانت دیا تھا اس نے اسس کو عصا میں چھید لگا کر پوشیدہ کر دیا جب مالک نے طلب کیا تو اس نے انکار کر دیا حتیٰ کہ وہ زنجیر کے پاسس پہنچے پہلے صاحبِ مال نے دست دراز کیا تو ہاتھ پہنچ گیا پھر جب امانتدار کی باری آئی تو اسس نے وہ عصا صاحبِ مال کو پکڑا کر ہاتھ دراز کیا تو یہ بھی پہنچ گیا اسس لئے کہ گوہر عصا میں تھا اور عصا صاحبِ مال کے پاس تھا جب ان میں یہ حیلہ صادر ہوا تو اللہ نے زنجیر کو اٹھا لیا اور وحی کی کہ اب گواہوں اور قسم سے فیصلہ کرو۔

بیوی پریشانی کا موجب ہے

ایک صاحب کو ہسپتال کے ڈاکٹر نے بتایا "آپ کی بیوی صرف چند گھنٹے کی مہمان ہے آپ پریشان تو ضرور ہوں گے لیکن ہمیں افسوس ہے کہ اب کچھ نہیں کیا جا سکتا" وہ صاحب بولے "کوئی بات نہیں ڈاکٹر صاحب! بھلا اتنے برس پریشان رہا ہوں چند گھنٹوں کی پریشانی اور سہہ لوں گا۔"

حصولِ پاکستان میں نصف حصہ ہندوؤں کا ہے

ایک صحافی نے قائد اعظم سے کہا "آج تو آپ حد درجہ خوش ہوں گے آخر آپ نے پاکستان حاصل کر ہی لیا" انہوں نے فرمایا "میں نے پاکستان اکیلے حاصل نہیں کیا ہے اس کے حصول میں میرا حصہ روپے میں صرف دو آنے ہے چھ آنے کے برابر دس کروڑ مسلمانوں کا ہے

اور روپے میں آٹھ آنے ہندوؤں کا حصہ ہے" ان کی یہ بات سن کر تمام غیر ملکی نامہ نگار حیران رہ گئے۔ قائداعظم نے ان کی حیرانی دور کرنے کے لئے کہا" اگر ہندو قوم متعصب اور تنگ نظر نہ ہوتی تو ہمیں پاکستان بنانے کی ضرورت ہی نہ پڑتی یہ ہندو قوم کا تعصب، تنگ دلی اور ہٹ دھرمی تھی جو ہمارے عزم راسخ اور بالآخر کامیابی کا" سبب بنی۔ قومی ڈائجسٹ۔

قائداعظم کی کفایت شعاری اور موجودہ افسران کی شاہ خرچی

قائداعظم کو مشرقی پاکستان میں سیاسی بے چینی کی خبر ملی اس زمانے میں ایک ہی ائرلائن تھی جس کے پاس سست رفتار ڈکوٹا جہاز تھا ان سے کہا گیا کہ وہ بیمار رہتے ہیں ڈکوٹا میں سفر نہ کریں۔ برٹش ایرویز کے آرام دہ طیارے میں سفر کریں جب انہیں معلوم ہوا کہ اس کا کرایہ پندرہ ہزار پونڈ ہے تو انہوں نے کہا" میرا یہ غریب ملک اس فضول خرچی کا متحمل نہیں ہو سکتا" انہوں نے ملک کے پندرہ ہزار پونڈ بچانے کے لئے تکلیف دہ ڈکوٹا میں سفر کیا۔ وہ زیارت میں بیمار پڑ گئے تھے تجویز پیش کی گئی کہ ان کے علاج کے لئے غیر ملکی ڈاکٹر بلائے جائیں انہوں نے کہا زندگی اور موت خدا کے ہاتھ میں ہے غریب ملک کے خزانے پر بوجھ نہ ڈالو" پھر ان کے مستقل معالج لیفٹیننٹ کرنل الٰہی بخش نے ان کا علاج کیا۔ آج ایک چھوٹے سے شعبے کا معمولی افسر بیمار ہوتا ہے تو اپنے بیوی بچوں سمیت سرکاری اخراجات پر یورپ اور امریکہ جاتا ہے ایک وزیر صاحب کی بیگم صاحبہ ایک شہر میں اپنے سینڈل بھول آئی تھیں سینڈل لانے کے لئے ایک طیارہ اس شہر کو روانہ کیا گیا تھا۔ ایک اور صاحب اقتدار کے سرکاری طیارے میں خرابی پیدا ہو گئی تھی اس کی مرمت پر ڈیڑھ کروڑ روپے خرچ آتا انہوں نے ڈیڑھ کروڑ روپے بچانے کے لئے اکیس کروڑ روپے کا نیا جہاز خرید لیا۔ یہ رقم اکیس برسوں تک قسطوں میں ادا کی جائے گی (اکیس برس تک کون اقتدار میں رہتا ہے بعد میں جو حکمران بن کر آتے رہیں گے وہ ورلڈ بنک سے قرضے لے کر قسطیں بھگتتے رہیں گے) پھر دکھڑا رویا جاتا ہے کہ پاکستان قرضوں کے بوجھ تلے دبا ہوا ہے خزانہ خالی ہے پاکستان میں پیدا ہونے والا ہر بچہ تین لاکھ روپے کا مقروض ہے ان بچوں کے والدین بمشکل دو وقت کی روٹی کھاتے ہوں گے۔ کبھی انہوں نے لاکھ روپے ایک ساتھ نہیں دیکھے ہوں گے پھر پاکستان کے ہر بچے کو تین لاکھ روپے کا مقروض کون بناتا ہے۔ قومی ڈائجسٹ

سفارش

اس دنیا میں مہنگائی کے بعد جو چیز مسلسل بڑھ رہی ہے اس کا نام سفارش ہے بغیر سفارش کے کسی کام کا ہونا معجزہ ہی ہے سفارش سے ہر جائز و ناجائز کام ہو سکتا ہے کبھی کبھی خیال آتا ہے کہ اگر سفارش نہ ہوتی تو ہم کام کیسے کرتے بلکہ کیا کرتے ؟ اللہ خوش رکھے سفارش کو کہ ہر کام فوراً کرا دیتی ہے میں تو اس کو مسائل کی چابی کہوں گا اس کی مدد سے بچوں کو اسکول میں داخلہ مل جاتا ہے۔ ہسپتال سے دوا، چینی کا پرمٹ، روٹ پرمٹ، سیمنٹ ایجنسی، اعلیٰ ملازمت، عدالت سے انصاف، جیل سے رہائی وغیرہ تک سارے کے سارے مسائل حل ہو جاتے ہیں اگر یقین نہیں آتا تو کسی روز سفارش کے بغیر تھانے میں رپورٹ درج کرانے تشریف لے جائیں۔ رپورٹ تو ایک طرف۔ اگر آپ نقض امن کے جرم میں اندر نہ دھر لئے گئے تو ہمارا نام بدل دیں یقین کریں کہ جب تک سفارش آپ کو نکالنے نہ آجائے آپ اندر ہی رہیں گے یہ ہے سفارش کا کرشمہ یہاں ہمیں یہ بات تسلیم کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں کہ بعض اوقات سفارش کے ساتھ بھی کام نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ حادثہ صرف اس وقت پیش آئے گا۔ جب آپ کی سفارش سے کوئی بڑی تگڑی سفارش آجائے گی مثلاً اسمبلی کے ممبروں وغیرہ کی سفارش۔ حد تو یہ ہے کہ حکومت خود بھی سفارش کرتی رہتی ہے یقین نہ آئے تو کوئی اخبار پڑھ لیجئے آپ کی نظروں سے ایسی بے شمار خبریں گذریں گی کہ کمیٹی نے اپنی سفارشات پیش کر دیں حکومت نے مختلف کمیٹیاں اور کمیشن قائم کئے ہیں اور ہدایت کی ہے کہ وہ جلد اپنی سفارشات مکمل کریں وغیرہ وغیرہ اس سے آپ سفارش کی اہمیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں اس معاشرے میں بعض سیدھے سادھے لوگ بھی ہیں جو معاشرے سے سفارش ختم کرنے کے لئے حکومت سے پرزور سفارش کرتے رہتے ہیں سفارش کی کرامتوں اور برکتوں سے تو ہم کافی عرصے سے متاثر تھے مگر یہ مضمون لکھنے کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ سچی بات ہے یہ مضمون بھی چند دوستوں کی پُر سفارش پہ مجبور ہو کر لکھا ہے۔ یہ بالکل سچی حقیقت ہے "سفارش زندہ باد"

درویش کا ظالم سپاہی سے بدلہ

کہتے ہیں ایک ظالم اور بے رحم سپاہی نے ایک درویش کے سر پر پتھر مارا درویش نے اس کی طرف دیکھا اور اسے صاحب اختیار اور طاقت ور پایا تو خاموش ہو رہا لیکن وہ پتھر سنبھال لیا۔

جو سپاہی نے اس کے سر پر دے مارا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کچھ عرصے بعد اس ظالم سپاہی پر خدا کا قہر نازل ہوا بادشاہ اس سے کسی بات پر ناراض ہوگیا اور اس نے اسے ایک کنوئیں میں قید کر دیا اتفاق سے ایک دن وہی درویش اس کوئیں کے قریب سے گذرا جس میں سپاہی کو قید کیا گیا تھا درویش نے اپنے دشمن کو اس حالت میں دیکھا تو وہی پتھر اپنی جھولی سے نکالا۔ اور سپاہی کے سر پر دے مارا۔ سپاہی درد سے بلبلا اٹھا اور اوپر منہ اٹھا کر درویش سے کہا بندۂ خدا تو نے ناحق مجھے کیوں مارا؟ درویش نے جواب دیا میں نے تجھے ناحق ہرگز نہیں مارا۔ مجھے پہچان میں وہی ہوں جس کے سر پر تو نے بے وجہ پتھر مارا تھا اور یہ پتھر بھی وہی ہے۔ جو میرے سر پر لگا تھا اس وقت تو صاحب اختیار تھا اور میں مجبور تھا اب خدا نے تجھے اس حالت کو پہنچایا تو بدلہ اتارنے کا موقعہ ملا۔ اگرچہ درگذر اور معاف کر دینے کی برکتوں سے انکار نہیں کیا جا سکتا لیکن از روئے اخلاق بھی یہ بات ضروری ہے کہ دشمن سے انتقام لیا جائے کیونکہ ایسا کرنے سے ظالم کی حوصلہ شکنی اور دیکھنے والوں کو عبرت حاصل ہوتی ہے اور بُرے کام کا انجام بالآخر بُرا ہوتا ہے ہاں اس سلسلے میں یہ بات ضروری ہے کہ طاقت فراہم کئے بغیر دشمن کو نہیں للکارنا چاہیئے۔

کچھ سردار صاحبان کے بارے

۱۔ دو سردار صاحبان سٹیشن پر پہنچے گاڑی چار گھنٹے لیٹ تھی ایک صاحب نے کہا کہ واپس چلے جائیں پھر آجائیں گے دوسرے نے کہا واپس جانے کی ضرورت نہیں یہ چار گھنٹے تو پانچ منٹوں کی گپوں میں گذر جائیں گے۔

۲۔ ایک سردار جی کا نالا گندا تھا اپنے گھر واپسی میں ایک گھنٹہ لیٹ پہنچے بیوی نے وجہ پوچھی کہنے لگے یہ سب تمہاری مہربانیاں ہیں میں نے صبح تم سے کہا تھا میری شلوار کا نالہ گندہ ہو رہا ہے اسے تبدیل کر دو بیوی نے کہا میں بھول گئی تھی مگر تمہاری تاخیر کا اس سے کیا تعلق۔ کہنے لگا جب واپس آرہا تھا تو کلینر نے کہا گندے نالے والی سواریاں اتر جائیں میں وہاں اترا اور وہاں سے پیدل آیا ہوں۔

۳۔ ایک سردار صاحب کو ان کے ماتحت کلرک نے کہا۔ درخواستیں بہت اکٹھی ہوگئی ہیں۔ اور آپ نے ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کیا سردار صاحب نے چند درخواستیں اٹھائیں اور فرمانے لگے یہ منظور ہیں اور دوسری سب نامنظور۔

۴۔ ایک سردار صاحب کراچی جانے کے لئے لاہور سے گاڑی میں بیٹھ گئے گاڑی کو پشاور جانا تھا انجن لگا ہُوا نہ تھا اوپر والی سیٹ پر دراز ہو گئے اور گاڑی پشاور کو روانہ ہو گئی جب وزیرآباد کا سٹیشن آیا گاڑی رُکی لوگ اترنے لگے اور آوازیں دینے لگ گئے وزیرآباد آگیا وزیرآباد آگیا سردار صاحب نے سر اٹھایا اور کہنے لگے سائنس بہت ترقی کر گئی ہے لوگوں نے کہا سردار جی یہ کیا بات ہے سائنس کی۔ کہنے لگے دیکھا نہیں کہ گاڑی کے اُوپر کے بیٹھے کراچی جا رہے ہیں اور نیچے پشاور جا رہے ہیں۔

۵۔ ایک سردار صاحب افسر تھے اور کلرک بھی اتفاقاً سکھ تھا ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے کہ لوگ ہمیں بیوقوف کہتے ہیں دماغ اپنا ٹھیک نہیں ہوتا سردار صاحب پنسل کے ساتھ فائلوں پر دستخط کر رہے تھے کلرک بلاٹنگ پیپر سے خشک کر رہا تھا پھر دونوں کہنے لگے لوگ سچے ہیں۔ بھلا بلاٹنگ کی پنسل کے دستخط پر کوئی ضرورت ہے۔

۶۔ ایک سردار صاحب جج تھے کسی نے کہا میرے بھائی کے لئے سزائے موت کوشش کر کے عمر قید میں تبدیل کرا دیں کہا میرے ساتھ اور بھی دو جج ہیں ان سے بھی کہوں گا۔ عمر قید کا فیصلہ ہو گیا۔ یہ شکریہ کے لئے گیا سردار صاحب نے کہا دوسرے دونوں جج بری کرتے تھے میں نے کوشش کر کے عمر قید کرا دی ہے۔

سیّد جمال الدین افغانی اسدآبادی (متوفی ۱۳۱۵ھ)

مشہور ہے جب پیرس میں روسی سفیر نے سید جمال الدین اسدآبادی سے ملنا چاہا تو اس نے ملاقات کی تاریخ ایسی مقرر کرائی جو دو ہفتہ بعد آنے والی تھی اس کے بعد یہ سید ایک کتب فروش کے ہاں گئے اور اس سے کہا مجھے فرانسیسی میں روسی زبان سکھانے والی کتاب چاہیئے میں خریدلوں گا بشرطیکہ تم اس کا بھی انتظام کردو کہ آج سے ایک ہفتہ بعد کوئی روسی زبان بولنے والا آدمی مجھ سے ملاقات بھی کر سکے کتب فروش نے کتاب بھی دی اور ایک شخص کا انتظام بھی کر دیا جو اُسی کے ہاں ملازم تھا۔ جمال الدین افغانیؒ نے ایک ہفتہ بطور خود کتاب دیکھی پھر آٹھویں دن سے چودہویں دن تک روزانہ روسی سے باتیں کرتے رہے اور پندرہویں دن وہ تیار ہو گئے تھے کہ روسی سفیر سے بغیر کسی مترجم کی وساطت کے ملاقات کریں۔ عظیم شخصیتیں۔ مصنف مولانا ابوالکلام آزاد۔ (یہ عظیم

رہنما سرآمد فقہائے روزگار شیخ مرتضیٰ الانصاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۸۱ھ) کے نامور شاگرد تھے۔ اصل و اصول شیعہ)

نوشیرواں اور اس کے خادم کی نیک زوجہ

ایک دن نوشیروان کسریٰ ایک مرتفع مکان پر گیا تو اس کی نظر ایک خوبصورت عورت پر پڑی جو اسے بہت پسند آئی اس نے اپنے ندیموں سے اس عورت کا پتہ کرایا معلوم ہوا اس کے خادموں سے ایک کی بیوی ہے۔ کسریٰ نے اس کے خاوند کو دور دراز کے علاقے میں کسی کام سے بھیج دیا اس کے جانے کے بعد اس کے مکان پر پہنچا جب عورت نے سلطان کو اپنے گھر میں آتے دیکھا تو آداب بجالائی کسریٰ نے اسے اپنی ضرورت سے آگاہ کیا تو عورت نے انکار کرتے ہوئے جواب دیا کہ یا سلطان! اگر میں یہ گناہ اپنے لئے پسند کر بھی لوں تو آپ کے لئے پسند نہیں کرتی کیونکہ آپ شہنشاہ ہیں اور آپ نے سلطنت کا بہت اچھا کام کیا ہے کیا آپ نے شاعر کا یہ کلام نہیں سُنا جس کا مطلب یہ ہے جس وقت کھانے پر مکھی بیٹھتی ہے تو میں ہاتھ روک لیتا ہوں۔ جبکہ مجھے بھوک بھی ہوتی ہے اور شیر اس پانی کو نہیں پیتا جس کو کتے نے چاٹا ہو کسریٰ پھر بھی باز نہ آیا تو عورت نے یہ شعر پڑھا........ ترجمہ :- خدا کی قسم ہرگز کسی نے نہیں بتایا کہ کبھی شیر نے بھیڑیئے کا بچا ہوا کھایا ہو۔ کسریٰ بہت ہی شرمندہ ہوا اور معذرت کی اور واپس چلا آیا۔ اسد ۲۶ ؍اکتوبر ۸۸ء

دربان کا ایثار و سخی مان

ہارون رشید کے دور میں مان نامی ایک سخی بہت مشہور تھا ہارون رشید اس پر کسی وجہ سے ناراض ہو گیا یہ بیچارہ روپوش ہو گیا ہارون نے اس کے تلاش کرنے والے کے لئے انعام کا اعلان کیا۔ مان نے اپنے آپ کو کافی ایام دھوپ میں کھڑا کئے رکھا کہ حلیہ بدل جائے پھر پھٹا پرانا لباس پہن کر شہر سے باہر نکل پڑا لیکن ایک سرکاری ملازم نے اسے پہچان کر پکڑ لیا اس نے کہا تو تو مان ہے اور ہارون رشید کو مطلوب ہے اس نے انکار کیا دربان نے کہا مجھے یقین ہے کہ تو مان ہے۔ مان کو یقین ہو گیا کہ اب خلاصی مشکل ہے اس نے ایک بہت قیمتی ہار نکالا اور دربان کو کہا یہ لے لو اور مجھے ہارون کے سپرد نہ کرو اس دربان یعنی معمولی ملازم نے کہا میری ماہوار تنخواہ ۱۵ درہم ہے اور یہ لاکھوں دینار کی ملکیت کا ہار ہے میری نسلیں اس کی قیمت پر گزارہ کر سکتی ہیں لیکن میں یہ وصول کر کے آپ کو واپس کرتا ہوں اور آپ کو بھی آزاد کرتا ہوں میں اپنی زندگی اس معمولی تنخواہ پر گزار لوں گا۔ لیکن میں بھی یہ چاہتا ہوں کہ میری سخاوت اور ایثار بھی یادگار رہے کہ واقعی آپ

سخی ہیں لیکن میں بھی وہ ہوں کہ جس نے ماں کو اتنا قیمتی ہار عنایت کر دیا تھا۔

سادہ لوح باپ بیٹا

کہتے ہیں ملتان کا ایک جولاہا تانا بن رہا تھا پاس ہی نو عمر بیٹا بیٹھا تھا بیٹے نے کھانے کی ضد کی روٹی کھانے لگا وہاں پانی کی بالٹی میں اپنی شکل دکھائی دی چیخ مار کر بولا ابا! یہ دیکھو مجھ سے روٹی چھین رہا ہے باپ بھاگا بھاگا آیا بالٹی میں اپنی ہی شکل دکھائی دی تو غصے سے بولا شرم نہیں آتی بچے سے روٹی چھین رہے ہو۔

خوشامد کا جنازہ

ایک آدمی نے دیکھا ایک جگہ جنازہ رکھا ہے کافی لوگ قطار میں کھڑے ہیں سامنے ایک کتا بندھا ہے جس کے گلے میں ہار ہے اس نے کہا یہ کیا تماشہ ہے۔ ایک آدمی بولا میری ساس مر گئی ہے پوچھا وہ کیسے؟ اس نے جواب دیا اس کتے نے کاٹا تھا اس نے خوش ہو کر کہا ایک دن کے لئے یہ کتا مجھے بھی دے دو۔ بولا تم بھی اسی بیماری اور مصیبت میں مبتلا ہو تو آؤ تم بھی اسی قطار میں کھڑے ہو جاؤ یہ سب لوگ یہ کتا ہی لینے آئے ہیں۔

علامہ غلام حسین کنتوری مرحوم اور ان کے مردہ دوست

میر تفضل حسین مرحوم رئیس ضلع آگرہ ایک مرد دیندار شب زندہ دار تھے اور مجھ (علامہ غلام حسین کنتوری) سے ان کو زیادہ محبت تھی جب وہ مر گئے تو میں شاید بنارس میں تھا ان کی ماتم پرسی کا جس روز میں نے ارادہ کیا اسی شب کو مرحوم نے اپنی زوجہ کو خواب دکھایا کل کے دن مولانا غلام حسین آئیں گے خبردار خبردار جس طرح ہم ان کی تواضع و مدارت کرتے تھے اسی طرح تم سب کرنا کسی طرح سے کمی نہ ہو یہ خواب صبح کو اٹھ کر مسماۃ نے اپنے اعزہ سے بیان کیا لوگوں کو خیال ہوا کہ یہ محض خواب و خیال ہوتے ہیں اتنے میں ہم سہ پہر کو جا پہنچے اب سب کو حیرت ہوئی اور گریہ و زاری کرنے لگے مجھے بھی ضبط نہ رہا اور میں نے ان کو سمجھایا کہ اگرچہ ان کے مرنے کا رنج عظیم ہے۔ لیکن مرحوم قبر میں آرام و راحت سے ہیں مقید و مجبور نہیں پھر میں اُن کی قبر پر فاتحہ پڑھنے کے لئے گیا اور اُن پر سلام کر کے اُن کا شکریہ ادا کیا کہ سچے دوست ایسے ہوتے ہیں کہ بعد مرنے کے بھی بشرط اختیار اپنے دوست کی آؤ بھگت کرتے ہیں پھر چند سال کے بعد ایک روز میں نگھٹی (اُن کا وطن) گیا اس روز کی شب کو بھی مرحوم نے اپنی زوجہ کو وہی ہدایت کی جو اوپر گزری ہے اب تو ایسے واقعات پر اور بھی یقین بڑھ گیا ہے۔ انتصار الاسلام کنتوری۔

مشہور اداکار نے اداکاری کیوں چھوڑی

ایک مشہور اداکار نے اپنے عروج کے زمانہ میں فلم انڈسٹری چھوڑنے کا اعلان کیا سب اس کے فیصلے سے حیران ہوئے انٹرویو میں جب سوال کیا گیا اب جبکہ وہ پورے عروج پر ہے کیا یہ فیصلہ قبل از وقت نہیں اس پر اداکار نے مختصر سا جواب دیا" عروج کی چہل پہل اور رونق کو اس وقت چھوڑنا بہتر ہے کہ جب سب پوچھیں کہ جا کیوں رہے ہو؟ نہ کہ جب سب کہنے لگیں کہ یہ چلا کیوں نہیں جاتا۔" ہمارے فن کار مقررین اور ذاکرین کے لئے عمدہ نصیحت ہے۔

ایک حدیث پر بھی عمل نہیں کر سکا

منقول ہے کہ حضرت ابو حفص حدادؒ کے محلہ میں کوئی محدث حدیث بیان کیا کرتے تھے اور جب اہل محلہ نے آپ سے حدیث سننے کے لئے چلنے کو کہا تو فرمایا تیس برس قبل ایک حدیث سنی تھی اور آج تک اس پر مکمل عمل نہیں کر سکا پھر مزید حدیث سن کر کیا کروں گا اور جب لوگوں نے وہ حدیث پوچھی تو آپ نے سنادی کہ "بہترین مرد وہی مسلمان ہے جو ایسی چیزوں کو چھوڑ دے جن میں کوئی اسلامی مفاد مضمر نہ ہو۔ تذکرۃ الاولیاء

مذاق کا جواب

ایک شخص کو مذاق کی بہت عادت تھی ایک دفعہ اس نے اپنے ایک دوست کو امریکہ سے "بیرنگ خط" لکھا جس میں صرف یہ درج تھا " میں خیریت سے ہوں"۔ چند روز بعد اسے ایک بھاری پارسل موصول ہوا جس کو چھڑانے کے لئے اس کو کافی رقم ادا کرنا پڑی جب اس کو کھولا تو اس میں سے ایک بڑا پتھر نکلا جس پر ایک چٹ لگی تھی جس پر تحریر تھا "آپ کی خیریت کی اطلاع پا کر دل سے فکر کا یہ بھاری پتھر اتر گیا۔"

سر سید احمد خان نے چندہ کیسے وصول کیا

سر سید احمد خان مرحوم علی گڑھ یونیورسٹی کے ابتدائی مراحل میں اس کی تعمیر وغیرہ کے لئے دورہ کر کے چندہ فراہم کیا کرتے تھے ایک دفعہ ایک قصبہ میں تقریر کر کے لوگوں کو سمجھایا اور چندے کی اپیل کی لیکن کچھ وصول نہ ہوا جب واپس ہوئے تو دیکھا کہ ایک قلندر اپنے ریچھ کے ساتھ گدھی پر گندم کی ایک بوری لادے ہوئے ہے معلوم ہوا اس نے گندم کے علاوہ اچھی خاصی رقم بھی جمع کر لی ہے آپ نے تفصیل دریافت کی تو اس نے بتایا یہ سب اس ریچھ کی برکت ہے آپ نے اپنے ساتھی کو

کہا ہماری قوم کتنی بے حس ہے یہ میرے مقابلے میں ایک ریچھ جیسے حیوان کی قدر دان ہے تم میرے گلے میں رسی ڈالو اور پیٹھ پر کمبل۔ پھر میں لوگوں کے سامنے ریچھ کی طرح ناچوں گا آپ نے اس ذلت کے ساتھ قوم کے ضمیر کو جھنجھوڑا اور تھوڑے تھوڑے چندے کے ساتھ علی گڑھ یونیورسٹی کی بنیاد رکھ گئے۔

بہلول کے ایک ڈھیلے نے تین مسائل حل کئے

حضرت امام ابو حنیفہ درس میں مصروف تھے کہ بہلول انہیں ڈھیلا مار کر بھاگ گئے شاگردوں نے انہیں پکڑ کر قاضی کے سامنے پیش کیا۔ بہلول سے وجہ پوچھی انہوں نے فرمایا امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ شیطان کو جہنم کی آگ نہیں جلا سکے گی کیونکہ اس کی خلقت آگ سے ہے تو یہاں مٹی کا ڈھیلا مٹی کے انسان کو کہاں تکلیف دے سکتا ہے؟ امام صاحب نے فرمایا مجھے ابھی تک درد ہو رہا ہے۔ بہلول نے فرمایا یہ جھوٹ بول رہے ہیں یہ درد دکھائیں فرمایا درد کوئی نظر آنے والی شے ہے بہلول نے کہا آپ تو فرمایا کرتے ہیں کہ اللہ جو موجود ہے تو اس کا دیدار ہونا چاہیئے اور ہوگا اللہ نظر آئے گا اگر درد ہے تو دکھائیں اگر درد نظر نہیں آتا تو درد کا خالق کیسے نظر آئے۔ بہلول نے کہا مجھے سزا کس بات کی دلواتے ہو امام صاحب فرمایا کرتے ہیں نیکی بدی اللہ کی طرف سے ہے تو یہ ڈھیلا بھی ان کے قول کے مطابق اللہ نے مارا ہے اُسے سزا دیں میرا تو کوئی جرم نہیں ہے اس طرح بہلول نے ایک ڈھیلے کے ساتھ تین مسئلے حل کئے

قاضی یحییٰ بن اکثم اور امام محمد تقیؑ کا مناظرہ

مامون الرشید نے ایک عظیم الشان جلسہ اس مناظرے کیلئے منعقد کیا اور عام اعلان کر دیا ہر شخص اس عجیب اور غیر متوازی مقابلے کے دیکھنے کا مشتاق ہو گیا جس میں ایک طرف آٹھ برس کا بچہ تھا اور دوسری طرف ایک آزمودہ کار اور شہرۂ آفاق قاضی القضاۃ۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ ہر طرف سے خلائق کا ہجوم ہو گیا۔ مورخین کا بیان ہے کہ ارکان دولت اور معززین کے علاوہ اس جلسے میں نو سو کرسیاں فقط علماء اور فضلاء کے لئے مخصوص تھیں اور اس میں کوئی تعجب نہیں اس لئے کہ یہ زمانہ عباسی سلطنت کے شباب اور بالخصوص علمی ترقی کے اعتبار سے زرّین دور تھا اور بغداد دارالسلطنت تھا جہاں تمام اطراف سے مختلف علوم و فنون کے ماہرین کھینچ کر

جمع ہو گئے تھے اس اعتبار سے یہ تعداد کسی مبالغہ پر مبنی معلوم نہیں ہوتی۔ مامون نے امام محمد تقیؑ کیلئے اپنے پہلو میں مسند بچھوائی اور حضرت کے سامنے یحییٰ بن اکثم کے لئے بیٹھنے کی جگہ تھی۔ ہر طرف کامل سناٹا تھا اور گفتگو شروع ہونے کا منتظر ہی تھا کہ اس خاموشی کو یحییٰ کے اس سوال نے توڑ دیا جو اس نے مامون کی طرف مخاطب ہو کر کہا تھا: "حضور! کیا مجھے اجازت ہے کہ میں امام محمد تقیؑ سے کوئی مسئلہ دریافت کروں؟" مامون نے کہا "تم کو خود ان ہی سے اجازت طلب کرنا چاہیئے" یحییٰ امام کی طرف متوجہ ہوا اور کہا "کیا آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں آپ سے کچھ دریافت کروں" فرمایا "تم جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھ سکتے ہو" یحییٰ نے پوچھا "حالت احرام میں اگر کوئی شکار کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟" اس سوال سے اندازہ ہوتا ہے کہ یحییٰ حضرت امام محمد تقیؑ کی علمی بلندی سے بالکل واقف نہ تھا وہ اپنے غرور علم اور جہالت سے یہ سمجھتا تھا کہ یہ کم سن صاحبزادے تو ہیں ہی۔ روز مرہ کے روزے نماز کے مسائل سے واقف ہوں تو ہوں مگر حج وغیرہ کے احکام اور حالت احرام میں جن چیزوں کی ممانعت ہے ان کے کفاروں سے بھلا کہاں واقف ہوں گے۔ امامؑ نے اس کے جواب میں اس طرح سوال کے گوشوں کی الگ الگ تحلیل فرمائی جس سے بغیر کوئی جواب اصل مسئلے کا دیتے ہوئے آپ کے علم کی گہرائیوں کا یحییٰ اور تمام اہل محفل کو اندازہ ہو گیا۔ یحییٰ خود بھی اپنے کو سبک پانے لگا اور تمام مجمع بھی اس کا سبک ہونا محسوس کرنے لگا۔

آپ نے جواب میں فرمایا تمہارا سوال بالکل مبہم اور مجمل ہے۔ یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ شکار حل میں تھا یا حرم میں۔ شکار کرنے والا مسئلے سے واقف تھا یا ناواقف۔ اس نے عمداً اس جانور کو مار ڈالا یا دھوکے سے قتل ہو گیا۔ وہ شخص آزاد تھا یا غلام۔ کمسن تھا یا بالغ۔ پہلی مرتبہ ایسا کیا تھا یا اس سے پہلے بھی ایسا کر چکا تھا؟ شکار پرندکا تھا یا کوئی اور؟ چھوٹا تھا یا بڑا۔ وہ اپنے فعل پر اصرار رکھتا ہے یا پشیمان ہے؟ رات کو پوشیدہ طور پر شکار کیا یا دن دہاڑے اور اعلانیہ؟ احرام عمرہ کا تھا یا حج کا؟ جب تک یہ تمام تفصیلات نہ بتائے جائیں اس مسئلہ کا کوئی ایک معین حکم نہیں بتایا جا سکتا۔ یحییٰ ان کثیر التعداد شقوں کے پیدا کرنے سے سمجھ گیا کہ میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مامون نے حضرت سے عرض کیا کہ ان تمام شقوں کے آپ ہی احکام بیان فرما دیجئے تاکہ ہم سب کو استفادہ کا موقع مل سکے امام نے تمام صورتوں کے جو جداگانہ احکام تھے اس طرح بیان فرمائے کہ" اگر احرام باندھنے کے بعد

"حل" میں شکار کرے اور وہ شکار پرندہ ہو اور بڑا بھی ہو تو اس کا کفارہ ایک بکری ہے اور اگر ایسا شکار حرم میں کیا ہے تو دو بکریاں ہیں اور اگر کسی چھوٹے پرندے کو حل میں شکار کیا تو دُنبے کا ایک بچہ جو اپنی ماں کا دودھ چھوڑ چکا ہو کفارہ دے گا اور اگر وہ شکار چوپایہ ہو تو اس کی کئی قسمیں ہیں اگر وہ وحشی گدھا ہے تو ایک گائے اور اگر شتر مرغ ہے تو ایک اونٹ اور اگر ہرن ہے تو ایک بکری کفارہ دیگا یہ کفارہ تو جب ہے کہ حل میں شکار کیا ہو لیکن اگر حرم میں کئے ہوں تو یہی کفارے دگنے دینے ہونگے اور ان جانوروں کو جنہیں کفارہ میں دے گا اگر احرام عمرہ کا تھا تو خانہ کعبہ تک پہنچائے گا اور مکہ میں قربانی کرے گا اور ان کفاروں میں عالم و جاہل دونوں برابر ہیں اور ارادے سے شکار کرنے میں کفارہ دینے کے علاوہ گنہگار بھی ہوگا ہاں بھولے سے شکار کرنے میں گناہ نہیں ہے اور آزاد اپنا کفارہ خود دیگا اور غلام کا کفارہ اس کا مالک دے گا اور چھوٹے بچے پر کوئی کفارہ نہیں ہے اور بالغ پر کفارہ دینا واجب ہے اور جو شخص اپنے اس فعل پر نادم ہو آخرت کے عذاب سے بچ جائے گا لیکن اگر اس فعل پر اصرار کرے گا تو آخرت میں بھی اس پر عذاب ہوگا۔ رات کے وقت عمدی شکار کا کفارہ ہوگا لیکن غلطی سے کوئی جانور اس کی وجہ سے مرجائے تو کفارہ نہ ہوگا اور دن کو کفارہ ہوگا خواہ غلطی سے ہو یا جان بوجھ کر کرے۔ اگر عمداً دوبارہ شکار کرے تو اس کا کفارہ نہ ہوگا بلکہ خدا بروز قیامت اس سے انتقام لے گا اگر شکار کی طرف کسی کی رہبری کرے اور وہ شکار مارا جائے تب بھی اس پر کفارہ ہوگا۔ یہ تفصیلات سن کر یحییٰ ہکا بکا رہ گیا اور سارے مجمع سے احسنت احسنت کی آوازیں بلند ہونے لگیں مامون کو بھی کد تھی کہ وہ یحییٰ کی رسوائی کو انتہائی درجہ تک پہنچا دے۔ اس کے بعد مامون نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیا آپ بھی یحییٰ سے کوئی مسئلہ پوچھیے۔ فرمایا اس مسئلہ کا جواب بیان کرے ایک شخص نے دن کے ابتدائی حصے میں ایک عورت کی طرف نظر کی اور اس کا یہ دیکھنا حرام تھا۔ جب دن چڑھ آیا تو وہ عورت اس پر حلال ہوگئی زوال کے وقت پھر حرام ظہر کے وقت پھر حلال مغرب کے وقت حرام اور عشاء کے وقت حلال آدھی رات جب گزری پھر حرام ہوگئی جب صبح ہوئی تو پھر حلال ہوگئی بتاؤ یہ کیسے ہوا کہ یہ عورت کبھی اس کے لئے حرام تھی اور کبھی حلال؟ یحییٰ کہنے لگا خدا کی قسم میں اس مسئلہ کا جواب نہیں جانتا آپ ہی بیان فرمائیں تاکہ میں بھی یاد کرلوں۔ فرمایا یہ عورت کنیز تھی اور یہ مرد اجنبی

تھا صبح کے وقت اس نے اس کی طرف دیکھا تو یہ دیکھنا اس کے لئے حرام تھا جب دن چڑھا اس نے خرید لیا تو حلال ہوگئی ظہر کے وقت اس کو آزاد کردیا تو حرام ہوگئی عصر کے وقت اس سے نکاح کرلیا تو حلال ہوگئی مغرب کے وقت ظہار کیا تو حرام ہوگئی عشاء کے وقت کفارہ دے دیا تو حلال ہوگئی آدھی رات کے وقت اسے طلاق رجعی دے دی تو حرام ہوگئی اور صبح کے وقت رجوع کرلیا تو حلال ہوگئی۔ یحییٰ ہکا بکا امام کا منہ دیکھ رہا تھا اور بالکل خاموش تھا اس کی شکست تمام ہجوم پر واضح ہوگئی تھی۔ اسی جلسے میں مامون نے اپنی بیٹی ام الفضل کا عقد امام محمد تقیؑ سے کردیا آپ نے نکاح سے قبل جو خطبہ ہمارے یہاں عموماً پڑھا جاتا ہے یہی اپنی زبان مبارک پر جاری کیا تھا۔

یہ واقعہ کتب عامہ میں بھی موجود ہے اور تفصیلاً یہاں درج کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قارئین پر واضح ہو جائے کہ اللہ کے مقرر کردہ آئمہؑ بچپن ہی میں عالم علم لدنی ہوتے ہیں اور جمہوریت: اجماع ان کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔

مومن مسخرہ اور ناصبی وزیر کا قتل

ایک بادشاہ کے دربار میں ایک مسخرہ رہتا تھا وہ لوگوں کی نقل کر کے بادشاہ کو خوش کیا کرتا تھا بادشاہ مذہب اہل سنت سے تعلق رکھتا تھا لیکن اس کا وزیر ناصبی اور دشمن اہل بیت نبوت تھا ایک مرتبہ بادشاہ نے سفر کیا اور وزیر کو اپنی جگہ بٹھا دیا وزیر یہ جانتا تھا کہ مسخرہ دوستان علیؑ سے ہے اور شیعہ مذہب سے تعلق رکھتا ہے ایک دن اس وزیر (قائمقام بادشاہ) نے مسخرے کو بلا کہ کہا تم میرے سامنے بھی نقل کرو۔ اس نے بہت انکار کیا اور معذرت چاہی لیکن وزیر نے قبول نہ کیا تو مسخرہ نے ایک روز کی مہلت مانگی دوسرے دن لباس اعراب پہنے ہوئے کمر میں تلوار حمائل کر کے آیا اور وزیر سے حاکمانہ انداز میں سخت لہجے میں کہا خدا' نبی اور میری خلافت بلافصل پر ایمان لے آؤ ورنہ تمہیں قتل کر دوں گا وزیر نے اس کام کو شوخی سمجھا اور بہت ہنسا مسخرہ قریب آیا پھر سخت انداز سے اپنی بات کی تکرار کی اور تھوڑی سی تلوار نیام سے باہر نکالی اور آخر کار تیسری مرتبہ اپنی پوری طاقت کا اظہار کرتے ہوئے آگے بڑھا اور تلوار نیام سے باہر نکالی پھر آخری مرتبہ اس نے اپنی بات کہی وزیر ہنسی کی وجہ سے بے حال تھا کہ اچانک اس نے دیکھا کہ چمکتی ہوئی تیز تلوار اس کے سر پر لگی اور ایک وار میں اس کی زندگی تمام ہوگئی (واپسی کے بعد) جب بادشاہ کو یہ خبر ملی تو مسخرہ فرار ہوگیا بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے تلاش کیا جائے جب مسخرہ کو پکڑ کر بادشاہ کے پاس لایا گیا تو اس نے تمام واقعہ بادشاہ کو سنا دیا واقعہ سن کر بادشاہ

بہت ہنسا اور اُسے معاف کر دیا۔ بحوالہ خزائن نراقی۔ سو تاریخی کہانیاں۔

بسم اللہ اور سورۂ حمد کی برکت

آقا میر سید محمد بہبہانی جو علمائے عصر میں سے ہیں دو واسطوں سے نقل فرماتے ہیں کہ شیخ مرتضیٰ انصاری کے ایک شاگرد نے بیان کیا کہ جب میں ابتدائی تعلیم حاصل کر چکا تو تحصیل علم کی غرض سے نجف اشرف گیا۔ اور وہاں شیخ مرتضیٰ انصاری کے درس میں شرکت کرنے لگا لیکن میں ان کی تقریر بالکل نہ سمجھ سکا۔ مجھے اس بات کا احساس اور صدمہ ہوا ہر چند کوشش کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا اور درس نہ سمجھ سکا آخر کار حضرت امیرؑ سے متوسل ہوا۔ میں ایک روز خواب میں حضرت امیرالمومنینؑ کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میرے کان میں پڑھ دی صبح جب درس پڑھنے کے لئے گیا تو درس باقاعدہ سمجھا آہستہ آہستہ پیش رفت کرتا رہا یہاں تک کہ درس میں اشکال کرنے لگا ایک روز منبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور درس سے اُستاد پر بہت اشکال کئے پھر درس ختم ہونے کے بعد جب شیخ کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے آہستہ سے میرے کانوں میں فرمایا کہ جس نے تمہارے کان میں صرف بسم اللہ پڑھی ہے اس نے میرے کان میں پہلے ہی پوری سورہ حمد پڑھ دی ہے۔ سو تاریخی کہانیاں

مشہور راہزن کی حقیقی توبہ

فضیل بن عیاض کا اپنی ابتدائی زندگی میں سرخس اور ابیورد کے اطراف و جوانب میں مشہور راہزنوں میں شمار ہوتا تھا ایک مدت تک وہ یہی کام کرتا رہا اور راہزنی میں بہت مشہور ہو گیا آہستہ آہستہ اس کے دل میں ایک لڑکی کی محبت پیدا ہو گئی ایک رات اس نے لڑکی سے ملنے کا ارادہ کیا درمیان میں ایک دیوار حائل تھی وہ جب دیوار پر چڑھ کر لڑکی کے پاس جانا چاہتا تھا تو ایک شخص قرآن مجید کی یہ آیت پڑھتے ہوئے سُنا (الم یأن للذین ...... اللہ الخ) کیا وہ وقت نہیں آیا کہ مومنین خشوع و خضوع اختیار کریں اور خوف خدا ان کے دلوں میں پیدا ہو جائے فضیل ابھی دیوار کے آدھے حصے تک پہنچا تھا وہیں سے واپس آ گیا اس آیت نے اس کے دل میں ایسا اثر کیا کہ اس نے اپنی روش زندگی ہی بدل دی بڑے ہی خلوص سے کہا (یا رب! انّ) پروردگار ہاں! وقت خشوع و خضوع آ گیا ہے فضیل نے صدق دل سے توبہ کی اور وہ رات ایک خرابہ میں بسر کی۔ اس خرابہ میں کچھ مسافر موجود تھے اور آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ فضیل سے کیسے بچیں؟ وہ

یقیناً کہیں راستہ میں بیٹھا ہمارا انتظار کر رہا ہوگا قافلہ والوں کی یہ گفتگو سن کر فضیل اور بھی زیادہ متاثر ہوا اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں کتنا بدبخت ہوں بہت سے آسودہ خاطر انسان میری وجہ سے تشویش میں پڑ جاتے ہیں یہ سوچ کر اپنی جگہ سے اٹھا اور قافلہ والوں سے اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا تم لوگ مطمئن رہو اب کسی قافلہ کو مجھ سے اذیت نہ پہنچے گی۔ بحوالہ روضات الجنات (سو تاریخی کہانیاں)

سلمان فارسی کس چیز سے ڈرتے تھے؟

صدام بن علی فراس لکھتے ہیں کہ سلمان فارسی (محمدی) جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو سعد ان کی عیادت کو گئے۔ سلمان رونے لگے سعد نے پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں؟ سلمان نے جواب دیا کہ میں دنیا کی لالچ اور اس کی محبت میں نہیں رو رہا بلکہ اس لئے روتا ہوں کہ پیغمبر اسلام نے ہم سے عہد لیا تھا کہ ہم لوگ اس دنیا سے صرف اتنا توشہ سفر اختیار کریں جس طرح کسی سوار کو ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے میں کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے اب میں اس لئے رو رہا ہوں کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں اس انداز سے زیادہ میں نے تصرف نہ کیا ہو؟ سعد نے کہا اس وقت میں نے سلمان کے کمرے میں چاروں طرف دیکھا تو صرف ایک لوٹا ایک پیالہ اور ایک طشت نظر آیا اور کچھ نہ تھا۔ جب سلمان کو مدائن کا گورنر بنا کر بھیجا گیا تو اپنے گدھے پر سوار ہو کر تنہا چل دیئے مدائن کے لوگوں کو یہ اطلاع مل چکی تھی کہ مدائن کا حاکم جس کا نام سلمان فارسی ہے یہاں آ رہا ہے۔ ہر جگہ کے لوگ استقبال کے لئے سر راہ آ کر کھڑے ہو گئے کچھ دیر گزر گئی مگر کوئی نہ آیا یہاں تک کہ دیکھا کہ ایک شخص گدھے پر سوار ہے اور شہر کی طرف آ رہا ہے اس سے پوچھا تم سے امیر مدائن کی ملاقات کہاں ہوئی تھی؟ تو سلمان فارسی نے پوچھا امیر مدائن کون ہے؟ تو جواب ملا سلمان فارسی جو پیغمبر اسلام کے اصحاب سے ہیں۔ سلمان نے جواب دیا کہ امیر کو تو میں نہیں جانتا البتہ سلمان فارسی میں ہی ہوں یہ سن کر سب سواریوں سے نیچے اتر آئے۔ اور اپنے اپنے گھوڑے جناب سلمان کی خدمت میں پیش کرنے لگے جناب سلمان نے فرمایا میرے لئے یہ گدھا ہی بہتر ہے پھر شہر پہنچے تو لوگوں نے دارالامارہ میں لے جانا چاہا جناب سلمان نے منع کر دیا اور فرمایا کہ میں امیر نہیں ہوں کہ دارالامارہ جا کر رہوں ایک دکان کرایہ پر لے کر اس کو اپنا

مسکن بنایا اور لوگوں کے درمیان حکومت کرنے لگے ان کی ضروریاتِ زندگی میں ایک کھال تھی جس پر وہ بیٹھتے تھے ایک لوٹا طہارت کے لئے رکھ لیا تھا اور ایک عصا بھی ساتھ لائے تھے اس پر راستے میں تکیہ کرتے تھے۔ اتفاق سے ایک روز شہر میں زبردست سیلاب آ گیا تمام لوگ اپنے مال و دولت بیوی بچوں اور اپنی جان کے خوف سے آشفتہ و پریشان تھے۔ اور فریاد کر رہے تھے جناب سلمان بھی اپنی جگہ سے اُٹھے کھال کو اپنے دوش پر ڈالا ایک ہاتھ میں لوٹا اور دوسرے میں عصا لے کر بغیر خوف و ہراس کے راہِ نجات اختیار کی اس وقت کہتے جاتے تھے کہ ایسے پرہیزگار اور کم مایہ لوگ جو دنیا سے محبت نہیں رکھتے روزِ قیامت نجات پائیں گے۔ سو تاریخی کہانیاں

یوں بھی ہو سکتا ہے ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ دستر خوان پر بیٹھا ہوا تھا اور دستر خوان پر مرغ مسلّم بھی تھا کہ اچانک ایک فقیر دروازے پر آیا اور سوال کیا کہ للہ میری مدد کرو وہ شخص غصہ میں اٹھا فقیر کو دھتکارا اور مارنے لگا فقیر بیچارے نے کہا نہ دینا تھا نہ دیتے لیکن سزا تو نہ دیتے۔ کچھ دنوں بعد وہ شخص خود غریب و فقیر ہو گیا اور مفلسی کی وجہ سے اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اس کی بیوی نے دوسری شادی کر لی۔ اتفاقاً ایک دن وہ عورت اپنے دوسرے شوہر کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی وہاں بھی مرغ مسلّم تھا کہ ایک فقیر دروازے پر آیا شوہر نے کہا بہتر یہ ہے کہ مُرغ مسلّم اس فقیر کو دے آؤ عورت نے جا کر فقیر کو مرغ دے دیا جب واپس آئی تو رو رہی تھی شوہر نے سبب پوچھا تو اس عورت نے کہا کہ یہ فقیر میرا پہلا شوہر تھا یہ کہہ کر سارا واقعہ جو اس کے ساتھ دستر خوان پر گزرا تھا سُنا دیا۔ اس کے شوہر نے کہا خدا کی قسم میں وہی فقیر ہوں جو تمہارے دروازے پر گیا اور اسی شخص نے مجھے سزا دی تھی۔ (سو تاریخی کہانیاں) قدرت کے انقلابات مشاہدہ کئے ہیں جس ذوالفقار علی بھٹو کو مغربی پاکستان کے عوام نے چُن کر صدر بنایا اسی ملک کی عدالت نے اُسے پھانسی دی اور ادھر مشرقی پاکستان (موجودہ بنگلہ دیش) کے عوام نے جس مجیب الرحمٰن کو چُن کر صدر بنایا وہیں کے عوام نے اُسے خاندان سمیت ہلاک کر دیا جس کے استقبال کے لئے ۱۰ لاکھ بنگالی موجود تھے اس کے جنازے میں صرف ۱۷ آدمی تھے۔

خدا پر بھروسہ رکھو احنف بن قیس نے کہا کہ ایک روز میں نے اپنے چچا صعصعہ سے اپنا

درد دل بیان کیا تو اس نے میری بہت سرزنش کی اور کہا بیٹا اگر کسی مصیبت کے وقت تم نے اپنے حالات کسی شخص کو سنائے تو دو حال سے خالی نہیں یا تو وہ شخص تمہارا دوست ہوگا تو وہ سن کر رنجیدہ ہوگا یا دشمن ہوگا وہ سن کر خوش ہو جائے گا اپنی پریشانی مخلوق کے سامنے بیان نہ کرو وہ تو خود ہی اس کو برطرف کرنے کی قدرت نہیں رکھتی بلکہ جس نے تمہیں اس پریشانی میں مبتلا کیا ہے اس سے شکایت کرو وہی تمہاری پریشانی دور کر سکتا ہے بیٹا چالیس سال سے میری ایک آنکھ سے کچھ دکھائی نہیں دیتا لیکن میں نے کسی سے بیان نہیں کیا یہاں تک کہ میری بیوی بھی نہیں جانتی کہ میری ایک آنکھ خراب ہے۔ سو تاریخی کہانیاں

سپہ سالار علی مرتضیٰ مالک اشتر کی شہادت

حضرت علیؑ کی فوج کے سالار مالک اشتر کے بارے یہ روایت بھی ملتی ہے کہ انہیں معاویہ کے مقرر و مامور کردہ نافع نامی ایک شخص نے اس طرح زہر دیا کہ جب مالک اشتر کو حضرت علیؑ نے مصر کا گورنر بنا کر بھیجا اور یہ کوفہ سے مصر کے لئے روانہ ہوئے تو نافع نے فقیر بن کر مالک سے ملاقات کی اور مالک کی خدمت گزاری کرنے میں مشغول ہو گیا اس نے فضائل علیؑ کو بیان کر کے خود کو پیروان علیؑ اس طرح ظاہر کیا کہ مالک کو اس کی باتوں پر یقین ہو گیا یہاں تک کہ جب شہر قلزم پہنچے تو مالک کو محسوس ہوا کہ نافع نے موقعہ پاتے ہی پانی کو زہر آلود کر کے مالک کو پلا دیا ہے آہستہ آہستہ مالک کی حالت متغیر ہونے لگی آخرکار شہید ہو گئے۔ سو تاریخی کہانیاں

عبداللہ بن حذافہ کی مستقل مزاجی اور دینی خدمت

جن لوگوں نے اسلام قبول کرنے میں سبقت کی اُن میں سے عبداللہ بن حذافہ بھی ہیں وہ حبشہ ہجرت کر گئے رومیوں نے انہیں اور کچھ دیگر مسلمانوں کو گرفتار کر لیا اور مذہب نصرانیت قبول کرنے کو کہا تو انہوں نے انکار کر دیا رومیوں نے ایک دیغ روغن زیتون گرم کر کے ایک مسلمان سے کہا کہ تم مذہب نصرانیت قبول کر لو ورنہ اسی تیل میں ڈال دیئے جاؤ گے مگر اس نے قبول نہ کیا تو رومیوں نے انہیں دیغ میں ڈال دیا تھوڑی دیر میں ان کا جسم جل گیا اور صرف ہڈیاں دکھائی دینے لگیں پھر عبداللہ سے بھی دین نصرانیت قبول کرنے کو کہا انہوں نے انکار کر دیا لوگوں نے کہا انہیں بھی دیغ میں ڈال دیا جائے یہ سن کر عبداللہ نے رونا شروع کر دیا رومیوں میں سے ایک ضعیف نے

کہا یہ خوف کی وجہ سے رو رہا ہے لہٰذا اسے نہ ڈالا جائے عبداللہ نے جواب دیا کہ تم یہ خیال کرتے ہو کہ میں اس گرم روغن زیتون سے ڈر رہا ہوں تو ایسا ہرگز نہیں بلکہ میں تو اس لئے رو رہا ہوں کہ میرے پاس ایک ہی جسم اور روح ہے اور تم مجھ پر ظلم کر رہے ہو کاش میرے جسم کے بالوں کے برابر میرے جسم و روح ہوتے (میں بار بار زندہ کیا جاتا اور راہِ خدا میں اسی طرح جان دیتا) اس وقت تم لوگ مجھے یہ اذیتیں دیتے اور میں خوش ہو کر راہِ خدا میں جان دیتا۔ عبداللہ کی گفتگو سن کر رومیوں کو تعجب ہوا اور وہ عبداللہ کو آزاد کرنے کی طرف مائل ہو گئے رومیوں کے سردار نے عبداللہ سے کہا کہ تم میرا سر چوم لو تو میں تمہیں آزاد کر دوں گا عبداللہ نے انکار کر دیا پھر اس نے کہا تم دین نصرانیت قبول کر لو تو میں اپنی لڑکی کی شادی تم سے کر دوں گا اور اپنی سلطنت کا کچھ حصہ بھی تمہیں دے دوں گا مگر عبداللہ نے پھر بھی انکار کر دیا تو رومیوں کے سردار نے پھر عبداللہ سے کہا کہ تم میرا سر چوم لو تو میں تمہارے اسی قیدیوں کو آزاد کر دوں گا عبداللہ نے کہا اگر تم ۸۰ مسلمانوں کو آزاد کرنے کا وعدہ کرتے ہو تو میں تمہارا سر چومنے کے لئے تیار ہوں یہ کہہ کر رومیوں کے سردار کا سر چوم لیا تو اس نے عبداللہ کے ساتھ اسی مسلمانوں کو وعدہ پورا کرتے ہوئے آزاد کر دیا جب قید سے رہا ہو کر مسلمان مدینے پہنچے اور عمر بن خطاب سے ملے تو حضرت عمر نے عبداللہ کا سر چوم لیا اصحاب رسول کبھی کبھی بطور مزاح عبداللہ سے کہتے تھے کہ تم نے کافر کا سر چوما ہے تو وہ جواب میں کہتے کہ خدا نے اسی کے سبب مسلمانوں کو آزاد کر دیا ہے۔ بحوالہ سفینۃ البحار۔ سو تاریخی کہانیاں

روزِ شنبہ (سنیچر) شکار کرنے والے بندر بن گئے (قرآنی داستان)

وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ الَّذِيْنَ اعْتَدَوْا مِنْكُمْ فِي السَّبْتِ فَقُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ سورہ بقرہ ع ۸ اور تم بخوبی جانتے ہو جو سنیچر کے دن اپنی حد سے گزر گئے (کہ باوجود ممانعت شکار کھیلنے نکلے) تو ہم نے اُن سے کہا کہ تم راندے گئے بندر بن جاؤ (اور وہ بندر بن گئے) امام زین العابدینؑ اس آیہ شریفہ کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کے بارے میں اللہ نے اس آیت میں اشارہ کیا ہے وہ دریا کے پاس زندگی بسر کرتے تھے خدا نے روزِ شنبہ انہیں شکار کرنے سے منع فرمایا تھا انبیاء نے بھی منع کیا تھا لیکن مکر و فریب کے ذریعے انہوں نے روزِ شنبہ مچھلی کا شکار حلال کرنا چاہا چنانچہ انہوں نے حوض بنا کر دریا سے چھوٹی چھوٹی

نالیاں وہاں تک اس طرح بنائیں کہ مچھلیاں دریا سے نالیوں کے ذریعے حوض میں آجاتی تھیں انہوں نے نالیوں میں جال لگا دیئے تھے تاکہ مچھلیاں دریا میں واپس نہ جاسکیں۔ مچھلیاں فطرت کے مطابق روز شنبہ شکار سے محفوظ رہتیں نالیوں کے ذریعہ حوض میں آجاتیں اور شام تک وہیں رہتیں لیکن جب واپس جانا چاہتیں تو آسانی سے جال میں پھنس جاتی تھیں شکاری روز یکشنبہ (اتوار) بغیر کسی زحمت کے جال میں پھنسی ہوئی مچھلیوں کو شکار کر لیتے تھے وہ لوگ گناہ سے بچنے کا اظہار کرنے کے لئے کہتے تھے کہ ہم نے شنبہ کے روز شکار نہیں کیا بلکہ آج یکشنبہ (اتوار) کو شکار کر رہے ہیں۔
امام سجادؑ فرماتے ہیں کہ وہ لوگ اپنے دعوے میں جھوٹے تھے کیونکہ وہ شنبہ کو نالیاں بنا کر جال لگا دیتے تھے اور دوسرے دن انتظار کر لیتے تھے اس طرح روز امان حیلہ کر کے بہت سی مچھلیاں حاصل کر لیتے اور بہت سی دولت حاصل کر کے عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے تھے اس شہر میں تقریباً اسی ہزار آدمی رہتے تھے جن میں سے ستر ہزار یہی طریقہ اختیار کئے ہوئے تھے اور باقی دس ہزار ان کو خدا کی نافرمانی اور ان کی بدکرداری سے روکتے تھے چنانچہ اس آیت میں خداوند عالم نے انہیں کی داستان کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وسئلهم عن القرية التى .... بما كانوا يكسبون۔ الاعراف پ۹۔ اس شہر کے بعض لوگ برابر حیلہ در لوگوں کو ڈراتے اور انہیں سخت ترین تہدید کرتے تھے۔ تفسیر برہان کی روایت کے مطابق بعض دوسرے لوگ خاموش رہتے اور منع کرنے والوں سے کہتے تھے کہ (لما تعظون قوما ن الله ...... عذابا شديدا الخ) (تم ان لوگوں کو کیوں نصیحت کرتے ہو جنہیں خدا ہلاک کرے گا یا ان پر سخت عذاب نازل کرے گا) وہ جواب دیتے ہم اس لئے منع کرتے ہیں کہ ہمیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیا گیا ہے اور دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ ظاہر ہو جائے کہ ہم نہ ان کے ہم خیال ہیں اور نہ ہی ان کے اس عمل سے راضی ہیں۔
اور شاید ہماری نصیحت کا ان پر کچھ اثر ہو تو وہ یہ برا کام چھوڑ دیں لیکن ان کی نصیحت کا حیلہ گروں پر کوئی اثر نہ ہوا اور وہ اپنا کام انجام دیتے رہے۔ جب نصیحت کرنے والوں نے دیکھا کہ ان لوگوں پر ہماری بات کا کوئی اثر نہیں ہے تو وہ شہر چھوڑ کر دوسرے شہر میں رہنے لگے کہ کوئی بھروسہ نہیں ہے کہ آدھی رات میں عذاب نازل ہو اور ہم بھی ان کے درمیان ہوں ان کے جانے کے بعد خدا نے حیلہ گروں کو مسخ کر کے بندر بنا دیا صبح ہوئی تو نہ قلعہ کا دروازہ کھلا اور نہ کوئی داخل ہو سکا جب دروازہ

کھلا اور نہ کوئی اسں میں سے نکلا اور نہ کوئی داخل ہو سکا جب دروازہ نہ کھلنے کی اطلاع قرب و جوار میں پہنچی تو اطراف سے لوگ آئے اور دیوار پر چڑھ کر دیکھا تو قلعہ کے تمام افراد بندروں کی شکل میں نظر آئے بعض لوگ کچھ علامت اور نشانی دیکھ کر اپنے دوستوں کو پہچان لیتے اور ان سے پوچھتے کہ تم فلاں شخص ہو تو سر سے اشارہ کرتے ہوئے اقرار کرتے تین روز تک یہی صورت حال رہی پھر سب کے سب مر گئے پھر خدا نے ایک ہوا بھیجی جس نے ان سب کو دریا میں پھینک دیا

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ یہ لوگ تین طرح کے تھے۔ ۱۔ جو لوگ خود بھی احکام الٰہی پر عمل کرتے اور دوسروں کو بھی امر بالمعروف کرتے تھے ان کو نجات ملی۔ ۲۔ جو لوگ عمل کرتے تھے لیکن امر بالمعروف نہیں کرتے تھے وہ مسخ ہو گئے۔ ۳۔ جو لوگ نہ عمل کرتے تھے اور نہ ہی امر بالمعروف کہتے وہ بھی ہلاک ہو گئے۔

نیا دین ایجاد کرنے والے کی توبہ منظور نہیں!

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا کہ گزشتہ زمانے میں ایک شخص یہ کوشش کرتا تھا کہ حلال طریقے سے مال دنیا حاصل کرے مگر وہ اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہو سکا تو شیطان انسانی صورت میں اسں کے پاس آکر کہنے لگا کہ تو نے مال دنیا کو حلال طریقے سے حاصل کرنا چاہا مگر حاصل نہ کر سکا پھر حرام طریقے سے حاصل کرنا چاہا تو وہ بھی تجھ سے نہ ہوا اب اگر تو چاہے تو میں تجھے ایسا راستہ بتاؤں جس سے تیرا مقصد حل ہو جائے اور تجھے بہت سی دولت ملے لوگ بھی تیری پیروی کریں یہ سُن کر اس نے جواب دیا ہاں! میں اس بات پر آمادہ ہوں۔ شیطان نے کہا تو اپنی طرف سے ایک دین ایجاد کر اور لوگوں کو اس کی طرف دعوت دے اس نے ایسا ہی کیا لوگ اس کی پیروی کرنے لگے پھر اسے خواہش کے مطابق دولت دنیا بھی مل گئی۔ ایک روز اسے خیال آیا کہ میں نے کتنا غلط کام کیا ہے کہ ایک نیا دین ایجاد کر دیا اب میری توبہ بھی قبول نہیں ہو سکتی لیکن اگر میں لوگوں کو اس بات پر متوجہ کروں کہ جو کچھ میں نے تم سے بیان کیا وہ میرا خود ساختہ مذہب اور باطل مسلک تھا تو شاید میری توبہ قبول ہو جائے اپنے تابعین میں سے ہر ایک کے پاس جا کر کہا کہ میں نے اب تک جو کچھ بیان کیا وہ غلط اور بے بنیاد تھا یہ سُن کر لوگ کہنے لگے کہ تم اب جھوٹ کہتے ہو تم نے جو پہلے بیان کیا وہی درست اور حق تھا اب تمہیں اپنے دین میں شک ہو رہا ہے اور تم گمراہ ہو رہے ہو اُن کی یہ باتیں سُن

کر اس نے اپنے ہاتھوں میں طوق و زنجیر پہن لی اور کہا کہ میں اس وقت تک پہنے رہوں گا جب تک خدا میری توبہ قبول نہ کرے۔ خداوند عالم نے اس زمانہ کے نبی پر وحی کی کہ اس شخص سے کہہ دو کہ میری عزت و جلال کی قسم اگر مجھے پکارتے پکارتے تیرے جسم کا ایک ایک عضو جدا ہو جائے تب بھی تیری توبہ اس وقت تک قبول نہ کروں گا جب تک کہ جو لوگ تیرے دین پر مرے ہیں اور جنہیں تو نے گمراہ کیا ہے انہیں حقیقت حال سے آگاہ نہ کر دے اور وہ تیرے دین کو نہ چھوڑیں (اس کے بعد یہ کام ممکن نہ تھا) بحار الانوار۔

عقلمند سخی شہزادہ

کہتے ہیں ایک شہزادہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد تختِ حکومت پر بیٹھا تو اس نے حاجت مندوں کی امداد کے لئے اپنے خزانے کھلوا دیئے جو شخص بھی سوالی بن کر آتا شہزادہ اس کی ضرورت کے مطابق اس کی امداد کرتا نئے بادشاہ کا یہ رویہ دیکھا تو ایک وزیر نے مناسب موقعہ دیکھ کر خیر خواہی جتانے کے انداز میں کہا کہ حضور والا! پہلے بادشاہوں نے یہ خزانہ بہت توجہ اور دانشمندی سے جمع کیا ہے اسے یوں لٹا دینا مناسب نہیں بادشاہ کو کسی وقت بھی خطرات سے غافل نہیں ہونا چاہیئے کیا کہا جا سکتا ہے کہ آئندہ کیا واقعات پیش آئیں اگر حضور والا اپنا سارا خزانہ بھی تقسیم کر دیں تو رعایا کے حصے میں ایک ایک جو کے برابر آئے گا لیکن اگر حضور رعایا کے لوگوں سے ایک ایک جو کے برابر سونا لیں تو حضور کا خزانہ بھر جائے گا۔

بظاہر یہ بات خیر خواہی کی تھی لیکن شہزادے کو بالکل پسند نہ آئی اس نے کہا خدا نے مجھے اپنے فضل سے ایک بڑی سلطنت کا وارث بنایا ہے میرا یہ کام نہیں کہ مال جمع کرنے کی دُھن میں لگ جاؤں بادشاہ کا فرض رعایا کو خوش حال بنانا ہے خزانے پر سانپ بن کر بیٹھنا نہیں۔

؎ قاروں ہوا ہلاک خزانوں کے باوجود
نوشیرواں ہے زندۂ جاوید عدل سے

سلطنت اور اقتدار کو خزانوں سے دوام نہیں بلکہ لوگوں کو خوش حال بنانے سے ملتا ہے یہ سراسر سطحی سوچ ہے کہ زیادہ مالدار لوگ زیادہ عزت پاتے ہیں اور مال کی قوت سے اُن کا اقتدار مستحکم ہوتا ہے حقیقت یہ ہے کہ سخاوت اور عدل و انصاف کے باعث دلوں میں جو محبت پیدا ہوتی ہے وہ اقتدار اور عزت کو دوام بخشتی ہے۔

حاضر دماغ غلام

بیان کیا جاتا ہے کہ ایران کے مشہور بادشاہ عمرو لیث کا ایک غلام موقع پا کر بھاگ گیا لیکن لوگوں کو فوراً ہی معلوم ہو گیا اور وہ اُسے گرفتار کر کے

لے آئے۔ بادشاہ کا ایک وزیر کسی وجہ سے اس غلام سے بہت ناراض تھا۔ غلام کے بھاگنے اور گرفتار ہو کر آنے کا حال معلوم ہوا تو اس وزیر نے بادشاہ کو مشورہ دیا کہ اس گستاخ غلام کو فوراً قتل کر دینا چاہیئے اگر اسے سخت سزا نہ دی گئی تو اور غلاموں کا حوصلہ بڑھے گا اور وہ بھاگنا شروع کر دیں گے۔ غلام نے وزیر کی بات سُنی تو سمجھ گیا یہ ظالم دشمنی کی وجہ سے مجھے قتل کرانا چاہتا ہے اس نے بہت ادب سے کہا کہ یہ غلام حضور بادشاہ سلامت کا نمک خور ہے بے شک مجھ سے ایک گناہ ہوا ہے لیکن میرے دل سے حضور کی خیرخواہی اور محبت کم نہیں ہوئی اور محبت اور خیرخواہی کی وجہ سے یہ عرض کرنے پر مجبور ہوں کہ مجھے قتل کرا کے حضور میرا خونِ ناحق اپنی گردن پر نہ لیں ایسا نہ ہو کہ جب قیامت کے دن میرے قتل کے بارے میں پوچھا جائے تو حضور جواب نہ دے سکیں اگر مجھے قتل ہی کرانا چاہتے ہیں تو پہلے اس کا جواز پیدا کرلیں بادشاہ نے سوال کیا وہ کیسے ہو سکتا ہے؟ غلام فوراً بولا حضور اجازت دیں تو میں اس وزیر کو قتل کر دوں اور پھر اس گناہ میں آپ مجھے قتل کر دیں۔ غلام کی یہ بات سُن کر بادشاہ کو ہنسی آگئی اس نے وزیر کی طرف دیکھ کر کہا بتا اب تیرا کیا مشورہ ہے؟ وزیر خوف سے کانپتے ہوئے بولا حضور اس فتنے کو اپنے بزرگوں کے صدقے آزاد ہی کر دیں تو اچھا ہے ایسا نہ ہو یہ سچ مچ مجھے کسی آفت میں پھنسا دے۔ قصور میرا ہے کہ میں نے عقلمندوں کی یہ بات یاد نہ رکھی ہے

گو حقیر آئے نظر پھر بھی حقیر اس کو نہ جان — اپنے دشمن کی طرف ہاتھ بڑھانے والے

اس حکایت میں جرأت اور ہوشمندی کی برکات اور فوائد کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور حاسد دل اور دوسروں کا بُرا چاہنے والوں کو ڈرایا ہے غلام نے انتہائی خوف کی حالت میں بھی حواس بحال رکھے تو ایک بڑی مصیبت سر سے ٹل گئی اور وزیر نے اس کا بُرا چاہا تو ایسا بلند مرتبہ رکھتے ہوئے بھی ذلیل ہو گیا

سب سے بڑی سچی بات

کہتے ہیں ایک جھوٹا مکار شخص پارساؤں کا سا حلیہ بنا کر بادشاہ کے دربار میں گیا اور کہا میں حضرت علیؓ کی نسل سے ہوں اور حج کے سفر سے واپس آرہا ہوں یہ کہہ کر اس نے بادشاہ کی شان میں ایک بہت ہی اچھا قصیدہ پڑھا۔ بادشاہ قصیدہ سُن کر اور اسے عالی نسب اور حاجی یقین کر کے بہت خوش ہوا اور خلعت کے علاوہ اُسے بہت سا روپیہ بخشا لیکن کرنا خدا کا کیا ہوا کہ اس مکار کے رخصت ہونے سے پہلے

ایک درباری جو سمندری سفر سے واپس آیا تھا دربار میں داخل ہُوا اور اس شخص کو پہچان کر کہا کہ یہ ہرگز حاجی نہیں ہے اس کی بات کا اعتبار نہ کیا جائے اسے تو حج کے دن میں نے بصرے کے بازار میں دیکھا تھا۔ جب اس کے بارے میں شک پڑا تو معلوم ہوا عالی نسب ہونا تو بڑی بات ہے یہ تو سرے سے مسلمان ہی نہیں ہے روم کے شہر ملاطیہ کا رہنے والا عیسائی ہے اور اس نے جو قصیدہ پڑھا ہے وہ مشہور شاعر انوری کا لکھا ہُوا ہے یہ حالات جان کر بادشاہ بہت غضبناک ہُوا۔ اس نے حکم دیا کہ اس سے انعامات چھین لئے جائیں اور ذلیل کر کے شہر سے نکال دیا جائے چور کی چوری اور جھوٹے کا جھوٹ ظاہر ہو جائے تو وہ ڈر جاتا ہے لیکن اس مکار شخص نے اپنے حواس درست رکھے۔ جلدی سے بولا حضور والا! مجھے اپنی غلطی کا اعتراف ہے میں نے جھوٹ پر جھوٹ بولا لیکن اب حضور کی خدمت میں ایک سچ بیان کرنا چاہتا ہوں جس سے بڑھ کر کوئی بات سچ نہ ہوگی۔ بادشاہ نے اس کی یہ بات سُن کر کہا، اچھا کہہ کیا کہتا ہے؟ وہ بولا حضور والا! وہ سچی بات یہ ہے کہ جھوٹ سے خالی کوئی بھی نہیں بلکہ جو جتنا زیادہ تجربہ کار ہوتا ہے اتنا ہی بڑا جھوٹ بولتا ہے۔ بادشاہ یہ بات سُن کر ہنس پڑا اور کہا بے شک یہ بات ٹھیک ہے تو نے اپنی زندگی میں اس سے زیادہ سچی بات کبھی نہ کہی ہوگی یہ کہہ کر حکم دیا کہ اس کے انعامات لوٹا دیئے جائیں اور اسے عزت کے ساتھ رخصت کر دیا جائے۔

قریب المرگ بادشاہ اور فتح کی خوشخبری

کہتے ہیں ملک عرب کا ایک بادشاہ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ گیا تھا اسی زمانے میں اُسے ایک سخت مرض نے آپکڑا۔ جس کے باعث وہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا اور یہ تمنا کرنے لگا کہ موت کا فرشتہ جلد آئے اور اسے تکلیفوں سے چھڑا دے انہی ایام میں محاذِ جنگ سے ایک سپاہی نے اس کی خدمت میں حاضر ہو کر اسے یہ خوشخبری سنائی کہ حضور کے اقبال کی یاوری سے ہماری فوج نے دشمن کو شکست دے کر فلاں علاقے پر قبضہ کر لیا ہے اور اس کے باشندے سچے دل سے حضور کے فرمانبردار بن گئے ہیں۔ بادشاہ نے یہ خوشخبری افسردہ ہو کر سُنی اور پھر آہ کھینچ کر بولا یہ خوشخبری میرے لئے نہیں بلکہ میرے دشمنوں کے لئے ہے یعنی ان کے لئے جو میری جگہ زمام اقتدار سنبھالنے کے لئے میرے مرنے کی دعائیں مانگ رہے

ہیں۔ اس حکایت میں انسان کو اس کی آرزوؤں کے انجام سے آگاہ کیا گیا ہے انسان کیسا بھی صاحبِ اقتدار بن جائے اس کا انجام فنا ہے موت مقررہ وقت پر اس کے دروازے پر دستک دے گی اور اُسے اپنا تمام ساز و سامان چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہونا پڑے گا اور اس وقت وہ محسوس کرے گا کہ جن آرزوؤں اور تمناؤں کو اس نے زندگی کا مقصدِ وحید بنایا تھا ان کی حیثیت کم قیمت کھلونوں سے زیادہ نہیں ۔

وزارت سے اللہ والوں کی مجلس بہتر ہے

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بادشاہ کسی بات پر اپنے ایک وزیر سے ناراض ہو گیا اس نے اسے اس عہدے سے ہٹا دیا وزیر بہت دانا اور نیک دل تھا بادشاہ کے دربار سے نکل کر وہ اللہ والوں کی مجلس میں شامل ہو گیا اور ان نیک لوگوں کی صحبت میں اُسے ایسی خوشی اور اطمینان حاصل ہوا کہ کبھی حاصل نہ ہوا تھا۔ بادشاہ نے کچھ دن بعد محسوس کیا کہ جس وزیر کو اس نے معزول کیا ہے وہ تو اس عہدے کے لئے بہت موزوں تھا۔ سچا اور وفادار ہونے کے ساتھ وہ ایسا عقلمند تھا کہ اس کا مشورہ ہمیشہ مفید ثابت ہوتا تھا چنانچہ اس نے وزیر سے کہا کہ وہ اپنی کرسی پھر سنبھال لے اور سلطنت کے معزز عہدے دار کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے۔ وزیر نے جواب دیا کہ حضور والا! سلطنت کے کاروبار میں مشغول ہونے کے مقابلے میں میرے لئے معزول رہنا زیادہ اچھا ہے اب میں ہر طرح آرام میں ہوں کتوں جیسی فطرت رکھنے والے لوگوں کی شرارتوں سے مجھے نجات مل گئی ہے اور خدا کے فضل سے میرا وقت بہت اچھا گزر رہا ہے بادشاہ نے بہت زور دیا لیکن اس نے وزارت کا عہدہ قبول نہ کیا۔ اس حکایت میں یہ بات بتائی گئی ہے کہ انسان کو سچی راحت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ اپنے دل کو لالچ اور حرص جیسی برائیوں سے پاک کر لیتا ہے یہ مقام حاصل ہو جائے تو دولت اور عہدوں کے لئے مارے مارے پھرنے کی ضرورت نہیں رہتی بلکہ یہ چیزیں بغیر طلب کے اس کے قدموں میں گرتی ہیں ۔

بیوہ کو اپنے اکلوتے بیٹے کی موت کا یقین کیسے ہوا؟

ایک بیوہ کا اکلوتا بیٹا فوت ہو گیا لیکن فرطِ محبت میں وہ بیچاری اس کو

زندہ خیال کر کے اس کے علاج کی کوشش میں دربدر ماری پھرتی تھی۔ ہر چند حکماء اس کو سمجھاتے کہ تمہارا لڑکا مرچکا ہے لیکن جوشِ محبت میں اندھی ہونے کے باعث اسے یقین نہ آتا تھا آخرکار لوگ اس کو مہاتما بدھ کے پاس لے گئے کہ شاید وہ اسے اپنے تدبر و دانائی سے سمجھا سکیں۔ مہاتما نے اس سے کہا کہ فی الحقیقت تمہارا لڑکا مرگیا ہے لیکن میں اس کو زندہ ضرور کرسکتا ہوں بشرطیکہ تو مجھے ایسے گھر سے پانی کا کٹورا لاکر دے جس گھر میں کبھی کوئی آدمی نہ مرا ہو تاکہ میں اس پانی پر تیرے بیٹے کو زندہ کرنے کا منتر پھونکوں اس عورت نے پانی حاصل کرنے کے لئے تمام شہر چھان مارا لیکن کوئی گھر ایسا نہ ملا جس میں کوئی نہ مرا ہو آخرکار لاچار اور مایوس ہوکر مہاتما کے پاس واپس آئی اور اپنی اس کوشش میں ناکام رہنے کا ماجرا بیان کیا۔ مہاتما نے اس سے کہا کہ جب تمام شہر میں تجھے ایک گھر بھی ایسا نہیں ملا کہ جس میں کوئی نہ مرا ہو تو تُو اپنے مرے ہوئے لڑکے کی کیا اُمید کرسکتی ہے اس بات سے اس عورت کو صبر اور اپنے لڑکے کے مرجانے کا یقین آگیا اور اس کی تجہیز و تکفین پر رضامند ہوگئی۔

بیٹی کو جہیز میں کفن دیا تھا

ایک شخص نے اپنی بیٹی کے جہیز میں ضروریاتِ زندگی کی تمام اشیاء بہم پہنچائیں۔ قضائے الٰہی سے وہ لڑکی شادی کے چند روز بعد ہی فوت ہوگئی۔ الم رسیدہ باپ نے یہ شعر فرطِ غم میں موزوں کیا۔ ؎

یہ آیا یاد لے آرام جاں اس نامرادی میں   کفن دینا تمہیں بھولے تھے ہم سامان شادی میں

اورنگ زیب بادشاہ نے امام مسجد کو کیوں برخاست کیا؟

ایک روز جامع مسجد دہلی میں نماز جمعہ کے لئے کسی مجبوری کی وجہ سے شہنشاہِ عالمگیر ذرا تاخیر سے پہنچے۔ دیکھا تو امام جامع مسجد آمدِ شاہ کا منتظر بیٹھا ہے آپ نے فرمایا "وقتِ مقررہ پر نماز شروع کردیتے میرے انتظار کی کیا حاجت تھی"؟ یہ کہہ کر امام کو برخاست کردیا کہ "جو امام احکام خداوندی کے مقابلے میں آدابِ شاہی کو زیادہ ملحوظ رکھے وہ قابلِ امامت نہیں"۔

حاضر جواب لڑکے کا بوڑھے کو جواب

ایک بوڑھا شخص اپنے مکان میں لکھنے پڑھنے میں مصروف تھا محلے کے لڑکے کھیل کود اور شور مچا رہے تھے بوڑھے نے شور و غل سے تنگ آکر انہیں ڈانٹا اور کہا لڑکو! تم کیا کر رہے ہو؟ ایک حاضر جواب لڑکے نے کہا: ہم وہی کچھ کر رہے ہیں جو آپ اس عمر میں کیا کرتے تھے۔

زنان بازاری کی دُعا مُوسلا دھار بارش کی موجب

نواح لکھنؤ سندیلہ ایک قصبہ ہے وہاں ایک مرتبہ بارش نہ ہونے کی وجہ سے سخت قحط پڑ گیا لوگ پریشان تھے۔ نمازِ استسقاء کئی روز پڑھی گئی بارش نہ ہوئی وہاں کی زنان بازاری جمع ہو کر ایک رئیس کے پاس آئیں اور کہا ہم جنگل میں جا کر بارش کے لئے دُعا کرنا چاہتی ہیں۔ نمازِ استسقاء تو ہمیں آتی نہیں آپ صرف اس بات کا انتظام کرا دیں کہ وہاں کوئی جا کر ہمیں دیکھے نہیں ورنہ بجائے رحمت کے کہیں قہر کا نزول نہ ہو۔ رئیس مذکور نے کافی انتظام کرا دیا یہ گروہ جنگل میں پہنچا اور سجدے میں سر رکھ کر رونا شروع کر دیا توبہ استغفار کی اور کہا یا اللہ! سب سے زیادہ ہم ہی گنہگار، سیہ کار ہیں ہماری نحوست سے تیری مخلوق پریشان ہے اب فضل و رحم فرما۔ سَر نہ اٹھایا تھا کہ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی خبردار! دنیا میں کسی کو ذلیل و حقیر نہ سمجھیے۔ نمازِ استسقاء میں بڑے بڑے بزرگ اور عابد و فاضل و عالم تھے لیکن درجۂ قبولیت کنچنی ذلیل طبقہ کی دعاؤں کو حاصل ہوا۔

اللہ کے ساتھ معاملہ کرنے میں فائدہ ہوتا ہے۔

ایک دن عبداللہ بن مبارکؒ کے پاس ایک مہمان آیا آپ نے اس کی تواضع پر بہت خرچ کیا اور فرمایا "مہمان حق تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوتا ہے جہاں تک ہو سکے اس کی خدمت کرنی چاہیئے آپ کی زوجہ اس بارے میں آپ سے جھگڑنے لگ گئی۔ آپ نے فرمایا "ایسی عورت جو نیک کام میں مجھ سے جھگڑا کرے اسے گھر میں نہ رکھنا چاہیئے" آپ نے اس کا حق مہر ادا کر دیا اور طلاق دے دی۔ حق تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ ایک سردار کی لڑکی آپ کی مجلسِ وعظ میں آئی۔ اس کو آپ کی باتیں ایسی اچھی معلوم ہوئیں کہ گھر آکر اس نے اپنے باپ سے کہا کہ میرا آپؒ سے نکاح کر دیا جائے باپ نے اپنی بیٹی کو پچاس ہزار دینار دے کر

اس کا نکاح آپ سے کر دیا۔ پھر آپ نے خواب دیکھا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا تو نے عورت کو ہمارے لئے طلاق دی۔ اب یہ عورت تجھ کو اس کے عوض میں عطا کی ہے تاکہ تو جانے کہ کسی کو ہمارے ساتھ معاملہ کرنے میں نقصان نہیں ہوتا۔" (مجھ سے بیان کیا ہے علامہ غلام جعفر نجفی سلمہ اللہ سرگودھا نے کہ میں فلاں مقام (مقام میں نہیں بتاتا کہ شکایت ہوگی) پر مجلس پڑھنے گیا۔ وہاں ایک سید صاحب کے متعلق بتایا گیا کہ وہ شیعہ ہیں اور شادی ہوگئی ہے اُن کی ایک سُنی سیدزادی سے۔ چند روز کے بعد جب اس نے شاہ صاحب کو اپنے پر لٹو دیکھا تو کہا کہ میں آپ کے پاس تب رہوں گی کہ آپ سُنی ہو جائیں۔ ورنہ میرا کوچ ہے شاہ صاحب قبلہ فرمانے لگے سُنی تو مسلمان ہیں اگر تم کہو کہ میری خاطر یہودی ہو جاؤ تو بھی سر تسلیم خم ہے۔ اب قارئین موازنہ فرمالیں۔)

ہر شخص اپنے آپ کو صحیح العقیدہ تصور کرتا ہے

چند مسافر ہم سفر تھے راستے میں ایک جگہ تیتر بولا۔ مسلمان نے کہا سبحان اللہ کس قدر صاف لہجے میں "سبحان تیری قدرت" الاپ رہا ہے۔ ہندو نے کہا بھلا تیتر بھی کوئی عربی خوان ہے جو سبحان اللہ کا لفظ بولے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ اپنے ملک کے بزرگوں کے نام جپتا ہے یعنی رام چندر دسرت، پہلوان نے کہا دنیا میں طاقت ور سب پر غالب ہے ہمارے یعنی پہلوانوں کے خیال کے مطابق یہ تلقین کرتا ہے یعنی کھا گھی کر کسرت۔ بنیئے نے کہا آپ سب غلطی پر ہیں یہ کہہ رہا ہے۔ لون تیل ادرک۔ جن سے دنیا میں ہمیشہ کام پڑتا ہے۔ برہمن نے کہا، یہ رام نام امرت کا جاپ کرتا ہے نتیجہ یہ کہ دنیا میں ہر ایک شخص اپنے آپ کو روشن خیال اور صحیح العقیدہ خیال کرتا ہے۔

پگڑی کھول کر باندھنا نفلوں کا ثواب

ایک مولوی نے مسجد میں وعظ کے دوران بیان کیا کہ جو شخص آج کے روز جتنی مرتبہ اپنی پگڑی کھول کر باندھے گا اسے اتنے ہی نفل پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ ایک مراثی کا نوجوان لڑکا موجود تھا یہ سنتے ہی مجمع میں اپنی پگڑی کھولنے باندھنے لگ گیا۔ باپ نے وجہ پوچھی، کہنے لگا ابھی آپ نے مسئلہ نہیں سُنا میں تو نوافل کا ثواب حاصل کر رہا ہوں۔ باپ نے خفا ہو کر کہا "کم بخت اس

طرح تو پگڑی پھٹ جائے گی تو پھر نفس سر پر باندھے گا؟

بیوی خاوند کی بات نہیں مانتی

ایک ڈاکٹر نے ایک مریضہ کا نسخہ تجویز کیا پھر دوائی کا انتظام کیا پھر اس کے خاوند کو کہا ایک چیز آپ کے ذمہ ہے اُسے سمجھا دیں کہ آج تمام دن خاموش رہے۔ شوہر نے کہا مہربانی فرما کر جہاں پہلے زحمت کی ہے۔ یہ بھی آپ ہی سمجھا دیں اگر میں منع کروں گا تو ابھی سے بکواس شروع کرے گی، شام تک بکتی رہے گی۔

نئی دلہن چھ ماہ بعد بچہ

نئی دلہن کے سسرال میں بچہ پیدا ہونے کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی دُلہن جو چند روز کی شادی شدہ تھی، بولی ہمارے ہاں تو چھ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوتا ہے۔ ساس نے کہا ساری دنیا میں تو نو ماہ کے بعد پیدا ہوتا ہے؛ دلہن نے کہا اب کی دفعہ تو میں اپنے ہی خاندان کی رسم ادا کروں گی دوسری دفعہ دیکھی جائے گی۔

سوداگر اور جہاز کے کپتان کی موت کے بارے گفتگو

ایک سوداگر نے اپنے ایک دوست سے جو جہاز کا کپتان تھا۔ پوچھا تمہارے والد بزرگوار نے کیونکر وفات پائی؟ اس نے کہا آپ میرے والد کی نسبت خاص کر کیوں پوچھتے ہیں؟ میرے آباؤ اجداد سب ڈوب کر ہی مرتے آئے ہیں۔ اس واسطے کہ صدہا پشت سے جہازرانی کا پیشہ ہمارے خاندان میں ہے۔ سوداگر نے کہا کیا تم کو ڈر نہیں لگتا کہ تم بھی ایک دن باپ دادا کی طرح ڈوب کر مر گئے؟ کپتان نے کہا بے شک ڈوبنے کا خوف تو ہے لیکن موت سے گریز کہاں ہو سکتا ہے؟ بھلا میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ آپ کے آباؤ اجداد کیونکر مرے؟ سوداگر نے جواب دیا گھر میں مرے اور کہاں مرے۔ کپتان یعنی ملاح نے کہا آپ نہیں ڈرتے کہ اسی گھر میں آپ کو بھی مرنا ہوگا۔ مقصد یہ ہے کہ آدمی خشکی میں رہے یا دریا، سمندر میں۔ موت سے کسی کو نجات نہیں۔

حضرت سلیمانؑ کی ناگہانی موت

حضرت امام علیؑ رضا اپنے آباؤ اجداد سے نقل فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت سلیمانؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اللہ نے جو مجھے سلطنت عطا فرمائی ہے ایسی کسی کو عطا نہیں کی۔ انسان جن طیور وحوش

حتیٰ کہ ہوا بھی میری تسخیر میں ہے اور تمام جانداروں کی زبان بھی سمجھا دی ہے گویا مجھے ہر چیز عطا فرما دی ہے لیکن میں نے ایک دن بھی آرام سے نہیں گزارا ہے آج میں چاہتا ہوں کہ کل اپنے محل میں تنہا آرام و سکون کے ساتھ بسر کروں اور کسی آدمی کو اندر آنے کی اجازت نہ دی جائے۔ میں چاہتا ہوں کہ محل کی چھت پر جا کر اپنی مملکت کو دیکھوں اپنے آپ کو خوش کروں اور کوئی انسان میرے پاس آکر تھوڑی سی بات کر کے بھی مجھے افسردہ نہ کرے کم از کم زندگی میں ایک دن رات تو خوشی اور سکون میں گزار سکوں رعایا نے عرض کی اطاعت کی جائے گی۔ دوسرے روز صبح کے وقت عصا ہاتھ میں لے کر محل پر چڑھے اور عصا پر تکیہ کر کے اپنی سلطنت کو دیکھ کر خوش ہو رہے تھے کہ ناگاہ ایک خوبصورت اور خوش لباس انسان داخل ہوا حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ تم کہاں سے داخل ہوئے ہو اور کس سے اجازت لی ہے اس نے عرض کی کہ مجھے اس محل میں اس کے مالک نے داخل کیا ہے اور محل کے مالک کی اجازت سے داخل ہوا ہوں۔ حضرت نے فرمایا کہ قصر کا مالک (رب) واقعی زیادہ حق رکھتا ہے مجھ سے۔ اور اُس کا اذن اور حکم واقعی نافذ ہے لیکن اب یہ بتاؤ کہ تم ہو کون؟ عرض کی میں عزرائیل ہوں فرمایا کیوں آئے ہو عرض کی آپ کی روح قبض کرنے کے لئے آپ نے فرمایا جو حکم تمہیں دیا گیا ہے اس کی تعمیل کرو لیکن آج پوری زندگی میں یہ دن تھا میری خوشی اور اطمینان کا جو میری موت کا دن ثابت ہوا۔ ملک الموت نے اسی حالت میں روح قبض کر لی جبکہ عصا پر تکیہ کئے ہوئے تھے آپ ایک سال اسی طرح کھڑے رہے مخلوق دیکھتی رہی انہیں معلوم نہ ہو سکا کہ یہ فوت ہو چکے ہیں سمجھتے رہے کہ زندہ ہیں یہاں تک کہ دیمک نے عصا کو کھایا وہ زمین پر گر پڑے اب رعایا کو پتہ چلا کہ فوت ہو چکے ہیں۔ تحفۃ الواعظین

عبداللہ محض اور محمد دیباج سادات حسنی کی دردناک شہادت

یہ دونوں حقیقی بھائی صرف دو واسطوں کے ساتھ امام حسنؑ کی اولاد تھے حضرت عبداللہ کے دو بیٹے ابراہیم اور محمد منصور ملعون کے ظلم سے تنگ آکر مدینہ سے فرار کر چکے تھے منصور نے مدینہ کے حاکم کو لکھا کہ عبداللہ محض کو گرفتار کرو اور ان سے ان کے بیٹوں کا مقام دریافت کیا جائے حضرت عبداللہ پکڑے گئے تین سال تک قید رہے چوتھے سال منصور حج کے لئے مکہ گیا۔ واپسی پر مدینہ نہ آیا بلکہ ربذہ آیا اور حکم دیا کہ جو سادات حسنی مدینہ میں قید ہیں اس کے سامنے پیش

کٹے جائیں اور یہ ۲۰ آدمی تھے یہ زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے جب یہ مظلوم سادات زنجیروں میں مدینہ سے لائے جا رہے تھے امام جعفر صادقؑ نے انہیں ایک سوراخ سے دیکھا بہت گریہ کیا اور فرمایا انصار نے وعدہ کیا تھا کہ ہم اولاد پیغمبرؐ کی نصرت کریں گے لیکن انہوں نے وفا نہیں کی آپ نے ان پر نفرین کی اس عرصے سے بیس روز بخار رہا اور بیمار پڑے رہے منصور ملعون نے حکم دیا کہ ان ۲۰ سادات کو دھوپ میں رکھا جائے پھر کچھ دنوں بعد محمد دیباج جو عبداللہ محض کے بھائی تھے کو منصور کے سامنے پیش کیا گیا اُن سے پوچھا کہ تمہارے بھتیجے کہاں ہیں؟ فرمایا کہ میں تو تین سال سے تمہارے قید خانہ میں ہوں ان کا کوئی علم نہیں ہے اس ملعون نے حکم دیا کہ ان کو چار سو تازیانے مارے جائیں جس کے نتیجے میں ان کا بدنِ مبارک خون آلود ہو گیا پھر حکم دیا کہ ان کے بدن پر کھردرا کپڑا کھینچا جائے اس سے ان کے بدن کا چمڑا اُکھڑ گیا ان کا چہرہ جو نورانی تھا تازیانوں اور دوسری اذیتوں کی وجہ سے کالی سیاہی کی طرح ہو گیا اور تازیانوں کی ضرب سے آنکھ کا ایک ڈھیلا باہر نکل کر زمین پر گر پڑا پھر یہ اسی مظلومی کی حالت میں اپنے بھائی عبداللہؒ محض کے سامنے لائے گئے یہ تشنگی کی وجہ سے نالہ کر رہے تھے عبداللہ نے فرمایا کہ کوئی مسلمان نہیں ہے جو میرے بھائی کو پانی پلائے کہ اولادِ پیغمبرؐ ہے انہیں اپنے یہ بھائی بہت پیارے تھے دیکھا کہ ان کے بھائی کا پیراہن زخموں کی کثرت کی وجہ سے اُن کے ساتھ چپٹا ہوا ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ خون کا کپڑا ہے منصور نے حکم دیا کہ ان دونوں بھائیوں کو دوسرے لوگوں کے ساتھ کوفہ لے جائیں پھر محمد کو اونٹ پر بٹھا کر عبداللہ کے سامنے لے آئے کہ بھائی کو زخمی اور خون آلود دیکھ کر گریہ کرے جب یہ کوفہ پہنچے تو قید کر دیئے گئے اور اُن کے گلے میں زنجیر ڈالی گئی تھی کہ قضائے حاجت کے وقت بھی زنجیر نہ کھولی جاتی اور جو اسی حال میں مر جاتا اس کی لاش وہیں رہ جاتی جس کی وجہ سے زندان متعفن ہو جاتا آب و غذا کی یہاں تک قلت تھی کہ اگر کوئی انہیں پانی پلانے کے لئے لے آتا تھی کے نگہبان انہیں پانی نہ پینے دیتے ایک روز ایک آدمی نے رحم کر کے عبداللہ کو پانی پیش کیا زندانبان کو پتہ چل گیا اس نے پانی کا کوزہ پاؤں کی ٹھوکر کے ساتھ توڑ دیا پانی زمین پر گر گیا اور عبداللہ کے دانت توڑ دیئے قید خانہ انتہائی تاریک تھا کہ نماز کا وقت بھی معلوم نہ ہو سکتا تھا کلام مجید کی تلاوت کرتے رہتے تھے اسی اندازے کے ساتھ پنجگانہ نمازوں کے اوقات معلوم کرتے تھے؛

اسی طرح زندان میں مدت گزر گئی پھر منصور ملعون نے قید خانے میں عبداللہ کو دکھا کر اس کے بھائی محمد کا سر قلم کرا دیا عبداللہ کے بیٹوں نے جب اپنے باپ اور چچا کی گرفتاری کی خبر سنی بہت غمناک ہوئے اور خروج کیا اور منصور کے لشکر کے ہاتھوں قتل ہو گئے منصور نے حکم دیا کہ ان کے سروں کو کوفہ میں پھرایا جائے پھر ابراہیم کا سر زندان میں ان کے باپ عبداللہ کے پاس بھیجا گیا باپ نے بیٹے کا سر دیکھا بہت گریہ کیا پھر اس کے بعد عبداللہ اور تمام دوسرے قیدیوں کو شہید کر دیا گیا یہ زندان کوفہ کے پاس دریا کے کنارے پر واقع تھا اب لوگ زیارت کے لئے جاتے ہیں اور یہ جگہ مشہور ہے۔ تحفۃ الواعظین۔

نوشیروان وحاتم۔ عدالت اور سخاوت کے پنکھوں کے ساتھ جہنم میں

رسولِ خدا فرماتے ہیں جب میں معراج پر گیا۔ دو آدمیوں کو جہنم میں تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھا اُن کے ہاتھوں میں پنکھے ہیں وہ ان پنکھوں کے ساتھ جہنم کے شعلوں کو پیچھے دھکیل دیتے ہیں اور آگ سے بالکل متاثر نہیں ہو رہے ہیں جبرئیل نے عرض کی! ایک نوشیرواں ہے دوسرا حاتم۔ دونوں کفر پر مرے اور کافر بہشت میں جا نہیں سکتا نوشیروان عادل تھا اور حاتم سخی۔ ان دونوں صفتوں کی وجہ سے جہنم میں نہیں جل رہے نوشیرواں کے ہاتھ میں ہے عدالت کا پنکھا اور حاتم کے ہاتھ میں ہے سخاوت کا پنکھا جس سے جہنم کی آگ سے محفوظ ہیں (تحفۃ الواعظین)

ماں کے عاق فرزند کی عاقبت: فضیلت حسینؑ

منہج الصادقین میں ہے کہ ایک روز پنجتن پاکؑ قبرستان بقیع میں تشریف لائے دیکھا کہ قبر میں ایک میّت عذاب میں مبتلا ہے رسولِ خدا نے اس مردہ کو آواز دی فرمایا اے عبدِ خدا اللہ کے اذن سے اُٹھ فی النور آپ کے معجزہ سے قبر شگافتہ ہوئی اور ایک جوان باہر آیا جس کا منہ سیاہ تھا حال تباہ تھا اور زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا آپ نے فرمایا وائے ہو تجھ پر دنیا میں کیا جرم کیا تھا عرض کی یا رسول اللہ! میری ماں مجھ سے ناراض ہے فرمایا تم نے ماں کے ساتھ کیا کیا۔ عرض کی ایک روز گھر میں داخل ہوا میری بیوی نے میری ماں کی شکایت کی میں غضبناک ہو گیا میری ماں تنور کے پاس بیٹھی روٹیاں پکا رہی تھی میں نے اسے پکڑ کر آگ میں گرا دیا۔ ہمسائے آئے انہوں نے میری ماں کو تنور سے نکالا لیکن اتنے میں اس کا ایک ہاتھ اور پستان جل گئے

اس نے جلتے ہوئے پستان پر ہاتھ رکھ کر سر آسمان کی طرف کیا اور کہا! بارِ الہا میرے اس بیٹے سے میرا انتقام لے بس میری عمر کوتاہ ہو گئی یہاں تک کہ ماں کی نفرین کے تین روز بعد میں فوت ہو گیا اور اب قبر میں یہ عذاب دیا جا رہا ہے اب آپ سے التماس ہے کہ میرے لئے دعا فرمائیں جناب نے فرمایا کہ اس کی ماں کو حاضر کیا جائے۔ کیونکہ اس کی ماں کی رضا کے بغیر دعا مستجاب نہیں ہوتی اصحاب نے اس کی ماں کو حاضر کیا آپ نے فرمایا اپنے بیٹے کی تقصیر معاف کر دو کہ یہ عذاب میں مبتلا ہے۔ عرض کی معاف نہیں کروں گی۔ پس رسول خدا، علیؑ۔ فاطمہؑ و حسنؑ نے سفارش کی لیکن اس نے قبول نہ کی یہاں تک کہ نوبت امام حسینؑ پر پہنچی آپ نے فرمایا اے زن تم نے میرے جد۔ باپ۔ ماں۔ اور بھائی کی سفارش اپنے بیٹے کے حق میں قبول نہیں کی میری سفارش قبول کر۔ اس عورت نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور دونوں ہاتھوں کے ساتھ امام حسینؑ کا دامن تھام لیا اور کہا میں نے بیٹے کو معاف کر دیا رسولؐ خدا نے فرمایا تعجب ہے تم نے ہم چاروں کی سفارش قبول نہ کی لیکن میرے نواسے حسینؑ کی سفارش قبول کی۔ اس عورت نے عرض کی میں نے چاہا تھا قبول نہ کروں کہ میں نے دیکھا کہ آسمانوں کے دروازے کھل گئے ہیں اور فرشتے اپنے ہاتھوں میں آتشیں حربے پکڑے ہوئے کہہ رہے ہیں حسینؑ کی شفاعت قبول کر ورنہ ہم آتشیں حربوں کے ساتھ تمہیں ماریں گے۔ میں نے سفارش قبول کر لی۔ تحفۃ الواعظین۔

دختر فرعون کی مشاطہ اور اس کے تین بیٹوں کا قتل

ایک روز زوجہ خربیل جو فرعون کی بیٹی کی مشاطہ تھی اور اس کے سر میں کنگھی کر رہی تھی کنگھی اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور کہا لعنت ہو اس شخص پر جو خدا کو نہیں پہچانتا۔ فرعون کی دختر نے کہا کیا اس سے مراد میرا باپ ہے کہا نہیں بلکہ اس سے مراد وہ خدا ہے جس نے مجھے تجھے اور تمام زمینوں آسمانوں کو پیدا کیا ہے اس نے کہا وہ خدا کون ہے؟ کہا خدائے موسیٰؑ و ہارونؑ وہ لڑکی غضبناک ہو کر اٹھی اور ایک طمانچہ اس کے رخسار پر مارا اور حکم دیا یہ یہاں پابند رہے پھر فوراً اپنے باپ کو اس امر سے مطلع کیا فرعون لعین نے اس عورت کو حاضر کیا اور مطلب دریافت کیا اس نے کہا میں تو موسیٰ و ہارونؑ کے خدا پر ایمان لا چکی ہوں اس نے کہا اگر اس اعتقاد سے توبہ نہ کرے گی تمہیں سخت سزا دوں گا۔ عورت نے کہا میری ہزار جان قربان میرے اس قول پر

فرعون نے حکم دیا کہ اس عورت کے ہاتھوں، پاؤں میں میخیں ٹھونک دی جائیں چار میخیں ٹھونکی گئیں اور چوب سے مارنا شروع کیا اور لوہے کی کنگھی کے ساتھ اس کے گوشت اور اعضا کو تراشنا شروع کیا اور آگ کا گرم طشت اس کے سینے پر رکھ دیا گیا وہ زنِ صالحہ پروانہ وار محبتِ الٰہی میں جلتی رہی اور لطف اندوز ہوتی رہی اس کے تین کم سن بیٹے تھے فرعون نے کہا اگر اپنے قول سے نادم ہو کر توبہ نہ کرے گی میں تمہارے بچوں کو بھی ہلاک کروں گا عورت نے کہا اگر میرے ہزار بیٹے ہوں تو تمام کو اللہ کی راہ میں قربان کر کے فخر محسوس کروں گی اس کے بڑے بیٹے کو پیش کیا گیا اسے گرم بھٹی میں پھینک دیا گیا اس مومنہ کے سامنے اُسے جلا دیا گیا اس وقت اس زنِ صالحہ کے سامنے سے حجاب اٹھا دیئے گئے اور اُسے اپنے اور بیٹوں کے مقامات دکھائے گئے اُن مقامات کے دیکھنے پر خوش ہو کر مسکرائی فرعون غصہ ہوا اور کہا کیوں ہنس رہی ہے کہا کہ میں نے اپنے اور بچوں کے مقامات دیکھ لئے ہیں اور اس خوشی میں مسکرا رہی ہوں فرعون نے حکم دیا کہ اس کے میانے بیٹے کو بھی آگ میں پھینک دو پھر شیر خوار بچے کو لا کر آگ میں پھینکا گیا وہ قدرتِ خداوندی سے گویا ہوا، اے مادر گرامی ہرگز جزع فزع نہ کرنا صبر کرنا بہت جلد اپنے مقصود تک پہنچے گی۔ پھر عورت کو آگ میں پھینک دیا گیا یہ زنِ صالحہ اپنے بیٹوں سمیت عالم بقا کی طرف مسافرت کر گئی خداوند عالم نے ملائکہ کو حکم دیا کہ اس عورت اور اس کے بیٹوں کی ارواح کا استقبال کرو خوشا حال ان کا جن کا استقبال ملائکہ کرتے ہیں۔ تحفۃ الواعظین۔

آسیہ بنت مزاحم (زن فرعون)

مصر میں اس سے نیک اور صاحبِ جمال کوئی عورت نہ تھی چالیس سال تک فرعون کے گھر خفیہ طور پر اللہ کی عبادت کرتی رہی آسیہ نے اپنی آنکھوں سے اس مشاطہ اور اس کے بیٹوں کی شہادت کا دلخراش واقعہ (جو اوپر مذکور ہوا) مشاہدہ کیا اُن کے حال پر مثل شمع جلتی رہی لیکن ان کے لئے کچھ نہ کر سکی جب ان چاروں کی روحیں بجانب آسمان لے جائی جا رہی تھیں آسیہ کے سامنے سے پردہ اٹھا کر یہ منظر اُسے دکھایا گیا ملائکہ اور حوران نورانی طبقوں میں ان کی ارواح کو لے کر جا رہے ہیں اس نے اس مرتبہ کی آرزو کی کہ ناگاہ فرعون آسیہ کے محل میں داخل ہوا اور کہا کہ مشاطہ اور اس کے بچوں کا حال دیکھا ہے ان کے ساتھ کیا کیا ہے آسیہ نے کہا تمام جہانوں کے

خدا سے نہیں ڈرتا ہے ؟ اس قسم کا ظلم اور بے باکی کب تک کرتے رہو گے خدا سے ڈر اور شرم نہیں کرتے ؟ فرعون نے کہا یہ کیا کہہ رہی ہے کیا تو مثل اس مشاطہ کے مجنون ہو گئی ہے۔ عقل زائل ہو گئی ہے کہ ایسا ہذیان بک رہی ہے آسیہ نے کہا میری عبادت اور اطاعت جنون نہیں بلکہ خدا پرستی ہے۔ فرعون نے بہت کچھ دھمکیاں دیں لیکن آسیہ نے پرواہ نہ کی۔ آخر الامر یہ ملعون انتہائی غضب ناک ہوا آسیہ کو زمین پر لٹوا دیا ہاتھوں پیروں میں میخیں ٹھکوا دیں مشاطہ کی طرح عذاب میں مبتلا کیا لیکن آسیہ نے صبر کیا آسیہ نے آسمان کی طرف منہ کیا اور کہا رب ابن لی عندك بيتا فی الجنة ونجنی من فرعون وعمله ونجنی من القوم الظالمين پ ۲۸ آخر۔ اے میرے پروردگار اپنے پاس جنت میں میرے لئے گھر بنا اور نجات دے مجھے فرعون اور اس کے کردار بد سے اور نجات دے ظالموں کی قوم سے۔ تفسیر عمدة البیان میں ہے۔ پہلے فرعون نے اُسے دھوپ میں لٹایا تھا ملائکہ نے اس پر سایہ کیا تھا پھر اس کے سینے پر بہت بڑا پتھر رکھوایا لیکن اللہ نے اس کی رُوح کو قبض کر لیا تھا اور یہ پتھر اس کے بدن بے جان پر آیا تھا اور آسیہ نے فرعون کے عذاب کا درد نہ چکھا اور بعض تفسیروں میں ہے کہ حق تعالیٰ اُسے زندہ آسمان پر لے گیا مع اس کے بدن کے اور اب بہشت میں ہے۔ تحفۃ الواعظین۔ تفسیر عمدة البیان۔

ظالم بادشاہ کا مظلوم بچہ پر رحم، توبہ و اسلام کا موجب ہوا

معدن الاسرار میں ہے سلمان فارسی نے فرمایا کہ شاہان فارس میں ایک بادشاہ روذبین نامی تھا۔ بہت سخت مخالف حق اور ظالم تھا اس کے فساد اور ظلم کی وجہ سے اللہ نے اُسے بیماری میں مبتلا کر دیا اور یہ تھا سر کے دُکھنی جانب درد۔ اور یہ اتنا شدت اختیار کر گیا کہ کھانے پینے کا مانع ہو گیا اور وہ ہر وقت فریاد اور واویلا کرتا تھا اس نے اپنے وزیر کو اپنی کیفیت بیان کی اس کا بہت علاج کیا گیا لیکن سب بے سود۔ پس اس وقت اللہ نے ایک پیغمبر کو حکم دیا کہ روذبین کے پاس جاؤ اور حکمار کے دستور کے مطابق اس کی تعظیم بجا لاؤ اور نہایت شفقت اور نرمی سے اُسے بغیر علاج کے شفایابی کا یقین دلاؤ جب دیکھو کہ وُہ متوجہ ہو گیا ہے اور تمہاری بات قبول کر لے گا تو اُسے کہو تمہارے درد کی دوا طفل شیرخوار کا خون ہے جس کے ماں اور باپ بھی راضی ہو جائیں اور وہ خود اسے قتل کریں بغیر کسی جبر و اکراہ کے۔ اس کے خون کے تین قطرے اپنے

ناک کے دھنی طرف ڈالو اگر ایسا کرو گے تو اسی وقت آپ کا درد برطرف ہو جائے گا۔ جب وہ پیغمبر اس بادشاہ کے پاس آئے اور فرمایا تو بادشاہ نے کہا یقیناً کوئی آدمی اپنے بیٹے کو اپنی رضامندی سے قتل کرنے پر تیار نہ ہوگا پیغمبر نے فرمایا رقم ادا کر کے رضامند کر لو پس بادشاہ کے کارندے اطراف میں پھیل گئے بہت تلاش کے بعد ایک لڑکے کو اس کے فقیر ماں اور باپ کے ساتھ لے آئے بادشاہ کے حکم سے چاندی کا طاس اور چھری لائی گئی چھری باپ کے ہاتھ میں دی گئی اور ماں کو حکم دیا گیا کہ اپنے بچے کو دامن میں مضبوطی سے پکڑے اور پھر باپ اسے ذبح کرے پس اسی وقت اس بچے کو خداوند عالم نے قوتِ گویائی عطا فرمائی اس نے کہا اے بادشاہ! میری ماں اور باپ کو میرے قتل سے باز رکھو کہ انہوں نے مجبوراً رقم حاصل کی ہے اور مجھے اپنے ہاتھ کے ساتھ ذبح کر رہے ہیں اور اب میرا کوئی پرسانِ حال نہیں ہے کیونکہ اگر کوئی کسی بچے کو مارتا ہے پہلے وہ اپنی داد فریاد ماں باپ کے پاس کرتا ہے اس کے بعد بادشاہ کے پاس شکایت کرتا ہے اب خلاف حکم تو دیا ہے سلطان نے اور میرے ماں باپ مجھے ہلاک کر رہے ہیں میں مظلوم ہوں میری مدد فرماؤ اس خدا ترسی پر اللہ آپ کا درد ٹھیک کر دے گا جب بادشاہ نے اس کم سن بچے کی کلام سُنی خوف سے اس کا بدن کانپ گیا للکارا نہ ذبح کرو ماں اور باپ کو کہا اپنے بیٹے کو گھر لے جاؤ۔ اب جو سلطان رات کے وقت سویا کوئی اُسے آواز دے رہا ہے کہ صرف اس وجہ سے کہ تم نے اس بچے پر رحم کیا ہے اللہ نے تیرے سر کو شفا دی ہے، بیدار ہوا محسوس کیا کہ بالکل تندرست ہو گیا ہے فوراً تائب ہوا اور اسلام بھی لے آیا۔ تحفۃ الواعظین

مروان سے اس کے غلام کا کلمۂ حق

محاضرات الادباء میں ہے۔ مروان کا ایک غلام تھا اسے اس نے اپنے اموال کا دکیل بنا رکھا تھا ایک روز اس نے اپنے غلام کو کہا اے غلام! تو نے میرے مال میں خیانت کی ہے اور چوری کی ہے۔ غلام نے کہا جس روز آپ نے مجھے خریدا تھا اس روز میرا لباس گھٹیا پشم کا تھا اور ہنوز دس لاکھ درہم کا مالک ہوں کھاتا ہوں عیش کرتا ہوں اور خیانت بھی کرتا ہوں مروان نے کہا کیوں خیانت کرتے ہو؟ غلام نے کہا چونکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ نے معاویہ سے خیانت کی ہے اور معاویہ نے خدا اور رسول سے خیانت کی ہے اور تم لوگوں نے رسول خدا کے برحق وصی

کا حق غصب کیا ہے اب میں تمہاری سنت پر تمہارے حق میں خیانت کر رہا ہوں۔ تحفہ

بہلول کے نزدیک سب سے بڑا فقیر ہارون رشید تھا

ایک روز ہارون بیٹھا ہوا تھا دیکھا کہ بہلول کے ہاتھ میں کچھ درہم ہیں اس نے ہارون کے ہاتھ میں دے دیئے اور کہا پکڑ لو ہارون نے کہا یہ کیا ہے بہلول نے کہا رقم ہے میں نے چاہا کہ کسی فقیر کے سپرد کر دوں میں نے دیکھا کہ سب سے بڑا فقیر تو ہے ہارون نے کہا کہ میں تو امیر ہوں تم کیسے کہہ رہے ہو کہ میں فقیر ہوں بہلول نے کہا جب میں ہر دوکان کے دروازے پر جاتا ہوں دیکھتا ہوں کہ آپ کا کارندہ رقم طلب کر رہا ہوتا ہے وہاں سے میں نے جانا ہے کہ آپ سب سے زیادہ فقیر ہیں۔ تحفۃ الواعظین:

تارک الدنیا اور دنیا بغل میں

ایک آدمی نے گھریلو کاروبار، اخراجات وغیرہ سے تنگ آکر ترکِ دنیا کا ارادہ کر لیا اپنی بیوی کو بھی آزاد کر دیا اور کسی فقیر کا چیلہ بن کر گلے میں کفنی ڈال لی اور ہاتھ میں کاسہ لے کر در بدر بھیک مانگنی شروع کر دی ایک دن پھرتا پھرتا اسی بستی میں آنکلا جہاں اس کی بیوی رہتی تھی حسبِ عادت صدا کی "بھلا ہو مائی کچھ بھیجو فقیر کو" مائی نے اس بے وفا کی آواز پہچان لی جھانک کر دیکھا تو وہی ذات شریف ہیں خیر ان کو مٹھی بھر آٹا دیا اور کہا کہ "سائیں جی! گو ہمارا تمہارا میاں بیوی کا رشتہ تو قطع ہو گیا لیکن لاؤ تھوڑی سی روٹی پکا دوں کہا اچھا مگر آٹا، دال نمک، مرچ اور لوٹا، توا، چولہا، کچھ لکڑیاں سب ضروری اشیاء فقیر کی جھولی میں موجود ہیں یہ سامان لو اور پکاؤ تب اس عورت نے دو ہتڑ ماری اور کہا کم بخت سارا سامانِ دنیا تو اپنے بغل میں مارے پھرتا ہے کیا جورو ہی دنیا ہوتی ہے کہ مجھ غریب کو چھوڑ کر تارک الدنیا بن گیا۔

حضرت سلمان فارسی بیگار میں پکڑے گئے

سلمان فارسی مدائن کے حاکم تھے آپ ہمیشہ سادے کپڑوں میں ملبوس رہتے تھے گھر کا سودا خود لاتے تھے کسی امیر نے ایک بوری آٹے کی خریدی اور اب کسی کو بیگار میں پکڑنا چاہتا تھا۔ سلمان کو پکڑ لیا اور نہ پہچانا کہ یہ تو شہر کے حاکم ہیں بوری ان کے سر پر رکھی اور لے چلا ایک شخص نے راہ میں پہچان لیا اور کہا اے امیر و حاکم شہر! یہ بوجھ کہاں لئے جاتے ہیں؟ امیر یہ کلام سنتے ہی قدموں میں گر پڑا اور معذرت کرنے لگا کہ بندے سے یہ نادانستہ غلطی ہوئی ہے معاف فرمائیں اور یہ بوجھ

سقراط شاگرد سے "کیوں روتا ہے" شاگرد "اس لیے کہ آپ بے گناہ مارے جا رہے ہیں" سقراط "یہ تو شکر کی بات ہے کیا

سر سے اتار دیں آپ کے قدموں کی خاک میری آنکھوں کا سُرمہ ہے سلمان نے فرمایا "کیا میں نے یہ قبول نہیں کیا کہ یہ گٹھڑی تیرے گھر تک پہنچا دوں ؟ آخر نہ اتاری اور اس کے گھر پہنچا کر کہا میں نے تو تیرا کام کر دیا اب تو بھی مجھ سے عہد کر کہ پھر کسی کو بیگار میں نہ پکڑے گا اور اتنا لے جو اٹھا سکے۔ تحفہ

شہنشاہ فریدوں کا اخلاق و باورچی

کہتے ہیں ایک دفعہ فریدوں شہنشاہ نے اپنے باورچی کو حکم دیا کہ میرے واسطے فلاں قسم کا کھانا بہت تکلف کے ساتھ مزیدار تیار کرنا۔ باورچی نے بادشاہ کی فرمائش کے مطابق کھانا تیار کر کے دوسرے کھانوں کے ساتھ بادشاہ کے روبرو پیش کیا بادشاہ نے جب اپنے فرمائشی کھانے کی طرف نظر کی تو اس میں ایک مکھی پڑی ہوئی دیکھی اس کو نکال کر پھینک دیا جب لقمہ اٹھایا تو پھر ایک مکھی نظر آئی اس لقمہ کو چھوڑ کر دوسرا لقمہ اٹھایا اس میں بھی ایک مکھی ملی تو اس نے اس کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا اور دوسرے کھانوں کو تناول کر کے دسترخوان اٹھوا دیا۔ بعدازاں باورچی کو طلب کیا اور فرمایا کھانا تو بہت ہی لذیذ تھا کل پھر ایسا ہی کھانا پکانا مگر اس میں مکھی زیادہ نہ ہو" حاضرین نے یہ حالت دیکھی تو سخت متعجب ہوئے کہ بادشاہ نے بجائے سزا دینے کے نادم کرنے پر اکتفا کی۔

نوجوان سید کا بے مثال کردار

کہتے ہیں ایک نوجوان خوبصورت امیر گھرانے کے سید گلزار حسین نامی پر ایک نوجوان خوش صورت ہندو عورت یوں عشق میں اندھی اور بے خود ہو گئی کہ جب وہ گھوڑے پر سوار ہو کر کہیں باہر جا رہے تھے، تو ان کے آگے زمین پر لیٹ کر رستہ روک لیا آپ نے اس سے مقصد دریافت کیا تو اس نے ایک عجیب منطقی فقرے میں زاری کی "میں چاہتی ہوں مجھے آپ جیسے بیٹے کی ماں بننے کا شرف حاصل ہو" فرمایا اگر میں خود ہی آپ کا بیٹا بن جاؤں بلکہ بن گیا ہوں تو آپ کو قبول نہ ہوگا ؟ لیجیئے آج سے آپ میری ماں اور میں آپ کا بیٹا۔ اس مقدس اور پرخلوص فقرے نے عورت کا ضمیر ہی بدل دیا۔ شاہ صاحب نے تمام زندگی اطاعت شعار بن کر صلبی اور حقیقی بیٹوں کی طرح حقوق ادا کیے اور دنیا پر مثال قائم کر دی کہ حضرت یوسفؑ کے معصوم کردار کی یوں پیروی کی جاتی ہے۔ ایک ڈائجسٹ سے۔

عالم کے فتوے کا اثر

ایک عالم ایک شہر میں امام جماعت تھے ایک آدمی بادشاہ کی طرف سے آیا۔ اس نے مسجد کے قریب شراب فروشی شروع کر دی۔ اس عالم نے بادشاہ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ یہ شراب فروشی کی دکان بند کرادیں ورنہ میں اسے بند کرادوں گا جب بادشاہ نے یہ پیغام سُنا وزیر کو کہا کہ یہ کون ہے کیا اس کے پاس فوج ہے جو ہماری دکان بند کرانا چاہتا ہے وزیر نے کہا آپ خود ہی کسی تاجر کو اس کے پاس بھیج کر معلوم کرالیں وہ تاجر آیا اور عالم کی خدمت میں عرض کی کہ آپ نے بادشاہ کو اس طرح کا پیغام بھیجا ہے تو آپ کے پاس دوکان بند کرانے کی کون سی طاقت ہے؟ عالم نے فرمایا اگر آپ چاہتے ہیں تو امتحان کر لیں۔ عرض کی اس میں کوئی اشکال نہیں۔ عالم اٹھے اور فتویٰ لکھ دیا "اس کوچہ سے عبور کرنا حرام ہے"۔ فتویٰ کی یہ عبارت شراب فروشی کے کوچہ میں لٹکا دی گئی جو آتا یہ عبارت پڑھتا واپس ہو جاتا حتیٰ کہ جن لوگوں کے گھر اس کوچہ میں تھے اپنے گھروں کا سامان اکٹھا کیا اور بیوی بچے لے کر وہاں سے کوچ کر گئے اور دوسری گلی میں کرائے کے مکان لے لئے اور یہ کوچہ بالکل خالی ہو گیا اب کوئی بھی اس کوچہ سے عبور اور گزر نہ کرتا تھا اب اس دکاندار نے دیکھا کہ یہاں کوئی آنے والا نہیں ہے تو اس نے اپنی دوکان بند کر دی اور بادشاہ کے پاس آگیا بادشاہ نے آنے کی وجہ پوچھی اس نے کہا ایک عالم نے میری دوکان کے کوچہ میں ایک تحریر لٹکا دی ہے جب کوئی آتا ہے اسے پڑھتا ہے تو واپس ہو جاتا ہے اب وہاں آمد و رفت بالکل بند ہو گئی ہے۔ بادشاہ نے پوچھا وہ تحریر کیا ہے؟ دوکاندار نے کہا بس یہی کچھ لکھا ہوا ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم اس کوچہ سے عبور کرنا حرام ہے۔ تحفۃ الواعظین۔

مروان حمار کا انجام

اصول العقائد میں ہے کہ بنی امیہ نے بنی عباس پر بہت ظلم کیا اور بہت قتل کئے بقایا بنی عباس ایک جگہ جمع ہوئے اور باہم مشورہ کیا کہ ایک آدمی کے ہاتھ پر بیعت کر لیں اور لشکر جمع کر کے خروج کریں اگر قتل ہو گئے تو یہ خیال کریں گے کہ بنی امیہ کے مظالم سے تدریجاً قتل ہو گئے ہیں اور اگر کامیاب ہو گئے تو ان کے جور و ستم سے خلاصی پا جائیں گے پس بنی عباس کے قریباً سو آدمیوں نے سفاح جو ابو جعفر دوانیقی کا بھائی تھا، کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور خروج کیا اور یہ خبر مروان حمار تک پہنچا دی گئی اس

نے اپنے وزیر کے ساتھ مشورہ کیا وزیر نے کہا آپ کو خود لشکر کے ساتھ ان کا مقابلہ کرنا چاہیئے مروان نے مان لیا اس نے صد ہزار (ایک لاکھ) لشکر کے ساتھ کوچ کیا اور اطراف میں بھی حکم دے دیا کہ ادھر ادھر کے لوگ بھی لشکر کے ساتھ مل جائیں جب لشکر سفاح کے بالمقابل ہوئے۔ مروان حمار جنگ شروع کرنے سے قبل رفع حاجت کے لئے گھوڑے سمیت میدان سے کچھ فاصلے پر آیا اس نے گھوڑے کی لگام اپنے بازو پر ڈال دی قضائے حاجت کے بعد ارادہ کیا کہ اٹھے اور سوار ہو جائے گھوڑا دوڑ پڑا لگام مروان کے ہاتھ سے کھینچ لی اور بھاگنا شروع کیا اور لگام کو اپنے پاؤں کے نیچے پارہ پارہ کر دیا اور اس کی زین شکم کے نیچے لٹک آئی اور اسی حالت میں دونوں لشکروں کے درمیان آگیا مروان کے لشکر نے گمان کیا کہ اسے بغیر جنگ کے قتل کر دیا ہے بغیر جنگ کے لشکر فرار کر گیا اب بنی عباس کے لشکر کے لوگ آئے اور اسے قتل کر دیا۔ ذھبت دولتہ ببولتہ۔ گویا مروان کے بول نے سلطنت تباہ کر دی۔ تحفۃ الواعظین

مقروض و قرض خواہ

ایک مرد صالح بیس ہزار درہم کا مقروض تھا اور تہی دست تھا۔ ایک روز طلب گار نے سختی سے مطالبہ کیا۔ وہ شخص رو پڑا، اور گھر آیا اس کا ہمسایہ تھا یہودی۔ جب اپنے پڑوسی کو اس حال میں دیکھا اسے کہا کہ تجھے دین اسلام کی قسم دیتا ہوں مجھے اپنے حال سے خبردار کر آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ آپ گریہ کر رہے ہیں قرض دار نے کہا میں بیس ہزار درہم کا مقروض ہوں اور قرض خواہ مہلت نہیں دیتا ہے اور میرے پاس فی الحال اس کی ادائیگی کا کوئی چارہ نہیں ہے۔ یہودی نے کہا کہ اگرچہ میں ازروئے دین آپ کا مخالف ہوں لیکن آپ میرے ہمسائے ہیں اور یہ مناسب نہیں کہ میرے پاس رقم موجود ہو۔ اور آپ قرض دار رہیں فوراً اپنے گھر گیا اور بیس ہزار درہم اس صالح کو پیش کر دیئے اور کہا آپ فوراً اپنے قرض خواہ کو یہ رقم ادا کر دیں۔ یہ مقروض جلدی کے ساتھ بیس ہزار درہم قرض خواہ کے پاس لے آیا۔ طلبگار نے کہا آپ یہ رقم کہاں سے لے آئے ہیں کل تو کہا تھا کہ میرے پاس رقم نہیں۔ مقروض نے کہا میرے یہودی ہمسائے نے دیئے ہیں قرض خواہ نے کہا آپ یہ رقم لے لیں۔ میں نے آپ کا قرضہ معاف کر دیا یہ سند (تحریر) جو آپ نے مجھے دی تھی، بھی لے لیں۔ کیا میں یہودی سے گیا گزرا ہوں اب میں ہرگز اس بیس ہزار درہم کا مطالبہ نہ کروں گا۔ سند

بھی دے دی اور رقم بھی۔ اور اپنے گھر چلا گیا پس اسی شب اس قرض خواہ نے خواب میں قیامت کا منظر دیکھا اور اس کا اعمال نامہ اس کے دہنے ہاتھ میں دیا گیا اور کہا گیا کہ بے حساب جنت میں داخل ہو جاؤ تم نے اپنے اختیار کے ساتھ مقروض کو سند دے دی اور اسے معاف کر دیا اب ہم تمہیں کیوں معاف نہ کریں اور بہشت میں کیوں داخل نہ کریں۔ طلبگار بیدار ہوا اللہ کا شکر ادا کیا اور اپنے ساتھیوں کو اپنا خواب بتایا۔ تحفہ

پرہیزگار کو سزا کیوں ملی

جواہر الکلمات میں ہے ابو میسرہ ایک پرہیزگار شخص تھے وہ فوت ہوئے تو اسے کسی نے خواب میں دیکھا تو اس سے پوچھا اللہ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ اور سلوک کیا ہے؟ کہا دو فرشتے تازیانے لے کر آئے اور مجھے مارا میں نے پوچھا میں نے کیا گناہ کیا تھا؟ کہا ایک روز ایک مظلوم ایک ظالم کے ہاتھ میں گرفتار تھا اور تم اس مظلوم کی مدد کرنے پر قادر تھے لیکن مدد نہ کی تھی۔ تحفۃ الواعظین

حساب یکروزہ حساب قیامت

کشف الاسرار میں ہے ایک شخص نے اپنے بیٹے سے کہا آج جو لوگوں سے سنو جو کام کرو جو بات کرو اور جو کھاؤ رات کے وقت ان تمام کا حساب میرے سامنے پیش کرو بیٹے نے قبول کیا جب رات ہوئی اور بیٹا گھر میں وارد ہوا باپ نے کہا جلدی اپنے دن کی کارروائی پیش کرو۔ بیٹے نے تمام باتیں۔ کام اور جو کچھ سنا اور کھایا تھا اور دن کی خرید و فروخت اپنے باپ کو تفصیل سے پیش کر دی پھر جا کر سو گیا جب دوسری رات دن گزار کر گھر آیا باپ نے کہا اپنا حساب بیان کرو عرض کی ابا جان! آپ جو حکم دیں گے تعمیل کروں گا لیکن آپ مجھ سے حساب نہ پوچھیں، کیونکہ مجھے دن رات کے حساب کی طاقت نہیں ہے باپ نے کہا اے جانِ من! میں جانتا ہوں کہ تو حساب دینے کی طاقت نہیں رکھتا اور میں بھی درحقیقت حساب لینا نہیں چاہتا۔ میں تمہیں نصیحت اور موعظہ کرنا چاہتا ہوں کہ تم بیدار اور ہوشیار ہو جاؤ اور آخرت کے حساب سے غافل نہ ہو جاؤ تم جب ایک دن کا حساب اپنے باپ کو پیش نہیں کر سکتے تو ساری زندگی کا حساب بروز قیامت اللہ کو کس طرح پیش کرو گے۔ تحفۃ الواعظین

پیشِ حاکم جوابِ لطیف

ایک روز ایاس حاکم بصرہ اپنی مسند پر بیٹھ کر فیصلے کر رہا تھا ایک شخص وارد ہوا اور گواہی دی کہ فلاں باغ جس کے حدود ایسے ایسے ہیں فلاں مدعی کی ملکیت ہیں۔ ایاس حاکم بصرہ نے کہا تم نے حدود تو بیان کر دیئے ہیں اب اس باغ کے درختوں کی تعداد بھی بتاؤ پھر میں تمہاری شہادت قبول کرونگا گواہ نے کہا جناب آپ کو یہاں قضاوت کرتے ہوئے کتنی مدت گذر گئی ہے حاکم نے کہا اتنی مدّت۔ گواہ نے عرض کی آپ نے اتنی مدّت میں جان لیا ہے کہ اس چھت کی کتنی کڑیاں ہیں حاکم نے کہا نہیں۔ گواہ نے کہا تو پھر میں اس باغ کے درختوں کی تعداد کیسے جان سکتا ہوں حاکم نے فرمایا میں تمہاری گواہی قبول کرتا ہوں اور تم نے واقعی اپنے جواب کے ساتھ محکوم کر دیا ہے اور آج تک کسی شخص نے مجھے اس طرح محکوم نہیں کیا ہے۔ تحفۃ الواعظین

جعفرِ ہارون کے وزیر کا انجام

جعفر بن یحییٰ بن خالد برمکی کی داستان تفصیلاً بیان ہو چکی ہے بحوالہ خزینہ۔ لیکن اب بحوالہ تحفۃ الواعظین یہی مختصر سا بیان دلچسپی سے خالی نہیں ہے بیان کرتے ہیں کہ ہارون رشید کے وزیر جعفر نے بہت عالیشان عمارت تعمیر کرائی اور وہاں منتقل ہونا چاہا اس نے منجم کو طلب کیا کہ عمدہ ساعت کی تعیین کرے جعفر اسی معین ساعت میں سکون پذیر ہوا لیکن رستے میں اگرچہ گلیاں پر سکون تھیں کسی کے یہ شعر پڑھنے کی آواز اس کے کان میں آئی۔ یدبر بالنجوم ولیس یدری۔ ورب النجم یفعل ما یرید۔ جعفر کی یہ فال بد ثابت ہوئی اور اس کی خوشی و سرور غم و اندوہ میں تبدیل ہو گئے ابھی چند روز ہی گذرے تھے کہ رشید نے اسے معزول اور ذلیل کر دیا۔ ایک رات رشید نے اپنے خادم یاسر کو طلب کیا اور اسے حکم دیا کہ فوراً اسی وقت جعفر کے مکان پر جاؤ اور اس کا سر کاٹ کر میرے سامنے پیش کرو۔ یاسر فی الفور اس کے مکان پر پہنچ گیا جعفر نے کہا اے یاسر میں تیری آمد پر خوش ہوں لیکن تمہارے بے اذن ورود پر میں بدگمان ہو گیا ہوں یاسر نے کہا میں ہارون کے حکم کی تعمیل میں تمہارا سر قلم کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں جعفر نے کہا یاسر میں تیرے قربان جاؤں مجھے قتل نہ کر اور اپنے آپ کو یاسر کے قدموں میں گرا دیا۔ یاسر نے کہا میں مجبور ہوں میں نے تمہیں قتل کر کے تمہارا سر ہارونؒ کی خدمت میں پیش

کرنا ہے جعفر نے کہا اتنی اجازت دے دو کہ میں اپنے حرم سرا میں جاکر وصیت کر سکوں یاسر نے کہا اتنی مہلت نہیں دے سکتا جعفر نے کہا پھر مجھے ہارون کے پاس لے جاؤ اور وہاں قتل کر دینا ہو سکتا ہے ہارون مجھ پر رحم کرے اور معاف کر دے اب یاسر جعفر کو لے کر ہارون کی طرف آیا ہارون نے جب یاسر کے پاؤں کی آہٹ سُنی تو آواز دی یاسر! جلدی جعفر کا سر پیش کرو، یاسر نے فوراً تلوار نکالی اور جعفر نے ریشمی رومال آنکھوں پر باندھ لیا یاسر نے اس کا سر کاٹ لیا اور ہارون کے پاس لے آیا جب ہارون کی نگاہ جعفر کے سر پر پڑی بہت خوش ہوا اور اسی وقت یاسر کا سر کاٹنے کا بھی حکم دیا اور حکم دیا کہ جعفر کا بدن محل کے ایک طرف اور سر دوسری طرف لٹکا دیا جائے۔ تحفہ

ابو حنیفہ و ہشام کی گفتگو رجعت کے بارے

ایک روز ابو حنیفہ نے ہشام بن حکم سے کہا کہ آپ لوگ کہتے ہیں کہ رجعت ہے اور لوگ دوبارہ دنیا میں زندگی گذار دیں گے کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے یا آپ دروغ گوئی کرتے ہیں؟ ہشام نے کہا ہمارا رجعت پر اعتقاد ہے اور یہ حق ہے ابو حنیفہ نے کہا اگر سچ کہتے ہو اور تمہارا اعتقاد ہے تو پانچ سو دینار مجھے قرض دو اور پھر میں رجعت میں تمہیں واپس کر دوں گا۔ ہشام نے فرمایا رجعت کے جملہ احکام میں ہمارے مذہب میں ہمارا یہ اعتقاد بھی ہے کہ جو لوگ آلِ محمدؐ کے دشمن ہیں سور اور کتوں کی شکل میں آئیں گے تم مجھے ضامن دو کہ اس وقت انسانی شکل میں آؤ گے پھر تو میں تمہیں قرض دیتا ہوں ورنہ مجھے ڈر ہے کہ تمہیں پانچ سو دینار دے دوں اور تم سور یا کتے کی شکل میں ہو پھر میری رقم تو ضائع ہو جائے گی ابو حنیفہ نے شرمندگی سے سر جھکا لیا اور چلا گیا۔ تحفہ

حاجات خوبرو لوگوں سے طلب کرو

مصابیح میں ہے کہ ایک درویش با حالِ پریشان گریہ کرتا ہوا گھر سے وارد ہوا وہ اس سوچ میں تھا کہ اب کس شخص سے کچھ طلب کرے پھر یاد آیا کہ فرمان رسولؐ ہے کہ اپنی حاجات نیک رو لوگوں سے بیان کرو اب یہ درویش کسی خوبصورت کی تلاش میں چل پڑا اس نے ایک خوبصورت آتش پرست حکیم کو دیکھا اور اس کے اردگرد حاجت مند لوگ مشاہدہ کیئے درویش نے دل میں سوچا اگرچہ یہ آدمی بیگانہ ہے لیکن ہے خوبصورت اس کے سامنے حاضر ہو گیا اور عرض کی

آپ ملاحظہ فرمائیں کہ مجھے کیا بیماری ہے طبیب نے اس کی نبض پر ہاتھ رکھا اور کہا بیٹھ جاؤ۔ درویش بیٹھ گیا طبیب نے ملازم کو کہا کہ اس آدمی کو گھر لے جاؤ اور میری بیگم کو کہو کہ اس درویش کو خوب کھانا کھلائے غلام اُسے گھر لے آیا اور اسے خوب طعام کھلایا فراغت کے بعد طبیب گھر آیا اب درویش نے باہر جانا چاہا طبیب نے کہا صبر کرو پھر طبیب نے ایک تھیلی رقم کی اس کے سپرد کر کے کہا تیری بیماری کا علاج یہ ہے کیونکہ تمہاری بیماری فقر و تنگدستی ہے درویش نے رقم لی اور باہر آ گیا اور آسمان کی طرف ہاتھ بلند کیے اور عرض کی بار الٰہا! مجھے بیماری تھی اس شخص نے میرا علاج کیا پورا حق ادا کیا اگرچہ اجنبی تھا اسے بھی ایک بیماری لاحق ہے اس کا علاج تو فرما یعنی اس کی بیماری کفر ہے اور اس کے اس درد کا علاج فقط تیرے پاس ہے اور وہ دوا ایمان ہے تو بھی اس کا علاج فرما طبیب فوراً باہر آیا اور کہا تمہاری دعا مستجاب ہو گئی ہے میں مسلمان ہو گیا ہوں اور جہنم کی آگ سے نجات پا گیا ہوں کلمہ شہادتین زبان پر جاری کیا اور مسلمان ہو گیا۔ تحفہ

سعید بن جبیرؓ

ایک روز حجاج ابن یوسف ملعون نے سُنا کہ سعید بن جبیر حضرت علیؑ کا شیعہ ہے حجاج نے بیس آدمیوں کو مقرر کیا ان لوگوں نے بصرہ کے بیابان میں حالتِ نماز میں سعید کو گرفتار کر لیا جب رات ہوئی تو ایک راہب کے صومعہ کے پاس پہنچے ان لوگوں نے چاہا کہ سعید کو صومعہ میں ٹھہرائیں لیکن سعید نے قبول نہ کیا اور کہا کہ میں مشرک کے گھر نہیں جاؤں گا انہوں نے کہا اس بیابان میں شیر رہتے ہیں اگر صومعہ کے باہر رہا تو وہ تمہیں کھا جائیں گے سعید نے کہا درندے کھا جائیں تو بہتر ہے اس سے کہ مجھے حجاج قتل کرے جب یہ بات سعید نے قبول نہ کی تو وہ لوگ تو صومعہ میں چلے گئے اور سعید باہر رہ گئے آدھی رات کے وقت راہب صومعہ سے باہر آیا دیکھا کہ دو شیر سعید کی نگہبانی کر رہے ہیں اس نے سعید کے پاؤں کا بوسہ لیا سعید نے ان سے ایک رات کی مہلت طلب کی اپنا لباس دھویا اور ساری رات عبادت میں گزاری بالآخر انہیں حجاج کے روبرو پیش کیا گیا حجاج ملعون نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے فرمایا میرا نام سعید بن جبیر ہے حجاج نے کہا تیرا نام شقی بن کسیر ہے فرمایا میرے ماں باپ نے میرا نام سعید رکھا ہے تمہاری جو مرضی ہے کہو حجاج

نے کہا تم پیغمبرؐ کے حق میں کیا کہتے ہو فرمایا وہ شافع امت ہیں پھر اس کے بعد حضرت علیؑ اور ثلاثہ کا تقابل کرایا آپ نے کلماتِ حق بیان فرما دیئے الخ پھر اس کے بعد حجاج نے کچھ رقم زمین پر گرائی حجاج نے کہا ہم نے رقم دیکھی ہے تو ہنسے ہیں تم کیوں نہیں ہنسے پھر اس کے بعد اس ملعون نے گویئے بلائے جب انہوں نے گانے گائے تو سعید نے فرمایا اہل غنا کا مقام جہنم ہے۔ حجاج نے کہا تمہیں کس طرح قتل کروں فرمایا جس طرح تم مجھے قتل کرو گے میں بھی اسی طرح تمہیں قتل کروں گا اپنی پسند پر عمل کرو پھر اس نے سعید کو قتل کرنے کا حکم دیا سعید ہنسے حجاج نے کہا میں نے سنا ہے تم ساری زندگی گویا کہ چالیس سال ہنسے نہیں ہو آپ نے فرمایا اب میری ہنسی کی دو وجہیں ہیں پہلی یہ کہ تمہاری غفلت سے متعجب ہوں کہ بیشمار شیعہ قتل کئے ابھی تک خدا کا خوف نہیں کیا تم موت کو فراموش کر چکے ہو دوسرا اللہ کے حلم سے کہ تمہیں اب تک مہلت دے رکھی ہے پھر ایک چمڑے پر جو بچھایا گیا تھا سعید رو بقبلہ بیٹھ گئے ان ملعونوں نے قبلہ کی طرف سے اُن کا رُخ پھرا دیا اور جلاد نے قتل کر دیا سر قطع ہو جانے کے بعد سعید نے چند مرتبہ کہا لا الٰہ الا اللہ۔ سعید ۴۹ سال کی عمر میں شہید ہوئے۔ رضوان اللہ علیہ۔ تحفہ

لکڑیوں کی فروخت کی برکت

منہج الصادقین میں ہے ایک نقیر آدمی پیغمبرؐ خدا کے پاس کچھ طلب کرنے کے لئے مسجد میں آیا سلام کر کے بیٹھ گیا حضرت نے فرمایا جو کوئی مجھ سے سوال کرے گا اُسے عطا کروں گا اگر سوال نہ کرے گا تو اللہ اُسے غنی کرے گا۔ اس جوان نے یہ فرمان سنا کوئی سوال نہ کیا اور گھر چلا آیا دوسرے روز پھر حضرت کی مجلس میں حاضر ہوا حضرت نے پھر وہی فرمایا پھر یہ جوان واپس آ گیا جب تیسرے روز اس مجلس میں وارد ہوا حضرت نے پھر وہی جملہ فرمایا جوان نے اپنے دل میں سوچا کہ یہاں سوائے میرے کوئی غریب تو ہے نہیں تو یہ آپ کا فرمان میرے لئے ہے واپس آیا اور ایک کلہاڑا قرض لیا صحرا سے لکڑیاں کاٹیں اور بیچیں چند روز یہی کام کرتا رہا سرمایہ دار ہو گیا ایک روز حضرت نے اسے دیکھا فرمایا اب تو یقین ہو گیا ہے تمہیں کہ اللہ نے تمہیں کس طرح غنی کر دیا ہے اگر مجھ سے سوال کرتے میں تمہیں کچھ دے تو دیتا لیکن تم غنی نہ ہوتے اب تم نے مزدوری کی ہے اللہ نے تمہیں غنی کر دیا ہے۔ تحفہ

اردبیلی کا رقعہ شاہ کے کفن میں

روضات الجنات میں ہے آقا شیخ احمد مقدس اردبیلیؒ نے شاہ طہماسب کو "برادر گرامی" کے سرنامے کے ساتھ ایک رقعہ لکھا کہ حامل ہٰذا کی دستگیری کی جائے خدا آپ کو اپنی گرفت سے بچائے جب یہ تحریر شاہ طہماسب نے پڑھی تو کہا یہ نامہ یا تحریر تو میرے لئے قبر میں منکر و نکیر کا جواب ہے کیونکہ مقدس اردبیلی نے مجھے لفظ برادر کے ساتھ خطاب کیا ہے۔ پھر وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد یہ تحریر کفن میں میرے سینہ پر رکھ دی جائے کہ قبر میں میرے ساتھ رہے۔ تحفہ الواعظین۔

صالح عیالدار درویش

مصابیح میں ہے ایک صالح درویش تھا عیالدار۔ کوئی پیشہ یا ہنر نہ جانتا تھا ایک روز اس کی زوجہ نے اُسے کہا کہ ہم کب تک تنگدستی میں گزارتے رہیں گے تمہیں جا کر مزدوری کر کے کچھ کمانا چاہیئے بیچارہ درویش چل پڑا وضو کر کے مسجد میں شام تک نماز میں مصروف رہا شام کے بعد گھر آیا عورت نے کہا کوئی کام یا مزدوری نہیں کی کہا مزدوری تو کی ہے لیکن اجرت باقی ہے پھر دوسرے روز بھی ایسا ہی کیا یعنی شام تک مسجد میں مشغولِ نماز رہا شام کے وقت زوجہ نے پھر پوچھا مزدوری کی رقم نہیں لائے کہا آقا نے کہا ہے کل دوں گا عورت نے کہا جس آقا کے لئے تم نے کام کیا ہے اس کا نام کیا ہے؟ کہا کریم ہے۔ جب صبح ہوئی تو پھر مسجد میں آکر نماز شروع کر دی۔ جب ظہر ہوئی تو اللہ نے ایک فرشتے کو حکم دیا ایک گوسفند خروار (۹½ من) آٹا اور تیس دینار اس آدمی کے گھر پہنچا دو اگر عورت پوچھے کہ کس نے دیئے ہیں تو کہنا کریم نے۔ کہ تمہارے خاوند نے تین روز اس کا کام کیا ہے اور جب تمہارا خاوند آ جائے تو اسے کہنا کہ کریم کہہ رہا ہے اگر تم نے اچھا کام کیا تو تمہیں زیادہ مزدوری دی جائے گی۔ الغرض فرشتے نے گوسفند آٹا اور رقم پہنچا دی اور پیغام بھی پہنچایا تو عورت خوش ہوئی آٹا گوندھا روٹی پکائی اور رقم دے کر گوشت خرید کر کے سالن تیار کیا لیکن ان چیزوں کا خاوند کو کوئی علم نہ تھا یہ پھر شام تک نماز میں مصروف رہا۔ نماز عشاء سے فراغت کے بعد اپنے گھر کے پیچھے کھڑا ہو گیا اپنی بیوی سے خجالت کی وجہ سے اندر نہ آیا جب عورت نے دیکھا کہ خاوند نے دیر کر دی ہے اور ابھی تک نہیں آیا اس نے آکر باہر نگاہ

کی کہ خاوند کو دیکھے کہ آیا ہے کہ نہیں جب دروازہ کھولا دیکھا کہ اس کا خاوند کھڑا ہے عورت نے نے کہا آپ اندر کیوں نہیں آتے کریم نے آپ کی تین دن کی مزدوری بھیج دی ہے غمناک نہ ہو۔ مرد جب داخل ہوا عورت نے تمام قصہ بیان کیا مرد رو پڑا عورت نے کہا کیوں روتے ہو؟ کہا میں نے کسی آدمی کے لئے کام نہیں کیا ہے صرف مسجد میں نماز پڑھتا رہا ہوں یہ تمام چیزیں اللہ نے بھیجی ہیں جب عورت نے یہ بات سنی اللہ کا شکر بجالائی اور اپنے خاوند کے ساتھ یہ دونوں نماز اور عبادت میں مشغول ہو گئے ۔ تحفہ

ابوحسان کا قرض کیسے ادا ہوا

روضۃ الانوار میں ہے کہ ابوحسان نے اپنی پوزیشن کے مطابق زندگی گذاری لیکن یہ بہت مقروض ہو گیا۔ اور بہت فکر مند رہتا تھا طلبگار نانبائی ، سبزی فروش اور قصاب وغیرہ نے اسے گھیر لیا لیکن کسی دوست نے اس کی اعانت نہ کی ۔ بیان کرتا ہے میں ایک روز متفکر تھا کہ اس حالت میں اب کیا کروں اور کیا تدبیر کروں میں نے دیکھا کہ غلام اندر آیا ہے اس نے کہا کہ ایک اجنبی آدمی اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے میں نے اجازت دی وہ داخل ہوا وہ اہل خراسان سے تھا سلام کیا اور کہا کہ آپ ابوحسان ہیں میں نے کہا ہاں ! کہا میں پردیسی ہوں اور زیارت کا قصد رکھتا ہوں اور میرا تمام مال دس ہزار درہم ہے اور چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس امانت رکھوں اور آپ سے التماس ہے کہ برسم امانت اس کی نگہداری فرمائیں واپسی پر آپ میرے سپرد کر دیں گے پھر مہر شدہ رقم میرے سپرد کی اور خود چلا گیا میں نے دل میں کہا کہ یہ خراسانی تو تازہ ہی زیارت کے لئے جا رہا ہے اسے واپس آنے کے لئے کافی وقت درکار ہے میں اس کی رقم اپنے قرض خواہوں کو دے دیتا ہوں اور جب یہ واپس آئے گا تو خدا کریم ہے میں نے یہ رقم اپنے قرض خواہوں میں تقسیم کر دی اور خوش ہو گیا جو تھوڑی رقم بچی تھی اپنے گھریلو مصارف میں لگا دی ۔ جب رات گزر گئی اول صبح غلام آیا اور کہا کہ وہ خراسانی دروازے پر کھڑا ہو کر اجازت طلب کر رہا ہے میں نے اجازت دی وہ وارد ہوا کہا مجھے اپنے وطن سے خط ملا ہے اطلاع آئی ہے کہ میرا باپ انتقال کر گیا ہے اور اب میں اپنے وطن واپس جانا چاہتا ہوں (اب زیارت کا قصد ملتوی) کر دیا ہے آپ میری امانت واپس کر دیں یہ سننا تھا کہ دنیا

میری آنکھوں کے سامنے تاریک ہو گئی میں حیران تھا کیا کروں اور کیا جواب دوں ناچار ہو کر کہا کل انشاء اللہ! آپ کی امانت دے دی جائے گی خراسانی نے قبول کر لیا اور چلا گیا جب رات ہوئی مجھے نیند نہ آئی میں نے کئی دفعہ غلام کو کہا کہ میرے گھوڑے پر زین رکھو میں کہیں جانا چاہتا ہوں۔ غلام نے کہا اتنی کون سی جلدی ہے ابھی تو کافی رات باقی ہے میں نے کہا میں رات ہی کہیں جانا چاہتا ہوں غلام نے گھوڑے پر زین ڈال کر اُسے تیار کر دیا میں سوار ہو کر آبادی سے دُور نکل آیا لیکن یہ جانتا ہی نہ تھا کہ کہاں جانا ہے؟ قرض کی رقم کس سے لوں جب کوئی صورت نظر نہ آئی میں نے آسمان کی طرف منہ کیا عرض کی بارالٰہا! میری پناہ محل اور امید صرف تیری ہی ذات سے وابستہ ہے میں نے لگام گھوڑے کی گردن پر ڈال دی کہ جہاں اس کی مرضی ہے جائے۔ گھوڑا اپنی مرضی سے روانہ ہو پڑا میں نے دیکھا کہ ایک شہر میں پہنچ گیا ہے اور ابھی تک رات باقی تھی میں نے دیکھا کہ ایک آدمی دُور سے میرے پاس آیا اور کہا آپ ابوحسان ہیں؟ میں نے کہا ہاں! کہا ہم آج ساری رات نہیں سوئے آپ کے منتظر رہے ہیں میرے آقا آپ کے منتظر ہیں میں نے جب یہ بات سُنی میں نے کہا بارالٰہا! میری مدد کر۔ یہ مجھے اپنے ساتھ لے آیا ہم ایک گھر میں وارد ہوئے میں نے دیکھا کہ صاحبِ خانہ جاگ رہے ہیں جب مجھے دیکھا تو فرمایا کہ کیا آپ ابوحسان ہیں؟ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا آپ تفصیل بتائیں آپ کتنے مقروض ہیں میں نے اپنے قرض کی مقدار بتائی اور تمام قضیہ نقل کیا۔ کہا میں نے حضرت رسولخدا کو خواب میں دیکھا ہے مجھے فرمایا ہے کہ سونا نہیں ہے ابوحسان بہت مقروض ہو گیا ہے اور وہ اس رات کی تاریکی میں گردش کر رہا ہے اسے تلاش کرو اور اسے قرض کی رقم ادا کر دو آؤ یہ دو تھیلیاں ہیں ہر ایک میں دس ہزار درہم ہیں دس ہزار خراسانی کو دے دیں اور دس ہزار اپنے اہل وعیال میں صرف کریں میں اسی رات واپس آیا اوّل صبح اپنی منزل پر پہنچا اور خراسانی کی رقم وعدہ کے مطابق ادا کی۔ تحفہ

امام حسینؑ اور ان کا غلام

مقتل الحسین میں ہے کہ تیسرے امام حسینؑ کا صافی نامی ایک غلام تھا امام نے اسے باغ کی حفاظت کے لئے رکھا ہوا تھا ایک روز آپ کچھ اصحاب کے ساتھ باغ میں وارد ہوئے آپ نے دیکھا کہ غلام ایک

درخت کے نیچے بیٹھ کر روٹی کھا رہا ہے اور کسی کو نہیں دیکھ رہا ہے آپ درخت کے پیچھے بیٹھ گئے کہ غلام آپ کو نہ دیکھ سکے۔ غلام نے ایک روٹی نکالی آدھی کتے کو ڈالی اور بقایا نصف خود کھائی حضرت غلام کے اس عمل سے متعجب ہوئے جب غلام کھانا کھانے سے فارغ ہوا کہا۔ الحمد للہ رب العالمین اللھم اغفرلی واغفر لسیدی وبارك له كما باركت على ابويه برحمتك يا ارحم الراحمين۔ آپ اٹھے اور فرمایا اے صافی میں نے دیکھا ہے تم نے نصف روٹی خود کھائی ہے اور بقایا نصف کتے کو کھلا دی ہے۔ صافی نے جواب دیا چونکہ کتا میری طرف دیکھ رہا تھا میں نے شرم محسوس کیا کہ اسے روٹی نہ پھینکوں امام نے فرمایا میں نے تمہیں آزاد کیا اور یہ باغ بھی تجھے بخش دیا اور دو ہزار دینار بھی تمہیں ہبہ کئے صافی نے عرض کی میں بھی یہ باغ آپ کے شیعوں کو وقف کرتا ہوں۔ تحفہ ج ۳

نمازی کی چار قسمیں

۱۔ ٹھاٹھ کے۔ ۲۔ آٹھ کے ۳۔ کھاٹ کے ۴۔ تین سو ساٹھ کے۔ ٹھاٹھ کے وہ ہیں جو روزانہ پنجگانہ پڑھتے ہیں۔ آٹھ کے وہ ہیں جو آٹھویں دن صرف نماز جمعہ پڑھتے ہیں۔ کھاٹ کے وہ جو مجبوراً نماز جنازہ میں کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ۴۔ تین سو ساٹھ کے وہ جو عید کے دن نماز میں شامل ہو جاتے ہیں۔

توکل بر خدا کا مطلب

ایک شخص جنگل میں بھیڑوں کو اکیلے چرتا ہوا چھوڑ کر خود کسی کام کے واسطے شہر میں آگیا اتفاق سے بڑا بھائی اُسے مل گیا اس نے دریافت کیا کہ جنگل میں بھیڑیں کس کے حوالے کر کے آئے ہو؟ اس نے کہا توکل بر خدا چھوڑ آیا ہوں بڑے بھائی نے کہا تم نے یہ سخت غلطی کی، چھوٹے بھائی نے کہا کہ خدا کے توکل پر بھیڑوں کے چھوڑ آنے کو غلطی بتانا سخت بے ادبی ہے ایسا مت کہو بڑے بھائی نے کہا کم بخت اگر بھیڑیں خدا کے توکل پر چھوڑ آیا ہے تو بھیڑیے بھی تو خدا کے توکل پر پھر رہے ہیں تم نے توکل کا مفہوم نہایت غلط استعمال کیا ہے توکل اختیار کرتے وقت رسول خدا کے فرمان کو پیش نظر رکھنا چاہیئے کہ اونٹ کو اکیلا چرنے کے لئے گھٹنا باندھ کر توکل پہ چھوڑ دو اور

ایسے موقعوں پر ممکن العمل تدابیر سے درگزر نہ کردے گفت پیغمبر بآواز بلند۔ با توکل زانوے شتر ببند۔

شاہ عباس کا شاعر کو انعام

سلاطین صفویہ دین اسلام کی ترویج اور علماء کے احترام میں کوتاہی نہیں کرتے تھے خصوصاً شاہ طہماسپ اور شاہ عباس۔ اور جو بھی حضرت علیؑ کی مدح میں شعر بیان کرتا اور ان سلاطین کو سناتا انہیں انعام اور صلہ وافر دیا جاتا ایک دن شانی نامی ایک شاعر نے کچھ اشعار جناب امیر کی مدح میں شاہ عباس کے حضور میں پڑھے۔ ایک شعر کے بعد شاہ عباس نے روک لیا۔ کہا بہت خوب۔ بہت اعلیٰ اور بہت داد دی۔ فرمایا۔ اے شاعر! میں اتنی قدرت نہیں رکھتا۔ کہ تیرے ان اشعار کا بقدر مدحِ علیؑ و لیاقت ممدوح صلہ پیش کروں لیکن اپنی ہستی کے مطابق ہی پیش کر سکتا ہوں اب بقایا اشعار پڑھو تمام اشعار سننے کے بعد شاہ عباس نے حکم دیا کہ ایک بڑا ترازو لائیں اور شاعر کے وزن کے برابر سکہ دار چاندی اسے پیش کریں۔ تحفۃ الواعظین

مرد دانا

مراۃ الاعتبار میں ہے کسی نے ایک دانشمند کو کہا کہ مسلمان کس قدر احمق ہیں کہ کہتے ہیں کہ جنت میں جو کھائیں گے اس کا بول اور غائط نہ ہوگا۔ اس ایاس نامی دانشمند مرد نے کہا کہ اب جو کچھ آپ لوگ یہاں کھاتے ہیں سب فضلات ہو جاتے ہیں؟ کہا نہیں بلکہ ماکول کا ایک حصہ بدن کی جز بن جاتا ہے اور ایک فضلات۔ دانشمند نے کہا پھر اس میں کیا مانع ہے کہ بہشتی لوگ جو کچھ کھائیں گے اللہ اس تمام غذا کو ان کے بدن کا حصہ قرار دے۔ تحفہ

حمیری کے نزع کے وقت اشعار

کشف الغمہ میں ہے اسماعیل حمیری پہلے غیر اثنا عشری تھا بعد میں امام جعفر صادقؑ کے پاس اثنا عشری مذہب اختیار کیا اور آئمہؑ کی شان میں بہت اشعار کہے اس کی نزع کے وقت اس کے سرہانے کچھ لوگ بیٹھے تھے انہوں نے دیکھا کہ ایک سیاہ نقطہ اس کے چہرے پر نمودار ہو گیا ہے اور پھر آہستہ آہستہ زیادہ ہوتا گیا حتیٰ کہ اس کے تمام چہرے کو گھیر لیا مومنین غمگین اور منافقین بہت خوش ہوئے اسی اثنا میں سفید نقطہ سیاہ نقطہ کی جگہ ظاہر ہوا تمام

سیاہی ہر طرف ہوگئی اور اس کا منہ چہرہ تمام سفید اور صاف ہوگیا حمیری نے آنکھیں کھولیں اور یہ اشعار پڑھے :- کذب الزاعمون ان علیا - لا ینجی محبہ من ھنات -
جھوٹے ہیں وہ لوگ جو یہ گمان رکھتے ہیں کہ علیؑ اپنے حبدار کو سختیوں سے نہیں بچا سکتے -
۲- قد وربی دخلت جنۃ عدن - وعفی لہ الالٰہ عن سیئاتی - تحقیق مجھے اپنے پروردگار کی قسم میں ہمیشگی کا جنت میں داخل ہوگیا ہوں اور علیؑ کے صدقے میں میرے معبود حقیقی نے میرے گناہ بخش دیئے ہیں - ۳- فابشروا الیوم اولیاء علی - وتولوا علیا حتی الممات
اے علیؑ کے دوستو آج بشارت ہو اور مرتے دم تک علیؑ سے محبت رکھو - اس کے بعد کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا اور جان اللہ کے سپرد کر دی - تحفۃ الواعظین -

چغل خور ایک گاؤں میں ایک چغلخور رہتا تھا اس کی اس عادت کی وجہ سے کوئی اسے ملازم نہیں رکھتا تھا - بیکاری سے تنگ آکر اس نے گاؤں چھوڑ دیا اور ایک ایسے گاؤں میں آگیا جہاں اُسے کوئی نہیں جانتا تھا - ایک کسان کے پاس صرف روٹی کپڑے پر ملازم ہوگیا مگر اس نے کسان سے چھ ماہ میں چغلی کھانے کی اجازت لے لی کسان نے اس کی بات مان لی کہ چھ ماہ میں ایک بار چغلی کھانے سے کیا ہوگا اور کون سے راز ہیں - جو دوسروں تک پہنچیں گے چھ ماہ کے بعد چغل خور کسان کی بیوی کے پاس گیا اور راز داری سے اُسے بتایا کہ کسان کو کوڑھی ہوگیا ہے اور یہ بھی کہا کہ کوڑھی کا جسم نمکین ہو جاتا ہے کل کھیتوں میں کھانا لے کر جاؤ گی تو کسان کا جسم چکھ لینا - کسان فصل کے پک جانے کی وجہ سے کچھ دنوں سے کھیتوں ہی میں مقیم تھا اس کے بعد اس نے کسان سے جا کر کہا کہ تمہاری بیوی پاگل ہوگئی ہے ہر ایک کو کاٹنے دوڑتی ہے کل کھانا لے کر آئے گی تو دیکھ لینا پھر وہ کسان کے سالوں کے پاس پہنچا اور انہیں بتایا کہ کسان تو روز تمہاری بہن کو مارتا پیٹتا ہے یقین نہ آئے تو کل کھیتوں میں آکر دیکھ لینا پھر وہ کسان کے بھائیوں کے پاس پہنچا اور انہیں کہا کہ تمہاری غیرت کہاں سو گئی ہے تمہارے بھائی کے سالے تو آئے دن اسے پیٹتے رہتے ہیں مگر وہ شرافت کی وجہ سے کسی کو بتاتا نہیں - انہیں بھی یہی کہا کہ کل دوپہر کو آکر دیکھ لینا - اپنا کام مکمل کر کے چغل خور کھیتی باڑی میں مصروف ہوگیا دوسرے دن دوپہر کو بیوی کھانا لے کر آئی تو وہ کسان کے قریب ہو کر بیٹھ گئی کہ کسان نے روٹی پکڑنے کو ہاتھ

بڑھایا تو اس نے اس کی کلائی پکڑ لی اور چاٹنے کے لئے منہ آگے بڑھایا اس نے ایک دوبارہ پھر کوشش کی تو کسان کو اس کے پاگل پن کا یقین ہو گیا اور اس نے جوتا اتار کر بیوی کو مارنا شروع کر دیا قریب ہی کسان کے سالے بھی کھیتوں میں چھپے ہوئے تھے انہوں نے بہن کو مار کھاتے دیکھا تو نکلے اور کسان پر ٹوٹ پڑے کسان کے بھائی بھی قریب چھپ کر یہ صورت حال دیکھ رہے تھے وہ بھی آئے اور کسان کے سالوں سے ہاتھا پائی میں مصروف ہو گئے اس ہنگامے میں سبھی خون میں نہا گئے قریبی کھیتوں سے دوسرے کسان دوڑے آئے تو انہوں نے بیچ بچاؤ کرایا اور ماجرا پوچھا سب نے چغل خور کی حرکت کا ذکر کیا سب نے چغل خور کو ڈھونڈا لیکن وہ فرار کر چکا تھا۔ تعمیر ادب انٹرمیڈیٹ

عمرو بن جموح کی شہادت

عمرو بن جموح ایک پیر سے معذور تھے ان کے چار فرزند تھے جو بہت بہادر تھے اور یہ جنگ احد میں پیغمبر اسلام کے ہمرکاب رہے عمرو نے بھی جنگ کے ارادے سے چلنا چاہا تو ان سے کہا گیا کہ تمہارے چار بیٹے جنگ میں شریک ہیں اب مناسب نہیں ہے کہ ایک پیر سے معذور ہونے کے باوجود تم بھی جنگ کے لئے جاؤ تو عمرو نے جواب دیا کہ کیا یہ مناسب ہے کہ میرے چار بیٹے جنت میں چلے جائیں اور میں عورتوں کی طرح گھر میں بیٹھا رہوں ؟ یہ کہہ کر جنگِ احد کی طرف چل دیئے گھر سے نکلنے کے وقت دُعا کی پروردگار ! مجھے اپنے گھر واپس نہ بھیجنا۔ رسولخدا ؐ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ خدا نے تم سے احکام جنگ ساقط کر دیئے ہیں عمرو نے عرض کی مگر میں ایک پیر سے معذور ہونے کے باوجود جنت میں جانا چاہتا ہوں جنگ میں گئے اور جنگ میں اپنی جان دے دی عمرو کے بعد ان کے بیٹے خلاد نے شہادت پائی پھر ان کے برادرِ نسبتی عبداللہ بن عمرو بن حزام جو جابر انصاری امام حسینؑ کی قبر کے زائر اوّل کے والد تھے شہید ہوئے عمرو بن جموح کی زوجہ ہند جنگ ختم ہونے کے بعد میدانِ احد میں آئی اور اپنے بھائی عبداللہ بن عمرو بن حزام اور اپنے شوہر عمرو بن جموح اور اپنے بیٹے خلاد کی لاش کو اونٹ پر رکھ کر مدینہ روانہ ہوئی لیکن جب میدان کی آخری حد پر پہنچی تو اونٹ بیٹھ گیا ہند نے اُسے لکڑی اور پتھر سے مارا مگر وہ اپنی جگہ سے نہ اُٹھا جب ہند اُسے احد کی طرف ہانکتی تو وہ ہوا کی مانند تیز رفتاری سے قدم آگے بڑھاتا ہند نے پیغمبرؐ اسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ اونٹ کی یہی ماموریت

ہے تم یہ بتاؤ کہ تمہارے شوہر عمرو نے گھر سے نکلتے وقت کیا کہا تھا ہند نے جواب دیا کہ جب وہ گھر سے نکل رہا تھا تو قبلہ کی طرف رُخ کر کے کہا اللھم لا تردنی الخ خدایا اب مجھے گھر واپس نہ کرنا مجھے شہادت عطا فرما تو پیغمبرؐ نے فرمایا کہ اے انصار تم میں کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جو خدا سے کسی چیز کی خواہش کریں تو وہ رد نہ کرے گا اور عمرو انہی لوگوں میں سے تھا پھر فرمایا اے ہند! تیرے بھائی عبداللہ کے سر پر فرشتے اپنے پَروں سے سایہ کئے ہوئے ہیں۔ احد میں جہاں عبداللہ اور عمرو کی قبریں بنائی گئیں وہاں سیلاب آجاتا تھا ایک مرتبہ سیلاب آیا تو دونوں کی قبریں بہہ گئیں لوگوں نے دیکھا کہ عبداللہؓ کا ایک ہاتھ ان کے زخم پر رکھا ہوا ہے جب ہاتھ زخم سے ہٹایا گیا تو فوراً خون جاری ہوگیا مجبور ہو کر پھر ہاتھ وہیں رکھ دیا گیا۔ جابر کہتے ہیں کہ میں نے چھیالیس سال بعد اپنے والد کا جسم قبر میں دیکھا مگر اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ سو رہے ہیں وہ گھاس جو ان کی پنڈلیوں پر ڈال دی گئی تھی وہ بھی تازہ تھی۔ سوتلرنجی کہانیاں

سابقہ دیانت و امانت غربت میں کام آئی؛

خلیفہ عبدالرحمٰن کے دربار میں حاضر ہو کر ایک شخص نے عرض کیا کہ میں نے سرکاری زمین کا ایک ٹکڑا خریدا تھا تعمیر مکان کے وقت اس کی کھدائی میں پچاس ہزار اشرفی برآمد ہوئی ہیں۔ چونکہ میں نے صرف زمین خریدی تھی دفن شدہ مال نہیں خریدا تھا لہذا یہ دفینہ خزانۂ سرکار میں داخل کیا جائے خلیفہ نے ازراہِ رعایا پروری اس کی دیانت داری کی تعریف کرنے کے بعد فرمایا۔ "جب ہم زمین فروخت کر چکے تو جو کچھ اس کے اندر سے نکلے اس کے مستحق اور مالک تم ہی ہو" لیکن وہ شخص باوجود خلیفہ کے اصرار کے اپنی بیان کردہ دلیل پر ہی قائم رہا ناچار خلیفہ نے اس رقم خطیر کو خزانۂ شاہی میں داخل کر لیا اور اس شخص کی دیانت و امانت کا تمام سلطنت میں شہرہ ہوگیا۔ چند سال گزرنے کے بعد وہی شخص پچاس روپے کی چوری کے الزام میں گرفتار ہو کر خلیفہ کے روبرو پیش کیا گیا خلیفہ نے کہا کیا وجہ ہے کہ تمہارے جیسا ایماندار شخص جس نے باوجود ہماری مخالفت و ممانعت کے اس قدر رقم کثیر خزانۂ سرکاری میں داخل کرا دی اب اس حقیر رقم کے چرانے کا مرتکب ہوگیا۔ اس شخص نے دست بستہ عرض کیا کہ" اس زمانے میں میں کافی مالدار تھا اور اس رقم خطیر کی ضرورت محسوس نہ کرتا تھا لیکن اب چند سال سے مسلسل

متواتر نقصانات نے مجھے نانِ شبینہ کا محتاج کر دیا میرے اہل و عیال دو روز سے مبتلائے فاقہ کشی تھے ایسے سخت حالات پیش آمدہ سے مجبور ہو کر میں اس جُرم کا مرتکب ہوا ہوں۔ میں اب اپنے جُرم کا اعتراف کرتا ہوں اور اس کی سزا بھگتنے کے لئے تیار ہوں" خلیفہ نے فرمایا کہ "ایسے ہی غیر متوقع اور ناگہانی خطرات و حوادث کا خیال رکھتے ہوئے بنظرِ احتیاط و پیش بینی ہم نے وہ تمام رقم تمہارے ہی نام سے بطور امانت شاہی خزانہ میں جمع کر رکھی ہے جو اب تم کو واپس دی جاتی ہے امید ہے ایسے نامساعد حالات کی موجودگی میں اب تمہیں اس کے قبول کرنے میں کوئی عذر نہ ہوگا" چنانچہ وہ تمام رقم اس کو دے دی گئی اور خلیفہ کے عدل و انصاف اور رحم دلی کی ہر شخص نے تعریف کی۔

دشمن کے ساتھ جنگ بھی اور مہمان نوازی بھی!

کرمان میں ایک نہایت سخی و جوانمرد بادشاہ تھا ایک مرتبہ عضدالدولہ نے اس کے ملک پر لشکر کشی کی اور اس کا ملک فتح کرنا چاہا وہ مقابلے کی طاقت نہ رکھتا تھا قلعہ بند کر لیا عضدالدولہ جنگ کرتے کرتے قلعہ تک آ گیا جب رات ہوتی تھی کرمان کا بادشاہ اس قدر کھانا بھیجتا جو عضدالدولہ کے تمام لشکر کو کافی ہوتا عضدالدولہ نے کہلا بھیجا کہ دن کو جنگ کرنا اور رات کو کھانا بھیجنا کیا معنی رکھتا ہے؟ شاہ نے جواب بھیجا جنگ کرنا اظہارِ مردمی ہے اور کھانا بھیجنا وظیفۂ مردمی ہے آپ کا لشکر اگرچہ دشمن ہے لیکن میرے شہر میں مسافر اور مہمان ہے یہ مروّت سے بعید ہے کہ آپ میرے مکان میں ہوں اور اپنا کھانا کھائیں؟ عضدالدولہ رو دیا اور کہا " جو شخص ایسا صاحبِ مروّت ہو اس سے جنگ کرنا بے مروّتی ہے چنانچہ لشکر لوٹا لیا [illegible]

طبیب کا علاج

ایک شخص ایک طبیب کے پاس آیا۔ کہا میرے پیٹ میں درد ہے۔ طبیب نے پوچھا کیا کھایا تھا۔ کہا آج میں نے کچھ جلی ہوئی روٹی کھائی تھی۔ طبیب نے اپنے غلاموں کو کہا وہ دوا جو آنکھ کو نورانی کرتی ہے لاؤ۔ اور اس کی آنکھ میں ڈالو۔ وہ مریض چیخا اور کہا میرے پیٹ میں درد ہے اور آپ میری آنکھ میں دوائی ڈالتے ہیں۔ طبیب نے کہا میں چاہتا ہوں تمہاری آنکھیں روشن ہو جائیں کہ تمہیں سیاہ اور سفید کی تمیز ہو جائے (تحفہ)

دشمن دانا بہتر از نادان دوست

ایک چور ایک بادشاہ کے گھر گھس آیا اور بادشاہ کی خواب گاہ کے پاس پہنچ گیا۔ بادشاہ نے ایک بندر تربیت کر رکھا تھا جو رات کے وقت اس کی محافظت کرتا تھا۔ چور نے دیکھا کہ ایک بندر بادشاہ کے سر کے قریب بیٹھا ہے۔ حیران ہوا کہ اب کیا کرے۔ اس نے دیکھا کہ کچھ چیونٹیاں بادشاہ کے منہ اور سینہ پر چل رہی ہیں۔ بادشاہ نے اپنا ہاتھ سینے پر ملا۔ بندر نے جب یہ حالت دیکھی تو چاہا کہ ان چیونٹیوں کو ہٹائے۔ ایک پتھر اٹھایا کہ چیونٹیوں کو ہلاک کرنے کے لئے بادشاہ کے سینے پر مارے۔ چور نے فریاد کی کہ نہ مارنا۔ اے بے وقوف اس طرح تو بادشاہ ہلاک ہو جائے گا اور پوری سلطنت کو نقصان پہنچے گا۔ یہ اونچی آواز سن کر بادشاہ بیدار ہو گیا۔ پوچھا کیا معاملہ ہے کہا میں چور ہوں۔ پھر واقعہ بتایا۔ بادشاہ نے کہا واقعی درست ہے "دشمن دانا بہ از نادان دوست"۔ (تحفہ)

ہمسائے کی امداد کا اجر

روضۃ الانوار میں ہے عبدالرحمٰن بن اوزاعی بیان فرماتے ہیں۔ شبِ عید تھی اور میں اپنے گھر تھا۔ میں نے دیکھا کہ کسی نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا ہے۔ میں نے دیکھا کہ دروازے کے پیچھے میرا ہمسایہ موجود ہے۔ مجھے کہا اے خواجہ کل عید ہے اور میری بیٹیاں عید کیلئے لباس اور خوراک سے محروم ہیں۔ آپ مہربانی فرما کر ہماری اتنی امداد فرما دیں کہ ہماری کل کی ضروریات پوری ہو سکیں۔ میں اندر آیا اور اپنی زوجہ کو یہ قصہ بیان کیا اس نے کہا ہمارے گھر میں ساڑھے پانچ درہم موجود ہیں انہیں اڑھائی درہم دے دیتے ہیں۔ اور بقایا ہمیں کفایت کریں گے۔ میں نے کہا تمام درہم ہم انہیں [illegible] دیتے ہیں [illegible]

تمام درہم ہمسائے کے سپرد کر دیئے۔ اس نے اپنی ضرورت کا لباس اور خوراک کا سامان خریدا۔ عید کے روز صبح سویرے میں نے دیکھا کہ میرے دوستوں میں سے ایک دوست میری ملاقات کو آیا اور مجھے دو ہزار پانچ سو

دینار دیئے اور کہا یہ دینار میں نے اپنی ایک ضروری مہم کے لئے محفوظ رکھے ہوئے تھے۔ آج رات خواب میں دیکھا ہے کہ کوئی مجھے آواز دے رہا ہے کہ یہ تمام دینار عبدالرحمٰن بن اوزاعی کے سپرد کرو وہ ہم تمہاری اس مہم کی کفایت کے ذمہ دار ہیں۔ (تحفہ)

مہمان کی برکت عمدہ وضاحت

کلیات شیخ بہاؤالدین میں ہے کہ ایک سخی مرد تھا، اس کی زوجہ تھی۔ بہت خسیس اور کنجوس، اور مہمانوں کو بہت ناپسند کرتی تھی۔ وہ مرد پیغمبرِ خدا کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنی زوجہ کی حالت بیان کی۔ فرمایا اپنے گھر جاؤ اور اپنی زوجہ کو کہو کہ رسولِ خدا فرماتے ہیں کہ جب مہمان آتا ہے تو دروازے کے پیچھے نگاہ کرے اور مہمان کے رخصت ہونے کے وقت مہمان کی پچھلی طرف نگاہ کرے۔ اب وہ شخص اپنے گھر آیا۔ اپنی زوجہ کو کہا کہ حضرت چند آدمیوں کے ساتھ ہمارے مہمان ہوں گے۔ میں نے دعوت دے دی ہے۔ میری خواہش ہے کج خلقی نہ کرنا۔ اور جب وہ آئیں تو دروازے کے پیچھے دیکھنا اور ان کے رخصت ہونے کے وقت ان کے پیچھے نگاہ کرنا۔ عورت متوجہ ہوئی۔ اب دیکھا کہ مہمان آرہے ہیں، دروازے کے پیچھے دیکھا کہ مہمانوں کے دامن میں بہت گوشت اور پھل وغیرہ ہیں۔ اور بوقتِ رخصت ان کے پیچھے دیکھا کہ زہریلے جانور بچھو اور سانپ وغیرہ ان کے دامن کے ساتھ لپٹے ہوئے ہیں۔ اور ان کے گھر سے باہر نکل رہے ہیں۔ وہ عورت متعجب ہوئی۔ اپنے خاوند کو کہا کہ اس امر کی تمام تفصیل پیغمبرِ خدا سے پوچھے۔ وہ آیا اور حضرت سے عرض کی، آپ نے فرمایا جب مہمان آتا ہے تو نعمتیں ساتھ لاتا ہے اور جب جاتا ہے تو مصیبتیں اور بلائیں ساتھ لے جاتا ہے۔ اب یہ واقعہ دیکھنے کے بعد جب بھی اس عورت کے گھر مہمان آتے تو بہت راضی اور خوش ہو جاتی۔ اور جس روز کوئی مہمان نہ آتا تو بہت غمگین ہوتی۔ (تحفہ)

شہید اوّل

شیخ شمس الدین محمد بن مکی بن حامد عاملی معروف بشہید اوّل ۷۳۴ھ (۱۳۳۳ء) میں پیدا ہوئے۔ ۹ جمادی الاوّل ۷۸۶ھ (۱۳۸۶ء) بروز جمعرات قبل زوال شہید ہوئے۔ سن مبارک ۵۲ سال تھا۔ شہید ثالث مجالس المومنین میں تحریر فرماتے ہیں کہ قاضی دمشق ابنِ جماعت ایّام جوانی میں ان کا ہمدرس تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ اس زمانے کے مشاہیر علماء حنفی، مالکی، حنبلی، شافعی، شیعہ سب آپ سے استفادۂ علوم کرتے ہیں تو کوشش کی کہ دمشق کا منصب قضا اس کے سپرد ہو جائے۔ چنانچہ وہ قاضی دمشق ہو گیا۔ لیکن پھر بھی اہلِ علم شہید اوّل کے درس میں آتے تھے۔ تو ابنِ جماعت نے رشک اور حسد کے سبب ان پر رفض و شیعیت کا الزام لگایا۔ اور قتل کا فرمان جاری کرا دیا۔ جس دن شہید کو قتل کے لئے لایا گیا تو ابنِ جماعت آپ کے ہمدرس ہونے کے واقعات کو یاد کر کے رونے لگا۔ شہید اوّل نے اس کی ریاکاری کے گریہ کو ملاحظہ فرمایا تو فرمایا تیری ماں نے تیرا نام ابنِ جماعت غلط نہیں رکھا۔ آپ گرفتار ہونے کے بعد شام میں قید کر دئے گئے۔ کتاب "لمعہ دمشقیہ" قید کے دوران صرف ایک ہفتے میں تصنیف کی۔ جہاں کتاب "مختصر النافع" کے علاوہ کوئی کتاب نہ تھی۔ کل ابواب کو صرف ایک ہفتے میں تحریر کرنا جبکہ وہ شخص قتل کے لئے قید کیا جائے جلیل القدر کمالات سے ہے۔ مرحوم بہت فضائل و کمالات کے مالک تھے۔ علوم دینیہ کے حاصل کرنے میں ساری رات مطالعہ فرماتے۔ جب بھی انہیں نیند آتی یا تو اپنے سر پہ گرم برتن رکھ لیتے یا اپنے ہاتھ ٹھنڈے پانی میں ڈال لیتے صرف نیند دور کرنے اور جاگنے کی خاطر۔ آپ کو پہلے پھانسی دی گئی۔ پھر جسم شریف پر پتھر مارے گئے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد اُن کی لاش سُولی سے اتاری گئی۔ اور آگ لگائی گئی۔ اور ان کی خاکستر ہوا میں اڑا دی گئی (رحمۃ اللہ علیہ) تحفہ و شہید علماء حق۔

شہید ثانیؒ

ولادت ۱۳۔ شوال ۹۱۱ھ (۱۵۰۵ء) شہادت ۹۶۵ھ (۱۵۵۷ء) عمر ۵۴ سال، مدفن ترکی۔

مجالس المؤمنین میں ہے جناب شیخ زین الدین معروف شہید ثانی نے چھ ماہ میں شرحِ لمعہ کی دو جلدیں لکھیں۔ جب عالم میں ان کے علم کی شہرت ہوئی تو سلطانِ رُوم نے سات آدمیوں کو ان کے گرفتار کرنے کا حکم دیا۔ وہ انہیں لے کر روم کی طرف روانہ ہوئے۔ ان لوگوں نے رستے میں ان کو بہت اذیت دی، اور پھر ڈرے کہ اگر انہیں بادشاہ کے پاس پہنچادیا اور سلطان کو ان کے علم کا مقام معلوم ہوگیا تو پشیمان ہوگا اور اگر شہید نے ان کے اس ظلم کی شکایت کردی تو سلطان ان پر سختی کرے گا۔ لہٰذا قسطنطنیہ کے قریب دریا کے کنارے پر ان کا سَر قلم کردیا اور سَر سلطان کے پاس لے آئے۔ اہلِ قسطنطنیہ نے دیکھا کہ ایک نور دریا کے کنارے سے آسمان کی طرف اوپر جارہا ہے۔ جب صبح یہاں پہنچے تو ایک بدن بے سر کے دیکھا اسے دفن کیا۔ جب سلطان کو تمام واقعہ سے آگاہی ہوئی تو کہا کہ تم ان کو زندہ کیوں نہیں لائے تاکہ میں ان کا علماء کے ساتھ مباحثہ کراتا اور مذہب کی حقیقت معلوم کرتا۔ اور سلطان کا وزیر جس کا نام عبدالرحیم تھا باطناً شیعہ تھا۔ سلطان کو عرض کیا کہ میں وزارت سے مستعفی ہوتا ہوں۔ کیونکہ میں مملکت کی وضع کو بُرا سمجھتا ہُوں۔ کیونکہ سلطان نے شیخ زین الدین جیسے شخص کو بُلوانے کا حکم دیا۔ اور لانے والوں نے رستے میں قتل کرکے ان کا سر پیش کیا۔ اور سلطان نے انہیں کچھ نہیں کہا۔ میں ڈرتا ہوں کہ کل مجھے بھی اسی طرح قتل کیا جائے گا اور آپ کچھ نہ کریں گے۔ جب بادشاہ نے یہ کلام سُنی تو فوراً ان لانے والے آدمیوں کے قتل کا حکم دے دیا۔ (تحفہ)

شہیدِ ثالثؒ

نوراللہ شوستری۔ لقب شہیدِ ثالث۔ ولادت ۹۵۶ھ بمقام شوستر ایران۔ شہادت ۱۸۔ جمادی الآخر ۱۰۱۹ھ

۷۔ دسمبر ۱۶۱۰ء مقام آگرہ۔ سن مبارک ۶۳ سال۔
جہانگیر کو تخت پر بیٹھے ۵ سال گزر گئے۔ قاضی موصوف کے خلاف بہت سی کار روائیاں کی گئیں مگر کوئی کارگر نہ ہوئی۔ آخر کار مخالفین نے ایک آدمی کو آمادہ کیا کہ وہ قاضی صاحب کی شاگردی اختیار کرے۔ چنانچہ وہ آیا۔ خود کو شیعہ ظاہر کر کے شاگردی اختیار کی۔ قاضی صاحب کو اعتماد ہو گیا۔ اپنی کتابیں احقاق الحق اور مجالس المومنین اس سے لکھوانی شروع کیں۔ اس شخص نے ان تصانیف کی نقلیں خفیہ طریقہ سے مخالفین تک پہنچانا شروع کیں، ایسے موقعہ پر مخالفین نے ایک ایسا مضمون جو جہانگیر کو مشتعل کر سکتا تھا تیار کر کے اسی شاگرد کے ذریعہ قاضی صاحب کی کتاب میں تحریر کرا دیا۔ جس کا کتاب سے کوئی ربط نہ تھا۔ مگر اس مضمون نے شراب خور بادشاہ جہانگیر کے قلم سے نشہ کی حالت میں مخالفین کے مقصد کو پورا کرا دیا۔ جب یہ عبارت تحریر ہو گئی تب دشمنوں نے قریبی شاگرد ہی کے ذریعے کتاب کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ پھر انہی لوگوں نے ایک کمیٹی بنا کر ایک محضر تیار کیا۔ جس پر تقریباً ۵۴ آدمیوں کے دستخط ہوئے جس میں چار سزائیں تجویز کی گئیں۔ ۱۔ خار دار دُرّے لگائے جائیں۔ ۲۔ سر تن سے جدا کیا جائے۔ ۳۔ گدّی سے زبان نکلوا دی جائے۔ ۴۔ سیسہ پگھلوا کر پلا دیا جائے۔ جہانگیر نے بلا سوچے سمجھے شراب کے نشہ کی حالت میں اس حکم پر دستخط کر دیئے۔ الغرض شہید کی لاش بے گور و کفن کئی روز تک ایسی جگہ پڑی رہی جو شہر میں سب سے زیادہ متعفن مقام تھا۔ کئی روز بعد کوالیار میں ایک ایرانی شیعہ سردار نے خواب میں سیدۂ کونینؑ کی زیارت کی جن کی زبانی اسے حکم ملا کہ آگرہ جا اور میرے فرزند کی لاش جو بے گور و کفن پڑی ہے اسے دفن کر۔ چنانچہ یہ مرد مومن چند ہمراہیوں کے ساتھ آگرہ آیا اور جہانگیر سے دفن کی اجازت لے کر لاش کو دفن کیا۔ (شہید علمائے حق)

چراغ علی کی ہوشیاری

ایک شخص جس کا نام یوسف بیگ تھا۔ بہت دولت مند تھا لیکن دیندار نہ تھا۔ علماء اور ہمسائیگان نے اسے بہت نصیحتیں کیں لیکن اس نے قبول نہ کیں۔ اس کی زوجہ بہت خوبصورت تھی۔ ایک دفعہ شام کے کھانے کے وقت یوسف بیگ کے گلے میں لقمہ پھنس گیا۔ اور اسی وقت فوت ہوگیا۔ عورت نے دیکھا کہ خاوند فوت ہوگیا ہے اس نے کوئی وصیت نہیں کی ہے اور اس کی اولاد بھی نہ تھی۔ کل جب کہ ورثا باخبر ہوں گے وہ آکر مال لے جائیں گے۔ اور میرے لئے تو کوئی چیز رہے گی نہیں۔ اسی وقت اٹھی اس کا ایک ہمسایہ تھا جس کا نام تھا چراغ علی۔ اور اس کا شغل جوتوں میں پیوند لگانا تھا۔ اور یہ مفلوک الحال تھا۔ اسے اپنے گھر سے آواز دی۔ وہ باہر آیا۔ اسے کہا چراغ علی چونکہ تو شکل و شباہت میں میرے شوہر کی مانند ہے اور میرا خاوند فوت ہوگیا ہے۔ اب مجھے خوف ہے کہ کل اس کے وارث تمام مال لے جائیں گے اور مجھے کچھ نہیں ملے گا۔ تو میرے شوہر کا لباس پہن لے اور اس کی جگہ لیٹ جا۔ میں اپنے ہمسائے کے چند افراد بلاتی ہوں۔ تو وصیت کر اور اس کا تمام مال میرے سپرد کر اور وہ لوگ دستخط کر دیں۔ وہ یہ خیال کریں گے کہ تو یوسف بیگ ہے اور جب وہ جائیں گے تو میں تمہیں رقم ادا کر دوں گی۔ چراغ علی نے قبول کر لیا۔ اپنا لباس اتارا اور یوسف کا لباس پہن لیا۔ اور اپنا سر رومال سے باندھ لیا اور اپنے آپ کو مریض بنا لیا اور یوسف بیگ کی لاش دوسرے کمرے میں رکھ دی۔ جب ہمسائے آ گئے اور ان کی نظر اس مریض پر پڑی اس مریض کو کہا کہ یوسف تمہیں کیا ہوگیا ہے کہا میں مر رہا ہوں۔ جلدی میرے لئے وصیت نامہ لکھ لیں ان میں سے ایک نے قلم اٹھایا۔ کہا کہو میں لکھتا ہوں کہا کہ اس عورت نے میرے گھر میں بہت زحمت اٹھائی ہے۔ یہ گھر اور گھر کا مال میں اس کے حوالے کرتا ہوں اور جو کچھ گھر کے باہر ہے۔ گھوڑے۔ خچر۔ گائیں اونٹ گوسفند اور باغ وغیرہ ایک فقیر آدمی کے حوالے کرتا ہوں۔ جو ہمارا ہمسایہ

ہے۔جس کا نام چراغ علی ہے۔ اور اس کا پیشہ جوتے گانٹھنا ہے۔جب یہ تحریر ہو گئی اور دستخط ہو گئے۔اب عورت تو بول نہ سکتی تھی کہ یہ یوسف بیگ نہیں ہے چراغ علی موچی ہے۔اور میں اسے اس حیلے کے ساتھ لائی ہوں۔کہ میرا تمام مال میرے ہاتھ سے نہ نکل جائے۔جب لوگ چلے گئے اس عورت نے کہا : چراغ علی میں نے تمہیں کیا کہا تھا۔ اور تو نے کیا بیان دیا۔ چراغ علی نے جواب دیا' اے بھلی مانس میں تمہیں لے لوں گا اور تمام مال میں شریک ہو جائیں گے۔ کھائیں گے عیش کریں گے اب چھوڑ ان باتوں کو یوسف جائے جہنم میں۔ وہ اپنے مال کو مصرف میں نہ لا سکا کہ اسے نیکی میں صرف کر کے سعادتِ ابدی حاصل کرتا۔ (تحفہ)

اجنبی مہمان

مکتب اسلام میں ہے کہ عرب کا ایک عظیم شخص کسی شریف کا مہمان ہوا۔لیکن یہ اس مہمان کو نہ پہچانتا تھا۔اور ان کی بزرگی اور شرافت سے بالکل بے خبر تھا۔مہمان کے چلے جانے کے بعد صاحب خانہ کو پتہ چلا عذر خواہی لکھی۔مہمان نے اس عذرخواہی کے جواب میں لکھا۔ میں نے آپ کے عذر کو قبول کیا۔لیکن یہ جو آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ میں نے آپ کو پہچانا نہ تھا۔ یہ بات ایک کریم انسان کی طرف سے پسند نہ آئی۔کیونکہ کریم انسان کا یہ شیوہ ہوتا ہے کہ مہمانِ اجنبی کی خاطر تواضع کرے اور میزبان کو چاہیے کہ آفتاب کی طرح تمام کے سروں پر مساوی روشن ہو۔ (تحفہ)

بہتر کون ہے

معانی الاخبار میں ہے' امام صادقؑ فرماتے ہیں کہ ایک روز ایک شخص نے سلمان کو عرض کیا میں آپ سے بہتر ہوں۔ سلمان نے اسے جواب دیا کہ تمہاری اور میری ابتدا نجس نطفہ اور آخر گندیدہ مُردار ہے۔پس آخرت کے روز تمہارا اور میرا عمل وزن کیا جائے گا۔جس کا اچھا عمل اس کے بُرے عمل پر بھاری ہوگا وہ خوب اور کریم ہے لیکن جس کا بُرا عمل اچھے عمل پر بھاری ہو گیا وہ لعیم اور بد ہو گا۔ (تحفہ)

حضرت عیسیٰ افضل یا موسیٰ

شرح نہج البلاغہ خوئی میں ہے کہ حضرت علیؑ نے ایک دفعہ ایک نصرانی سے پوچھا کہ حضرت عیسیٰ افضل ہیں یا موسیٰؑ۔ نصرانی نے جواب دیا کہ ہمارے پیغمبر عیسیٰؑ مردوں کو زندہ کرتے تھے لیکن موسیٰؑ نے اپنے ہاتھ سے ایک آدمی کو قتل کیا۔ فوکزہ رجلاً فقضیٰ علیہ۔ حضرت عیسےؑ نے گہوارے میں کلام کیا لیکن موسیٰؑ جبکہ ۸۰ سال کے ہو گئے تھے پھر بھی اللہ سے عرض کرتے ہیں کہ بار الہا! میری زبان کی گرہ کھول دے۔ واحلل عقدۃ من لسانی۔ تاکہ میں اپنا مقصد لوگوں کو بیان کر سکوں اور فرعون اور اس کی قوم میری بات کو سمجھیں۔ اے علیؑ! آپ خود فیصلہ فرمالیں کہ ان دونوں میں افضل کون ہے۔ حضرتؑ مسکرائے۔ (تحفہ)

پرہیزگار کے مال کی حفاظت

جواہر الکلمات میں ہے۔ ایک پرہیزگار شخص تھا کہ ہمیشہ اپنے واجبی حقوق اپنے مال سے نکال کر مستحقین کو پہنچاتا تھا اور لوگوں کے مال سے اپنی کوئی چیز مخلوط نہ کرتا تھا۔ ایک دفعہ سفرِ حج کو روانہ ہوا۔ راستے میں ایک چشمے کے کنارے اپنی رقم بھول گیا۔ جب رقم یاد آئی۔ اس کے ساتھیوں نے کہا آپ واپس چلے جائیں۔ اور اپنی وہ تھیلی لے آئیں۔ کہا میں نے اپنے مال سے واجبات ادا کئے ہوئے ہیں لہذا میرا مال تلف نہیں ہوگا۔ واپسی پر حاصل کر لوں گا۔ پھر اُس نے اپنے ساتھیوں سے ضرورت کی رقم قرض لے لی۔ اور چلا گیا۔ سفرِ حج سے واپسی پر اس چشمے کے قریب پہنچا تو اس نے دیکھا کہ لوگوں نے رستہ تبدیل کر لیا ہے، اس نے کہا کہ آپ نے رستہ کیوں تبدیل کیا ہے۔ انہوں نے کہا کچھ مدت ہوئی یہاں ایک اژدہا ظاہر ہوا ہے جس نے رستہ روک رکھا ہے۔ اور کوئی شخص اس طرف جانے کی جرأت نہیں کرتا ہے۔ اس نے کہا وہ اژدہا میری رقم کی تھیلی ہے۔ پھر چند اشخاص کے ساتھ اس رستے سے اس چشمے کے قریب پہنچے اژدہا دیکھا۔ پھر اس کے بعد تھیلی والا آدمی خود نزدیک ہوا۔ تو دیکھا اُس کی تھیلی ہے اُسے

اٹھایا اور اپنی راہ لی۔ (تحفہ)

وسیع مکان

فروع کافی میں ہے ایک روز امام جعفر صادقؑ اپنے ایک محب کے مکان پر تشریف لائے۔ دیکھا کہ اس کا مکان بہت تنگ ہے۔ پھر اس کے لئے ایک کشادہ مکان خریدا۔ اور اسے فرمایا کہ اپنا سامان اٹھاؤ اور اس مکان میں لے جاؤ۔ جو میں نے تمہارے لئے خریدا ہے۔ یہ جگہ تنگ ہے۔ اور وہ وسیع ہے۔ اس نے عرض کی یہ گھر میرے باپ نے بنایا تھا اور پسند کیا تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ اسی جگہ رہوں حضرتؑ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے تمہارا باپ جاہل اور احمق تھا تو بھی جاہل اور احمق رہنا چاہتا ہے۔ تحفہ۔

نوروز کے دن انعام امام موسیٰ کاظمؑ

مناقب میں ہے عید نوروز کے روز منصور دوانقی نے امام موسیٰ کاظمؑ کی خدمت میں عرض کی آپ میری مجلس میں تشریف رکھیں۔ لوگ آئیں گے مبارک دیں گے اور آپ امراء اور دیگر رعایا کے ہدیے قبول فرمائیں۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنے جد (معصوم آباء و اجداد) سے اس عید کے بارے میں کچھ سنا نہیں ہے۔ اور خود بھی یہ روا نہیں رکھتا کہ جو طریقہ اسلام نے خارج کیا ہوا ہے اسے زندہ کروں۔ منصور نے عرض کی آپ کو اللہ کی قسم اور واسطہ دیتا ہوں کہ اس عید میں بیٹھنا لشکر کی سیاست سے ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ لوگ آکر آپ کو مبارک بخشیں کریں گے۔ حضرت مجبور ہو گئے اور لوگوں نے ہدیے پیش کرنا شروع کئے۔ آخر میں ایک بوڑھا آیا۔ عرض کی۔ یا بن رسول اللہ میرے پاس ہدیہ کرنے کے لئے کوئی رقم نہیں ہے۔ لیکن تین اشعار میرے باپ نے آپ کے جد امام حسینؑ کے حق میں کہے تھے وہ پیش کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا پڑھو۔ بارک اللہ فی هدیتك۔ بوڑھے مرد نے تین شعر پڑھے (اصل کتاب میں موجود ہیں) امامؑ نے فرمایا تمہارا ہدیہ قبول ہے۔ پھر آپ نے غلام کو منصور کے پاس بھیجا۔ اسے کہو کہ اس رقم کے متعلق کیا فرمان ہے۔ منصور نے غلام کو کہا کہ امامؑ کو

اختیار ہے۔ حضرت نے اس بوڑھے کو فرمایا میں یہ تمام رقم تمہیں بخشتا ہوں۔ اٹھالے اور اپنے مصرف میں لا۔ اس نے تمام رقم سمیٹی اور حضرت کو دعائیں دے کر رخصت ہوا۔ (تحفہ)

طائی اور وزیر کی مردانگی

کشکوال بحرانی میں ہے سلطان نعمان کے دو رفیق تھے۔ ایک روز مستی کے عالم میں ان دونوں کو قتل کر بیٹھا۔ پھر ہوش میں آنے پر پشیمان ہوا۔ ان دونوں کی قبروں پر الگ الگ عمارت تعمیر کی۔ اور ان دونوں عمارتوں کا نام غریین رکھا۔ اور ہر سال ان دونوں کی قبروں پر حاضری دیتا تھا۔ ایک روز جو ایک قبر پر جاتا تو ہر اس آدمی کو جو پہلے ملتا اسے سو اونٹ دیا کرتا تھا۔ اور اس روز کا نام روز نعمت رکھا ہوا تھا اور پھر ایک روز دوسری قبر پر جاتا جس شخص کو پہلے دیکھتا اسے قتل کر دیتا اور اس روز کو یوم بؤس کہتے تھے۔ ایک سال یوم بؤس میں پہلے ایک طائی شخص کو دیکھا۔ تو اسے اپنے دستور کے مطابق قتل کرنے کا حکم دیا۔ اس طائی نے عرض کی اے سلطان آپ مجھے مہلت دیں کہ میں یہ طعام اپنے گھر والوں کو پہنچا لوں اور انہیں وصیت کر کے واپس آجاؤں۔ سلطان نے کہا ضامن دے دو، پھر ایک روز کی مہلت ہے۔ اگر اس روز نہ آئے تو ضامن کو قتل کر دیا جائے گا۔ اس طائی مرد نے شریک نامی وزیر کی طرف رُخ کیا اور کہا۔ آپ ایک روز کے لئے ضامن ہو جائیں۔ میں ایک روز بعد واپس آجاؤں گا۔ وزیر نے قبول کر لیا۔ اور ضامن ہوگیا۔ جب وقت آیا سلطان نے حکم دیا کہ وزیر کو قتل کے لئے پیش کیا جائے۔ دیکھا کہ طائی شخص پہنچ گیا ہے۔ بادشاہ نے دونوں آدمیوں کی مردانگی سے تعجب کیا۔ ایک طائی جس نے وعدہ وفا کیا اور دوسرا وزیر جو ایک اجنبی غریب آدمی کا ضامن ہوگیا۔ پھر وزیر سے کہا عجیب ہے کہ تم اس طائی مرد کے ضامن بن گئے۔ وزیر نے کہا میں نے دیکھا اس کا ضامن بننے والا کوئی نہیں ہے اور وہ بے چارہ مجبور ہے۔ اور راستی کے آثار اُس کی صورت سے آشکار

تھے۔ پھر سلطان نے اس طائی کو کہا تعجب ہے تجھ پر بھی کہ اپنے پاؤں سے چل کر موت کی طرف آئے۔ طائی نے جواب دیا میں نے دیکھا کہ جو دیندار ہو وہ نہ جھوٹ بولتا ہے نہ حیلہ کرتا ہے۔ بادشاہ نے ان دونوں کی مردانگی اور خوبی کی وجہ سے یومِ بؤس ختم کر دیا اور روز نعمت کو برقرار رکھا۔ (تحفہ)

عکہ کے چاول

اصولِ عقائد میں ہے کہ ایک شخص عکہ سے شام میں چاول لے آیا اور عکہ وہ مقام ہے کہ جہاں کے چاول بہت خراب ہوتے ہیں۔ وہ آدمی بہت مدت شام میں ٹھہرا اور تجارت کے لئے بیٹھا رہا۔ کسی نے بھی اس سے چاول نہ خریدا۔ ایک روز عمرو عاص کا گذر اس کی دوکان سے ہوا۔ دیکھا بہت چاول اس کے پاس ہیں لیکن کوئی خریدار نہیں ہے۔ اسے کہا کہ کس قدر چاول یا رقم مجھے دو گے کہ تمہارے تمام چاول بہت گراں قیمت کے ساتھ فروخت کرادوں۔ اس بازاری نے جواب دیا کہ آپ میرے یہ چاول فروخت کرادیں تو اتنی رقم پیش کر دوں گا۔ عمرو عاص نے گلیوں میں منادی کرادی کہ عمرو عاص وزیر معاویہ مسجد میں تمہارے ساتھ مطلب کی بات کرنا چاہتا ہے۔ تمام لوگ فی الفور مسجد میں جمع ہو گئے۔ اور عمرو عاص منبر پر چلا گیا اور کہا ایھا الناس انی سمعت رسول اللّٰہ یقول من اکل ارز عکۃ فکانما زار مکۃ۔ یعنی اے لوگو! میں نے رسولِ خدا سے سنا ہے کہ جو عکہ کے چاول کھائے گا وہ اس کی مثل ہے کہ اس نے مکہ کی زیارت کی' جونہی یہ جملہ عمرو عاص نے لوگوں کو کہا۔ مخلوق کا ہجوم ہو گیا کہ دیکھیں عکہ کے چاول کس کے پاس ہیں لیکن کسی تاجر کے پاس عکہ کے چاول نہ تھے مگر ایک کے پاس۔ بس اسی وقت اس بازاری کے تمام چاول فوراً بہت مہنگی اور دل پسند قیمت پر فروخت ہو گئے اور جنہیں چاول نہ مل سکے وہ افسوس کے ہاتھ ملنے لگ گئے۔ اس بازاری نے عمرو عاص کو رشوت پیش کر دی۔ اور یہ خبر معاویہ تک پہنچ گئی۔ معاویہ نے عمرو عاص کو کہا کہ رسولِ خدا نے یہ کب فرمایا تھا جو تم نے کہا تھا اور تم نے یہ کیا حیلہ کیا ہے۔

کسی آدمی نے بھی بغیر تمہارے یہ خبر نہ سُنی ہے۔ عمرو عاص نے کہا تم نے بھی رسول خدا سے سُنا تو ہے لیکن اب فراموش کر بیٹھے ہو۔ معاویہ نے کہا کہ رسولؐ خدا نے کس روز یہ فرمایا تھا۔ عمرو عاص نے کہا اسی روز فرمایا تھا کہ جس روز تمہیں خال المومنین فرمایا تھا۔ معاویہ نے کہا سچ ہے میں نے بھی سُنا ہے۔ عمرو عاص نے کہا لوگ بھی کتنے بے وقوف ہیں کہ اس قسم کے ہمارے جھوٹ بھی قبول کر لیتے ہیں۔ (تحفہ)

خسرو پرویز کی عطا شکاری کی دانائی

شرح نہج البلاغہ خوئی میں ہے کہ ایک شکاری خسرو پرویز کے پاس ایک بہت بڑی مچھلی بطور ہدیہ لایا۔ بادشاہ نے چار ہزار درہم اسے عطا کئے۔ سلطان کی زوجہ شیریں نامی نے کہا کہ ایک مچھلی کے عوض چار ہزار درہم اسراف ہے۔ پھر دوسرے لوگ اعتراض کریں گے کہ ہمیں ہدیہ کم ملتا ہے۔ ایک مچھلی فروش کو اتنا مل گیا۔ پھر آپ کیا جواب دیں گے؟ خسرو نے کہا سلطان کو انعام کا واپس کرنا زیب نہیں دیتا۔ شیریں نے کہا کہ شکاری کو یہ کہیں کہ یہ مچھلی نر ہے یا مادہ اگر کہے نر ہے تو کہو مجھے مادہ درکار ہے۔ اور اگر کہے مادہ ہے تو کہو مجھے نر درکار ہے۔ اس بہانے سے اس سے چار ہزار درہم واپس لے لو۔ سلطان نے یہ بات مان لی۔ پھر شکاری کو آواز دی۔ وہ واپس آگیا۔ پھر کہا یہ مچھلی نر ہے یا مادہ؟ صیّاد نے کہا خنثیٰ ہے۔ سلطان ہنسا اور دوبارہ اسے چار ہزار درہم عطا کئے۔ صیاد نے رقم اٹھائی۔ اس سے ایک درہم زمین پر گر گیا۔ اس نے جُھک کر وہ درہم اٹھالیا۔ شیریں نے بادشاہ کو کہا آپ نے دیکھا یہ صیّاد کتنا خسیس ہے۔ اسے آپ کی عطا زیب نہیں دیتی۔ اس سے رقم واپس لے لی جائے۔ سلطان نے کہا اے صیاد! کیوں اتنی جلدی یہ درہم زمین سے اٹھالیا ہے۔ تو کتنا خسیس اور حریص ہے؟ صیّاد نے جواب دیا اس درہم کو زمین سے اٹھانے کی غرض دنیاوی خساست اور گھٹیا پن نہیں ہے۔ بلکہ اس درہم پر آپ کا نام اور حکم لکھا ہوا ہے۔ میں

نے خوف کیا کہ اگر زمین پر پڑا رہا تو آپ کے نام اور حکم کی بے احترامی ہوگی۔ سلطان بہت خوش ہوا۔ چار ہزار درہم مزید عطا کئے۔ اب شیریں خاموش ہوگئی۔ اور صیاد رقم لے کر چلتا بنا۔ (تحفہ)

ضعیفہ کی مظلومیت اور بادشاہ

• جواہر الکلمات میں ہے کہ ایک بادشاہ عمارت بنوا رہا تھا کہ اس کے ایک طرف ایک بڑھیا کا حجرہ تھا۔ اور بادشاہ کی یہ عمارت اس حجرہ کو داخل کئے بغیر مکمل نہ ہوتی تھی۔ بادشاہ نے کہا یہ حجرہ فروخت کر دو کہ میں اپنی عمارت مکمل کر لوں۔ اس نے کہا یہ حجرہ میرے آباء و اجداد کی طرف سے آرہا ہے۔ اگر میں اسے فروخت کر دوں تو نہ مکان بنا سکتی ہوں اور نہ بنا بنایا مکان خرید سکتی ہوں۔ جو میرے مناسب حال ہو۔ بڑھیا اپنے ہمسایہ کے ہاں گئی۔ جب واپس ہوئی تو دیکھا کہ بادشاہ نے اس کا گھر گروا دیا ہے۔ اس نے آہ و زاری شروع کر دی۔ عرض کی، بارِ الہا! میں مظلوم ہوں۔ سلطان کی شکایت تیرے دربار میں پیش کرتی ہوں۔ اور تو سلطانِ سلاطین ہے۔ بادشاہ اسی رات چند مرتبہ محل میں بیٹھا۔ شراب نوشی کی۔ اور آخر شب ارادہ کیا کہ قصر سے نیچے آئے۔ سیڑھی سے گرا، فوت ہو گیا۔ ابھی صبح بھی نہ ہوئی تھی کہ بادشاہ کے گھر میں رونے کی آواز بلند ہوئی۔ لوگ جمع ہو گئے۔ غسل دیا۔ کفن دیا۔ اور دفن کیا۔ پھر دوسرے روز دیکھا کہ اس کی لاش قبر کے اوپر پڑی ہے۔ دوبارہ دفن کیا۔ پھر دوسرے روز دیکھا کہ زمین نے لاش قبول نہیں کی ہے۔ اور اسے باہر پھینک دیا ہے اور اس کی پیشانی پر موٹے حروف میں لکھا ہوا تھا: او ما علمتم ان الظالم لم یقبله التراب و یشدد علیه الحساب و یضاعف له العذاب و یرحم الملک الوھاب۔ یعنی کیا تم نہیں جانتے ہو کہ جو شخص ظالم ہوگا اس کے بدن کو زمین قبول نہیں کرتی اور اس کا حساب سخت ہوگا اور اللہ اس پر رحم نہ کرے گا۔ (تحفہ)

ام المؤمنین حضرت عائشہ کی وفات

اصولِ عقائد میں ہے کہ ایک روز معاویہ منبرِ رسولؐ پر بیٹھا اور لوگوں سے یزید کے لئے بیعت لے رہا تھا۔ حضرت عائشہ نے حجرے کے سوراخ سے سر باہر نکالا اور معاویہ کو سخت طعنہ دیا۔ اور کہا۔ اے معاویہ! تم سے پہلے خلفاء کی جماعت تھی۔ کسی نے بھی لوگوں سے اپنے بیٹوں کے لئے بیعت نہیں لی ہے۔ نہ ابوبکر نہ عمر نہ عثمان۔ تم اس کام میں کس کی اقتدا کر رہے ہو؟ معاویہ شرمندہ ہوا۔ منبر سے نیچے اُتر آیا اور اپنی منزل پر آگیا۔ تین دنوں بعد حضرت عائشہ کی طرف پیغام بھیجا اور التماس کی۔ تو ام المومنین ہے اگر آپ مجھے ملنے کے لئے آئیں۔ میرے لئے باعثِ فخر ہوگا اور یہ بھی عہد کرتا ہوں کہ آپ کے سر بھائی کو عالی منصب عطا کروں گا۔ حضرت عائشہ نے جواب دیا دعوت منظور ہے۔ معاویہ نے کنواں کھودنے کا حکم دیا۔ اور اس میں بہت چونا ڈلوایا۔ اور اس کے اوپر فرش کروا دیا۔ اور اس کے اوپر کرسی رکھوا دی۔ اور اسے اس طرح ترتیب دیا کہ تھوڑا سا بوجھ اوپر آنے سے گر پڑے۔ حضرت عائشہ معاویہ کی منزل پر وارد ہوئیں۔ کمال احترام کے ساتھ ایک مخصوص کمرے میں بھیج دیا۔ اور حضرت عائشہ کو التماس کی کہ اس کرسی پر تشریف رکھیں جو اس گڑھے کے اوپر تھی۔ عائشہ نے قبول کیا۔ خیال یہ کیا کہ معاویہ بہت احترام کرنا چاہتا ہے۔ جوں ہی کرسی پر بیٹھی اپنے آپ کو گڑھے میں دیکھا آپ کا فریاد اور واویلا بلند ہوا۔ معاویہ آگیا اور آواز دی۔ عائشہ شور نہ کرو ابھی اوپر سے پختہ ہونے دو۔ عائشہ اسی گڑھے میں دفن ہوگئی۔ اور یہ واقعہ ۵۸ھ آخر ماہ ذوالحجہ میں ظہور پذیر ہوا۔ (تحفہ)

عابد اور اس کی زوجہ

روضہ کافی میں ہے۔ امام محمد باقر فرماتے ہیں۔ بنی اسرائیل کے عہد میں ایک عابد تھا۔ اس کے گھر میں جو کچھ تھا سب خرچ اور ختم ہوگیا۔ اس کی زوجہ نے ایک رسی اسے دی کہ اسے جا کر بیچو کہ ہمارے گھر میں کھانے کی کوئی شے نہیں ہے۔ اور آج صبح سے اب تک کوئی چیز نہیں کھائی ہے۔ عابد اس رسی

کو لے کر بازار میں آیا۔ دیکھا دکانیں بند ہیں اب معاملہ کا وقت گزر چکا ہے۔ دریا کے کنارے پر وضو کیا۔ دیکھا کہ دریا کے کنارے ایک صیاد ایک چھوٹی سی مچھلی لئے ہوئے ہے۔ عابد نے کہا یہ مچھلی فروخت کرتے ہو؟ صیاد نے جواب دیا ہاں۔ عابد نے کہا رقم تو ہے نہیں۔ یہ رسّی لے لو اور مچھلی دے دو۔ صیاد نے دیکھا کہ مچھلی کسی کام کی ہے نہیں کوئی اور رغبت نہ کرے گا مچھلی دے دی اور رسّی لے لی۔ عابد گھر آیا تمام قصہ اپنی زوجہ کو بیان کیا۔ عورت نے اس مچھلی کا پیٹ چاک کیا۔ دیکھا اس کے شکم میں لؤ لؤ ہے۔ اٹھایا خاوند کے سپرد کیا۔ اس نے اس موتی کو فروخت کیا۔ تو اسے بیس ہزار دینار ملے۔ گھر آیا۔ اس کی عورت نے یہ رقم دیکھی۔ اللہ کا شکر ادا کیا۔ اسی حالت میں دیکھا کہ ایک سائل نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا اے گھر والو! مجھے کچھ صدقہ دو۔ اللہ آپ پر رحمت کرے گا۔ اس مرد نے ایک تھیلی اسے دے دی۔ کچھ مدت گزری ایک سائل آیا۔ اور رقم چاہی۔ عابد نے تھیلی اٹھائی کہ اسے دیدے۔ سائل نے کہا آپ پہلے والی تھیلی بھی لے لیں کیونکہ مجھے اللہ نے بھیجا تھا۔ اور میں فرشتہ ہوں اور یہ آپ کا امتحان تھا۔ (تحفہ)

ملائکہ تین مواقع پر گریہ کرتے ہیں

فرمانِ پیغمبرؐ ہے۔ پہلا اس موقعہ پر کہ جب کوئی شخص اپنے وطن اور علاقے سے دور علم فقہ یعنی دین حاصل کرنے کے لئے جائے۔ اور اس غیر ولایت میں موت آجائے۔ اور اپنا مقصد حاصل کئے بغیر دنیا سے رخصت ہو جائے۔ اور کوئی اس کے سرہانے نہ ہو۔ ۲۔ بوڑھے والدین کی دعا اور التماس پر اللہ انہیں بیٹا عطا کرے۔ اور وہ جوانی میں اپنے ماں باپ کے سامنے مر جائے۔ ۳۔ وہ لڑکا جس کی ماں فوت ہو جائے۔ اور اس کا باپ دوسری شادی کر لے۔ جب یہ بچہ نیند سے بیدار ہو یہ خیال کرتا ہے کہ اس کی ماں موجود ہے۔ اور رونا شروع کر دیتا ہے۔ وہ عورت جو تازہ اس کے باپ کے گھر زوجہ بن کر آئی ہے جب سنتی ہے آتی ہے اور اس بچے کو مارتی ہے۔ اور وہ بچہ روتا ہے۔ ملائکہ

اس بچے کی حالت پر گریہ کرتے ہیں کہ اگر اس کی ماں ہوتی تو اسے بہلا کر خاموش کرتی۔ (تحفہ)

حمید نے ہارون کے حکم سے ساٹھ سادات کو قتل کیا

بحار الانوار میں ہے عبید اللہ ابزاز نیشاپوری بیان کرتا ہے کہ میں ماہِ رمضان میں ایک روز حمید بن قحطبہ طوسی کے پاس آیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ بہت خوش حال اپنے گھر میں بیٹھا ہے۔ پھر اس نے دستر خوان بچھایا۔ کھانا لایا گیا۔ میں نے کہا میں روزے سے ہوں۔ میں نہ مریض ہوں نہ مسافر کہ روزہ نہ رکھوں۔ شاید آپ کو کوئی شرعی عذر ہوگا۔ اس لئے روزے سے نہیں ہیں۔ حمید نے یہ سن کر رونا شروع کر دیا۔ کہا میں نے بہت بُرا عمل کیا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس عملِ بد کے ساتھ خُدا مجھے ہرگز نہ بخشے گا۔ اور یقیناً میرا ٹھکانہ جہنم ہے۔ عبید اللہ نے کہا تو آپ نے کیا کیا ہے؟ کہ اتنے ناامید ہو گئے ہو۔ حمید نے کہا ہارون نے مجھے طوس میں دعوت دی۔ میں رات کے وقت اس کے پاس گیا۔ اس نے ننگی تلوار اپنے سامنے رکھی ہوئی تھی اور اس کے سامنے شمع بھی روشن تھی۔ اور اس کا غلام سامنے کھڑا تھا۔ ہارون نے کہا تم امیر المومنین کی کتنی اطاعت کر سکتے ہو؟ حمید نے کہا میری اطاعتِ امیر المؤمنین میں جان و مال قربان اور حاضر ہے۔ پھر کہا چلے جاؤ۔ تھوڑی دیر بعد ہارون کا غلام آیا اور کہا حمید! امیر المؤمنین تمہیں یاد کر رہے ہیں۔ میں فوراً روانہ ہوا۔ اس کے پاس پہنچا۔ دیکھا کہ ہارون ابھی تک سویا نہیں ہے۔ پھر ہارون نے کہا کہ امیر المومنین کی اطاعت کہاں تک کرو گے۔ میں نے کہا امیر المؤمنین کی اطاعت میں مال۔ جان۔ اولاد قربان ہے۔ ہارون ہنسا۔ پھر کہا واپس چلے جاؤ۔ میں آگیا۔ ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ ہارون کا خادم پھر آیا۔ اور کہا تمہیں امیر المومنین یاد کر رہے ہیں۔ میں جب اس کے پاس وارد ہوا دیکھا کہ ہارون بہت غضبناک ہے۔ جب مجھے دیکھا کہا اے حمید! تم امیر المومنین کی اطاعت میں کیسے

ہو؟ میں نے کہا امیرالمومنین پر جان۔ مال۔ اولاد اور دین بھی قربان ہے۔
ہارون ہنسا اور کہا حمید یہ تلوار پکڑو اور اس خادم کے ساتھ چلے جاؤ۔ یہ جو
کہے اس پر عمل کرو۔ خادم مجھے لے آیا اور ایک کمرے کا دروازہ کھولا۔ میں
نے دیکھا کہ وسطِ مکان میں ایک گڑھا ہے اور اس کے ارد گرد تین خانے ہیں۔
پس ایک خانے کے دروازے کو کھولا۔ میں نے دیکھا کہ اس کمرے میں بیس
نفر جوان اور بوڑھے سادات علویہ ہیں۔ خادم نے مجھے کہا امیرالمؤمنین نے
حکم دیا ہے کہ انہیں قتل کر دو۔ میں نے ان کے سر تن سے جُدا کر دیئے۔
اور اس چاہ میں ان کے سر گرا دیے۔ پھر دوسرا خانہ کھولا۔ دیکھا کہ اولادِ علیؑ
سے بیس آدمی اس میں مقید تھے۔ میں نے انہیں بھی قتل کیا۔ اور کوئیں میں
پھینک دیا۔ پھر تیسرے کمرے کے دروازے کو کھولا۔ اس میں بھی اولادِ
علیؑ و فاطمہؑ سے بیس نفر موجود تھے۔ انیس نفر کو قتل کیا۔ اور آخری سید
(بیسویں یا ساٹھویں) نے مجھے کہا تم پہ وائے ہو کس قدر شوم ہو کہ اولادِ
علیؑ و فاطمہؑ سے ساٹھ ناحق آدمی قتل کر چکے ہو۔ حمید بیان کرتا ہے میرا ہاتھ
کانپ گیا اور ہارون کے آدمی نے میری طرف غضب ناک نگاہ سے دیکھا۔ یعنی
تو کیوں معطل ہے اور میں نے اسے بھی قتل کر دیا۔ اور اس کے سر کو کوئیں
میں ڈال دیا۔ اے عبیداللہ! یہ ہے میرا عمل جس نے اولادِ علیؑ و فاطمہؑ سے ساٹھ
اشخاص بے گناہ قتل کئے ہوں۔ پھر اس کے بعد روزہ رکھنا میرے
لئے کیا فائدہ رکھتا ہے۔ (تحفہ)

داستانِ جوانِ تائب

تاریخ میں ہے کہ ایک روز رسولِ خداؐ نے
لوگوں کو چوری سے ممانعت فرمائی۔ سامنے
سے ایک نوجوان اٹھا عرض کی یا رسولؐ اللہ! میں چوری کرتا ہوں اور جو کچھ میرے
پاس ہے سب چوری کا مال ہے۔ اب آپ کا موعظہ سُنا ہے۔ میں صدقِ دل
سے توبہ کرتا ہوں۔ کیا میری یہ توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ فرمایا قبول ہے۔ شرط

یہ ہے کہ جو کچھ تیرے پاس ہے صاحبانِ مال کو واپس کردے۔ اور اگر ان کے مالکوں کو نہیں جان سکتے یا نہیں مل سکتے تو اس مال کو فقراء میں تقسیم کردو۔ عرض کی حاضر ہوں۔ اب بیان کرتا ہے۔ پس جس کی شناخت تھی اس کا مال اسے واپس کیا اور جس کا پتہ نہ چل سکا اس کے مال کو اس کی طرف سے فقراء میں تقسیم کر دیا۔ پہلے۔ دوسرے اور تیسرے روز روزہ رکھا۔ اور غذا پاس تھی نہیں، اور ابھی اتنی جلدی نہ کچھ کما سکتا تھا نہ کام کر سکتا تھا۔ میں نے پانی سے افطار کیا۔ چوتھی رات بھوک کی وجہ سے بے تاب ہوگیا۔ کہا کہ اسلام اجازت دیتا ہے کہ انسان اتنا مال دوسروں کا یا حرام کھا سکتا ہے کہ موت سے بچ جائے۔ اس رُو سے میں نے آدھی رات کے وقت گھر سے باہر قدم رکھا۔ ایک دیوار کے اوپر چڑھا اور ایک گھر میں وارد ہوگیا۔ میں نے نگاہ کی کہ ایک عورت کمرے کے وسط میں ایک تخت پر سوئی ہوئی ہے۔ میں نے اس کے گرد چکّر لگایا۔ دیکھا ایک جگہ کھانا تیار ہے۔ میں نے کھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔ اپنے دِل میں کہا کہ کتنی جلدی توبہ توڑ رہا ہے۔ ہاتھ کھانے سے کھینچ لیا۔ وہاں سے ہٹ کر اپنی منزل پر آگیا۔ اور وہ عورت جو سوئی ہوئی تھی اس پر نگاہ بھی نہ کی۔ صبح تک اپنے مقام پر رہا۔ نمازِ صبح کے لئے مسجد میں آیا۔ نماز کی ادائیگی کے بعد پیغمبرِ خدا نے فرمایا۔ عورتیں مرد ایک دوسرے کے ساتھ عقد کرلیں۔ جب یہ تبلیغ اور وعظ فرما چکے۔ اس دوران ایک عورت نے عرض کی یا رسُول اللہ میرا شوہر فوت ہوچکا ہے اور میں بذاتِ خود مالدار ہوں۔ میں شوہر کرنے پر مائل نہ تھی۔ لیکن آج معلوم ہوا کہ اسلام کی رو سے یہ جائز اور شائستہ نہیں ہے لہٰذا میں حاضر ہوں۔ جس مرد کو میرے لئے منتخب فرماتے ہیں قبول کرتی کرتی ہوں۔ کئی آدمی جو وہاں حاضر تھے اٹھے اور حضرت سے درخواست کی کہ اس عورت کی تزویج ہمارے ساتھ کر دی جائے۔ حضرت نے کچھ تامل کیا۔ پھر اللہ کی طرف سے آنحضرتؐ پر وحی ہوئی کہ اِن لوگوں سے کہہ دیجئے کہ جو بھی

اِس سے عقد کرے گا تین روز سے زیادہ زندہ نہ رہے گا۔ تمام مسلمان یہ سنتے ہی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ سوائے اس تائب مرد کے۔ جس نے تین روز سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ عرض کی کہ مولا! میں اس سے عقد پر راضی ہوں۔ حضرت نے ان کا عقد پڑھا۔ اس عورت نے اپنے خاوند کا ہاتھ پکڑا اور اپنی منزل پر لے آئی۔ جب اس مرد نے نگاہ کی تو یہ وہی منزل تھی کہ جہاں گزشتہ رات کچھ کھانے کے لئے گیا تھا اور پشیمان ہو کر واپس آگیا تھا۔ اب دیکھا کہ وہ غذا وہاں پر موجود ہے۔ فوراً عورت کو کہا کہ میں بھوکا ہوں۔ غذا لاؤ کہ تناول کروں۔ اس عورت نے وہی غذا سامنے رکھی۔ اپنے دل میں کہا حضرت نے فرمایا ہے کہ جو اپنے آپ کو حرام سے بچاتا ہے اسے حلال ذریعہ سے روزی ملے گی۔ یہ غذا حلال ہو کر مجھے ملی ہے۔ اسی دوران ایک فقیر نے دروازے پر صدا دی۔ میں بھوکا ہوں۔ مجھے کچھ کھانے کو دو۔ اس مرد نے اسی دسترخوان سے جو اُس کے سامنے تھا فقیر کو دیا اور فقیر نے اسے دعا دی۔ تین روز اسی طرح گزر گئے۔ لوگ جانتے تھے کہ جو حضرت نے فرمادیا ہے اس کی مخالفت تو ہو نہیں سکتی اس مرد کے دروازے پر آئے دیکھا کہ وہ تو ابھی تک زندہ ہے۔ حضورؑ کے پاس آکر عرض کی کہ آج تک آپ کے فرمان کے خلاف کبھی نہیں ہوا۔ جس مرد کے متعلق آپؑ نے فرمایا تھا کہ اگر اس عورت کے ساتھ عقد کرے گا۔ تین روز کے اندر مر جائے گا۔ تین دن گزر گئے ہیں اور وہ ہنوز زندہ ہے۔ حضرت نے اس مرد کو بلوایا۔ فرمایا تم نے کیا کام کیا ہے۔ اس نے اپنی سرگزشت سنائی حضرت نے فرمایا کہ چونکہ تم نے صدقہ دیا تھا خدا نے تمہاری عمر میں اضافہ کر دیا ہے۔ اور چونکہ تم نے اس گھر میں حرام کھانے سے پرہیز کیا اور اس عورت کے ساتھ خیانت نہ کی تھی اللہ نے وہ گھر مع تمام سامان اور وہ عورت حلال طریقے سے تمہیں عنایت فرمادی۔ (تحفہ)

نمازی منافق نہیں ہو سکتا

معانی الاخبار میں ہے کہ ایک شخص نے امام جعفر صادقؑ سے سوال کیا کہ کیا میں منافق ہوں؟ اور میں بہت خائف ہوں اس امر پر کہ میں منافق ہوں۔ امامؑ نے فرمایا کہ جب تم اپنے گھر میں نماز پڑھتے ہو اور وہاں کوئی تمہیں دیکھنے والا نہیں ہے، تم وہ کس کے لئے نماز پڑھتے ہو؟ عرض کی کہ اللہ عزّ و جلّ کے لئے۔ آپ نے فرمایا پھر تم کس طرح منافق ہو کہ مقامِ خلوت میں اللہ کیلئے نماز پڑھتے ہو نہ کہ غیر خدا کیلئے (تحفہ)

حضرت علیؑ کی امانتداری

مناقب میں ہے ایک روز عاصم بن ہیثم حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ مسلمانوں کا مال ان میں تقسیم فرما رہے تھے۔ عاصم نے عرض کی مولاؑ! میں بوڑھا ہو چکا ہوں۔ مجھے بھی اس مال سے کچھ حصہ عنایت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا میں نے یہ مال اپنی محنت سے نہیں کمایا ہے اور نہ اپنے باپ کی طرف سے وراثتاً پایا ہے۔ یہ اہلِ لشکر کا مال ہے کہ انہوں نے دشمنانِ دین کے ساتھ جنگ کر کے حاصل کیا ہے یہ تو میرے پاس امانت ہے اور تقسیم کر رہا ہوں۔ پھر آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ شخص بوڑھا ہے اس کی امداد کرو۔ پھر ان لوگوں نے اپنے مال سے ان کی معاونت کی۔ (تحفہ)

سو مرتبہ کے صلوٰت کی برکت

مناقب میں ہے کہ ایک روز ایک شخص امام محمد تقیؑ کی خدمت میں شرف یاب ہوا۔ اور عرض کی میرا باپ فوت ہو گیا ہے اور اس کے پاس ایک ہزار طلائی دینار تھے۔ مرتے وقت وہ مجھے نہیں بتا گیا ہے اور میں بہت عیالدار ہوں اور معلوم نہیں وہ رقم کہاں ہے اور مجھے اس رقم کی احتیاج بھی بہت ہے۔ امامؑ نے فرمایا نماز مغربین کے بعد محمدؐ و آلِ محمدؐ پر سو مرتبہ صلوٰت بھیجو۔ تمہارا باپ اس رقم کی نشاندہی کر دے گا۔ وہ آدمی گھر آیا۔ نماز مغربین کے بعد سو دفعہ صلوٰت پڑھی۔ پھر سو گیا۔ اپنے باپ کو خواب میں دیکھا۔ عرض کی۔ اباجان! آپ نے وہ رقم کہاں رکھی ہے؟ کہا میں نے وہ ہزار

دینار فلاں جگہ رکھتے ہیں۔ نیند سے بیدار ہوا۔ اسی جگہ گیا۔ اپنے ہزار دینار حاصل کئے۔ اور امامؑ کو سارا واقعہ بیان کیا۔ (تحفہ)

حضرت محمدؐ اور حضرت موسیٰؑ کی عطا

روضہ کافی میں ہے حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسولؐ خدا اپنے مبعوث برسالت ہونے سے قبل طائف تشریف لے گئے۔ طائف کے ایک شخص کے مہمان ہوئے۔ صاحب خانہ نے خوب خدمت تواضع کی۔ اور جب آپ مبعوث برسالت ہوئے اور ارد گرد سے لوگ آپؐ کے پاس آنے شروع ہوئے۔ طائف میں اسی شخص کو کہا گیا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ جو شخص مبعوث برسالت ہوا ہے وہ کون ہے؟ کہا مجھے معلوم نہیں۔ اسے بتایا گیا کہ جو شخص پچھلے سال تمہارے پاس مہمان ہوا تھا' یہ وہی ہے۔ یہ طائف حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی مولا! میں وہی شخص ہوں جس کے پاس طائف میں آپ مہمان ہوئے تھے۔ آپؐ نے فرمایا مرحبا جو بھی حاجت رکھتے ہو بیان کرو۔ یقیناً پوری ہو جائے گی عرض کی میں آپ سے دو ہزار گوسفند مع گڈریا چاہتا ہوں۔ طائف یہ مال مطلوبہ لے کر روانہ ہوا۔ آپؐ نے اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا کہ یہ طائف مجھ سے اچھا مطالبہ نہیں کر سکا ہے مثل اس بڑھیا کے جس نے حضرت موسیٰؑ سے اپنی حاجت بیان کی تھی۔ پھر فرمایا کہ اللہ نے حضرت موسیٰؑ کو وحی کی کہ اے موسیٰ جب تم مصر سے بیت المقدس کی طرف سفر اختیار کرو تو حضرت یوسفؑ کے بدن کی ہڈیاں اپنے ساتھ بیت المقدس میں لے جانا لیکن حضرت موسیٰؑ کو ان کی قبر معلوم نہ تھی۔ لوگوں سے دریافت کیا کوئی آگاہ نہ تھا۔ لوگوں نے کہا کہ ایک بڑھیا کو ان کی قبر کا علم ہے۔ آپ نے اس بڑھیا کو بلوا بھیجا۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا کیا تو حضرت یوسفؑ کی قبر جانتی ہے؟ بڑھیا نے عرض کی جی ہاں! آپ نے فرمایا ان کی قبر بتاؤ اور جو چاہتی ہو مجھ سے حاصل کرو۔ بڑھیا نے عرض کی کہ میں حضرت یوسفؑ کی قبر کا نشان اتنے تک نہ بتاؤں گی مگر یہ کہ میں جو سوال کروں وہ آپ قبول فرما کر پورا کریں۔ حضرت نے فرمایا قبول کرتا

ہوں۔ بڑھیا نے عرض کی میں چاہتی ہوں کہ آخرت میں آپ کی زوجہ بنوں اور بہشت میں اکٹھے زندگی گزاریں۔ حضرت موسیٰؑ نے قبول فرمالیا۔ اس بڑھیا نے حضرت یوسف کی قبر بتائی۔ اب طائف مجھ سے جو بھی سوال کرتا میں پورا کر دیتا لیکن اس نے وہ چیز طلب نہ کی جو اُسے دنیا و آخرت کے لئے کارآمد ہوتی۔ (تحفہ)

چغل خوری

شرح نہج البلاغہ خوئی میں ہے ایک شخص نے امام سجادؑ کو کہا کہ فلاں شخص آپ کو بُرا بھلا کہہ رہا تھا۔ امامؑ نے اس کی سنگت پسند نہ فرمائی۔ فرمایا کہ اس شخص نے تمہیں امین سمجھا کہ تیرے سامنے مجھے بُرا کہا۔ اور تُو نے امانت میں خیانت کی۔ اور پھر تم نے میرے حق کی بھی رعایت نہیں کی ہے کہ وہ چیز جسے میں اپنے لئے پسند نہ کرتا تھا میرے لئے ظاہر کی۔ کیا تو نہیں جانتا کہ چغل خور کا مقام جہنم ہے۔ (تحفہ)

مقروض اعرابی اور حسینؑ

مجالس السنیہ میں ہے کہ ایک اعرابی بہت تنگدست ہوگیا اور قرضے میں پھنس گیا۔ اب اس فکر میں رہتا تھا کہ اب کہاں جائے کیا کرے۔ اس کے ذہن میں کوئی تجویز نہ آرہی تھی لیکن اُسے اس امر کا یقین تھا کہ اگر کوئی اللہ کا کریم بندہ دستیاب ہوگیا اور اُسے اپنی تنگدستی بیان کی تو مسئلہ حل ہو جائے گا لیکن پیچیدگی اور ناممکن بات یہ تھی کہ ایسا کریم انسان معاویہ و یزید کے دور میں ملنا مشکل تھا۔ لیکن ایک روز اس نے ایک شخص کو اپنا دردِ دل بیان کیا۔ اسی گفتگو کے دوران اس شخص نے کہا کہ تم مدینہ میں حضرت امام حسینؑ کے پاس جاؤ۔ تمہارا مقصد حل ہو جائے گا۔ جب یہ مدینہ میں پہنچا۔ آپ کا گھر پوچھا بتایا گیا وہ مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ پھر اسے ہر شخص نے بتایا کہ تمام لوگوں میں امام حسینؑ سے بہتر کوئی کریم نہیں ہے۔ یہ مسجد میں آیا۔ حضور کو دیکھا۔ ان کی مدح کے تین اشعار پڑھے جن کا مفہوم یہ ہے یعنی جو آپ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے اور آپ سے امید رکھتا ہے وہ نا اُمید نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ آپ کریم ہیں محلِ اعتماد

ہیں۔ اور آپ کے والدِ گرامی فاسقوں کے قاتل تھے۔ اگر آپ کے جد نہ ہوتے تو ہم لوگ جہنم میں جلتے۔ آپ نے غلام قنبر کی طرف رُخ کیا۔ فرمایا کیا حجاز کے مال سے کوئی شے باقی ہے؟ عرض کی چار ہزار دینار ہیں۔ حضرت نے اپنا رومال اتارا اور اس میں یہ دینار باندھ دئیے۔ اور دروازے کے سوراخ سے اسے عطا فرما دئیے۔ اور تین اشعار پڑھے جن کا مفہوم یوں ہے کہ یہ دینار لے لو اور میرا عذر بھی قبول کرو۔ اگر ان ایام میں زیادہ قدرت ہوتی تو میں زیادہ عطا کرتا لیکن اب زمانے نے یہ حالت کر دی ہے۔ عرب نے وہ رومال اور دینار لئے اور گریہ شروع کر دیا۔ آپ نے فرمایا کیوں رو رہے ہو؟ عرض کی یہ اس لئے ہے کہ افسوس یہ کریم ہاتھ بھی مٹی میں پنہاں ہو جائیں گے۔ (تحفہ)

حضرت مالک بن دینار غصہ پر قابو

حضرت مالک بن دینارؒ نے ایک دفعہ کسی یہودی کے مکان کے قریب کرایہ پر مکان لے لیا اور آپ کا حجرہ ایک یہودی کے دروازے سے متصل تھا چنانچہ یہودی نے دشمنی میں ایک ایسا پرنالہ بنوایا جس کے ذریعہ پوری غلاظت آپ کے مکان میں ڈالتا رہا اور آپ کی نماز کی جگہ نجس ہو جایا کرتی اور بہت عرصہ تک وہ یہ عمل کرتا رہا لیکن آپ نے کبھی شکایت نہیں کی ایک دن اس یہودی نے خود ہی آپ سے عرض کیا کہ میرے پرنالے کی وجہ سے آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی آپ نے فرمایا پرنالہ سے جو غلاظت گرتی ہے اس کو جھاڑو لے کر روزانہ دھو ڈالتا ہوں اس لئے مجھ کو کوئی تکلیف نہیں یہودی نے عرض کیا کہ آپ کو اتنی اذیت برداشت کرنے کے بعد بھی کبھی غصہ نہیں آیا۔ فرمایا اللہ کا حکم ہے جو لوگ غصہ پر قابو پا لیتے ہیں نہ صرف ان کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں بلکہ انہیں ثواب بھی حاصل ہوتا ہے یہ سن کر یہودی نے عرض کیا کہ یقیناً آپ کا مذہب بہت عمدہ ہے کیونکہ اس میں معاندین کی اذیتوں پر صبر کرنے کو اچھا کہا گیا ہے اور میں آج سچے دل سے اسلام قبول کرتا ہوں۔ تذکرۃ الاولیاء

قرض فوراً کیوں ادا کیا

مناقب میں ہے محمد بن صالح جو امام حسن عسکری کے شیعوں سے تھے نے آپ کو لکھا کہ میرا ایک مقروض ہے۔ رقم ادا نہیں کر رہا۔ اور تاخیر کر رہا ہے۔ آپ نے اس کے جواب میں لکھا کہ وہ فوراً تمہارا قرض ادا کر دے گا۔ اس کی زندگانی ختم ہو چکی ہے۔ اسی وقت دق الباب ہوا۔ اٹھا دروازے پر دیکھا کہ وہی مقروض کھڑا ہے۔ دروازہ

کھولا۔ فرمایا کیوں آئے ہو؟ اس نے کہا آپ کا قرضہ ادا کرنے آیا ہوں۔ محمد بن صالح نے کہا' اب تک تو ادا نہ کیا تھا۔ یہ عجیب بات ہے کہ اب تم آگئے ہو۔ اس نے کہا کہ کل رات مَیں نے امام حسن عسکری کو خواب میں دیکھا ہے۔ مجھے فرمارہے ہیں تمہاری زندگی ختم ہوگئی ہے جاؤ اس کا قرضہ ادا کرو۔ اب تک تم نے تاخیر کی ہے اب رقم ادا کرکے تاخیر کی معذرت طلب کرو۔ محمد نے فرمایا میں راضی ہوں۔ وہ مدیون جب اپنا قرض ادا کرکے اپنی منزل پر پہنچا تو وفات پاگیا۔ (تحفہ)

توبہ کا نتیجہ

ایک شخص کی تین بیٹیاں تھیں۔ اس نے اپنی زوجہ کو کہا کہ اب اس کے بعد تو نے لڑکی جنی تو میں اس لڑکی کو اور تمہیں قتل کر دوں گا۔ وہ بیچاری حاملہ ہوگئی لیکن اب تھی خوفزدہ۔ لیکن جب بیٹا پیدا ہوا تو خوش ہوگئی۔ لیکن ابھی دو سال نہ گزرے تھے کہ لڑکا فوت ہوگیا۔ حتیٰ کہ چھ بیٹے ہوئے۔ لیکن تمام دو سال پورے ہونے سے پہلے ہی فوت ہوتے رہے جب اس شخص نے یہ حالت دیکھی اپنے قول پر نادم ہوا اور توبہ کرلی۔ پھر اللہ نے اسے بیٹا دیا۔ اور وہ فوت نہ ہوا اور بڑھاپے کو پہنچا۔ (تحفہ)

سلطان اور غلام

ایک دفعہ ایک سُنّی بادشاہ اپنے شیعہ غلام کے ساتھ قبرستان سے گزرا۔ دیکھا کہ ایک کتّا ایک قبر کے پتھر پر پیشاب کرکے چلا گیا۔ بادشاہ نے غلام سے کہا یقیناً یہ شیعہ کی قبر ہے کہ کتا اس پر پیشاب کرکے چلا گیا۔ غلام نے فوراً عرض کی بادشاہ سلامت یہ کتا سُنّی تھا جس نے شیعہ کی قبر پر پیشاب کیا ہے۔ کیونکہ کوئی انسان تو علیؑ کے شیعہ کے ساتھ عداوت نہیں رکھتا ہے۔ بادشاہ نے شرمندگی سے سر جھکالیا۔ اور پھر کوئی بات نہ کرسکا۔ (تحفہ)

تاجر اور عالم

مناظرات میں ہے طہران کے ایک عالم طہران کے اطراف میں کسی شہر کی طرف بس میں سفر کر رہے تھے۔ اتفاقاً ایک

جوان جو بظاہر آراستہ تھا اور اس شہر کا رہنے والا تھا جہاں یہ عالم جا رہے تھے ان کا ہمسفر ہوگیا۔ اس کا پیشہ میوہ جات کے موسم میں میوہ کی تجارت تھا۔ یہ ایک ہی نشست پر بیٹھے تھے۔ راستے میں اس جوان نے عالم سے باتیں شروع کر دیں۔ اس جوان نے کہا کہ مدارس دینیہ میں علماء کی خدمات کیا ہوتی ہیں اور یہ انسانیت کی کیا خدمت کرتے ہیں۔ عالم نے فرمایا علماء جو انسانیت کی خدمت کرتے ہیں۔ وہ بیان کروں گا اور آپ کو تو ابھی پتہ چل جائے گا۔ اسی دوران بس ناکارہ ہوئی۔ اس جوان کے مال کے صندوق جو بس کی چھت پر تھے اور یہ مال اس نے طہران سے خریدا تھا تمام زمین پر گر گیا۔ اور تمام صندوق ٹوٹ کر کھل گئے۔ اس کے تمام میوہ جات بیابان کے وسط میں پراگندہ و منتشر ہوگئے۔ اب بس تو تھی رکی ہوئی۔ وہ جوان یہ نظارہ دیکھ کر حواس باختہ تھا۔ اور گویا کہ اس کا تمام سرمایہ یہی میوے تھے۔ وہ بس سے نکل کر پیادہ ہوا کہ ان میوہ جات کو جمع کرلے لیکن ان کے اکٹھا کرنے کے لئے ایک آدمی کے واسطے تو کم از کم نصف دن درکار تھا لیکن اس وقت اس جوان کو سب سے زیادہ جس چیز نے متاثر کیا اور غمناک کیا وہ یہ تھا کہ وہ دیکھ رہا تھا کہ بس کے تمام مسافر عورتیں مرد ان میووں کو کھانے میں اس طرح مصروف ہیں جس طرح بھوکی چیونٹیاں ہجوم کر کے آجاتی ہیں یہ جوان پکارتا اور چیختا رہا کہ یہ میرا مال ہے نہ کھاؤ لیکن اس کی دہائی آئی گئی ہوگئی۔ لیکن اس عالم نے جب یہ منظر دیکھا تو بس سے باہر نکلے اور ایک بلند مقام پر کھڑے ہوگئے اور بلند آواز سے پکارے کہ تم لوگ مسلمان ہو۔ ان میوہ جات کا کھانا تم پر حرام ہے۔ یہ آواز سنتے ہی تمام لوگ باز آگئے۔ جو ہاتھوں میں تھا پھینک دیا۔ اب پھر عالم نے دوبارہ فرمایا کہ آؤ تمام لوگ اکٹھے ہو کر اس میوے کو اکٹھا کرتے ہیں یہ ثواب کا کام ہے اب تمام لوگوں نے معاونت کی، تمام میوے اکٹھے کر لئے اور بس پر دوبارہ سوار ہوگئے۔ اب عالم نے اس جوان

کو کہا کہ دینی مدارس میں انسانیت کی خدمت کی یہ تعلیم دی جاتی ہے۔ اب جوان نے تسلیم کر لیا۔ (تحف)

حاکم عراق اور غلام رفید

کافی میں ہے۔ یزید بن عمر مروان کی طرف سے عراق کا والی تھا۔ یہ اپنا غلام رفید پر ناراض ہوا اور قسم کھائی کہ میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ غلام بیچارہ اپنی جان کے ڈر سے فرار کر گیا اور امام صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آ کر عرض کی' یا ابن رسول اللہ! میرے حاکم نے قسم کھائی ہے کہ میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ اور میں نے اب آپ کے پاس پناہ طلب کی ہے۔ مجھے بچانے کی کوئی تدبیر بتائیں؟ آپ نے فرمایا اس کے پاس جاؤ اور میرا سلام پہنچاؤ۔ اور کہو جعفر بن محمد کہتے ہیں کہ میں اس غلام کو تمہاری امان میں دیتا ہوں۔ اسے کوئی ضرر اور تکلیف نہ پہنچانا۔ اس نے عرض کی میرا حاکم تو شامی ہے۔ وہ کوئی دیندار آدمی نہیں ہے اور ہے بھی خبیث الرائے۔ ڈرتا ہوں وہ قبول نہ کرے گا اور جب مجھے دیکھے گا قتل کر دے گا۔ امامؑ نے فرمایا میں نے جو کچھ کہا ہے قبول کرو اور عمل کرو۔ جب کچھ راستہ طے کیا ایک اعرابی ہم سفر ہو گیا۔ اعرابی نے کہا کہاں جا رہے ہو؟ تیرا چہرہ اور ہاتھ مقتول نظر آتے ہیں۔ تیرے پاؤں مردہ اور بدن ہلاک شدہ دیکھ رہا ہوں۔ میں چاہتا ہوں ذرا اپنی زبان مجھے دکھاؤ' تاکہ میں دیکھوں۔ اعرابی نے غلام کی زبان کی طرف نگاہ کی' کہا میں تمہاری زبان' زبانِ رسالت دیکھ رہا ہوں۔ اگر تو اس رسالت کو پہاڑ کے پاس بھی لے جائے گا تو وہ بھی تمہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اب جب غلام اپنے مالک کے مکان پر پہنچا' اس کے حاکم نے کہا کہ اپنے پاؤں کے ساتھ چل کر موت کی طرف آئے ہو؟ غلام نے کہا میں خود اپنے اختیار کے ساتھ نہیں آیا۔ اور نہ آپ کے کارندے لائے ہیں۔ بلکہ ایک آقا کی طرف سے آپ کے پاس پیغام لایا ہوں۔ حاکم نے کہا وہ کون سا آقا ہے جس کا پیغام

لائے ہو۔ غلام نے کہا امام جعفر صادقؑ کی طرف سے حضرت فرماتے ہیں کہ میں یہ غلام تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ اور میں نے اسے امان دی ہے۔ پس اس غلام کے ساتھ کوئی بدی نہ کرنا۔ حاکم نے کہا' اللہ اکبر! لقد قال لك جعفر بن محمد هذه المقالة والقیٰ الی السّلام۔ اے غلام تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ کیا جعفر بن محمد نے مجھے سلام پہنچایا ہے؟ غلام نے کہا ہاں۔ حاکم نے معافی دے دی۔ اور اس کے بعد غلام کا بہت احترام کرتا رہا (تحفہ)

خواب کی تعبیر قرآن سے

ایک عالم کے پاس ایک شخص آیا۔ اس نے کہا حضور میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں اذان دے رہا ہوں۔ کہنے والا ایک نیک آدمی تھا۔ انہوں نے اس کے حالات دیکھ کر کہا بھئی اس کی تعبیر یہ ہے کہ تم جلد ہی حج کرو گے' وہ تعبیر سن کر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد ایک اور شخص آیا۔ اُس نے بھی ایسا ہی سنایا۔ اس نے اس کو دیکھا حالات پر غور کیا۔ اور تعبیر بتلائی کہ تم چوری کے الزام میں پکڑے جاؤ گے۔ اتفاق کچھ ایسا ہی ہوا کہ پہلا شخص حج کو چلا گیا۔ اور دوسرا شخص جو تعبیر پوچھنے آیا تھا چوری کے الزام میں گرفتار ہو گیا۔ اب لوگوں نے جب دیکھا تو بعض لوگ ان کے پاس آئے کہ بھئی خواب ایک تھا تعبیریں دو' اور دونوں صحیح نکلیں۔ یہ کیا معاملہ ہے؟ اس نے کہا' بھئی بات یہ ہے کہ میں نے دونوں تعبیریں قرآن مجید سے دیں۔ انہوں نے کہا تبلائیے ذرا وہ کس طرح سے' تو اس عالم نے جواب دیا۔ کہ پہلے جو شخص آیا تھا وہ ایک نیک آدمی تھا۔ اس نے جب اپنا خواب بیان کہ میں اذان دے رہا ہوں۔ تو مجھے ایک آیت ملی۔ اذن فی الناس بالحج ابراہیمؑ تم اذان دے دو' یعنی اعلان کر دو لوگوں میں' تاکہ وہ حج کے لئے آئیں۔ لہٰذا تعبیر صاف تھی کہ جس نے دیکھا کہ وہ اذان دے رہا ہے اسے حج نصیب ہو گا۔ چنانچہ ہو گیا۔ دوسرا شخص جس نے ویسا ہی خواب بیان کیا وہ ایک آوارہ قسم کا آدمی تھا۔ میں نے قرآن مجید میں غور کیا کہ اس آیت کے علاوہ

کوئی اور آیت بھی ہے۔ جس میں اذان کا لفظ ہو۔ اگر قرآن مجید میں نہ ہوتا تو اس کی بھی یہی تعبیر ہوتی جو پہلے کی تھی۔ مگر قرآن مجید میں مجھے سورہ یوسف میں ایک آیت ملی۔ اذن موذن ایتھا العیر انکم لسارقون۔ ایک اعلان کرنے والے نے کہا، اے قافلے والو! تم چور ہو۔ یاد آگیا ہوگا وہ قصہ کہ پیمانہ یا پیالہ رکھوا دیا تھا حضرت یوسفؑ نے۔ اس دوسری آیت نے بتایا کہ کہیں وہ تعبیر ہوگی اور کہیں یہ ہوگی اور یہ تعبیر اس جگہ کے لئے ہے جہاں دیکھنے والا، آوارہ اور بدمعاش قسم کا آدمی ہو۔ چنانچہ دوسرے شخص کو یہ تعبیر دی۔ کہ وہ چوری میں پکڑا جائے گا۔ آپ اس سے اندازہ کریں کہ قرآن اوّل سے آخر تک مکمل تعبیر ہے کہ نہیں، اس لئے محققین نے یہ ایک نظریہ قائم کر دیا ہے کہ جب خواب دیکھو تو پھر قرآن مجید پر غور کرو جو خواب میں دیکھا ہے۔ اگر اس چیز کا ذکر قرآن مجید میں ہے تو سوچو کس طرح ہے۔ جس طرح ہے وہی تعبیر ہوگی۔ اگر خواب میں ہُدہُد کو دیکھیں تو سمجھ لیجئے کہ کوئی خوش خبری ملنے والی ہے۔ ہُدہُد کا ذکر حضرت سلیمانؑ کے قصے میں اس طرح ہے کہ یہ خوش خبری لایا بلقیسؑ کے متعلق۔ اگر یہ دیکھے کہ خشک لکڑیاں کسی دیوار پر ساتھ ساتھ کھڑی ہیں تو سمجھ لیجئے ایسے لوگوں سے پالا پڑنے والا ہے کہ جن کا دل اور ہوگا اور زبان اور ہوگی۔ اس لئے کہ سورۂ منافقون میں منافقین کی تشبیہہ میں یہ کہا گیا ہے جیسے لکڑیاں کھڑی ہوں۔ (کفایت الواعظین حصّہ سوم)

حضرت علیؓ عادل امام کے دس عادلانہ فیصلے

۱۔ بیڑی کا وزن معلوم کرنا

ایک غلام چلا جا رہا تھا کہ جس کے پاؤں میں اس کے آقا نے فولادی بیڑی پہنا رکھی تھی۔ اس بارے میں دو شخصوں میں مباحثہ ہوگیا۔ ایک نے کہا اس بیڑی کا وزن اتنا

ہے اگر غلط نکلے تو خدا کی قسم میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں۔ دُوسرے نے کہا نہیں اتنا وزن ہے اگر میری بات غلط ہو تو خدا کی قسم میری بیوی کو تین طلاقیں۔ اب یہ دونوں اس کے مالک کے پاس گئے۔ اور اس سے التماس کی کہ اس بیڑی کو غلام کے پاؤں سے نکال کر تول دے۔ تاکہ ہماری نزاع ختم ہو جائے۔ اس نے کہا میں نے ایک نذر کی ہے۔ جب وہ پوری ہو جائے گی تب یہ بیڑی کھلے گی۔ اگر اس سے پہلے کھولوں تو خدا کی قسم میری بیوی پر بھی تین طلاقیں، اب ان تینوں نے دربارِ خلافت حضرت عمرؓ کے سامنے یہ قصہ پیش کیا۔ آپ نے فیصلہ فرمایا تم دونوں ہی اپنی بیویوں کو طلاق دے دو۔ کیونکہ تم نے ایسی بے ہودہ قسم کھائی۔ مالک بیڑی کھول کر اپنی بیوی کو کیوں طلاق دے۔ اب تو یہ بہت پریشان ہوئے۔ آخر یہ فیصلہ حضرت علیؓ کے سامنے پیش ہوا۔ آپ نے فرمایا اس کا حل تو بہت آسان ہے آپ نے غلام کو بلوایا اور ایک طشت میں پانی بھر دیا۔ پھر غلام کی بیڑی میں ایک ڈورا باندھا۔ اور غلام سے فرمایا کہ اپنا پاؤں پانی میں ڈالو۔ پانی میں جب پاؤں پڑا تو اس کی سطح اونچی ہو گئی۔ آپؓ نے طشت کے کنارے پر جہاں تک پانی آیا تھا نشان لگوا دیا۔ پھر اس ڈوری کی مدد سے اس بیڑی کو اتنا اونچا کیا۔ جب بیڑی اوپر آئی تو پانی کی سطح نیچے اتر آئی۔ پھر آپ نے فرمایا اس میں لوہے کا برادہ ڈالو، یہاں تک کہ نشان تک پانی آجائے۔ چنانچہ جب لوہے کا برادہ ڈالا گیا تو پانی پھر اپنی پہلی سطح پر آگیا۔ اب آپ نے غلام سے فرمایا: بیڑ نکال لے۔ پھر ان لوگوں سے فرمایا کہ جو اس بُرادے کا وزن ہے وہی اس بیڑی کا وزن ہے (تہذیب الاحکام۔ بحار)

۲۔ سترہ اونٹوں کی تقسیم کا عجوبہ فیصلہ

تین آدمیوں کا سترہ اونٹوں کی تقسیم پر جھگڑا ہونے لگا۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ بغیر کاٹے، بغیر کسر صحیح طور پر تقسیم ہو جائے۔ ان اونٹوں میں

ایک کا حصّہ نصف تھا۔ دوسرے کا ۱/۳ (تیسرا) تیسرے کا نواں حصّہ (۱/۹) اس مقدمے کو حضرت علیؓ کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ نے غلام قنبر کو حکم دیا اپنا ایک اونٹ ان میں شامل کر دو۔ اب یہ اٹھارہ اونٹ ہو گئے۔ اب آپ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ پہلے شخص کا نصف حصّہ ہے یعنی ۱۸ کا آدھا وہ نو لے لے۔ دوسرا جس کا تیسرا حصّہ ہے وہ چھ لے لے۔ اور تیسرا جس کا نواں حصّہ ہے وہ دو لے لے۔ یہ سب ۹۔۶۔۲ = ۱۷ ہو گئے۔ اب اپنا ایک اونٹ بچ گیا وہ قنبر واپس لے لے۔ کیونکہ یہ اونٹ تو فیصلہ کرنے کے لئے شامل کیا گیا تھا۔ تمام رضامند ہو گئے۔ کوئی شکایت نہ رہی (ناسخ التواریخ)

۴۔ آٹھ درہم کا فیصلہ

دو شخص اکٹھے سفر پر روانہ ہوئے۔ راستے میں کہیں بیٹھ کر باہم کھانا کھائیں۔ ایک نے اپنے توشے سے پانچ روٹیاں نکالیں۔ اور دوسرے نے تین۔ اسی اثناء میں ان کے پاس سے ایک شخص کا گزر ہوا۔ اس نے ان پر سلام کیا۔ انہوں نے اس کو بھی دسترخوان پر شریکِ طعام کر لیا۔ جب کھا چکے اس نے اپنی جیب سے آٹھ درہم نکال کر پیش کئے۔ اور رخصت ہو گیا۔ اب پہلے دو شخصوں میں ان درہموں پر جھگڑا ہو گیا۔ جس کی تین روٹیاں تھیں وہ یہ کہتا تھا کہ ہم کو یہ آٹھ درہم نصف نصف تقسیم کرنے ہیں۔ دوسرا کہتا تھا۔ تمہاری تین روٹیاں تھیں اور میری پانچ' لہذا اسی لحاظ سے پانچ درہم میرے تین تمہارے ہوئے۔ جب یہ معاملہ حضرت علیؓ کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا بہتر ہے تم دونوں آپس میں صلح کر لو کیونکہ ایسی معمولی باتوں میں نزاع زیب نہیں دیتا۔ لیکن حضرت کی فہمائش کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ تب آپ نے تین روٹیوں والے سے فرمایا کہ جب یہ اپنی رضامندی سے تمہیں تین درہم دے رہا ہے کیوں وصول نہیں کر لیتا۔ تمہارے لئے بہتر اور فائدہ ہے۔ اور اگر تو بضد ہے اور فیصلہ ہی چاہتا ہے تو تجھ کو صرف ایک درہم ملے گا اور باقی سات درہم تیرے ساتھی

کو۔ یہ سن کر وہ حیران ہوگیا۔ بولا۔ سبحان اللہ! ایسا کیوں کر ہو سکتا ہے؟ حضرت نے فرمایا ابھی بتلائے دیتا ہوں کہ تیری تین اور تیرے ساتھی کی پانچ روٹیاں تھیں۔ جمع کرنے سے یہ آٹھ روٹیاں ہوئیں۔ اب ان روٹیوں کے برابر برابر تین تین ٹکڑے کر دیئے جائیں تو آٹھ روٹیوں کے ۲۴ ٹکڑے ہوئے۔ تم میں سے کسی کو یہ نہیں معلوم کہ کس نے کتنی روٹیاں کھائیں۔ پس یہ ماننا پڑے گا کہ سب نے برابر کھایا ہے۔ تمہاری تین روٹیاں تھیں۔ جن کے نو ٹکڑے ہوئے۔ اور اس کی پانچ تھیں اس کے پندرہ ٹکڑے ہوئے۔ ۸ ٹکڑے تم نے کھائے۔ ۹ میں سے ایک ٹکڑا تمہارا بچ گیا۔ اسی طرح پندرہ ٹکڑوں میں سے ۸ ٹکڑے اس نے کھائے ۷ ٹکڑے اس کے حصّے میں سے بچ گئے۔ لہٰذا ایک درہم ایک ٹکڑے کا تم لے لو اور ۷ درہم ۷ ٹکڑوں کا یہ لے لے۔ کیونکہ تیسرے آدمی کو ۷ ٹکڑے اس کے حصّے سے ملے۔ اور ایک ٹکڑا تیرے حصّے میں سے۔ جب یہ فیصلہ سنا تو فوراً بول اٹھا یا علیؑ اب میں راضی ہوں۔ (ذخائر العقبیٰ۔ کافی)

۴۔ مارنے والے۔ پکڑنے والے اور دیکھنے والے کی سزا

حضرت علیؑ تین شخصوں کے بارے میں جن میں ایک نے ایک شخص کو پکڑے رکھا اور دوسرے نے آکر قتل کر دیا، اور تیسرا نگہ بانی کرتا رہا۔ ان کی رضامندی سے یہ تجویز کی کہ اس کے قاتل کو قتل کیا جائے۔ پکڑنے والے کو حبسِ دوام۔ اور دیکھنے والے کی دونوں آنکھیں پھوڑ دی جائیں۔ (بحار۔ مناقب ابن شہر آشوب)

۵۔ انڈے دینے والے اور بچے دینے والے جانور

عیون الاخبار میں ابنِ قتیبہ دینوری تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علیؑ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ کون سے جانور انڈے دیتے ہیں اور کون سے جانور بچے دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جن حیوانات کے کان باہر کو نکلے ہوئے نہیں ہوتے یعنی ظاہر میں معلوم نہیں ہوتے وہ انڈے دیتے

ہیں۔ اور وہ جانور جن کے کان باہر کو نکلے ہوئے ہیں وہ بچے دیتے ہیں۔ (یہ جواب وہی دے سکتا ہے جس کی نگاہ پوری کائنات کی ہر شے پر ہو)

۶۔ خواب میں بدکاری کرنا

ایک شخص کسی دوسرے شخص کو پکڑے ہوئے خدمت امیرالمؤمنینؑ میں آیا اور کہنے لگا کہ یہ شخص کہتا ہے کہ خواب میں میری ماں کے ساتھ محتلم ہوا ہے پس اس کو کیا سزا دینی چاہیئے۔ فرمایا اس کو دھوپ میں کھڑا کر کے اس کے سایہ پر حد جاری کی جائے کیونکہ یہ خواب مثل سایہ کے ہے لیکن اس لئے اس کو سزا دوں گا کہ آئندہ یہ اس قسم کی باتیں کر کے مسلمانوں کی دل آزاری نہ کرے۔ (مناقب شہر آشوب)

۷۔ زانیہ ہونے کا اقرار کرنا اور شوہر پر الزام رکھنا

حضرت عمر کے پاس ایک مرتبہ ایک مرد اور ایک عورت جھگڑا کرتے ہوئے آئے۔ مرد عورت سے کہتا تھا کہ تو زانیہ ہے اور مرد سے عورت کہتی تھی تو مجھ سے زیادہ زانی ہے۔ حضرت عمر نے حکم دیا کہ ان دونوں کو کوڑے لگائے جائیں۔ امیرالمؤمنینؑ کا اتفاقاً یا عمداً اُدھر سے گزر ہوا۔ اس واقعہ کو سن کر فرمایا اے عمر جلدی نہ کر۔ اس عورت پر دو حدیں جاری کرنی چاہئیں۔ پوچھا کیوں؟ فرمایا، اس لئے کہ اس عورت نے خود اپنے زانیہ ہونے کا اقرار کر لیا ہے اور اس مرد پر زنا کی تہمت رکھی ہے۔ (مناقب شہر آشوب)

۸۔ پانچ شخصوں کو زنا کے جرم میں سزا

حضرت عمر نے پانچ شخصوں کو علت زنا میں رجم کا حکم دیا۔ امیرالمؤمنین نے فرمایا ٹھہرو۔ کیا کرتے ہو۔ سب کی حالت ایک سی نہیں۔ اس کے بعد حضرت نے ایک کو بلا کر قتل کرایا۔ دوسرے کو سنگسار تیسرے پر حد (سو دُرّے) اور چوتھے پر نصف حد۔ یعنی پچاس کوڑے اور پانچویں کو تعزیر دے کر چھوڑ دیا۔

حضرت عمر نے عرض کی یا علیؑ گناہ سب کا برابر تھا آپ نے یہ کیا حکم فرمایا۔ آنحضرت نے فرمایا پہلا شخص ذمی تھا اس نے زنِ مسلمہ سے زنا کیا پس اپنے ذمہ سے خارج ہوگیا۔ دوسرا شخص محصن یعنی شادی شدہ تھا اس لئے اسے سنگسار کیا گیا۔ تیسرا شخص غیر محصن یعنی کنوارا تھا اس لئے حد (سو درے) جاری کی۔ چوتھا غلام تھا اس کے لئے نصف حد پچاس درے۔ پانچواں مجنوں تھا اس کو تعزیر دی گئی۔ حضرت عمر نے فرمایا' زندہ نہ رہوں میں اس امت میں جہاں آپ نہ ہوں۔

۹۔ دو شخصوں کی امانت ایک عورت کے پاس

دو شخصوں نے ایک عورت کے پاس کچھ امانت رکھی اور کہا جب تک ہم دونوں مل کر تیرے پاس نہ آئیں اس کو ہرگز نہ دینا کچھ روز بعد اُن میں سے ایک شخص آیا۔ اور کہنے لگا کہ وہ امانت مجھے دے دے میرا ساتھی مرگیا ہے اس عورت نے انکار کیا لیکن جب اصرار زیادہ ہوا تو مجبوراً وہ امانت اس کے سپرد کر دی گئی کچھ عرصہ کے بعد دوسرا شخص آیا اور امانت طلب کی عورت نے کہا وہ تو تیرا ساتھی یہ کہہ کر لے گیا کہ میرا رفیق مرگیا ہے۔ اس نے کہا میں اس کو نہیں جانتا اور عورت کو پکڑ کر حضرت عمر کے پاس لے آیا حضرت عمر نے عورت سے کہا تو ضامن ہے وہ عورت جناب امیرالمومنینؑ کے پاس فریاد لائی حضرت نے اس شخص سے فرمایا جب تم نے یہ شرط کر لی تھی کہ جب تک ہم دونوں ساتھ نہ آئیں امانت نہ دینا اب تو کیسے طلب کر رہا ہے جا اور اپنے رفیق کو لے کر آ تاکہ تیرے بعد وہ اس عورت سے امانت طلب نہ کرے اور شرط کے ساتھ ادا بھی ہو جائے یہ سُن کر وہ شخص ساکت ہوگیا بعد کو معلوم ہوا کہ از روئے حیلہ عورت کا مال حاصل کرنا چاہتا تھا۔ مناقب شہر آشوب

۱۰۔ اصلی اور نقلی ماں کی پہچان

حضرت عمر کے پاس ایک مقدمہ پیش ہوا جس میں دو عورتیں ایک بچہ کی دعویدار تھیں حضرت عمر نے حضرت علیؑ کی طرف رجوع کیا حضرت نے ایک آری یا تلوار لانے کا حکم دیا اور فرمایا اس بچے کے دو حصے کر کے دونوں عورتوں میں بانٹ دیئے جائیں۔ ان عورتوں نے جب یہ سُنا تو ایک بول اٹھی کہ خدا کے لئے ایسا نہ کیجئے سالم بچہ دوسری کو دے دیا جائے دوسری عورت خاموش رہی اس

پر حضرت علیؑ نے فرمایا کہ بچہ پہلی عورت کا ہی ہے اگر دوسری عورت کا ہوتا تو وہ بھی ماں کی مامتا سے تڑپ اٹھتی یہ سن کر دوسری عورت نے اقرار کرلیا کہ واقعی یہ بچہ میرا نہیں ہے۔ ارجح المطالب۔

تین سوالات

قرآن مجید میں اصحاب کے لئے صاف موجود ہے کہ وہ آپس میں رحمدل اور کافروں پر سخت تھے۔ محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم الخ ۲۹ لیکن سقیفہ۔ فدک۔ قصد احراق باب فاطمہ قتل عثمان۔ واقعات جنگ جمل۔ صفین۔ نہروان اس قسم کے امور ہیں جو دو فریق تھے ان میں صرف ایک حق پر ہوسکتا ہے کیونکہ اصحاب تو صرف کافروں پر سختی کرسکتے ہیں تفصیل کی گنجائش اور ضرورت نہیں کتب تواریخ۔ احادیث و تفاسیر میں تفصیلات مل سکتی ہیں آخر یہ آیت کن کے حق میں ہے اور حضرات ثلاثہ و علیؑ کی پارٹی کے اختلافات و مظاہرات و خطبات و اعلانات کی کیا تاویل ہوگی۔ ۲۔ قرآن کی جمع و ترتیب میں علی کرم اللہ وجہہ کو کیوں شامل نہ کیا گیا جبکہ بقول ان حضرات کے ثلاثہ اور ان میں کوئی رنجش و اختلاف نہ تھا تاکہ آئندہ شیعہ پارٹی کو موقعہ ہی نہ ملتا۔ ۳۔ حضرات ثلاثہ حضرت علیؑ کی زندگی میں فوت ہوئے تو علیؑ نے کیوں جنازہ میں شمولیت نہ کی بجائیکہ خود تجہیز و تکفین میں سرگرم دکھائی دیتے جیسا کہ دوست احباب کا طریقہ ہے حقیقت یہ ہے کہ ان کے جوابات ناممکن ہیں۔ رسالہ البرہان اگست ۱۹۴۲ء

یہ انصاف ہے تو ظلم کیا ہوگا؟

امیر کے محل میں شادی کی محفل سجی تھی کہ ایک شخص وارد ہوا اور امیر کو ادب و احترام کے ساتھ سلام کیا شرکاء محفل نے اسے تعجب بھری نظروں سے دیکھا اس لئے کہ اس کی ایک آنکھ نذر دستی اور مضروب آنکھ سے خون بہہ رہا تھا امیر نے اسے دیکھا اور پوچھا یہ تمہیں کیا ہوا ہے؟ عرض کی عالیجاہ! یہ غلام پیشہ ور چور ہے حسب عادت آج شب میں نے اندھیرے کو مبارک جانا اور ایک صراف کے ہاں نقب لگانے پہنچا میں نے صراف کی دکان میں داخل ہونے کے لئے دیوار پھاندی اور بدقسمتی سے راستہ بھول گیا چنانچہ غلطی سے صراف کے پڑوسی جلاہے کے مکان میں جا گھسا میں بھاگنے کی نیت سے پلٹا لیکن اندھیرا سخت تھا میری شامت اعمال کہ جولاہے کی نال میری آنکھ میں

لگ گئی اور وہ پھوٹ گئی میں اب عالی حضور کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ جولاہے کے معاملے میں میرے ساتھ انصاف کیا جائے۔ امیر نے اسی وقت جولاہے کو دربار میں طلب کیا جولاہا حاضر ہوا تو امیر نے اسے دیکھتے ہی جلاد کو حکم دیا اس کی ایک آنکھ نکال لی جائے۔ لیکن اس سے پہلے کہ جلاد امیر کے حکم کی تعمیل کرتا جولاہے نے دست بستہ عرض کی اعلیٰ حضور! آپ کا فیصلہ عدل و انصاف کی تاریخ میں سنہرے حروف سے لکھا جائے گا اور رہتی دنیا تک اس کی مثال نہیں پیش کی جا سکے گی لیکن جان کی امان پاؤں تو عرض کروں؟ امیر نے اجازت دیتے ہوئے کہا ہاں کہو کیا کہنا چاہتے ہو؟ تب جولاہے نے نہایت عاجزی سے عرض کی خدا آپ کا اقبال بلند کرے انصاف کی دنیا میں آپ کا بول بالا ہو غلام کی ادنیٰ گذارش ہے کہ اس بندۂ حقیر کو اپنے پیشے کی مناسبت سے دونوں آنکھوں کی ضرورت ہے اس لئے کہ میں جو کپڑا بنتا ہوں اس کے دونوں کناروں کو دیکھ سکوں البتہ ایک موچی میرا ہمسایہ ہے جس کی میری طرح دو آنکھیں ہیں لیکن اسے کام کے لئے ایک آنکھ کی ضرورت ہے لہٰذا اگر حضور پسند فرمائیں تو اسے طلب کر لیں اور قانون کی حفاظت کے لئے اس کی ایک آنکھ نکلوا دی جائے۔ امیر نے اسی وقت موچی کو طلب کیا اور جب وہ حاضر ہوا تو بنا کچھ کہے سُنے اس کی ایک آنکھ نکلوا دی اور اس طرح انصاف کا تقاضا پورا ہوا۔

گدڑی میں لعل (سعدی شیرازی)

ایک شکستہ حال فقیہہ کا قاضی شہر کی مجلس میں گذر ہوا۔ وہاں بڑے بڑے علماء فقہاء کمال تزک و احتشام کے ساتھ بیٹھے تھے نووارد فقیہہ سادگی سے سب کے برابر جا بیٹھا اس بیچارے کے پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر قاضی نے تیز نگاہوں سے دیکھا اور میر دربار نے جو لوگوں کو حسب مراتب بٹھانے پر مامور تھا اس کے پاس آ کر کہا" تو نہیں جانتا کہ تیرا مقام اونچا نہیں ہے پیچھے جا کر بیٹھ یا کھڑا رہ" فقیہہ خاموشی سے اُٹھ کر پچھلی صف میں جا بیٹھا۔ تھوڑی دیر بعد کسی فقہی مسئلے پر بحث چھڑی اور ہر طرف سے شور و غل کی آوازیں شروع ہوئیں لیکن زیر بحث مسئلہ کسی سے حل ہونے میں نہ آتا تھا اس وقت نووارد فقیہہ نے للکار کر کہا کہ اپنی بات کی تائید میں مضبوط اور معقول دلیل پیش کرنی چاہیے بجائے اس کے کہ گردن کی رگیں پھلائی جائیں۔ سب لوگ

اب فقیہہ کی طرف متوجہ ہوئے اس نے اس خوبی اور وضاحت سے اس مسئلہ کو بیان کیا کہ چاروں طرف سے تحسین و آفرین کی آوازیں آنے لگیں یہاں تک کہ قاضی مسند سے اٹھ کر فقیہہ کے پاس آیا اور اپنی پگڑی اتار کر اس کے سامنے رکھ دی پھر معذرت کرتے ہوئے کہا " افسوس کہ میں آپ کا مرتبہ نہ جان سکا اور آپ کی تشریف آوری کا شکریہ ادا نہ کر سکا مجھے افسوس ہے کہ اس علم وفضل کے ہوتے ہوئے آپ کو ایسی کمتر جگہ پر بیٹھے ہوئے دیکھ رہا ہوں اب میر دربار بھی فقیہہ کی دلداری کے لئے اس کے پاس گیا اور چاہا کہ قاضی کی پگڑی اس کے سر پر رکھ دے فقیہہ نے اسے جھڑک کر کہا کہ یہ غرور کی دستار اور لباس مجھے نہیں چاہیئے اسے پہن کر لوگ مجھے آقا اور بڑا صدر کہہ کر پکاریں گے تو وہ مجھے حقیر معلوم ہونگے اور پھٹے پرانے کپڑے والوں پر میں بھی ناک بھوں چڑھاؤں گا انسان کے سر میں عقل اور دماغ ہونا چاہیئے مجھے ایسی پگڑی نہیں چاہیئے اسی طرح اور بہت سے طعن و ملامت کے الفاظ کہہ کر فقیہہ وہاں سے چلا آیا اور ساری مجلس پر دیر تک سناٹا چھایا رہا۔ یہ شکستہ حال فقیہہ دانائے مشرق شیخ سعدی شیرازی تھے۔ وحدت اسلامی

جو انسان موجودہ دَور کا گدڑی میں لعل دیکھنے کا خواہش مند ہو تو وہ دارالعلوم محمدیہ غوثیہ کوہاٹ کے وائس پرنسپل علامہ سیّد اعجاز حسین سلمہ اللہ کی زیارت کرے جنہیں میں بھی اور جاننے والے بھی کما حقہٗ جانتے ہیں اور مانتے ہیں کسی شریف انسان کو میرے اس نظریئے کی تردید کی جرأت نہیں ہے۔

باقی سب خیریت ہے

ایک مرتبہ ایک مالک عرصہ دراز کے بعد اپنے وطن لوٹا تو نوکر نے ہوائی اڈہ پر اُن کا استقبال کیا مالک نے نوکر سے گھر کی خیریت پوچھی تو اس نے کہا سر وہ آپ کا کُتا مر چکا ہے۔ کیا ٹونی مر گیا ہے ؟ سر وہ آپ کے گھوڑے کا گوشت کھا کر کیسے بچ سکتا تھا۔ کیا مطلب ؟ میرا گھوڑا بھی مر چکا ہے ! سر آپ کی والدہ کے بعد اُن کی دیکھ بھال کون کرتا۔ کیا شہید ابو کی بیوہ بھی چل بسی ہے ؟ سر وہ جوان پوتے کا غم کیسے برداشت کرتی۔ کیا بیٹا بھی اللہ کو پیارا ہو گیا ہے ؟ سر جوان بہن کی عزت کا دُکھ کیسے سہہ لیتا۔ کیا بیٹی کی عزت بھی لُٹ چکی ہے ؟ سر ماں کے بغیر اس کی حفاظت کون

کرتا۔ کیا بیگم بھی اس جہان سے رخصت ہو گئی ہے ؟ سر مکان کے نیچے آ کر کیسے بچ سکتی تھی کیا مکان بھی گر گیا ہے ؟ جی ہاں سر باقی سب خیریت ہے" بدبخت میرا سب کچھ لٹ گیا تم ابھی تک زندہ ہو؟" "سر میں تو کرائے کا نوکر ہوں۔ البتہ شام غریباں کے لئے حاضر ہوں۔ العارف دسمبر ۹۴ء

محمدؐ اور قرآن (سلمان رشدی کی کتاب کا جواب)

سلمان رشدی نے ۱۹۸۸ء میں شیطانی آیات لکھی اس میں اسلام، قرآن اور حضور اکرمؐ کا انتہائی بے ہودہ، واہیات اور گستاخانہ انداز میں مضحکہ اڑایا اس کے خلاف مسلمانوں میں شدید ترین ردعمل فطری بات تھی غالباً پہلی بار پوری دنیا کے مسلمانوں نے اسلام کے خلاف لکھی جانے والی کسی کتاب کے خلاف اتنے بڑے پیمانے پر احتجاج کیا اس کی وجہ یہ ہے اگرچہ اسلام کے خلاف صدیوں سے کتابیں لکھی جاتی رہیں لیکن ایسی بیہودہ اور دل آزار کتاب پہلی بار لکھی گئی۔ اس لئے مسلمانوں نے مختلف طریقوں سے اپنے غم و غصہ کا اظہار کیا جلسے منعقد کئے جلوس نکالے مظاہرے ہوئے حد تو یہ ہے رشدی کی موت کا فتویٰ بھی جاری کیا گیا کسی اسلام دشمن مصنف کے خلاف پہلی بار موت کا فتویٰ جاری کیا گیا۔

ضرورت اس امر کی تھی کہ ملعون رشدی کی اس دروغ کتاب کا مسکت جواب دیا جاتا زیادہ فرض علماء حضرات پر عائد ہوتا ہے۔ ان علماء و فقہاء حضرات نے اپنے اسمائے گرامی کے ساتھ بڑے بڑے القاب کی تختیاں چسپاں کر کے متعصب تنگ دست و تنگ نظری پہ مبنی اپنی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد کی امامت کی حفاظت میں اپنی عاقبت کو بھی داؤ پر لگا دیا ہے۔ مگر عالم اسلام کے کسی بھی ملک کے علماء میں یہ سعادت کسی کے حصہ میں نہ آئی۔ رشدی کے ناول سے ڈاکٹر زکریا کو بھی اتنی ہی ذہنی تکلیف ہوئی لیکن ان کا ردعمل مختلف تھا انہوں نے اس کی واہیات تحریر کا جواب غم و غصے سے نہیں بلکہ ایک مفکر مدبر فلسفی ماہر سیاسیات اور دانشور کی حیثیت سے دیا بہت ٹھنڈے دل کے ساتھ ناول پڑھا چونکہ انہوں نے اسلام کا بہت گہرا مطالعہ کیا ہے انتہائی مدلل و مسکت اور منطقی انداز میں ناول کا جواب انگریزی ہی میں Mohd and the Quran کی صورت میں دیا۔ بی بی سی کے نمائندے نے ڈاکٹر رفیق زکریا کا انٹرویو

لیتے ہوئے بڑی اہم بات کہی۔ زکریا صاحب کی یہ کتاب رشدی کی یاوہ گوئی کا ایسا منطقی اور مدلل جواب ہے کہ اگر رشدی کی کتاب چھپنے کے فوراً بعد ہی یہ کتاب چھپ جاتی تو شاید وہ ہنگامے جو ہوئے نہ ہوتے اور ایک خاتون شوبھاڈے نے ڈاکٹر زکریا کی کتاب پر (انڈین ایکسپریس) میں تبصرہ کرتے ہوئے بہت صحیح لکھا رشدی نے شر انگیز اور بے ہودہ کتاب لکھی ہے جبکہ زکریا صاحب کی کتاب عالمانہ اور مستند ہے رشدی کو کتاب لکھ کر روپوش ہونا پڑا اس کے برعکس زکریا صاحب کو اپنی کتاب کی وجہ سے پوری دنیا میں غیر معمولی امتیاز اور اعزاز حاصل ہوا۔ مولانا کوثر نیازی مرحوم نے لکھا ہے کہ اس کتاب کی تصنیف سے ڈاکٹر زکریا نے جنت میں اپنے لئے جگہ محفوظ کرلی ہے۔ انہوں نے قانون۔ تعلیم۔ صحافت۔ تاریخ۔ سیاست۔ اسلامیات اور ادب کے شعبوں میں غیر معمولی کارنامے انجام دیئے ہیں بمبئی یونیورسٹی کے ایم اے کے امتحان میں اول پوزیشن لینے کا امتیاز حاصل کرنے کی وجہ سے چانسلر گولڈ میڈل سے نوازا گیا۔ لندن یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی اور INN LINCOLNS سے بار ایٹ لا کیا۔ ۱۹۶۲ء میں سیاست کے میدان میں داخل ہوئے اور مہاراشٹر سے ایم ایل اے کا انتخاب جیتا ۱۵ سال تک مہاراشٹر میں وزارت کی مسند پر متمکن رہے۔ اندرا جی نے ڈاکٹر زکریا کی ذہانت معاملہ فہمی اور سیاسی سوجھ بوجھ سے متاثر ہو کر انہیں پارلیمنٹ کا ڈپٹی لیڈر بنا دیا۔ ۱۹۸۴ء میں اندرا نے انہیں خاص سفیر کی حیثیت سے مسلم ممالک کے دورے پر بھیجا۔ ڈاکٹر صاحب نے اقوام متحدہ میں ہندوستان کی نمائندگی کی۔ تقریباً بیس سال سے جامع اردو علی گڑھ کے چانسلر بھی ہیں۔ زکریا صاحب نے اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں کتابیں لکھی ہیں اس شہرۂ آفاق کتاب The Quran and Mohd کی مقبولیت کے بعد برصغیر میں اردو ترجمہ کی کمی شدت سے محسوس کی جانے لگی۔ یہ کمی مولانا آزاد کالج اورنگ آباد مہاراشٹر کے پرنسپل ڈاکٹر محی الدین نے انگریزی سے اردو میں شاندار اور معرکتہ الآرا ترجمہ محمد اور قرآن کے نام سے کر کے پوری کر دی کتاب میں قرآنی آیات کا ترجمہ مولانا ابوالکلام آزاد کے ترجمان القرآن اور مولانا مودودی کی تفہیم القرآن سے کیا گیا ہے۔ صادق۔ بومت۔

پانچ آدمیوں کو نیند نہیں آتی

امام جعفر صادقؓ سے منقول ہے پانچ آدمیوں کو نیند نہیں آتی ۱۔ جو کسی کے قتل کا ارادہ رکھتا ہو۔ ۲۔ جس کے پاس مال

بہت ہو اور اسے کسی پر بھروسہ نہ ہو۔ ۳۔ جس نے لوگوں سے بہت سی جھوٹی باتیں کہی ہوں اور لوگوں پر بہت سے بہتان باندھے ہوں۔ ۴۔ جس کے ذمہ مطالبہ زیادہ ہو اس کے پاس دینے کو کافی نہ ہو۔ ۵۔ جو شخص کسی کے عشق میں مبتلا ہو اور اس بات کا خوف ہو کہ یہ مجھ سے جدا نہ ہو جائے۔

بہلول کی نماز جوتوں سمیت

کہتے ہیں ایک دن بہلول نئے نئے جوتے پہنے مسجد میں نماز پڑھنے آیا وہاں اس نے ایک شخص کو دیکھا جو اس کے جوتے تاڑ رہا تھا بہلول سمجھ گیا وہ اس کے جوتوں پر دانت رکھتا ہے مجبوراً جوتوں سمیت نماز کے لئے کھڑا ہو گیا اس چور نے کہا جوتوں سمیت نماز نہیں ہوتی بہلول نے کہا اگر نماز نہیں ہوتی تو جوتے تو ہوتے ہیں۔

غصہ آپ کی جان بھی لے سکتا ہے

اگر آپ ہر وقت غصہ میں رہیں گے چھوٹی چھوٹی بات پر آپ کو غصہ آئے گا تو اس سے دل کے دورے اور دل کی دوسری بیماریوں کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے ہر وقت خوش رہنے کی کوشش کریں اور جب کبھی کوئی بات آپ کی مرضی کے خلاف ہو جائے تو اسے نظر انداز ہی کر دیں تو بہتر ہے ناخوشگوار واقعات کو مت دہرائیں اور ایسی باتوں کو مت یاد کریں جن پر آپ کو غصہ آیا ہو یا غصہ آتا ہو اس سے آپ کے دماغ پر کھنچاؤ بڑھے گا آپ کے بلڈ پریشر میں اضافہ ہو گا اگر خدانخواستہ آپ پہلے ہی دل کی بیماریوں میں مبتلا ہیں تو پھر کبھی بھی غصہ میں نہ آئیں اونچی آواز میں مت بولیں کیونکہ ڈاکٹر اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ غصہ جان بھی لے سکتا ہے۔ جعہ میگزین

کام کے دوران اونگھنا اور قیلولہ کرنا بہت ضروری ہے

کام کے دوران اونگھنا اور قیلولہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اگر آپ اپنے ورکر کو ایسا کرتے ہوئے پائیں تو انہیں ڈانٹیں مت بلکہ انہیں بتائیں کہ ایسا کرنا بہت ضروری ہے کیونکہ اونگھ اور قیلولہ کرنے سے جو آرام ملتا ہے تو اس کے بعد کام کرنے کی صلاحیتوں میں اضافہ ہوتا ہے کام کے دوران پندرہ منٹ ضرور اونگھیں لوگ بہت مصروف ہیں فہم پسند کے لئے ان کے پاس وقت نہیں ہے اس لئے کام کے دوران آرام ضرور کرنا چاہیئے اس

کے بے شمار فوائد ہیں صحت کے لئے بہت اچھا ہے کام کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہوتا ہے اور اگر آپ نے آرام کر لیا ہوگا تو پھر حادثات بھی نہیں ہونگے۔ جمعہ میگزین۔

انسان شیطان کے استاد بن گئے ہیں

شیطان نے کسی سے کہا وہ زمانے گئے جب میرا انسان پر غلبہ تھا لیکن آج کے انسانوں نے میرا سارا کاروبار مجھ سے چھین لیا ہے میں اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتا میں بیکار ہو گیا ہوں میرا یہ کام انسان خود کرنے لگ گئے ہیں اس دنیا کو اب میری ضرورت نہیں رہی۔ یہاں فارغ بیٹھ کر موٹاپے جیسی مہلک بیماری میں مبتلا ہو گیا ہوں ایک حکیم نے بتایا ہے کہ اس وجہ سے مجھے بلڈ پریشر بھی ہو گیا ہے۔ اخبار جہاں

جناح کیپ کی ابتداء

راجہ محمود آباد کی کوٹھی پر لکھنؤ میں آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس ہُوا قائداعظم نے نواب اسماعیل خان سے ٹوپی لے کر پہنی پھر خود شیشے میں اپنے آپ کو دیکھا ہر ایک نے پسند بھی کی پھر آپ نے یہی پہننی شروع کر دی دوسرے لوگوں نے بھی آپ کی تقلید کی۔ اب اس کا نام جناح کیپ ہو گیا۔ اخبار جنگ

سیدِ مرتضیٰؒ کا اخلاق یہودی مسلمان ہو گیا

سید مرتضیٰ کے زمانے میں ایک سال بہت قحط پڑا۔ ایک یہودی نے چاہا کہ اپنے آپ کو موت سے جو قحط کی وجہ سے یقینی تھی، نجات دے سید مرتضیٰ کے درس میں آ بیٹھا اور اُن سے درخواست کی کہ اسے علم نجوم کا درس دیں۔ سید نے اس کے لئے درس شروع کر دیا اور ساتھ اسے روزانہ شہریہ بھی دیتے کہ جس غرض سے اس نے درس شروع کیا تھا سید کے اخلاق اور سلوک نے اس پر ایسا اثر کیا کہ وہ یہودی سید کا دیوانہ بن گیا اور چند ہی ماہ کے بعد اس نے اسلام قبول کر لیا۔ رسالہ المجلس

ہمارے ملکی ہسپتال

ہمارے صاحب ثروت اور صاحب اقتدار لوگ اپنے علاج کیلئے پاکستانی ہسپتالوں میں یقین نہیں رکھتے ان کے ہسپتال بیرونی ملکوں میں پائے جاتے ہیں شاید وہ یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستانی ہسپتال پاکستانیوں کی تجہیز و تکفین کے لئے بنائے گئے ہیں اور ان ہسپتالوں سے جو مریض زندہ بچ نکلتے ہیں وہ صرف وہ مریض ہوتے ہیں

جنہیں مارنے میں ہسپتال والے ناکام رہتے ہیں۔

قانون اور انصاف کا فرق

ایک عدالت کسی مقدمے کا فیصلہ کرتی ہے دوسری عدالت اس فیصلے کو رد کر دیتی ہے تیسری عدالت دوسری عدالت کے فیصلے کو رد کر دیتی ہے اور چوتھی عدالت تیسری عدالت کے فیصلے کو رد کر دیتی ہے شاید یہ تمام متضاد فیصلے قانونی فیصلے کہلائیں گے لیکن ایک ہی چیز کا بہت سے متضاد فیصلوں سے کوئی بھی فیصلہ منصفانہ نہیں کہلا سکتا قانون فقط فیصلے کرتا ہے انصاف نہیں قانون اور انصاف میں کوئی رشتہ نہیں چونکہ قانون اندھا ہوتا ہے اس لئے اسے کسی بھی طرف موڑا جا سکتا ہے دنیا بھر کے ڈاکو وہ کچھ نہیں لوٹ سکتے جو قانوناً لوٹا جا سکتا ہے۔

ہائی کورٹ اور گورنر

ایک شخص نے بیان دیا کہ گورنر بروقت فیصلہ کرنے کے لئے بہت مشہور تھے مگر اس دفعہ تو چوہدری الطاف حسین صاحب (اب مرحوم ہو گئے ہیں) نے خاصا مایوس کیا ہے کہ ہائی کورٹ کی طرف سے بحالی کے بعد اسمبلی کو توڑنے میں پورے ساڑھے سات منٹ یعنی ۴۵۰ سیکنڈ لگا دیئے حالانکہ جب فیصلہ پڑھنے کا تکلف ہی نہیں کرنا تھا تو مہاتما گاندھی کی مانند سمادھی لگا کر اتنی سوچ وچار کی ضرورت کیا تھی یاد رہے ڈیڑھ مہینہ کی سماعت کے بعد ہائی کورٹ نے اسمبلی بحال کی تھی۔ عدلیہ کے فیصلوں کا احترام؟

شہزادے کی تیر اندازی

ایک شہزادے نے تیر اندازی شروع کی ہدف سے اِدھر اُدھر کوئی یہاں گرا کوئی وہاں گرا۔ ایک بذلہ سنج سیدھا تودے یعنی ہدف کے سامنے کھڑا ہو گیا شہزادے نے کہا مر جاؤ گے یہاں سے ہٹ جاؤ اس نے کہا جس طرح کی آپ تیر اندازی فرما رہے ہیں اس حساب سے یہی جگہ زیادہ محفوظ ہے۔

اے دل! ذرا انصاف کر

اگر ایک یہودی طبیب تجھ سے یہ کہہ دے کہ تیرے لئے فلاں غذا مضر ہے مثلاً حلوا جو حلال بھی ہے اور میٹھا بھی تو تُو اس پر ایمان لے آتا ہے اور اس غذا کو چھوڑ دیتا ہے لیکن تو انبیاء کی بات نہیں مانتا اور شراب تک کو نہیں چھوڑتا اسی طرح اگر ایک بچہ تجھے مطلع کرے کہ تیرے کپڑوں میں بچھو ہے

تو تو کوئی دلیل مانگے بغیر کپڑے اُتار پھینکتا ہے لیکن اگر پیغمبر تجھ سے یہ کہتا ہے کہ تیرے فلاں عمل میں آگ۔ جہنم۔ زقوم اور حمیم نہاں ہے تو تو اُن سے ہزار دلیل مانگتا ہے۔

مسیلمہ اور سجاح بنت تمیمہ

ان دونوں نے دعوئ نبوت کیا تھا ان کا ذکر اختصار کے ساتھ کیا جاتا ہے مسیلمہ جھوٹ بولنے میں یکتا تھا۔ جھوٹ بھی وہ ایسے انداز میں بولتا تھا کہ جو لوگ جانتے تھے کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے وہ بھی اس کے جھوٹ کو سچ مان لیتے تھے مسیلمہ کا معجزہ بالکل اُلٹ ہوتا تھا لیکن پھر بھی لوگ بیعت کرتے چلے جا رہے تھے گنجے کے سر پر ہاتھ پھیرا اس کے پہلے بال بھی گر گئے۔ چشمے میں کچھ پانی تھا وہ بالکل خشک ہو گیا۔ رسولِ خداؐ نے کڑوے کنویں میں آب دہن ڈالا شیریں ہو گیا اس کی کرامت سے شیریں کنواں کڑوا ہو گیا رسولِ خداؐ نے آشوب چشم والا ٹھیک کیا اس نے ٹھیک آدمی کو اندھا کر دیا۔ بکری کے تھنوں پہ ہاتھ پھیرا اس کے چند قطرے بھی خشک ہو گئے ایک آدمی نے کہا میرے بیٹے مر جاتے ہیں صرف اب دو زندہ ہیں لمبی عمر کی دُعا مانگیں وہ دونوں اسی روز فوت ہو گئے وہ ان معجزات کی ایسی تاویلیں کرتا تھا کہ لوگ سچ مان لیتے تھے مسیلمہ کی عمر سو سال کے لگ بھگ تھی جب اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اس کی جسمانی صحت کا یہ عالم تھا کہ جسمانی طاقت کے مظاہروں میں جوان بھی اس کے مقابلے میں اس کے پیچھے رہ جاتے تھے۔ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ خوراک اچھی ہونے کے علاوہ وہ فطری طور پر متحمل مزاج تھا کوئی اس کے منہ پر اس کے خلاف بُری بات کہہ دیتا تو اُسے خندہ پیشانی سے برداشت کر لیتا تھا اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رہتی تھی غصہ تو اُسے آتا ہی نہیں تھا اپنے دشمن سے بھی انتقام نہیں لیتا تھا بلکہ ایسی بردباری اور نرمی سے بات کرتا تھا کہ دشمن بھی اس کے قائل ہو جاتے تھے ایسے کردار اور عادات کی بدولت ایک تو اس کی صحت ضعیف العمری میں بھی جوانوں جیسی رہی اور دوسرے یہ اثرات دیکھنے میں آئے کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تو لوگ اس کے گرویدہ ہو گئے۔ اس مسیلمہ کذاب کو اس وحشی نے قتل کیا تھا جو حضرت حمزہ شہید کا قاتل تھا مسیلمہ اور سجاح کے لشکر بالمقابل موجود تھے ان دونوں کی ملاقات ایک درمیانی خیمہ میں ہوئی۔ مسیلمہ کے ایک ہوشیار معتقد نے خیمہ میں ایسی گھاس۔ بچھا رکھی تھی کہ جس کی خوشبو نے

سجاح کے شہوانی جذبات کو برانگیخت کیا اور وہ عقد پر مجبور ہو گئی انہوں نے تین دن وہاں گذارے۔ دونوں لشکروں میں مشہور ہو گیا کہ انہوں نے عقد کر لیا ہے سجاح سے پوچھا گیا کہ حق مہر کیا مقرر ہوا تھا اس نے کہا وہ تو میں بھول ہی گئی یہ بعد میں تائب ہو کر مسلمان ہو گئی تھی اور اس کا جنازہ پڑھا گیا تھا۔

سجاح بنت تمیمہ ہوازن کے قبیلہ بنو تمیم کی سرکردہ عورت تھی عیسائیت کی پیروکار تھی۔ عالم شباب میں تھی اور بہت حسین بھی تھی اور شکل و شباہت اور جسم کی ساخت میں کوئی ایسا اثر تھا جو دیکھنے والوں کو مسحور کر لیتا تھا۔ اس کا زیر لب تبسم اپنا ایک اثر پیدا کر لیتا تھا لیکن اس کا اصل حسن اس کے انداز دلربائی میں تھا وہ جب بات کرتی تھی تو اس کے ہاتھوں کی حرکت آنکھوں کے بدلتے ہوئے زاویے اور گردن کے خم دوسروں کے دل موہ لیتے تھے اس نے اپنے آپ میں یہ خوبی پیدا کر رکھی تھی کہ اس کے پاس کوئی عبادت گذار پارسا آ بیٹھتا تو ایسے انداز سے بات کرتی تھی کہ پارسا اسے اپنے سے زیادہ پارسا سمجھتے اور اس کے عقیدت مند ہو جاتے کوئی عیاش دولتمند اس کے پاس آتا تو وہ اس عورت پر ایسا گردیدہ ہوتا کہ اس پر دولت نچھاور کرنے لگتا لیکن سجاح اُسے اپنے جسم سے دُور ہی رکھتی تھی وہ شخص اس کا گردیدہ ہو جاتا اور اس کے اشاروں پر ناچتا تھا کوئی امیر ہو یا غریب گنہ گار ہو یا نیکوکار وہ سجاح کو اپنا مونس و غمخوار سمجھتا تھا وہ فصیح و بلیغ اور بلند حوصلہ عورت تھی اسے تقریر و گویائی میں ید طولیٰ حاصل تھا۔ عالم شباب تھا۔ دلربائی تھی اور شادی نہیں کی ہوئی تھی وہ ہر ایک سے اپنا دامن بچائے رکھتی تھی اور کسی کو مایوس بھی نہیں کرتی تھی اپنے ناز و انداز سے پتھر دل کو بھی موم کر لیتی تھی کئی لوگ یقین کرتے تھے کہ وہ ساحرہ تھی۔

جریح عابد

جریح بہت مشہور عابد زاہد تھے۔ اکثر وقت مسجد میں عبادت میں گزارا کرتے تھے ایک دفعہ مسجد میں نوافل میں مشغول تھے کہ ان کی والدہ نے انہیں آواز دی لیکن یہ نماز کی ادائیگی میں مشغول ہونے کی وجہ سے خاموش رہے پھر کچھ دیر بعد مادر گرامی نے آواز دی اور گھر آنے کی فرمائش کی لیکن عبادت کی مصروفیت کی وجہ سے نہ انہوں نے جواب دیا اور نہ ماں کے حکم کی تعمیل کر سکے والدہ نے بد دعا دی اور گھر چلی گئی۔ کچھ دیر بعد ایک زانیہ نے اپنا نوزائیدہ بچہ مسجد کی دیوار کے ساتھ رکھ کر مشہور کر دیا کہ یہ بچہ اسی عابد کی بدکاری

کا نتیجہ ہے۔ جریح پکڑے گئے اور قاضی نے فیصلہ دے دیا کہ انہیں مجمع عام میں سنگسار کیا جائے۔ وقتِ معین پر کثیر مجمع انہیں سنگسار کرنے کے لئے جمع ہو گیا جب اُن کی ماں نے یہ ماجرا سنا تو واویلا کرتی ہوئی۔ سر پیٹتی ہوئی حاضر ہوئی۔ ماں کی آہ و پکار سن کر جریح نے کہا اماں خاموش ہو جائیے میرا کوئی جرم نہیں سب آپ کی بددعا کا اثر ہے۔ لوگ متعجب ہوئے۔ قاضی نے کہا آپ کے پاس اپنی بے گناہی کا ثبوت! فرمایا اسی نوزائیدہ بچے کو حاضر کرو وہ قدرتِ خدا سے خود بول کر حقیقت کا انکشاف کر دے گا بچہ حاضر کیا گیا جریح نے اسے کہا کہ اللہ کے اذن سے بول کر اصلیت اور میری بے گناہی کی گواہی دو۔ قدرتِ خدا سے وہ گویا ہوا اور کہا میں فلاں چرواہے کا بیٹا ہوں اور جریح کا کوئی جرم۔ قصور نہیں ہے یہ واقعہ بالکل حضرت یوسفؑ پیغمبر کے واقعہ کی مانند ہے۔ شھد شاھد من اھلھا ایک بچے نے ان کی بے گناہی اور عصمت کی گواہی دی تھی۔ جریح کو رہائی مل گئی۔ پس جریح نے قسم کھائی کہ جب تک زندہ رہا ماں کی خدمت گزاری کرتا رہوں گا۔ مجلسیؒ نے بحار میں فرمایا ہے۔ لو کان جریح فقیھاً لعلم ان اجابۃ امہ افضل من صلوتہ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ ماں کے جواب کے لئے نماز نافلہ کو قطع کر دینا چاہیئے۔ تحفۃ المجالس

تیمور نے مذہب حقہ کیوں اختیار کیا

تیمور لنگ کے وزراء میں ایک اثنا عشری وزیر بہت دانا اور نیک تھا اور شہنشاہ تیمور کی اس وجہ سے اس پر خاص توجہ اور عنایت ہوا کرتی تھی لیکن باقی وزراء اس کے شیعہ ہونے اور بادشاہ کے منظورِ نظر ہونے کی وجہ سے جلتے اور حسد کرتے تھے۔ اتفاقاً ایک مہم پیش آگئی جہاں جان کا خطرہ تھا تمام وزراء نے اس وزیر کا نام تجویز کیا محض اس لئے کہ اس طرح اس کا خاتمہ ہو جائے گا اور ہمارا دلی مقصد پورا ہو جائے گا۔ تیمور نے بھی ان کی تجویز پسند کی کہ واقعی اس مہم کو سر کرنے کا یہی وزیر اہل ہے پھر اسے تیاری کا حکم دے دیا وزیر نے کوئی عذر نہ کیا اور برضا و رغبت بلکہ شہنشاہ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے تعمیل کی تیمور پر اس کی فرمانبرداری بہت اثر انداز ہوئی۔ باطناً وزیر بہت خوش تھا اس لئے کہ اس سفر کے جانے اور آنے میں کربلا معلّی رستے میں پڑتا تھا۔ وزیر چند افراد کے ساتھ روانہ ہوا اور شہنشاہ نے اپنے ایک نامور نجومی کو

حکم دیا کہ وزیر کے سفر کے درمیانی پڑاؤ یعنی قیام گاہ سے مطلع کرتا رہے وہ روزانہ شہنشاہ کو بتاتا اور نوٹ کرلیتا کہ وزیر کن کن مقامات پر رات گزار رہا ہے چند روز بعد نجومی نے بتایا، آج وزیر جنت میں داخل ہوگیا ہے تیمور یہ سن کر بہت غمناک ہوا کہ جنت تو ملتی ہے موت کے بعد۔ اس کا مطلب تو بالکل واضح ہے کہ وہ انتقال کرگیا ہے قریباً تین روز نجومی یہی بتاتا رہا کہ ابھی آپ کا وزیر جنت میں ہے لیکن پھر یہ بتایا کہ آج جنت سے نکل کر فلاں مقام پر قیام پذیر ہے اسی طرح چند منزلیں طے کرنے کے بعد نجومی نے بتایا کہ اب آپ کے وزیر نے کامیابی سے مہم سر کرلی ہے اور واپس ہو رہا ہے اس نے پھر روزانہ واپسی کی منزلیں اور پڑاؤ بتائے اور ایک روز کہا کہ آج جنت میں داخل ہوگیا ہے چند روز جنت میں گزارنے کے بعد کی پھر منزلیں بتائیں پھر کہا کل آپ کا وزیر یہاں پہنچ جائے گا۔ آپ بیشک تیاری کر رکھیں۔ شہنشاہ نے اپنے حکومتی کارندوں کے ساتھ وزیر کا استقبال کیا۔ شہنشاہ کو اشتیاق تھا مقام جنت کے معلوم کرنے کا۔ نجومی کی رپورٹ بالکل صحیح ثابت ہوئی مقام جنت کربلائے معلّیٰ تھا۔ جہاں آمد و رفت میں وزیر نے زیارت کے لئے قیام کرکے کچھ ایام گذارے۔ شہنشاہ کو یقین ہوگیا کہ واقعی سرزمین کربلا جنت کا ٹکڑا ہے جیسا کہ حدیث میں بھی ہے۔ روضة من ریاض الجنة۔ اس مشاہدہ نے اسے مذہب شیعہ اختیار کرنے پر مجبور کردیا۔

یہ واقعہ مبلغِ اسلام مولانا سید غلام شبّر صاحب مرحوم کی کتاب کے حوالہ سے بیان فرمایا کرتے تھے

حضرت عباسؑ اور زائرہ کی مشکل کشائی!

متوکل نے امام حسینؑ کے زائرین پر پابندی لگائی۔ پہلے ایک ہاتھ کٹواتا۔ لیکن زائرین نہ رُکے۔ پھر دوسرا ہاتھ بھی کٹوا کر جاتے رہے۔ پھر آنکھ نکلوائی پھر ہر دسواں آدمی قتل کروایا جاتا زائرین قرعہ کے ذریعہ دسواں آدمی قتل کے لئے پیش کر دیتے۔ لیکن امام علی نقیؑ نے بھی ممانعت نہ فرمائی۔ آخر متوکل کے وزراء نے کہا کہ اس طرح مملکت کا جانی مالی نقصان ہو رہا ہے ان کے لئے جرمانہ۔ تاوان مقرر کیا جائے سو اشرفی فی زائر مقرر کی گئی زائر یہ جرمانہ ادا کر کے بھی جاتے رہے ایک ضعیفہ یہ تاوان لے کر پہنچی۔ منتظم ظالموں نے پوچھا یہ رقم کیسے مہیا کی ہے اس نے کہا میں نے چرخے کاتے چکیاں پیسیں اور ایک ایک اشرفی اس مزدوری سے جمع کی۔ حاکم ظالم نے حکم دیا کہ اسے دریائے دجلہ میں پھینک دو۔ اس نے غوطہ کھایا اور امام

حسینؑ کی بارگاہ میں استغاثہ پیش کیا ۔ یا حسینؑ ادرکنی ۔ مولا پھر گواہ رہنا آپ کی محبت اور عشق میں غرق کی جا رہی ہوں سوائے آپ کے اور خدا کے میرا اب حامی و مدد گار کون ہے ۔ کیا آپ مشکل کشا نہیں ہیں ؟ اب جو غوطہ سے سر اٹھایا دیکھا کہ پانی کی سطح پر فضا میں ایک جوان جلوہ فرما ہے اس نے آہستہ آہستہ با احترام ضعیفہ کو سنبھال کر کنارے پر کھڑا کیا ضعیفہ نے شکریہ ادا کیا اور عرض کی کہ ہاتھ بڑھایئے کہ میں آپ کے ہاتھ کو بوسہ دے لوں فرمایا ہاتھ تو بروز عاشور آقا پر نثار کر چکا ہوں اب جو تو نے فریاد کی میں آقا کے پاس تھا حضرتؑ مضطرب ہوئے اور مجھے حکم دیا کہ زائرہ کو دریا سے نکال کر بچاؤ اب تو آنکھیں بند کر کہ تجھے روضۂ اقدس پر پہنچا دوں ۔ اب جو آنکھ بند کرنے کے بعد کھولی نہ جوان ہے نہ دریا ضریح اقدس نظر آئی اور قبر مبارک سے لپٹ گئی ۔ مزامیر الاولیاء و دیگر کتب ۔

ایک سیّد نے مامون رشید کو لاجواب کر دیا

ایک دن ایک سیّد جس نے صوفیانہ لباس پہنا ہوا تھا بجرم سرقہ عدالت میں پیش کیا گیا مامون رشید نے اس کی طرف دیکھا اس کی پیشانی پر سجدہ کا نشان پڑا ہُوا تھا ۔ مامون نے کہا اے شخص ! تجھے شرم نہیں آتی کہ تیری پیشانی پر نشان سجدہ نمودار ہے ۔ اور درویشانہ لباس پہن رکھا ہے ۔ صوفی نے جواب دیا میں نے بحالتِ مجبوری یہ امر اختیار کیا ہے اور اب میں اس حالت کو پہنچا ہوں خمس ہمارا حق ہے قرآن شریف نے خمس کے چھ حصے بیان کئے ہیں اور ایک ان میں ابن السبیل ہے اس رقم میں میں مستحق ہوں اور دونوں آیات خمس اور فئے پڑھیں جب میں اس حق سے روکا گیا اور میں بھوک سے مرنے لگا تو اس حالت میں میرے جسم کی ہڈیاں باقی رہ گئیں تب مجبوراً اس فعل کا مرتکب ہوا ہوں ۔ مامون نے کہا میں حدِ الٰہی کو ترک نہیں کر سکتا اور جو حکم خداوند عالم نے چور کی نسبت مقرر فرمایا ہے تیری اس بکواس سے چھوڑ نہیں سکتا صوفی نے جواب دیا اچھا پہلے اس حکم کا عمل درآمد اپنے پر کریں تاکہ پہلے اپنے آپ کو پاک کر لیں پھر دوسروں پر یہ عمل کریں پہلے اپنی حد اپنے پر جاری کریں اور پھر مجھ پر حد لگائیں خلیفہ نے امام علیؑ رضا کی طرف دیکھا اور کہا یا حضرت سمجھے ہیں اس کا مطلب ۔ امام علیہ السلام نے فرمایا ہاں وہ کہتا ہے تم نے میرا حق چھین لیا ہے چرا لیا ہے پھر میں نے دوسروں کا حق چرایا ۔ مامون نے غضب سے صوفی پر آوازہ کسا قسم بخدا

میں تمہارا ہاتھ قطع کردوں گا۔ صوفی نے کہا آپ میرا ہاتھ کس طرح کاٹ سکتے ہیں آپ تو میرے غلام ہیں۔ مامون نے پوچھا میں کس طرح تیرا غلام ہوں اس نے جواب دیا اس طرح کہ آپ کے باپ نے مسلمانوں کے بیت المال سے آپ کی ماں کو خریدا اور ہر ایک مسلمان جو مشرق در مغرب میں موجود ہے اس مال کا شریک ہے اور اگر بالفرض دوسرے مسلمانوں نے تجھے زاد کردیا ہے گو یہ ہو نہیں سکتا لیکن تاہم ان تمام آدمیوں سے میں بھی ایک ہوں میں نے تجھے زاد نہیں کیا دوسرا یہ کہ کوئی مجرم دوسرے مجرم پر حد نہیں لگا سکتا ہاں ایک عادل یا ثقہ شخص حد لگا کر پاک کر سکتا ہے سبب حدود (سزاؤں) کا اجرا آپ کی ذات پر واجب ہے پھر کس طرح مجھے حد (سزا) دے سکتے ہیں۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ میرا خمس مجھے دیا جاتا کہ میں س جرم کا ارتکاب نہ کرتا خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم خلیفہ صاحب نے امام رضا کی طرف دیکھا آپ اس آدمی کے بارے کیا فرماتے ہیں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا حقیقت میں دنیا و آخرت دونوں کی حجتیں ہیں اور آپ پر اس نے دونوں ثابت کردی ہیں۔ مامون رشید پر گھڑوں پانی پڑ گیا ندامت زدہ ہو کر مجرم کی رہائی کا حکم دے دیا۔ امام مبین

غنا اور شیعان پاکستان

تفسیر انوار النجف جلد ۹ صفحہ ۲۹۔ آئمہؑ نے راگ رنگ کو جس مبغوض نگاہوں سے دیکھا عبرت ہے کہ ان کے ماننے والوں نے اتنا ہی اس کو اپنا محبوب مشغلہ قرار دیا ہمارے ملک میں گانے کو جو فروغ حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں باقی قومیں گانے کو صرف دنیاوی عیش سمجھ کر اپناتی ہیں لہٰذا ان کا مہذب معاشرہ اس فعل سے گریز کرتا ہے لیکن قوم شیعہ کے بعض ناخداترس لوگ گانے کو مذہب کی آڑ میں فروغ دینے کے درپے ہیں فضائل و مصائب آلِ محمدؐ کے بہانے سے موسیقاری کی ترویج نہایت گھٹیا حرکت ہے لیکن اس وبا کا علاج بہت مشکل ہے کیونکہ جو کان راگ و رنگ سے مانوس ہیں ان کو اس لذت کے ساتھ جب ثواب کا طمع بھی دلایا جائے وہ کیوں راگ سے نفرت کرے؟ اور یہی وجہ ہے کہ اکثر موسیقار اور گلوکار اپنے فن کو شیعان ل محمدؐ کی جیب تراشی کا آلہ بنا کر لہو ولعب کی سٹیج کو چھوڑ کر ذکر حسینؑ کے سٹیج پر آ دھمکے ہیں وہ

مذہب کی دعوت پر ذاکر نہیں ہوئے بلکہ موسیقاری میں ذاکری کو جذب کرنے کے لئے مذہب کے کندھوں پر سوار ہوئے ہیں گویا دین ان میں نہیں بلکہ وہ دین پر سوار ہیں ان کی لگام دین کے ہاتھ میں نہیں بلکہ دین کی لگام ان کے ہاتھ میں ہے وہ دین کی منشاء کو سامنے رکھ کر اپنی خواہش کی قربانی کے لئے تیار نہیں بلکہ دین سے تقاضا کرتے ہیں کہ ہماری خواہشات کو وہ اپنا جزو سمجھے ان کو ہزار سمجھایا جائے کہ آل محمدؐ نے گانے کو حرام کیا ہے اور دین میں گلوکاری کی کوئی گنجائش نہیں تو سمجھانے والے کو دین کا دشمن قرار دیا جاتا ہے الخ (یا اللہ! تو ہماری قوم پر رحم فرما میں تو دعا ہی کر سکتا ہوں۔ مولف) موجودہ دور میں مجلس مظلوم اتنی آزاد ہے کہ اس میں تعلیم کا کوئی معیار نہیں شکل وصورت یعنی ڈاڑھی وغیرہ کی کوئی پابندی نہیں پڑھنے والا جو غلط سلط پڑھتا رہے جو لغویات اگلتا ہے قرآن کو ذبح کرتا رہے احادیث کو قتل کرتا رہے تفسیر بالرائے اور احادیث کی تشریح جاہلانہ ذہنیت سے پیش کرتا رہے آزاد ہے کوئی پوچھنے والا ٹوکنے والا نہیں ہاں ایک معیار ہے اگر سُر ہے سوز ہے یعنی اس فن میں تان سین کا شاگرد ہے اپنے قصائد سے سامعین کو فلم بینی سے بے نیاز کر سکتا ہے تو اس کا رتبہ بلند ہے مومنین کی آنکھیں فرش راہ۔ جو چاہے بانیان سے منوا سکتا ہے یا لطیفہ گو ہے بذلہ سنج ہے چٹکلے ساز ہے من گھڑت نکتوں میں اعلیٰ قابلیت رکھتا ہے تو وہ مومنین کی آنکھوں کا نور دل کا سرور ہے یعنی فن کی قدر ہے۔ صحیح واقعہ کربلا تو دور ہو چکا ہے واقعہ کربلا کا مقصد قوم نے بالکل فراموش کر دیا ہے۔ رونا اور رُلانا جلوس نکالنا فطری تقاضے ہیں جو ادا کئے جاتے ہیں اور ادا کئے جانے چاہئیں لیکن کوئی شہید اس لئے جان نہیں دیتا کہ لوگ مجھ پر گریہ کریں کوئی مجاہد اس لئے قربانی نہیں دیتا کہ اقربا و متعلقین اس پر ماتم کریں اگرچہ یہ چیزیں بھی ہونی چاہئیں مگر یہ چیزیں شہداء کی شہادت کا مقصد اور نصب العین نہیں۔ نصب العین اور مقصد تو حفاظت دین اور رعایت شریعت ختم المرسلین ہے دیکھنا یہ ہے کہ ہم نے حفاظتِ دین و شریعت کا مقصد کہاں تک پورا کیا۔ اس کا جواب زبان سے نہیں عمل سے دیا جائے۔ کیا ہم صورت میں حسینیؑ ہیں۔ سیرت میں حسینی ہیں؟ ہمارا کردار حسینی ہے؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو ہم نے بہت کچھ حاصل کیا اگر نفی میں ہے تو ہم نے کچھ بھی حاصل نہیں کیا ہم نے اس واقعہ سے اپنی دنیا بنائی ہے۔ ذکر حسین کو

کاروبار میں لاکر دنیا کمائی ہے میں ایک سوال کرتا ہوں کہ آج ایک مجلس کے جو سودے ہوتے ہیں کیا یہ روحانی عبادت ہے؟ یہ کاروباری عادت ہے ہزاروں روپے کے سودے مجلس سے پہلے طے پا جاتے ہیں کیا یہ شہید کے مقدس خون کا سودا کرنے والے محب حسینؑ ہیں۔ یا خون فروش ہیں؟ کیا مجلس حسینؑ کی روحانی حیثیت یا عبادتی پہلو رہ گیا ہے؟ کیا ذکر حسینؑ تجارت کی بھینٹ نہیں چڑھ گیا اور مجلس حسینؑ تجارتی منڈی نہیں بن گئی؟ ایک روضہ خوان پانچ سات مقامات الاٹ کرالیتا ہے یہ محبت حسینؑ ہے یا حُبّ دنیا۔ گیارہویں محرم کی رات جو سادات کی بربادی کی شام ہے یہی ذاکرین کی دولت سمیٹنے کی ہوتی ہے ہر عزا خانہ سے پونجی اکٹھی کر کے یہ لوگ خوش حال ہوتے ہیں۔ سابق ذاکرین کا پہلا مقصد نشر و اشاعت ذکر حسینؑ اور دوسرا مقصد ضروریات زندگی کے لئے روپیہ پیسہ تھا۔ آج کل کے ذاکرین کا پہلا مقصد دولت کی فراہمی کار بنگلہ بنک بیلنس ٹھاٹھ باٹھ عیش و عشرت اور ذکر حسینؑ یا مسائل دین کی ثانوی حیثیت ہے نیاز لینا ناجائز نہیں مگر اس طرح لینا جس طرح آج رائج ہے اخلاقاً شرعاً جائز نہیں یہ نیاز نہیں مظلوموں کے خون کی سودا بازی ہے۔ یہ حقیقت تھی دردِ دل تھا جو میں نے بیان کر دیا۔ انداز بیان گرچہ میرا تلخ ہے لیکن۔ شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات۔

بروز دس محرم دینی مثالی مظاہرہ

وزیر الدولہ مدیر الملک خلیفہ سید محمد حسن (جو مذہبی مثالی منیر شخصیت ڈاکٹر سید ابوالحسن نقوی البخاری مرحوم نائب صدر دارالعلوم محمدیہ سرگودھا کے جد اعلیٰ) ریاست پٹیالہ کے وزیر اعظم تھے۔ پٹیالہ سکھ ریاست تھی۔ وہاں اسلام کا چرچا اس شمع حسینی کے پروانے کی دین داری کا مرہون منت تھا ۱۹۱۸ء میں مہاراجہ نابالغ تھا۔ کونسل آف سکھ ایجنسی کے سکھ ممبر گورنر اور وائسرائے کا دورۂ پٹیالہ کا پروگرام طے کرنے خود گئے۔ خلیفہ سید محمد حسن اور دوسرے مسلمانوں کو پریشان کرنے کے لئے ان کے دورۂ پٹیالہ کی تاریخ عاشورۂ محرم مقرر کی۔ سب انتظامات مکمل کرا دیئے گئے۔ گورنر اور وائسرائے سپیشل ٹرین سے پٹیالہ پہنچے تو ان کے استقبال کے لئے نہ وزیر اعظم اور نہ ہی مسلمان آئے خلیفہ صاحب نے ملٹری سیکرٹری کے ہاتھ وائسرائے اور گورنر کو چند خطوط اسٹیشن پر بھجوائے اس میں لکھوایا افسوس ہے کہ آپ کی تشریف آوری کی تاریخ دس

محرم رکھی گئی ہے جو ہمارے پیغمبرؐ کے فرزند دلبند حسینؓ ابن علیؓ کی شہادت کا دن ہے آج کا دن مسلمانوں کا یوم غم ہے اس لئے میرا خاندان اور دوسرے مسلمان امرائے دربار آپ کے استقبال کے لئے آنے سے معذور ہیں گورنر اور وائسرائے نے جب خط پڑھا تو سکھ ممبر کونسل کو طلب کیا اور سخت ڈانٹا۔ دورہ منسوخ کیا اور خلیفہ صاحب اور مسلمانوں سے معذرت خواہ ہوئے۔

ماہنامہ تحریک ستمبر ۱۹۹۵ء اسی طرح کا واقعہ قائداعظم مرحوم کے حالات میں بھی آچکا ہے۔

شہنشاہ جہانگیر کے لئے فی انڈا پانچ اشرفی

شہنشاہ جہانگیر نے دوران شکار ایک گاؤں کے قریب قیام کیا۔ ایک ملازم گاؤں میں انڈے خریدنے گیا ایک دیہاتی کو یہ معلوم ہو گیا کہ ان انڈوں کے طلب گار شہنشاہ ہیں اس نے پانچ اشرفی فی انڈا قیمت طلب کی۔ ملازم نے اسے بادشاہ کی خدمت میں پیش کیا اور کہا یہ شخص باوجود یہ جاننے کے کہ یہ انڈے بادشاہ کے لئے مطلوب ہیں اس قدر گراں قیمت طلب کرتا ہے بادشاہ نے نہایت خوش اخلاقی سے دریافت کیا اس گاؤں میں انڈے کم ملتے ہیں؟ دیہاتی نے عرض کیا حضور انڈے تو بہت ملتے ہیں لیکن ایسے شہنشاہ کم ملتے ہیں بادشاہ اس کے مدلل اور برجستہ جواب سے بہت خوش ہوا اور انڈوں کی منہ مانگی قیمت کے علاوہ اسے معقول انعام دے کر رخصت کیا۔

بدکاری نہیں رک سکتی

ایک شریف النفس صالح نوجوان امیر کو کسی ضرورت کے ماتحت بازار حسن فروشاں میں پہلی مرتبہ گذرنے کا اتفاق ہوا۔ اس نے دیکھا کہ ہر ایک دکان پر ہر چراغ کے نیچے ایک ایک عورت زیب و زینت کے ساتھ بناؤ سنگھار کئے بیٹھی ہے اس نے حیرانی کے ساتھ ایک شخص سے دریافت کیا کہ یہ عورتیں سینکڑوں کی تعداد میں یہاں کس لئے بیٹھی ہیں جبکہ کوئی سامان خرید و فروخت بھی یہاں نظر نہیں آتا اس شخص نے جواب دیا کہ یہ پیشہ ور کسبیاں ہیں اور اپنی جسم فروشی اور کسب زنا کاری کو وہ "اَلْکَاسِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ" خیال کرتی ہیں امیر نوجوان یہ سن کر حیران رہ گیا کہ اس قسم کی سخت گنہ گاری و بدکاری جس کی سزا اسلام میں سنگساری ہے بغیر کسی شرم اور جھجک کے کھلے بندوں ہو رہی ہے اور حکومت در رعایا میں سے کوئی ان کو روکنے والا نہیں ہے اسی حیرانی کے عالم میں وہ

بازار سے گزرتا گیا جو ختم ہونے ہی میں نہ آتا تھا۔ آخر میں اُسے ایک ایسی عمر رسیدہ طوائف نظر پڑی جو میلے کچیلے لباس میں ایک مدھم چراغ کے نیچے بیٹھی تھی۔ امیر کو اس کی حالت پر رحم آیا اور اس سے جاکر پوچھا کہ تم اس گھناؤنے پیشے میں روزانہ کیا کما لیتی ہو؟ اس نے کچھ مبالغے کے ساتھ پانچ روپے روزانہ آمدنی بتائی۔ امیر نے کہا آج سے میں ہر روز بلاناغہ بذاتِ خود شام کے وقت پانچ روپے تمہیں دے جایا کروں گا لیکن آئندہ تم باہر چراغ جلاکر ہرگز نہ بیٹھنا اور یہ پیشہ بالکل ترک کر دینا۔ وہ نہایت خوشی سے اس معاہدے پر رضامند ہو گئی کیونکہ یہ مقررہ رقم اس کی آمدنی سے کافی زیادہ تھی چنانچہ اس نیک تجویز پر عملدرآمد شروع ہو گیا اور کسبی نے چراغ جلاکر باہر بیٹھنا ترک کر دیا اور امیر مذکور روزانہ اس کو پانچ روپے سالہاسال تک بلاناغہ شام کے وقت مقررہ پر دے جاتا اور بذاتِ خود اس کی تصدیق و تحقیق کرتا رہا کہ اب اس نے یہ پیشہ چھوڑ دیا ہے۔ قضا کار ایک روز اس امیر کو کسی ضروری کام کی وجہ سے وقتِ مقررہ پر پہنچنے میں تھوڑی سی دیر ہو گئی وہاں پہنچنے پر امیر یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ کسبی بغیر کسی مزید انتظار کے چراغ جلاکر مثل سابق پھر باہر بیٹھ گئی ہے امیر کو اس پر سخت غصہ آیا اور اسے بہت لعنت ملامت کی کہ سالہاسال کے بعد ایک دن تھوڑی سی تاخیر کو بھی تو برداشت نہ کر سکی اور پھر وہی ناروا پیشہ اختیار کر لیا۔ طوائف نے بھی سب کچھ سن چکنے کے بعد رنجیدہ لہجے میں امیر کو جواب دیا "بیشک میں آپ کی اس مہربانی اور کوششِ اصلاح کی شکرگزار ہوں لیکن مجھے ذرا یہ تو بتلائیے کہ آپ نے پانچ روپے روزانہ کی معقول رقم دے کر میری اصلاح تو کر دی اور مجھے اس بدکاری سے بچا لیا لیکن یہ دوسرے سینکڑوں چراغ ہر شہر اور ہر قصبہ میں جو جل رہے ہیں آپ کہاں تک دس بیس یا سو پچاس روپے علی قدر حسن ہر ایک کو روزانہ دے کر ان کو گنہگاری سے بچا سکتے اور ان چراغوں کو ہمیشہ کے لئے بجھا سکتے ہیں۔

یہ دنیائے دُوں روزِ اوّل ہی سے یونہی چلتی آئی ہے اور چلتی رہے گی ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب پیغمبر اور مصلحان بنی نوع انسان دنیا میں آئے اور اپنی اصلاحی کوششوں کو تا حدِ امکان ہر زمانے میں جاری رکھا لیکن بدکاری اور گنہگاری نہ صرف برابر جاری رہی بلکہ ہر دَور میں روز افزوں ترقی کرتی گئی حضرت آدمؑ اور حضرت نوحؑ آدمِ ثانی کے بیٹوں نے ان کے وعظ و نصیحت کا اثر نہ لیا حضرت لوطؑ

کے زمانے میں جو کچھ ہوا وہ ہماری اس بدکاری کے مقابلے میں بدرجہا سخت ترین گناہ تھا جس سے تمام قوم عذاب الٰہی سے تباہ و ہلاک ہوئی لیکن آج تک وہی گناہ خفیہ طور پر نہایت شدّ و مد کے ساتھ جاری و ساری ہے اور گناہوں کی مختلف اقسام نے یہاں تک زور پکڑا کہ پیغمبروں کی موجودگی میں انسانوں نے خدائی تک کے دعوے کر دیئے اور سینکڑوں مدعیان نبوت پیدا ہوتے رہے۔ سوائے میرے محسن! اس کارخانۂ قدرت میں آپ کی انفرادی کوشش کہاں تک کارگر ہو سکتی ہے۔ امیر یہ جواب لاجواب سُن کر چپکے سے اپنے گھر کو روانہ ہو گیا اور پھر اس طوائف کا چراغ حسبِ دستور سابق جلنے لگ گیا جہاں کہ اور بھی سینکڑوں چراغ جل رہے تھے۔ ؎ پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا۔

والئ بلخ کی جوانمردی اور ایثار

شہنشاہ بلخ ایک روز شکار کھیلنے گیا اثنائے شکار میں ایک تیر اتفاقیہ ایک دیہاتی لڑکے کو جا لگا جو کھیت میں کام کر رہا تھا۔ شاہ بنفسِ نفیس جائے واردات پر پہنچا اور اس دردناک نظارے سے متاثر ہو کر رو پڑا حکم دیا کہ اس کے وارث کو بلاؤ اس لڑکے کا غریب باپ نہایت خستہ حالت میں خدمتِ شاہ میں حاضر ہوا۔ شاہ نے ایک طشت اشرفیوں کا بھرا ہوا اس پر تلوار رکھ کر اس کے آگے رکھوا دیا اور فرمایا "اگرچہ یہ واقعہ اتفاقیہ طور پر واقع ہوا ہے۔ لیکن یہ شمشیر اور میرا سر اور طشت مع زر موجود ہے ان دونوں میں سے جسے تیرا دل چاہے اختیار کر۔ غریب دیہاتی نے شاہ کی جوانمردی اور انتہائے اخلاق و انصاف کو دیکھ کر زمین کو بوسہ دیا اور کہا کہ " یہ لڑکا تو کیا! میرا سر اور یہ زر فرقِ مبارک پر نثار ہے عمر و دولت شہنشاہ کی بڑھے میں اپنی داد پا چکا" آخر شاہ نے وہ زر اُسے دلوا دیا اور اس گاؤں کی ملکیت کی سند اسی کو مرحمت فرمائی۔

دنیا کی اسلامی حکومتیں جواب دیں

مولانا عبیداللہ سندھی نے فرمایا کہ میں نے اسٹالن سے ملاقات کے دوران اسلام کی خوبیاں بیان کیں تو وہ کہنے لگا۔ "مولانا! جو کچھ آپ کہتے ہیں ممکن ہے صحیح ہو میں آپ کی تکذیب نہیں کرتا لیکن کیا آپ دنیا کے اسلامی ممالک میں سے ایک بھی ایسا بتا سکتے ہیں جہاں پر اسلامی قانون کی حکومت ہو؟" مولانا فرمانے لگے میں نے ندامت سے سر جھکا لیا کیونکہ میرے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا۔ ذائجسٹ

ٹکٹ چیکر کا قابلِ تقلید کردار

نواب مشتاق احمد خان ایجنٹ جنرل حیدر آباد کا بیان ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ ریل کے سفر کے دوران میں دیکھا کہ ایک بڑھیا اپنی گٹھڑی لئے ہوئے بڑی مشکل سے ان کے فرسٹ کلاس کے ڈبے میں داخل ہوئی تھوڑی دیر بعد ایک ٹکٹ چیکر نے آکر سب کے ٹکٹ دیکھے قیام پاکستان کے ابتدائی ایام تھے ان دنوں اوّل درجے اور تیسرے درجے میں کوئی تمیز باقی نہ رہی تھی۔ لیکن بلا ٹکٹ سفر کرنے پر ضرور پوچھ گچھ ہوتی تھی بڑھیا کی باری آئی تو اس نے ٹکٹ چیکر سے التجا کرتے ہوئے کہا "بیٹا میں اپنا سب کچھ کھو کر آئی ہوں میری کل کائنات یہی گٹھڑی ہے مجھ پر رحم کرو" نواب صاحب خود ایک ریلوے افسر رہ چکے تھے وہ خاموشی سے مشاہدہ کرتے رہے کہ دیکھیں چیکر کیا کرتا ہے؟ چیکر نے جو کچھ کیا عام حالات میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا اس نے کاپی سے رسید کاٹی اور رندھی ہوئی آواز میں بڑھیا کو جواب دیا "ماں مجھے معلوم ہے کہ آپ کتنی مظلوم ہیں آپ ہی بتائیں کہ ٹکٹ کے بغیر ریل میں سفر کرنے سے پاکستان کیسے چلے گا؟ جس کے لئے آپ نے اور ہم نے بڑی قربانیاں دی ہیں اس لئے رسید تو بنے گی تاکہ ملک کا نقصان نہ ہو۔ البتہ اس کی رقم میں اپنی جیب سے ادا کروں گا" ڈائجسٹ

مستعصم کو کھانے کے لئے جواہرات پیش کئے

مستعصم بنی عباس کے آخری خلیفہ کو کوٹھڑی میں بند کر دیا گیا وہ بھوکا پیاسا پڑا رہا جب بھوک حد سے بڑھی تو اس نے پہرے داروں کے سامنے ہاتھ پھیلایا یہ اطلاع ہلاکو تک پہنچی ہلاکو کے حکم سے ایک خوان اس کے سامنے رکھا گیا کہ کھاؤ مستعصم نے خوان پوش اٹھایا تو اس میں ہیرے جواہرات بھرے ہوئے تھے مستعصم نے کہا "بھلا یہ بھی کھانے کی چیزیں ہیں ان سے بھی کبھی پیٹ بھرا ہے میں انہیں کیسے کھاؤں؟ ہلاکو نے کہلوا بھیجا "ان سے اگر پیٹ نہیں بھرتا تو انہیں اس طرح سمیٹ سمیٹ کر رکھا کیوں تھا؟ تم نے اپنی اور لاکھوں انسانوں کی جانیں بچانے کے لئے انہیں خرچ کیوں نہیں کیا یہ دولت سپاہیوں کو کیوں نہیں دی؟ تاکہ وہ لڑنے کے قابل ہو سکتے پھر تم بھی محفوظ رہتے اور تمہارا ملک بھی۔ ڈائجسٹ۔

ہوسِ زر نے جیل میں پہنچا دیا

ہوس زر نے بےشمار انسانوں کو ذلیل و خوار کیا مغربی برہنی کے

ایک شخص نے بیمہ کمپنی سے روپیہ حاصل کرنے کے لئے اپنا انگوٹھا کاٹ لیا اور کمپنی سے کہا کہ اس کے پاؤں پر سے ایک ریلوے گزر گئی ہے جس سے اس کا انگوٹھا کٹ گیا ہے بیمہ کمپنی نے اس کے بیمہ کے مطابق اسے تین ہزار پونڈ ادا کر دیئے کچھ عرصہ بعد اس شخص نے اپنی آنکھ زخمی کر لی اور اس کے نقصان کے طور پر کمپنی سے مزید تین ہزار پونڈ حاصل کرلئے لیکن کمپنی کو شک ہوگیا چنانچہ اس نے یہ کیس پولیس کو دے دیا جس کی تیز نگاہوں نے ان حادثات کی اصل وجہ کا کھوج لگا لیا اور اسے گرفتار کرکے چار سال کیلئے جیل بھیج دیا۔ رضا کار یکم اگست ۸۵ء

ایک مسلم شیخ کا جنازہ

کہتے ہیں ایک مسلم شیخ فوت ہوگیا غسل و کفن کے بعد لاش قبرستان میں لے گئے لیکن جنازہ پڑھانے کے لئے کوئی مولوی نہ مل سکا ایک آدمی نے کہا جب کوئی ملا نہیں ہے کیا کریں دفن لازماً کرنا ہے اسے اب دفن کر دو دوسرے نے کہا ہماری مذمت ہوتی رہے گی کہ میت بغیر جنازہ کے دفن کر دی۔ کافی بحث و تمحیص کے بعد ایک بزرگ نے کہا میرے پیچھے کھڑے ہو جاؤ چند آدمیوں نے کہا تمہیں تو نماز ہی نہیں آتی بالکل بے نماز ہو جنازہ کیا پڑھاؤ گے؟ اس نے جواب دیا سارے میرے پیچھے تو آجاؤ۔ جب سارے پیچھے کھڑے ہو گئے تھوڑی دیر بعد کہنے لگا اب اسے دفن کر دو مقتدیوں نے کہا تم نے پڑھا تو کچھ بھی نہیں۔ کہنے لگا کچھ نہ پڑھنے سے تو بہتر ہوگیا ہے اور دفن کے قابل ہوگیا ہے۔

جھوٹا مدعئ نبوت اور وزیراعظم

ایک خلیفہ عباسی کے زمانے میں کسی نے دعوئی نبوت کیا خلیفہ نے کہا اسے آگ میں ڈالو اس کی نبوت کا بھرم کھل جائے گا آگ گلزار کرنا معجزہ تھا حضرت ابراہیمؑ کا۔ اس نے کہا یہ تو میں نہیں کر سکتا۔ البتہ حضرت عیسیٰؑ کا معجزہ دکھا سکتا ہوں آپ وزیراعظم کو قتل کرا دیں میں اسے زندہ کر دوں گا وزیراعظم اس کے قریب ہوا اس کے کان میں کہا بس سب سے پہلے تم پر ایمان لے آؤں گا۔ اپنا یہ حکم واپس لے لو۔

ایک بیوقوف کی تعزیت

ایک شخص نے اپنے بیٹے کو دوست کے ہاں تعزیت کے لئے بھیجا اس نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے

پوچھا" مرحوم کیسے فوت ہوئے" بتایا گیا" بڑھاپے کی وجہ سے" ، اوہو! افسوس یہ بڑھاپا واقعی بہت خطرناک بیماری ہے پچھلے دنوں خود ہمارے محلے میں اس بیماری سے کئی بچے مرگئے تھے" گھر والے خون کے گھونٹ پی کر رہ گئے صاحبزادے نے پھر سوال کیا" مرنے والے کی عمر کیا تھی؟" یہی کوئی ایک سو سال" افسوس صد افسوس پھر تو عین شباب میں چل بسے" لڑکا چلا گیا تو گھر والوں نے اُس کے باپ سے شکایت کی کہ تمہارا لڑکا تو بڑا بدھو اور احمق تھا باپ نے سارا قصہ سُنا اور کہا اللہ کرے آپ کے ہاں جلدی ہی اور مرگ ہو میں اسے بھیجنے کے بجائے خود تعزیت کے لئے حاضر ہوں گا۔

ایسا جواب کہ کوئی ناراض نہ ہو

ایک سائل نے ایک مولوی صاحب سے پوچھا کہ طبلے اور ساز کے ساتھ راگ میں مصطفیٰ مصطفیٰ کہنا درست ہے؟ جبکہ سُنا ہے کہ پیغمبرِ خدا طبلے کی آواز کے وقت کانوں میں انگلیاں ڈال لیتے تھے۔ اس نے جواب دیا اگر کہوں ناجائز ہے تو آج کل کا ماحول ناراض ہوگا اور اگر جائز کہوں تو دوسرا طبقہ ناراض ہوگا اس لئے خاموش رہنا ہی بہتر ہے واقعی کلمۂ حق کئی مقامات پر مشکل ہو جاتا ہے۔

انسان چھوٹا نام بڑا

احساس کمتری میں مبتلا ایک انسان نے ایک عظیم شخصیت کا نام اختیار کر لیا اس کا خیال تھا اس طرح وہ بڑا ہو جائے گا کسی نے سوال کیا تمہیں اس سے کیا فائدہ ہُوا کہا اس نام نے میرے اندر کے چھوٹے پن کو دبا دیا ہے اس نے افسوس کرتے ہوئے کہا یہ آپ کی غلط فہمی ہے اس نام نے آپ کو بڑا تو نہیں لیکن آپ نے اس عظیم نام کو چھوٹا ضرور کر دیا ہے۔

عورتوں کے مکر احاطۂ تحریر میں نہیں آسکتے

کتاب زینۃ المجالس میں ہے کہ ایک سیاح نے عورتوں کے مکر کے موضوع پر کتاب لکھی اس کا نام رکھا حیلۃ النساء اور ہر وقت اس کے مطالعے میں مشغول رہتا تھا۔ ایک دفعہ سفر میں ایک گھر میں وارد ہوا گھر کا مالک موجود نہ تھا لیکن اس کی عورت گھر تھی جو بہت لطیف۔ جمیل اور خصوصاً مکر اور ہوشیاری میں حد کمال پر پہنچی ہوئی تھی۔ یہ مرد ایک کونے میں بیٹھ گیا اور اس کتاب کے مطالعے میں مصروف ہوگیا اس عورت نے پوچھا کہ یہ کونسی کتاب ہے

جس کا مطالعہ کر رہے ہو؟ کہا یہ عورتوں کے مکر کی کتاب ہے وہ عورت متبسّم ہوئی اور کہا مہتاب کو گزوں سے نہیں ماپا جاتا۔ عورتوں کے مکر بیان میں نہیں سمیٹے جا سکتے پس اس مکار عورت نے اسے یقین دلانے کے لئے اس کے ساتھ مکر کرنا چاہا۔ اس مرد کے ساتھ لطیف اور شورانگیز باتیں کر کے اس بیچارے کو اپنے فریب میں پھنسا لیا یہ غریب اُسے اپنا دل دے بیٹھا اسی دوران عورت نے خاوند کے پاؤں کی آہٹ سُنی وہ مرد بیچارہ مضطرب ہو گیا اس عورت نے کہا کہ اب میرا خاوند ہمیں اس طرح دیکھ کر دونوں کو قتل کر دے گا۔ مہمان نے کہا تمہیں خدا کا واسطہ مجھے بچاؤ۔ عورت نے کہا تم فوراً اس صندوق میں داخل ہو جاؤ اور خود اپنے شوہر کے استقبال کو آگے بڑھی اس کی گردن میں ہاتھ ڈالے اور اس کے ساتھ پیار اور شوخی شروع کر دی ناگاہ کہا کہ آج ایک لطیف مرد ہمارے گھر آیا ہے اس نے عورتوں کے مکر پر کتاب لکھی ہوئی تھی میں نے اس حالت میں اسے فریب دیا ہے اور اسے ورغلا لیا ہے وہ مرد بدبخت یہ ساری باتیں صندوق میں سُن رہا تھا اب اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا خاوند نے جب یہ بات سُنی اس کی غیرت جوش میں آئی غصے کے ساتھ دریافت کیا کہ اللہ کی لعنت ہو تم پر اب وہ کہاں ہے؟ کہا کہ اس صندوق میں ہے اور اپنے خاوند کے ہاتھ میں چابی دے دی۔ جب مرد نے چابی پکڑی۔ تو اب فوراً اس مکار عورت نے موضوع بدل دیا اور اپنے خاوند کو وہ چکر دیا کہ اس کے ذہن سے یہ بات ہی خارج ہو گئی اور پھر اس بیچارے کو کسی کام کے لئے باہر بھیج دیا یوں اس نے ہوشیاری اور چالاکی کے ساتھ مہمان کا قصہ بھی بیان کر دیا اور اسے بچا بھی لیا پھر صندوق کا ڈھکنا کھولا اور اس بیچارے کو جو گویا کہ نیم مردہ تھا، کو باہر نکالا۔ پھر اُسے کہا کہ کیا ایسا مکر کتاب میں لکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ پھر اسے کہا کہ میرے اس مکر کو اس کے حاشیے میں لکھ دینا لیکن اب عہد کرو اور توبہ کرو کہ آئندہ عورتوں کا مکر نہیں لکھوں گا اس نے کانوں کو ہاتھ لگا کر توبہ کی اور اللہ کا شکر بجا لایا کہ جان بچ گئی۔ ریاض الحکایات۔

غیور آدمی کی پاکدامن زوجہ

کتاب زینۃ المجالس میں ہے کہ ایک بہت غیور مرد تھا اس کی زوجہ بہت حسین تھی وہ اسے گھر سے باہر بالکل نہیں جانے دیتا تھا اور جب مرد گھر سے باہر جاتا تھا تو دروازہ پختگی کے ساتھ بند کر دیتا اور کسی آدمی کو

گھر میں آنے کے لئے کوئی گنجائش یا راستہ نہ تھا۔ عورت نے مرد کو کہا کہ مجھے کیوں اس قدر بند اور پابند کرتے ہو اگر عورت پاکدامن نہ ہو مرد اس کا کوئی علاج یا چارہ نہیں کرسکتا اور اگر پاکدامن ہو تو یہ محافظت کوئی ثمرہ نہیں رکھتی مرد نے اس کی بات آئی گئی کردی اور بالکل ملتفت نہ ہُوا۔ عورت نے چاہا کہ مرد کے لئے اس پر کوئی برہان یا ثبوت قائم کرے۔ اتفاقاً ایک بڑھیا اس کی ہمسایہ تھی کبھی کبھی دیوار کے شگاف سے اسے اپنا غم دل بیان کرتی رہتی تھی ایک روز اسے کہا کہ آپ مہربانی کر کے فلاں جوان کو میرا یہ پیغام پہنچا دیں کہ میں تم پر عاشق ہوں اور تمہاری محبت میں بے قرار ہوں۔ اس بڑھیا نے یہ قول اس خوبصورت نوجوان تک پہنچا دیا چونکہ وُہ اس عورت کے حُسن کی شہرت سُن چکا تھا اس کے دل میں عشق کی آگ مشتعل ہو گئی اس نے جواب دیا کہ تمہارے شوہر کی موجودگی میں ہم کبھی اپنے مطلب میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ عورت نے کہلا بھیجا کہ میرے لئے مواصلت کی تدبیر آسان ہے اگر تو اپنی محبت میں سچا ہے تو ایک صندوق تیار کرا اور میرے خاوند کو کہہ کہ میرے پاس ایک صندوق ہے جو جواہرات اور دیگر قیمتی چیزوں سے پُر ہے اور میں چونکہ سفر میں جانا چاہتا ہوں سوائے آپ کی ذات کے اسے امانت رکھنے کے لئے کسی اور پر مطمئن نہیں ہوں پھر اس صندوق میں قرار پکڑ اور اپنے غلام کو کہو کہ اس صندوق کو چابی کے ساتھ ہمارے گھر پہنچا دے اس جوان نے ایسا ہی کیا جب غلام اس صندوق کو گھر میں لے آیا عورت سامنے آگئی اور کہا یہ کیا ہے؟ مبادا تمہارا مالک کل یہ کہے کہ اس صندوق میں فلاں فلاں چیز تھی اور فی الحال نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ صندوق کھولا جائے اور دیکھ لیا جائے کہ اس میں کیا چیز ہے؟ مرد نے صندوق کھولا چونکہ وہ تو اس مطلب اور مقصد سے آگاہ نہ تھا بے چارے جوان نے صندوق سے سر باہر نکالا جب نظر عورت کے خاوند پر پڑی عقل پرواز کر گئی جب عورت کے خاوند نے اسے دیکھا حالت ایسی متغیر ہوئی کہ اسے صدمہ پہنچانا چاہا عورت نے کہا یہ عمل میری طرف سے ہے اور اس کی اس میں کوئی تقصیر نہیں ہے میں یہ چاہتی تھی کہ آپ پر یہ مقصد واضح کردوں کہ اگر عورت بدکار ہو تو مرد اس کی نگہداشت نہیں کرسکتا پھر اسے تفصیل سے آگاہ کیا اور دوسرے مرد کو آزاد کردیا۔ ریاض الحکایات۔

شادی سے طبیعت صاف ہو جاتی ہے، کہتے ہیں کاشان شہر میں ایک جوان تھا جو

بہت شریر اور بیکار تھا۔ تمام محلے والے اس کی شرارتوں سے تنگ تھے انہوں نے صاحب خانہ کے پاس شکایت کی اور اس کی طبیعت صاف کرنے کے لئے تجویز یہ پیش کی کہ اس کی شادی کردی جائے اس کی شادی ایک ہوشیار عورت کے ساتھ کردی گئی چند روز بعد وہ بازار میں آیا اس کے دہنے ہاتھ میں روٹی اور بائیں ہاتھ میں دہی کا برتن تھا راستے میں ایک کتے نے اسے گھیر لیا کتے کو بہت دھتکارا لیکن وہ اپنی بھونک سے باز نہ آیا آخر کتے کو کہا اے کتے شرارت سے باز آجاؤ ورنہ میں اپنے صاحب خانہ سے کہوں گا کہ اس کی شادی کرادو تاکہ میری طرح شریف اور نرم ہوجائے حسن اتفاق کہ جب کتے نے بیوی کا نام سنا فرار کرگیا۔ ریاض الحکایات۔

شریر عورت

ایک دفعہ ایک صالح جوان ایک بدسلوک عورت سے شادی کر بیٹھا بے چارہ اس کی معاشرت سے تنگ آگیا آخر کار اس کے بخت نے یاری کی اور وہ عورت بیمار ہوگئی مرد اس کے سرہانے بیٹھ کر اس کی موت کا انتظار کرنے لگا عورت نے کہا اے شوہر عزیز! میں نہیں جانتی کہ تو میرے بعد کیا کرے گا۔ مرد نے کہا اے خانم! سچی بات یہ ہے میں اس سوچ میں ہوں کہ اگر تو نہ مری تو میں کیا کروں گا۔

عورت کا مکر

ایک عورت کی کسی جوان سے محبت ہوگئی اس جوان کو گھر میں دعوت دی ناگاہ اس کا خاوند گھر میں وارد ہوگیا عورت نے فوراً اس مرد کے سر پہ چادر ڈال دی خاوند نے پوچھا یہ کون ہے؟ اس نے کہا یہ میری ہمشیرہ ہے آج بہت مدت بعد آئی ہے شوہر نے یقین کرلیا جب رات ہوئی تو شوہر نے کہا آج رات بیشک اپنی ہمشیرہ کے پاس آرام کرو میں دوسرے کمرے میں سوجاؤنگا پس اس عورت نے نہایت اطمینان اور آسودگی کے ساتھ اس غیر مرد کے ساتھ رات گزاری جب صبح ہوئی تو شوہر کسی کام کے لئے باہر گیا تھوڑی دیر بعد وہ جوان بھی باہر آیا قضارا اس عورت کا خاوند بھی واپس آگیا اور جوان کو دیکھا فوراً عورت اپنے ہاتھ میں قرآن لے کر شوہر کے پاس آگئی اور کہا تمہیں اس قرآن کی قسم دیتی ہوں کہ اس رات میری ہمشیرہ ہمارے گھر تھی یا نہیں؟ شوہر نے کہا ہاں تھی عورت نے کہا یہ جوان میری ہمشیرہ کا خاوند ہے میں نے اسے بہت باور کرایا ہے کہ اس رات تمہاری زوجہ ہمارے گھر تھی اور

صبح گئی ہے لیکن یہ باور نہیں کرتا اور کہتا ہے کہ وہ کسی دوسری جگہ رہی ہے۔ خاوند نے کہا اے جوان اس قرآن کی قسم کہ وہ ہمارے ہاں تھی۔ جوان نے کہا قسم کی ضرورت نہیں میں آپ کی بات تسلیم کرتا ہوں اور وہ خاوند اس مرد کو پہچانتا نہیں تھا اس کا بہت احترام کیا عورت کے اس حیلے کے ساتھ وہ مرد با عورت وہاں سے رخصت ہوا۔ ریاض الحکایات۔

عارف مرد کبیر کی داستان

کتاب بستان المذہب میں بیرا کیان کے احوال میں مسطور ہے کہ ایک روز کچھ درویش کبیر جو ہند کے مشہور موحد تھے، کے مہمان ہوئے کبیر نے انہیں ایک کمرے میں ٹھہرایا چونکہ کبیر ایک درویش آدمی تھا ان درویشوں کی خدمت کے لئے اس کے پاس فی الوقت کوئی چیز نہ تھی۔ اب اس کی مہمان نوازی کی ترکیب سنیئے اس نے اپنی عورت کو کہا کہ تمہارا کوئی آشنا ہے کہ اس سے کوئی چیز حاصل کی جائے؟ عورت نے کہا کہ یہاں قریب ہی ایک سبزی فروش ہے میں جانتی ہوں وہ میری طرف مائل ہے اگر میں اس فاجر سے کچھ طلب کروں تو شاید دستیاب ہو جائے۔ کبیر نے کہا فوراً اس کے پاس جاؤ اور وہ جو کچھ کہے پروا نہ کرو اور ان درویشوں کے لئے کچھ لے کر آؤ وہ عورت اس فاجر سبزی فروش کے پاس آئی اور مطلوبہ چیزیں بطور قرض طلب کیں۔ سبزی فروش نے کہا کہ اگر آج رات میرے پاس گذارو تو ہر چیز دینے کے لئے تیار ہوں عورت نے قبول کیا اور قسم کھائی کہ آج رات تمہارے پاس آؤں گی پس اس بقال نے اسے کچھ چاول۔ روغن وغیرہ جو اس عورت نے طلب کئے دیئے جب یہ عورت چیزیں لے کر گھر پہنچی کھانا پکا کر ان فقراء کی خوب خدمت کی۔ اب اس عورت نے اپنے خاوند کبیر کو پوری داستان سنا دی اتفاقاً اس رات بہت بارش ہو گئی عورت نے خیال کیا کہ وعدہ خلافی کرے اور اس سبزی فروش کے پاس نہ جائے کبیر جو اس کا خاوند تھا، نے اس تاریک بارانی رات میں اپنی عورت کو دوش پر بٹھایا اور اس فاجر بقال کے گھر پہنچا دیا اور خود ایک گوشے میں بیٹھ گیا جب عورت اس سبزی فروش کی منزل میں داخل ہوئی اس مرد نے اس عورت کے پاؤں دیکھے تو حیران رہ گیا کہ اس کے پاؤں بالکل خشک ہیں اور کیچڑ کا کوئی اثر نہیں ہے۔ عورت سے وجہ پوچھی عورت نے صحیح جواب دینے سے پہلو تہی اختیار کی بقال نے اسے قسم دی کہ حقیقت حال سے آگاہ کرے ناچار عورت نے صاف حقیقت

بیان کر دی اس بقال نے یہ سنتے ہی چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش آئی گھر سے باہر دوڑا اور کبیر کے پاؤں میں گر پڑا اور جو کچھ اس کی دکان میں تھا تمام فقراء میں تقسیم کر دیا توبہ کی اور کبیر کا مرید بن گیا۔ بیان کرتے ہیں کہ جب اس کبیر نے وفات پائی مسلمان جمع ہوئے کہ اسے بعد از غسل و کفن دفن کریں کیونکہ مسلمان اسے مسلمان سمجھتے تھے اور ہندو ہجوم کر کے آگئے تاکہ اپنی رسم کے مطابق اس کو جلائیں کیونکہ وہ اسے ہندو خیال کرتے تھے ایک فقیر نے کہا کہ کبیر ایک عارف مرد تھا اور وہ ان دونوں مذاہب سے فارغ تھا پس جب ان لوگوں نے حجرہ کے دروازے کو کھولا تو اس کی لاش نہ ملی دونوں فرقے بہت حیران ہوئے (یہ اس عارف مرد کی وعدہ وفائی اور مہمان نوازی کی داستان ہے) ریاض الحکایات

عورت کی خاوند کی میت کے ساتھ سنگدلی

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک چور نے وہ مال جو شہنشاہ کے پاس پہنچایا جا رہا تھا چرا لیا۔ شہنشاہ نے اسے گرفتار کرا لیا اور سولی پر لٹکا دیا۔ ایک امیر آدمی کو کچھ پاسبانوں کے ساتھ مقرر کیا اور کہا اگر اس کی لاش کوئی سولی سے اتار کر لے گیا تو اس کے بدلے تمہیں پھانسی دے دی جائے گی۔ امیر نے اس وجہ سے اس کی بہت حفاظت کی بالآخر ایک روز اس پھانسی پانے والے چور کے رفیقوں نے اس کی میت کسی تدبیر کے ساتھ چرا لی۔ امیر بیچارہ خوف کے مارے فرار کر گیا اس کا عبور ایک گورستان سے ہوا اس نے دیکھا کہ ایک قبر پر چراغ روشن ہے اور ایک حسین و جمیل عورت اس قبر پر بیٹھی نالہ کر رہی ہے امیر نے کہا اے دلربا کہ تیرے حسن و خوبی کا جواب نہیں کیا وجہ ہے کہ تم اس خاک پر غمناک بیٹھی ہو اور اپنی عیش و عشرت سے کنارہ کشی اختیار کئے بیٹھی ہو؟ اس نے کہا یہ میرا شوہر تھا جو مجھ پر بہت مہربان تھا اور اس کی میرے ساتھ بہت محبت تھی اور صرف میری آسودگی کی خاطر اپنے والدین بہن بھائیوں اور دیگر افراد کو گھر سے نکال دیا تھا اپنی دنیا و دین پر مجھے ترجیح دیتا تھا اور ہماری متفقہ قرارداد اور معاہدہ تھا کہ جو ہم دونوں سے پہلے وفات پا جائے تو دوسرا آدمی اس کی قبر پر معتکف رہے گا اپنی اجل آنے تک۔ اور میرے شوہر کی وفات کو چند روز ہو گئے ہیں امیر نے کہا کہ تمہارا اس جگہ بیٹھنا کوئی عاقلانہ حرکت نہیں یہ بالکل بے سود ہے اس کا نہ کوئی اجر ہے نہ ثواب۔ تمہارا یہ شوہر تو اب

مرگیا ہے اگر تم کوئی دوسرا شوہر کرلو تو عین ممکن ہے کہ وہ بھی اسی طرح تمہارا دوست اور مہربان ثابت ہو۔ پھر اس نے اس قسم کی باتیں کہیں کہ اس نے ان چکنی چپڑی باتوں سے اُسے اپنی طرف مائل کرلیا اور گویا کہ متحد ہو گئے۔ تھوڑی دیر گزری کہ اس امیر کو اس چور کی فکر ہوئی مغموم ہوگیا۔ عورت نے کہا کیا آپ اس معاملہ میں مغموم ہوگئے ہیں کہا نہیں بلکہ میری تفصیل یوں ہے پھر اس چور کی پوری داستان سُنادی۔ عورت نے تجویز پیش کی کہ اس کا علاج تو بہت آسان ہے کہ میرا یہ شوہر جسے وفات پائے چند روز گزرے ہیں۔ اسے قبر سے نکال اور چور کی جگہ اسے سُولی پر لٹکا امیر نے فوراً اس کی قبر کھودی اور اس کے شوہر کو باہر نکالا۔ امیر نے کہا اس چور کی داڑھی نہ تھی اسی وقت اس عورت نے اپنے شوہر کی داڑھی کے بال نوچ ڈالے پھر دونوں نے اتفاق کے ساتھ اس کی لاش اٹھائی۔ اور سولی پر لٹکا دی یہاں سے فراغت کے بعد میاں بیوی بن کر زندگی گزارنے لگے۔ کچھ مدت بعد یہ امیر بیمار ہوگیا عورت نے رونا شروع کردیا امیر زندگی سے مایوس ہوگیا پھر اس نے اپنے ہمسائیگان کو بلوایا اور کہا اے میرے دوستو میں اپنی اس عورت سے ایک التماس تمہاری موجودگی میں کرنا چاہتا ہوں کہ میری وفات کے بعد میری لاش میری قبر سے نہ نکالے اور میری داڑھی نہ نوچے اور مجھے اپنے حال پر رہنے دے۔ ریاض الحکایات

شہنشاہ کی دُختر کا عاقلانہ فیصلہ

حکمائے ہند کی بعض کتب میں ہے کہ ایک آدمی کے پاس بہت قیمتی گوہر تھا اور اسے ایک قیمتی ڈبے میں رکھا ہوا تھا اور یہ بطور ہدیہ بادشاہ کے پاس لے جا رہا تھا اثنائے راہ میں چار آدمی اس کے رفیق ہوگئے ان میں سے ایک نے فرصت پاکر وہ گوہر والا ڈبہ چرا لیا وہ شخص بہت مضطرب ہوا زاری کی لیکن بے سود ناچار بادشاہ کے پاس آیا اور صورت واقعہ پیش کردی بادشاہ نے چاروں کو بہت تہدید کی اور تفتیش کی لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ بادشاہ کی ایک بیٹی تھی جو عاقلہ اور حکیمہ تھی۔ اس نے کہا ان چاروں آدمیوں کو میرے پاس لاؤ تاکہ میں حقیقتِ امر معلوم کروں۔ یہ چاروں حاضر ہوئے لڑکی نے کہا آپ جہاندیدہ ہیں اور شہنشاہوں کی صحبت میں رہتے ہیں آپ کو چاہیئے کہ روزانہ میرے پاس تشریف لایا کریں اور آپ لوگوں نے

جو دنیا کے عجائبات دیکھے ہیں میرے معلومات کے اضافہ کے لئے میرے پاس بیان فرمایا کریں پس یہ لوگ روز اس کے پاس آتے تھے ایک روز اس لڑکی نے کہا کہ ایک مشکل مسئلہ مجھے درپیش ہے اور آپ لوگ عقلمند ہیں اس کے حل میں میری مدد فرمائیں۔ انہوں نے کہا وہ کیا ہے؟ بادشاہ کی دختر نے کہا کہ میں نے متقدمین کی کتب میں پڑھا ہے کہ سراندیپ میں ایک بادشاہ تھا اس کی ایک دختر تھی جو فصاحت و ملاحت میں باکمال تھی بادشاہ اس وجہ سے اسے بہت محبت کرتا تھا ایک روز وہ لڑکی اپنی کنیزوں کے ساتھ اپنے باغیچہ میں پھر رہی تھی کہ اس کی نگاہ ایک پھول پر پڑی جو تازہ شگفتہ تھا اس کا دل اس طرف مائل ہوا پس باغبان نے وہ پھول توڑا اور اس دختر کو پیش کیا لڑکی نے کہا کہ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو؟ ان دنوں میں یہ دستور تھا کہ جو کوئی تازہ پھول بادشاہوں کو پیش کرتا تھا وہ جو طلب کرتا اسے دے دیا جاتا۔ باغبان نے کہا میں یہ چاہتا ہوں کہ جب آپ کی شادی ہو تو شوہر کے پاس جانے سے پہلے آپ میرے پاس رہیں اور میرا مقصد پورا کریں پھر اس کے بعد خاوند کے پاس جائیں لڑکی نے قبول کر لیا۔ اب شادی کے بعد وہ جب شوہر کے پاس گئی تو کہا کہ آپ کو اتنے تک تسلیم نہیں کر سکتی جب تک اپنا وعدہ پورا نہ کر لوں پھر باغبان کا قصہ بیان کیا۔ شوہر نے مجبوراً اسے اجازت دے کر رخصت کر دیا۔ لڑکی باغبان کی منزل کی طرف روانہ ہوئی۔ اثنائے راہ میں ایک سیاہ شیر نے اس پر حملہ کر دیا لڑکی نے کہا اے شیر میرا باغبان کے ساتھ عہد ہے اب مجھے وہاں جانے دو اتنی امان دے دو جب واپس آجاؤں تو تمہیں اختیار ہے چھوڑ دو یا پارہ پارہ کر دو۔ شیر اس کے رستہ سے ہٹ گیا جب چند قدم گئی ایک چور سامنے آگیا چاہا کہ اس کا فاخرہ لباس اتار لے دختر نے عہد باغبان اور شیر کا ذکر کیا اور کہا کہ میرے واپس آنے تک یہیں انتظار کرو پھر اپنا لباس تمہارے سپرد کر دوں گی چور نے بھی رخصت دے دی پس بالآخر وہ لڑکی وعدہ کے مطابق باغبان کے پاس پہنچ گئی اور کہا اٹھو کہ میں اپنے وعدہ کے مطابق پہنچ گئی ہوں باغبان نے دختر کو کمال زینت کے ساتھ دیکھا عرض کی اے ملکہ سلامتی کے ساتھ واپس چلی جاؤ میرا آپ کے ساتھ کوئی قصہ نہیں ہے جس وقت میں نے یہ بات کی تھی اس وقت مجھ پر جہالت غالب اور سوار تھی پھر بعد میں جانا کہ میں نے غلط کہا ہے اس ذرۂ حقیر کو آفتاب عالمتاب کے ساتھ کیا

نسبت۔ میری کیا ہستی کہ آپ کا نام اپنی زبان پر لاؤں۔ پس لڑکی واپس ہوئی جب چور کے پاس پہنچی اپنی صورتِ حال بیان کی چور نے کہا کہ جب باغبان نے آپ کے ساتھ اس طرح جوانمردی کی ہے اور آپ سے درگزر کی ہے تو میں بھی آپ کے لباس سے درگذر کرتا ہوں پھر لڑکی شیر کے پاس آئی اور باغبان اور چور کا بیان سنایا شیر نے بھی یہ سُن کر راستہ چھوڑ دیا پس دختر اپنے شوہر کے پاس صحیح وسالم پہنچ گئی۔ اب میں آپ لوگوں سے یہ دریافت کرنا چاہتی ہوں کہ ان چاروں میں سے کریم تر کون ہے؟ ان میں سے ایک نے کہا کہ لڑکی کا خاوند سخی تر تھا کہ ایسے کام میں زود بر کا تن پیش کر دیا دوسرے نے کہا باغبان کریم تھا کہ ایسی دولت اس کے پاس آئی لیکن قبول نہ کی اور اپنے نفس کی لذت ترک کر دی تیسرے نے کہا چور کریم تر تھا۔ کہ جس نے اس کے قیمتی لباس سے چشم پوشی کی چوتھے نے کہا کہ شیر سخی تھا کہ جس نے اپنا طعمہ ترک کر دیا جب لڑکی نے یہ باتیں سُنیں۔ بادشاہ کے پاس آئی عرض کی ان چاروں آدمیوں کی طبیعتیں مختلف ہیں جس نے باغبان کو ترجیح دی ہے وہ شہوت پرست ہے اور وہ ہوائے نفسانی اور وسوسۂ شیطانی میں گرفتار ہے اُسے اپنے حرم سے دُور رکھیں اور جس نے شیر کو ترجیح دی ہے یہ شکم پرست آدمی ہے یہ بھی خدمت کے قابل نہیں ہے اور جس نے دختر کے شوہر کو ترجیح دی ہے یہ بے حمیت اور بے غیرت ہے آپ کی درگاہ کے لائق نہیں ہے اور جس نے چور کو ترجیح دی ہے یہ گوہر کی تھیلی کا چور ہے اسے بھی اپنے سے دور رکھیں اور یہ گوہر اس سے وصول کر لیں۔ ریاض الحکایات

معلّم کو کٹنے کی سزا ملی

ایک مرد بہت بدحال تھا ایک روز اپنی بیوی کو کہا کہ آج لذیذ کھانا کھانا چاہتا ہوں عورت نے کہا کہ تم سفری لباس پہن لو اور بظاہر یہ کہہ کر میں سفر میں جا رہا ہوں۔ مرد نے ایسا ہی کیا۔ عورت نے خضاب کیا۔ مہندی لگائی آنکھ میں سُرمہ لگایا اور مکتب خانہ میں آگئی اور مکتب کے معلّم کو کہا کہ مدت ہوئی میرا خاوند سفر کو روانہ ہو گیا ہے میں چاہتی ہوں کہ اسے خط لکھوں پھر اپنے ہاتھ۔ آنکھیں اور لباس معلّم کو دکھا دیئے۔ بیچارہ معلّم بہت مائل ہو گیا سمجھا کہ یہ میرے فریب میں آگئی ہے عورت نے کہا کہ میرا مطلب کچھ طویل ہے یہ مکتب کے بچے آپ کے حواس منتشر کر دیتے ہیں اچھا ہو گا

کہ آپ اس رات میری منزل پر تشریف لے آئیں اور اطمینان اور دل جمعی کے ساتھ لکھیں۔ اس نے برضا و رغبت قبول کر لیا۔ پس معلّم نے اس کی منزل کا محل وقوع دریافت کر لیا عورت نے کہا میں فی الحال بازار جا رہی ہوں کچھ اشیاء کی خرید کے لیئے۔ معلّم نے کہا کہ آپ اشیاء کی فہرست دے دیں۔ میں لڑکے کے ہاتھ بھجوا دوں گا پھر کچھ چاول۔ روغن گوشت اور کچھ نقد رقم اس کے گھر بھجوا دی۔ عورت نے مزیدار طعام پکایا رات کے وقت معلّم آگیا ابھی وہ درست ہو کر بیٹھا نہ تھا کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا عورت دروازے کے قریب آئی دیکھا اس کا خاوند ہے واپس ہوئی کہنے لگی ہماری بدقسمتی کہ میرا شوہر اتفاقاً سفر سے واپس آگیا ہے معلّم نے کہا اب کیا کروں؟ کہا آپ اس بوری میں پنہاں ہو جائیں پھر اس نے اسے بوری میں سی دیا جب شوہر آکر بیٹھا اور کھانا کھایا پھر اس نے پوچھا کہ اس بوری میں کیا ہے؟ اس نے کہا خاکروبہ ہے اس نے کہا بہت اچھی بات ہے پھر اسے گھر سے باہر پھینک دیں پھر وہ بوری اٹھا کر چھت پر آئی اور آواز دی کہ گلی میں تو کوئی نہیں ہے؟ پھر بوری کا منہ کھولا اور معلّم کو چھت سے کوچہ میں گرا دیا اب معلّم کی صدا بلند ہوئی کہ اے بے مروّت مجھے ہلاک کر دیا اس نے کہا میں نے تو پہلے خبردار کر دیا تھا کہ کوئی نیچے تو نہیں ہے۔ ریاض الحکایات

ابلیس اور فرعون سے خبیث تر کون ہے؟

ایک روز ابلیس مردود فرعون مطرود کے دروازہ پر آیا۔ فرعون نے پوچھا تو کون ہے؟ ابلیس نے کہا اگر تو خدا ہوتا تو جان لیتا کہ میں کون ہوں۔ کہا میں شیطان ہوں پھر کچھ دیر اکٹھے بیٹھے اور کچھ دیر مکالمہ کیا پھر فرعون نے کہا کہ کیا تو نے کوئی ایسا شخص دیکھا ہے جو ہم دونوں سے خبیث تر ہو؟ کہا ہاں ایک روز میں سفر کر رہا تھا کہ ایک شخص کو دیکھا وہ کچھ دیر میرا رفیق رہا حتیٰ کہ ایک روز میں نے اُسے کہا کہ اب میری تو تمہارے ساتھ دوستی ہو گئی ہے مجھ سے کچھ طلب کر لو تاکہ میں انجام دوں اس نے کہا میرا ایک ہمسایہ ہے اس کی ایک بہت اچھی گائے ہے اس کی گائے مار دے کہ اس پر مجھے حسد آتا ہے اور میں اس کی وہ گائے دیکھ نہیں سکتا میں نے کہا گائے کو مارنا میرا کام نہیں ہے اگر تم چاہتے ہو تو ایسی ہی گائے اس کے عوض تمہیں دے سکتا ہوں اس نے کہا حاشا کہ مجھے جو چیز بھی دو میرا دل خوش نہ ہو گا مگر یہ کہ اس کی گائے مار دو۔

جب میں نے اُسے ایسا دیکھا تو یقین ہو گیا کہ وہ ہم دونوں سے خبیث تر ہے پس میں نے اُس سے رفاقت ختم کر دی۔ ریاض الحکایات۔

دو روٹیاں دو ہاتھ بن گئیں

کتاب جامع التمثیل میں ہے کہ ماوراء النہر میں ایک بادشاہ تھا بہت بخیل۔ اس نے حکم دے رکھا تھا کہ اس کی مملکت میں کوئی خیرات نہ کرے اور کسی فقیر کو کوئی چیز نہ دے اور اگر کسی نے کسی درویش کو روٹی دے دی تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور شہر بدر کر دیا جائے گا اور جب اس کی مملکت میں کوئی فقیر۔ درویش مر جاتا تو اس کے پاؤں میں رسی ڈال دی جاتی اور گڑھے میں پھینک دیا جاتا۔ یہاں تک کہ ایک روز ایک درویش کسی کوچہ میں پھر کر فریاد کر رہا تھا کہ ہے کوئی بندۂ خدا کہ برضائے خدا مجھے کچھ عنایت کرے کہ میرے بال بچوں نے دو روز سے کچھ کھایا نہیں ہے اور اب قریب المرگ ہیں۔ ایک زن مومنہ نے جب یہ صدا سنی دو روٹیاں اٹھائیں گھر سے باہر آئی ایک روٹی داہنے ہاتھ میں اور دوسری بائیں ہاتھ میں پکڑے ہوئے فقیر کو دے دی بادشاہ کے چند موکلین نے یہ خبر بادشاہ تک پہنچا دی بادشاہ نے اس عورت کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ اس نے کہا کہ کس ہاتھ سے راہِ خدا میں خیرات دی ہے؟ کہا دونوں ہاتھوں سے۔ اس کے دونوں ہاتھ کٹوا دیئے۔ اس کے بیٹے کو اس کی پشت پر باندھ دیا اور شہر سے نکال دیا وُہ بیچاری صحرا میں چکر لگا رہی تھی کہ ایک نہر کے کنارے پر جھکی کہ پانی پیئے ناگاہ اس کا لڑکا پانی میں گر گیا چونکہ ہاتھ تھے نہیں مضطرب ہو گئی سر آسمان کی طرف کیا اور اللہ کی بارگاہ میں روئی ناگاہ دو نوجوان صاحب جمال اس کے پاس آئے اور سلام کیا اسے کہا اپنا حال بیان کرو اس نے اپنا حال بیان کیا ان جوانوں نے اس کے لڑکے کو پانی سے نکالا اور اس کے ہاتھ پہلے کی طرح درست کر دیئے یہ عورت ان کے قدموں پر گر گئی اور عرض کی کہ آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم وُہ دو روٹیاں ہیں انسانوں کی شکل میں جو راہِ خدا میں دی تھیں پھر نظروں سے غائب ہو گئے۔ ریاض الحکایات۔

سائل کو کچھ نہ دینے والے سائلین کے ساتھ گدائی کریں

ایک فقیر ایک گھر کے دروازے پر آیا صدا دی کہ اے اہلِ خانہ

مجھے کھانا کھلاؤ جواب ملا ہمارے پاس روٹی نہیں ہے۔ پھر کہا میں بے لباس ہوں میرا ستر عورتیں کرو۔ کہا اللہ سے مانگو کہا میرے لئے رات کی تاریکی ہے چراغ کے لئے روغن دے دیں جواب ملا نہیں ہے۔ سائل نے کہا کچھ سالن ہی دے دو تاکہ اگر روٹی مل جائے تو اس کے ساتھ کھالوں گا جواب ملا نہیں ہے سوال کیا کچھ تو دے دو گھر سے آواز آئی ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے اس نے جو سوال کیا جواب یہی ملا کہ ہمارے پاس نہیں ہے پھر فقیر نے فریاد کی آخر پھر گھر میں کیوں بیٹھے ہو میرے ساتھ آؤ کہ باہم مل کر گدائی کریں۔ ریاض الحکایات

سید کے مطالبۂ خمس کا جواب

ایک سید لئیم تاجر کے پاس آیا اور خمس کا مطالبہ کیا تاجر نے جواب میں کہا کہ اگر مجھے پہلے علم ہوتا کہ تمہارے جد ایسی اولاد رکھتے ہیں اور تمہارے بارے میں ایسی وصیت کریں گے تو میں ان کی رسالت کا اقرار ہی نہ کرتا۔ ریاض الحکایات۔

احمق کو روزی کیوں ملتی ہے؟

ایک دفعہ حضرت موسیٰؑ کو اللہ نے خطاب کیا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ میں احمق کو کیوں روزی دیتا ہوں؟ عرض کی اے میرے پروردگار میں نہیں جانتا۔ خطاب ہوا وہ اس لئے کہ عاقل کو پتہ چل جائے کہ روزی حیلہ و تدبیر سے نہیں ملتی۔ ریاض الحکایات

چور کا جواب عمدہ

ایک چور سیڑھی اٹھائے ہوئے باغ میں گیا باغ کا مالک پہنچ گیا اس نے کہا کیا کر رہے ہو؟ کہا میں یہ زینہ فروخت کر رہا ہوں اس نے کہا کوئی آدمی سیڑھی کو ہرگز باغ میں نہیں بیچتا ہے اس نے کہا سیڑھی میرا اپنا مال ہے میں اسے جہاں چاہوں بیچ سکتا ہوں۔ ریاض الحکایات

فاضل راہزن سے اپنا مال بھی ملا ایک ہزار درہم بھی

کتاب الفرج بعد الشدۃ میں ہے کہ خازن شاعر بیان کرتا ہے کہ میں ایک سفر میں ایک قافلہ میں سفر کر رہا تھا کہ ناگاہ ابن شتاب الکردی نے تمام قافلے کا مال لوٹ لیا میں اس کے پاس گیا اسے مرد فاضل ہنرمند اور لغات و اشعار و معانی و بیان میں عارف پایا پس میں نے بالبدیہہ اس کی مدح میں اشعار انشاء کئے وہ بہت خوش ہوا کہا

تم سے کیا لیا گیا ہے پھر مجھ سے اور میرے دو ساتھیوں سے جو انہوں نے لوٹا تھا واپس کیا. پھر ایک تھیلی کہ جس میں ہزار درہم تھے جو قافلہ کے تاجروں کا مال تھا مجھے عطا کیا. میں نے انکار کیا. سبب پوچھا؟ میں نے معذرت کی اس نے قبول نہ کیا. پھر انہوں نے سبب معلوم کرنے پر اصرار کیا میں نے کہا اگر آپ امان دیں تو کہوں مجھے امان دی گئی میں نے کہا چونکہ آپ نے یہ مال غصب کیا ہے لہٰذا حرام ہے اور میں اس میں تصرف نہ کروں گا اس نے کہا کیا آپ نے فلاں کتاب میں نہیں پڑھا ہے کہ جب مال کا مالک زکوٰۃ دینے میں سستی اور خیانت کرے اور اس پر کئی سال گزر جائیں وہ مال فقیروں چوروں پر حلال ہو جاتا ہے اور چونکہ یہ تاجر جان بوجھ کر فقراء کا حق ادا نہیں کرتے تو بکراہت ان سے اپنا حق اس بدلہ میں وصول کر سکتے ہیں پس جو ہم تاجروں سے وصول کرتے ہیں یہ ہمارا اپنا حق ہے اور یہ لوگ ظالم اور غاصب ہیں. میں نے کہا آپ درست فرماتے ہیں لیکن آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ یہ لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے کہا ہم ابھی ان کو حاضر کرتے ہیں ان تمام سے باری باری زکوٰۃ کے بارے سوال کیا ان میں سے کوئی بھی مسئلہ نہ جانتا تھا بلکہ ان میں سے بعض تو وہ تھے جنہیں وجوب زکوٰۃ کا علم ہی نہ تھا پھر اس نے میری طرف رخ کیا اور کہا اب میرے مطلب کی سچائی آپ پر واضح ہوئی کہ اس گروہ نے پوری عمر میں ایک دفعہ بھی زکوٰۃ ادا نہیں کی اب آپ یہ لے لیں کہ یہ تھیلی ہمارا حق ہے اور ہمارا صلہ اور ہدیہ ہے پس میں نے وہ لے لی پھر کچھ لوگ ہمارے ہمراہ کئے کہ انہوں نے امن کے مقام پر ہمیں پہنچایا. ریاض الحکایات.

مالدار لوگ اپنے مال سے زکوٰۃ، خمس اور دیگر واجبات نکال کر اپنے مال کو پاک کر لیں ورنہ چوروں اور ڈاکوؤں کو زبردستی ان کے مال سے وصولی کی گنجائش مل جائے گی. جیسا کہ بیان ہوا ہے.

دعوئے نبوت کرنے والے کا خربوزے کا ثبوت

زینۃ المجالس میں ہے کہ ایک شخص نے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا اسے بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا اسے کہا گیا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں خدا کی طرف سے پیغمبر ہوں کہا تمہارے پاس کیا معجزہ ہے؟ کہا آپ جو چاہیں بادشاہ نے کہا اسی وقت ہمارے سامنے خربوزہ پیش کرو اس نے کہا آپ تین دن کی مہلت دے دیں بادشاہ نے کہا

ابھی پیش کرو ورنہ میں تمہیں قتل کرا دوں گا اس نے کہا اے بادشاہ! آپ انصاف سے کام لیں خداوند عالم اپنی پوری قدرت کے ساتھ تین ماہ میں خربوزہ تیار کرتا ہے اور آپ مجھے تین دن کی مہلت بھی نہیں دیتے کہ میں تو اس کا پیغمبر ہوں حاضرین ہنسے بادشاہ سمجھ گیا کہ اس کا دعویٰ محض افلاس کی وجہ سے ہے اس کا وظیفہ مقرر کیا پھر اس نے دعویٰ نبوت نہ کیا ریاض الحکایات۔

قاضی اور کتے کی تجہیز و تکفین کا فیصلہ

ایک آدمی کا کتا مر گیا وہ اسے بہت پیارا تھا اسے غسل دلوایا کفن پہنایا اور مقبرہ میں دفن کیا یہ خبر سرکاری قاضی کو پہنچائی گئی اس شخص کو بیان دینے کے لئے عدالت میں پیش کیا گیا اس آدمی نے قاضی کے کان کے ساتھ سر لگایا اور کہا کہ اس کتے کا بہت سرمایہ تھا اور اس نے وصیت کی ہے کہ اس کا کچھ آپ کو دیا جائے قاضی نے کہا اس مرحوم نے اچھا وصیت کی ہے خدا اس پر رحمت نازل کرے۔ ریاض الحکایات

سلمان فارسی کا فرمان

سلمان فارسی سے سوال کیا گیا کہ آپ کی ریش بہتر ہے یا کتے کی دم۔ آپ نے فرمایا اگر صراط (پل صراط) سے گزر جاؤں تو میری ریش ورنہ کتے کی دم بہتر ہے۔

علامہ حلی کا خواب کتا مسجد میں

کہتے ہیں علامہ حلی نے رسولخداؐ کو خواب میں دیکھا فرمایا کہ جو مسجد میں پہلے داخل ہو اس کی عزت کرنا پس جب مسجد میں آئے دیکھا جو پہلے مسجد میں داخل ہوا وہ کتا تھا آپ نے اسے مسجد سے نکال دیا۔ اپنے دل میں کہا کہ خواب حجت نہیں ہے کتے کو مسجد میں نہیں آنا چاہیئے۔ بحسب ظاہر شریعت مطہرہ۔ دوسری شب بھی یہی خواب دیکھا دوسرے روز بھی کتا ہی داخل ہوا اسے باہر نکال دیا۔ تیسری شب بھی یہی خواب دیکھا اور ایسا ہی کیا۔ پس چوتھی رات پیغمبر خداؐ کو خواب میں دیکھا فرمایا حقا کہ آپ علامہ ہیں کہ ہمارے احکام پر عمل کرنے پر محکم اور استوار ہیں اور اسی جہت سے وہ ملقب بہ علامہ ہوئے۔ ریاض الحکایات

جہالت بیشمار گناہوں کا موجب بنتی ہے

شیطان نے اپنے چیلوں سے ان کی روزمرہ

کی کارگزاری دریافت کی کسی نے قتل، کسی نے زنا، کسی نے چوری، کسی نے شراب خوری وغیرہ اور دیگر متفرق گناہوں کے کارنامے بیان کئے۔ ایک ان میں خاموش رہا۔ شیطان نے کہا تو بھی کچھ بیان کر۔ اس نے جواب دیا کہ ان سب کے مقابلے میں مجھے اپنی حقیر کارگزاری بیان کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ شیطان نے کہا جو کچھ بھی ہے بیان تو کر دے اس نے کہا میں نے ایک لڑکے کو مدرسہ جانے سے روکا ہے۔ شیطان نے اسے اٹھ کر گلے لگا لیا اور کہا جس کارگزاری کو تو حقیر سمجھتا ہے وہ تو فی الحقیقت دوسروں کی بیان کردہ کارگزاریوں سے بدرجہا بہتر ہے کیونکہ دوسروں کی کارگزاریوں کے مقابلے یہ گناہ جاری ہے اب وہ لڑکا آج کی طرح سے اکثر غیر حاضریاں کرتا رہے گا اور اس میں بڑھتے بڑھتے پڑھنے سے بالکل محروم رہ جائے گا اور اپنی بے علمی کے نتیجے میں ایسے بے شمار گناہوں کا بغیر تمہاری ترغیب کے از خود مرتکب ہوتا رہے گا لہٰذا تیری کارگزاری قابل ستائش کامیابی ہے اور تمہارا اپنی پوری بزم میں نمبر ہے۔

رات کی تاریکی، قبر کا مغالطہ

کچھ عرصے کی بات ہے شاہ پور چھاؤنی کے ایک قریبی گاؤں کی ضعیفہ اپنے پیکے گاؤں دھریمہ میں وفات پاگئی اس کے بھائیوں نے اس کے بیٹوں کو اطلاع دیئے بغیر وہیں قبرستان میں دفن کر دیا کیونکہ وہ ناراض ہو کر آئی ہوئی تھی اس کے بیٹوں کو لوگوں نے طعنے دیئے انہوں نے مشورہ کیا کہ رات میں اپنی ماں کی میت قبر سے نکال لائیں اور اپنے قبرستان میں آکر دفن کر دیں اتفاقاً یہ لوگ سادہ لوح قوم سے تعلق رکھتے تھے انہوں نے قبرستان میں ایک نئی قبر کو اپنی ماں کی قبر سمجھ کر لاش نکال لی اور راتوں رات گھر پہنچ گئے مرحومہ کی بیٹیوں نے بین شروع کر دیئے جب میت کا منہ دیکھا تو اس کی بالشت بھر داڑھی تھی یہ بیچارے مغالطے میں بغیر دیکھے ایک ضعیف باریش کی میت اٹھا لائے تھے بیٹیاں بین کر رہی تھیں ہائے اماں! قبر کا عذاب کتنا سخت تھا کہ ایک ہی روز میں تیری کتنی لمبی داڑھی ہو گئی بعد میں پولیس کو رپورٹ ہوئی تو اس ضعیف مرد کی میت واپس لائی گئی۔ مقصد یہ ہے ہر کام کرنے سے قبل سوچ۔ تدبر کر لینا چاہیئے۔

بدہضمی کی موت کی حسرت

کہتے ہیں ایک طالب علم بیچارہ کسی مسجد کے حجرے میں بڑی بے قدری کے ساتھ رہتا تھا نہ اسے لنگر کی روٹیوں سے

حصہ ملتا اور نہ اسے کوئی دعوت میں ساتھ لے جاتا نہ اس کا کسی جگہ کھانا مقرر تھا بیچارے ایسے
طلباء بھی دیکھے ہیں ایک روز کوئی امیر آدمی مرگیا اس کی میت نماز جنازہ کے لئے مسجد میں
لے آئے اس طالب علم نے دور سے دیکھ کر پہلے تو یہ خیال کیا کہ روٹیوں کا کوئی دسترخوان
آگیا ہے اپنا کچھ حصہ لینے کی امید سے دوڑا لیکن آگے جاکر معلوم ہوا کہ یہ تو جنازہ ہے بیچارہ
نا امید ہوکر پوچھنے لگا "کیوں جی! کون مرگیا"؟ لوگوں نے کہا فلاں تاجر مرگیا ہے۔ طالب علم نے پوچھا
"کیا کچھ بیمار تھے"؟ لوگوں نے کہا کل تک تو بھلے چنگے تھے رات اسی مسجد میں عشاء کی نماز پڑھی
گھر پہنچ کر تخمہ کیا۔ طالب علم نے پوچھا "تخمہ کیا ہوتا ہے"؟ لوگوں نے کہا بدہضمی کا ہیضہ جو بہت
کھانا کھا جانے سے ہو جاتا ہے۔ طالب علم نے لمبی سی آہ کی اور حسرت کے ساتھ کہنے لگا خدایا
یہ مبارک مرض ہم کو کبھی نہیں ہوتا۔ نتیجہ :۔ دنیا کی تکالیف انسان کو موت پر دلیر کر دیتی ہیں۔
ہمیں اپنے دینی مدارس کے طلباء کے لنگر کی دل کھول کر معاونت کرنی چاہیئے۔

مستور کی لاش قبر سے کربلا معلی کی قبر میں

محمد کاظم مزار جریبی جو بہت کتابوں کے مصنف ہیں بیان
فرماتے ہیں کہ میں کربلا معلی کے صحن مقدس کی پائنتی مسجد
میں استاد اکمل آقای بہبہانی کے درس میں موجود تھا۔
کہ ناگاہ ایک اجنبی زوار جو آذربائیجان کے لباس کی ہیئت میں تھا مجلس درس میں داخل ہوا
ہمارے استاد کو سلام کیا دست بوسی کی اور ایک رومال جس میں زنانہ زیور بندھے ہوئے تھے
ہمارے استاد کے سامنے رکھے اور عرض کیا کہ ان کو جہاں آپ مناسب سمجھتے ہیں صرف فرمائیں
آپ نے فرمایا اس کی تفصیل کیا ہے عرض کیا یہ قصہ عجیب ہے اور وہ یہ ہے کہ میں فلاں شہر
کا رہنے والا ہوں میں سفر کرکے روس کے ایک شہر میں پہنچا وہاں تجارت میں مشغول ہوگیا۔ میں
صاحب ثروت و دولت تھا ایک روز میں نے ایک حسینہ جمیلہ لڑکی کو دیکھا میں اسے اپنا دل
دے بیٹھا اس سے نکاح کی میرے پاس کوئی صورت نہ تھی میں اس لڑکی کے بزرگوں کے پاس
گیا اور وہ تمام عیسائی تھے میں نے اس کی خواستگاری کی انہوں نے کہا آپ واقعی بے عیب ہیں۔
مگر افسوس کہ آپ ہمارے مذہب سے تعلق نہیں رکھتے اگر آپ مذہب نصاریٰ اختیار کرلیں تو
ہم آپ کے ساتھ اس کی تزویج پر راضی ہیں پس میں افسردہ اور مغموم وہاں سے واپس ہوا کیونکہ انہوں

نے یہ معاملہ اس امر پر معلق کر دیا کہ میں کسی صورت میں اس پر اقدام نہ کر سکتا تھا چند روز صبر میں گذار سے لیکن روز بروز اس لڑکی کی محبت اور شوق زیادہ ہوتا گیا۔ آخرکار نوبت یہاں تک پہنچی کہ میں تجارت اور اپنے شغل کو چھوڑ بیٹھا آخرالامر میں نے محسوس کیا کہ میرے حواس مختل ہو جائیں گے اور میں ہلاک ہو جاؤں گا میں نے اپنے دل میں کہا کہ اس میں کوئی قباحت نہیں کہ بظاہر اسلام سے نفرت کا اظہار کروں جب تنگی انتہا کو پہنچ گئی تو میں لڑکی کے بزرگوں کے پاس گیا اور کہا میں حاضر ہوں اسلام سے برأت کرتا ہوں اور دین مسیح میں داخل ہوتا ہوں ان لوگوں نے قبول کر لیا۔ اور اس کی تزویج میرے ساتھ کر دی کچھ روز گزرے میں اس فعل قبیح پر پشیمان ہوا اور اپنے آپ کو سرزنش کی اپنے وطن کی طرف جانے کی قدرت بھی نہ تھی اور نہ میرے لئے یہ ممکن تھا کہ نصرانیت کے دستور پر عمل کروں میرے پاس اسلام کی صرف یہی چیز تھی کہ میں مصائب سید الشہداء میں گریہ کرتا رہتا تھا اور ان اوقات میں ان بزرگوار سے زیادہ محبت ہو گئی اور میں ہر وقت ان کے مصائب میں تفکر کرتا رہتا تھا بس میرا شغل گریہ و زاری تھا میری بیوی میری یہ حالت دیکھ کر بہت متعجب ہوئی کیونکہ کوئی ظاہری سبب میرے گریہ کا نہ تھا اس کی حیرت بڑھ گئی پھر میرے گریہ کے سبب کا سوال کیا میں نے اللہ پر توکل کر کے اس کو پوری حقیقت بتادی کہ میں تو مذہب اسلام پر باقی ہوں اور یہ میرا گریہ سید الشہداء کے مصائب میں ہے جونہی اس نے سید الشہداء کا اسم گرامی سُنا اس کے دل میں نورِ اسلام نے چمک ماری اور اسی حالت میں شریعتِ اسلام میں داخل ہو گئی اور میرے ساتھ حضرت کے مصائب میں گریہ و نالہ کرتی تھی۔ ایک روز میں نے اسے کہا کہ ہم دونوں مخفی طور پہ ہجرت کر جائیں اور سید الشہداء کے مرقد شریف پر چلے جائیں اور تم وہاں ظاہراً اپنی مسلمانی کا اعلان کر دو اس عورت نے میرے ساتھ مکمل موافقت کی ہم نے اپنے سفر کے لوازمات کا تہیہ کر لیا۔ تھوڑی مدت ہوئی کہ میری زوجہ بیمار ہو گئی اور وفات پا گئی۔ پس اس کے اقارب جمع ہوئے اس کی تجہیز و تکفین مذہب نصاریٰ پر کی اور اسے اس کے تمام زیورات کے ساتھ دفن کر دیا اور یہ ان کے مذہب کا تقاضا تھا پس اس کی مفارقت کی وجہ سے میرا حزن و اندوہ زیادہ ہو گیا۔ میں نے دل میں پکا ارادہ کر لیا کہ جب رات ہو گی تو میں اس کی میت قبر سے نکال لوں گا اور پھر کسی بہترین مقام پر دفن کروں گا جب رات ہوئی میں نے اس کی قبر شگافتہ کی میری حیرانگی کی

انتہا نہ رہی کہ وہاں قبر میں ایک بڑی مونچھوں والا ریش تراش دفن ہے میں اس سانحۂ عجیبہ سے بہت متحیر ہُوا کہ میری زوجہ کی میت ایک خبیث جسم میں کیسے تبدیل ہوگئی اسی حالت میں میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص آواز دے رہا ہے کہ خوش ہو جاؤ کہ تیری زوجہ کی میت کو ملائکہ کربلا معلیٰ لے گئے ہیں اور اسے سید الشہداء کے صحن میں حضرت کی پائنتی دفن کر دیا ہے اور منارہ کاشی کی نشانی بھی بتادی اور یہ میت فلاں مرد کی ہے جو حکومت کا مال بعنوان مالیات لیا کرتا تھا اور آج اُسے اس جگہ دفن کیا ہے اور پھر اسے تمہاری زوجہ کی قبر کی طرف منتقل کر دیا ہے اب تم زوجہ کی میت کی حمل ونقل سے بچ گئے ہو۔ میں خوشحال ہوگیا بیدار ہوا فوراً کربلا معلیٰ کی طرف روانہ ہوگیا۔ اللہ نے مجھے توفیق کرامت فرمائی کہ میں سید الشہداء کی زیارت سے مشرف ہُوا میں نے صحن مقدس کے محافظ سے سوال کیا کہ فلاں روز یعنی جس روز میری بیوی فوت ہوئی تھی آپ نے منارۂ سبز کی پائنتی کسے دفن کیا تھا انہوں نے کہا فلاں مالیات کے وصول کرنے والے کو۔ پس میں نے اپنا قصہ انہیں سنایا پھر اسی قبر کو شگافتہ کیا اور میں اس تمام واقعہ کی تصدیق کے لئے قبر میں داخل ہوا میں نے دیکھا کہ واقعی میری زوجہ کی میت تھی بالکل اسی طرح جس طرح اسے پہلے مقام پر دفن کیا تھا پس اس کے تمام زیورات جو مذہب نصاریٰ کے مطابق اس کے ساتھ دفن کئے تھے اتار لئے اور یہ وہی زیورات ہیں۔ مرحوم آقای بہبھانی نے وہ پکڑے اور کربلا معلیٰ کے فقراء میں تقسیم کر دیئے۔ جامع الدرر جلد دوم حجۃ الاسلام حاج شیخ علی محمد صدیقیان

سپین میں مسلمانوں کی حکومت اور پھر بربادی کی مختصر داستان

دمشق کے مشہور زعیم جرنیل طارق نے صرف سات ہزار نوجوانوں کی فوج کے ساتھ بروز منگل ۵ رجب ۹۲ھ ہسپانیہ (اسپین) پر حملہ کیا اپنی فوج کو جہازوں میں سوار کر کے ساحل کے اس مقام پر اتارا جو اب تک اسی کے نام سے جبل طارق یا جبرالٹر مشہور ہے، ہسپانیہ کی ایک لاکھ سے زائد مسیحیوں کی فوج جو بڑے بڑے آزمودہ کار جرنیلوں کی ماتحتی میں تھی کو شکست فاش ہوئی۔ اس طرح ۵ رشوال ۹۲ھ کو ہسپانیہ پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا یعنی آٹھ سو سال ان کی حکومت قائم رہی۔ لیکن جب زوال آیا تو مسیحیوں نے مسلمانوں پر وہ مظالم ڈھائے کہ اس کی نظیر تاریخ میں نہیں ملتی صرف پانچ سال کی مدت میں تمدن اسلامی

کہ یہ بڑا مرکز ہم سے چھن گیا ہزارہا مسلمانوں کو قتل کیا گیا اور زندہ جلا دیا گیا مسیحیوں نے ایک مقام پر تین ہزار مسلمانوں کو زندہ جلا دیا۔ اسپین سے ہجرت کرنے والے دو لاکھ مسلمانوں میں سے جنہیں خود مسیحیوں نے اسپین سے مہاجرت کے اجازت نامے جاری کئے ہوئے تھے۔ ایک لاکھ کو اثنائے مسافرت میں قتل کر دیا۔ ادھر بے رُخی اور ستم ظریفی اس حد تک پہنچی ہوئی ہے کہ اس وقت سے آج تک جتنی بھی عربی یا فارسی میں کتابیں لکھی گئی ہیں کسی شخص نے بھی ان میں سے کسی کتاب میں ذکر تک نہیں کیا کہ دنیا میں اسلام کس بڑے اور المناک حادثے سے دوچار ہوا ہے۔ بظاہر پہلی کتاب جو اس موضوع پر ایران میں لکھی گئی "تاریخ اندلس" ہے۔ جسے علامہ آیتی نے تالیف کیا ہے۔

مظلوم نے ظالم کو معاف کیا نجات پائی

دارالسلام میں ثقۃ الاسلام نوری کتاب عقد الفرید سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰؑ کے زمانے میں ایک صالح فقیر عیالدار تھا۔ یہ مچھلی کا شکار کرتا تھا اور اسی سے اس کے بال بچے پرورش پاتے تھے ایک روز ایک بہت بڑی مچھلی اس کے جال میں پھنس گئی۔ یہ فقیر مرد بہت خوش ہوا اور اسے بازار میں فروخت کرنے کے لئے لے آیا تاکہ اس کی قیمت سے گزر اوقات کرے رستے میں ایک ظالم نے اس سے مچھلی طلب کی۔ صیاد فقیر نے ممانعت کی اس ظالم نے جو عصا اس کے ہاتھ میں تھا اس فقیر کے سر پر دے مارا اور مچھلی بغیر قیمت ادا کئے گھر لے گیا پس صیاد نے اللہ کی بارگاہ میں زاری کی۔ اس ظالم نے مچھلی اپنی زوجہ کو دی اور اسے بریان کرنے کا حکم دیا جب بریان ہو گئی اپنے شوہر کے سامنے رکھی کہ وہ کھائے ناگاہ مچھلی نے منہ کھولا اور اس ظالم کی انگلی کاٹ ڈالی کہ وہ بے قرار اور بے آرام ہو گیا۔ یہ طبیب کے پاس گیا جب طبیب نے ملاحظہ کیا تو کہا کہ اس کا علاج انگلی قطع کرنا ہے کہ اس کا اثر باقی ہاتھ میں سرایت نہ کرے پس انگلی کاٹی گئی پھر شدید درد اس کے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرف منتقل ہو گیا۔ طبیب نے کہا کہ اب اسکی ہتھیلی قطع کرنی پڑے گی کہ اس کا اثر اوپر سرایت نہ کرے پھر جتنا حصہ قطع کرتے تھے درد اوپر کی طرف منتقل ہو جاتا تھا پس وہ ظالم اپنی منزل سے بھیتاً چلاتا اپنا عضو کٹوا کر استغاثہ کرتا ہوا نکلا کہ

پروردگار! میرا یہ درد رفع فرما۔ اس نے ایک درخت دیکھا اس کے نیچے اُسے نیند آگئی۔ کسی نے اسے آواز دی کہ اے مسکین کہاں تک تیرے اعضاء قطع ہوتے رہیں گے اس مظلوم کے پاس جاؤ کہ جس سے مچھلی بہ جبر لی تھی اسس سے معافی مانگ کر اسے راضی کر لے تیرا ہاتھ ٹھیک ہو جائے گا پس بیدار ہوا اور اس مرد مظلوم کی تلاش شروع کر دی جو ئیندہ یابندہ۔ اس کے پاس آیا التماس کی کہ میں نے بُرا کیا ہے آپ مجھے معاف فرما دیں آپ جو چاہتے ہیں دینے کو تیار ہوں۔ اس مظلوم نے درگاہِ الٰہی میں ہاتھ بلند کئے کہا میں نے اس مردود کو معاف کیا تو اس کا درد اور تکلیف دور فرما۔ دعائے مظلوم ہدفِ اجابت تک پہنچی اس کا درد رفع ہو گیا اور اس کا ہاتھ پہلے کی طرح ہو گیا۔ حضرت موسیٰؑ کو اللہ نے خطاب فرمایا مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم اگر یہ اس مرد کو راضی نہ کرتا پوری زندگی اس عذاب میں معذب رہتا۔ جامع الدرر

برصیصا عابد کا انجام۔ پھانسی

سورۂ حشر۔ کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بری ء منک انی اخاف اللہ رب العالمین فکان عاقبتھما انھما فی النار خالدین فیھا و ذلک جزاء الظالمین۔ مرحوم طبری اس آیہ کے ذیل میں برصیصا کا ذکر فرماتے ہیں۔ کہ یہ بنی اسرائیل کا ایک عابد تھا کہ اس نے بہت مدت عبادت میں گزاری تھی اور اس کا مقام یہاں تک پہنچ گیا تھا کہ دیوانے اس کی دعا سے صحت یاب ہو جاتے تھے ایک بڑے خاندان کی عورت دیوانہ ہو گئی اس کے بھائی اسے اس کی قیام گاہ کے پاس لے آئے اور خود واپس چلے گئے شیطان تو ایسے مواقع کی تلاش میں ہوتا ہی ہے شیطان نے برصیصا کے دل میں وسوسہ پیدا کیا کہ اتنی خوبصورت عورت اور کوئی دیکھنے والا ہے نہیں اس نے انہیں جمع کر ہی دیا بیچاری عورت کو عابد سے حمل ہو گیا اب برصیصا نے سوچا کہ اس کے حمل سے میری رسوائی ہوگی اسے قتل کر کے دفن کر دیا۔ شیطان اس عورت کے بھائیوں کے پاس گیا عابد کی ساری داستان سنائی اور دفن کے مقام کی نشان دہی بھی کر دی اسس کے بھائیوں کی اطلاع کے بعد رفتہ رفتہ یہ بات منتشر ہو گئی اور بادشاہ تک پہنچ گئی بادشاہ اپنے کارندوں کے ساتھ اسس کے پاس گیا اس واقعہ کی تفتیش کے بعد برصیصا نے اپنے قبیح کردار کا اقرار کر لیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے سولی پر لٹکائیں جونہی یہ سُولی

کے تختے پر بلند ہوا شیطان انسانی شکل میں اس کے پاس آیا اور کہا جس نے تمہیں اس مصیبت میں ڈالا ہے وہ میں تھا اب اگر نجات چاہتا ہے تو میری اطاعت کر عابد نے پوچھا کیسی اطاعت۔ شیطان نے کہا ایک دفعہ مجھے سجدہ کرے۔ اس نے کہا اب جبکہ میں جکڑا ہوا ہوں تجھے کیسے سجدہ کروں؟ اس نے کہا کہ سجدہ کے قصد سے اشارہ کر دے برصیصا نے اشارے کے ساتھ سجدہ کیا اور اپنی زندگی کے آخری لمحات میں یوں کفر اختیار کیا پھر چند لمحوں کے بعد اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا گیا۔ جامع الدرر

دیگر کافی مفسرین نے بھی اس آیت کے ذیل میں یہ واقعہ درج کیا ہے۔

ادب پر اصل غالب ہے

ایک بادشاہ نے اپنے وزیر سے پوچھا کہ آدمیت کا دارومدار اصل اور نسب پر ہے یا تعلیم اور ادب پر۔ وزیر نے کہا اصل اور نسب پر ہے اور ادب و تعلیم فرع ہے۔ بادشاہ نے کہا کیا اس پر آپ کے پاس کوئی دلیل بھی ہے؟ وزیر نے یہ ثبوت پیش کرنے کے لئے چالیس روز کی مہلت طلب کی۔ پھر ایک بلی پکڑی اور اسے شمع اٹھانے کی تعلیم دی چالیسویں رات بلی کو بادشاہ کی محفل میں پیش کیا وہاں فانوس اور شمعیں اس محفل میں موجود تھیں وزیر نے بھی ایک شمع طلب کی اور بلی کو پکڑا دی چونکہ بلی کو یہ تعلیم دی گئی تھی وہ بھی ایک جگہ شمع لے کر بیٹھ گئی بادشاہ نے وزیر کو کہا کہ بلی کے ماں باپ نے کہاں شمع داری کی تھی لہٰذا شخص کا اعتبار تعلیم پر ہوگا وزیر اس محفل سے باہر نکل گیا اور اپنے غلام کو کہا کہ چند چوہے پکڑ کر اس محفل میں چھوڑ دے جب بلی کی نظر چوہوں پر پڑی فوراً شمع پھینک دی اور چوہوں کے پیچھے دوڑ پڑی وزیر نے بادشاہ کو عرض کیا آپ نے دیکھ لیا کہ طبیعت اصلی ادب مصنوعی پر غالب آگئی ہے۔ ریاض الحکایات۔

مرغ کتا اور گیدڑ

ایک مرغ اور کتا کی باہمی دوستی ہوگئی یہ صحرا میں ایک درخت کے نیچے آئے جب رات ہوئی مرغ درخت کے اوپر چلا گیا اور کتا درخت کے نیچے رہ گیا اور سو گئے جب سحر ہوئی مرغ نے فریاد کی یعنی اذان دی۔ جب گیدڑ نے اس کی آواز سنی درخت کے قریب آیا اور کہا اے مؤذن نیچے آ کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کریں مرغ نے کہا کہ امام جماعت درخت کے نیچے سویا ہوا ہے اسے بیدار کرو پھر وضو کریں گیدڑ آگے

ہوا تو کتے کو دیکھا کتا جاگ پڑا اور اس کے پیچھے دوڑا گیدڑ بھاگ گیا۔ مرغ نے آواز دی کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا وضو تازہ کرنے جا رہا ہوں۔ ریاض الحکایات۔

کتے نے اپنی جان کیسے قربان کی

حیوٰۃ الحیوان میں ابن جوزی سے منقول ہے۔ کہ ایک آدمی نے اپنے سفر میں ایک جگہ قبہ دیکھا جو بہت عمدہ بنایا گیا تھا اس پر لکھا ہوا تھا کہ جو آدمی یہ معلوم کرنا چاہے کہ اس قبہ کے تعمیر کرنے کی کیا وجہ ہے اس بستی میں داخل ہو کر بستی والوں سے سوال کرے وہ اس بستی میں داخل ہوا اس نے ہر شخص سے یہ سوال کیا آخر ایک بہت ضعیف جس کی دو سو سال کے قریب عمر تھی کے پاس گیا اس نے کہا میرے باپ نے مجھے یہ خبر دی تھی کہ اس جگہ ایک بادشاہ تھا اس کا ایک کتا تھا وہ ہر وقت سفر حضر۔ سونے کے وقت اور بیداری میں اس کے پاس رہتا تھا اس کی ایک بیٹی تھی جو گنگ اور زمین گیر تھی ایک روز بادشاہ نے حکم دیا کہ کتے کو باندھ دیا جائے اور یہ میرے ساتھ نہ آئے پھر باورچی کو حکم دیا کہ دودھ کے ساتھ طعام تیار کرے باورچی نے کھانا تیار کیا پھر بغیر ڈھکنے کے اس کتے اور لڑکی کے سامنے رکھ دیا اور خود کسی کام میں مصروف ہو گیا اتفاقاً ایک سانپ آیا اس نے کھانے سے کچھ کھایا پھر اسی برتن میں قے کر دی اور چلا گیا جب بادشاہ واپس آیا کھانا طلب کیا یہ کھانا اسے پیش کیا گیا اس کی گنگ بیٹی نے ہاتھ زمین پر مار کر اشارے کئے کہ بادشاہ یہ کھانا نہ کھائے بادشاہ نہ سمجھ سکا اور لقمہ اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا کتے نے واویلا شروع کر دیا اس چیخ میں ہلاکت کے قریب ہو گیا بادشاہ متعجب ہوا اور حکم دیا کہ اسے کھول دیا جائے بادشاہ اپنے منہ میں نوالہ ڈالنا چاہتا تھا کتا آگے آیا اور بادشاہ کے ہاتھ سے لقمہ گرا دیا بادشاہ غصہ ہوا چاہا اسے ماروں کہ کتے نے برتن میں منہ ڈالا اور وہ نذا کھائی اور فوراً مر گیا اور اس کا گوشت گر پڑا۔ بادشاہ متعجب ہوا اور بیٹی کی طرف رخ کیا بیٹی نے اشارے کے ساتھ سانپ کی تفصیل سمجھائی بادشاہ نے باورچی کو کھانا ڈھانک کر نہ رکھنے پر سرزنش کی پھر حکم دیا کہ اس کتے کو دفن کر دیا جائے اور اس پر شاندار قبہ تعمیر کر دیا جائے تاکہ یہ قبہ دیکھنے والے اس کی وفاداری اور جانثاری سے سبق حاصل کریں۔ ریاض الحکایات۔

ہرن اور کتے کی گفتگو

ایک روز ایک کتا ایک ہرن کے پیچھے اسے پکڑنے کے لئے

دوڑ رہا تھا ہرن نے پیچھے دیکھا اور کہا اے کتے اپنے آپ کو بیہودہ زحمت میں کیوں ڈالتے ہو تم مجھے نہیں پہنچ سکتے کیوں کہ تم ہڈیوں کے لئے بھاگ رہے ہو اور میں اپنی جان کے لئے۔ ہڈیوں کا طلب گار جان کے طلب گار کو ہرگز نہیں پہنچ سکتا۔ ریاض الحکایات

شیر اور کتے کا مقابلہ ایک دفعہ ایک کتا ایک شیر کے پاس آیا اور کہا آؤ ہم دونوں کشتی کریں شیر نے اس کی بات آئی گئی کر دی اور ذرا بھی ملتفت نہ ہوا کتے نے کہا میں اب صحرا کے حیوانوں کے پاس جاتا ہوں انہیں بیان کرتا ہوں شیر مجھ سے ڈر گیا ہے شیر نے کہا ان حیوانوں کا طعنہ اور ملامت میرے لئے بہتر ہے اس سے کہ شیر مجھے ملامت کریں کہ تو کیسا شیر ہے کہ کتوں کے ساتھ کشتی کرتا ہے۔ ریاض الحکایات

گوسفند کو کتا یقین کر کے چھوڑ دیا ایک دفعہ ایک سادہ لوح اصفہان میں گوسفند خرید کر گھر آ رہا تھا اصفہان کے غنڈوں نے اس کی سادہ لوحی سے فائدہ اٹھانا چاہا اور یہ تدبیر کی کہ بغیر کسی عدالتی تدبیر کے اس سے گوسفند حاصل کریں۔ ایک آگے آیا اور کہا اے فلاں یہ کتا کہاں لے جا رہے ہو؟ اس نے کہا جاؤ شوخی مت کرو یہ گوسفند ہے جب کچھ فاصلہ مزید طے کیا دوسرے نے کہا اے فلاں اس کتے کو کیا کرو گے؟ اس نے کہا یہ کتا نہیں گوسفند ہے لیکن اس کے دل میں وہم پیدا ہو گیا کہ شاید یہ کتا ہو چند قدم آگے چلنے کے بعد تیسرے آدمی نے کہا خیال کرنا کہ یہ کتا تمہیں کاٹ نہ لے آدمی نے کہا سبحان اللہ میں نے اسے گوسفند سمجھ کر خریدا ہے جب یہ سب کہتے ہیں کہ یہ کتا ہے اس نے یقین کر لیا اور گوسفند کو رہا کر دیا۔ جب وہ دُور ہو گیا غنڈوں نے پکڑا اور کباب تیار کئے۔ ریاض الحکایات۔

دروغ بر خدا ایک آدمی بہت بدصورت اور قبیح تھا ایک دفعہ اس کا بیٹا گھر سے باہر آیا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا تمہارا باپ کیا کر رہا ہے؟ اس نے کہا خدا پر دروغ گوئی کر رہا ہے لوگوں نے کہا یہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ اس نے ہاتھ میں آئینہ پکڑا ہوا ہے اور کہہ رہا ہے۔ الحمد للہ الذی احسن خلقی وصورتی۔ ریاض الحکایات۔

بڑھیا کے لئے خاوند کی پیش کش ایک جوان اپنی ضعیفہ والدہ کو پکڑ کر لے جا رہا تھا کسی نے اس سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اور اسے کہاں لیکر

جا رہے ہو؟ اس نے کہا میری والدہ ہے بیوہ ہے بیمار ہے اور اسے حکیم کے پاس لے کر جا رہا ہوں اس نے کہا اس کا کسی کے ساتھ عقد کرا دو تندرست ہو جائے گی نوجوان نے برا منایا لیکن والدہ نے کہا کہ اے بیٹے معلوم ہوتا ہے یہ شاہی طبیب ہے جو پوری پوری مہارت اور علم رکھتا ہے مقصد یہ کہ اس ضعیفہ نے یہ رائے پسند کی۔ ریاض الحکایات

دانیال کا فیصلہ

جناب امیرالمومنینؑ نے ایک فیصلہ فرمایا اور دانیال کے فیصلے کا حوالہ دیا۔ حاضرین نے اس فیصلہ کی تفصیل چاہی آپ نے فرمایا دانیال ایک یتیم بچہ تھا اور بنی اسرائیل کی ایک ضعیفہ کی سرپرستی میں تھا اس دور میں بنی اسرائیل کا ایک بادشاہ حکمرانی کرتا تھا اس کے دو قاضی تھے ان دونوں قاضیوں کی ایک نیک شخص کے ساتھ گہری دوستی تھی۔ کبھی کبھی یہ مرد صالح بھی بادشاہ کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ اتفاقاً بادشاہ کو کسی معتمد کو کسی مہم پر روانہ کرنے کی ضرورت پیش آئی دونوں قاضیوں نے اس مرد صالح کی معرفی کرانے کے بعد سفارش کی بادشاہ نے اسے مہم پر روانہ کر دیا روانگی کے وقت یہ نیک مرد ان قاضیوں کے پاس آیا اپنی زوجہ کو جو بہت عفیف اور پاکدامن تھی کو بطور امانت و حفاظت سپرد کیا اور تقاضا کیا کہ اس کی دیکھ بھال کرتے رہیں اور اس کی وضع اور کردار سے مطلع رہیں ایک روز دونوں قاضی اس کی دیکھ بھال کے لئے اس کے گھر آئے جونہی ان کی نگاہ اس مرد صالح کی زوجہ پر پڑی اس پر فریفتہ ہو گئے کیونکہ وہ عورت بہت خوبصورت تھی ان کے دل اس قدر مائل ہو گئے کہ وہیں ہمخوابگی کی کوشش کی لیکن یہ نیک عورت سخت مانع ہوئی ان دونوں نے کہا اگر تو رضامند نہ ہوئی تو ہم بادشاہ کے سامنے تمہارے زانیہ ہونے کی شہادت دیں گے اور تمہیں سنگسار کرائیں گے لیکن وہ رضامند نہ ہوئی پھر انہوں نے بادشاہ کو اطلاع دی کہ فلاں عورت نے زنا کیا ہے اور ہم خود اس کام کے گواہ ہیں بادشاہ یہ سن کر بہت افسردہ ہوا اور کہا میں تم دونوں کی گواہی قبول کرتا ہوں لیکن اجرائے حکم کے لئے تین دن کی مہلت دی جائے تیسرے روز رجم کی رسم قرار پائے گی اسی ضمن میں شہر میں منادی کرا دی گئی کہ فلاں روز فلاں کی زوجہ کو اس عمل بد کے سبب سنگسار کیا جائے گا۔ تمام اشخاص کو اطلاع دی جاتی ہے۔ بادشاہ نے خفیہ طور پر اپنے وزیر کو کہا کہ اس واقعہ کے ضمن میں آپ کی فکر کیا کہتی ہے میرا خیال ہے اس عورت نے گناہ نہیں کیا ہے وزیر نے بھی اس کے ساتھ اتفاق کیا تیسرے

روز وزیر اپنے گھر سے نکل کر گلی میں داخل ہوا دانیال کم عمر بچہ تھا لڑکوں کے درمیان کھیل رہا تھا جونہی اس کی نظر وزیر پر پڑی تمام بچوں کو اپنے گرد جمع کیا اور کہا اے بچو! میں بادشاہ ہوں ایک کو صالح مرد کی عورت قرار دیا اور دو بچوں کی بطور دو قاضی معرفی کرائی اور اونچی جگہ پر بعنوان تخت بادشاہی بیٹھ گیا اور تلوار اپنے ہاتھ میں پکڑ لی۔ دونوں قاضیوں میں سے ایک کو کہا اب تو شہادت دے کہ کس روز کس مقام پر اور کس شخص کے ساتھ تم نے اس عورت کو منافی عصمت مشغول دیکھا ہے قاضی نے گواہی دی وقت۔ شخص اور مقام کی تعیین کی۔ اب دوسرے قاضی کو بلایا اور کہا مبادا کہ تو دروغ گوئی کرے میں اس تلوار کے ساتھ تمہارا سر تن سے جدا کردونگا وزیر یہ ماجرا بڑی توجہ سے مشاہدہ کر رہا تھا لیکن دوسرے قاضی نے جو بیان دیا پہلے کے بالکل خلاف تھا اب دانیال نے بچوں کی طرف منہ کیا اور کہا اللہ اکبر یہ دونوں قاضی دروغ گو ہیں اب دونوں کو قتل کردو۔ وزیر نے جب بچوں کا فیصلہ سنا فوراً بادشاہ کے پاس گیا تمام داستان کی تفصیل سنائی۔ بادشاہ نے فوراً دونوں قاضیوں کو حاضر کیا۔ دونوں میں دانیال کی طرح جدائی ڈال دی پھر ان سے توضیح چاہی دونوں نے ایک دوسرے کے خلاف بیان دیا صحیح واقعہ ظاہر ہوگیا پھر اعلان کیا کہ لوگ جمع ہو جائیں کہ ان دونوں قاضیوں کو خیانت کے جرم میں قتل کیا جائے گا۔ جامع الدرر

یہ واقعہ درج کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قارئین کو معلوم ہو جائے کہ یہ قاضی تھے اور وہ پاکدامنہ ان کے پاس امانت تھی یہ اسے بے قصور سنگسار کرا رہے تھے۔ چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی خسر الدنیا والآخرۃ۔ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے۔ انشاء کئی پیش آمد مقامات پر یہ فیصلہ رہبری کرے گا۔

بادشاہ کی آنکھ کا علاج کر کے داماد بننے والے کی داستان

بحار الانوار میں حمزہ ثمالی سے روایت ہے ایک شخص جو انبیاء کی اولاد سے تھا بہت دولت مند تھا اور اپنی دولت کو اللہ کی راہ میں فقراء اور غرباء میں خرچ کرتا رہتا تھا اس کی وفات کے بعد اس کی بیوہ بھی اسی طرح تقسیم کرتی رہتی تھی اس کا ایک بیٹا تھا جو جس آدمی کو دیکھتا وہ اس کے باپ کے لئے طلب رحمت کرتا تھا۔ یہ لڑکا اپنی ماں کے پاس آیا عرض کی میرا باپ کیا کرتا تھا کہ میں جسے دیکھتا ہوں میرے باپ کے لئے طلب رحمت

کرتا ہے کہا تیرا باپ ایک نیک انسان تھا اور بہت مالدار تھا اور تمام مال فقراء اور غرباء پر خرچ کرتا تھا جب وہ فوت ہوگیا تو میں بھی بالکل اسی طرح مال خرچ کرتی رہی۔ اب تمام مال خرچ ہوچکا ہے۔ اس جوان نے عرض کیا کہ میرا باپ تو اپنا مال خرچ کرتا تھا اور آپ غیر کا مال خرچ کرتی رہی ہیں اس نے کہا کہ بیٹا تم سچ کہہ رہے ہو لیکن بیٹے! میں اس گمان غالب میں تھی کہ تو مجھ سے مواخذہ نہ کرے گا واقعی اس مال کا مالک تو تھا۔ بیٹے نے کہا اماں! میں نے یہ مال آپ کو بخشا اور معاف کیا اب یہ بتاؤ کہ باپ کے مال سے کوئی شے باقی ہے؟ کہا ہاں سو درہم باقی ہیں۔
کہا اگر خدا نے چاہا تو اسی سو درہم میں برکت عطا فرمائے گا اس نے یہ سو درہم لئے اور اللہ کی نعمت اور فضل کے طلب میں روانہ ہوگیا اس کا گزر ایک جنازے کے پاس ہوا اپنے دل میں سوچا کہ میں ان دراہم کے ساتھ تجارت کروں یعنی آخرت کی جزا طلب کروں چنانچہ اس نے اسی درہم اس میت کی تجہیز و تکفین پر خرچ کردیئے اور کہا اگر اللہ نے چاہا تو وہ ان بیس درہموں میں برکت دے گا پس اللہ کے فضل و برکت کی طلب میں روانہ ہوا ایک جوان اس کے سامنے آیا اور کہا کہاں جارہے ہو؟ اس نے کہا اللہ کے فضل و برکت کی طلب میں جارہا ہوں۔ کہا کیا کوئی چیز پاس ہے کہ تم اللہ کا فضل و برکت چاہتے ہو؟ کہا ہاں بیس درہم پاس ہیں کہا اگر میں تیری معاونت کروں تو کیا نفع میں مجھے شریک کروگے جوان نے کہا ضرور۔
کہا اے جوان! آپ اس رستے ایک گھر پہنچیں گے وہ تمہاری ضیافت کریں گے تم قبول کرلینا۔ جب تو ان کے گھر میں بیٹھے گا تو خادم تمہارے لئے کھانا لے آئے گا اور اس کی ایک سیاہ بلی ہوگی پس اس خادم سے یہ بلی خرید لینا اور ذبح کرلینا اور اس کے سر کو جلا لینا اور اس کے سر کا مغز نکال لینا اور فلاں شہر لے جانا کہ وہاں کا بادشاہ نابینا ہوچکا ہے اور کہنا کہ بادشاہ کی آنکھ کا علاج میں کرتا ہوں لیکن اس سے قبل جن لوگوں نے علاج کا دعویٰ کیا اور کامیاب نہ ہوسکے انہیں پھانسی دے دی گئی ہے تم کثرت مقتولین سے ہرگز نہ ڈرنا اور وہ جو چاہیں ان کے ساتھ تین دن کی شرط اور وعدہ کرلینا اور ہر روز صرف ایک ہی سلائی اس گربہ کے بھیجے مغز کی اس کی آنکھ میں پھرانا زیادہ نہیں۔ پس وہ جوان روانہ ہوا پس جس طرح اس شخص نے کہا تھا ایسا ہی ہوا۔ پہلے روز ایک سلائی بادشاہ کی آنکھ میں پھیری نفع۔ خوبی اور بہبودی کے آثار حاصل

اور ظاہر ہوئے دوسرے روز اس کی آنکھ فی الجملہ بینا ہوگئی اور تیسرے روز پہلے کی طرح بینائی آگئی۔ بادشاہ نے کہا اے جوان! اب تیرا مجھ پر عظیم حق ہے میں اپنی بیٹی کا عقد تمہارے ساتھ کرتا ہوں جوان نے کہا میری ماں ہے اور وہ میرے جُدا ہونے پر راضی نہ ہوگی۔ بادشاہ نے کہا تمہاری مرضی پر منحصر ہے یہاں رہو یا اپنی ماں کے پاس چلے جاؤ پس بادشاہ نے اپنی بیٹی کی تزویج کر دی اور ایک سال وہاں قیام کیا پھر اس کے بعد اپنی زوجہ سمیت اپنی ماں کے پاس جانے کا ارادہ کیا اس نے جو چاہا بادشاہ نے عطا کیا یہ اپنی زوجہ کے ساتھ روانہ ہوا جب اس مقام پر پہنچا کہ جہاں ایک شخص سے ملاقات ہوئی تھی دیکھا کہ وہ وہیں کھڑا ہے اس نے کہا کہ جو میرے ساتھ شرط کی تھی وہ وفا کرو فیصلہ یہ ہوا کہ جو حاصل کیا ہے اسے دو برابر حصوں میں تقسیم کیا جائے کہا اب لاؤ جو کچھ حاصل کیا ہے نصف کریں جوان نے کہا اب جو کچھ میرے پاس ہے بیشک دو برابر حصوں میں تقسیم کرلو اور جو تمہاری مرضی ہو اپنے لئے اختیار کرلو کہا اپنی زوجہ کا کیا کرو گے؟ کہا اسے بھی دو حصوں میں تقسیم کرلیں گے پس اس شخص نے کہا تم نے اپنا عہد وفا کیا یہ تمام مال اور زوجہ تمہارا مال ہے میں تو ایک فرشتہ ہوں کہ اللہ نے مجھے بھیجا تھا کہ تیرے اس میت پر احسان اور تمہارے ماں باپ کی نوازشات کی جزا دوں یہ ہے اعمال خیر کی جزا ہمیں بھی جہاں تک ممکن ہو نیک کام انجام دینے چاہئیں کہ اسی طرح دنیا و آخرت میں اچھی جزا نصیب ہو۔ جامع الدرر

لقمۂ نان کی برکت (صدقہ)

وسائل الشیعہ میں ثواب الاعمال سے امام رضاؑ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں شدید قحط نمودار ہوا ایک عورت روٹی کا لقمہ اپنے منہ میں ڈالنا چاہتی تھی کہ ایک سائل نے آواز دی یا امۃ اللہ الجوع اللہ کی کنیز میں بھوکا ہوں اس عورت نے سوچا کہ اس وقت بہتر یہی ہے کہ اپنے اس ٹکڑے کو صدقہ کر دوں پس اس نے وہ لقمہ اپنے منہ کے قریب سے ہٹا کر سائل کو دے دیا۔ اس عورت کا چھوٹا سا بچہ تھا اسے صحرا میں ساتھ لے گئی کہ لکڑیاں جمع کرے ناگاہ بھیڑیئے نے اس کے بچے کو پکڑا اور روانہ ہوگیا۔ لوگوں کی چیخ و پکار بلند ہوئی ماں بھیڑیئے کے پیچھے بھاگی پس اللہ نے جبرئیل کو بھیجا اس نے بچے کو اس بھیڑیئے کے

منہ سے نکال لیا اور ماں کے سپرد کر دیا اور اس عورت کو کہا گیا تو راضی ہوئی ایک لقمہ کے بدلے ایک لقمہ پر کہ ایک لقمہ دیا اور ایک لقمہ وصول کر لیا۔ نتیجہ یہ کہ صدقے کے ایک نوالے کی برکت نے بچے کو بھیڑیئے کے منہ سے بچا لیا۔ جامع الدرر

سبکتگین کا ہرنی کے بچے پر رحم

ثمالی الاخبار میں ہے کہ سبکتگین سلطان محمود کا باپ ایک شکاری انسان تھا اس کے پاس دنیا کی کوئی شے نہ تھی بغیر ایک گھوڑے کے۔ ایک روز سوار ہو کر شکار کی غرض سے روانہ ہُوا دوران راہ ایک ہرن کے بچے کا شکار کیا اور اسے گھوڑے کی زین کے ساتھ باندھ لیا۔ اور واپس ہوا کچھ فاصلے کے بعد جو پیچھے مڑ کر دیکھا تو اس کے پیچھے ہرنی آ رہی تھی جو زبانِ حال سے کہہ رہی تھی کہ اے جوان یہ بچہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے براہ خدا اسے رہا کر دو۔

پس سبکتگین پر ہرنی کی یہ حالت دیکھ کر رقت طاری ہو گئی اور دل نرم ہو گیا اپنے دل میں کہا کہ اگرچہ یہ ہرن کا بچہ میرے لئے ہے تو حلال اور مباح لیکن اس کی ماں پر رحم کرنا اس سے بہتر ہے بچے کو زمین پر چھوڑ دیا اور وہ ماں کے ساتھ چلا گیا ہرنی اپنا منہ اور تھوتھنی خاک پر رگڑتی تھی گویا کہ اپنی زبان میں دعا دے رہی تھی۔ جب رات ہوئی تو سبکتگین نے خواب میں پیغمبر محمدؐ کو دیکھا آپ نے فرمایا کہ آج جو تم نے ہرنی کے بچے پر رحم کیا اس کے بدلے خدا نے تمہیں سلطنت عطا فرمائی ہے رعایا پر بھی اسی طرح رحم کرنا چاہیئے تاکہ تمہاری بادشاہی مستحکم ہو جائے زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ سبکتگین کو بادشاہی مل گئی۔

ہاں یہ رحم کرنا ہے ایک حیوان پر اگر ایک انسان پر جو اشرف المخلوقات ہے پر رحم کا اجر کتنا عظیم ہو گا پس اے برادر عزیز جہاں تک ممکن ہو اللہ کے بندوں کے ساتھ نیکی کر دچاہے وہ قدر دانی کریں یا نہ۔ جامع الدرر

بلّی پر رحم موجب بخشش

خزائن زاتی میں ہے ایک آدمی نے اپنے ایک رفیق کو اس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا۔ سوال کیا اللہ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا۔ عرض کیا مجھے اللہ کے حضور پیش کیا گیا خطاب ہوا تمہیں معلوم ہے کہ کس عمل کے سبب تمہاری بخشش ہوئی میں نے عرض کیا میرے اعمالِ صالح

کے بدلے۔ فرمایا نہیں پھر عرض کیا میری مخلصانہ بندگی کے بدلے۔ خطاب ہوا نہیں۔ پھر میں نے عرض کیا فلاں فلاں کے بدلے۔ خطاب ہوا نہیں ان میں سے کسی ایک کے بدلے تمہیں نہیں بخشا۔ میں نے عرض کیا تو پھر کس چیز کے بدلے مجھے بخشا اور معاف کیا ہے۔ خطاب ہوا کیا تمہیں یاد ہے تم نے ایک دفعہ ایک چھوٹی سی بلی کو دیکھا کہ سردی نے اسے عاجز اور نڈھال کر دیا تھا اور وہ شدت سرما سے دیوار کی پناہ لے رہی تھی پس تم نے اسے پکڑا اور اپنی پوستین میں جگہ دی کہ وہ سردی سے بچ جائے۔ میں نے عرض کی ہاں۔ فرمایا چونکہ تم نے اس بلی پر رحم کیا تھا ہم نے بھی اس کے بدلے تم پر رحم کیا۔ ہاں یہ ہے اثر خداوند سبحان کی مخلوقات پر رحم کرنے کا۔ خداوند عالم ہمیں بھی موفق فرمائے۔ جامع الدرر

پیاسے کتے کو پانی پلانے کا اجر

ابواب الجنان میں ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بہت گنہگار اور فاسق تھا ایک دفعہ وہ سفر پر روانہ ہوا ایک کنوئیں کے پاس پہنچا دیکھا کہ ایک کتے کی پیاس کی وجہ سے زبان نکلی ہوئی ہے۔ کتے کی یہ حالت دیکھ کر اس کا دل بھر آیا کوئی ڈول یا رسی تو اس کے پاس تھی نہیں عمامہ سر سے اتارا اور ایک کاسے کو اس کے ساتھ باندھ کر کوئیں سے پانی نکالا اور اس کتے کو سیراب کیا پس اس زمانے کے پیغمبر کو خطاب ہوا کہ میں نے اس کی سعی قبول کی اور میری مخلوق پر شفقت کے سبب اس کے گناہ معاف کئے پس جب یہ خبر اس شخص کو ملی اپنے گناہوں سے توبہ کی اور نیک بن گیا یہ ہے اثر ترحم کا۔ پس رحم کرنا نیکی ہے اگرچہ حیوان کے ساتھ ہو۔ جامع الدرر

ایک غلام اور کتا

مناقب سید الشہداؑ میں ہے۔ سید الشہداء نے فرمایا کہ میں نے ایک غلام کو دیکھا کہ وہ کتے کے ساتھ غذا کھا رہا ہے میں نے اس غلام کو کہا کہ تم کتے کے ساتھ غذا کیوں کھا رہے ہو؟ عرض کی یا ابن رسولؐ اللہ میں محزون و مغموم ہوں۔ اور اس کتے کو مسرور کر کے خود مسرور رہنا چاہتا ہوں پس حضرت نے دو سو درہم جو اس غلام کی قیمت تھی اس یہودی کو دی۔ یہودی نے کہا یہ غلام آپ کے قدموں کے فدا۔ اور میں یہ باغ بھی اس غلام کو بخشتا ہوں اور اسے حضرتؑ کے ہمراہ کر دیا اور حضورؑ نے اس غلام کو آزاد کر دیا اور اس کی قیمت بھی دو سو درہم اسے عطا فرمائے جب یہودی کی زوجہ کو یہ معلوم ہوا اسلام

لے آئی اور اپنے شوہر کو مہر معاف کر دیا پھر یہودی بھی مسلمان ہو گیا اور اپنی تمام منزل اپنی زوجہ کو بخش دی۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ ایک کتے پر احسان جب اس قدر خاصیت رکھتا ہے تو مومن کے ساتھ احسان کی قدر و منزلت کیا ہو گی۔ جامع الدرر

عورت نے پیاسے کتے کو پانی پلایا۔ اجر

دمیری نے حیوۃ الحیوان میں مسلم سے روایت کی ہے کہ پیغمبرؐ خدا نے فرمایا ایک عورت کا بیابان سے گزر ہوا اس پر پیاس کا غلبہ ہوا۔ وہ ایک کوئیں میں گئی، اور اپنے آپ کو سیراب کیا اور نکل آئی اس نے دیکھا کہ ایک کتا شدت عطش کی وجہ سے نمناک خاک کھا رہا ہے دل میں کہا جس طرح مجھ پر تشنگی غالب تھی اس حیوان پر بھی اسی طرح غالب ہے کہ مٹی کھا رہا ہے وہ دو دفعہ کوئیں میں گئی اپنے ہاتھوں کے ساتھ پانی منہ میں ڈال کر محفوظ کر لیا اور کنوئیں سے باہر آئی اور کتے کے منہ میں ڈالا یہاں تک کہ وہ سیراب ہو گیا پس خداوند عالم نے اسی عمل کی وجہ سے اس کی بخشش فرما دی اصحاب نے عرض کی یا رسولؐ اللہ کیا حیوانوں کو پانی پلانے میں ہمارے لئے اجر ہے ؟ فرمایا ہر پیاسے کو پانی پلانے میں اجر ہے۔ جامع الدرر

زنِ زانیہ کے پیاسے کتے کو پانی پلانے کا اجر

لئالی الاخبار میں پیغمبرؐ خدا سے روایت ہے کہ جب میں شبِ معراج بہشت میں داخل ہوا تو دیکھا کہ ایک زانیہ عورت بہشت میں ہے میں نے سوال کیا کہ یہ کس عمل کی وجہ سے بہشت میں ہے بتایا گیا کہ یہ عورت ایک دفعہ ایک پیاسے کتے کے پاس سے گذری کہ اس کی زبان پیاس کی وجہ سے باہر نکلی ہوئی تھی پس اس نے اس پر رحم کیا اور اپنے لباس کو ایک کوئیں میں ڈالا اور پانی باہر لائی اور پھر اس کتے کے منہ میں پانی نچوڑا کہ سیراب ہو گیا اللہ نے اس حیوان کی خدمت کے بدلے میں جہنم سے اس کا مقام تبدیل کر کے بہشت میں جگہ دے دی۔ یہ ہے نتیجہ اللہ کی مخلوق کی خدمت کرنے کا۔ جامع الدرر

عرض مؤلف :- یہ حیوانات کی خدمات کے صلہ میں جنت میں جانے اور بخشش پانے والی مندرجہ بالا تمام حکایات کتب عامہ میں بھی موجود ہیں لیکن بہت افسوس کے ساتھ تحریر کرنا پڑتا ہے کہ جب جنت اور بخشش اتنی سستی ہے تو رحمت للعالمین کے والدین

اور ان کے حقیقی چچا اور مربی حضرت ابو طالب کو مسلمان کیوں زبردستی جہنم رسید کرتے ہیں حالانکہ اسس محسن رسالت نے ۱۰ البعثت (جبکہ پیغمبرؐ خدا کی عمر ۵۰ سال تھی) یعنی حضورؐ کی پیدائش سے اپنی وفات تک اپنی ذات اور اولاد پر جس طرح انہیں مقدم رکھا تو تیرحی دی تاریخ کے اوراق گواہ ہیں۔ مقام تعجب ہے۔ بہرکیف مندرجہ بالا حکایات چونکہ منقول ہیں اس لئے اخلاقیات کے ضمن میں لکھ دیئے ہیں اور یہ عظیم اجر رکھتے ہیں لیکن جنت کے لئے بنیادی چیز وہ ہے جس کا فیصلہ قرآن نے کر دیا ہے۔ ان الّذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک اصحب الجنۃ۔ یعنی جنت میں جانے کے لئے صحیح اعتقاد اور عمل صالح کی شرط ہے۔

میاں بیوی کی گفتگو

ایک عورت نے اپنے خاوند سے کہا میں کیا کروں کہ تم مجھ سے راضی ہو جاؤ گے مرد نے کہا سچی بات یہ ہے کہ تم مر جاؤ تو میں راضی ہو جاؤں گا۔ نتیجہ واضح ہے وضاحت کی ضرورت نہیں۔ ریاض الحکایات

شاعر اور اس کی زوجہ

ایک شاعر نے فارسی کا یہ شعر پڑھا: زن و اژدھا ہر دو در خاک بہ۔ جہاں پاک ازیں ہر دو ناپاک بہ۔ مطلب واضح ہے کہ عورت اور اژدہا دونوں کے سر پر مٹی۔ یہ دونوں زمین میں دفن ہو جائیں تو اچھا ہے یہ دونوں ناپاک نہ ہوں تو سارا جہاں پاک ہے۔ ایک عورت نے جب یہ شعر سُنا تو شاعر کی بیوی کو یہ شعر سُنایا جب وہ غریب گھر آیا اسس کی زوجہ نے ڈنڈا ہاتھ میں پکڑا اور اسس پر حملہ کر دیا بیچارے شوہر نے کہا میں نے کیا جرم کیا ہے؟ اس نے کہا تم نے اس طرح شعر کیوں کہا ہے۔ اور عورتوں کی ہجو کی ہے؟ اس نے کہا میں نے ایسا نہیں کہا بلکہ میں نے تو یوں کہا تھا۔ زن و اژدہا ہر دو پیغمبرند۔ فرستادۂ حضرت داورند۔ کہ زن اور اژدہا دونوں پیغمبر ہیں اور یہ خداوند عالم کے فرستادہ ہیں۔ ریاض الحکایات

مولانا مہدی نراقی وادی السلام میں

دارالسلام عراق میں جناب مولانا مہدی النراقی نور اللہ مرقدہٗ نقل فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ نجف اشرف میں سخت قحط پڑا اور میں عیالدار تھا مجھ پر امر بہت سخت ہو گیا ایک روز میں وادی السلام میں چلا گیا کہ مومنین کی زیارت سے اپنا ہم و غم برطرف کروں ناگاہ میں نے بالکل

بیداری میں دیکھا کہ ایک جنازہ وادی السلام لاکر داخل کیا گیا ایک ایسے وسیع باغ میں کہ جس کی زبان کے ساتھ توصیف ناممکن ہے پھر اسے ایک قصر عالی میں داخل کیا گیا جو قسم قسم کی زینتوں سے مزین تھا کہ وصف کرنے والے اس کی تعریف سے عاجز ہیں۔ بیان فرماتے ہیں کہ میں بھی اس قصر میں ان کے پیچھے داخل ہوا میں نے دیکھا کہ ایک جوان سلاطین کے لباس میں مرصع کرسی پر تشریف فرما ہیں جب ان کی نگاہ مجھ پر پڑی تو سلام کیا اور میرے نام کے ساتھ مجھے آواز دی اور اپنی طرف آنے کی دعوت دی اور میری تعظیم کے لئے اپنی جگہ سے حرکت کی میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے پہلو میں بٹھایا اور میری بہت زیادہ تعظیم و تکریم کی اور فرمایا آپ مجھے پہچانتے ہیں میں نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا میں صاحبِ جنازہ ہوں کہ بالکل ابھی اپنے شہر سے برزخ بہشت میں لے آئے ہیں جب میں نے ان کی یہ کلام سنی تو میرا حزن والم برطرف ہوگیا اور میں نے اس بہشت برزخ میں گردش شروع کردی ناگاہ میں نے اپنے والدین اور دیگر رشتہ داروں کو ان محلات میں بیٹھے ہوئے دیکھا پس انہوں نے بہت سرور اور فرح کے ساتھ میرا استقبال کیا اور اپنے رشتہ داروں کا حال پوچھا میں نے جواب کے دوران اپنے بال بچوں کے فقر و تنگدستی کا ان کے ساتھ ذکر کیا پس میرے باپ نے ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا جس میں چاول تھے فرمایا یہاں سے جتنے چاول لے جا سکتے ہو اٹھالو۔ پس میں بہت خوش ہوا اور اس قبہ یعنی کمرے میں داخل ہوگیا میں نے اپنی عبا بچھائی اور اسے چاولوں سے پُر کرلیا اور نجف اشرف آگیا بہت مدت اس کے ساتھ گزر اوقات کرتا رہا اور اس سے کچھ کم نہ ہوا آخرالامر میرے گھر والوں نے التجا کی اور میں نے سارا واقعہ بیان کردیا پھر جس وقت میں ان چاولوں کے پاس پہنچا تو وہاں چاول موجود نہ تھے ہاں یہی عالم برزخ ہے اللہ کرے ہم تمام کی یہی وادی السلام جائے گاہ ہو۔ جامع الدرر

یا اللہ مفلسی سے بچائے رکھنا

كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا۔ تنگ دستی کفر کے قریب کردیتی ہے۔ بیچارہ مفلس اگر مجلس میں بات کرے تو گستاخ، چپ رہے تو بیوقوف، سچ کہے تو مفسد اور اگر عاجزی کرے تو خوشامدی ...ا ہے۔ بالفاظ دیگر مفلس کے تمام ہنر، عیوب اور نیکیاں بدی خیال کی جاتی ہیں۔ ...

شخص کا بیان ہے کہ زمانۂ امارت میں میرے باد فاسد (گوز) خارج کرنے کے وقت بھی میرے خوشامدی ہم نشین الحمد للہ کہا کرتے تھے لیکن اب زمانۂ افلاس میں وہی ہم نشین چھینک آنے پر بھی "لعنت اللہ" باآواز بلند میرے سامنے کہنے سے نہیں جھجکتے اور ہر وقت میرا تمسخر اڑاتے ہیں۔ ● ایک عیب بہت سے ہنروں میں پوشیدہ ہو جاتا ہے مگر افلاس کا عیب ایسا ہے جو الٹا بہت سے ہنروں کو خاک میں ملا دیتا ہے۔ یک مفلسی وصد عیب۔

● افلاس ہمدردی اور فیاضی کے وسائل دُور کر دیتا ہے اور بدی کے ساتھ مقابلہ کرنے کی قابلیت نہیں رہنے دیتا جس کے پاس نہیں پیسا۔ وہ بھلا مانس کیسا۔ اشرفی والا اشراف ہے جہاں روپیہ بولتا ہے وہاں سب خاموش ہو جاتے ہیں دولت تیرے تین نام، دولو، دولا، دولت رام ● دولتمند بیوہ کے آنسو بہت جلد خشک ہو جاتے ہیں اور اس کا نصف سہاگ قائم رہتا ہے ● دولت کے بغیر آدمی نہ صرف تنگ حال رہتا ہے بلکہ اس میں خیانت، بددیانتی، بے وفائی بے حمیتی، بے حیائی وغیرہ بہت سے کمینے اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثل ہے ایمان سب سے بڑی دولت ہے اور دولت سب سے بڑا ایمان ہے دین و دنیا کے سب عقدے دولت سے حل ہو سکتے ہیں جس طرح زمین کے سب گڑھے پانی سے بھر جاتے ہیں اسی طرح دولت سے بھی انسان کے سب عیوب ڈھک جاتے ہیں۔ سب مقصد اور عقدے حل ہو جاتے ہیں جس انسان کے پیٹ میں روٹی، تن پہ کپڑا اور رہنے کو مکان نہیں اس سے روحانی، دماغی اور علمی ترقی کی امید رکھنا زمینِ شور میں سبزہ زار اگانا ہے کیونکہ پیٹ سَر کو مغلوب کر لیتا ہے۔

بندر اور چور

کہتے ہیں ایک صراف نے ایک بندر اپنی دوکان پر رکھا ہوا تھا کہ دوکان کی حفاظت کرے ایک دفعہ خود کسی کام کے لئے باہر چلا گیا بندر کے سامنے ایک چور آ کر بیٹھ گیا اور اپنے آپ کو نیند میں محسوس کرایا بندر کو نیند آگئی۔ چور سنار کی رقم اور سونا وغیرہ لے اڑا جب صراف واپس آیا اور وہ چیزیں دوکان میں نہ دیکھیں تو بندر کو بہت مار پیٹ کی۔ کچھ مدت کے بعد وہی چور آیا اور بندر کے سامنے بیٹھ گیا صراف پھر کہیں باہر گیا ہوا تھا۔ چور نے اپنی آنکھیں بند کر کے محسوس کرایا کہ وہ سو رہا ہے بندر نے اپنی آنکھیں اس کی طرف

رکھیں اور کوشش کے ساتھ اپنی آنکھیں کھلی رکھیں کہ سو نہ جائے پس جونہی چور مال اٹھانے کے لئے آیا بندر نے اُسے مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیا اور نہیں چھوڑتا تھا اتنے میں صراف آپہنچا اور چور کو پہچان لیا اور سابقہ چوری بھی اس سے وصول کر لی۔ ریاض الحکایات

ایک عارف اور کتا

ایک دفعہ ایک عارف ایک کتے کے پاس سے گزرے اور اپنا دامن اُوپر اٹھا لیا اور اس کتے سے احتراز کیا اللہ نے کتے کو گویائی عطا فرمائی اس نے کہا اے فلاں مجھ سے کیوں اجتناب کیا ہے؟ کہا اس لئے کہ تم شرع میں نجس ہو اس لئے تم سے بچنا لازم ہے کتے نے اُسے کہا اے فلاں اگر خدا نے مجھے نجس کیا ہے تمہیں بھی کپڑا پاک کرنے کا حکم دیا ہے اور اگر تمہارا کپڑا میرے بدن کے ساتھ لگ جائے تو یہ نجس ہو جاتا ہے تو وہ تو پانی سے پاک ہو جاتا ہے لیکن "سگ نفس" یعنی نفس کا کتا کہ جو تمہارے لباس کے اندر ہے اگر تیرا لباس اس کے ساتھ مس ہو جائے تو یہ سات دریاؤں کے پانی سے بھی پاک نہیں ہوتا تمہیں چاہیئے اپنے نفس کے کتے سے پرہیز کرو۔ ریاض الحکایات

کتے اور بلی کی گفتگو

کہتے ہیں ایک دفعہ ایک کتے نے ایک بلی کو کہا کہ باوجود بیشمار اچھی صفات کے میرا ہر جگہ مقام نہیں۔ کیا وجہ ہے تمہارے اندر ایک خوبی بھی نہیں ہے اور تو ہر جگہ آرام سے اپنا وقت گزار رہی ہے۔ بلی نے کہا کہ تو حیوان ہے ہر اجنبی اور مسافر کو آزار دینے والا اور تیری اس صفت نے تیری تمام اچھی صفات کو چھپا دیا ہے۔ ریاض الحکایات

یہودی اپنے کتے کی وجہ سے ایمان لے آیا

بحار اور مدینۃ المعاجز نے "عیون المعجزات" سید مرتضیٰ سے نقل کیا ہے کہ رسولؐ خدا ایک روز بعد از نماز صبح اپنے اصحاب کے سامنے حدیث فرما رہے تھے۔ کہ اتفاقاً سے ایک مرد سامنے آیا اور عرض کی یا رسولؐ اللہ۔ فلاں یہودی کے کتے نے میرے کپڑے پھاڑ دیئے ہیں اور میری پنڈلی زخمی کر دی ہے اور وہ مجھے نماز جماعت میں حاضر ہونے سے مانع ہے جب دوسرا دن ہوا تو ایک دوسرے مرد نے بھی اسی طرح بیان کیا۔ حضرتؐ

نے فرمایا ہم اس یہودی کے پاس چلتے ہیں کیونکہ اس کاٹنے والے کتے کا قتل واجب ہے پس حضرتؐ اس یہودی کے دروازے پر تشریف لائے آپ نے آگے ہو کر دروازہ کھٹکھٹایا یہودی نے عرض کی کون ہے آپ نے فرمایا رسولِ خداؐ تمہارے دروازے پر ہیں یہودی نے دروازہ کھولا اور عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں ہیں جبکہ آپ کے دین پر نہیں ہوں۔ تو پھر آپ کس لئے میرے گھر کے دروازے پر تشریف لائے ہیں؟ آپ نے فرمایا اپنے کتے کو باہر لاؤ کہ اس کا قتل کرنا واجب ہے کیونکہ اس نے فلاں روز فلاں کے کپڑے پھاڑے ہیں اور انہیں بھی زخمی کیا ہے یہودی اندر گیا کتے کی گردن میں رسی ڈالی اور باہر لے آیا جب کتے کی نظر آپؐ پر پڑی تو بزبان فصیح عرض کیا" السلام علیک یا رسولؐ اللہ" آپ یہاں کیوں تشریف لائے ہیں؟ اور مجھے کس لئے قتل کرنا چاہتے ہیں؟ حضرتؐ نے فرمایا اس لئے کہ تم نے فلاں اور فلاں کو تکلیف دی ہے کتے نے عرض کی کہ یہ دونوں منافق ہیں اور حضرت علیؑ کے دشمن ہیں اگر وہ ایسے نہ ہوتے تو میں ان کے قریب بھی نہ جاتا جب یہ یہاں سے گذرتے ہیں حضرت علیؑ کو دشنام دیتے ہیں اس لئے میں نے ان کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے رسولِ خداؐ نے جب یہ بات سنی تو کتے کے مالک کو فرمایا کہ اس کتے کی محافظت کرو۔ اب رسولِ خداؐ نے جو واپس ہونا چاہا یہودی آگے آیا اور رسولِ خداؐ کے قدموں میں سر رکھ دیا اور عرض کی کہ کتا آپ پر ایمان لے آیا ہے تو میں آپ پر کس طرح ایمان نہ لے آؤں پھر کلمہ پڑھا۔ ریاض الحکایات

کتے نے مالک کے قاتل کی کس طرح نشان دہی کی

حیوٰۃ الحیوان میں ہے کہ بغداد کا ایک شخص چند کتے رکھتا تھا اور ان کے ساتھ کھیلا کرتا تھا ناگاہ ایک روز کسی کام کے لئے باہر آیا ان کتوں میں سے ایک اس کے ہمراہ ہو گیا اس نے اسے واپس کرنے کی بہت کوشش کی لیکن یہ کتا واپس نہ ہوا اتفاقاً وہ آدمی ان لوگوں کے پاس آیا جو اس کے دشمن تھے جب انہوں نے اُسے تنہا پایا۔ اُسے پکڑا اور گھر لے گئے کتا بھی اُن کے پیچھے چلا گیا ان لوگوں نے اس شخص کو قتل کیا اور لاش کوئیں میں ڈال دی اور کوئیں کو ڈھانپ دیا اور کتے کو مارا اور گھر سے نکال دیا یہ کتا اپنے مالک کے گھر آیا اس نے بہت شور مچایا لیکن کسی نے پروا نہ کی اس شخص کی ماں نے دیکھا کہ

اس کا بیٹا گھر نہیں آیا ہے یقین کیا کہ وہ تلف ہو گیا ہے اس کے لئے مجلس تعزیت برپا کی اور تمام کتوں کو اپنے گھر سے نکال دیا اور اس کتے کو ہر چند مارا گیا لیکن وہ نہ گیا پس ایک روز اس کتے نے اپنے مالک کے قاتلوں میں سے ایک کو دروازے پر دیکھا اس پر جھپٹا اور اس کی پنڈلی زخمی کر دی اس آدمی کو چھڑانے کی بہت کوشش کی گئی لیکن ناکام۔ لوگ سمجھ گئے کہ یہ کتا اس قتل کی نشان دہی کر رہا ہے پس مقتول کی ماں باہر آئی اور اس شخص کو پہچان لیا کہ یہ تو اس کے بیٹے کے دشمنوں سے ہے اُسے پکڑا اور خلیفہ کے سامنے پیش کیا اور دعویٰ کیا۔ کہ یہ میرے بیٹے کا قاتل ہے اسے قید کر لیا گیا اور وہ کتا اس قید خانے سے نہ ہٹا چند دنوں کے بعد اس آدمی کو قید سے رہا کر دیا گیا جب وہ باہر نکلا کتا اسے چمٹ گیا لوگ متعجب ہوئے انہوں نے اسے چھڑانے کی کوشش کی لیکن نہ چھڑا سکے اب خلیفہ نے حکم دیا کہ اس آدمی کو آزاد کر دیا جائے اور کتا اس کے پیچھے جائے پس کتا اس کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا اور اس کے ساتھ گھر میں داخل ہو گیا اور اس کوئیں کے پاس آیا اور وہاں اس نے خاک اُڑانی شروع کی جب اس جگہ کو کھودا گیا تو لاش برآمد ہو گئی پھر اس آدمی کو پکڑ لیا گیا اور اس قدر مارا کہ اس نے اپنے جرم کا اقرار کر لیا اور اپنے ساتھیوں کی بھی نشان دہی کر دی انہوں نے بھی اقرار کر لیا کہ ہم نے اس شخص کو قتل کیا تھا۔ اسی قسم کا ایک واقعہ اصفہان میں بھی واقع ہوا تھا۔ ریاض الحکایات

طبیب کی دُعا اپنی زوجہ کے لئے

ایک شخص ایک طبیب کے پاس گیا اور کہا کہ میری زوجہ بیمار ہے اس کے حلق پر سخت حرارت ہے اور اس کی سانس بہت مشکل کے ساتھ آتی جاتی ہے کہ لقمہ اس کے اندر نہیں جاتا طبیب نے کہا کاش یہ تکلیف یعنی گرمی۔ حرارت اور تنگی میری فلاں زوجہ کو ہو جاتی اور تمہاری زوجہ ٹھیک ہو جاتی اس کے بدلے۔ اس حکایت کو صاحب زینۃ المجالس نے اپنی کتاب کے آخر میں ذکر کیا ہے۔ ریاض الحکایات۔ نتیجہ واضح ہے۔

شمسون اور ملعونہ زوجہ

وہب بن منبہ روایت کرتے ہیں کہ عیسیٰؑ کے زمانے میں ایک شخص شمسون نامی تھے اور یہ صالح اور عابد تھے اور ان کے اہل شہر بُت پرست تھے اور یہ اکیلے ان لوگوں کے ساتھ جہاد کرتے تھے انہیں

قتل کرتے تھے اور اسیر کرتے تھے جب انہیں پیاس لگتی ان کے لئے پتھر شگافتہ ہو جاتا اور اس سے پانی جاری ہو جاتا یہ نوش فرماتے ان پر کوئی لوہا اثر نہیں کرتا تھا اور انہیں کوئی گرفتار کرنے پر قادر نہ تھا پس ان لوگوں نے ان کی زوجہ کو ورغلایا اس کے ساتھ کچھ وعدہ کیا کہ وہ انہیں کسی حیلے کے ساتھ قید کرے شمسون کی زوجہ نے قبول کیا جب یہ سو گئے انہیں یوں قید کیا کہ ان کے ہاتھ ان کی گردن کے ساتھ باندھ دیئے شمسون جب بیدار ہوئے اپنے ہاتھوں کو حرکت دی وہ رسیاں ٹوٹ گئیں عورت نے کہا میں آپ کی قوت آزمانا چاہتی تھی پھر کسی کی معرفت کفار کو پیغام بھیجا کہ میں نے شمسون کو رسی کے ساتھ باندھا تھا لیکن کوئی اثر نہیں ہوا وہ لوگ لوہے کی زنجیر اس عورت کے لئے لائے جب وہ سوئے تو یہ زنجیر اس عورت نے ان کی گردن میں ڈال دی شمسون جو بیدار ہوئے اسے کھینچ کر پارہ پارہ کر دیا پھر اپنی زوجہ کو فرمایا ایسا کیوں کیا ہے؟ اس نے کہا میں تو آپ کا تجربہ کرنا چاہتی تھی۔ پھر اس نے شمسون کو کہا کہ کیا زمین پر کوئی ایسی چیز ہے جو آپ پر غالب ہو؟ فرمایا میرا خدا مجھ پر غالب ہے اس کے بعد ایک اور چیز ہے کہا وہ کونسی ہے؟ فرمایا میں یہ تمہیں ہرگز نہ بتاؤں گا یہ میرا راز ہے اس کے بعد اس عورت نے مکر و حیلہ شروع کر دیا اور ہر وقت انہیں فریب دیتی تھی آخر انہوں نے بتایا کہ کوئی چیز مجھے باندھ نہیں سکتی لیکن خود میرے ہی بال۔ پھر جب وہ سو گئے زوجہ اٹھی اور ان کی گردن اُن کے بالوں کے ساتھ باندھ دی اور کفار کی طرف پیغام بھیجا کہ اب آکر انہیں گرفتار کر لیں۔ ان لوگوں نے ان کی ناک کاٹی پھر ان کے کان کاٹے اور ان کی آنکھیں نکالیں پھر انہیں دار پر لٹکا دیا پس اس حال میں انہوں نے اللہ سے درخواست کی اللہ نے آپ کی آنکھیں درست کیں اور ان کا جسم صحیح کیا اور ان ملعونوں پر مکمل مسلط فرمایا۔ پھر آپ نے ایک گرز پکڑی اور اسے حرکت دی تمام اہل شہر ہلاک ہو گئے اور اللہ نے ایک بجلی بھیجی اس نے ان کی زوجہ کو جلا دیا اور شمسون کو اس طرح نجات دی۔ (اللّٰھم نجنا من شر النساء وکیدھن۔ ریاض الحکایات

جوان اور دنیا بڑھیا کی شکل میں

کتاب مناقب الابرار سے نقل ہے کہ ایک دفعہ کرمان کا بادشاہ شکار کے لئے نکلا اور لشکر سے

دور نکل گیا اور بے آب و گیاہ صحرا میں اکیلا رہ گیا اس نے ایک جوان کو دیکھا کہ اونٹ پر سوار ہے اور اس کے ارد گرد بہت درندے ہیں انہوں نے بادشاہ کو پارہ پارہ کرنا چاہا اس جوان نے اپنے اشارے کے ساتھ انہیں منع کیا اسی دوران ایک بڑھیا ظاہر ہوئی اس کے ہاتھ میں پانی کا جام تھا اس جوان کے سپرد کیا اس نے پیا پھر بادشاہ کے سپرد کیا بادشاہ نے بھی پیا بادشاہ نے کہا کہ آج تک ایسا لذیذ پینے کا اتفاق نہیں ہوا ناگاہ وہ ضعیفہ غائب ہو گئی۔ اس جوان نے کہا کہ یہ بڑھیا، دنیا ہے کہ اللہ نے اسے میری خدمت پر موکل کیا ہے اور میں جس چیز کا محتاج ہوتا ہوں میری خواہش پر یہ پیش کر دیتی ہے بادشاہ متعجب ہوا جوان نے کہا کہ کیا آپ یہ نہیں جانتے کہ جب اللہ نے دنیا کو خلق کیا اُسے فرمایا کہ اے دنیا! جو میری خدمت کرتا ہے تو اس کی خادم ہو جا اور جو تیری خدمت کرتا ہے اُسے اپنا خادم بنا لے۔ ریاض الحکایات

ایک آدمی چار بیویاں

کہتے ہیں ایک آدمی کی چار بیویاں تھیں وہ ایک دفعہ بیمار ہو گیا۔ چاروں بیویوں نے چاہا کہ اسے چھت سے نیچے اتار دیں دو عورتوں نے اس کے دو ہاتھ اور دوسری دو نے اس کے دونوں پاؤں پکڑے اور سیڑھیوں سے نیچے اتارنے لگیں اس بیچارے کا سر ہل رہا تھا اور زیر لب کچھ کہہ رہا تھا۔ عورتوں نے اُس سے پوچھا کہ اپنے سر کو کیوں حرکت دے رہے تھے اور کہہ کیا رہے تھے؟ کہا میں تو یہ سوچ رہا تھا کہ اگر تندرست ہو گیا تو انشاء اللہ ایک بیوی اور لے آؤں گا اور جس وقت میں بیمار ہوا۔ تو وہ میرا سر پکڑا کرے گی کہ وہ زمین کے ساتھ نہ لگتا رہے جب بیویوں نے یہ بات سُنی تمام متغیر ہو گئیں اور تمام نے اپنے ہاتھ کھینچ لئے اور وہ بیمار چھت کی سیڑھیوں سے نیچے گر گیا اس کا سر اور پاؤں چکنا چور ہو گئے اور وفات پا گیا عورتوں نے کہا کہ کتنا اچھا ہوا کہ مر گیا اب کوئی اور عورت تو نہ کرے گا! ریاض الحکایات

اللہ زن بد اور بد ہمسایہ سے بچائے

کتاب ابتلاء الاخیار بالنساء الاشرار سے نقل ہے کہ ایک دفعہ ایک بہت خوب گھوڑے کو جس کا مثل نہ دیکھا گیا تھا، ابی مسلم خراسانی جو خراسان کا امیر تھا، کے سامنے پیش کیا گیا امیر نے

لشکر کے سردار سے پوچھا کہ یہ گھوڑا کس کام کے لئے خوب ہے ؟ جواب دیا کہ راہ خدا میں جہاد کے لئے ۔ امیر نے کہا نہیں ۔ انہوں نے کہا کہ پھر کس کام کے لئے خوب ہے ؟ کہا اس انسان کے لئے خوب ہے جو اس پر سوار ہو اور بری عورت اور بُرے ہمسائے سے فرار کر جائے ۔

بدکاری کی کمائی سے صدقہ

ایک فاحشہ بدکاری کرتی تھی اور اس کی کمائی کو صدقہ کر دیتی تھی اسے کہا گیا کہ نہ کر بدکاری اور نہ دے صدقہ۔ جناب امیر المومنینؑ نے معاویہ کی طرف پیغام بھیجا کہ میں نے سُنا ہے کہ مسلمانوں کے مال سے مسجد تعمیر کرا رہے ہو تمہاری مثال اس عورت سے دی جا سکتی ہے کہ جو بدکاری کرے اور کمائی کو صدقے میں دے اور اس قسم کے اشعار بھی آنحضرت کی طرف منسوب ہیں جو ان کے دیوان میں مسطور ہیں ۔ ریاض الحکایات

تاجر کی عورت کا اپنی سوکن کو طلاق دلوانے کا حیلہ

کتاب زینت المجالس میں ہے ایک تاجر کی بغداد میں ایک بہت خوبصورت بیوی تھی اتفاقاً وہ تاجر بصرہ میں گیا وہاں بھی اس نے ایک عورت کے ساتھ عقد کر لیا وہ جب بھی بصرہ میں جاتا تھا وہاں چار ماہ ٹھہرتا تھا بغداد والی بیوی کو معلوم ہو گیا کہ اس کے خاوند نے بصرہ میں عقد کیا ہوا ہے اس نے اتنا صبر کیا کہ بصرہ کے تاجر بغداد آ جائیں پس اس نے اپنے خاوند کے آشناؤں میں سے ایک سے اس مضمون کا خط لکھوایا کہ تمہاری زوجہ بصرہ میں وفات پا گئی ہے اس نے بہت مال چھوڑا ہے اب فوراً وہاں پہنچو اور یہ خط ایک شخص کو دیا کہ اس کے شوہر کو دے دیا جائے شوہر جب اس خط کے مضمون سے مطلع ہوا بصرہ کے سفر کی تیاری کی ۔ بغداد والی بیوی نے کہا کہ میرا گمان ہے کہ بصرہ میں تمہاری کوئی بیوی ہے کہ تم جانے میں اتنی جلدی اور اصرار کر رہے ہو، خاوند نے اس کی تسلی کے لئے کہا کہ میں جو بیوی بغیر تمہارے رکھتا ہوں وہ مطلقہ ہے ۔ عورت نے کہا کیا طلاق دے دی ہے ؟ کہا ہاں ! زوجہ نے کہا پھر بیٹھ جاؤ تمہاری بصرہ والی بیوی فوت نہیں ہوئی ہے میں نے یہ حیلہ کیا ہے ۔ ریاض الحکایات

دو بیویوں والے دو مرد

ایک شخص ہر محفل میں دو بیویوں والے شوہر کی بہت تعریف کرتا کہ کتنا خوش قسمت ہے وہ انسان جس کی دو بیویاں ہوں۔ ایک مرد نے جب اس کی یہ باتیں سنیں اس نے ہوس کی کہ ایک تو بیوی ہے ہی، دوسری کے ساتھ عقد کر لیا۔ جب رات ہوئی تو نئی بیوی والے کمرے کی طرف گیا اس نے اندر نہ آنے دیا دروازہ بند کر لیا اور کہا کہ جب تمہاری پہلے بیوی تھی میرے ساتھ کیوں عقد کیا ہے اپنی پہلی بیوی کی طرف جاؤ۔ یہ مرد اپنی پہلی بیوی کے کمرے کی طرف آیا وہ بھی غضب ناک ہوئی اور اس نے جواب ہی نہ دیا اتفاقاً ہوا بہت سرد تھی ناچار اسی مسجد کی طرف آیا جو اس کے گھر کے قریب تھی اور ایک صف میں لیٹ گیا۔ اسی نے کھانسی کی آواز سنی کہا کون ہے؟ اس نے کہا فلاں شخص ہوں۔ معلوم ہوا کہ یہ وہی شخص ہے جس نے دو بیویوں والے انسان کی تعریف کی تھی اسی نے کہا مسجد میں کیوں آئے ہو؟ اس نے کہا اس لئے آیا ہوں کہ کوئی عورت اپنے کمرے میں آنے نہیں دیتی۔ اس نے کہا تو پھر اس مرد کی تعریف کیوں کرتے تھے؟ کہا وہ اس لئے کہ میں مسجد میں تنہا رات گذارتا تھا میرا کوئی ساتھی ہو جائے۔ ریاض الحکایات

بوڑھا مرد کیوں شادی نہ کرتا تھا

سعدی شیرازی نے گلستان میں حکایت کی ہے کہ ایک بوڑھے کو کہا گیا کہ تم کیوں شادی نہیں کرتے؟ کہا بوڑھی عورتیں مجھے اچھی نہیں لگتیں کہا گیا اگر ممکن ہے تو پھر جوان کے ساتھ عقد کر لو۔ کہا جب میں بوڑھا ہوں اور میری بوڑھی عورتوں کے ساتھ الفت نہیں تو وہ جو جوان ہیں انہیں میری رغبت کہاں ہوگی۔

زیدؒ اور متوکل

حدیقۃ العارفین میں جس کے مؤلف سید عبداللہ نجفی ہیں تحریر فرماتے ہیں بعد اسی کے کہ جب متوکل ملعون نے زیدؒ مجنون کو امام حسینؑ کی زیارت سے واپس بلوا لیا زید کو دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا اسے کہا گیا کہ خلیفہ کو سلام کرو کہا۔ سلام ہو تم پر اے شخص جس نے ستمگاروں کی ردا پہنی ہوئی ہے اور متکبرین کا پیراہن پہلو میں ہے اور اسی خدا کی نافرمانی کی ہوئی ہے جو ظاہر اور نہاں کا جاننے والا ہے پس تمہارا حال کیا

ہوگا اس وقت جب موت تمہیں آئے گی اور اس تخت سے تختۂ تابوت پر لائے جاؤ گے۔ متوکل رو پڑا اور کہا کہ مجھے خوب نصیحت کی ہے اور تم نے بالکل حق اور سچ باتیں کی ہیں لیکن تم نے یہ کیوں نہیں کہا۔ السلام علیک یا امیر المومنین۔ کہا خاموش رہو کہ سوائے علی ابن ابی طالب کوئی امیر مومناں نہیں ہے متوکل یہ سُن کر متغیر ہوا اپنے دل میں کہا کہ قسم بخدا میں اسے بدترین طریقے پر قتل کروں گا پھر اس نے کہا اے مجنون ابو تراب کون ہے! کہا کہ تو خود ان کے فضل۔ شرف۔ حسب اور نسب کو جانتا ہے قسم خدا کی کہ انہیں کوئی دشمن نہیں رکھتا ہے مگر منافق کذاب۔ پس اس نے حضرت علیؑ کی مدح اور فضائل میں بہت طویل بیان دیا۔ پس متوکل نے یہ آواز سُنی "قم واخرج زیدا من الحبس" اٹھو اور زید کو قید سے رہا کرو ورنہ اللہ تمہیں ابھی ہلاک کرے گا پس متوکل خود اٹھا اور زید کو قید خانے سے باہر نکالا اور اسے قیمتی خلعت بھی عطا کیا اور کہا جو کچھ چاہتا ہے مجھ سے وصول کرے۔ زید نے کہا میرا مقصد امام حسینؑ کی قبر بنانا ہے اور یہ کہ کسی کو بھی ان کی زیارت سے نہ روکا جائے۔ متوکل نے سب کچھ قبول کیا۔ ریاض الحکایات

اَوْفُوْا بِالْعُقُوْد

ایک مسلمان نمازی کا گزشتہ زمانے میں کسی مشرک سے مقابلہ ہو گیا۔ بڑی دیر جدال و قتال رہی کوئی کسی پر غالب نہ آسکا۔ نماز کا وقت آگیا نمازی نے کہا اب مجھے تھوڑی دیر کے لئے مہلت دے کہ میں اپنی نماز ادا کرلوں۔ اس نے مہلت دے دی بعد از نماز پھر جنگ شروع کر دی اتنے میں مشرک کی پوجا کا وقت ہو گیا اس نے بھی مہلت چاہی اور اپنے دھندے میں لگ گیا مسلمان کو خیال آیا کہ اب غنیمت موقع ہے اسے قتل کردوں ناگاہ غیب سے ندا آئی" او بے وفا " اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ" کے معنیٰ یہی ہیں ؟ اس معاملہ میں تو مشرک ہی تجھ سے افضل نکلا" یہ ندا سنتے ہی مسلمان رونے لگا اور گر پڑا جب مشرک اپنی عبادت سے فارغ ہو کر نمازی کے مقابلے میں آیا تو اسے زار و بے قرار پایا حال پوچھا اس نے کیفیت بتائی کہ اس طرح تیرے سبب سے مجھ پر عتاب ہوا۔ مشرک کے دل پر بہت اثر ہوا اور سمجھا کہ بے شک ان کا دین سچا ہے۔ کہ خدا نے عہد شکنی کو جائز نہیں رکھا فوراً نمازی سے کہا مجھے ارکان اسلام تعلیم کر اور مسلمان ہو گیا

آج کل کے مسلمانوں کی حالت بھی قابلِ دید ہے جو بے وفائی میں یکتا ہیں لیکن ہاتفِ غیب کی آواز انہیں سُنائی نہیں دیتی اور قرآن کو دیکھتے نہیں دیکھتے ہیں تو عمل نہیں کرتے۔

امامِ اعظم کی اُلٹی کرامت

منتخب التواریخ میں ہے حاکم بغداد نے علماء عامہ کو ایک مجلس میں اکٹھا کیا اور انہیں کہا سُنا ہے کہ اگر کسی نابینا کو امام موسیٰ کاظم کے قبہ کے نیچے انہیں وسیلہ قرار دیکر اللہ سے دعا کی جائے تو اس کی آنکھوں کو شفا مل جاتی ہے امام ابوحنیفہ باوجودیکہ وہ امام اعظم ہیں ان سے اس قسم کی کوئی کرامت نہ دیکھی ہے نہ سُنی ہے۔ علماء نے کہا ایسی کرامات ان سے دیکھی گئی ہے۔ حاکم نے کہا میں چاہتا ہوں کہ ان کی ایسی کرامت مشاہدہ کروں تاکہ میرا دین بالبصیرت ہو جائے۔ علماء نے اس کے لئے ایک اجنبی آدمی کو لالچ دیا کہ وہ کہے کہ میں اندھا ہوں اور چند روز عصا پکڑ کر بغداد میں پھرے تاکہ لوگوں کو اس کے نابینا ہونے کا یقین ہو جائے اور پھر شب جمعہ قبر ابوحنیفہ پر شب باشی کرے اور صبح باہر آجائے اور کہے الحمد للہ اس صاحب قبر کی برکت سے میری آنکھیں روشن ہوگئی ہیں وہ آدمی غریب تھا رقم کے لالچ میں یہ بات قبول کرلی اور ایسا ہی عمل کیا شبِ جمعہ قبر ابوحنیفہ پر شب باشی کے بعد جب صبح ہوئی تو اس کی دونوں آنکھیں اندھی ہوگئیں۔ اُسے بالکل کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا اس نے نالہ و فریاد شروع کردی کہا ایہا الناس۔ میری حالت اس طرح تھی اور میں ایک عیالدار آدمی ہوں اب نابینائی کے بعد کیا کروں گا یہ خبر حاکم تک پہنچی حاکم نے اسے طلب کیا اور اس کے قصہ سے تفصیلاً آگاہ ہُوا۔ تو وہ حضرات جنہوں نے اس کاروائی کے لئے اُسے رقم دی تھی انہیں حکم دیا کہ اب تم لوگوں پر اس مکر کی سزا یہ ہے کہ تم پر لازم ہے جب تک یہ زندہ ہے اسے اس کے بال بچوں سمیت اخراجات ادا کرتے رہو۔ تحفۃ الواعظین ج۲

بدخلق کی لاش زمین نے قبول نہ کی

بحار الانوار میں امام جعفر صادق سے مروی ہے ایک روز ایک آدمی رسولِ خدا کے پاس حاضر ہُوا عرض کی یا رسولؐ اللہ فلاں آدمی فوت ہوگیا ہے ہم نے اس کی لاش قبر میں رکھی لیکن زمین قبر نے اُسے باہر پھینک دیا حضورؐ نے فرمایا وہ بدخلق تھا۔ یا اللہ ہماری زبان کو بدخلقی

سے محفوظ فرما۔ تحفۃ الواعظین ج ۳

حُسن کی اصل حقیقت غلاظت ہے

کہتے ہیں ایک شہزادہ اپنی رعایا میں سے ایک غریب لڑکی کے حسن و جمال پر ایسا فریفتہ ہوا کہ کھانا پینا چھوڑ کر ہر وقت اس کے ہجر میں آہ و زاری کرتا۔ بادشاہ کو پتہ چلا تو نہایت رنجیدہ ہوا باایں خیال کہ عالم شہزادگی میں یہ کیفیت ہے تو تخت نشین ہو کر بعالم خود مختاری خدا جانے کیا کیا ظلم کرے گا۔ چنانچہ وزیر با تدبیر سے اس کی اصلاح کے لئے صلاح مشورہ کیا کہ شاید پند و نصیحت سے شہزادہ راہ راست پر آجائے۔ وزیر نے بادشاہ کو تسلی بخش چند روز کی مہلت طلب کی۔ ایک دو روز کے بعد تمام حالات متعلقہ سے واقفیت خاص کر کے وزیر نے اپنی حکمت عملی اور زور زر سے لڑکی کے تمام کنبے کو اپنی ملازمت محلات میں لے لیا اور لڑکی کو اپنی بیگم کی کنیز خاص مقرر کیا دو چار دن گزرنے کے بعد وزیر نے ایک حکیم سے مشورہ کر کے کنیز لڑکی کے کھانے میں کوئی سخت اسہال آور دوا ملا دی۔ جس کے نتیجے میں لڑکی کو اس کثرت کے ساتھ اسہال آئے کہ تمام مادۂ اندرونی خارج ہو کر مشت استخوان رہ گئی۔ حسب ہدایت وزیر اس کا تمام مادۂ غلاظت ایک ماٹ میں جمع ہوتا رہا۔ وزیر نے شہزادے سے نہایت رازدارانہ طریقہ پر بطور ہمدردی کہا کہ میرے ساتھ چل کر اپنی محبوبہ سے ملاقات کر لیں شہزادہ اس غیر متوقع کامیابی سے خوش ہو کر وزیر کے محلات میں گیا۔ وزیر نے بیمار لڑکی کو اس کے پیش کر دیا۔ شہزادہ نے رنجیدہ ہو کر کہا کہ آپ میرے ساتھ تمسخر کرتے ہیں جو ایسی مُردہ بدشکل بیمار لڑکی کو میری محبوبہ بتلاتے ہیں وزیر نے حلفیہ کہا کہ یہ وہی لڑکی ہے کہ جس کے ہجر میں آپ اس قدر لاغر ہو رہے ہیں شہزادے نے پوچھا وہ تو نہایت حسین و جمیل تھی اس کا حسن و جمال کہاں گیا؟ وزیر نے غلاظت بھرے ماٹ کی طرف اشارہ کر کے کہا اس کا حسن و جمال اس ماٹ میں بند کر رکھا ہے شہزادے نے متعجب ہو کر ماٹ کو جو کھولا تو اس کے تعفن سے غشی کی سی حالت طاری ہو گئی ہوش آنے پر وزیر نے کہا اس حسن کی اصلیت یہی ہے کہ جس پر آپ اس قدر فریفتہ تھے۔ چنانچہ شہزادہ اس تمام واقعہ کی حقیقت سے باخبر ہو کر آئندہ اس قسم کی بیجا اور ناجائز حسن پرستی سے تائب ہو گیا انسان

کو چاہیئے کہ حسن ظاہری پر فریفتہ نہ ہو کیونکہ اس کی اصل سراسر غلاظت کی پوٹ ہے۔ روغنی ہے ظرف انسانی بظاہر، دراصل ہم کو ہے معلوم جو کچھ اس کی آب و گل میں ہے

عالم کی درخواست خدا کی معرفت ناصرالدین بادشاہ کے پاس

کہتے ہیں کہ طہران کے مدرسہ مروی میں ایک عالم نہایت تنگدستی میں گذر اوقات کر رہے تھے انہوں نے ایک رات سوچا کہ اپنی عرضداشت ناصرالدین شاہ کو پیش کروں لیکن پھر خیال آیا کہ میں اگر شہنشاہ کو عرضی لکھوں اور اس میں اپنی کیفیت درج کردوں تو پھر بادشاہ کے پاس تو کسی صورت میں نہیں پہنچا سکوں گا پھر خیال کیا کہ حضرت علیؑ کو لکھتا ہوں پھر سوچا کہ میں طہران میں ہوں اور وہ نجف میں ہیں، یہ رستہ بہت طولانی ہے پھر میں نے ہر امام کے بارے حضرت حجتؑ تک اسی طرح سوچا لیکن آخر میں یہ ارادہ کیا کہ درخواست پیش کرنی ہے تو خداوند عالم کو پیش کردوں جو ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور اس کے گھر یعنی مسجد میں عرضی رکھ دوں۔ میں نے عریضہ لکھا اور جو چاہتا تھا علیٰ کل شئی قدیر کے حضور لکھ دیا یعنی مجھے مکان ملے۔ غلام ملیں۔ بہترین زوجہ ملے، عمدہ لباس ملیں وغیرہ۔ یعنی زندگی کے تمام لوازمات تفصیل سے درج کردیئے اور آخر میں اپنے دستخط کر دیئے اور اسے لفافے میں ڈال دیا اور لفافے کے اوپر لکھ دیا "حق سبحانہٗ وتعالیٰ" اور اپنا پتہ اس لفافے کی پشت پر جیسا کہ دستور ہوتا ہے، لکھ دیا۔ اور صبح جا کر شاہی مسجد کی دیوار کے ایک شگاف میں رکھ دیا قضا کار اسی روز ناصرالدین شاہ شکار کے لئے روانہ ہوا جب وسط بیابان میں پہنچا تو طہران کی طرف سے تیز و تند ہوا بادشاہ کی طرف آئی اس ہوا نے ایک لفافہ بادشاہ کے زانو پر رکھ دیا بادشاہ نے لفافہ اٹھایا اِدھر اُدھر دیکھا کوئی نظر نہ آیا چونکہ یہ لفافہ ہوا اڑا کر لے آئی تھی سوچا کہ ضرور اس میں کوئی راز ہے لفافہ کھولا تو دیکھا اس میں ایک عرضی ہے جو خدا کی طرف لکھی گئی ہے فوراً سجدہ میں گر پڑا کہ اللہ نے اس بندہ کو سرفراز فرمایا ہے سجدے سے سر اٹھایا اور واپسی کا حکم دیا۔ رستے ہی میں حکم دیا کہ مدرسۂ مروی کے اس نام ونشان کے شیخ طالقانی کو احترام کے ساتھ حاضر کیا جائے خود وارد شہر ہوا اور امین الدولہ کی منزل میں نزول فرمایا۔ ارکانِ دولت کو حاضر کیا اور اس لفافے کے مضمون سے آگاہ کیا اسی حال میں شیخ طالقانی کو نہا یت واحترام کے ساتھ پیش کیا گیا۔ شہنشاہ نے احترام کے ساتھ انہیں اپنے پاس

کرسی پر بٹھایا بادشاہ نے نام ونشان دریافت کیا انہوں نے لفافے کے ایڈریس کے مطابق جواب دیا بادشاہ نے کہا کیا آپ نے یہ عریضہ کسی کو لکھا ہے؟ شیخ نے کہا ہاں میں نے خدا کو عریضہ لکھا ہے بادشاہ نے عریضہ کھول کر پیش کیا اور کہا کیا یہی آپ کا عریضہ ہے۔ شیخ نے جواب دیا ہاں۔ بادشاہ نے پوچھا کہ آپ کا قصہ کیا ہے اور حاجت کیا ہے اور اپنا عریضہ کہاں رکھا تھا اور کس وسیلے کے ساتھ پہنچایا ہے؟ شیخ نے جواب دیا میں نے یہ نامہ شاہی مسجد میں رکھا تھا اور اپنا قصہ آخر تک بادشاہ کو سنا دیا۔ بادشاہ حقیقت حال سے مطلع ہوا اور حاضرین کو حکم دیا کہ سب سے پہلے تمام لوازمات کے ساتھ ان کے لئے عالی شان مکان مہیا کیا جائے اور انہیں مستقل بخش دیا جائے اور کچھ زمین ان کی گذراوقات کے لئے بھی ان کے نام کر دی جائے اور اپنے شاہی خاندان سے ایک حسین وجمیل عورت کے ساتھ تزویج کر دی اور ان کے تمام مطالبات پورے کرا دیئے۔ تحفۃ الواعظین ج۲

عقد کے مہر میں گھوڑا

قبائل عرب کا ایک جوان مشائخ عرب کی ایک دختر پر فریفتہ ہو گیا کسی کو اس کی خواستگاری کے لئے بھیجا لڑکی کا باپ چونکہ راضی نہ تھا اس لئے اس امر کو ایک محال امر کے ساتھ معلق کر کے کہا کہ فلاں عرب کا گھوڑا میری بیٹی کا مہر ہے اسے میری تحویل میں دے دیا جائے تو اپنی بیٹی پیش کر سکتا ہوں ورنہ ہرگز نہیں اور اس گھوڑے کا مہیا کرنا اس کے لئے بالکل ممکن نہ تھا کیونکہ یہ گھوڑا ایک بزرگ عرب کی ملکیت تھا اور کسی کو یہ جرأت نہ تھی کہ اسے کہتا کہ اسے میرے ہاتھ فروخت کرو یا اس سے زبردستی طاقت کے ساتھ حاصل کر سکتا۔ اب جوان اس گھوڑے کے حاصل کرنے کا حیلہ سوچنے لگ گیا اسی آس امید میں گھوڑے کے مالک کے رستے میں بیٹھ گیا۔ جس وقت وہ عرب اس گھوڑے پر سوار ہو کر وہاں سے گزر رہا تھا اس جوان نے اس سے اپنی تھکاوٹ کا اظہار کیا اور اسے رحم کرنے کی التجا کی کہ اسے ساتھ لے جائے کہ یہ بیابان میں نہ رہ جائے عرب نے کہا اے جوان میرے پیچھے سوار ہو جا تاکہ میں تمہیں تمہاری منزل تک پہنچا دوں جوان نے کہا میرے پاؤں میں درد ہے اور میں تو اس حال میں سوار نہیں ہو سکتا آپ خود مجھے سوار کرائیں عرب گھوڑے سے اُتر پڑا کہ اسے گھوڑے پر سوار کرائے پس جونہی وہ جوان سوار ہوا

جوان نے گھوڑے کو مہمیز لگائی اور چل پڑا عرب نے جب یہ حال دیکھا۔ آواز دی کہ اے جوان گھوڑے کو تو لے کر جا رہے ہو لیکن اب تم اس چیز کے سبب بن گئے ہو کہ بعدازیں اگر کوئی تھکا ماندہ رستے میں رہ جائے تو اس پر کوئی رحم نہ کرے۔ جوان نے دل میں سوچا کہ یہ سچا ہے اس آبرو ریزی سے عورت کو حاصل کرنے کی آرزو ترک کرنی بہتر ہے یہ تو احسان کشی سے پشیمان ہوا اور گھوڑا مالک کو واپس کر دیا معذرت کے ساتھ اور عورت کے عشق کی رام کہانی سُنا دی عرب نے کہا تم نے جب یہ کارگزاری اور ہمت دکھائی ہے تو میں اب خود یہ گھوڑا لے جا کر تمہارے لئے خواستگاری کرتا ہوں دونوں مل کر لڑکی کے باپ کے پاس آئے گھوڑا پیش کیا اور تمام قصہ سُنا دیا۔ لڑکی کے باپ نے کہا تم دونوں کی مردانگی اور فداکاری قابلِ داد ہے ایک نے گھوڑا پیش کر دیا ہے اور دوسرا باوجودیکہ میری بیٹی کا خواہشمند ہے لیکن وہ اس کار بد سے پشیمان ہو گیا ہے کہ قبضے میں کیا ہوا گھوڑا واپس کر دیا ہے میں اپنی بیٹی کی تزویج اس کے ساتھ کرتا ہوں اور گھوڑا بھی واپس کرتا ہوں اسے لے جائیں۔ تحفۃ الواعظین ج۲

(قارئین سے سوال ہے کہ اس داستان کا بغور مطالعہ و جائزہ لینے کے بعد ان تینوں (جوان اور اس کا سسر اور گھوڑے کا مالک) میں بحیثیت ایثار و جوانمردی بتائیں کہ کس کا نمبر پہلا۔ دوسرا اور تیسرا ہے۔ مولف)

قلیل الالفاظ اور کثیر المطالب فقرہ

ایک مفلس و بے اولاد شخص جس کی والدہ اندھی تھی کسی مستجاب الدعوات بزرگ کی خدمت میں حاضر ہو کر طالب دُعا ہوا بزرگ نے فرمایا "تو کیا چاہتا ہے"؟ اس نے کہا "صرف اتنی سی دعا کر دیجئے کہ میری اندھی ماں اپنے پوتوں کو سونے کے کٹوروں میں دودھ پیتے دیکھے" بزرگ نے اس قلیل الالفاظ اور کثیر المطالب دعا کو سُن کر اس کی ذہانت کی داد دی کہ ایک مختصر سے فقرے میں دودھ، پوت، دولت اور ماں کی بینائی سب کچھ آ گئے۔

حیوان پر رحم نے ثروت مند بنا دیا

کہتے ہیں ایک شخص بازار سے جگر خرید کر گھر آ رہا تھا، رستے میں ایک ویرانے میں ایک لاغر کتیا کو سوئے ہوئے دیکھا اس کے بچے اس کے گرد اس کے پستان سے دودھ کی

جستجو میں پھر رہے تھے اور لاغر ہونے کی وجہ سے ماں کے پستان میں دودھ نہیں تھا۔ اور بچے جزع کر رہے تھے اس مرد نے اگرچہ یہ جگر تنگدستی کی حالت میں بمشکل خریدا تھا اور اس کے گھر میں کوئی شے نہ تھی اس نے یہ جگر اس کتیا اور اس کے بچوں کے آگے ڈال دیا یہ شخص وہاں کھڑا ہو کر انہیں کھاتے ہوئے دیکھتا رہا پھر خالی ہاتھ اپنے گھر لوٹا پس اللہ نے اسے اس عمل کی برکت کی وجہ سے بہت غنی کر دیا اور اس کا شمار بڑے مالداروں میں ہونے لگا۔ تحفہ ج۲

امام ابو حنیفہ کا فیصلہ

زہر الربیع میں ہے کہ ایک شخص طویل سفر میں روانہ ہوا اس کی زوجہ نے اور شوہر اختیار کر لیا اسے نئے شوہر سے کافی اولادیں بھی پیدا ہوگئیں جب پہلا شوہر سفر سے واپس ہوا تمام قضیہ خصوصاً اولاد کی تفصیل سنی تو یہ تمام فیصلے کے لئے امام ابو حنیفہ کے پیش ہوئے امام ابو حنیفہ نے تمام بچوں کو پہلے شوہر سے ملحق فرمایا اس نے کہا اے امام اور قاضی میرے پاس کوئی مال نہیں ہے کہ میں جس سے ان بچوں کی پرورش کروں اس لئے مجھے ان بچوں کی ضرورت نہیں ہے پس ابو حنیفہ نے اہل مجلس کو کہا کہ جو کوئی ان بچوں سے قربتہً الی اللہ بچہ لے جانا چاہے لے جا سکتا ہے اور ان کی تربیت کرے ایک حنفی شخص جو ان کی محفل میں تھا اس نے ایک بچے کو دوش پہ اٹھایا اور باہر آ گیا گلی میں اسے کہا گیا کہ یہ بچہ کہاں سے لائے ہو اس نے کہا آج امام ابو حنیفہ کی محفل میں اولاد زنا کے بچے تقسیم ہو رہے ہیں اور یہ لڑکا میرے حصہ میں آیا ہے۔ تحفہ ج۳

مرد زیرک اور یہودی لوگ

زینۃ المجالس میں ہے کہ کسی نے یہودیوں کو کہا کہ آپ مجھے ۴۰ روز مہمان بنا کر میری خدمت کریں میں یہودی ہو جاؤں گا یہودیوں نے قبول کیا اور چالیس روز اس کی بڑے احترام کے ساتھ تواضع کی اور جو چیز اس نے کھانے کیلئے طلب کی انہوں نے پیش کی ۴۰ روز کے بعد انہوں نے کہا کہ اب مدت پوری ہو گئی ہے دین یہود اختیار کر اس نے کہا دس روز اور میری خدمت کرو انہوں نے مزید دس روز خاطر تواضع کی یہودیوں نے کہا اب تو ہمارا دین قبول کرو

اس شخص نے کہا آپ لوگ بہت بیوقوف ہیں کہ میں نے پچاس سال مسلمانوں کا کھانا اور نمک کھایا ہے ابھی تک مسلمان نہیں ہوا اب صرف پچاس روز تمہارا کھانا کھایا ہے یہودی کیسے ہو جاؤں ۔ تحفہ ج۲

بہلول ہارون کی مسند پر

زاد الواعظین میں ہے کہ بہلول ایک دفعہ ہارون کے قصر میں وارد ہوا ۔ دیکھا کہ ہارون کی مسند خالی پڑی ہے اور وہ وہاں موجود نہیں بہلول ہارون کی مسند پر ہارون کی جگہ بیٹھ گیا غلاموں نے جب اسے ہارون کی جگہ بیٹھے ہوئے دیکھا اسے بہت مارا پیٹا اور تخت سے نیچے اتار دیا بہلول نے رونا شروع کر دیا اسی حالت میں ہارون وارد ہوا اور بہلول سے گریہ کا سبب دریافت کیا ۔ بہلول نے جواب دیا میں اپنے حال پر نہیں رو رہا بلکہ آپ کے حال پر گریہ کر رہا ہوں ہارون نے کہا لیکن میں نے کیا کیا ہے ؟ بہلول نے کہا میں ایک لحظہ آپ کی جگہ پر بیٹھا ہوں آپ کے غلاموں نے مجھے مارا ہے اور کہا ہے کہ یہ مسند تمہارا مقام نہیں ہے یہاں کیوں بیٹھے ہو؟ اور آپ ہمیشہ اس مسند پر بیٹھے ہیں اور حق یہ ہے کہ یہ آپ کی جگہ نہیں ہے پس وائے ہو آپ کے حال پر کہ موت کے بعد آپ پر کیا مصیبت نازل ہوگی ۔ اور آپ کا مقام کہاں ہوگا ؟ تحفہ ج۲

نادان عابد کو زمین نگل گئی

حیوۃ القلوب میں ہے امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا ایک جاہل عبادت کر رہا تھا اثنائے نماز میں اس نے دیکھا دو بچوں نے ایک پرندے کو پکڑا ہوا ہے اور اس کے پر کھینچ رہے ہیں یہ عبادت میں مصروف رہا اور ان بچوں کو منع نہ کیا اللہ نے زمین کو حکم دیا کہ اسے نگل جا کہ اس نے کیوں معروف کا حکم نہیں دیا ۔ تحفہ ج۲

سرائے کی بھٹیاری اور لمبے نام والا مسافر

ایک امیر دولت مند کا اثنائے سفر میں ایک چھوٹے سے قصبے میں شام کے وقت گزر ہوا ۔ ارادہ کیا کہ آج رات یہیں بسر کروں وہاں ایک چھوٹی سی سرائے تھی امیر نے دروازے پر جا کر دستک دی ۔ اندر سے بھٹیاری نے جو سرائے کی مالکہ تھی پوچھا تم

کون ہو" امیر کو اپنی حفظ عزت کا بہت خیال تھا بولا ابو البشیر حافظ قاضی تمیز الدین احمد خلف علمی چشتی قادری" بھٹیاری نے قطع کلام کر کے کہا " اس قدر مسافروں کے لئے ہمارے ہاں گنجائش نہیں ہے۔

مظلوم کی مدد نہ کی۔ عذاب

حیوۃ القلوب میں ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک جبار کی موت واقع ہوئی اسے دفن کیا گیا۔ ملائکہ نے قبر میں اسے کہا ہم تمہیں سو تازیانے ماریں گے۔ ظالم نے کہا میں سو تازیانوں کی برداشت نہیں رکھتا۔ ملائکہ نے تعداد کم کر دی آخر نوبت ایک تازیانہ پر پہنچی کہا میں اتنی برداشت بھی نہیں رکھتا۔ ملائکہ نے کہا ایک تازیانہ تو لازماً مارنا پڑے گا۔ جبار ظالم نے کہا آپ مجھے کس جرم میں تازیانہ مارتے ہیں ملائکہ نے جواب دیا کہ ایک دفعہ تمہارا گزر ایک مظلوم ضعیف کے پاس سے ہوا اس نے تم سے مدد چاہی اور تم اس سے ظلم دُور کرنے کی طاقت بھی رکھتے تھے لیکن اس کی امداد نہ کی پھر انہوں نے اسے ایک تازیانہ مارا قبر آگ کے ساتھ پر ہو گئی۔ تحفہ ج

حاتم کو سخاوت ماں کی طرف سے ورثہ میں ملی تھی

عرب لوگ یہ اقرار و اعتراف کرتے تھے کہ حاتم کو سخاوت وجود ماں کی طرف سے ورثہ میں ملی تھی کیونکہ حاتم کی ماں اپنا مال بخش دیا کرتی تھی یہ حالت دیکھ کر اس کے بھائی ڈرتے تھے کہ اس طرح تو اس کے پاس کوئی چیز نہ رہے گی انہوں نے اس کا مال اپنے قبضہ میں کر لیا اور پھر تدریجاً اسے دیا کرتے تھے لوگوں نے محسوس کیا کہ اب گرسنگی اسے ہلاک کر دے گی۔ ایک طائفہ نے اسے کچھ اونٹ عطا کئے۔ ایک روز ہوازن سے ایک عورت آئی اسے کہا کہ آپ ہر سال مجھے ایک معین اعانت فرمایا کرتی تھیں اب وہ مرحمت فرمائیں حاتم کی ماں نے اسے کہا یہ سارے اونٹ لے جاؤ اور خدا کی قسم! میں خود بھوکی ہوں لیکن یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ کوئی سائل میرے گھر سے ناامید جائے۔ تحفہ ج۳

نئی بیوہ اور بیمہ کمپنی کا منیجر

ایک نئی بیوہ نے بیمہ کمپنی کے دفتر میں جا کر کہا "منیجر صاحب! میرے شوہر کے بیمے کا روپیہ دلوا دیئے" منیجر نے کہا۔

"میم صاحبہ! اس حادثے کا سن کر ہم کو سخت رنج ہوا ہے"۔ میم نے کہا "جی ہاں! مردوں کا سب جگہ یہی حال ہے کہ جب عورت کو چار پیسے ملنے کا موقع آتا ہے تو انہیں بہت صدمہ ہوتا ہے"۔

چار بزرگ علماء کی امراض

ارسطو۔ افلاطون۔ بقراط اور جالینوس جن امراض کے حاذق اور سپیشلسٹ تھے حسن اتفاق کہ ان ہی امراض میں مبتلا ہو کر دنیا سے رخصت ہوئے کسی شاعر نے خوب نظم کیا ہے ۔ الا یا ایھا المغرور تب من غیر تاخیر۔ فان الموت قد یأتی ولو صیرت قارونا۔ بسل مات ارسطالیس افلاطون بسرسام۔ وبقراط بافلاج و جالینوس مبطونا۔ یعنی ارسطو سل۔ افلاطون سرسام۔ بقراط فالج اور جالینوس دستوں کی بیماریوں میں مبتلا ہو کر دنیا سے رخصت ہوئے۔ تحفہ ج۲

بالخصوص پیش نماز نماز کے مبتلا بہ مسائل یاد کریں

کہتے ہیں ایک امام جماعت نماز کے بعد دو سجدہ سہو بجالایا حالانکہ نماز میں کوئی شک نہیں ہوا تھا ماموین نے اس سے پوچھا کہ آپ سجدہ سہو کیوں بجالائے ہیں جبکہ آپ نے نماز میں سہو نہیں کیا ہے؟ پیش نماز نے جواب دیا۔ میں نماز سے پہلے وضو کرنا بھول گیا تھا اور نماز بے وضو پڑھی ہے یہ سجدہ سہو وضو بھول جانے کے سبب بجالایا ہوں۔ تحفہ ج۲

لوگوں کے عیوب کی جستجو مت کرو

اثنا عشریہ میں ہے کہ عمر بن خطاب مدینہ میں کسی کوچے سے عبور کر رہے تھے ایک گھر سے کسی مرد کی آواز سنائی دی حضرت عمر کو اس کی آواز مشکوک معلوم ہوئی۔ آپ نے دیوار کے اوپر سے جھانک کر دیکھا دیکھا کہ صاحب خانہ اپنی زوجہ کے سامنے بیٹھا ہوا ہے اور ان کے سامنے شراب حاضر ہے کہا اے دشمن خدا کیا تمہارا خیال ہے کہ خدا تمہارا گناہ زیر پردہ رکھے گا اور ظاہر نہیں کرے گا اس مرد نے کہا اے عمر آپ اتنی سختی نہ کریں۔ اگر میں نے ایک گناہ کیا ہے تو آپ نے تین گناہ کئے ہیں پہلا یہ کہ اللہ فرماتا ہے ولا تجسسوا اور آپ نے تجسس کیا ہے اور اللہ نے فرمایا ہے وَاْتوا البیوت من ابوابھا

کہ گھروں کے دروازوں سے اندر آؤ آپ دیوار کی طرف سے آئے ہیں اور خدا فرماتا ہے جس گھر میں داخل ہونا ہو اہل خانہ کو سلام کرو آپ گھر میں وارد ہوئے ہیں سلام نہیں کیا اللہ فرماتا ہے لاتدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستأنسو وتسلموا علی اھلھا۔ تحفہ حج

سائیس مصروف بھی اور فارغ بھی

ایک رئیس نے ایک سائیس نوکر رکھا اور کام کی تفصیل اس طرح پیش کی " تم کو گھوڑا ملنا۔ دانہ دلنا۔ دانہ کھلانا۔ تھان صاف کرنا۔ گھاس بنا کر لانا۔ کمرے صاف کرنا۔ گھوڑا کسنا۔ سواری کے ساتھ چلنا۔ دو وقت کا کھانا پکانا۔ تین وقت چائے تیار کرنا۔ بستر بچھانا۔ رات کو پاؤں دبانا۔ بازار سے سودے خرید کر لانا۔ جنگل سے لکڑیاں لانا۔ برتن وغیرہ دھونا۔ ان کے علاوہ حسب ضرورت سب کام کرنے ہوں گے" سائیس نے پوچھا" حضور یہاں قریب کوئی میدان بھی ہے" رئیس نے کہا" وہ کیوں" سائیس نے کہا" اس لئے کہ فرصت کافی ہوگی فالتو وقت میں اینٹیں تھاپتا رہوں گا۔"

پہلوان کی موت

کہتے ہیں ایک پہلوان جس نے بیشمار پہلوانوں کو شکست دیکر زمین پر گرایا تھا اور کوئی دوسرا پہلوان اس کے ساتھ کشتی کرنے کی جرأت نہ کرتا تھا ایک دفعہ بازار میں بہت اکڑ کے چکر لگا رہا تھا اور بڑے فخریہ نعرے لگا رہا تھا اس کا غرور اس حد پر پہنچ گیا کہ اب اس نے آسمان کی طرف منہ کیا اور کہا خدایا میں نے سب کو زمین پر گرا دیا ہے اب جبرئیل کو بھیج میں اسے بھی زمین پر گرا دوں گا جس وقت اس نے یہ جسارت کی جب گھر پہنچا تو مریض ہوگیا اور کافی مدت بستر بیماری پر پڑا رہا اور اتنا کمزور اور بے قوت ہوگیا کہ اپنے چہرے سے مکھی بھی نہ اڑا سکتا تھا اسی حالت میں دنیا سے رخصت ہوگیا۔

بزرگ غصہ نہ ہوئے جواب کیا دیا

ایک شخص نے کسی بزرگ کے پاؤں پر ایسی چوٹ ماری کہ بیقرار ہو گئے مگر غصہ نہ ہوئے لوگوں نے پوچھا کہ آپ غصے کیوں نہ ہوئے بزرگ نے جواب دیا کہ میں نے یہ سمجھ لیا کہ میرا پاؤں

پتھر سے پھسل گیا اور چوٹ لگ گئی اس سبب سے غصہ نہیں کیا ہے
کبھی ہم نے بُرا مانا نہ ایذا دینے والوں کا   زیادہ سے زیادہ اپنی قسمت کا لکھا پایا

نیوٹن کا حوصلہ

نیوٹن شام کا کھانا کھا کر واپس آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کے کتے نے جلتی بتی میز پر الٹا کر اس کی سالہا سال کی محنت کو جلا کر راکھ کر دیا ہے تو وہ غصے میں آکر آپے سے باہر نہیں ہوا بلکہ کہا تو صرف یہ کہا "موتی! تم یہ نہیں جانتے کہ تم نے میرا کس قدر نقصان کیا ہے۔ تم حیوان جو ہوئے" یہ کہہ کر وہ اسی طرح اپنے کام میں لگ گیا کہ گویا کچھ بھی نہیں ہوا لیکن اس کا یہ حوصلہ آنے والوں کے لئے مثالی کردار رہے گا۔

ہارون رشید کے خواب کی دو تعبیریں

زینۃ المجالس میں ہے ہارون نے خواب میں دیکھا کہ اس کے دانت ٹوٹ گئے ہیں اس نے کسی کو یہ خواب بیان کیا اس نے تعبیر پیش کی کہ آپ کے تمام قریبی مر جائیں گے۔ اور آپ تنہا رہ جائیں گے۔ ہارون نے کہا تیرے منہ میں مٹی۔ فوراً حکم دیا کہ اسے سو تازیانے مارے جائیں اور پھر ایک اور سے تعبیر چاہی اس نے ہارون کے خواب کی تعبیر بیان کی۔ کہ اس خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی عمر اپنے تمام خویش و اقارب سے طولانی ہے۔ ہارون ہنسا اور کہا کہ دونوں کی تعبیروں کا مطلب تو ایک ہے لیکن اس شخص نے ادب کو ملحوظ رکھا ہے اور اس معنی اور مطلب کو مرغوب و پسندیدہ عبارت میں پیش کیا اور پھر اسے ہزار درہم انعام دلوایا۔ تحفۃ الواعظین ج ۲

دانا عورت

کہتے ہیں ایک عورت کسی دولت مند کے پاس آئی اور کہا میں آپ کو نصیحت کرنا چاہتی ہوں دولت مند نے کہا بیشک اپنی نصیحت بیان کر۔ اس عورت نے کہا زمانے نے مجھے بہت پریشان کر دیا ہے آپ میری مالی معاونت فرمائیں دولت مند نے کہا یہ نصیحت تو آپ کو ہی فائدہ پہنچاتی ہے عورت نے کہا واقعی یہ میرے لئے نفع بخش ہے کہ میں محتاج نہیں رہوں گی لیکن آپ کے لئے بھی نفع بخش ہے کہ آخرت میں اس کا اجر آپ کو نفع بخشے گا اور اس دنیا میں بھی آپ کی مدح ہوتی رہے گی اگر

غنی لوگوں کو سائل نہ ملیں تو یہ سخاوت میں مشہور کیسے ہوں گے ثروت مند نے اسی وقت اس کی مالی معاونت کا مطالبہ پورا کر دیا۔ تحفۃ الواعظین ج۲

منجم کو جھوٹ کی سزا

ایک بادشاہ نے ایک منجم سے اپنی باقی عمر پوچھی۔ اس نے جواب دیا۔ "دس برس" بادشاہ نہایت فکرمند ہوا وزیر نے وجہ فکر پوچھی۔ بادشاہ نے کل حال کہہ سنایا۔ وزیر نے منجم سے بادشاہ کے روبرو منجم کی باقی عمر پوچھی اس نے کہا "بیس برس" وزیر نے تلوار کھینچ کر منجم کو قتل کر ڈالا اور بادشاہ سے کہا "اس جھوٹے کی بات کا کیا اعتبار"؟ جھوٹے کو ایسی ہی سزا ملنی چاہیئے تھی۔

رفاہ عام کے چندے میں اپنی ٹوپی ہی واپس ملی

رفاہ عام کے ایک جلسہ کے اختتام پر صدر جلسہ نے اپنی ٹوپی ایک خاتون کر دی تاکہ حاضرین سے چندہ جمع کرے خاتون کافی دیر ٹوپی لے کر مجمع میں گھوم پھر کر ہر ایک کے پاس جاکر واپس آگئی اور خالی ٹوپی صدر جلسہ کو واپس کر دی۔ صدر جلسہ نے خالی ٹوپی دیکھ کر دونوں ہاتھ اٹھائے اور مائیکروفون پر یوں شکریہ ادا کیا۔ خداوندا تیرا شکر ہے کہ میری ٹوپی صحیح سلامت میرے پاس واپس آگئی۔

حاتم کی سخاوت

زہر الربیع میں ہے کہ کچھ لوگ حاتم کے پاس آئے کہ ہمارے ایک ساتھی کی سواری گم ہو گئی ہے حاتم نے کہا میری گھوڑی حاضر ہے اسے دے دی جائے یہ پیادہ نہ رہے وہ گھوڑی پکڑ کر چل پڑے حاتم کی ایک کنیز نے گھوڑی کے بچے کو چادر کے ایک گوشے کے ساتھ باندھ دیا کہ یہ گھوڑی کے ساتھ نہ جائے جب حاتم کو پتہ چلا ان لوگوں کو آواز دی کہ واپس آؤ گھوڑی کے بچے اور اس کنیز کو بھی لے جاؤ وہ واپس ہوئے گھوڑی۔ گھوڑی کا بچہ اور کنیز تینوں کو لے کر رخصت ہوئے سچ اور حق ہے کہ ایام جاہلیت میں حاتم جیسا کوئی کریم اور سخی نہ تھا۔ تحفہ ج۲

دنیا کی مستورات اس قضیہ سے عبرت حاصل کریں

ثمرات الانوار میں ہے کہ خلفائے بنی عباس میں سے ایک نے بلخ کی طرف بغداد سے ایک کارندہ بھیجا کہ بلخ کے باشندوں سے ان کی نافرمانی کے

سبب رقم بطور جرمانہ وصول کرے جب اس نمائندے نے اہل بلخ سے اس جرمانے کی رقم کی وصولی کی درخواست کی۔ ان لوگوں پر گزران بہت تنگ ہو گئی مجبوراً ان لوگوں نے اپنی مستورات کو شہر بلخ کے حاکم جس کا نام داود بن علی تھا۔ کی زوجہ کی طرف بغرض شفاعت بھیجا جب ان مستورات نے حاکم کی بیوی کو تفصیل بیان کی اس پر سخت رقت طاری ہو گئی اس نے اپنا وہ پیراہن جو گوناگوں جواہرات سے مرصع تھا اور جس کی قیمت جرمانے کی اس قیمت سے زیادہ تھی جو خلیفہ نے ان سے طلب کی تھی، ان مستورات کے حوالے کیا۔ پھر یہ پیراہن خلیفہ کے مامور شدہ کارندے کے حوالے کیا گیا۔ اور معافی کا تقاضا کیا اس کارندے نے پیراہن اٹھایا بلخ سے واپس آ کر تمام کیفیت خلیفہ کو سنائی خلیفہ یہ قضیہ سن کر بہت شرمندہ ہوا اور کہا یہ نہیں ہو سکتا کہ میری رعایا کی کوئی عورت مجھ سے کریم تر ہو فوراً اسی مامور کارندے کو حکم دیا کہ بلخ واپس جاؤ اور یہ پیراہن اسی عورت کو واپس کرو اور اہالی بلخ سے یہ جرمانہ وصول نہ کیا جائے اور ان کی معصیت معاف کر دی جائے جب یہ کارندہ بلخ پہنچا اور بلخ کے باشندوں کو معافی سنائی اور وہ پیراہن اس عورت کو واپس کیا تو اس عورت نے کہا کہ کیا خلیفہ نے اس پیراہن کو دیکھا ہے؟ اس کارندے نے کہا ہاں۔ عورت نے کہا اب میں وہ پیراہن نہیں پہنوں گی جس پر نامحرم کی نظر پڑ چکی ہے پس اس نے حکم دیا کہ اس پیراہن کو فروخت کر دیا جائے اور اس کی قیمت کی تہائی سے بلخ میں مسجد تعمیر کی جائے اور جو رقم اس سے بچ گئی اس بارے یہ حکم دیا کہ اس مسجد کے ایک ستون کے نیچے امانتاً رکھ دیا جائے اور بوقت حاجت یہاں سے نکال کر اسے مسجد کی تعمیر میں صرف کیا جائے اور بلخ کی جامع مسجد اسی پیراہن کی قیمت سے بنی ہوئی ہے۔ تحفہ ج۲

بہترین توشۂ آخرت

وسائل میں ہے رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ جب کوئی مومن دنیا سے کوچ کرتا ہے اور علم دین کی کوئی تحریر یادگار چھوڑ کر جاتا ہے تو وہ ورقہ آتش دوزخ اور اس تحریر کنندہ کے درمیان رکاوٹ بن جاتا ہے اور خداوند عالم اسے ہر حرف کے بدلے جو اس ورقہ میں درج ہے بہشت میں شہر عطا فرماتا ہے۔ جو

اس دنیا سے سات گنا وسیع ہوتا ہے۔ تحفۃ الواعظین کا آغاز (خوش قسمت ہیں وہ علماء جو بیشمار مذہبی کتب تحریر کر کے خود تو رخصت ہوئے لیکن ان کی یہ یادگاریں قیامت تک انسانیت کو درسِ ہدایت دیتی رہیں گی۔ مولف)

ملاوٹ کا نقصان

دارالسلام عراقی میں ہے کہ کربلا معلیٰ میں ایک عطار تھا وہ بیمار ہوگیا اس نے اپنی دوکان کی جمیع اجناس اور گھر کا تمام اثاثہ اپنے علاج میں فروخت کر دیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا تمام حکماء نے اپنی مایوسی کا اظہار کیا۔ ایک روز اس نے اپنے بیٹے کو کہا کہ فلاں چیز بازار میں فروخت کر کے اس کی رقم اپنے مصرف میں لاؤں۔ تندرست ہو جاؤں یا مر جاؤں اب کیا کروں بس ایک لمبی سرد آہ کھینچی ایک شخص جو اس کی عیادت کے لئے آیا ہوا تھا، کو کہا کہ مجھے بہت زیادہ دولت ملی تھی اب تمام خرچ ہو چکی ہے لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ ازراہِ حلال نہیں کمائی تھی کیونکہ فلاں سال کربلا میں ایک مرض ظاہر ہوئی کہ حکماء نے اس کا علاج شیراز کے لیمو کے پانی کے ساتھ منحصر کر دیا اس لئے آب لیمو بہت کمیاب ہوگیا۔ میرے پاس کچھ آب لیمو تھا اس میں بہت سا چھاچھ ملا دیا کہ اس سے لیمو کے پانی کی خوشبو سمجھی جاتی تھی اور اسے خالص لیمو کے پانی کی قیمت پر فروخت کیا جتنی کہ لیمو کے پانی کا انحصار میری دوکان پر ہوگیا اور اس ملاوٹ کے مال سے میرا سرمایہ بہت زیادہ ہوگیا لیکن پھر (دیکھ رہا ہوں) میں اس مرض میں مبتلا ہوگیا اور اب جو کچھ میرے پاس تھا فروخت ہو چکا ہے اور میرے پاس کوئی چیز باقی نہیں ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہی کسب حرام میری بیماری کا سبب بنا ہے۔ تحفہ ج۲

امر بالمعروف سے اللہ راضی ہوتا ہے

مجموعہ ورام میں ہے ایک واعظ نے اثنائے موعظہ میں بیان کیا اے پروردگار! ان لوگوں میں جو سب سے زیادہ قسی القلب ہے اور جس کے گناہ سب سے زیادہ ہیں اور معصیت میں سب سے انتہا پر ہے اسے بخش دے ایک آدمی کھڑا ہوگیا اور کہا کہ اس کلام کا اعادہ فرمائیں واعظ نے یہی کلمات دہرائے اس شخص نے کہا جس کی آپ نے یہ صفات بیان فرمائی ہیں وہ تو میں ہوں۔ فوراً تائب ہوگیا جب رات ہوئی تو واعظ نے خواب

میں دیکھا کہ اُسے ہاتف کی طرف سے ندا ہو رہی ہے کہ اے واعظ تو نے میرے اور میرے بندے کے درمیان صلح کرادی ہے اور میرے بندے کو ہلاکت سے خلاصی دلوائی ہے اور آتش جہنم سے نجات دلوائی ہے میں تم سے راضی ہو گیا ہوں۔ تحفہ حج

مہمان داری یوں ہونی چاہیئے زینتہ المجالس میں ہے کہ اصمعی ایک دفعہ سفر میں روانہ ہوا بارش ہو رہی تھی شب تاریک تھی اور راستہ بھول گیا ناگاہ دُور سے آگ نظر پڑی چونکہ عربوں کی یہ عادت تھی کہ وہ آگ روشن کرتے تھے کہ اگر کوئی اجنبی اور راہ گذر رستے سے بھٹک جائے تو آگ کی روشنائی کی جانب آسکے اور اسے نار القریٰ کہتے تھے جب اصمعی اس کے قریب پہنچا اس نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنے غلام کو کہہ رہا ہے کہ آگ روشن کر دکیونکہ آج بہت سردی ہے اور ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے اور اس آگ کی وجہ سے مہمان ہماری طرف توجہ کرے اور اگر آج کی رات کوئی مہمان ہمارے گھر آگیا تو تجھے اپنے مال سے آزاد کر دونگا اصمعی نے یہ کلام سُنا پس آگے بڑھ کر سلام دیا اس شخص نے بہت سرور کے ساتھ جواب سلام دیا اور اسے مجبور کر کے تین دن رات اپنے پاس ٹھہرا کر خوب پذیرائی کی وہ روزانہ اونٹ نحر کرتا تھا اور بالکل نہ پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جانا ہے اصمعی نے تین روز کے بعد اسے کہا کہ اے شخص میں نے اپنی زندگی میں آپ کی مانند کوئی کریم نہیں دیکھا آپنے مجھ پر انتہائی مہربانی فرمائی ہے آپ نے ہرگز یہ بھی نہیں پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جانے کا ارادہ ہے اعرابی نے جواب دیا۔ اے مہمان عزیز! ہمارا بالکل یہ دستور نہیں کہ مہمان سے یہ پوچھیں کہ آپ کون ہیں اور کہاں جارہے ہیں بلکہ جب ہمارے پاس کوئی مہمان وارد ہوتا ہے ہم اس پر اپنی جان اور مال فدا کر دیتے ہیں اور اس کی روانگی کے وقت ہم پر رقت طاری ہو جاتی ہے۔ تحفہ حج

اولاد کو متوفی کی جائیداد چاہیئے ایک شخص نے کسی آدمی سے پوچھا کہ فلاں آدمی کا انتقال جو ہوا تو اس نے کوئی جائیداد بھی چھوڑی ہے؟ جواب دیا میرے خیال میں کوئی جائیداد نہیں ہی چھوڑی کہ ان کے لڑکے آپس میں بے حد

متحد نظر آ رہے ہیں۔ نتیجہ واضح ہے اکثر اولادیں جائداد کی حرص میں آپس میں کٹ مرتی ہیں۔

قبرستان کی چاردیواری فضول خرچی ہے ایک گاؤں میں قبرستان کے گرد چاردیواری کا مسئلہ درپیش تھا کئی آدمیوں نے تعمیر کی تائید میں تقریریں کیں۔ آخر میں ایک شخص نے کہا " صاحبو! باہر والا کوئی آدمی قبرستان کے اندر نہیں جاتا۔ اندر کے مردے باہر نہیں آ سکتے۔ لہٰذا یہ سراسر اسراف ہے۔"

معاویہ کے دور کی دھاندلی ناسخ میں ہے حضرت علیؑ کے زمانے میں کوفے کا ایک آدمی شام میں وارد ہوا اور وہ اونٹ پر سوار تھا۔ شام کے ایک شخص نے اسے کہا یہ ناقہ میری ہے جس پر تم سوار ہو اور تم نے جنگ صفین میں مجھ سے زبردستی لے لی تھی یہ جھگڑا فیصلے کے لئے معاویہ کے پاس لایا گیا۔ شامی نے اپنی صداقت میں پچاس گواہ پیش کر دیئے اور تمام نے حلفیہ گواہی دی کہ یہ ناقہ اس شامی کا مال ہے معاویہ نے حکم صادر فرمایا کہ ناقہ شامی کے سپرد کر دی جائے۔ کوفی شخص نے کہا اے امیر! یہ اونٹ ہے ناقہ نہیں ہے۔ معاویہ نے جواب دیا کہ اب تو میں فیصلہ کر چکا ہوں اور میرے حکم کا نفاذ واجب ہے۔ پس شامی اونٹ پکڑ کر لے گیا پھر معاویہ نے لوگوں سے پوشیدہ اس کوفی کو طلب کیا اس کی دلجوئی کی اور اونٹ کی دوگنی قیمت دلوادی اور کہا کہ میری طرف سے علیؑ ابن ابی طالب کو کہہ دینا کہ میں نے ایک لاکھ آدمی آپ کے ساتھ جنگ کیلئے ایسے تیار کئے ہوئے ہیں کہ ان میں سے ایک شخص بھی اونٹ اور ناقہ میں تمیز نہیں کر سکتا۔ اور جس وقت معاویہ نے جنگِ صفین کا ارادہ کیا حکم دیا کہ نماز جمعہ کا اعلان کیا جائے اور نماز جمعہ بدھ کے روز پڑھا دی اور کسی نے نہ پوچھا کہ یہ کون سا دن ہے اور کیسی نماز ہے؟ اور جس وقت عمار ابن یاسر شہید ہوئے عمرو عاص اور معاویہ نے کہہ دیا کہ عمار کو علیؑ نے شہید کیا ہے کہ اسے علیؑ اپنے ساتھ صفین میں لائے ہیں اور شامیوں نے ان کی بات تسلیم کر لی۔ اہل شام کے بزرگوں سے ایک صاحب رائے عقلمند شمار کیا جاتا تھا، سے پوچھا گیا کہ یہ ابوتراب کون تھا کہ جسے تمہارا امام جماعت منبر پر لعن طعن کرتا ہے اس نے کہا کہ یہ عرب کے مشہور چوروں سے ایک چور تھا بلکہ اہل شام اس سے بڑھ کر کئی بکواسات کرتے تھے اور انہیں امیرالمومنین

حضرت علیؑ کی کوئی معرفت نہ تھی اور یہ لوگ علی اور معاویہ کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے تھے۔ تحفہ جلد ۳

میں اس سے نہیں ڈرتی جو خدا سے ڈرتا ہے۔ (زلیخا و یوسفؑ)

علل الشرائع میں امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ زلیخا نے حضرت یوسفؑ کی ملاقات کیلئے اذن چاہا ملازموں نے زلیخا کو کہا کہ ہم آپ کو یوسفؑ کے پاس لے جانے سے ڈرتے ہیں۔ زلیخا نے جواب دیا میں تو اس شخص سے ہرگز نہیں ڈرتی جو خدا سے ڈرتا ہے آخر بلا اذن حضرت یوسفؑ کے پاس چلی گئی حضرت نے فرمایا میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہاری رنگت تبدیل ہوگئی ہے۔ زلیخا نے جواب دیا الحمد للہ الذی جعل الملوك بمعصیتهم عبیدا و جعل العبید بطاعتهم ملوکا۔ حمد ہے اس اللہ کی جس نے شہنشاہوں کو ان کی نافرمانی کی وجہ سے غلام بنا دیا اور غلاموں کو ان کی فرمانبرداری کی وجہ سے شہنشاہ بنا دیا۔ یوسفؑ نے فرمایا تو نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا جیسا کیا؟ زلیخا بولی۔ یہ آپ کے حسن و جمال کی زیبائش تھی۔ یوسفؑ نے فرمایا کہ تو کیا کرتی اس وقت جبکہ تو پیغمبر آخر الزمان کو دیکھ لیتی کہ جن کا نام محمد ہوگا کہ جن کا جمال مجھ سے بہتر اور اخلاق مجھ سے نیکوتر اور ان کی جود و سخا مجھ سے بہت زیادہ ہوگی۔ زلیخا نے عرض کی آپ سچ فرما رہے ہیں۔ یوسفؑ نے فرمایا میرے سچ کا تمہارے پاس کیا ثبوت اور دلیل ہے؟ زلیخا نے عرض کی جونہی آپ کی زبان مبارک سے اُن کا اسم شریف سُنا ہے اُن کی محبت میرے قلب میں سما گئی ہے حضرت کو وحی ہوئی کہ اے یوسفؑ زلیخا سچ کہہ رہی ہے اور میں بھی اس وجہ سے اس سے محبت کرتا ہوں کہ یہ اسم محمد کو دل سے چاہ رہی ہے پس اللہ نے حضرت یوسفؑ کو زلیخا سے تزویج کا حکم دے دیا۔ تحفہ ج ۲ (یہ نام محمدؐ سے محبت کی برکت تھی کہ زلیخا کی ضعیفی جوانی میں تبدیل ہوئی اور یوسفؑ کے ساتھ عقد کی حسرت بھی پُوری ہوگئی۔ مؤلف)

دانا محفل میں سب سے پیچھے کیوں اٹھتا تھا

ایک شخص کا نہایت مہذب مجلس میں تعارف کرایا گیا تمام اہل محفل اس کی گفتگو سے محظوظ و مسرور ہوتے مگر اس میں ایک نقص محسوس کیا جاتا کہ وہ محفل میں سب سے پیچھے اٹھتا

آخر کار ایک شخص سے نہ رہا گیا اور ایک دن پوچھ ہی لیا۔ "کیا وجہ ہے کہ آپ سب سے پیچھے بیٹھے رہتے ہیں"؟ اس نے نہایت سادگی سے جواب دیا۔ "میرا تجربہ ہے کہ جب کوئی شخص محفل سے اٹھ جاتا ہے تو سب اس کی غیبت شروع کر دیتے ہیں اسی لئے میں یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک محفل سے قدم باہر نہ رکھوں جب تک کہ سب احباب محفل سے رخصت نہ ہو جائیں تاکہ کوئی غیبت کرنے والا باقی نہ رہے۔

پیشنماز، نماز میں طول نہ دے

کوئی شخص بازار سے تیل کی کپی خرید کر لا رہا تھا راستے میں اذان سنائی دی اور ساتھ ہی مسجد بھی نظر پڑی اس نے تیل کی کپی دیوار پر رکھ دی اور جلدی سے وضو کر کے جماعت میں شریک ہو گیا لیکن خیال اس تیل کی کپی کی طرف رہا کہ کوئی کتا، بلی یا کوئی گرا نہ دے یا اٹھا کر نہ لے جائے پیشنماز نے بڑی بڑی سورتیں شروع کر دیں آخر کار تنگ آ کر اس نے نیت توڑ کر وہ کپی دیوار سے اٹھائی اور منہ کے سامنے رکھ کر دوبارہ شریک نماز ہو گیا اور جھلا کر پیشنماز سے مخاطب ہو کر بولا اب تجھے بھی قسم ہے جو آج ہی سارا قرآن شریف ختم نہ کر دے میں نے بھی تیل والی کپی سامنے رکھ لی ہے۔

اللہ غربت سے بچائے

ایک مفلس آدمی کی برادری میں کوئی آدمی فوت ہو گیا اس کی بیوی نے تعزیت کے لئے جانے کا سوال کیا مرد نے کہا بچوں کے لئے کھانا تیار کر دو پھر چلی جانا۔ عورت نے کہا گھر میں کچھ بھی نہیں ہے کھانا کہاں سے پکاؤں۔ مرد نے کہا ہمارا فاقہ خود قابل تعزیت ہے ایسی حالت میں کسی کی تعزیت کے لئے جانا حماقت اور بے سود ہے۔

جنت کی قیمت

کہتے ہیں ابراہیم ادھم نے ایک روز پرانے لباس کے ساتھ حمام میں جانے کا ارادہ کیا حمامی نے لباس سے اندازہ کیا کہ اس کے پاس رقم نہ ہو گی لہذا حمام میں داخل نہ ہونے دیا۔ ابراہیم ادھم نے فرمایا وائے ہو ان لوگوں پر جو خالی ہاتھ ہوں اور انہیں حمام میں نہ جانے دیا جائے حالانکہ یہ حمام مٹی اور پتھر سے بنا ہے تو پھر ان لوگوں کو بغیر عمل اور اطاعت خداوندی کے جنت کے محلات میں کون جانے دے گا۔ واعجباه لمن منع بيتا بنى بالطين والحجارة بلامال

کیف یطمع ان یدخل الجنۃ بلا طاعۃ و اعمال) تحفۃ الواعظین جؒ

والدین کی ذلّت کی عبرتناک داستان

ایک شخص کہ جس پر مجھے پورا اعتماد تھا یہ صحیح واقعہ بیان کیا کہ ایک گاؤں میں مجھے ایک دفعہ مہمان بننے کا اتفاق ہوا جب سویرے میں کھانا کھانے میں مصروف تھا دیکھا کہ صحرا سے ایک بوڑھا آدمی غبار آلود تھکا ماندہ اور کدال بر دوش گھر کی چار دیواری میں وارد ہوا اس نے کدال زمین پر رکھی اور ایک گوشے میں بیٹھ گیا گھر والی نے اسے دو روٹیاں اور لسی پیش کی یہ اس نے دوپہر کا کھانا کھایا میں نے اُسے کہا آپ زمین پر کیوں بیٹھ گئے ہیں آؤ میرے ساتھ چارپائی پر بیٹھ جاؤ اس نے کہا میں باہر جانا چاہتا ہوں اور جاکر مویشیوں کی دیکھ بھال اور چارے کا انتظام کروں گا اور میں اس نوجوان کا نوکر ہوں اور یہ نوجوان میرا حقیقی بیٹا اور وہ عورت جو آپ نے دیکھی ہے میرے لئے روٹی اور لسی لائی تھی وہ میری بیوی تھی۔ مہمان نے کہا یہ تو بتاؤ کہ اپنے بیٹے کے ملازم کس طرح بن گئے ہو کیا تمہاری کوئی ملکیت نہیں ہے؟ بوڑھے مرد نے جواب دیا کہ یہ گھر، گھر کا سامان، حیوانات اور باغات میری ملکیت تھے مہمان نے کہا پھر یہ اموال تمہارے ہاتھ سے کس طرح نکل گئے اور تم ملازم بن گئے۔ کیا تمہارے بیٹے نے یہ سب کچھ غصب کر لیا ہے؟ بوڑھے نے کہا نہیں غصب تو نہیں کیا۔ بات یہ ہے کہ میری بچی تھی اور بچہ کوئی نہ تھا میری آرزو اور دعا تھی کہ اللہ مجھے بیٹا عطا کردے اللہ نے یہ بیٹا عنایت فرمایا چونکہ مجھے یہ بہت عزیز تھا میں نے اس کے ساتھ مصالحت کر لی کہ بچیاں بعد میں اس سے جائداد تقسیم نہ کرلیں اور میرا یہ بیٹا آسودہ رہے اور میں بھی اس خیال میں تھا کہ میں گھر میں رہوں گا اور میرا بیٹا اور اس کی بیوی میری اور میری بیوی کی خدمت کریں گے جب کچھ عرصہ گزرا میرے بیٹے اور بہو نے ہمیں گھر سے نکال دیا اب میں مجبوراً اپنے بیٹے کا نوکر بن کر وقت پاس کر رہا ہوں اور میری بیوی جو میرے اس بیٹے کی حقیقی ماں ہے اس کی بیوی کی خدمت کرتی ہے اس کے کپڑے دھوتی ہے اور گھر کا کام کرتی ہے اور اس کی مزدوری حاصل کرتی ہے۔ تحفۃ الواعظین جؒ

فرشتے نے امتحان لیا

حیٰوۃ القلوب میں ہے امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں ایک آدمی

رسولِ خداؐ کے پاس آیا اور عرض کی میں ضعیف اور کمزور انسان ہوں اور میرے بہت بال بچے ہیں اور میرے پاس مال نہیں ہے کیا آپ میری اس تنگی میں مدد فرما سکتے ہیں؟ پس آپ نے اصحاب کی طرف دیکھا اور اصحاب نے آپ کی جانب نگاہ کی۔ رسولِ خداؐ نے فرمایا اس آدمی نے اپنی کیفیت مجھے اور آپ لوگوں کو سنا دی ہے۔ پس ایک شخص اٹھا اور کہا کل میں بھی بالکل تیری طرح تھا اور آج اللہ نے اپنے فضل سے مجھے وافر مال عطا فرمایا ہے پھر اس نے اپنے گھر سے آیا اور ایک بہت بڑی تھیلی جو چاندی اور سونے کے ساتھ پُر تھی اس کے سپرد کر دی اس ضعیف مرد نے کہا یہ تمام مجھے دے رہا ہے کہا ہاں۔ اس نے کہا یہ تمام زر پکڑو کیونکہ میں نہ جن ہوں نہ انسان بلکہ انسانی شکل میں فرشتہ ہوں خداوند عالم نے مجھے صرف امتحان کے لئے بھیجا ہے اور اس نے تمہیں شاکر پایا ہے۔ تحفۃ الواعظین۔ ج۲

برہمن کو گنوار نے لاجواب کر دیا

ایک برہمن جیسا کہ ان کا دستور ہوتا تھا چوکے میں بیٹھ کر روٹی کھا رہا تھا ایک گنوار اتفاقاً بھینس پر سوار روٹی کھاتا ہوا پاس سے گزرا برہمن نے اعتراض کیا اور بولا کہ چوکے میں بیٹھ کر کھانا چاہیئے اس نے کہا" میں خود اس پر سوار ہوں جس کے گوبر سے چوکے کی لپائی کی جاتی ہے"۔

دیہاتی کا عدالت میں حلف

ایک دیہاتی کے سر پر عدالت میں حلف کیلئے قرآن رکھا گیا اور بیان دلوایا گیا پھر اس نے گاؤں میں جا کر لوگوں سے کہا کہ" میں پہلے تو ڈرتا تھا کہ حلف اٹھانا پڑے گا خدا جانے اُٹھے یا نہ اٹھے مگر اب معلوم ہوا ہے کہ ایسے تو سو حلف اور قرآن اٹھا سکتا ہوں!

قلم تراش نے قلموں کے سر کیوں کاٹے

مصابیح میں ہے یحیٰی برمکی ہارون رشید کے وزیر نے ایک روز ایک قلمتراش بلوایا اس نے یحیٰی کے لئے کچھ قلمیں تراش کیں یحیٰی نے اپنا نام لکھا۔ دیکھا کہ خوب بنائے گئے ہیں قلم تراش کو انعام پیش کیا۔ قلم تراش رخصت ہو کر پھر فوراً واپس آگیا اور کہا اے امیر! یہ قلمیں مجھے دیں تاکہ میں ان کی اصلاح کر کے پھر آپ کو واپس کروں جب اُسے قلمیں دیں

گئیں اس نے ان کے سر توڑ دیئے اور انعام والی رقم وزیر کو واپس کر دی۔ یحییٰ نے کہا کہ ان قلموں کے سر کیوں توڑ دیئے ہیں؟ قلم تراشں نے کہا میں نے اس ڈر سے ان کو توڑا ہے کہ آپ لوگوں کے لئے ان کے ساتھ ظلم کی چیزیں تحریر کریں گے تو پھر اس میں میری معاونت شامل ہو جائے گی اور کل قیامت میں مجھے آپ کے ساتھ محشور کریں گے تو مجھے کہا جائے گا۔ کہ تم نے ظلم میں اعانت کی ہے اور مجھے آپ کے انعام کی ضرورت نہیں ہے میں نہیں چاہتا کہ آپ کے ساتھ محشور کیا جاؤں۔ تحفۃ الواعظین ج۳

نماز جمعہ میں شرکت طشت سونے کا ہو گیا

جامع التمثیل میں یایھا الذین امنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکر اللہ وذروا البیع کے ذیل میں ہے کہ ایک آدمی بازار میں ایک طشت فروخت کرنے کے لئے لے گیا اسے ۶ درہم میں فروخت کیا۔ اب چاہا کہ رقم وصول کرے نماز جمعہ کی اذان اسے سنائی دی خریدار کو کہا آپ طشت کی محافظت کریں میں تو جمعہ کے بعد قیمت وصول کروں گا کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے۔ وذروا البیع اس نماز کے وقت میں بیع درست نہیں پس مشتری نے بھی بائع کو کہا کہ ہم دونوں اکٹھے نماز کے لئے جاتے ہیں اور نماز کے بعد اپنا معاملہ انجام دیں گے جب واپس آئے او ر بازار کی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ طشت سونے کا ہو گیا ہے مشتری یعنی خریدار نے بائع یعنی فروخت کرنے والے کو کہا میں نے تم سے تانبے کا طشت خریدا ہے نہ کہ سونے کا۔ لہٰذا سونا تمہاری ملکیت ہے بیچنے والے نے کہا میں نے تمہیں طشت بیچا ہے یہ آپ کے مقدر سے سونا بنا ہے ان دونوں نے اپنا قضیہ حاکم وقت کو پیش کیا حاکم نے کہا کہ آپ اس کی رقم دو برابر حصوں میں تقسیم کر لیں پس انہوں نے یہ طشت چھ ہزار درہم میں فروخت کیا اور رقم برابر تقسیم کر لی۔ خیال فرمائیں کہ پہلے اس کی قیمت ۶ درہم تھی نماز جمعہ کی رعایت کی برکت اور حکم خداوندی سے اس کی قیمت ۶ ہزار درہم ہو گئی۔ تحفۃ الواعظین ج۳

عورت کیسی ہو

جو شخص کسی عورت سے اس کی خوبصورتی کے لئے شادی کرتا ہے۔ وہ احمق ہے کیونکہ حسن زوال پذیر ہے جو روپے کے لئے کرتا ہے۔ وہ

لالچی ہے دولت بھی آنی جانی اور عارضی شئے ہے جو کوئی اس کے حسن سیرت کی وجہ سے کرتا ہے وہی حقیقی شوہر ہے اور یہی حقیقی زوجہ ہے حسن سیرت مستقل اور پائیدار چیز ہے۔ ہر شخص بوقت ضرورت اسے مدنظر اور ملحوظ رکھے۔

کمیلؒ بن زیاد شہید ارشاد میں ہے جب حجاج حاکم کوفہ مقرر ہوا تو اس نے کمیل کو طلب کیا کمیل کوفہ سے اپنی جان بچا کر نکل گئے تھے حجاج سمجھا کہ وہ فرار کر گئے ہیں تو اس نے وہ تنخواہ اور حقوق وغیرہ جو اُن کے خویش و اقارب کو بیت المال سے دیئے جاتے تھے بالکل بند کر دیئے کمیل کو پتہ چلا تو دل میں کہا کہ میں اب بوڑھا ہو چکا ہوں یہ اچھی بات نہیں کہ میری وجہ سے میرے قبیلے کے حقوق بند ہو جائیں پس وہاں سے رخصت ہو کر کوفہ تشریف لے آئے جونہی حجاج کی نگاہ آپ پر پڑی کہنے لگا مجھے تمہارے گرفتار ہو کر آنے کی بہت خوشی ہوئی ہے کمیل نے فرمایا اے حجاج اپنی آواز سخت نہ کر اور مجھے تہدید نہ کر، خدا کی قسم اب میری زندگی اختتام کے قریب ہے پس تو جو چاہتا ہے میرے ساتھ سلوک کر۔ وعدہ گاہ اللہ کے پاس ہے اور قتل کے بعد حساب ہے اور مجھے امیرالمومنین علیؑ ابن ابی طالب نے اسی طرح خبر دی تھی کہ تو میرا قاتل ہوگا۔ حجاج نے کہا کہ حجت تم پر تمام ہے۔ کمیل نے فرمایا یہ تو اس صورت میں ہے کہ قضا و قدر تیرے ہاتھوں میں ہو۔ حجاج نے کہا کہ ہاں میرے ہاتھوں میں ہے اور تم عثمان کے قاتلوں سے ہو پھر حضرت کو قتل کرا دیا آپ کی عظمت مشہور ہے اور اُن کی دُعا شب ہائے جمعہ میں پڑھی جاتی ہے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر ۹۰ سال تھی۔ تحفۃ الواعظین ج۲

آیت سُنی، تمام مال صدقہ میں دے دیا اور وفات سورہ برأۃ میں ہے۔ والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون۔ جو لوگ سونا اور چاندی اکٹھی کرتے ہیں اور اس کو خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب

ان کی خوشخبری سُنا دو جس دن وہ سونا چاندی جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا یہ وہ ہے جسے تم نے دنیا میں جمع کر کے رکھا تھا تو اب اپنے جمع کئے کا مزہ چکھو۔ بحارالانوار میں ہے جب مالک نے یہ بات سُنی تو غش کر گیا جب ہوش میں آیا تو اپنا سارا مال راہِ خدا میں صدقہ دے دیا۔ لوگوں سے علیحدگی اختیار کر کے بیابان میں سکونت اختیار کر لی۔ بیٹی نے کہا اے پدر جان آپ نے اپنی زندگی میں ہی مجھے یتیم کر دیا سلمانؓ نے اس کا یہ قول پیغمبرؐ خدا تک پہنچا دیا۔ حضرت رو پڑے سلمانؓ کو مالک کو واپس لانے کا حکم دیا سلمان نے اسے پہاڑ کے درمیان دیکھا اور حضورؐ کے پاس پیش کیا مالک نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! آتشِ جہنم کے خوف سے میرا رنگ متغیر ہو گیا ہے اور اس نے میرے اور آپ کے درمیان جدائی ڈال دی ہے پھر مالک نے سُنا کہ حضرت نے فرمایا ہے ان جہنم لموعدھم اجمعین۔ اس کے سنتے ہی اس کی روح بدن سے پرواز کر گئی اور اسدالغابہ میں ہے کہ مدینہ میں مالک سب سے زیادہ متمول تھا۔ تحفۃ الواعظین۔ ج۲

دُعا کیوں قبول نہ ہوتی تھی

کافی میں ہے امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص خداوند عالم سے تین سال متواتر بیٹے کے لئے دعا مانگتا رہا لیکن قبول نہ ہو رہی تھی کہا کہ خدایا مجھے کیوں فرزند عطا نہیں فرماتا کیا تو مجھ سے دُور ہے اور میری آواز نہیں سنتا یا نزدیک ہے اور قبول نہیں کرتا اسی روز کسی نے خواب میں اُسے آواز دی کہ تو تین سالوں سے خداوند عالم سے اپنے ناپاک قلب سے بیٹے کیلئے دعا مانگ رہا ہے اپنا دل پاک اور اعتقاد درست کر کے دُعا مانگ تب مستجاب ہو گی جب بیدار ہوا۔ اس نے اپنے آپ کو پاک اور اپنے عقائد کی اصلاح کی اور دُعا کی صاحب اولاد ہو گیا۔ تحفہ ج۲

ولئے بر حال قاضی

انوار المجالس میں ہے کہ ایک دانشمند نے بوقت وفات اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ میرا اتنا مال کسی ظالم کو دے دینا۔ بیٹا اپنے باپ کی وفات کے بعد وہ رقم داروغہ کے پاس لے گیا اسے کہا کہ میرے باپ نے اس طرح وصیت کی تھی داروغہ نے جواب دیا میں ظالم نہیں ہوں مجھے تو حاکم شہر نے اس جگہ مقرر

کیا ہے۔ جوان اس رقم کو لے کر حاکم کے پاس آیا اور قضیہ بیان کیا۔ حاکم نے کہا میری کوئی تقصیر نہیں بلکہ مجھے تو بادشاہ نے یہاں مامور کیا ہے جوان یہ رقم بادشاہ کے پاس لے گیا اور قصہ بیان کیا۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ میں بہت کوشش کرتا ہوں کہ لوگ مجھے ظالم نہ کہیں اور مجھے عادل جانیں اور کہیں۔ تم یہ رقم شہر کے قاضی کے پاس لے جاؤ وہ جوان یہ رقم قاضی کے پاس لے گیا۔ قاضی نے بسم اللہ کر کے شکریے کے ساتھ قبول کر لی۔ اور پھر کچھ سخت اور دشوار کام اس جوان کے سپرد کئے جوان نے دیکھا کہ وہ اس قاضی کے ہاتھوں جس کا لباس علما جیسا روحانیت اور اس کا عمل ظالم تھا چھٹکارا نہیں پا سکتا۔ پھر بادشاہ کے پاس حاضر ہوا اور قاضی کی شکایت پیش کی۔ بادشاہ نے کہا اے جوان! اٹھو اور رات کے وقت یہاں سے فرار اختیار کر جاؤ تب قاضی سے خلاصی پاؤ گے پس ان لوگوں کی مثال اس پتھر کے ساتھ دی جا سکتی ہے جو پانی کو روکے ہوئے ہو نہ وہ خود اس پانی سے منتفع ہو سکتا ہو اور نہ مسلمانوں کی کھیتی تک پانی پہنچنے دے پس ایسا فاسق و فاجر قاضی۔ عالم جس نے روحانیت کا لباس پہن رکھا ہو یا دانا عالم لیکن بے دین کہ جس کا عمل ظالموں جیسا ہو اُن کی موت زندگی سے بہتر ہے پس دلیل ہے اس کے لئے کہ جس کا لباس روحانیین کا ہو اور عمل جبارین کا ہو۔ تحفہ ج۳

رسولؐ اکرم کے چچے اور پھوپھیاں

سیرۃ ابن ہشام میں ہے حضرت عبدالمطلب کے دس بیٹے اور چھ بیٹیاں تھیں۔ عباس۔ حمزہ۔ عبداللہ۔ ابوطالب۔ زبیر۔ حرث۔ حجل (لقب غیداق) مقوم۔ ضرار۔ ابولہب۔ ۞ صفیہ۔ ام حکیم بیضاء۔ عاتکہ۔ امیمہ۔ اروی۔ برہ۔ عباس اور ضرار کی والدہ نتیلہ بنت جناب حمزہ۔ مقوم حجل و صفیہ کی والدہ ہالہ بنت وہیب۔ عبداللہ و ابوطالب اور صفیہ کے بغیر تمام بہنوں کی والدہ فاطمہ۔ حرث کی والدہ سمراد بنت جندب ابولہب کی والدہ لبنیٰ بنت ہاجر تھیں۔ تحفہ ج۴

بیویوں سے کوئی راضی نہیں ہے

مجالس الواعظین میں ہے ایک دفعہ ایک واعظ منبر پر موعظہ فرما رہے تھے درمیان میں عورتوں کی بات آگئی واعظ نے کہا جو اشخاص عورتوں سے راضی نہیں ہیں ایمانداری اور راستی کے ساتھ

کھڑے ہو جائیں تمام کھڑے ہو گئے مگر ایک آدمی۔ واعظ نے کہا اے شخص کتنے خوش قسمت ہو کہ تم اپنی بیوی سے راضی ہو اس شخص نے کہا خدا کی قسم سچ کہہ رہا ہوں کہ آج میری اپنی زوجہ کے ساتھ لڑائی ہو گئی تھی میں اس سے اُلجھا لیکن اُس نے میرے پاؤں کی ہڈیاں توڑ دی ہیں اور میں کھڑا نہیں ہو سکتا ورنہ سب سے پہلے میں کھڑا ہوتا۔ واعظ نے فرمایا آپ تو پوری محفل میں بازی لے گئے۔ بہرکیف معلوم ہوا کہ جتنا مجمع اس مسجد میں تھا کوئی اپنی بیوی سے راضی نہ تھا۔ تحفہ ج ۳

اس عورت سے عبرت پکڑیں

تاریخ میں ہے کہ ایک نوجوان عورت کا خاوند ضعیف تھا لیکن اس کا خادم جوان تھا یہ عورت اپنے اس نوجوان خادم پر مائل تھی اور اس کی محبت میں اضافہ ہی ہو رہا تھا بوڑھا شوہر بھی سمجھ گیا۔ اس نے اپنے اس خادم کو گھر سے نکال دیا۔ لیکن اپنی بیوی کے اصرار پر پھر اسے واپس لانا پڑا۔ اس دفعہ اس عورت نے اس خادم کے ساتھ مشورہ یہ کیا کہ اس بوڑھے کو ہلاک کر دیں اور پوری آسودگی کے ساتھ مل کر اپنا وقت گزاریں گے پھر اس عورت نے اس خادم کو کہا کہ تم اصطبل میں چلے جاؤ اور میں اپنے شوہر کو وہاں لے آتی ہوں اور تم اصطبل میں منتظر رہنا۔ کوئی نصف گھنٹہ بعد یہ میاں بیوی اصطبل میں آ گئے جب اس بوڑھے شوہر نے اس جوان خادم کو وہاں دیکھا اسے گالیاں دینا شروع کر دیں اور کہا کہ تم آدھی رات کے وقت یہاں میرے گھر میں کیا کر رہے ہو چلے کیوں نہیں گئے۔ اسی دوران اس عورت نے اپنے شوہر کے شکم پر سخت لات ماری بوڑھا نالہ و فریاد کرتا ہوا زمین پر گر گیا وہ جوان اس عورت کی تجویز کے مطابق قریب آیا اور دونوں نے اس کا گلا گھونٹ کر ہلاک کر دیا لوگوں کو اس واقعہ کی اطلاع مل گئی انہوں نے اس عورت اور خادم کو گرفتار کر لیا اور بادشاہ وقت نے دونوں کو پھانسی کی سزا دلوائی اب آپ غور فرمائیں کہ اس عورت نے اپنے بوڑھے شوہر کو ہلاک کیا کہ اپنے خادم کے ساتھ مل کر عیش کرے گی اللہ نے انہیں اس طرح ذلیل کیا کہ اس کا خاوند بھی اس کے ہاتھ سے گیا اور یہ نوجوان خادم بھی نصیب نہ ہوا اور اپنے شوہر کے عوض قتل بھی ہوئی اور اپنی آخرت بھی برباد کی۔ خسر الدنیا والآخرۃ۔ اب ہمیشہ جہنم میں جلے گی۔ تحفہ ج ۳

زنانِ رسولِ خدا (امہات مومنین)

سیرت ابن ہشام میں ہے حضرت کی ازواج خدیجہ

بنت خویلد۔ عائشہ بنت ابی بکر۔ حفصہ بنت عمر بن خطاب۔ ام حبیبہ نام رملہ بنت ابی سفیان بن حرب۔ ام سلمہ نام ہند بنت ابی میتہ بن المغیرہ۔ سودہ بنت زمعۃ بن قیس۔ زینب بنت جحش بن رئاب۔ میمونہ بنت حارث بن حزن۔ جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار صفیہ بنت حی بن اخطب۔ زینب بنت خزیمہ بن حارث۔ غزیہ بنت جابر بن وہب

جب آپ نے رحلت فرمائی تو ان میں سے دو بیویاں خدیجہ اور زینب فوت ہو چکی تھیں اور نو آپ کی وفات کے بعد زندہ تھیں دو اور تھیں غیر مدخولہ۔ اسماء بنت نعمان اور عمرۃ بنت یزید کلابیہ۔ اور حضرتؐ کی تمام اولاد خدیجہ بنت خویلد سے تھی، سوائے ابراہیم کے۔ تحفہ ج۲

حسنینؑ اور عبداللہ کی سخاوت

بحار میں ہے ایک روز عثمان بن عفان مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص آیا سوال کیا آپ نے اسے ۵ درہم دیئے سائل نے عرض کیا آپ مجھے کسی اور کی دلالت فرمائیں تاکہ میں ان کی طرف رجوع کر کے ان سے مدد حاصل کر کے اپنا قرضہ ادا کر سکوں۔ عثمان نے اشارہ کیا کہ وہ تین آدمی جو مسجد کے گوشے میں بیٹھے ہیں یہ حسنؑ حسینؑ اور عبداللہ ہیں۔ سائل اُن کے پاس آیا اور سوال کیا۔ امام حسنؑ نے فرمایا کہ سوال کرنا حلال نہیں ہے مگر اس کے لئے جس پر کوئی شرعی جرمانہ ہو یا مقروض ہو یا فقیر ہو۔ سائل نے عرض کیا میں ان سے ایک چیز میں مبتلا ہوں یعنی مقروض ہوں حضرت نے ۵۰ دینار عطا فرمائے امام حسینؑ نے اپنے برادر بزرگ کے احترام میں ۴۹ دینار عطا کئے اور حضرت عبداللہ نے حسنینؑ کے احترام میں اُن سے کمتر ۴۸ دینار عنایت فرمائے جب سائل حضرت عثمان کے پاس واپس آیا آپ نے پوچھا کہ انہوں نے کیا دیا ہے سائل نے کہا آپ سے سوال کیا آپ نے پانچ درہم دیئے لیکن ان لوگوں نے یہ رقم دی ہے۔ عثمان نے فرمایا ان لوگوں کی مثل نہیں مل سکے گا۔ یہ لوگ علم، سخاوت اور حکمت کے جامع ہیں۔ تحفہ ج۵

بے نماز کے بال میرے گھر میں نہ پھینکنا

دو آدمی ایک گھر میں مہمان ہوئے رات وہاں قیام کیا سویرے صاحب

خانہ کی حجامت کے لئے حجام آیا مہمانوں نے حجام کو کہا کہ ہمارے بالوں کی اصلاح بھی کردینا اس نے مہمانوں کی حجامت بھی کردی۔ صاحب خانہ کی زوجہ نے حجام کو کہا کہ مہمانوں کے سر کے بال میرے گھر میں نہ پھینکنا بلکہ گاؤں کے باہر پھینکنا۔ حجام نے پوچھا کیوں؟ عورت نے کہا یہ مہمان کل سے ہمارے گھر میں انہوں نے ہمارے گھر نماز نہیں پڑھی ہے اور ابھی تک یہ ہمارے گھر سے باہر نہیں گئے کہ یہ احتمال ہو سکے کہ انہوں نے وہاں پڑھ لی ہو گی اس حجام نے ان کے بال اٹھائے اور گاؤں کے باہر پھینکے۔ تحفہ ج ۲

علماء یوں اخلاق پیش کریں

سفینہ میں ہے آقای ملا خلیل قزوینی و آقائے فیض کاشانی صاحب وافی کا ایک مسئلہ میں مناظرہ ہو گیا۔ کچھ مدت بعد آقائے قزوینی کو اپنی رائے کی غلطی ثابت ہو گئی قزوین سے کاشان کی طرف پیدل روانہ ہوئے کہ خود وہاں جا کر اپنی تقصیر کا اقرار کریں جب صاحب وافی کے دروازے پر پہنچے تو آواز دی اے محسن آپکے پاس یہ خطاکار معذرت کے لئے حاضر ہوا ہے آقا فیض گھر سے باہر تشریف لائے ایک دوسرے کے ساتھ معانقہ کیا اصلاح کی اور ایک دوسرے کی رضامندی حاصل کی۔ تحفہ ج ۲

عزالدین کیکاؤس کی پشیمانی اور وفات

کہتے ہیں عزالدین کیکاؤس کیخسرو کے زمانے میں عرب کے ایک لشکر نے ایشیائے کوچک پر حملہ کیا تھوڑی کشمکش اور مقابلے کے بعد ان کے کچھ آدمی سلاجقہ کی قید میں آ گئے۔ سلطان نے کچھ دنوں بعد ان کے اسیروں کو آزاد کرنے کا فیصلہ کر لیا لیکن کچھ درباری ان کے آزاد کرنے کے ساتھ متفق نہ تھے انہوں نے جعلی خطوط لکھے اور ان خطوط میں ایک منحوس سازش کے بارے یہ بات لکھی گئی جس میں یہ طے پایا تھا کہ قیدی بادشاہ کے لئے سازش برپا کر رہے ہیں بادشاہ نے ان خطوط کو پڑھنے کے بعد بغیر تحقیق کئے ان اسیروں کے قتل کا حکم صادر کر دیا اب اسیروں کی بدبختی دیکھئے انہوں نے سلطان سے ملاقات کا وقت چاہا سلطان نے اجازت دے دی کہ یہ لوگ اجرائے حکم سے پہلے پیش کر دیئے جائیں بادشاہ نے وہ خطوط ان کو دکھائے قیدی انہیں دیکھ کر بہت متعجب ہوئے اور قسم کھائی کہ جو کچھ ان میں لکھا ہوا ہے کذب محض اور صرف

بہتان ہے لیکن بادشاہ نے ان کی عاجزی اور زاری پر توجہ نہ دی اور ان کے قتل کا حکم دے دیا تمام قیدی قتل کر دیئے گئے لیکن دوسرے روز عزالدین کیکاؤس پر حقیقت واضح ہوگئی اور اسے ان لوگوں کے بے گناہ قتل کئے جانے کا اتنا صدمہ ہوا کہ وہ بیمار پڑ گیا اور جیسا کہ آل سلجوق کی تاریخ میں ہے اس کا انجام موت ہوئی اس نے وفات سے قبل یہ دو شعر پڑھے اور حکم دیا کہ یہ دارالشفاء کے دروازے پر نقش کر دیئے جائیں۔ ما بجہاں رگذاشتیم وشدیم۔ رنج دل را بکاشتیم وشدیم ؛ بعدازیں نوبت شماست کنا۔ نوبت خویش داشتیم وشدیم۔ ہزار ویک داستان تاریخی

عشق کا انجام ذلت اور موت

بلخ میں ایک تاجر زادے کو میراث میں بہت مال ملا اس کی سنگت بُروں کے ساتھ ہوگئی اور ایک فاحشہ عورت کے عشق میں مبتلا ہو گیا اس کے وصل کی تمنا میں سب کچھ خرچ کر دیا جب اس کے پاس کوئی چیز نہ رہی تو ایک کمبلی اوڑھ کر ایک گوشے میں بیٹھ گیا اس کے ایک رفیق نے اسے کہا کہ کیا کوئی حاجت ہے ؛ کہا بس ایک جوڑا مجھے دے دو تاکہ میں وہ پہن کر اپنی معشوقہ کے گھر جاؤں اس شخص نے اسے لباس دیا اور وہ معشوقہ کے گھر کے دروازے پر پہنچ گیا اس کی معشوقہ نے اسے گھر میں داخل کر لیا جب اس نے اس کا حال پوچھا تو اس نے پوری تفصیل بیان کر دی اور کہا کہ یہ لباس بھی عاریتاً لے کر آیا ہوں زنِ فاحشہ نے اسے خوب پیٹا اور گھر سے نکال دیا وہ بے چارہ اس کے گھر کے دروازے پر بیٹھ گیا اس فاحشہ نے دیکھا کہ یہ جوان اپنے گھر نہیں جا رہا تو اس نے گرم پانی چھت سے اس کے سر پر گرایا اس کا تمام جسم جل گیا وہ کچھ مدت اسی تکلیف میں مبتلا رہنے کے بعد انتقال کر گیا۔ خسر الدنیا والاخرۃ۔ ریاض الحکایات۔

انتہائی بدصورت، نام آدم

کہتے ہیں ایک آدمی اتنا بدصورت تھا کہ وہ کسی آدمی کی مثل نہ تھا اس سے پوچھا گیا کہ تمہارا نام کیا ہے ؛ کہا میرا نام آدم ہے لوگوں نے کہا کہ خدا بخشے اس شخص کو جس نے تمہیں آدم کے نام سے موسوم کیا ورنہ کسی آدمی کو پتہ نہ چلتا کہ تم آدمی ہو یا غیر آدمی۔ کیونکہ آپ کسی آدمی سے شباہت نہیں رکھتے۔ ریاض الحکایات۔

خاوند نے عورت کو کہا مجھ سے منہ چھپائے رکھنا

ایک شخص کا عقد نہایت بدصورت عورت سے ہو گیا۔ اس نے اپنے خاوند سے پوچھا کہ بتائیے کہ میں اب کس سے منہ چھپاؤں اور کس سے نہ چھپاؤں؟ اس نے کہا مجھ سے ضرور چھپاؤ اور میرے علاوہ تمہیں اختیار ہے جس سے مرضی ہے چھپاؤ جس سے مرضی ہے نہ چھپاؤ۔ ریاض الحکایات۔

مامون رشید کے ساتھ ضعیفہ کا فریب

زینۃ المجالس کی دوسری جلد میں ہے مامون رشید بیان کرتا ہے کہ مجھے زندگی میں ایسا کسی نے فریب نہیں دیا جیسا کہ فریب کے ساتھ ایک ضعیفہ ہزار دینار لے گئی اور وہ اس طرح ہے کہ جب میں خراسان سے بغداد میں آیا میرا چچا ابراہیم بن محمد کہ جس نے خلافت کا دعویٰ کر دیا تھا، مخفی ہو گیا میں نے اس کی بہت تلاش کی لیکن ناکام رہا ایک روز ایک عورت آئی اور کہا کہ میں خلیفہ سے علیحدگی میں کوئی بات کرنا چاہتی ہوں میں نے علیحدگی میں اسے وقت دے دیا۔ اس عورت نے کہا کہ اگر میں آپ کا چچا ابراہیم آپ کو ملا دوں تو آپ کیا دیں گے میں نے کہا ہزار دینار جو ہزار تومان تھے اس نے کہا آپ یہ ہزار دینار اپنے کسی دربان کے سپرد کر دیں اور جب میں ابراہیم اسے پیش کر دوں تو وہ ہزار دینار مجھے دے دے۔ پس میں نے ہزار دینار دربان کے سپرد کئے اور اسے کہا کہ اس عورت کے ساتھ جاؤ اور جب یہ تمہیں ابراہیم کی نشان دہی کر دے تو یہ رقم اسے دے دینا۔ اب دربان بیان کرتا ہے کہ اس عورت نے مجھے بغداد کے کوچوں میں شام تک پھرایا حتیٰ کہ مجھے ایک گھر میں لے آئی میں نے وہاں ایک صندوق دیکھا مجھے کہا کہ اس صندوق میں داخل ہو جاؤ تاکہ تجھے کوئی دیکھ نہ سکے اور میں جا کر اسے لے آتی ہوں اور آپ کے سپرد کرتی ہوں میں صندوق میں داخل ہونے سے ہچکچایا اس نے کہا اگر تم داخل نہ ہو گے تو میں جا کر خلیفہ کو کہتی ہوں کہ یہ میرے حکم کی تعمیل نہیں کر رہا پس میں ناچار اس صندوق میں داخل ہو گیا اس ضعیفہ نے اسے مقفل کر دیا اور ایک حمال یعنی بوجھ اٹھانے والے کو بلایا اور اس صندوق کو اس کی پشت پر رکھا اور وہ لے کر چل پڑا میں نہیں جانتا کہ کہاں لے کر جا رہی ہے تھوڑی دیر بعد وہ ایک گھر میں لے آئی اور صندوق کو کھول دیا میں نے ایک گھر دیکھا جو خوش و خرم تھا وہاں محفل

آراستہ تھی اور میں نے ابراہیم کو صدر مجلس میں بیٹھے ہوئے دیکھا میں نے اس کی تعظیم کی ابراہیم نے مجھے کہا آؤ بیٹھو اس وقت اس عورت نے مجھے کہا کہ میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے اب ہزار دینار میرے حوالے کرو میں نے یہ رقم اس کے سپرد کی پھر اس نے کئی شراب کے جام مجھے پلا دیئے جب میں اس کے اثر سے مدہوش ہو گیا پھر مجھے اسی صندوق میں ڈالا اور بغداد کے بازار کے چوک میں رکھوا دیا کوتوال آئے انہوں نے سربستہ صندوق دیکھا۔ کھولا اور اس میں مجھے دیکھا۔
اب مامون رشید خود بیان کرتا ہے کہ کوتوال اس دربان کو میرے پاس لے آئے اور تمام قصہ مجھے سنایا ہمیں ابراہیم کے متعلق کچھ پتہ نہ چل سکا کہ وہ کس گلی، محلہ یا گھر میں ہے اور اس عورت کے متعلق بھی کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ حتیٰ کہ جب ابراہیم خود ہمارے پاس آیا میں نے اس سے سارا حال دریافت کیا اس نے کہا کہ ہمارا تمام مال خرچ ہو چکا تھا اور اس حیلے کے ساتھ ہم نے یہ دینار حاصل کئے تھے۔ ریاض الحکایات

عورت کی سنگدلی خاوند فرار کر گیا

ایک مرد بیان کرتا ہے کہ میری ایک بیوی تھی قحط کے ایام میں میں گھر آیا کوئی چیز گھر نہ لا سکا اپنی زوجہ کے ڈر سے میں نے اپنے آپ کو مردہ بنا لیا میری بیوی میرے سرہانے آئی اس نے مجھے بہت آوازیں دیں لیکن میں نے گویا کہ میں مردہ تھا، کوئی جواب نہ دیا پھر اس نے میرے ہاتھ زمین سے اٹھائے دیکھا کہ وہ حرکت نہ کر رہے تھے یہاں تک کہ اسے یقین ہو گیا کہ میں مر گیا ہوں تو بجائے اس کے کہ وہ مجھے معاف کر دیتی اس نے اپنے ہاتھ بلند کئے اور میرے سر کو کوٹنا شروع کر دیا اور دہائی شروع کر دی اور کہنا شروع کیا کہ یہ کوئی مرنے کا وقت تھا میں روٹی کہاں سے لاؤں گی میں نے سوچا کہ اگرچہ میں مرا تو نہیں ہوں لیکن اب اس کی مار سے مر جاؤں گا پس میں زندہ ہو کر اپنی جان بچا کر گھر سے بھاگ گیا۔ ریاض الحکایات

حضرت علیؓ نے مدائن میں سلمانؓ کا جنازہ پڑھایا

حضرت عمر کے عہد میں امیر المومنین کرم اللہ وجہہ مسجد مدینہ میں تشریف لائے اور فرمایا آج رات آنحضرتؐ نے خواب میں فرمایا ہے کہ اے بھائی سلمان فارسی نے اس عالم فانی سے انتقال کیا جاؤ اور اس کی تجہیز و تکفین کر کے اس پر نماز پڑھو۔ آنحضرتؐ کی وصیت کے مطابق میں مدائن کو جاتا ہوں تاکہ اس کے کفن و دفن کے کاروبار کو انجام دوں۔ بعض اصحاب نے آپ کے قول کی تصدیق کی اور بعض نے انکار کیا۔ پس کچھ صحابہ نے مدینہ سے باہر تک حضرت کی مشایعت کی۔ امیر المومنینؑ یکبارگی

ان کی نظروں سے غائب ہو گئے اور ظہر کی نماز سے پہلے مدینہ میں واپس آگر فرمایا کہ میں سلمان علیہ الرحمہ کو مدائن میں دفن کر آیا ہوں بعض منکرین نے اس تاریخ کو یاد رکھا یہاں تک کہ ایک مدت کے بعد مدائن سے اس مضمون کا خط آیا کہ سلمان نے فلاں روز انتقال کیا اور جنگل کی طرف سے ایک شخص ظاہر ہوا اور اس کی تجہیز و تکفین کر کے اس پر نماز جنازہ پڑھی اور دفن کر کے نظروں سے غائب ہو گیا۔ کوکب دری ص۳۸۱

حضرت علیؑ کے اعجاز سے عابد سزا سے بچا

بحار الانوار اور دوسری علماء ابرار کی کتب میں روایت ہے کہ عہد خلافت حضرت عمر میں ایک خوبصورت نوجوان بیت المقدس سے مدینہ وارد ہوا اور وہ ہر وقت مسجد مدینہ میں عبادت میں مشغول رہتا تھا اور ہر روز روزہ سے ہوتا تھا تمام رات نماز پڑھتا تھا اور اس طرح وہ تمام لوگوں سے عابد ترین تھا لوگ آرزو کرتے تھے کہ اس کی مانند ہو جائیں اور حضرت عمر اکثر اس کے پاس آتے تھے اور کہتے تھے کہ جو حاجت آپ کی ہو بیان فرمائیں میں پوری کروں گا۔ اور وہ جوان کہتا تھا کہ میں خدا کا حاجت مند ہوں۔ اتفاقاً حج کا موقع آگیا یہ شخص حضرت عمر کے پاس گیا اور کہا میں حج کا ارادہ رکھتا ہوں اور میری ایک امانت ہے جو میں آپ کے سپرد کرنا چاہتا ہوں واپس آکر وصول کر لوں گا حضرت عمر نے قبول کر لیا پس اس جوان نے ایک تھیلی جو ہاتھی دانت سے بنی ہوئی تھی اور مقفل تھی اور اس جوان کی انگوٹھی کی مہر شدہ تھی حضرت عمر کے سپرد کی اور خود قافلے کے ساتھ روانہ ہو گیا حضرت عمر بھی اس کے ساتھ باہر آئے اور اس کی سفارش کرنے کے بعد اس جوان کو وداع کیا اور واپس آگئے قافلے میں انصار کی ایک عورت تھی جب اس کی نظر اس پر پڑی اس پر فریفتہ ہو گئی اور ہر وقت اسے دیکھتی رہتی تھی اور وہ جوان جہاں بھی منزل کرتا تھا وہیں یہ عورت بھی قیام کرتی تھی آخر ایک منزل پر وہ عورت اس جوان کے قریب ہوئی اور کہا کہ اے جوان مجھے رحم اور ترس آتا ہے کہ تمہارے اس نازک بدن پر پشم کا لباس ہے جوان نے کہا کہ اس بدن کو کیڑے کھا جائیں گے اور اس کی ہمیشہ کی منزل خاک ہو گی۔ عورت نے کہا مجھے عبرت آتی ہے کہ تمہارے چاند جیسے چہرے پر سورج کی دھوپ پڑتی ہے اور تمہاری صورت کو سیاہ کر دیتی ہے اس جوان نے کہا اے عورت خدا سے ڈر اور آئندہ اس قسم کی باتیں نہ کرنا کہ تمہاری ایسی باتیں مجھے عبادت خدا سے روکتی ہیں۔ عورت نے کہا

اے جوان مجھے آپ سے حاجت اور مطلب ہے اور میں تمہیں ہرگز نہ چھوڑوں گی جبتک کہ تو میری حاجت پوری نہ کرے گا اس نے کہا کہ تمہاری حاجت کیا ہے؟ اس نے اپنی ناجائز حاجت کا ذکر کیا۔ جوان نے کہا اے عورت خدا کا خوف کر اور پھر اسے نصیحت اور موعظہ کرنا شروع کر دیا لیکن بے سود ثابت ہُوا۔ عورت نے کہا اے جوان مجھے خدا کی قسم ہے اگر تم نے میری حاجت پوری نہ کی تو میں عورتوں کا ایک حیلہ کروں گی تو خلاصی نہ پا سکے گا۔ اس جوان نے کوئی پروا نہ کی اور اس کی باتیں آئی گئی کر دیں۔ پس ایک رات کہ وہ جوان جو بہت شب بیداری کرتا تھا تو آخر شب اس پر نیند کا غلبہ ہوگیا وُہ عورت آئی اور وہ تھیلا جو اس جوان کے سر کے قریب تھا آہستگی کے ساتھ کھینچا اور اپنی ایک تھیلی کہ جس میں پانچ سو دینار تھے

اس تھیلے میں ڈالدی اب جب قافلہ اس منزل سے تیار ہونے لگا وہ ملعونہ عورت نیند سے اٹھی فریاد شروع کر دی کہ اے اہل قافلہ میں ایک عورت ہوں مسکین۔ غریب۔ میری تھیلی چرائی گئی ہے پس رئیس قافلہ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ تمام کی تلاشی لی جائے پس اس جوان کے علاوہ تمام کی تلاشی لی گئی لیکن کوئی شے دستیاب نہ ہوئی اس عورت نے کہا کہ اس جوان کی تلاشی کیوں نہیں لی، اس کی بھی تلاشی لو ہوسکتا ہے اس کا ظاہر ملیح اور باطن قبیح ہو۔ ان لوگوں نے کہا کہ ایسے عابد کی طرف ایسی چیز کی نسبت دینا قبیح ہے۔ اس عورت نے اصرار کیا تب وہ لوگ اس جوان کی طرف متوجہ ہوئے درآں حالیکہ وہ نماز پڑھ رہا تھا جب وہ نماز سے فارغ ہُوا اس نے پوچھا کہ آپ کا کیا مقصد ہے؟ انہوں نے تفصیل بیان کی اس نے کہا بیشک میرے سامان کی تلاشی لے لو۔ اور اُسے تو اپنے مقام پر اپنی بے گناہی کا یقین تھا پس جب اس کے تھیلے کو کھولا گیا تو وہ زر کی تھیلی اس کے تھیلے سے برآمد ہوئی پس اس ملعونہ نے فریاد کی کہ یہی تھیلی ہے اور اس کی نشانیاں بیان کیں اور کہا کہ اس میں اتنے وزن کی مروارید کی موتیوں کی لڑی ہے پس جب اہل قافلہ نے تمام علامات اس کے بیان کے مطابق پائیں تو انہوں نے اس جوان کو گالیاں دینی شروع کر دیں اور اسے بہت مارا پیٹا اور زنجیر کے ساتھ باندھ دیا اور پھر مکہ لے آئے۔ جوان نے کہا اے اہل قافلہ آپ کو خدا کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے کھول دو کہ میں مناسک حج بجالاسکوں اور پھر بے شک زنجیر میں جکڑ دینا پس انہوں نے اسے کھول دیا جب وہ حج کے فرائض پورے کر چکا تو ان لوگوں

کے پاس آیا اور کہا کہ اب جو کچھ میرے ساتھ کرنا چاہتے ہو کر لو اب وہ لوگ اُسے بے زنجیر مدینہ کی طرف لے آئے اتفاقاً اس عورت کی وہ تھیلی رستے میں گم ہوگئی اور یہ بے زاد (بے خرچ) ہوگئی اس کا گذر ایک چرواہے کے پاس سے ہوا۔ اس سے کچھ طلب کیا اس نے کہا اگر تم مجھے اپنی ذات پر تمکین دو تو کچھ دے سکتا ہوں پس اس گڈریئے نے اس کے ساتھ نزدیکی کی اور اسے کچھ زادِ راہ عطا کیا۔ پس شیطان اس عورت کے پاس آیا اور کہا تمہیں حمل ہوگیا ہے۔ کہا کس سے؟ اس نے کہا اس چرواہے سے کہا ہائے میری بدبختی میں کیسی رسوا ہوئی شیطان نے کہا کہ مت ڈر۔ میں تجویز بتاتا ہوں تم کہو میں سوئی ہوئی تھی اور اس مقدس نوجوان نے میرے ساتھ نزدیکی کی ہے اور جب بیدار ہوئی میرا کوئی چارہ نہ تھا اور اب اس سے مجھے حمل ہوگیا ہے پس جو کچھ شیطان نے اسے سکھایا اس نے اس پر عمل کیا ان لوگوں نے اس پر یقین کر لیا چونکہ چوری کی نسبت بھی ان کو معلوم تھی۔ اب دوبارہ اس نوجوان کو خوب زدوکوب کیا اور کہا کہ کیا چوری تمہیں کفایت نہ کرتی تھی کہ اب اس کے ساتھ یہ بدکاری بھی کی ہے۔ اب دوبارہ اسے زنجیر میں باندھ لیا۔ جب مدینہ کے قریب پہنچے حضرت عمر ان حاجیوں کے استقبال کے لئے کچھ لوگوں کے ہمراہ باہر آئے اور سب سے پہلے جو سوال کیا وہ اس جوان کے متعلق تھا انہوں نے کہا کہ آپ اس جوان پر کس طرح گرویدہ ہو گئے اس جوان نے پہلے تو چوری کی پھر بدکاری کی اور تمام قصہ انہیں سنا دیا اس جوان کو پیش کیا گیا آپ نے کہا وائے ہو تم پر تم ظاہر میں کیا تھے اور باطن تمہارا اس کے خلاف تھا۔ یہاں تک کہ خدا نے تمہیں رسوا کر دیا۔ خدا کی قسم میں تمہیں سخت سزا دوں گا اور وہ جوان بالکل خاموش رہا پھر اس کے بعد وہ مسجد میں لایا گیا اور تمام مخلوق جمع ہوگئی اور وہ لوگ اس بات کے منتظر تھے کہ دیکھیں حضرت عمر اس جوان کے ساتھ کیا کرتے ہیں: کہ وہ نور امامت ساطع ہوا یعنی حضرت علیؑ مسجد میں داخل ہوئے فرمایا یہ مسجد میں غوغا اور اضطراب کیا ہے؟ لوگوں نے کہا اس زاہد مقدس جوان نے پہلے چوری کی پھر بدکاری کی۔ حضرت علیؑ نے فرمایا قسم بخدا نہ اس نے چوری کی ہے اور نہ زنا۔ اور تمام لوگوں میں سوائے اس مقدس کے کسی کا حج مقبول نہیں ہے جب حضرت عمر نے یہ بات سُنی حضرت عمر اپنی جگہ سے اُٹھے اور حضرت علیؑ کو اپنی جگہ بٹھایا اور وہ زاہد جوان اپنی جگہ جکڑا ہوا تھا اور اس کا سر زمین کی طرف جھکا ہوا تھا اور وہ عورت

بھی بیٹھی ہوئی تھی حضرت علیؑ نے اس عورت کی طرف رُخ کیا اور فرمایا کہ اپنی حکایت بیان کر اس نے کہا اس جوان نے میرا مال چرایا اور لوگوں نے دیکھا اور رات کو جب میں سوئی ہوئی تھی اس نے میرے ساتھ بدمعاشی کی حضرت نے فرمایا اے ملعونہ تو جھوٹ بک رہی ہے پس اب آپ نے حضرت عمر کی طرف رُخ کیا فرمایا اے عمر اس مرد کا مخصوص مردمی آلہ ہی نہیں ہے وہ کٹا ہوا ہے اور اُسے اس نے ہاتھی دانت کی ڈبیہ میں ڈالا ہوا ہے آپ نے اس جوان سے پوچھا کہ وہ ڈبیہ کہاں ہے؟ اس نے سر بلند کیا اور کہا کہ جو مطلب کی حقیقت جانتا ہے وہ یہ بھی جانتا ہے کہ ڈبیہ کہاں ہے اب حضرت علیؑ نے اپنا رُخ حضرت عمر کی طرف کیا فرمایا وہ ڈبیہ حاضر کرو پس حضرت عمر نے وہی ڈبیہ جو اس جوان نے حج پر جاتے ہوئے امانتاً ان کے سپرد کی تھی، پیش کی وہ کھولی گئی اس میں ایک ریشمی پردہ تھا اور اس میں اس جوان کا مذکر مخصوص عضو تھا پھر اس جوان کا لباس اتروایا گیا تمام لوگوں نے دیکھا کہ اس کا تو مخصوص آلہ موجود ہی نہیں پس لوگوں نے بلند آواز سے تکبیر کہی۔ حضرت نے فرمایا خاموش رہو اب میری بات اور فیصلہ جو رسولِ خدا کی طرف سے مجھ تک پہنچا ہے وہ سُن لو۔ پھر اس عورت کی طرف متوجہ ہوئے اور تمام قصہ اور حیلہ جو اس نے کیا تھا اوّل سے آخر تک بیان فرمایا اس عورت نے تمام واقعہ کا اقرار کر لیا۔ اب یہودیوں کے قبرستان میں گڑھا کھودا گیا اسے نصف کمر تک زمین میں گاڑ دیا گیا اور سنگسار کیا گیا حضرت عمر اٹھے اور فرمایا لولا علی لهلك عمر۔ تمام لوگ اس واقعہ سے بہت متعجب ہوئے۔ ریاض الحکایات۔

قیمتی بوسہ یا ذلیل بوسہ

ایک مشہور امریکی سینیٹر اپنے آفس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک انتہائی خوبصورت لڑکی جس نے بیش قیمت لباس پہنا ہوا تھا اندر داخل ہوئی۔

سینیٹر نے اپنی نیم دھندلی آنکھوں کو جھپکاتے ہوئے کہا "فرمایئے" لڑکی مترنم آواز میں بولی "میں ایک بہت ہی ذاتی کام سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی ہوں اور امید کرتی ہوں کہ آپ مجھے مایوس نہیں کریں گے" سینیٹر بولا تشریف رکھیئے آپ کی خدمت کر کے یقیناً مجھے خوشی ہو گی"۔ لڑکی نے کہا ایک طویل زمانہ گزرا جب میری دادی جوان تھیں اور وہ واشنگٹن سیر کرنے کے لئے آئی تھیں۔ بالکل اسی طرح جس طرح میں آج واشنگٹن میں گھومنے پھرنے آئی ہوں" سینیٹر نے کہا انہیں

واشنگٹن ضرور پسند آیا ہوگا" "ہاں" لڑکی نے جواب دیا" دادی اماں، ہم پوتیوں کو بڑے فخر سے بتایا کرتی تھیں کہ جب وہ واشنگٹن آئی تھیں تو صدر ٹرومن بادر نے انہیں پیار کیا تھا یہ ایک ایسی بات تھی جس پر جب تک وہ زندہ رہیں فخر کرتی رہیں اور ہم پوتیوں کو متاثر کرتی رہیں"۔ سینیٹر نے دیکھا کہ بات کرتے کرتے اچانک لڑکی شرما گئی اس کا پورا چہرہ سرخ پڑ گیا پھر نظریں جھکا کر بولی "میں جانتی ہوں کہ میری درخواست آپ کو فضول سی معلوم ہوگی مگر میری خواہش ہے کہ آپ مجھے پیار کریں تاکہ دادی اماں کی طرح میں بھی جب میری پوتیاں ہونگی اپنی پوتیوں کے سامنے فخر سے سر اونچا کر سکوں"۔ "یقیناً یقیناً" سینیٹر فوراً کھڑا ہو گیا وہ اتنی اچھی درخواست کو بھلا کیونکر رد کر سکتا تھا۔ پھر جونہی اس نے لڑکی کو پیار کیا۔ آفس کا دروازہ کھلا۔ فلش چمکی ایک نوجوان گلے میں چھوٹا سا کیمرہ ڈالے ہوئے داخل ہوا" بہت بہت شکریہ سینیٹر صاحب" اس نے کہا" مجھے آپ کی کسی ایسی ہی تصویر کی ضرورت تھی اب مجھے آپ کے اسکینڈل کی کہانی گھڑنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی، تاہم آپ چاہیں تو پانچ ہزار ڈالر دے کر اس تصویر کو خرید سکتے ہیں کیونکہ ہمیں اتنی ہی رقم کی ضرورت ہے" سینیٹر نے حالات کا ایک طائرانہ جائزہ لیا وہ تصویر اس کے سارے سیاسی کیریئر کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کر سکتی تھی خاموشی سے وہ اپنی میز کی طرف گیا۔ دروازہ کھول کر پانچ ہزار ڈالر نکالے۔ کیمرہ کھلوا کر فلم وصول کی۔ ڈالر نوجوان کے حوالے کئے۔ سودے سے نمٹ کر جب وہ خوبصورت لڑکی اپنے نوجوان دوست کے بازو میں بازو حمائل کئے جانے لگی تو سینیٹر نے ہاتھ کے اشارے سے اُسے رکنے کا اشارہ کیا" جانے سے قبل ایک بات تو بتاتی جاؤ، محترمہ!" لڑکی نے سوالیہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ سینیٹر نے سوکھے منہ سے پوچھا" صدر ٹرومن ملادر کو آپ کی دادی اماں کے بوسے کی کتنی قیمت ادا کرنا پڑی تھی"۔

ایسے موقع پر فوری دُور اندیشی سے کام لینا پڑتا ہے بالکل ایسا ہی واقعہ قائداعظم کے حالات کے ضمن میں گزر چکا ہے جس کا عنوان ہے" قائداعظم محمد علی جناح ریل گاڑی کا ڈبہ ریزرو کیوں کراتے تھے" انہوں نے رقم بھی بچائی۔ عزت بھی اور اُسے بے حیائی کی سزا بھی دلوائی۔

کشائش رزق کا عمل مع داستان

شیخ عباس قمیؒ فرماتے ہیں کہ میرے استاد ثقۃ الاسلام نوری نوراللہ مرقدہٗ سے

نے کتاب دارالسلام میں اپنے استاد مرحوم خلد مقام عالم ربانی جناب حاج ملا فتح علی سلطان آبادی سے نقل کیا ہے کہ فاضل مقدس اخوند ملا محمد صادق عراقی بہت زیادہ سختی اور پریشانی و بدحالی میں مبتلا تھے اور ان کے لئے کسی طرح سے بھی کشائش نہیں ہو رہی تھی ایک رات خواب دیکھتے ہیں کہ ایک وادی میں خیمہ نصب ہے انہوں نے پوچھا کہ یہ خیمہ کس کا ہے بتایا گیا کہ یہ خیمہ کہف حصین غیاث مضطر مسکین حضرت قائم مہدی امام منتظر عجل اللہ فرجہ کا ہے شتاب سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی تنگدستی و سختی کا ذکر آنحضورؑ کے سامنے کیا اور آنحضورؑ سے غم دور ہونے اور کشائش کے لئے دعا طلب کی آنحضرتؑ نے انہیں اپنی اولاد میں سے ایک سید کی طرف ان کے خیمہ کی طرف اشارہ کرکے بھیجا۔ اخوند ان کے خیمہ سے نکل کر اس خیمہ کی طرف گئے کہ جس کی طرف آنحضورؑ نے اشارہ فرمایا تھا وہاں دیکھا کہ سید سند، حبر معتمد عالم امجد میر سید محمد سلطان آبادی اس خیمہ میں سجادہ پر بیٹھے دعا و قرآن میں مشغول ہیں اخوند نے سید پر سلام کرکے اپنی حاجت بیان کی۔ سیدؒ نے کشائش اور وسعت رزق کے لئے انہیں ایک دعا بتائی۔ پس اچانک بیدار ہو گئے اور انہیں ابھی تک وہ دعا یاد تھی انہوں نے سیدؒ کے مکان پر جانے کا قصد کیا حالانکہ اس سے پہلے اخوند ان سید سے کسی وجہ سے کہ جس کو بیان نہیں کرتے تھے کچھ مکدر تھے جب سید کے گھر پہنچے تو دیکھا کہ ویسے ہی جیسا کہ خواب میں دیکھا تھا۔ وہ سجادہ پر بیٹھے ذکر و استغفار میں مشغول ہیں ان پر سلام کیا سیدؒ نے جواب سلام دیا اور کچھ ایسا تبسم فرمایا کہ گویا واقعہ سے باخبر ہیں اخوند نے ان سے اپنی کشائش کے لئے دعا طلب کی۔ سیدؒ نے انہیں وہی دعا بتائی جو خواب میں تعلیم دی تھی۔ اخوند اس کے پڑھنے میں مشغول ہو گئے تھوڑی ہی مدت کے بعد ان کے پاس ہر طرف سے رزق کی فراوانی ہونے لگی اور انہیں اس سختی و بدحالی سے نجات حاصل ہو گئی۔ مرحوم حاجی فتح علیؒ سیدؒ مذکور کی بہت تعریف کرتے رہتے تھے اور ان سے ملاقات بھی کی ہوئی تھی اور ایک زمانہ ان کے شاگرد بھی رہے پس وہ چیز جو سیدؒ نے خواب اور بیداری میں اخوند کو بتائی تھی وہ تین چیزیں تھیں پہلی نماز صبح کے بعد سینہ پر ہاتھ رکھ کر ستر مرتبہ یَا فَتَّاحُ پڑھے۔ دوسری اس دعا کو ہمیشہ پڑھے اور یہ دعا کافی میں ہے جسے رسول خداؐ نے ایک صحابی کو جو پریشانی و مرض میں مبتلا تھے تعلیم فرمائی تھی

اور اس صحابی سے اس دُعا کی برکت سے بہت تھوڑے زمانہ میں مرض اور پریشانی دور ہو گئی تھی۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا

تیسری نماز صبح کے بعد یہ دعا پڑھے جو عدۃ الداعی میں شیخ ابن فہد نے امام رضا سے نقل کی ہے۔ بِسْمِ اللهِ وَصَلَّى اللهُ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَأُفَوِّضُ أَمْرِي إِلَى اللهِ إِنَّ اللهَ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ فَوَقٰهُ اللهُ سَيِّئَاتِ مَا مَكَرُوا لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِينَ حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوٓءٌ مَا شَآءَ اللهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ مَا شَاءَ اللهُ لَا مَا شَاءَ النَّاسُ مَا شَآءَ اللهُ وَإِنْ كَرِهَ النَّاسُ حَسْبِيَ الرَّبُّ مِنَ الْمَرْبُوبِينَ حَسْبِيَ الْخَالِقُ مِنَ الْمَخْلُوقِينَ حَسْبِيَ الرَّازِقُ مِنَ الْمَرْزُوقِينَ حَسْبِيَ اللهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ حَسْبِي مَنْ هُوَ حَسْبِي حَسْبِي مَنْ لَمْ يَزَلْ حَسْبِي حَسْبِي مَنْ كَانَ مُذْ كُنْتُ لَمْ يَزَلْ حَسْبِي حَسْبِيَ اللهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ٥ مفاتیح الجنان۔

لکھنوی اور پنجابی پہلوان کی تہذیب کا فرق

آج کوئی لکھنوی طرز کے مرزا قمر بیگ کسی بس میں کنڈکٹری کے فرائض انجام دے رہے ہوں اور کسی سواری کے نیچے اترنے کا مقام آجائے تو یوں گویا ہونگے: "ارے بھیا جانی! طبع نازک پہ ناگوار خاطر نہ گذرے تو عرض بے غرض خدمتِ عالیہ میں پیش کرنے کی جسارت کروں کہ مہربانی فرما کر بس سے نیچے تشریف لے جانے کی کوشش فرمائیے"۔ اس کے انتہائی برعکس بھاٹی لوہاری کا رہنے والا پنجابی پہلوان اگر اس جگہ ہوتا تو سواری کو گریبان سے پکڑ کر کہتا اس لب دلہجہ میں چیختا" اوئے ماما تھلّے اُتر" فرق صاف ظاہر ہے۔

ایک غائب دماغ پروفیسر اور اس کی بیوی

ایک غائب دماغ پروفیسر نے لیکچر کے آخری دن طالبات کو گھر پر مدعو کیا۔ طالبات آئیں اور چلی گئیں پروفیسر نے دیکھا کہ ایک طالبہ ابھی تک بیٹھی ہوئی ہے پروفیسر نے تھوڑی دیر انتظار کیا پھر کہنے لگا "اگرچہ میں تمہارے باپ کے برابر ہوں لیکن کسی لڑکی کا پروفیسر کے ساتھ تنہا بیٹھنا مناسب نہیں۔" یہ سن کر لڑکی نے سر پر ہاتھ مار کر غصے سے کہا "غضب خدا کا، اب تم اپنی بیوی کو بھی نہیں پہچانتے۔"

ہندوؤں اور سکھوں کی بربریت

"امرتسر جل رہا تھا" کتاب میں ۱۹۴۷ء کے عبرتناک واقعات کا فقرہ ہے "جب وہ لوگ جائے واردات پر پہنچے تو ان کی نظریں ایک مکان کے پرنالے پر پڑیں جس سے خون بہہ رہا تھا۔ وہ لوگ اس مکان پر چڑھے تو وہاں ایک مسلمان عورت برہنہ حالت میں مری پڑی تھی اور اس کے قریب ہی اس کا نومولود بچہ خاک و خون میں لتھڑا ہوا تھا اس کے معصوم جسم پر گولیوں اور برچھیوں کے ان گنت نشان ہندو اور سکھ وحشیوں کی درندگی اور بربریت کا منہ چڑا رہے تھے۔ کوچہ رنگریزاں کی مسجد کے کوئیں میں جن غیرت مند دوشیزاؤں نے چھلانگیں لگا کر اپنی آبرو بچائی تھی ان کی نعشیں کوئیں میں تیر رہی تھیں۔ ایک نوعمر بچے کی آنکھوں میں دو خنجر گڑے ہوئے تھے تاکہ اس کی معصوم آنکھیں صبح آزادی کے سورج کو طلوع ہوتے نہ دیکھ سکیں۔

مزاحیہ اداکار کی بیماری اور علاج

ایک مریض ڈاکٹر کے پاس گیا۔ ڈاکٹر نے اس کا تسلی بخش معائنہ کرنے کے بعد بتایا کہ تمہیں کوئی بیماری نہیں تم صرف اداس رہتے ہو اس کا علاج یہ ہے کہ تم فلاں مشہور مزاحیہ اداکار کی فلمیں دیکھا کرو طبیعت ہشاش بشاش ہو جائے گی۔ مریض چند لمحے خاموش رہا پھر بولا "ڈاکٹر صاحب! آپ نے مجھے پہچانا نہیں میں تو وہی مشہور مزاحیہ اداکار ہوں۔"

خاوند کی آوارگی، زوجہ کی تحقیق

ایک صاحب کو رات دیر سے گھر آنے کی عادت تھی۔ ان کے پاس بہانہ بھی صرف ایک ہی تھا کہ وہ اپنے کسی دوست کے ہاں بیٹھے تاش کھیل رہے تھے۔ بیوی روز روز یہ بہانہ سن کر تنگ

آچکی تھی ایک روز اس نے ان کے الگ الگ دوستوں کو ٹیلی فون کر کے دریافت کیا تو اُن کے ہر دوست نے یہی جواب دیا کہ وہ میرے پاس بیٹھے تاش کھیل رہے ہیں۔

مخدوم المخادیم حضرت آغا سیّد سردار علی جان سلمہ اللہ
(میرے مشاہدات)

ان کا آستانہ عالیہ دینہ سے چند میل کے فاصلے پر بالکل اس پکی سڑک پر واقعہ ہے جو دینہ سے منگلا ڈیم کو جاتی ہے۔ میں ذیل میں اپنے مشاہدات سے قارئین کو مطلع کرنا چاہتا ہوں

۱۔ انہیں عزاداری سیّد الشہداء سے والہانہ عشق ہے اس میں لکھوکھا روپیہ مہمان نوازی اور نذر نیاز پر خرچ کرتے ہیں۔ یہاں پر تکلف لنگر حسینی ہر وقت تیار ملتا ہے ان کی آمدنی کی مجھے تو کوئی سمجھ نہیں آسکی نہ ان کے پاس کوئی مشین ہے جو پرانے مستقل نوٹ نکالتی رہتی ہے۔

۲۔ سنہ ۱۹۹۲ء کے دریائے جہلم کے سیلاب نے پنجاب میں تباہی مچادی لیکن ان کی رہائش گاہ مع مسجد۔ عزاخانہ اور سامان عزا اس عذاب الہیٰ سے بالکل محفوظ رہے حالانکہ یہ اس طرح برلب دریا تھے کہ منگلا ڈیم یعنی سیلاب کا مبدا یہاں سے صاف نظر آتا ہے۔

۳۔ آپ جیسا صاف ستھرا، نفیس، سفید پوش، مخیر اور با اخلاق کوئی مخدوم نہیں دیکھا۔ نہایت پاکیزہ کردار ہیں یقیناً لنڈوک کے بالکل سچے بچے ہیں۔

۴۔ پیشہ ور پیروں کا دم چھو اور ان کے تحریری تعویزات بس لکیریں ہوتی ہیں۔ لیکن ان کی یہ چیزیں آئمہ معصومین سے منقول ہوتی ہیں۔

۵۔ مجالس ... کے دیگر دعوتی مقامات سے ان کا بلا دعوت بھی نذرانہ زیادہ ہوتا ہے اور ہر بلا دعوت روضہ خوان کی بھی خوب پذیرائی فرماتے ہیں۔

۶۔ قبائلی علاقہ میں بھی ان کا اتنا رسوخ ہے کہ مولوی صفدر رضا آف سرگودھا جو قبائلی علاقہ میں اغوا ہو گیا تھا ان کی وساطت سے برآمد ہوا۔ اس نے مجھے کہا تھا کہ میں ساری زندگی ان کے پاؤں کا دھو دھو کر پینا سعادت سمجھتا ہوں۔

۷۔ ہر کوئی اپنی تعریف کرتا کراتا ہے لیکن انہیں اپنے لئے یہ چیز بالکل ناپسند ہے۔

۸۔ یادداشت اور حافظہ غضب کا ہے۔

پارٹی بازی سے بالکل الگ رہتے ہیں بلکہ ہماری مذہبی اختلافی پارٹیوں کے تمام سرکردہ افراد

کی اصلاح دی ... گودھا دارالعلوم میں پہنچ گیا۔ وہاں سے علامہ کاظمی صاحب مدظلہ کی معیت میں ہمیں اور عزیز مولوی محمد حسنین سلمہ

بقیہ صفحہ نمبر ۵۸۱

29 شعبان 1422ھ 16 نومبر 2001 بروز جمعہ ... 2058

علماء وغیرہ کی ان کے پاس آمد و رفت رہتی ہے۔ ۱۰۔ ان کی تبلیغ اور مخلصانہ خدمات کی وجہ سے کثیر لوگوں نے مذہب حقہ اختیار کیا ہے۔ ۱۱۔ قائدِ ملت کے انتخاب کے موقعہ پر جو دینہ میں کنونشن ہوا تھا جہاں ایک لاکھ کے قریب مومنین کا اجماع تھا اس میں تمام کھانے کا انتظام ان کے ذمّہ تھا کئی افراد جو وہاں موجود تھے کی زبانی سُنا تھا کہ وہ پر تکلّف کھانا کافی بچ بھی گیا تھا یہ لاکھوں روپے کا خرچ تھا جو صرف آپ ہی نے بخوشی اپنے ذمّہ کیا ہوا تھا۔

۱۲۔ جائیداد بنانے یا بنک بیلنس کے سخت خلاف ہیں۔

علماء میں سے علاّمہ حجۃ الاسلام سید اعجاز حسین کاظمی سلمہ اللہ کو چند چیزوں میں ان کا ہم مثل پایا ہے جبکہ دوسرے مولوی صاحبان کا یہ پہلو کمزور ہے مثلاً مہمان نوازی کہ استاد العلماء سید محمد یار صاحب اعلی اللہ مقامہٗ فرمایا کرتے تھے مولوی صاحبان جب کسی مہمان کو آتا دیکھتے ہیں تو یوں سمجھتے ہیں گویا میرے باپ کا قاتل آ رہا ہے۔ دوسرے سخاوت، اللہ ان دونوں چیزوں میں، انہیں میانہ روی کی توفیق دے افراط سے بچائے۔ تیسرے ذاکرین اور ملنگوں سے محبت ان کے مولائی ہونے کی وجہ سے، چوتھے ہر وقت جیب رقم سے پُر سائلین اور حاجت مندوں کی حاجت روائی کے لئے، پانچویں دونوں نہ اپنی تعریف کرتے ہیں نہ کسی سے سننا پسند کرتے ہیں جملہ قارئین سے ان دونوں کی سلامتی کے ساتھ درازیٔ عمر اور توفیقات میں اضافے کے لئے دعا کی التماس ہے۔

شاگرد کا سچا خواب اور شیخ انصاریؒ

جناب شیخ انصاریؒ کے ایک شاگرد سے روایت ہے کہ جس زمانے میں میں ان کے پاکیزہ درس کے فرشتگانہ ماحول میں زیرِ تعلیم تھا تو ایک رات میں نے عالمِ خواب میں شیطان ملعون کو دیکھا کہ اپنے ہاتھ میں چند رسیاں یا لگامیں پکڑے ہوئے ہے ان میں سے ایک رسی بہت مضبوط اور موٹی تھی میں نے اس ملعون ازلی سے پوچھا کہ یہ رسیاں کس لئے ہیں تو اس نے جواب دیا ان سے اولادِ آدم کو اپنی طرف کھینچتا ہوں اور انہیں گناہ میں گرفتار کرتا ہوں۔ میں نے پوچھا یہ بڑی رسی کس کے لئے ہے؟ تو اس نے جواب دیا یہ تمہارے شیخ انصاری کے لئے ہے کل اس سے میں انہیں بازار تک لے آیا تھا لیکن وہ اسے توڑ کر آزاد ہو گئے اور واپس چلے

گئے۔ پھر میں نے پوچھا میرے لئے ان میں سے کون سی رسی ہے؟ اس نے جواب دیا سچی بات ہے کہ تمہارے یا تم جیسوں کے لئے رسی کی ضرورت نہیں تم باتوں ہی سے بآسانی شکار ہو سکتے ہو۔ پھر جب میں بیدار ہوا تو شیخ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا خواب ان سے بیان کیا شیخ نے فرمایا تمہارا خواب صحیح ہے اور شیطان نے تم سے ٹھیک کہا ہے کیونکہ کل اس ملعون نے چاہا تھا کہ اپنے دلفریب بہانوں سے مجھے اپنے دام میں پھانسے دراصل ہوا یہ کہ گھر میں کوئی چیز درکار تھی لیکن میرے پاس اس کے لئے پیسے نہ تھے دل میں آیا کہ سہم امام سے کلام پاک کا ایک نسخہ جو میرے پاس ہے بے مصرف پڑا ہے اسے قرض کے ارادے سے بیچ کر اس کی قیمت سے وہ حاجت پوری کر لوں اور بعد میں وہ قرض ادا کر دوں اس کلام پاک کے نسخے کو لے کر گھر سے باہر آیا حتیٰ کہ گلی میں پہنچ گیا اور جب جنس خریدنے لگا تو عین وقت پر مجھے خیال آیا کہ اس قسم کی حرکت کیوں کروں۔ پس اپنے ارادے پر پچھتایا اور گھر واپس آگیا اور قرآن پاک کو اس کی جگہ پر واپس رکھ دیا۔

استعاذہ۔ بحوالہ سیرت و شخصیت شیخ انصاری

مشیتِ الٰہی بے اثر کو مؤثر بنا دیتی ہے

چند سال ہوئے صدر الحکماء مرحوم نے جو ایک متدین اور شریف النفس طبیب تھے مجھ (مؤلف) سے ایک واقعہ بیان کیا کہنے لگے ایک دفعہ میرے پاس ایک مریض لایا گیا جو بیحد کمزور اور لاغر تھا جب میں نے اس کا معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ہر طرح سے ختم ہو چکا ہے اور اس کا دل گردے اور جگر وغیرہ بے کار ہو چکے ہیں اور وہ صرف چند روز کا مہمان ہے میں نے اسے دوا دینے سے انکار کر دیا اس کے متعلقین نے مجھ پر زبانِ طعن دراز کی اور کہنے لگے معلوم ہوتا ہے کچھ نہیں جانتے۔ میں دل میں ناراض تو ہوا لیکن ضبط کر کے ان کے اہانت آمیز الفاظ کے جواب میں از راہِ مذاق کہا اسے بریسم کا جوشاندہ پلاؤ۔ چند دنوں کے بعد وہی مریض جوان بالکل تندرست تھا میرے پاس آیا اس کے ساتھ اس کے عزیز بھی تھے اور وہ لوگ میرے لئے ایک دنبہ اور بہت سا پنیر اور گھی تحفۃً لائے تھے مجھ سے کہنے لگے جب آپ ایسی اچھی دوا جانتے تھے تو ہمیں مایوس کر کے واپس کیوں بھیج رہے تھے؟! ۔ نتیجہ یہ کہ

وہ قادر مطلق ہے بعض اوقات قوی سبب کو بے اثر کر دیتا ہے اور کبھی بلا سبب کسی امر کو مؤثر فرما دیتا ہے۔ استعاذہ

دو عورتوں والا مرد کیا کرے

ایک آدمی دو عورتوں کی تعریف کرتا تھا ایک مرد نے جب یہ تعریف سُنی تو دوسری شادی کر بیٹھا۔ اب اس نے دیکھا کہ بہت بُری گزران ہو رہی ہے اور اس کے گھر میں ہر وقت جھگڑا فساد ہو رہا ہے تو وہ اس آدمی کے پاس آیا کہا کہ میں نے تمہاری بات سُن کر دوسری شادی کی تھی اور اب میں بہت پریشان ہو گیا ہوں اس نے کہا خدا تمہارے باپ کو بخشے میں جو دو عورتیں رکھتا ہوں تو ان میں سے ایک اصفہان میں ہے اور دوسری شیراز میں اور میں فی الحال اب تہران میں ہوں لہٰذا میرا وقت بہت اچھا گزر رہا ہے اور تم چاہتے ہو کہ ایک ہی شہر میں دو عورتیں رکھوں اور خود بھی اسی شہر میں رہوں یہ امر محال ہے۔ ریاض الحکایات

سیاح نے شادی سے کیوں انکار کیا

کسی عورت نے سیاح سے پوچھا کہ آپ نے سیاحت اور دنیا کے چکر لگانے میں کیا فائدہ حاصل کیا ہے اس نے کہا میں نے یہ سبق حاصل کیا ہے کہ پُوری زندگی شادی نہیں کروں گا اس نے کہا کیوں؟ اس نے کہا کہ میں جب شہر خطا میں وارد ہوا تو میں ایک نقاش خانے میں گیا وہاں تین صورتیں دیکھیں ایک اس مرد کی تصویر دیکھی کہ اپنے ہاتھ سے اپنی ڈاڑھی نوچ رہا ہے اور اس کے اُوپر لکھا ہوا تھا کہ یہ وہ مرد ہے جس نے شادی کر کے عورت لی تھی اور پشیمان ہے دوسرا مرد وہ دیکھا جس نے سر جھکایا ہوا ہے حیران اور سرگرداں ہے اور اس کے اوپر لکھا ہوا تھا کہ یہ وہ مرد ہے جو عورت لینا چاہتا ہے اور تیسرا وہ مرد تھا جو بہت خوش باش تھا اور اس کے اوپر لکھا ہوا تھا کہ اس نے اپنی عورت کو طلاق دے دی ہے اور عورت سے نجات پا چکا ہے پس میں نے تو یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ شادی کرنا اپنے آپ کو غم و غصہ میں مبتلا کرنا ہے۔ ریاض الحکایات۔

عورتیں یوں حیلے کرتی ہیں مرد ہشیار رہیں

زینۃ المجالس میں ہے کہ ایک آدمی نے ایک عورت سے شادی کر لی اور اس کی

محافظت کی بہت کوشش کرتا تھا اور ایک لحظہ بھی اس سے غافل نہ ہوتا تھا لیکن اس عورت کا ایک معشوق تھا اور ان کا عشق و محبت غائبانہ چل رہی تھی اس عورت نے ایک بڑھیا کر دیکھا اُسے اپنے معشوق کے پاس بھیجا کہ اُسے کہو کہ وہ کل تمہارے گھر آ جائے اور تم اپنے گھر کے دروازے کے باہر خوب پانی گرا دینا کہ کیچڑ ہو جائے اور خود وہیں ٹھہرنا کہ میں تمہارے گھر آؤں گی اور اپنے معشوق کے ساتھ ملاقات کروں گی اس بڑھیا نے یہ پیغام پہنچا دیا۔ وہ معشوق سویرے ہی ان کے گھر پہنچ گیا۔ اب اس عورت نے اپنے خاوند کو کہا کہ میں چاہتی ہوں کہ تمہارے ہمراہ حمام کو جاؤں شوہر نے منظور کر لیا۔ اب یہ اپنی عورت کو ساتھ لے کر دونوں حمام کی طرف روانہ ہوئے جب اثنائے راہ میں اس بڑھیا کے دروازے پر پہنچے چونکہ وہاں کیچڑ بنا ہوا تھا اس عورت نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو وہاں گرا دیا اس کی چادر گل آلود ہو گئی اب اس نے خاوند کو کہا کہ اب میں اس حال میں گلی اور بازار میں کس طرح جاؤں گی آپ اس بڑھیا سے جو اس گھر کی مالک ہے اجازت حاصل کریں تاکہ میں اس کے گھر میں جا کر اپنا لباس دھولوں اور باہر آ جاؤں اس مرد نے بڑھیا سے اجازت چاہی اس بڑھیا نے کہا کہ آپ باہر ٹھہریں اور یہ عورت اندر چلی آئے کیونکہ میرے گھر میں میری لڑکی ہے پس اس حیلے کے ساتھ وہ عورت اندر چلی گئی اور اپنے معشوق سے ملاقات کر لی۔ ریاض الحکایات

بدکار عورت کا دوہرا مکر

کہتے ہیں بادشاہ کے مخصوص آدمیوں سے کسی کی ایک عورت سے رفاقت ہو گئی اس مرد نے اپنے غلام کو اس عورت کے پاس بھیجا تاکہ وہ اس عورت کو میرے اس کے گھر آنے کی خبر کر دے جب غلام نے اس عورت کو دیکھا اس کے ساتھ چھیڑ چھاڑ شروع کر دی اور پھر اس کے ساتھ مباشرت کی ناگاہ اس غلام کا آقا پہنچ گیا اس مکار عورت نے غلام کو صندوق میں بند کر دیا۔ غلام کا آقا آیا اس عورت کے ساتھ منہ کالا کیا جب فارغ ہوا تو اس عورت کے خاوند کے پاؤں کی آہٹ سنائی دی اس خواجہ (آقا) نے کہا کون ہے؟ عورت نے کہا میرا شوہر ہے اب کیا کروں عورت نے فوراً مکر سوچ لیا اور خواجہ کو کہا کہ اپنی تلوار برہنہ کر لو اور دہلیز پر کھڑے ہو جاؤ۔ اور مجھے گالی دو۔ اس نے ایسا ہی کیا اور اب اس عورت کا خاوند داخل ہوا۔ وہ مرد گھر سے باہر

نکلا خاوند نے اس کا سبب دریافت کیا۔ عورت نے کہا اس کا غلام بھاگ کر ہمارے گھر آیا ہے اور یہ ظالم ننگی تلوار کے ساتھ اس کے پیچھے آگیا ہے میں نے اس غلام کو برائے رضائے خدا صندوق میں چھپا دیا ہے ناگاہ یہ آدمی پہنچ گیا ہے اور اپنے غلام کا سراغ مجھ سے دریافت کرتا ہے میں نے انکار کیا ہے اس نے مجھے گالی دی ہے الحمدللہ کہ اللہ نے تمہیں پہنچا دیا ہے شوہر نے کہا کہ تم نے کیا خوب کیا ہے پس صندوق کھولا اور اس غلام کو باہر نکالا اور اسے کہا کہ تم بے فکر ہو جاؤ اللہ نے تمہیں نجات دے دی ہے۔ ریاض الحکایات

شہنشاہ بابر پر غلام کی جان کی قربانی

میں نے سکول کی زندگی میں اپنے استاد سے یہ حکایت سُنی تھی کہ ایک دفعہ شہنشاہ بابر اپنے غلام سمیت کسی طرح دشمن کے قبضے میں آ گئے انہوں نے بابر کو قتل کرنے کی ٹھان لی۔ اتفاقاً غلام کی شکل بابر سے ملتی جلتی تھی۔ غلام نے اپنے آقا کی جان بچانے کیلئے انہیں یقین دلایا کہ بابر میں ہوں۔ اتفاقاً دونوں کو علیحدگی میں کچھ موقعہ مل گیا۔ غلام نے عرض کیا میں مارا گیا تو نقصان ایک فرد کا ہوگا لیکن آپ تو ایک لشکر اور سلطنت کے مالک ہیں اور پھر میں ہوں بھی ایک غلام۔ آپ خدا کے لئے میری قربانی قبول فرمائیں۔ نتیجہ یہ کہ غلام قتل کر دیا گیا اور بابر کو انہوں نے غلام سمجھ کر رہا کر دیا اس طرح غلام نے وفا اور ایثار کی مثال قائم کر دی اور گویا کہ بابر اور اس کی شہنشاہ نسل۔ سلطنتِ مغلیہ کا موجب و محسن ثابت ہوا آنے والے زمانے کے لوگ اس کی وفا کی داد دیتے رہیں گے۔

نام علیؑ کی تاثیر

کتاب مجمع النورین بروایت بریٰ عیون اخبار الرضا سے منقول ہے کہ ایک دفعہ حضرت امیرالمومنینؑ کہیں جا رہے تھے کہ خیبر کا ایک یہودی ہمسفر ہو گیا آگے دریا آ گیا جس میں پانی گہرا تھا وہ یہودی پانی کے اُوپر سے عبور کر کے چلا گیا جب پار ہُوا تو اس نے حضرت علیؑ کو صدا دی گویا کہ طعنہ دیا کہ اگر آپ کو بھی یہ اسم جو مجھے معلوم ہے یاد ہوتا تو میری طرح عبور کر لیتے۔ آپ نے ہاتھ سے پانی کی طرف اشارہ کیا پانی جم گیا اور آپ نے گویا کہ پتھریلی سڑک کو عبور کیا۔ خیبری یہودی نے جب یہ دیکھا تو قدموں پر گر کر عرض کی اے جوان آپ نے کیا اسم پڑھا ہے کہ پانی ہی خشک ہو گیا۔ آپ نے فرمایا پہلے تو بتا کہ تو نے کیا پڑھا ہے

کہ پانی کے اوپر سے گزر لیا ہے نیبری، یہودی نے جواب دیا کہ میں نے حضرت محمدؐ کے وصی حضرت علیؑ کے نام کا ورد کیا ہے حضرت نے فرمایا تو نے جو نام لیا ہے میں خود ہی وصی محمدؐ علیؑ ہوں مجھے کوئی ورد پڑھنے کی ضرورت کیا تھی؟ پس نیبری فوراً مسلمان ہو گیا۔ تفسیر انوار النجف جلد ۸

علیؑ کا نام بھی نام خدا گیا راست جان ہے   عصائے پیر ہے تیغ جوان ہے حرز طفلاں ہے

حارث بن نعمان فہری کیوں معذب ہوا

علامہ ثعلبی نے اپنی تفسیر میں سأل سائل بعذاب واقع پ ۲۹ سورہ معارج کے ذیل میں تحریر فرمایا ہے کہ بمقام غدیر خم پیغمبرؐ خدا نے بحکم خدا ہزاروں مسلمانوں کے مجمع میں حضرت علیؑ کی خلافت ووصایت کا اعلان فرمایا تو تمام موجود مسلمانوں نے بخوشی یا بجبر و اکراہ حضرت علیؑ کی بیعت کی یہ خبر اطراف و بلاد میں پھیلی تو ایک شخص حارث بن نعمان اس خبر کو سن کر اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مدینہ میں آیا اس وقت دربار نبوت میں کثیر مجمع تھا۔ حارث نے بیباکی سے کہا۔ اے محمدؐ تم نے جس بات کا حکم دیا ہم نے تعمیل کی۔ تم نے کہا نماز پڑھو ہم نے نماز پڑھی تم نے کہا روزہ رکھو ہم نے روزہ رکھا الخ لیکن تمہیں چین نہ آیا یہاں تک کہ تم نے اپنے بھائی علیؑ کو ہماری گردنوں پر سوار کر دیا۔ اب یہ بتاؤ کہ یہ تم نے اپنی طرف سے کیا یا حکم خدا سے؟ حضورؐ نے فرمایا قسم ہے خدا کی۔ میں نے اپنی طرف سے کچھ نہیں کیا بلکہ جو خدا نے حکم بھیجا تھا اس کا اعلان کیا ہے اس نے کہا کہ میں علیؑ کو دیکھ نہیں سکتا اور میرے کان اس کے فضائل نہیں سن سکتے آپ مجھے اجازت دے دیں کہ میں مدینہ سے نکل جاؤں تاکہ میں نہ علیؑ کو دیکھوں نہ اس کے فضائل سنوں حضورؐ نے اسے بہت نصیحت کی اور سمجھایا لیکن اسے کوئی اثر نہ ہوا یہ الٹے پیروں واپس لوٹا اور کہتا جاتا تھا خداوندا اگر محمدؐ سچ کہتے ہیں تو حارث کو نیست و نابود کر دے پس ایک پرندہ اس کے سر پر آیا اس کے پنجے میں ایک پتھر کا ٹکڑا تھا جو اس نے اس کے سر پر گرایا وہ تحت کی جانب سے نکل گیا اونٹ اور وہ دونوں ہلاک ہو گئے منافق لوگوں نے اس کی لاش پر گریہ کیا اور کہا جو بھی علیؑ کی عداوت کا اظہار کرتا ہے وہ علیؑ کو دیکھ نہیں سکتا ہے اور اگر شہر سے نکلتا ہے تو خدا اسے ہلاک کرتا ہے اب ہم نہیں جانتے کہ ہم کیا کریں۔

یہ حارث بن نعمان فہری مسلمان تھا۔ خدا و رسولؐ کو مانتا تھا نماز روزہ کا پابند تھا بلکہ ایسا پکا

مسلمان کہ اللہ نے اس کی دعا فوری قبول کر لی لیکن ایسا پکا مسلمان بھی عذاب الٰہی سے نہ بچ سکا صرف حضرت علیؑ کی دشمنی کی وجہ سے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف اللہ کو ماننا۔ رسول کو ماننا۔ نماز پڑھنا روزہ رکھنا وغیرہ سب بے کار ہے۔ جب تک علیؑ کی محبت نہ ہو۔ ریاض الحکایات۔ صراط مستقیم کی تلاش۔ (ظاہر ہے ان منافق لوگوں کو موت اور جہنم گوارا تھی لیکن ولائے علیؑ کا اقرار ناممکن و محال تھا)

کوتوال کی مکار بیوی (مرد باخبر رہیں)

ایک کوتوال کی زوجہ بہت مکار تھی ایک دفعہ اس عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو ہر وقت شب و روز بازاروں میں چکر لگاتا ہے لیکن مجھے عیش کا موقعہ کب دے گا تم ایک روز مقرر کرو اور تمام رات اپنے گھر میں قیام کرو کہ باہم صحبت کریں۔ شوہر (کوتوال) نے کہا کہ میں بھی کافی مدت سے اسی خیال میں ہوں اب اگر خدا نے چاہا تو کل گھر آجاؤں گا اور تمہارے ساتھ عیش کے ساتھ وقت گزاروں گا جب کل ہوا تو محتسب گھر وارد ہوا چونکہ تھکا ماندہ تھا۔ شب بیداری کے لئے اپنی زوجہ کو کہا کہ کھانا تیار کرلو اور میں کچھ دیر نیند کر لیتا ہوں جب کھانا تیار ہو جائے تو مجھے بیدار کر لینا۔ اب محتسب سو گیا۔ عورت نے کچھ حلوا تیار کیا اور اس میں کچھ بے ہوشی کی دوا ڈال دی پھر محتسب کے سرہانے آئی اسے بیدار کیا اور کوتوال کو خواب آلود حالت میں کچھ حلوا کھلا دیا وہ بے ہوش ہو گیا اب فی الفور اس کی زوجہ نے اس کا لباس اتارا اور اسے درویشوں، قلندروں والا لباس پہنا دیا اور اس کی داڑھی پر نورہ لگا کر چہرہ بالکل صاف کر دیا پھر اپنے غلام کو حکم دیا کہ اس مرد کو اپنے کندھے پہ ڈال کر لے قلندروں والے اس ویران مکان میں پھینک آؤ جو یہاں سے قریب ہے۔ غلام نے اس عورت کے حکم کی تعمیل کر دی۔ صبح کے قریب کوتوال ہوش میں آیا پیاس نے اس پر غلبہ کیا اپنی زوجہ جس کا نام نرگس تھا اسے آواز دی لیکن کوئی جواب نہ آیا بار بار آواز دی لیکن کوئی جواب نہ سنا۔ ساتھ والے قلندروں نے کہا یہ بھنگ کا نشہ ہے یہاں نرگس کہاں سے آئی۔ اب بیچارے کوتوال نے جو آنکھ کھولی اپنے آپ کو قلندروں کے خرابہ میں پایا پھر اپنے لباس پر نظر ڈالی سوز وفقیرانہ لباس تھا اپنے چہرے پر ہاتھ ملا داڑھی ندارد۔ حیران ہو گیا اب اپنے گھر کا قصد کیا اپنا دروازہ

کھٹکھٹایا اس کے اردگرد لوگ اکٹھے ہو گئے کنیزوں اور غلاموں کا اجتماع ہو گیا اس کا حلیہ اور لباس بالکل تبدیل تھے ان لوگوں نے اسے دھتکارا۔ ہائے وائے کے آوازے بلند کئے۔ اور وہاں سے ذلت کے ساتھ بھگا دیا یہ بیچارہ اِدھر اُدھر دیہاتوں میں پانچ ماہ تک مارا مارا پھرتا رہا اب اس کی ڈاڑھی پہلی حد تک پہنچ گئی تھی اپنے گھر کے ارادے سے روانہ ہوا اور اسی خرابہ میں پہنچ گیا۔ اس کی بیوی بھی مطلع ہو گئی اس نے اپنی آنکھوں کے ساتھ اس مسکین کی یہ حالت مشاہدہ کی تو اس پر ترس آگیا اس نے پھر وہی حلوہ تیار کیا اور اس میں بے ہوشی والی دوائی ڈال دی اور غلام کو دیا کہ خرابے میں جاؤ اور کسی طرح یہ حلوا کر قوال کو کھلا دو جب وہ بے ہوش ہو جائے تو اُسے کندھے پر اٹھا کر گھر لے آؤ غلام نے ایسا ہی کیا پس عورت نے اس کا وہ قلندرانہ لباس اُتارا اور اس کا اصلی لباس اُسے پہنایا جب وہ ہوش میں آیا اپنے آپ کو اپنے گھر میں دیکھا اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا اپنی ڈاڑھی ٹھیک ٹھاک دیکھی اب نرگس کو آواز دی۔ اس نے جواب دیا یہ بیچارہ متحیر ہو گیا نرگس آئی اور کہا آخر تم کب تک سوتے رہو گے۔ بہت مدت کے بعد اپنے گھر آئے ہو اس لئے کہ ہم اکٹھے عیش کریں گے اور آج بھی ابھی تک سوئے ہوئے ہو۔ تو پھر ہم کیا عیش کریں گے کو قوال مبہوت اور متحیر ہو گیا۔ عورت نے کہا کیوں حیران ہو گیا تم نے کوئی پریشان خواب دیکھا ہے اس نے کہا ہاں۔ اس نے اوّل سے آخر تک تفصیل بتائی۔ عورت نے کہا یہ سب کثرتِ سودا کی وجہ سے ہے۔ ریاض الحکایات

بخل نے خانہ خراب کر دیا

ایک کنجوس کے تین بیٹے تھے۔ موت کے قریب اپنے ایک بیٹے کو کہا کہ تو میرے بعد مال کو کس طرح خرچ کرے گا؟ اس نے کہا میں روٹی اور پنیر پر قناعت کروں گا باپ نے اس کی طرف سے رُخ پھیر لیا اور کہا کہ جا تو میرا بیٹا نہیں ہے پھر دوسرے کو کہا تو کیسے خرچ کرے گا؟ اس نے کہا میں روٹی پر کچھ پنیر ملوں گا کہ اس سے صرف پنیر کی بُو آنے لگے۔ اس نے کہا تو بھی میرا بیٹا نہیں ہے اب اس نے تیسرے کی طرف رخ کیا اسے کہا تو میرا مال کس طرح خرچ کریگا اس نے کہا کہ میں پنیر کے خیال میں روٹی کھاؤں گا۔ اس نے کہا واقعتاً تو میرا حلال زادہ فرزند ہے میرا تمام مال تمہارے اختیار اور قبضے میں ہے پس اسے وصی بنایا اور جہنم واصل ہو گیا۔ باپ

کی وفات کے بعد یہ بیٹا تمام مال کا مالک بن گیا اس کی ایک کنیز تھی اسے اپنے گھر ٹھہرایا اور کچھ مال تجارت کے لئے اٹھایا اور سفر میں روانہ ہوگیا۔ اتفاقاً ایک روز اس کی کنیز چھت پر آئی ایک جوان کو دیکھ کر عاشق ہوگئی اسے اپنے گھر میں لے آئی انہوں نے یہ باہمی فیصلہ کیا کہ مالک کا تمام مال لے کر فرار کر جائیں۔ رات کے وقت تمام دفینہ باہر نکالا اور لے کر رفوچکر ہو گئے جب تاجر واپس آیا یہ تمام واقعہ ملاحظہ کیا اسی صدمہ کی وجہ سے بیمار پڑ گیا اور اپنے باپ کے ساتھ ملحق ہوگیا۔ ان لوگوں کی دنیا اور آخرت اسی طرح خراب ہوا کرتی ہے۔ ریاض الحکایات

کور واقعی کون ہے

ایک فقیر ایک مالدار بخیل کے دروازے پر آیا اور کہا میں نے سنا ہے کہ آپ نے کچھ مال مستحقین کو دینے کی نذر کی ہوئی ہے اور میں بہت ہی فقیر اور مستحق ہوں مجھے کچھ عطا فرما دیں۔ بخیل نے کہا کہ میں نے اندھوں کو دینے کی نذر کی ہوئی ہے فقیر نے کہا کہ اصل اندھا تو یوں ہی میں۔ کیونکہ اگر میں بینا ہوتا تو خداوند عالم کے گھر کے دروازے کو چھوڑ کر تیرے جیسے انسان کے گھر کے دروازے پر سائل بن کر نہ آتا۔ ریاض الحکایات

بادشاہ نے تین بخیلوں کو خوب سزا دی۔

جامع التمثیل میں ہے کہ ایک شخص اپنے وطن سے باہر آیا اور صحرا کی طرف منہ کیا اتفاقاً دو بخیل آدمیوں کے پاس پہنچا یہ تینوں آدمی اپنی جنسیت کی مناسبت سے رفیق ہوگئے اور سفر طے کرنے لگے اور ہر ایک نے اپنا اپنا علیحدہ کھانا کھایا۔ پہلے شخص نے کہا آپ دونوں اپنے گھروں سے کیوں نکلے ہیں؟ ان دونوں سے ایک نے کہا کہ میں نہیں دیکھ سکتا کہ کوئی آدمی کسی کو کوئی چیز دے اور احسان کرے لہٰذا میں نے وطن ترک کر دیا ہے۔ دوسرے نے کہا میری بھی بالکل یہی تعریف اور صفت ہے لہٰذا اپنے وطن کو چھوڑ دیا ہے تیسرے نے کہا کہ آپ دونوں میرے ہمدرد اور ہمجنس ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ ہم تینوں صفت بخل میں مبتلا ہیں اس لئے ان کی سنگت اور مضبوط ہوگئی۔ اب رستے میں انہیں ایک زر کی گٹھڑی ملی۔ تینوں اسے تقسیم کرنے کے لئے بیٹھ گئے اب تینوں اس بات پر راضی نہ ہو رہے تھے کہ کوئی دوسرا اس میں سے حصہ لے یہاں تک کہ تینوں بھوکے پیاسے ہو گئے لیکن پھر بھی انہوں نے بخل کو ترک نہ کیا۔ اور نوبت ہاتھا پائی تک پہنچ گئی۔ ناگاہ اس وقت ایک بادشاہ کا اس صحرا سے گزر ہوا۔

اس نے تمام ماجرا تفصیل کے ساتھ سُنا۔ بادشاہ نے کہا کہ جس کا بخل زیادہ ہوگا یہ زر اُسے ملے گی۔ ان تینوں میں سے ایک نے کہا کہ میرا بخل اور حسد اس مرتبہ پر ہے کہ میں بالکل نہیں چاہتا کہ کسی پر احسان کروں کہ اس سے اس کا دل خوش ہو۔ دوسرے نے کہا کہ میں ایسا ہوں کہ اگر کوئی آدمی کسی پر احسان کرے تو میں یہ دیکھ ہی نہیں سکتا۔ تیسرے نے کہا میں ایسا ہوں کہ یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا کہ کوئی مجھ پر احسان کرے پھر دوسروں پر احسان کیسے برداشت کر سکتا ہوں۔ بادشاہ بہت متعجب ہوا کہ یہ کیسے خبیث انسان ہیں۔ پھر اس نے حکم دیا کہ پہلے کو سر اور پاؤں سے برہنہ کرکے پُر خار صحرا میں چھوڑ دیا جائے اور دوسرے کے لئے حکم دیا کہ اس کا سر تن سے جدا کر دیا جائے اور تیسرے کے لئے حکم دیا کہ اس کے دونوں ہاتھ پیچھے باندھ دیئے جائیں اس پر بروزہ مل دیا جائے اور پانی میں پھینک دیا جائے۔ نتیجہ یہ کہ بخیل دنیا و آخرت میں ذلیل ہوتا ہے۔ ریاض الحکایات

بخیل کی بخشش نہیں ہوسکتی

روایت ہے کہ رسولِ خداؐ نے ایک شخص کو دیکھا کہ غلافِ کعبہ پکڑ رکھا ہے اور عرض کر رہا ہے کہ خدایا مجھے بخش دے اگرچہ میں جانتا ہوں کہ تو مجھے نہیں بخشے گا حضرتؐ نے فرمایا کہ اے شخص تو نے کیا گناہ کیا ہے کہ تو رحمت خداوندی سے مایوس ہوگیا ہے اس نے کہا میرا گناہ عظیم ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تیرا گناہ عظیم تر ہے یا عرش و کرسی و زمین و آسمان؟ عرض کیا میرا گناہ، آپ نے فرمایا کیا تیرا گناہ عظیم ہے یا رحمتِ خدا؟ عرض کیا رحمتِ خدا۔ آپ نے فرمایا تیرا کیا گناہ ہے؟ اس نے عرض کیا میں اس قدر بخیل اور لئیم ہوں کہ جب کوئی فقیر میرے سامنے آتا تھا میں یہ سمجھتا تھا کہ گویا آگ کا شعلہ میری طرف آگیا ہے حضرت نے فرمایا۔ میرے پاس سے دُور ہو جا۔ میں ڈر رہا ہوں کہ تیری آگ سے میں بھی جل نہ جاؤں۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے کہ جس نے مجھے رسالت کے ساتھ بھیجا ہے کہ اگر تو رکن و مقام کے درمیان اس قدر عبادت کرے کہ تیرے اعضا خشک ہو جائیں اور تو اسی صفت کے ساتھ مر جائے تو داخل جہنم ہوگا۔ ریاض الحکایات۔

عذرِ گناہ بدتر از گناہ کی بہترین مثال

ایک آقا نے اپنے ملازم سے کہا کہ تم بے تحاشا بغیر سوچے سمجھے غسل خانہ میں کیوں گھس آئے ہو کیا

تمہیں یہ معلوم نہ تھا کہ ہم نہا رہے تھے؟ ملازم نے نہایت سادگی سے جواب دیا۔ حضور معاف فرمائیں غلطی ہو گئی میں سمجھا تھا بیگم صاحبہ نہا رہی ہیں۔

ظالم غلام، لیکن پاکیزہ صورت جوان نے پناہ دلوائی۔

عبدالقیس کا بیان ہے کہ میرے باپ کا ایک سیاہ فام غلام تھا اور وہ خیانت کی وجہ سے فرار کر گیا اور اس کا کچھ پتہ نہ چل سکا جب میرا باپ فوت ہو گیا تو میں نے سفر اختیار کیا میں ایک شہر میں پہنچا اس غلام کو دیکھا۔ اور میں نے قیمتی لباس پہنا ہوا تھا اور میرے پاس کافی دینار بھی تھے اس غلام نے مجھے دیکھ کر بہت خوشی ظاہر کی اور میرے باپ کی وفات سُن کر بہت رویا۔ کہا اے میرے مخدوم زادے! آپ اس شہر میں اجنبی ہیں اور میرا تو یہاں گھر ہے آپ کی بہت نوازش ہو گی اگر آپ میرے غریب خانہ میں تشریف لائیں میں بھی آپ کی خدمت کی سعادت حاصل کر سکوں میں اس کی ان باتوں پر فریفتہ ہو گیا اور اس کے پیچھے روانہ ہو پڑا وہ مجھے شہر سے باہر لے آیا ایک ویران گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا ایک شخص نے دروازہ کھولا میں اس غلام کے ہمراہ اس گھر میں وارد ہو گیا ان لوگوں نے دروازہ پختہ بند کر لیا جب میں چوکھٹ سے اندر ہوا مجھے ایک چھوٹا سا گھر نظر آیا انہوں نے اس کے صحن میں ایک بوریا بچھا رکھا تھا اور وہاں چند مرد باہیبت، عجیب صورتوں میں بیٹھے دیکھے اور ہتھیار اپنے سامنے رکھے ہوئے تھے میں نے جان لیا کہ یہ چوروں اور ڈاکوؤں کی جماعت ہے میں جونہی پہنچا ان میں سے ایک اٹھا اس نے پورے زور سے مجھے طمانچہ مارا اور کہا اپنا لباس اتار دو میں نے اپنا لباس اتار دیا۔ اور جو درہم و دینار میرے پاس موجود تھے ان کے سپرد کر دیئے پس اس سے کچھ رقم اس غلام کو دی کہ وہ بازار سے کھانا خرید کر لے آئے پھر ان لوگوں نے مجھے قتل کرنے کا ارادہ کیا جب میں نے یہ حالت مشاہدہ کی میں اپنی زندگی سے مایوس ہو گیا۔ میں نے انہیں کہا اے جوانمردو تمہیں میرے قتل کرنے سے کیا فائدہ حاصل ہو گا آپ مہربانی کر کے مجھے چھوڑ دیں میں چلا جاتا ہوں پھر میں نے اس غلام کی طرف رُخ کیا اور کہا تم میرے باپ کے حقوق کا کیوں لحاظ نہیں کرتے اور حق نمک کا کیوں خیال نہیں کرتے اس نے ذرہ بھر پرواہ نہ کی اور ان لوگوں کو کہا اگر تم نے اسے زندہ چھوڑ دیا تو یہ تمہاری ہلاکت کا موجب بنے گا اور تمہارا راز فاش ہو جائے گا ان میں سے ایک اٹھا اور چھری نکالی اور

ذبح کرنے کا ارادہ کیا پس میں نے اس وقت ایک پاکیزہ صورت جوان کے دامن کو پکڑا اور کہا کہ میں اپنے آپ کو آپ کی پناہ میں دیتا ہوں خدا را آپ میری حمایت کریں اس وقت اس جوان نے جماعت کو کہا کہ اس شخص نے مجھ سے پناہ طلب کی ہے میں آپ سے اسے چھوڑ دینے کی سفارش کرتا ہوں۔ پس ان لوگوں نے مجھے قتل کرنے سے ہاتھ کھینچ لئے اور شراب پینے میں مصروف ہو گئے جب صبح ہوئی تو میں آہستگی سے اس منزل سے باہر آیا اور اس شہر سے نکل آیا۔ ریاض الحکایات

عجیب غلام

ایک صاحب خانہ نے اپنے غلام کو بازار میں بھیجا کہ وہ انگور۔ انار اور انجیر لے آئے۔ غلام گیا۔ آیا دیر سے اور صرف انگور لایا۔ مالک نے اُسے خوب سزا دی اور کہا کہ جب میں تمہیں کسی کام کے لئے بھیجتا ہوں تو تمہیں چاہیئے کہ جلدی آؤ اور کئی کام کر کے آؤ نہ یہ کہ چند کاموں کے لئے جاؤ۔ دیر کے ساتھ آؤ اور صرف ایک کام کر کے آؤ۔ غلام نے عرض کی آئندہ اسی طرح تعمیل ہوگی اتفاقاً چند روز کے بعد مالک بیمار ہو گیا۔ اسے طبیب لانے کے لئے بھیجا گیا۔ گیا اور جلدی واپس آگیا اور چند آدمیوں کو ہمراہ لے آیا مالک نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟ اس نے کہا آپ نے حکم دیا ہوا ہے کہ جب میں تمہیں کسی کام کے لئے بھیجوں تو چند کام کر کے آؤ اور جلدی آؤ۔ اب یہ تو طبیب ہے اسے آپ کے علاج کے لئے لے آیا ہوں اور یہ غسال ہے اسے لایا ہوں کہ اگر آپ مر جائیں یہ غسل دے اور یہ پیشنماز ہے اسے آپ کے نماز جنازہ کے لئے لایا ہوں اور یہ تلقین خوان ہے اور یہ قبر کن ہے اور یہ قرآن خوان ہے۔ ریاض الحکایات

تھا چور لیکن امانت میں خیانت نہ کی

ایک شخص کے پاس ہزار تومان تھے اور یہ ایک تھیلی میں تھے اس نے صبح کے وقت حمام کا قصد کیا۔ اثنائے راہ میں ایک دوست مل گیا اس کو اپنے ساتھ آنے کی زحمت دی وہ دوست اس کے ساتھ ہو لیا۔ حتیٰ کہ یہ دونوں ایک دوراہے کے پاس پہنچے یہاں اس کا ایک ساتھی اسے مطلع کئے بغیر علیحدہ ہو گیا۔ اتفاقاً ایک چور اس کے ہمراہ ہو لیا اور وہ اس تھیلی کا ارادہ رکھتا تھا جب یہ حمام کے دروازے پر پہنچے صاحب مال نے یوں خیال کیا کہ یہ وہی اس کا ساتھی ہے اس نے رقم والی تھیلی اس کے سپرد کر دی اور کہا کہ یہ تمہارے پاس

امانت ہے میرے حمام سے واپس آنے تک۔ چور نے یہ تھیلی پکڑی اور وہیں کھڑا رہا حتیٰ کہ خواجہ حمام سے واپس ہو آیا اسے اپنا ساتھی نظر نہ آیا۔ اس نے خیال کیا کہ شاید اپنی منزل پر چلا گیا ہو یا اسے کوئی کام پڑ گیا ہو اب اس نے اپنی منزل پر جانے کا ارادہ کیا۔ اب چور سامنے آیا اور اُسے تھیلی پیش کی۔ اس نے کہا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں چور ہوں گرہ کٹ۔ لیکن آج اس امانت کی نگہداشت میں اپنے شغل سے باز آگیا ہوں اس نے کہا تم یہ تھیلی لے کیوں نہیں گئے؟ اس نے کہا یہ اس لئے کہ آپ نے بطور امانت میرے سپرد کی تھی اور امانت میں خیانت کرنا جوانمردی نہیں ہے پس اس مالک نے کچھ رقم اس تھیلی سے اس کے سپرد کی اور اپنی منزل پر مراجعت کی۔ ریاض الحکایات

شعر چرائے جاتے ہیں شاعر نہیں

کتاب نفایس الفنون میں ہے ایک دفعہ انوری شاعر نے ایک شخص کو بلخ کے بازار میں دیکھا کہ وہ اس کے اشعار پڑھ رہا تھا۔ اس نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں انوری شاعر ہوں۔ انوری نے کہا سبحان اللہ۔ میں نے شعروں کی چوری تو سنی ہے لیکن شاعر کی چوری آج تک نہیں سنی ہے۔ ریاض الحکایات۔

نمرود کریہ المنظر تھا اور رعایا خوبصورت

بعض کتب میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو نمرود کے پاس لے جایا گیا اور یہ تھا بہت کریہ المنظر۔ آپؑ نے دیکھا کہ وہ تخت پر بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے غلام چاند جیسے اور کنیزیں پری پیکر تھیں جو اس کے تخت کے گرد صف باندھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا کہ یہ کیا شخص ہے جو دکھانے کے لئے مجھے یہاں لایا گیا ہے؟ بتایا گیا کہ یہ ہم سب کا خدا ہے پھر آپ نے فرمایا یہ جماعت جو اس کے گرد صف باندھے ہوئے ہے یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ سب اس نمرود کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ فرمایا یہ کیا بات ہے کہ اس خدا نے اپنے بندوں کو اپنی ذات سے خوبصورت تر اور بہتر خلق کیا ہے؟ ریاض الحکایات

خوبصورت زوجہ کا خوبصورت جواب

اصمعی سے روایت ہے کہ میں نے ایک شہر میں ایک عورت کو دیکھا جو تمام مستورات سے خوبصورت

تھی اور اس کا شوہر تھا تمام مردوں سے بدصورت۔ میں نے اس عورت کو کہا کہ تو اپنے حسن و جمال کے ساتھ ایسے بدصورت مرد کے ساتھ کیسے گزارہ کر رہی ہے؟ اس نے جواب دیا شاید اس شخص نے اللہ کی کوئی اطاعت کی ہے اور میں نے کوئی گناہ کیا ہے اور اللہ نے مجھے اس شخص کی جزا اور اس مرد کو میری عقوبت قرار دیا ہے۔ ریاض الحکایات

پچھلی تین رکعتوں میں صرف ایضاً پر اکتفا!

ایک بزرگ نماز پڑھانے کھڑے ہوئے پہلی رکعت میں تو آپ نے غیر معمولی دیر لگادی طویل سورت پڑھنے کی وجہ سے۔ لیکن بعد میں مقتدیوں کو جلدی کے مارے رکوع و سجود بھی دشوار ہوگیا۔ نماز ختم ہونے کے بعد جب نمازی نکلے تو ایک صاحب فرمانے لگے کہ امام صاحب نے پہلی رکعت میں تو بہت پڑھا تھا لیکن بعد کی تین رکعتوں میں صرف ایضاً ہی پر اکتفا کیا۔

غریب اور بادشاہ دونوں ایک آنکھ سے محروم

ایک مفلوک الحال کثیر العیال شخص جو ایک آنکھ سے بھی محروم تھا ہمیشہ اپنی تنگیٔ معاشں اور زبوں حالی کا شاکی رہتا تھا آخر کار لاچار ہو کر تلاش معاش کے سلسلہ میں ایک ایسی ولایت میں پہنچا جہاں کے بادشاہ کی ایک آنکھ کسی صدمے سے ضائع ہوگئی تھی حکمائے بادشاہی نے بادشاہ سے عرض کی کہ اگر کسی ایسے شخص کی آنکھ دستیاب ہو سکے جو ہر پہلو سے آپ کی آنکھ کے عین مشابہ اور ہم جسامت ہو تو ہم آپ کی اصل آنکھ کے مطابق اس کو صحیح کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں جس کی بینائی اصلی آنکھ کے مطابق ہوگی۔ لیکن باوجود تلاش بسیار ایسی آنکھ دستیاب نہ ہو سکی جو اس سے مطابقت کھا سکے۔ بادشاہ نے اپنے حکیم خاص کو دروازۂ شہر پر متعین کر دیا تاکہ ایسی مشابہ آنکھ والا اگر کوئی شخص نظر آئے تو حضور شاہ میں پیش کیا جائے اتفاق سے وہی یک چشم تنگ حال شخص جب دروازۂ شہر سے گزرا تو حکیم کو اس کی آنکھ مطلوبہ پیمانے کے مطابق نظر آئی۔ اس کو بادشاہ کے روبرو پیش کیا گیا۔ بادشاہ نے لاکھوں روپیہ پیش کر کے اس شخص سے آنکھ طلب کی لیکن اس نے یہ کہہ کر قطعی انکار کر دیا کہ آپ کا اپنی ایک آنکھ کے عوض لاکھوں روپے دیکر دوسرے شخص کو کلیتہً بینائی سے محروم کر دینا سراسر بعید از انصاف ہے۔ نیک دل بادشاہ پھر کر نامناسب اور بے انصافی خیال کرتے ہوئے اپنے

ارادے سے درگذرا اور اپنی ایک آنکھ کو ہی غنیمت خیال کیا اور اس شخص کو انعام دیکر رخصت کیا اور وہ شخص شکوہ و شکایت چھوڑ کر اپنی صحت و بینائی کی نعمت عظمیٰ کی صحیح قدر و قیمت سمجھ کر ہمیشہ کیلئے شکر گزار بندہ بن گیا۔ انسانوں میں بہت کم لوگ ایسے ہیں جو صحت و وقت کی صحیح قدر و قیمت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

عمر طبعی کے دس حصے، دس پنجابی فقرات میں

عمر طبعی کو دس حصوں میں دس کے پہاڑے کی صورت میں کسی پنجابی شاعر نے پیش کیا ہے چونکہ اس کی تشریح دلچسپ اور مفید ہے اس لئے باوجود ثقالت الفاظ اسے درج کرنا مناسب خیال کیا ہے۔ (۱) ایک داہا دہا، کھیلنے کا ماہا۔ یعنی انسان دس سال کی عمر تک کھیل کود میں رہتا ہے (۲) دو داہا بیس، پتھر دیوے پیس۔ (۳) تین داہا تیہ، جنگل گرجے شینہ (۴) چار داہا چالی گلے پڑی پنجالی (۵) پانچ داہا پچاس ٹھنڈے بھرے سانس (۶) چھ داہا سٹھ ہاتھ میں پکڑی لٹھ (۷) سات داہا ستر عقل گئی کوس بہتر (۸) آٹھ داہا اسی بڈھا ہو گیا غصی (۹) نو داہا نوے، جہاں کھلائے وہاں لگے (۱۰) دس داہا سو، جینے کی خوشی نہ مرنے کا بھو۔

شرافت اور دانائی کے ساتھ حسن تنبیہ کی بہترین مثال

بیان کیا جاتا ہے کہ خوارزم میں ایک نہایت عادل اور دانا بادشاہ تھا اس کے عہد سلطنت میں کسی کی طاقت نہ تھی کہ کوئی برا کام اعلانیہ کر سکے۔ ایک شخص جو اس کی درگاہ میں حقوق قدیمی رکھتا اور جملہ امرائے دربار میں سے اس کے اختیارات زیادہ تھے بظاہر نہایت نیک تھا لیکن پوشیدہ بدسرشت اور مبتلائے فسق و فجور تھا اور کسی کی طاقت نہ تھی کہ اس کی برائیوں کے متعلق بادشاہ سے عرض کرے۔ سلطان نے اس بات سے واقف ہو کر یہ تو نہ چاہا کہ ظاہراً اس معاملے میں اسے کچھ نصیحت کرے کیونکہ ہیبت میں فرق آئے گا۔ لہٰذا بادشاہ نے اسے بلا کر کہا کہ مجھے ایک ایسے مرغ کی ضرورت ہے جس کی چونچ سرخ، سر کے بال سیاہ اور باقی سب سفید ہو۔ چونکہ تو سارے شہر اور اس کے حالات سے واقف ہے سوائے تیرے کوئی اس کام کو انجام نہیں دے سکتا اس نے اس کام کے لئے ہفتہ بھر کی مہلت مانگی بالآخر کافی جد و جہد کے بعد عرض کیا کہ میں مجبور ہوں کہ مجھ کو ایسا جانور نہیں مل سکا۔ بادشاہ نے کہا جاؤ فلاں محلہ، فلاں مکان میں مطلوبہ قسم کے جانور ہیں اور اس قسم کا پنجرہ ہے چنانچہ جب دیکھا گیا

تو واقعی ایسا تھا۔ وہ شخص متعجب ہوا اور ڈرا کہ جب بادشاہ کو شہر کے مکانوں اور دکانوں کے اندرونی حالات کا اس قدر علم ہے تو میری بدکاریوں سے وہ کیسے بے خبر رہ سکتا ہے چنانچہ وہ اپنے افعال بد سے فی الفور تائب ہو گیا۔ حسن تنبیہ کی یہ بہترین مثال ہے۔

سقراط اس حکیم کی پیدائش ۴۷۰ قبل مسیح میں ہوئی اور ۴۰۰ قبل مسیح میں ۷۱ سال کی عمر میں فوت ہوا۔ اس حکیم نے تحمل و بردباری کی عادت حاصل کرنے کے لئے قصدًا ایک تندخو اور شعلہ مزاج عورت سے شادی کی تھی جو ہمیشہ بلا وجہ بھی لڑتی رہتی تھی اس سے اس کی صرف یہ غرض تھی کہ مجھ میں غصہ نہ رہے۔ ایک روز اس کی بیوی پہلے تو بہت کچھ بُرا بھلا کہتی اور لڑتی جھگڑتی رہی پھر غصہ میں آ کر پانی کی بھری ہوئی دیگچی اس کے سر پر دے ماری تو اس نے نہایت متانت کے ساتھ صرف یہی کہا "ہاں گرجنے کے بعد برسنا بھی ضروری تھا"۔ سقراط سے کہا گیا کہ تجھے کبھی رنجیدہ اور غمگین نہیں دیکھا۔ اس نے جواب دیا کہ میں اپنے پاس کوئی چیز نہیں رکھتا جس کے تلف ہو جانے کا مجھے غم ہو۔ اثنائے سفر میں کسی نے سقراط سے پوچھا "تم کس ملک کے رہنے والے ہو" تو اس نے بجائے ایتھنز یعنی اپنے وطن کا نام لینے کے کہا میں دنیا کا رہنے والا ہوں۔ اس کے خیالات اتنے وسیع اور معمور تھے کہ وہ ساری دنیا کو اپنا وطن اور تمام دنیا کے آدمیوں کو اپنا ہم وطن اور دوست خیال کرتا تھا۔ یہ نہایت محنتی جفاکش اور صابر ہونے کے علاوہ نہایت سادہ اور غریبانہ زندگی بسر کرتا تھا۔ تحقیق حق اور علم اخلاق کی وعظ گوئی میں اس کی تمام عمر بسر ہوئی۔ غور و فکر میں اس درجہ محو و مستغرق ہو جاتا کہ کسی مسئلہ کو سوچنے کے لئے گھنٹوں ایک ہی جگہ دنیا و مافیہا سے بے خبر ہو کر کھڑا رہتا۔ چنانچہ ایک دفعہ کسی مسئلے پر غور کرتے کرتے ایک دن اور ایک رات برابر چوبیس گھنٹے تک کھڑا رہا۔ اپنے شاگردوں اور معتقدوں سے کبھی کوئی نذرانہ فیس یا اور کسی قسم کی امداد نہ لیتا۔ وعظ گوئی کی یہاں تک عادت تھی کہ ہر وقت اسی میں مصروف رہتا خواہ مجمع ہو یا صرف دو آدمی۔ ہر شخص کی قابلیت کا اندازہ لگا کر اسی کے حسب حال وعظ کہتا اور انسانوں کی صحبت کا ہر وقت متلاشی رہتا۔ ساٹھ سال کی عمر میں سینٹ کا ممبر منتخب ہوا ایک معاملہ میں جو صریک بے انصافی پر مبنی تھا اس نے دوسرے ممبروں سے اختلاف رائے کا اظہار کیا اور کہا کہ میں ہزار بیماریوں کو اپنے لئے برداشت کر سکتا ہوں لیکن دوسرے شخص کے

ساتھ بے انصافی ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔ ستر سال کی عمر یعنی آخری ایام میں اس حکیم پر بُت پرستی کے خلاف وعظ گوئی اور حکومت وقت کے خلاف تقریریں کرنے کا الزام لگایا گیا اس زمانے میں حکام سلطنت ووٹوں کے ذریعے منتخب ہوتے تھے۔ سقراط کہتا تھا کہ یہ رسم نہایت نامعقول اور بیہودہ ہے۔ اگر ملاح، معمار اور بڑھئی کی ضرورت ہو تو کوئی شخص ووٹ نہیں لیتا بلکہ جو شخص ان کاموں کے لئے مناسب ہوتا ہے اسے مقرر کیا جاتا ہے اگر ایسے انتخاب میں غلطی ہو جائے تو انفرادی حیثیت کی وجہ سے چنداں مضر نہیں ہوتی لیکن جہاں ہزارہا انسانوں کے حکام منتخب کرنے میں ووٹ لئے جائیں وہاں بلاشبہ یہ سخت حماقت ہے غرضیکہ حکومت کی طرف سے سماعتِ مقدمہ کی تاریخ مقرر ہو گئی۔ لیکن سقراط بدستور اپنی تعلیم و تدریس اور وعظ گوئی میں مصروف رہا۔ ایک شخص نے کہا "سقراط تم عجیب آدمی ہو تم پر جو سخت ترین الزام حکومت کی طرف سے لگایا گیا ہے اگر خدانخواستہ وہ ٹھیک ہو جائے تو تمہاری جان کے لالے پڑ جائیں تم ایسی مخدوش حالت میں بے فکر بیٹھے ہو جواب دہی کے لئے تمہیں تیاری کرنی چاہیئے۔ سقراط نے بے پرواہی سے کہا "میں اسی کو کافی تیاری سمجھتا ہوں کہ میں نے اپنی تمام عمر میں کوئی گناہ اور فریب نہیں کیا۔ اس وقت تک میری عمر نہایت اطمینان سے گزری ہے اور میں لگاتار اخلاقی ترقی کرتا رہا ہوں اور لوگوں کو بھی اخلاقی تعلیم دیتا رہا ہوں۔ تمام لوگ میری عزت کرتے رہے ہیں اگر میری زندگی منقطع نہ ہو تو بڑھاپا مجھے ستائے گا میرے حواس کام نہیں کریں گے میری فراست میں کمی آجائے گی ایسے حالات میں زندگی کی مجھے چنداں خواہش نہیں اب اگر مجھے مجرم گردان کر مار ڈالا جائے گا تو لوگ ججوں کے فعل کو قابل نفرت خیال کریں گے اور میرے خلاف کوئی اتہام نہ لگائیں گے بلکہ ممکن ہے کہ میری موت کی وجہ سے میری عزت پہلے سے بڑھ جائے میرے ہموطنو! سنو اگر میں خود غرض ہوتا تو کیا میں اپنی ذات کی طرف سے اتنا بے پرواہ ہوتا؟ جن لوگوں نے مجھ پر تہمتیں تراشی ہیں ان سے پوچھ کر دیکھو وہ بھی کہیں گے کہ میں نے کسی شخص سے کسی شکل میں کوئی حق الخدمت قبول نہیں کیا۔ میری مفلسی، بے زری اور ناداری میری صداقت کا ثبوت اور میری سچائی پر گواہ ہے۔ مقدمہ کی تاریخ مقررہ پر جو جو سوالات عدالت نے کئے ان کا نہایت متانت، دلیری اور استقلال سے اس نے جواب دیا اس کی آواز اور الفاظ سے یہ ظاہر نہیں ہوتا تھا کہ وہ خوف زدہ ہے یا اپنے آپ کو مجرم سمجھتا اور

مہربانی کا خواستگار ہے۔ آخر عدالت نے ووٹ لینے کے بعد اس کی موت کا فتویٰ صادر کیا۔ اس عہدِ حکومت میں پھانسی یا گردن کاٹنے کی بجائے زہر کا پیالہ دیا جاتا تھا۔ اس وقت کے قانون کے مطابق ایسے جرائم کے لئے کچھ جرمانہ لے کر مجرم کو معاف کر دیا جاتا تھا اس کے دوستوں نے سقراط سے کہا کہ وہ اس قانون سے فائدہ اٹھائے ہم جرمانہ کی بھاری سے بھاری رقم ادا کرنے کو تیار ہیں وہ جرمانہ دیکر معافی حاصل کرے۔ سقراط نے کہا روپیہ دینے کے معانی یہ ہیں کہ میں بھی اپنے آپ کو مجرم سمجھتا ہوں میں نفرت کے ساتھ اسے نامنظور کرتا ہوں جب اس کو موت کا فتویٰ دیا گیا تو اس نے ایک نہایت پر تاثیر آخری تقریر کی جس کو سن کر لوگ رونے لگ گئے اس نے پوچھا "کیوں روتے ہو" لوگوں نے کہا "آپ کی بے گناہی کی موت کا ہمیں سخت رنج اور افسوس ہے" اس نے کہا کیا تمہارے خیال میں مَیں گنہگار ہو کر مرتا۔"

سزائے موت کے بعد حکومت کی ایک خاص مذہبی رسم کی ادائیگی کی وجہ سے سقراط کو تین دن قید خانے میں رہنا پڑا بعض دوستوں نے اس کو صلاح دی کہ وہ قید خانے سے فرار ہو جائے وہ ہنس پڑا اور کہا "پہلے کوئی ایسی جگہ بتاؤ جہاں موت نہیں پہنچ سکتی۔" تیسویں دن اس کی عورت اور تین بچے اس کے پاس ملاقات کے لئے آئے۔ سقراط نے انہیں کچھ آخری کلمات کہہ کر رخصت کر دیا اتنے میں قید خانے کا ملازم آیا اور کہا "اے سقراط! میں جب کسی مجرم کو زہر کا پیالہ دیتا ہوں تو وہ مجھے کوسنا شروع کر دیتا ہے اور تم معقول پسند ہو اور جانتے ہو کہ میں افسروں کے حکم کا پابند ہوں اگر آپ کو کوئی شکایت ہے تو ان سے ہونی چاہئیے، مجھ سے نہیں۔ اب زہر پینے کی تیاری کرو" یہ کہہ کر اس ملازم کی آنکھوں سے آنسو بہ نکلے۔ سقراط نے کہا۔ "بہت بہتر میں تیار ہوں لیکن میرے خیال میں مجھے زہر کا پیالہ پینے سے پہلے نہا لینا چاہئیے تاکہ غسال کو میری نعش کو دھونے کی تکلیف نہ اٹھانی پڑے اور بعد غسل زہر کا پیالہ لے کر پی لیا۔ افلاطون نے کہا تھا کہ دنیا میں یہ سب سے منصف اور سب سے نیک شخص کا انجام تھا۔ سسرو لکھتا ہے کہ جب کبھی میں اس واقعہ کو پڑھتا ہوں تو بے اختیار رو دیا کرتا ہوں۔

بخیل پادری، رفاہِ عام کا عظیم کام

کہتے ہیں ایک پادری اپنے بخل کی وجہ سے بہت بدنام تھا اور لوگ اس سے اسی وجہ سے

متنفر تھے لیکن اس نے اپنا تمام جمع کردہ روپیہ رفاہِ عام کے لئے نہر بنانے کو دے دیا اور اپنے بخل کی یہ وجہ بیان کی کہ اگر وہ عام فقیروں اور محتاجوں کو روزانہ تھوڑی تھوڑی خیرات دیتا تو عظیم الشان نہر جاریہ اور رفاہِ عام کا ثواب کس طرح حاصل کر سکتا اور غیر مستحقوں کو خیرات دینا تو سانپوں کو دودھ پلا پلا کر موٹا کرنا ہے۔

شہنشاہ پرویز کی عالی ظرفی اور غلام

پرویز شاہ والئی ایران ایک مرتبہ کسی درباری پر ناخوش ہُوا اس کے قصور کی سزا میں چند روز قید کرکے چھوڑ دیا دربار میں اس کا آنا جانا موقوف ہُوا۔ بے کاری کے باعث روٹی تک کا محتاج ہو گیا ایک روز اس نے خبر پائی کہ آج بادشاہ فلاں مکان میں جشن کئے خوشی سے بیٹھا ہے۔ یہ اپنے دوستوں سے گھوڑا اور اعلیٰ درجہ کا جوڑا عاریۃً لے کر وہاں گیا۔ دربان اور چوبداروں نے خیال کیا کہ شاید اس کے جشن کی خوشی میں اس کی تقصیر معاف ہو گئی ہو گی کوئی نہ سمجھا کہ بغیر پروانگی آیا ہے یہ جاتے ہی مصروف انتظام ہو گیا۔ بادشاہ نے اسے دیکھا ہرچند ناخوش تھا لیکن ایسی خوشی کے موقعہ پر اس کو کچھ کہنا مناسب نہ سمجھا دیدہ و دانستہ طرح دے گیا اس عرصہ میں اس نے موقعہ پایا تو پانچ سیر وزن کا سونے کا ایک طباق قبا کے دامن میں چھپا لیا اور وہاں سے نکل کر اپنے گھر تک چلا آیا اور اس کو فروخت کر کے مزے سے گذران کرنے لگا دوسرے دن خدمت گار گمشدہ طباق زرّیں کی جستجو کرنے لگے۔ کئی ایک اشخاص پر شبہ تھا کہ انہیں مار پیٹ کر قبول کرائیں۔ شاہ نے کہا تم کیوں جھگڑتے ہو؟ خدام نے کہا طباق زرّیں جاتا رہا ہم اس کا سراغ لگاتے ہیں۔ فرمایا ان غریبوں کو چھوڑ دو جو لے گیا ہے وہ نہ دے گا اور جس نے لے جاتے دیکھا ہے وہ بھی نہ بتلائے گا۔

ایک سال کے بعد پھر بادشاہ نے اسی جگہ جشن لگایا اس درباری نے خبر پا کر خود کو وہیں پہنچایا۔ شاہ نے اسے نزدیک بلا کر کان میں کہا، شاید کہ پہلا طباق خرچ ہو چکا ہو گا اس نے آداب بجا لا کر کہا "حضور کے عتاب کے باعث جان سے تنگ آیا تو دانستہ یہ حرکت کی کہ یا تو قتل ہو کر زندگی کے وبال سے چھوٹ جاؤں شاہ کو یہ بات سن کر رحم آیا اور اسکی تقصیر معاف کرکے بدستور خدمت سابقہ پر بحال کر لیا۔

بادشاہ میں کیا صفات ہونی چاہئیں

شاہ فلپ کے دربار میں جو سفیر بھیجے گئے تھے انہوں نے واپس آ کر ڈیمو ستھنز کو بتایا

کہ بادشاہ بہت خوبصورت ہے بڑا فصیح و بلیغ ہے شراب خوب پیتا ہے تو اس دانشمند نے کہا کہ ان تعریفوں میں سے ایک تو عورت کی ہے، دوسری تعریف سفیر یا وکیل کی اور تیسری تعریف اسفنج سے مشابہ ہے۔ بادشاہ میں جو صفات ہونے چاہئیں ان میں سے کوئی ایک بھی نہیں ہے بادشاہ وہ ہے جو میدانِ جنگ میں دشمن کو مغلوب کر کے اس پر رحم کرے اور رعایا کے ساتھ خلق و رفق سے پیش آئے اور اسے خوشحال رکھے۔

اردشیر بابک کی بیٹے کو نصیحت

اردشیر بابک جس کا تختِ سلطنت زیور حکمت سے آراستہ و پیراستہ تھا اپنے بیٹے کو دیکھا کہ نہایت زرق برق اور قیمتی لباس پہنے ہے کہا کہ اے فرزند! بادشاہوں کو ایسی پوشاک پہننی چاہیئے کہ جو کسی خزانے میں موجود نہ ہو اور مثل اس کے کوئی نہ پہن سکے۔ نہ مثل تیرے کہ ہر شخص پہن سکتا ہے۔ بیٹے نے دریافت کیا کہ وہ لباس کس چیز سے تیار ہوتا ہے؟ بادشاہ نے کہا "نیک خوئی اور نکوکاری کے تار اور تحمل و سازگاری کے پود سے۔"

امیر منصور کی اپنے بیوقوف غلام حمزہ پر نوازشات

امیر منصور کے پاس حمزہ نام ایک خدمت گار زمانۂ ولی عہدی میں تھا جو نہایت سُست ہونے کے علاوہ بہت بیوقوف بھی تھا امیر کو اس کی غفلت و حماقت کی وجہ سے اکثر رنج اٹھانا پڑتا۔ ناچار دق ہو کر امیر نے اس کو اپنی ملازمت سے علیحدہ کر دیا اور الطاف شاہانہ سے بطور مروت اس کو چار ہزار دینار مرحمت فرمائے تاکہ وہ شکستہ خاطر نہ ہو۔ کچھ مدت کے بعد حمزہ پھر خدمتِ شاہ میں حاضر ہوا اور اپنی تنگدستی کا احوال بیان کیا۔ امیر منصور نے اس کا بیان سن کر چار ہزار دینار پھر اُسے دلوائے اور کہا کہ اس رقم سے تجارت کر کے اپنی گذران کر اور اب آئندہ میرے پاس مت آنا کیونکہ مجھے تمہارے سے شرم آتی ہے وہ زر لیکر چلا گیا جس وقت منصور مسندِ خلافت پر متمکن ہوا حمزہ مبارک باد دینے آیا۔ منصور نے پوچھا اب تو کیوں آیا ہے؟ کیا میں نے تجھ کو منع نہ کیا تھا کہ میرے پاس کبھی مت آنا حمزہ نے کہا میں تہنیت عرض کرنے آیا ہوں۔ منصور نے اس کو چار ہزار دینار پھر دلوائے اور کہا "اس موقعہ تو تو آ گیا سو آ گیا لیکن آئندہ آ کر مجھے کبھی مت ستانا ایک سال کے بعد حمزہ پھر امیر کی خدمت میں

حاضر ہوا۔ پوچھا آپ کس واسطے آیا ہے؟ کہا ان دنوں سفر حجاز میں ایک شخص نے جو دعا ئے مستجاب آپ کو بتلائی تھی میں نے چاہا کہ امیر کو جاکر یاد دلا دوں تاکہ اس کے پڑھنے سے استحکام سلطنت نصیب ہو۔ امیر نے کہا۔ اے حمزہ! کل رات وہ دعا میں نے پڑھی تھی کہ خداوند کریم آئندہ تیری صورت مجھے نہ دکھائے خدا نے وُہ دعا قبول نہ فرمائی اور تو نے خواہ مخواہ مجھے آکر زحمت دی۔ تیری خدمت کا حق میرے دل سے فراموش نہیں ہوتا اور میں تجھ سے بہت شرمندہ ہوں، چار ہزار اور لے لیکن عہد کر کہ پھر میرے لئے یہ تکلیف روا نہ رکھے اور مجھے زیادہ شرمندہ نہ کرے آخر اس نے قسم اٹھائی کہ آئندہ کبھی اِدھر کا رُخ نہ کروں گا، سچ ہے کہ نیک مَرد تنکا اتارنے کا احسان بھی فراموش نہیں کرتے۔

حضرت ابوذر کا توکّل کہتے ہیں ابوذر غفاری کے لئے معاویہ نے چالیس اشرفیاں روانہ کیں تاکہ انہیں علیؓ کی مخالفت پر آمادہ کیا جاسکے حضرت ابوذر نے مٹی کے ایک برتن کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ جبتک اس برتن میں جو کچھ باقی ہے میں بے نیاز ہوں اس برتن میں دو روٹیاں رکھی تھیں فرمایا ایک آج میرا روزہ افطار کرنے کیلئے ہے اور دوسری کل کے روزہ کی سحر کیلئے کافی ہے اور اگر میری عمر کا کچھ حصہ باقی ہے اور کل بھی زندہ رہ جاؤں تو خدا میری روزی کا پہنچانے والا ہے لیکن کل کا تو علم نہیں نہ معلوم میں زندہ بھی رہوں کہ نہیں پھر غم کس چیز کا اور فکر کس بات کا جو ہستی آجتک میرے رزق کا بندوبست کرتی رہی ہے، باقی عمر میں بھی وہی رزق پہنچاتا رہے گا۔ (نفس مطمئنہ۔ دستغیب)

رعایا کی حفاظت کا ذمہ دار شہنشاہ ہوتا ہے۔ کریم خان ولی عہد ایران ایک روز ہجوم دادخواہان اور فیصلہ مقدمات سے بہت تھک گیا جب اٹھنے لگا ایک شخص نے فریاد کی کہ میرا مال چوری ہوگیا ہے۔ انصاف فرمایا جائے۔ کریم خان نے کہا۔ "جب مال چرایا جارہا تھا تو اس وقت کیا کر رہا تھا" اس نے کہا "میں سو رہا تھا" کریم خان نے کہا "تو کیوں سو رہا تھا" اس نے کہا "میں اس غلطی میں رہا کہ آپ جاگ رہے ہوں گے یعنی حفاظت رعایا کا مکمل انتظام ہوگا" کریم خان اس برمحل حاضر جوابی سے بہت خوش ہوا اور اس کے مال کی قیمت ادا کرنے کا حکم دیا اور کوتوال سے کہا کہ چور سے مال برآمد کرا کے اس کو سزا پہنچانا تمہارا کام ہے۔

ذوالمرہ صحابی کیوں نوافل نہ پڑھتا تھا۔

ذوالمرہ صحابی بہت بدصورت تھا اس نے پیغمبر خدا کی خدمت میں عرض کی کہ میں نہ مستحبات بجالاؤں گا اور نہ مستحب روزے رکھوں گا میں سوائے واجبات کے کچھ نہ کروں گا آپ نے فرمایا کیا وجہ ؟ عرض کی اس لئے کہ اللہ نے مجھے بہت بدصورت خلق کیا ہے جبرئیل نازل ہوئے فرمایا اللہ فرماتا ہے کہ ذوالمرہ کو کہہ دیں کہ ایا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ بروز قیامت تمہیں جبرئیل کی شکل میں محشور کیا جائے ؟ حضورؐ نے پیغام پہنچا دیا اس نے عرض کیا راضی ہوں اور اب میں تمام مستحبات بجالاتا رہوں گا۔ ریاض الحکایات۔

کھودا تاجر اور اصفہانی عورت

ایک کھودا تاجر بیان کرتا ہے کہ میں ایک دفعہ اصفہان کی گلیوں میں چکر لگا رہا تھا کہ ایک آراستہ عورت میرے سامنے آئی اس نے مجھ سے پوچھا اے بھائی ! آپ کہاں کے رہنے والے ہیں میں نے کہا کاشان کا رہنے والا ہوں اس عورت نے کہا کاشان آباد ہو وہاں کے نوجوان بہت خوبصورت ہیں۔ پھر اس نے مجھ سے پوچھا کہ کیا آپ شادی شدہ ہیں ؟ تو میں نے اس خیال سے کہ یہ عورت مجھ پر عاشق ہو گئی ہے کہا میں غیر شادی شدہ ہوں۔ اس نے کہا میں تمہیں خدا کی قسم اور واسطہ دیتی ہوں کہ اگر آپ شادی شدہ نہیں ہیں تو شادی مت کریں۔ میں نے کہا کیوں ؟ اس نے کہا میں نہیں چاہتی تیرے جیسی بدصورت نسل روئے زمین پر ہو کیونکہ تمہاری نسل کسی آدمی کے ساتھ مشابہت نہیں رکھتی۔ ریاض الحکایت۔

ماں کی مامتا

چند ماہ کی بات ہے کہتے ہیں سائبیریا کے یخ بختہ علاقہ میں کسی نے ماں کی آنکھ بچا کر مادہ ریچھ کا بچہ پکڑ کر اپنے ہیلی کاپٹر میں رکھ لیا۔ ہیلی کاپٹر ماں سے یہ بچہ جدا کر کے روانہ ہو گیا کہ تھوڑی ہی پرواز کے بعد پائلٹ نے محسوس کیا کہ ہیلی کاپٹر ڈگمگانے لگا ہے جھانک کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ بچے کی ماں ایک پہیئے سے لٹکی ہوئی ہے اسی وقت ہیلی کاپٹر کو نیچے اتارا اور بچے کو ماں کے حوالے کر کے پھر سے محو پرواز ہو گیا۔ المنتظر

فقیہ کی دختر۔ خاوند نابینا

گلستان سعدی میں ہے کہ ایک فقیہ کی بیٹی بہت بدصورت

باوجود کثیر جہیز اور نعمت کے کوئی اس کے ساتھ شادی کی رغبت نہ کرتا تھا۔ بالآخر مجبوراً ایک نابینا کے ساتھ اس کا عقد کر دیا گیا۔ کہتے ہیں ان دنوں میں سرانديپ سے ایک حکیم وارد ہوا جو نابیناؤں کو درست کرتا تھا۔ لوگوں نے فقیہہ کو کہا کہ آپ اپنے داماد کا علاج کیوں نہیں کرلیتے کہا میں ڈرتا ہوں اگر بینا ہو گیا تو میری بیٹی کو طلاق دے دے گا۔ ریاض الحکایات

میاں بیوی کی خوش طبعی

ایک بیوی نے ازراہِ محبت اپنے ہر وقت کے مطالعہ پسند خاوند کو کہا کیا خوب ہوتا کہ میں کتاب ہوتی اور ہر وقت آپ کی نظروں کے سامنے رہتی۔ خاوند نے فوراً جواب دیا کاش تم جنتری ہوتیں تاکہ میں ہر سال بدل لیا کرتا۔

مفت خورے کی جرأت

ایک مفت خورے نے دو آدمیوں کو کھانا کھاتے دیکھا اور اب اس انتظار میں تھا یہ دعوت دیں گے لیکن وہ کمینے خاموش ہو کر کھاتے رہے پھر اس نے ان سے پوچھ لیا کیا کھا رہے ہو؟ انہوں نے آزردگی سے کہا "زہر" مفت خورے نے فوراً ان کے ساتھ بے تکلفی سے یہ کہہ کر کھانا شروع کر دیا کہ تمہارے بعد مجھے بھی جینا حرام ہے۔

فائدے میں شریک تو مصیبت میں بھی شریک

کہتے ہیں دو شخصوں نے ایک ساتھ اکٹھا سفر کیا ایک سرائے میں اترے، ایک جگہ کھانا پکواتے ایک دن چلتے چلتے ایک نے اشرفیوں کی تھیلی پڑی پائی۔ وہ تھیلی اٹھا کر اپنے ساتھی سے کہنے لگا "دیکھو بھائی! میں نے یہ تھیلی پائی" دوسرا بولا "یہ تم نے کیا کہا کہ میں نے پائی، یوں کہو کہ ہم نے پائی اس واسطے کہ میں اور تم دونوں ساتھ ہیں یہ ہم دونوں کا حق ہے۔" غرض تھیلی پر لڑتے جھگڑتے۔ چلے جاتے تھے اتنے میں پیچھے سے کچھ لوگوں کی آہٹ سی معلوم ہوئی۔ کان لگا کر سنا تو وہ لوگ یہ کہتے ہوئے لپکے چلے آ رہے تھے کہ "تھیلی کے چور وہ دونوں آگے جا رہے ہیں" یہ سن کر وہ تھیلی پانے والا اپنے ساتھی سے کہنے لگا کیوں بھائی کیا علاج۔ اب ہم مارے گئے۔ دوسرا بولا "یہ تم نے کیا کہا کہ ہم مارے گئے۔ یوں کہو کہ میں مارا گیا جب تم نے تھیلی پانے میں مجھ کو شریک نہیں کیا" تو اب آفت میں میں بھی

تمہارا ساتھی نہیں ہوں۔" نتیجہ یہ کہ جو لوگ فائدے میں کسی کو شریک نہیں کرتے مصیبت میں بھی اُن کا کوئی شریک نہیں ہوتا۔

حقیقی تعریف کی تعریف

کہتے ہیں ایک دفعہ اہل دربار نے شہنشاہ جولیس کی بہت تعریف کی کہ حضور بڑے عادل ہیں ایسے ہیں ویسے ہیں اس نے کہا میں تمہاری تعریف کا جب اعتبار کروں کہ اگر میں کوئی ظلم کا کام کروں تو تم کہو کہ تو بڑا ظالم ہے۔

مرد کا عورتوں کو تعلیم دینا بڑا مشکل امتحان ہے

دیاس جی کا ایک نوجوان شاگرد تھا جو عورتوں میں بیٹھ کر انہیں اخلاقیات وغیرہ کا درس دیتا تھا ایک دن دیاس جی نے اسے فرمایا" تم اس بے حیا حرکت سے باز آجاؤ" اس نے کہا" میں نفس پرست نہیں ہوں مجھ کو دل پر پورا پورا قبضہ حاصل ہے" دیاس جی چپ رہے ایک دن برسات کے موسم میں پانی جھم جھم برس رہا تھا یہی نوجوان شاگرد یا فقیر اپنے جھونپڑے میں بیٹھا کچھ پڑھ رہا تھا ایک عورت آئی اور جھونپڑے کے کنارے بیٹھ گئی۔ یہ فقیر بولا چل پرے ہٹ، یہاں کیوں آئی ہے؟ اس نے جواب دیا" داتا آپ کا بھلا کرے پانی برس رہا ہے ہوا تیزی کے ساتھ چل رہی ہے سردی سے سخت بدحال ہوں ذرا پانی تھم جاتا ہے تو چلی جاؤں گی فقیر چپ ہوگیا اور کتاب پڑھنے لگ گیا۔ عورت اور آگے کی طرف کھسکی اس نے پھر ڈانٹ بتلائی وہ بولی" بابا باہر کی ٹھنڈی ہوا بہت ستا رہی ہے آپ فکر نہ کریں میں پانی تھمنے پر چلی جاؤں گی" فقیر خاموش پھر پڑھنے لگا مگر دل میں طرح طرح کے خیالات پیدا ہونے لگے وہ عورت کھسکتے کھسکتے اس کے پاس جا پہنچی۔ اب فقیر نے بدمعاشی کے قصد سے ہاتھ بڑھایا۔ عورت نے منہ پر زور سے طمانچہ مارا اور کہا مردود کہتا تھا میں دل پر غالب ہوں وہ دل اب تیرا کہاں گیا؟ نوجوان فقیر نے دیکھا طمانچہ مارنے والی عورت کی شکل میں خود دیاس جی ہیں۔ سخت شرمندہ ہوا استاد نے کس طرح عملاً اخلاق کا درس دیا۔

نوشیرواں عادل کی اصلاح کیسے ہوئی؟

نوشیرواں اپنی بادشاہت کے ابتدائی زمانے میں جب تک عدالت میں مشہور نہ ہوا تھا۔

نہایت عیاش تھا اور رعیت کے کاموں سے بالکل غافل۔ اس کے قریب ایک امیر تھا جو نہایت سخی جوانمرد اور مہمان نواز تھا۔ ایک دن نوشیرواں سوداگروں کے بھیس میں بطور امتحان اس کے پاس گیا وہ شخص حسبِ عادت باوجودیکہ نوشیرواں اس کے لئے اجنبی تھا نہایت تکلّف و احترام کے ساتھ اندر لایا اور بہت خاطر مدارت کی۔ نوشیرواں نے دیکھا کہ اس کے باغیچہ میں نہایت عمدہ پکے ہوئے انگور لگے ہیں۔ اثنائے گفتگو میں نوشیرواں نے کہا اگر آپ کی فرمائش ہو تو میں کوئی تحفہ اپنے وطن سے بھیجوں کیونکہ میں ایک سوداگر ہوں۔ اس شخص نے کہا اگر ممکن ہو تو انگور بھیجئے گا نوشیرواں نے کہا انگور تو آپ کے ہاں بکثرت اور بہترین قسم کے موجود ہیں اس نے کہا ہمارا بادشاہ ظالم ہے اور رعایا کی پرواہ نہیں رکھتا ابھی کسی شخص کو مقرر نہیں کیا ہے کہ لوگوں سے محصول شاہی کے انگور وصول کرے۔ حالانکہ انگور پک گئے ہیں اور سب لوگ کھا رہے ہیں مگر میں اس وجہ سے نہیں کھاتا کہ امانت میں خیانت ہے جب تک کہ بادشاہ اپنا حق جو مقرر ہے نہ لے لے۔ نوشیروان رو پڑا اور کہا وہ بادشاہ ظالم میں ہوں تیری اس قدر دیانت نے مجھے خوابِ غفلت سے بیدار کر دیا ہے پس اس روز سے اس قدر طریقۂ عدل اختیار کیا کہ اپنا سب عیش و آرام حرام کر دیا اور اس شخص کو معزز و مکرم بنایا۔

الحمدللہ کے مفہوم پر عمل کرو

سلطان سنجر کا ایک گاؤں سے گزر ہوا سر راہ ایک خرقہ پوش کھڑا تھا اس نے سلام کیا بادشاہ کچھ پڑھ رہا تھا سر ہلا دیا اور زبان سے جواب نہ دیا فقیر نے کہا اے بادشاہ سلام کرنا سنت ہے اور اس کا جواب دینا فرض ہے میں تو سنت بجا لایا آپ نے فرض کو کیوں ترک کر دیا۔ بادشاہ نے جواباً کہا کہ اے درویش میں شکر گزاری میں مشغول تھا اس لئے تیرے سلام کا جواب دینا بھول گیا۔ فقیر نے کہا کس کا شکر ادا کر رہے تھے بادشاہ نے کہا خدائے منعم کا۔ فقیر نے کہا کس طرح؟ کہا کلمہ الحمدللہ سے کیونکہ تمام نعمائے خداوندی کا شکر اسی ایک کلمہ سے ہے۔ فقیر نے کہا اے سلطان! آپ شکر کا طریقہ صحیح نہیں جانتے یہ شکر نہیں ہے کہ آپ نے بلبلِ نغمہ سرا کی طرح الحمدللہ زبان سے چہچہا دیا۔ بادشاہ نے کہا دوسرا صحیح طریقہ آپ فرمائیے۔ درویش نے کہا۔ ۱۔ سلطنت کا شکر تمام خلائق کے ساتھ انصاف کرنا۔ ان کے ساتھ احسان کرنا اور ان کے املاک میں طمع نہ کرنا۔ ۲۔ فرمانروائی

کا شکر فرمانبرداروں کی خدمت پہچاننا۔ ۳۔ بلندیٔ مرتبہ کا شکر عاجزوں پر رحم کرنا۔ ۴۔ رحمت کا شکر بیماروں کی صحت یابی کا انتظام کرنا اور آسائش مخلوق کو اپنے آرام پر مقدم کرنا۔

بادشاہ نے ان کلمات کو آبِ زر سے لکھوا کر اپنا دستور العمل بنالیا۔

دردِ سر کا مطلب

ایک بزرگ نے ایک حاکم سے اپنا حال کہا وہ بالکل ملتفت نہ ہوا۔ دوسری بار کہا پھر بھی نہ سُنا۔ تیسری بار کہا تو حاکم نے کہا کیوں دردِ سر دیتا ہے بزرگ نے کہا سر تو آپ کا ہے درد کہاں سے لاؤں اس کو یہ بات پسند آئی اور اس کی حاجت روائی کی۔

حاکم کا لاجواب فقرہ

سلیمان واہب کے ایام وزارت میں جو حاکم زیادہ خراج دینے کا وعدہ کرتا پہلے کو موقوف کر کے اس کو اس کی جگہ مقرر کر دیتا ایک شخص جو اپنے لطفِ طبع کے باعث مشہور تھا اس کی خدمت میں حاضر ہوا اور کوئی ملازمت چاہی۔ وزیر نے اس کو ایک علاقے کا حاکم مقرر کر دیا جس وقت کہ وزیر اس کو وداع کر رہا تھا اس نے عرض کیا کہ میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں لیکن پوشیدہ کہوں گا۔ فرمایا کہو۔ اس نے وزیر کے کان میں کہا "گھوڑا صرف جانے کے واسطے کرایہ کروں یا آنے کے واسطے بھی" وزیر بے ساختہ ہنس پڑا اور یہ حکم سُننے کے بعد پھر کسی کو معزول نہ کیا۔

ستر سالہ نو مسلم جاٹ رام رام کیوں کرتا تھا

ایک ستر برس کے جاٹ نے اسلام قبول کیا لیکن دیرینہ عادت سے مجبور ہونے کی وجہ سے صبح کو رام رام کرتا اٹھا۔ مسلمانوں نے کہا یہ کیا حرکت ہے؟ اس نے جواب دیا ساٹھ ستر برس کا رام جی ایک دن کے خدا سے بے دخل نہیں ہو سکتا۔ قبضے کی میعاد کا تو خیال کرو۔

بینڈ والے بغلیں بجائیں

ایک صاحب ریستوران میں کھانا کھا رہے تھے بینڈ کی شوریدہ سُروں سے عاجز اور تنگ آ کر انہوں نے بیرے سے کہا کہ کیا یہ بینڈ والے کوئی فرمائشی چیز بھی بجا سکتے ہیں اس نے جواب دیا جی ہاں ضرور ضرور۔ صاحب نے کہا اچھا تو انہیں میری طرف سے عرض کر دیجئے کہ اب وہ صرف بغلیں بجائیں۔

دوکاندار کا بیوقوف اور حاضر جواب لڑکا!

ایک دوکاندار اپنے بیوقوف لڑکے کو دوکان پر بٹھلا کر کسی کام کو گیا۔ ایک آدمی ایک کٹورے میں ایک پیسے کا تیل لینے آیا لڑکے نے اُسے کٹورا بھر دیا اتنے میں اس کا باپ بھی آپہنچا اور لڑکے کو گالیاں دینے لگ گیا اور سزا بھی دی لڑکا بولا آپ گاہک کو کچھ نہیں کہتے کہ وہ اتنا بڑا کٹورا کیوں لے آیا۔

میم صاحبہ اور کتے کی خریداری

ایک میم صاحب کتے کی خریداری میں چکر لگا رہی تھیں۔ ایک کتے والے نے کہا میم صاحبہ! یہ کتا پانچ سو روپے میں بہت سستا ہے میم صاحبہ فرمانے لگیں مجھے پسند تو ضرور ہے لیکن میرا شوہر معترض ہوگا۔ کتے والے نے کہا آپ شوہر سے نہ ڈریں آپ کو دوسرا شوہر آسانی سے مل جائے گا لیکن ایسا کتا پھر ہاتھ نہ آئے گا۔

ایک مجسٹریٹ اور جیب کترا

ایک مجسٹریٹ کے پاس ایک جیب کترا پیش ہوا مجسٹریٹ نے کہا تم نے اس آدمی کی جیب سے بٹوا کس طرح نکال لیا کہ اسے پتہ نہ لگا جیب کترے نے غرور سے سر اونچا کیا اور کہا جناب یہ ہماری ہاتھ کی صفائی ہوتی ہے اور اس علم کے سکھانے کی فیس ایک ہزار روپیہ ہے۔

ایک غریب اور امیدوار شہزادی کا

ایک غریب شہزادی کی محبت اور حصول میں دن رات آوارہ اور سرگرداں پھرتا رہتا لوگوں نے اس کو کہا کیوں ایک ناممکن الحصول معاملہ کے لئے اپنی عمر عزیز برباد کر رہے ہو۔ اس نے کہا "نصف معاملہ تو طے ہو چکا ہے باقی نصف بھی طے ہو جائے گا یعنی میں تو رضامند ہوں۔ بس صرف اس کی رضامندی کا انتظار ہے۔

خواب آقا میرزا محمد مرحوم کا (اور ہدایت مومنین کے لئے)

اس حکایت کا اتفاق اصفہان میں ہوا ہے یہ اس لئے پیش کی جاتی ہے کہ مومنین کی بصیرت اور ہدایت کی موجب ہو۔ آقا میرزا محمد مرحوم جو حاجی محمد جعفر آبادہ اعلی اللہ مقامہ کے داماد تھے اور یہ مرحوم غفران آشیان مولانا آخوند ملا محمد باقر سے درس لیتے تھے

اور یہ آقا میرزا اور میں (مؤلف سید محمد باقر نجفی) ہم درس اور ہم حوزہ تھے۔ چالیس روز گذر گئے کہ یہ آقا میرزا مرحوم درس اور بحث میں حاضر نہ ہوئے چالیس روز بعد بہ حالت ضعف و نقاہت حاضر ہوئے۔ استاد مرحوم نے سوال فرمایا کہ میرزا یہ کیا حالت اور سبب ہے انہوں نے عرض کی۔ اس کے لئے تفصیل کی ضرورت ہے فرمایا تم بیان کرو انہوں نے عرض کیا کہ جس روز میں آپ کی خدمت سے رخصت ہوا۔ رات میں نے عالم خواب میں دیکھا کہ میں مرگیا ہوں مجھے غسل دیا گیا کفن پہنایا گیا قبرستان میں لے جایا گیا بعد از نماز جنازہ قبر میں دفن کر دیا گیا میں کیا دیکھتا ہوں کہ قبر شگافتہ ہو گئی ہے اور دونوں فرشتے نکیرین (نکیر و منکر) وارد قبر ہو گئے ہیں اور مجھ سے سوال کیا من ربك۔ میں نے جواب دیا اللہ جل جلالہ۔ انہوں نے کہا دلیل کیا ہے؟ میں نے دلائل بیان کئے پھر کہا من نبیك۔ میں نے جواب دیا انہوں نے کہا دلیل بتاؤ مجھے جو دلیلیں یاد تھیں بیان کیں۔ اب کہا من امامك۔ میں نے کہا علی بن ابی طالبؑ۔ انہوں نے کہا ان کے باپ کا نام بتاؤ۔ ماں کا نام بتاؤ اور ان کی زندگی کے حالات کیا تھے ان کی شہادت کا سبب کیا تھا؟ میں نے آنحضرتؐ کے حال کی تفصیل بیان کی۔ پھر انہوں نے کہا ان کے بعد کون امام تھا میں نے جواب دیا امام حسن مجتبیٰؑ۔ پھر انہوں نے ان کے حال کی تفصیل اسی طرح پوچھی میں نے حضرتؑ کا تمام حال بتایا۔ پھر کہا ان کے بعد امام کون تھا؟ میں نے امام حسینؑ کا نام لیا۔ اس کے بعد ہر امام کے اسی طرح تفصیلی حالات پوچھے یعنی باپ کا نام۔ ماں کا نام۔ زندگی کے حالات اور رحلت کا سبب وغیرہ اب جب نوبت پہنچی گیارہویں امام حسن عسکریؑ پہ تو ان کے احوال اور سرگذشت، معجزات ان کی پیدائش اور شہادت کے بارے میں بہت سوچا لیکن یہ تفصیل نہ بیان کر سکا۔ ان کے ہاتھوں میں آتشیں گرز تھی بلند کی کہ وہ میرے سر پہ ماریں کہ اس دہشت اور وحشت سے میری آنکھ کھل گئی اور میں اس گرز کے خوف سے بے ہوش ہو گیا اور اسی طرح متصل میں دو دفعہ بیہوش ہوا میرا بدن کانپتا رہا اور میں بیمار ہو گیا اور آج تک گویا کہ چالیس روز تک بستر پہ ضعف اور ناتوانی کی وجہ سے پڑا رہا ہوں آج ہی بستر سے اٹھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ پس اس حکایت کو حقیقت سمجھا جائے

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اجمالاً یہ جاننا کہ فلاں امام، امام چندم است و پسر کیست۔ یعنی صرف یہ جان لینا کہ فلاں امام کس نمبر پر امام ہے یعنی کتواں اور کس کا بیٹا ہے تو صرف اتنی سی معرفت اپنے امام کے حق میں شیعہ ہونے کے لئے کفایت نہیں کرتی روایت ہے **من لم یعرف امام زمانه مات میتةً جاهلیه** ۔ متعدد روایات میں ہے معرفتنا ایمان و انکارنا کفر۔ پس تمام آئمہ معصومین صلوات اللہ علیہم اجمعین کی معرفت اصول ایمان سے ہے جیسے اس طرح جیسا کہ حکایت بالا میں بیان ہوا ہے کا علم نہ ہو تو وہ شیعیت سے خارج ہے۔ مزا امیرالاولیاء ج ۲ ص ۳ ۔ فخرالمحققین الحاج السید محمد باقر الگنجوی الاصفہانی۔

اِستغفار جناب امیرالمومنینؑ نے ایک شخص کو بارہا اَستَغفِرُاللهَ کہتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا تیری ماں تیرے غم میں بیٹھے کیا تو جانتا ہے کہ استغفراللہ کیا چیز ہے اس کے چھ معنی ہیں۔ ۱۔ جو گناہ کر چکا ہے اس پر نادم ہونا۔ ۲۔ تمام زندگی ترک گناہ کا عزم کرنا ۳۔ حقوق الناس ادا کرنا ۴۔ ہر واجب جو فوت ہو چکا ہے اسے ادا کرنا ۵۔ جو گوشت و پوست معصیت خدا کرنے کے زمانے اور محرمات کے ارتکاب کی حالت میں پیدا ہوا اور بڑھا ہے اس کو اس قدر رنج میں کہ خدا و رسول کی نافرمانی مجھ سے کیوں ہوئی ہے اس قدر گھلا دے اور ضعیف و لاغر کر دے کہ محض پوست و استخوان باقی رہ جائے اور پھر سے گوشت حلال طریقہ سے پیدا ہو۔ ۶۔ جتنی معصیت و گناہ کی لذت بدن کو چکھائی تھی اس کے بدلے میں اتنی طاعت و عبادت کی زحمت بدن کو پہنچائے۔

بہت ضروری وضاحت : صاحب جامع الدرر فرماتے ہیں اس سے حضرتؑ کی مراد استغفار کامل ہے نہ یہ کہ بغیر ان چھ امور بالا کے استغفار پڑھنا لغو و بے فائدہ ہے کیونکہ اس میں شک نہیں ہے کہ کلمہ استغفراللہ کا تلفظ از روئے اخلاص ساتھ اس کے معنی کے سمجھنے کے باعث تخفیف عذاب ہے لیکن اس کا کہنا اگرچہ اس کا معنی اور مفہوم نہ سمجھتا ہو خالی از ثواب نہیں ہے جیسا کہ اکثر عوام کہتے ہیں۔

ایک پادری اور حاضر جواب ظریف ایک پادری صاحب نے وعظ کے بعد چند آدمیوں میں فرمایا "آج مجھے گدھوں کو وعظ

سنانا پڑا۔ وہاں موجود ایک ظریف نے فوراً کہا جناب بالکل درست ہے جبھی تو آپ اُن کو "پیارے بھائیو" کہہ کر مخاطب تھے۔

ایک بچہ اور فربہ اندام لیڈی

ریل گاڑی میں ایک کم سن بچہ اپنی والدہ کے ہمراہ سفر کر رہا تھا کہ ایک فربہ اندام لیڈی اس ڈبہ میں آئی اور بچے کے سامنے بیٹھ گئی بچے نے حیرانگی کے ساتھ اس کی طرف دیکھا اور اپنی والدہ سے پوچھا کیا یہ ساری ایک ہی لیڈی ہے؟

چالاک بیوی کا خاوند کو جواب

ایک مرد نے اپنی بیوی سے کہا دسویں دوکان ہے لیکن تمہیں کوئی چیز ایک بار دیکھنے سے پسند نہیں آتی۔ بیوی نے زچ ہو کر جواب دیا آپ کو ایسے جلد بازی میں پسند کیا تھا اب سات سال سے اس کا خمیازہ بھگت رہی ہوں۔

موٹا تازہ کمینہ پہلوان

ایک درویش نے دیکھا کہ ایک تندرست، موٹا تازہ پہلوان غصے میں اتنا آپے سے باہر ہوا جا رہا ہے کہ اس کا چہرہ تمتما اٹھا ہے اور منہ سے جھاگ نکل رہا ہے درویش نے لوگوں سے پوچھا "اس پہلوان کو کیا ہو گیا ہے؟ آخر کیا ایسی بات ہو گئی جس پر اس کو اتنا غصہ آ گیا؟" لوگوں نے جواب دیا: "اسے ایک آدمی نے گالی دی ہے اس لئے غصے میں بھرا بیٹھا ہے۔" درویش نے کہا، "یہ کمینہ ہزار من کا پتھر تو آسانی سے اٹھا لیتا ہے اور ذرا سی بات کی تاب نہیں لا سکتا۔"

علامہ غلام حسنین کنتوری کی خواب میں شفایابی

علامہ غلام حسنین کنتوری اعلی اللہ مقامہ کو ۱۸۶۲ء میں فالج کا شدید حملہ ہوا۔ آپ نے خواب میں دیکھا کہ دو عیسائی عورتیں انجیل ہاتھ میں لئے کہہ رہی ہیں "عیسائی ہو جاؤ تو ابھی تندرست ہو جاؤ گے۔" یہ سن کر آپ کو سخت غصہ آیا۔ جس کی گرمی سے حرارت غریزی میں اشتعال پیدا ہوا اور پسینہ سے بدن بھیگ گیا۔ سدہ ہائے بلغمی تحلیل ہوئے اور فالج کا اثر جاتا رہا اور آپ بالکل تندرست ہو گئے (مطلع الانوار صفحہ ۲۸۲)

ملا عبد الحق ہاشمی کا خواب، مذہب حقہ کا موجب ہوا

پشاور میں ملا عبد الحق ہاشمی اہل سنت کے عالم تھے۔ ان کو تحقیق حق کا شوق ہوا۔

انتہائے شوق میں کشف حق کی دعا شروع کر دی۔ ایک دن بعد نماز عشاء کنارۂ دریا پر جا کر سورۂ مزمل کا عمل چلہ کشی شروع کر دی چالیسویں دن عمل کر کے وہیں لیٹ گئے آنکھ لگ گئی۔ خواب دیکھا ایک بزرگ صورت، سفید ریش ولی اللہ معلوم ہوتے تھے تشریف لائے اور فرمایا اے عبدالحق! اگر حق کی تلاش ہے تو شیعوں کے مولوی سید حامد حسین کی مصنفات دیکھو مثل آفتاب حق روشن ہو جائے گا آپ بیدار ہوئے اندھیری رات میں شہر کا رخ کیا اور حاجی ملک رحمان صاحب کے گھر پہنچے ملک صاحب جاگے۔ باہر آئے اور ناوقت آنے کی وجہ پوچھی مولوی صاحب نے معذرت کے بعد کہا۔ جناب! شیعہ علماء میں کوئی سید حامد حسین بھی ہیں حاجی صاحب نے فرمایا مولانا سید حامد حسین لکھنؤ میں علم و فضل میں تمام علماء میں برتر ہیں۔ وہ شیعوں میں آیۃ اللہ فی العالمین تھے مگر اب موجود نہیں۔ ملا صاحب نے پوچھا۔ ان کی کچھ تصنیفات ہیں؟ حاجی صاحب نے فرمایا۔ مناظرہ میں ان کی بہت کتابیں ہیں کہا کوئی کتاب مجھے بھی دیجئے۔ حاجی صاحب نے عبقات کی ایک جلد دے دی وہ بہت شکر گزار ہوئے چند روز مطالعہ کیا اور اس سے متاثر ہو کر مذہب حقہ۔ اثنا عشریہ میں داخل ہوئے۔ مطلع الانوار ص ۱۹۳

عقیق زرد اور فیروزہ کی انگوٹھی کی داستان

حلیۃ المتقین میں ہے امام علی نقیؑ کا غلام صافی بیان کرتا ہے کہ میں نے امام علی نقیؑ سے ان کے جد امام علیؑ رضا کی ضریح کی زیارت کے لئے مشہد کی طرف سفر کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا اپنے ساتھ انگشتری رکھنا جس کا نگینہ زرد عقیق کا ہو اور نگین کا نقش ایک طرف ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ اور دوسری طرف محمدؐ و علیؑ ہو۔ جب یہ انگشتری تمہارے پاس ہوگی تو چوروں اور ڈاکوؤں سے امان میں رہو گے اور تمہاری سلامتی کے لئے کافی ہوگی اور تیرے دین کی بھی حفاظت کرنے والی ہوگی خادم بیان کرتا ہے کہ میں باہر آیا اور جس انگشتری کا آپ نے حکم دیا تھا، بہم پہنچائی اور پھر آپ سے وداع کے لئے حاضر ہوا جب وداع ہو کر کچھ دور ہوا تو آپ نے واپس بلایا میں واپس آیا تو آپ نے فرمایا کہ تمہیں فیروزہ کی انگشتری بھی پاس رکھنی چاہیئے کیونکہ طوس اور نیشاپور کے درمیان تمہیں ایک شیر سے واسطہ پڑے گا اور وہ قافلہ کو روکے گا۔ تم آگے ہو کر یہ انگشتری اسے دکھا دینا اور کہنا کہ میرے مولا امام علیؑ نقی نے فرمایا ہے۔ کہ

رستے سے ہٹ جا اور فیروزہ کی انگشتری کے نگین کے ایک طرف للہ الملک نقش کراؤ اور دوسری طرف الملک للہ الواحد القہار۔ امیرالمومنینؑ کی انگشتری کا بھی یہی نقش تھا اس طرح تم درندہ حیوانات سے امان میں رہو گے اور جنگ وغیرہ میں بھی فتح و غلبہ ہو گا۔ خادم بیان کرتا ہے میں سفر میں روانہ ہوا تو خدا کی قسم اسی مقام پر جہاں حضرتؑ نے فرمایا تھا شیر رستے میں آگیا میں نے معصومؑ کی ہدایت پر عمل کیا تو شیر ایک طرف ہو گیا۔ القصہ میں زیارت سے بخیریت واپس ہوا اور امامؑ سے تمام قصہ بیان کیا۔ امامؑ نے فرمایا ایک چیز جو عجیب تھی وہ تم نے بیان ہی نہیں کی اگر تو چاہے تو وہ میں بیان کر دوں صافی نے عرض کی شاید میں فراموش کر چکا ہوں گا آپ بیان فرما دیں۔ فرمایا ایک شب تو امام علیؑ رضا کے روضہ کے قریب سویا ہوا تھا جنوں کا ایک گروہ زیارت ضریح کے لئے آیا اس نگین کو تیرے ہاتھ میں دیکھا نقش کو پڑھا تو تیرے ہاتھ سے یہ انگشتری اتار کر لے گئے اسے پانی میں دھویا اور وہ پانی اپنے ایک بیمار کو پلایا وہ فوراً تندرست ہو گیا وہ انگشتری واپس لائے۔ تم نے تو وہ انگشتری پہنی ہوئی تھی داہنے ہاتھ میں انہوں نے جلدی میں بھول کر بائیں ہاتھ میں پہنا دی جب تو بیدار ہوا تو بہت متعجب ہوا لیکن یہ سبب معلوم نہ ہو سکا اور اپنے سرہانے ایک یاقوت پایا تو نے وہ اٹھا لیا اور ابھی تک وہ یاقوت تمہارے پاس تمہاری جیب میں ہے اسے بازار میں لے جاؤ یہ ۷۰ اشرفی کا بکے گا اور یہ یاقوت جنوں کا ہدیہ ہے جو تمہارے لئے لائے تھے۔ غلام بیان کرتا ہے کہ واقعی وہ یاقوت پورے ۷۰ اشرفی پر فروخت ہوا۔

میاں شاہ نواز پیرزادہ شہید اور میں (مولف)

میں نے شیخ واہن ضلع بہاولپور میں پہلا عشرہ بمطابق یکم محرم ۱۳۹۷ھ ۲۳ دسمبر ۱۹۷۶ء اور دوسرا اس کے متصل بمطابق یکم محرم ۱۳۹۸ھ ۱۲ دسمبر ۱۹۷۷ء پڑھا تھا یہاں پہلی محرم سے ۱۲ محرم تک متواتر مجالس ہوتی ہیں اس کے بعد مجھے کبھی کبھی شاہ نواز شہید کی فرمائش پر تعویذات، عملیات کے سلسلے میں جانے کا اتفاق ہوتا رہا۔ جو پچھلے سال ۱۹۹۴ء میں مرحوم شہید نے بلا بھیجا لیکن میں نہ پہنچ سکا۔ اس سال شہید کی زوجہ (میاں ریاض حسین سلمہ اللہ ایم اے کی والدہ گرامی) نے یاد فرمایا لیکن میں اپنی علالت۔ سفر کی طوالت اور گرمی کی شدت

کی وجہ سے نہ جا سکا اور میں نے بھی عذر پیش کیا پھر محترمہ کا نومبر کی ابتداء میں خط موصول ہوا جس کی بعینہٖ عبارت یہ تھی۔ یَااللہ یَاعلیؑ مدد یا محمدؐ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مکرمی و محترمی جناب سید اقرار حسین کاظمی صاحب

السلامُ علیکم و رحمۃ اللہ! ہم سب آپ کی دعاؤں کی بدولت اور مولا علیؑ کے کرم سے بالکل خیریت سے ہیں امید ہے آپ بھی بخیریت ہوں گے۔ آپ کا ارسال کردہ خط ۲۳ ۹/۵ کو ملا۔ بہت خوشی ہوئی کہ آپ نے اپنی مصروفیات میں سے ہمارے لئے وقت نکالا۔ اور یقیناً بہت زیادہ خوشی ہوتی اگر آپ یہاں تشریف لاتے تو۔ اب نہ تو اتنی شدید گرمی ہے اور نہ سفر اتنا زیادہ ہے (جتنا آپ سمجھتے ہیں) اگر مہربانی ہو سکے تو ایک دفعہ نومبر کے پہلے دو ہفتوں میں شیخ واہن ضرور تشریف لائیں ہم تہہ دل سے آپ کے ممنون ہونگے اور یہ بات نہیں ہے کہ یہاں امراء کی محفل ہوتی ہے یہ سب مولا علیؑ کا کرم ہے کہ ہم دکھی انسانوں کے کام آتے ہیں ان کے مسائل حل کرنے میں مدد کرتے ہیں۔ حضرت آپ آئیں تو سہی، انشاء اللہ آپ ہمیں بہت مخلص پائیں گے میں امید کرتی ہوں کہ حضرت آپ اس دفعہ بھی مایوس نہیں کریں گے۔ ہم نومبر کے پہلے دو ہفتوں میں آپ کا انتظار کریں گے۔

مولا علیؑ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ والسلام

دعاگو بیگم شاہ نواز پیرزادہ (والدہ میاں ریاض حسین ایم این اے) رئیس آف شیخ واہن تحصیل خیرپور ٹامیوالی۔ ضلع بہاولپور

ان کی سادات کے ساتھ عقیدت کو یادگار بنانے کے لئے میں نے ان کی خط کی عبارت بلا کم و کاست نقل کر دی ہے۔ القصہ میں ۱۳ نومبر ۹۵ء زوال کے قریب شیخ واہن پہنچ گیا مرحوم شہید مذکور (میاں شاہ نواز پیرزادہ) اپنے ڈیرے پر اپنی مخصوص نشست پر تشریف فرما تھے سامنے میز پر ٹیلی فون اور پیڈ پڑا ہوا تھا اٹھ کھڑے ہوئے ایک دو قدم اٹھا کر جھک کر میرے زانو پر ہاتھ رکھے۔ وہ چارپائی پر پائنتی کی طرف ہو گئے اور میں سرہانے کی طرف بیٹھ گیا اپنا شغل اور مصروفیت ترک کر کے کوئی آدھ گھنٹہ میری احوال پرسی کرتے رہے پھر وہاں موجود غرض مند افراد

کو مطمئن کرنے لگ گئے کسی کے لئے ٹیلیفون کیا کسی کو رقعہ لکھ کر دیا کسی کو زبانی فارغ کرتے رہے میں نے عرض کیا آپ اتنے لوگوں کو کس طرح فارغ کر دیتے ہیں فرمانے لگے یہ سب آلِ محمدؐ کا فیض اور کرم ہے اس روز رات ۱۱ بجے تک اپنی محفل جمائے رہے۔ ۱۳،۱۴؍ نومبر ۹۴ء میں نے دیکھا ۳۰۔۴۰ کے قریب غرض مند مہمان کھانا کھانے والے تھے پھر دوسرے روز (۱۴؍ نومبر ۹۴ء) دوپہر تک میں ان کے پاس بیٹھا رہا میں تھوڑی دیر کے لئے وہاں سے اُٹھا یہ گاڑی پر سوار ہو کر کسی کام کے لئے چلے گئے القصہ میں نے اُن کے گھر والوں کو اطلاع دی اور نماز ظہرین کے بعد اہل خانہ کی اجازت سے وہاں سے روانہ ہو کر شام کے وقت وہاڑی کے جامع المرتضویہ کے پرنسپل مولانا غلام محمد صاحب سلمہ اللہ کے پاس آ گیا۔ مولانا صاحب نے فرمایا کہ میں نے پہلے ہی آپ کو عرض کیا ہوا تھا کہ آپ جب شیخ واہن جائیں تو مجھے ساتھ لے کر جائیں آپ میرے بغیر کیوں چلے گئے میں نے کہا آپ کے پاس گاڑی موجود ہے کل چلے جائیں گے ہم نے رات شہید اعلی اللہ مقامہ کو فون کیا۔ بتایا گیا وہ سوئے ہوئے ہیں۔ آپ سویرے بات کر لیں پھر ۱۵؍ نومبر ۹۴ء ۹ بجے (ان کی شہادت سے پونے دو گھنٹے قبل) ہم نے فون کیا۔ مرحوم شہید نے فرمایا۔ پیر سائیں! آپ کہاں سے بول رہے ہیں میں نے عرض کیا وہاڑی کے جامع مرتضویہ سے۔ فرمایا میں ابھی گاڑی بھیج رہا ہوں۔ آپ گھنٹہ، ڈیڑھ گھنٹہ انتظار فرمائیں اور فوراً واپس تشریف لے آئیں آپ سے ضروری غرض اور مقصد ہے میں نے عرض کیا آپ بہت مصروف ہیں آپ اپنے رش کو ہی فارغ نہیں کر سکتے۔ میں ہوں تو ایک درویش، لیکن میں بھی خود اپنے مقام پر بہت مصروف ہوں۔ انہوں نے یہ دریافت نہیں کیا کہ آپ نے فون کیوں کیا ہے؟ نہ میں نے بتایا کہ ہم آپ کے پاس آنے کے لئے تیار تھے۔ فرمانے لگے پیر سائیں! ناراضگی معاف۔ میں آپ کا سادات کا خادم ہوں نوکر ہوں۔ ضرور ذرہ نوازی فرمائیں میری معذرت قبول فرمائیں کاش اگر یہ معلوم ہوتا کہ میرے لئے ان کی یہ آخری آواز ہے تو میں نے یادداشت کے طور پر ریکارڈ کرالی ہوتی۔ پھر مولانا غلام محمد صاحب نے بھی ان کے ساتھ کچھ گفتگو کی اور انہیں دشمنوں سے متنبہ کیا اب ہم دونوں (مولانا صاحب اور میں) گاڑی کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ ۱۱-۲۵ بجے حاصل پور سے مولانا عاشق علی صاحب کا ٹیلی فون آیا کہ میاں شاہ نواز ۱۱½ بجے مع مولوی کرم حسین اپنے ڈیرے پر کچھ غنڈوں کے ہاتھوں شہید ہو گئے ہیں مزید تفصیل نامعلوم ہے۔ اللہ کی شان کہ ان کی گاڑی میرے لئے وہاڑی پہنچ چکی تھی

یہاں ڈرائیور کو اس حادثے کا علم ہوا تو وہ فوراً واپس ہو گیا۔ ہم پہ یہ خبر سُن کر سکتہ طاری ہو گیا کہ جو میری انتظار میں تھا وہ آلِ محمدؐ کے دربار میں پہنچ گیا ہے۔ نماز ظہرین کے بعد میں اور مولانا غلام محمد صاحب سلمہ اللہ تین بجے موقعہ پر پہنچے وہاں قیامت کا منظر تھا۔ حسن اتفاق دیکھئے کہ میں ۱۳ ۱۴ ار نومبر شہید کے پاس ان کی چارپائی پر بیٹھا رہا ۱۵ ار نومبر ان کی شہادت کے وقت باوجود ان کی دعوت اور مکمل انتظام کے میں ان کے پاس نہ پہنچ سکا بلکہ اللہ نے مجھے ان کی شہادت کے وقت وہاں سے غیر حاضر رکھا۔ موت ہر انسان کے لئے حتمی ہے لیکن اس کا وقت معین ہے معصوم فرماتے ہیں موت انسان کی محافظ ہے یعنی موت کے وقت سے پہلے مرنے نہیں دیتی اور میرے پاس ہر وقت امام رضاؑ کی حفاظت کے تعویذ بھی موجود ہوتے ہیں۔ نیز میری دو دینی کتابیں (نماز جعفریہ۔ ہزار داستان) جو زیر طبع ہیں، شاید اللہ نے مجھے ان کی تکمیل تک مہلت دے دی ہے۔ یہ تعویذ مذکور کیپٹن راجہ امتیاز حسین (حال فل کرنل) ولد راجہ ظفر علی خان ریٹائرڈ ڈی سی سلمہ اللہ کے پاس تھا ۱۹۷۱ء کی ہند و پاک جنگ میں۔ پہلے باپ نے پھر بیٹے راجہ امتیاز حسین نے بتایا کہ یہ تعویذ تو معجزہ تھا۔ میں مورچے میں تھا بمباری ہو رہی تھی میرا ایمان ہے کہ اس تعویذ نے مجھے اپنے مقام سے ہٹ جانے پر مجبور کیا کیونکہ اس مقام پر بم کا گرنا مقدر ہو چکا تھا میں گھبرا کر اٹھا میری جگہ ایک صوبیدار نے لے لی اسی وقت اسی جگہ بم گرا اور وہ شہید ہو گیا۔ مجھے گھبراہٹ میں ڈالنا۔ وہاں سے ہٹانا اور بم سے بچانا یہ سب تعویذ کا کرشمہ تھا۔ ایک دوسرا واقعہ یوں ہے کہ میں ایک دفعہ کوٹلہ حاجی شاہ نزد لیہ مجلس پڑھنے کے لئے گیا۔ ایک مومن نے کہا آپ کے پاس امام رضاؑ کے حفاظت کے تعویذات ہیں تو مجھے چند درکار ہیں۔ پچھلے دنوں کوٹلہ جام درس کے جلسہ کے موقعہ پر آپ سے میرے بیٹے نے لے کر اپنے پاس رکھا ہوا تھا اسے بس میں سفر کرنے کا اتفاق ہوا ایکسیڈنٹ ہو گیا اتنا شدید حادثہ تھا کہ کئی فوت ہو گئے بقایا شدید زخمی ہوئے میں بالکل محفوظ رہا وہ بیان کرتا ہے میرا اعتقاد ہے کہ اسی تعویذ نے میری حفاظت کی تھی میں نے بارڈر پر بھی فوجیوں کی حفاظت کے لئے یہ تعویذ بھیجے تھے اس کے بیشمار واقعات یاد ہیں تفصیل کی گنجائش نہیں ہے یہ تعویذ میں نے اکثر علماء اعلام کو بھی مہیا کیا ہوا ہے یہ انشاء اللہ مومنین کو حادثاتی موت سے محفوظ رکھیں گے۔

اللہ نے میرے جیسے دور افتادہ

ضلع سرگودھا کے درویش سید کو ان کے جنازے میں شمولیت کی سعادت بخشی۔ شہید کے بڑے صاحبزادے میاں ریاض حسین سلمہ اللہ ایم این اے امریکہ ہونے کی وجہ سے غیر حاضر تھے چھوٹے صاحبزادے میاں سجاد حسین سابق چیئرمین ضلع کونسل بہاولپور جو شہید کی قبر پر جب مٹی ڈالی جا رہی تھی، وہاں موجود تھے، کو میں نے بھیڑ کو چیر کر تعزیت پیش کی، مولانا غلام محمد صاحب بھی میرے پاس موجود تھے۔ ہماری گاڑی کے ڈرائیور کے اندازے کے مطابق پانچ ہزار کے قریب کاریں تھیں میں نے اپنی زندگی میں اتنی کثیر تعداد کی جنازے میں نہیں دیکھی انسانی ہجوم ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی مانند تھا۔ لوگوں کے اندازے کے مطابق لاکھ سے تعداد کم نہ ہو گی۔ میں نے شہید انہیں اس لئے لکھا ہے کہ متفق حدیث ہے۔ **من مات علی حب آل محمد مات شھیدا**۔ پھر ان کی شہادت بھی آلِ محمدؐ کی محبت کے جرم میں ہوئی ہے یہ داستان چونکہ میری ذات سے بھی وابستہ تھی اس لئے کافی حضرات نے فرمائش کی ہے کہ آپ اسے اپنی کتاب جو زیرِ طبع ہے "ہزار داستان" میں ضرور درج کر دیں اب مزید طول دینے کی گنجائش نہیں ہے، اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

بُہلول بُہلول کی "ب" پر پیش ہے۔ یہ ہارون رشید کے زمانے میں گذرا ہے امام جعفر صادقؑ کے خاص شاگردوں اور اہلِ بیت سے محبت کرنے والوں میں شمار ہوتا تھا اس خوش نصیب بزرگ نے چھ اماموں کی زیارت کی یعنی امام جعفر صادقؑ کے زمانہ سے امام حسنؑ عسکری کے زمانہ تک زندہ رہا۔ ایک روایت کے مطابق ہارون رشید کا برادر مادری تھا ایک روایت کے مطابق اس کے قریبی رشتہ داروں سے تھا چنانچہ قاضی نور اللہ شوستری نے اپنی کتاب مجالس المومنین میں فرمایا ہے کہ بہلول ہارون رشید کے زمانے کے دانشمندوں سے گزرا ہے جو امام موسیٰؑ کاظم کے حکم سے دیوانہ بنا ہوا تھا اس طرح ہارون رشید کی سزا سے بچ گیا تھا اس طرح یہ بظاہر خود بنظر پاگلوں کے سے لیکن دلچسپ انداز میں مظلوموں کی حمایت کیا کرتا تھا اور کبھی کبھی خلیفہ وقت کے درباروں کو باتوں باتوں میں بدنام اور ذلیل کرتا تھا لوگ اس کے فضل اور کمال کے دل سے قائل تھے ابھی تک اس کی بہت سی حکایتیں محفلوں میں بیان کی جاتی ہیں اور ان سے سبق حاصل کیا جاتا ہے بہلول دیوانہ بننے سے پہلے ثروت مندوں کی سی زندگی بسر کرتا تھا لیکن امامؑ کے اشارے پر جب دیوانہ بن گیا تو دنیا کی تمام شان و شوکت سے منہ موڑ لیا اور سچ مچ

خدا کا دیوانہ اور سچ مچ کا گدڑی پوش بن گیا۔ یہ دیوانگی کو ہارون کے محلوں پر ترجیح دیتا تھا۔ سوکھی روٹی کے ایک نوالے پر بسر کر لیتا تھا ہارون اور ہارون جیسوں کا احسان نہیں لیتا تھا اور اس حالت میں اپنے آپ کو خلیفہ اور اس کے درباریوں سے بہتر سمجھتا تھا بہلول واقعی ایک خدا رسیدہ دانشمند اور عالم کامل تھا اور حاضر جوابی اور مسائل کے حل کرنے میں اپنے زمانے کے دانشمندوں میں نام آور تھا لیکن دین کی حفاظت، شریعت اور اہل بیت کے سچے اور واضح حقائق کی اشاعت کیلئے امامؑ کے اشارے پر پاگل بن گیا تھا اس زمانے میں اس کے سوا اور کوئی تدبیر نہ تھی ورنہ اسے قتل کر دیا جاتا۔ بہلول

بکری، بھیڑیا اور گھاس دریا سے کیونکر پار ہوں۔ (بہلول)

ہارون رشید نے بہلول کو کہا کہ آج تجھ سے ایک معمہ پوچھتا ہوں اگر تو نے درست جواب دیا تو میں تجھے ایک ہزار اشرفیاں دوں گا اگر جواب نہ دے سکا تو حکم دوں گا کہ تجھے اس محل پر سے دجلہ میں گرا دیں۔ بہلول نے کہا مجھے اشرفیوں کی تو کوئی ضرورت نہیں البتہ ایک شرط سے آپ کی بات قبول کرتا ہوں ہارون نے بات مان لی تو بہلول نے کہا اگر میں نے آپ کے معمے کا صحیح جواب دے دیا تو آپ ان لوگوں میں سے جو آپ کے قید خانے میں ہیں سو اشخاص کو جو میرے دوست ہیں چھوڑ دیں گے اور اگر میں نے جواب درست نہ دیا تو پھر آپ کو اختیار ہے کہ مجھے دجلہ میں ڈبو دیں۔ ہارون نے معمہ یہ پوچھا " اگر ہمارے پاس ایک بکری، ایک بھیڑیا اور گھاس کا ایک گٹھا ہو اور یہ چاہیں کہ ان میں سے ہر ایک کو باری باری سے دریا کے اس کنارے سے اُس کنارے پر پہنچا دیں تو کس طریقے سے لے جائیں کہ نہ بکری گھاس کھا سکے اور نہ بھیڑیا بکری کو؟ بہلول نے جواب دیا " پہلے ہم بھیڑیئے کو چھوڑ دیں اور بکری کو دریا کے پار لے جائیں پھر واپس آکر گھاس اٹھائیں اور لے جائیں اور جب گھاس کو لے کر دوسری طرف پہنچ جائیں تو گھاس کو وہیں چھوڑ کر بکری کو واپس لے آئیں۔ اب یہاں بکری کو چھوڑ دیں، اور بھیڑیئے کو دوسرے کنارے پہنچا دیں بھیڑیئے کو وہیں چھوڑ کر تنہا واپس آئیں اور بکری کو لے کر پھر دوسرے کنارے پر جا پہنچیں۔ اس طرح ان کو ایک ایک کر کے لے جا سکتے ہیں اور اس طرح نہ بکری گھاس کو کھا سکتی ہے اور نہ بھیڑیا بکری کو۔ ہارون نے کہا" شاباش تو نے درست جواب

دیا۔" اس کے بعد بہلول نے اپنے سو دوستوں کے نام بتائے جو سب کے سب حضرت علیؓ کے ماننے والے تھے۔ منشی نے سب نام لکھ لئے جب ہارون کے پاس فہرست پہنچی اور نام اس کی نظر سے گزرے تو اپنی شرط سے پھر گیا اور بہلول کے کہنے سننے پر صرف دس آدمیوں کو رہا کیا۔ بہلول

مسجد کے دروازے پر کتبہ کی عبارت (بہلول)

کہتے ہیں فضل بن ربیع نے بغداد میں ایک مسجد بنوائی، اور جس دن یہ طے ہوا کہ مسجد کے دروازے پر کتبہ لگائیں۔ فضل سے پوچھا گیا کہ بتائیے کتبے پر کس قسم کی عبارت لکھوائی جائے۔ اتفاق سے بہلول بھی وہاں موجود تھا اس نے فضل سے پوچھا "تو نے مسجد کس لئے بنوائی ہے" فضل نے جواب دیا" خدا کے لئے" بہلول نے کہا "اگر خدا کے لئے بنوائی ہے تو پھر کتبے پر اپنا نام نہ لکھوا" فضل کو غصہ آگیا اور وہ کہنے لگا "میں اپنا نام کتبے پر کیوں نہ لکھواؤں، آخر لوگوں کو بھی تو معلوم ہونا چاہیئے کہ اس مسجد کا بنانے والا کون ہے؟ بہلول نے کہا" تو پھر کتبے پر لکھوا دیجئے کہ اس مسجد کا بانی بہلول ہے۔" فضل بولا" یہ تو میں ہرگز نہ لکھواؤں گا" بہلول نے کہا اگر تو نے یہ مسجد اپنی خود نمائی اور شہرت کے لئے بنوائی ہے تو اپنا ثواب کھو دیا" فضل بہلول کے جواب سے خاموش ہو گیا پھر بولا" جو کچھ بہلول کہتا ہے وہی لکھ دو اس وقت بہلول نے کہا" قرآن شریف کی ایک آیت لکھ کر مسجد کے دروازے پر لگا دو" بہلول

لڑکی کی پیدائش پر خدا کا شکر بجالایا (بہلول)

اسحٰق بن محمد بن صباح کوفے کا امیر تھا اس کی بیوی کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی اس وجہ سے امیر بہت رنجیدہ اور غمگین ہوا اور اس نے کھانا پینا چھوڑ دیا۔ بہلول نے جب یہ سنا تو اس کے پاس پہنچا اور کہنے لگا" اے امیر یہ رنج و غم کس لئے ہے؟ امیر نے جواب دیا۔ "میں بیٹے کی تمنا رکھتا تھا لیکن افسوس کہ میری بیوی کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی ہے" بہلول نے جواب دیا" کیا تجھے یہ اچھا لگتا کہ خدا اس خوبصورت ہاتھ پاؤں کی راست اور صحیح و سالم لڑکی کی جگہ مجھ جیسا پاگل بیٹا دیتا؟ امیر کو بہلول کی بات سے بے اختیار ہنسی آگئی۔ خدا کا شکر بجالایا۔ کھانا کھایا۔ پانی پیا اور لوگوں کو اجازت دی کہ مبارک باد کے لئے اس کے پاس آئیں۔ بہلول

بہلول کی تدبیر۔ امانت کس طرح دلوائی

کہتے ہیں کہ ایک دن بہلول ایک راستے سے گزر رہا تھا اس نے ایک شخص کو دیکھا جو ایک اجنبی کی طرح سر جھکائے رو رہا تھا بہلول اس کے قریب آیا۔ سلام کیا اور پھر کہنے لگا "تجھ پر ایسا کون سا ظلم ہوا ہے جو تو اتنا دکھی اور فریادی ہے"؟ اس مرد نے جواب دیا "میں ایک اجنبی سیاح ہوں اس شہر میں پہنچا تو میں نے نہانے دھونے اور چند دن آرام کرنے کا ارادہ کیا۔ میرے پاس کچھ سکے اور جواہرات تھے جو میں نے چوروں کے ڈر سے ایک عطار کی دوکان میں امانت رکھوا دیئے جب میں نے چند دن کے بعد اس عطار سے اپنی امانت کا مطالبہ کیا تو اس نے مجھے برا بھلا کہا اور پاگل مشہور کر دیا" بہلول نے کہا "رنج نہ کر میں اس عطار سے تیری امانت نہایت آسانی سے واپس لے کر تجھے دے دوں گا" اس کے بعد اس عطار کی پہچان پوچھی اور جب اسے پہچان لیا تو اس پردیسی سے کہا کہ "میں کل فلاں وقت اس عطار کے پاس موجود ملوں گا۔ تو اس وقت جو میں مقرر کر رہا ہوں اس عطار کی دوکان پر آجانا لیکن مجھ سے بالکل بات نہ کرنا اور عطار سے کہنا کہ میری امانت مجھے دے۔ اس شخص نے منظور کر لیا۔ بہلول فوراً اس عطار کے پاس گیا اور اس سے بولا "میں خراسان کے شہروں کے سفر کا ارادہ رکھتا ہوں۔ میرے پاس کچھ جواہرات ہیں جن کی قیمت تیس ہزار اشرفیوں کے برابر ہوگی میں اسے تیرے پاس امانت رکھنا چاہتا ہوں تاکہ میں زندہ سلامت تیرے پاس آؤں تو وہ جواہرات تجھ سے واپس لے لوں اور جو فلاں تاریخ تک واپس نہ پھروں تو پھر تو میری طرف سے مختار اور امین ہے کہ ان جواہرات کو بیچ کر ان کی قیمت سے ایک مسجد بنوا دے" عطار اس بات سے بہت خوش ہوا اور کہنے لگا "میرے سر آنکھوں پر، تو امانت کس وقت لائے گا"؟ بہلول نے کہا "کل فلاں وقت" یہ کہکر وہاں سے چلا آیا۔ اب اس نے ایک چمڑے کی تھیلی بنوائی اس میں کچھ لوہے اور کانچ کے ٹکڑے بھر لئے اور اس کا منہ مضبوطی سے سی دیا اور پھر مقررہ وقت پر عطار کی دوکان پر گیا۔ عطار وہ تھیلی دیکھ کر اس خیال سے کہ اس میں جواہرات ہیں بہت خوش ہوا۔ اسی وقت وہ پردیسی بھی آگیا۔ اور اس نے اپنی امانت واپس مانگی۔ اس عطار نے فوراً اپنے ملازم سے کہا تہہ خانے میں فلاں جگہ اس شخص کی ایک تھیلی امانت رکھی ہوئی ہے فوراً لے آؤ اور اسے دیدو" ملازم فوراً

امانت لے آیا۔ اور اس نے وہ اُس شخص کے حوالے کر دی۔ پردیسی نے اپنی امانت لی اور اپنے دل میں بہلول کو دعائیں دیتا ہوا چلا گیا۔ بہلول

بہلول نے نجومی کی جہالت کیسے ثابت کی

کہتے ہیں ایک شخص ہارون رشید کے پاس آیا اور اس نے علم نجوم سے واقف ہونے کا دعویٰ کیا۔ بہلول بھی اس محفل میں موجود تھا اور اتفاق سے وہ نجومی بہلول کے برابر ہی آ بیٹھا تھا۔ بہلول نے اس سے پوچھا "کیا تو بتا سکتا ہے کہ تیرے پاس کون آ بیٹھا ہے؟ وہ بولا "نہیں جانتا" بہلول نے کہا "تو اپنے برابر بیٹھنے والے کو تو جانتا نہیں پھر آسمان کے ستاروں کی بات کیسے بتا سکے گا؟" وہ شخص بہلول کی بات سے لاجواب ہو گیا اور مجلس چھوڑ کر چلا گیا۔ بہلول

بہلول اور مکان دار

کہتے ہیں ایک دفعہ بہلول بصرے کو گیا چونکہ اس شہر میں اس کا کوئی ملاقاتی نہ تھا اس نے تھوڑے دنوں کے لئے ایک کمرہ کرائے پر لے لیا لیکن وہ کمرہ اتنا پرانا اور ٹوٹا پھوٹا تھا کہ ذرا سی ہوا چلنے سے آوازیں دینے لگتا تھا۔ بہلول مالک مکان کے پاس گیا اور بولا "آپ نے مجھے جو کمرہ دیا ہے وہ بے حد خطرناک ہے کیونکہ ذرا سی ہوا چلنے پر اس کی چھت اور دیواریں بولنے لگتی ہیں" مالک مکان مذاقیہ آدمی تھا بہلول کے جواب میں کہنے لگا "کوئی برائی کی بات نہیں آپ جانتے ہیں یہ تمام موجودات وقت پر خدا کی تعریف کرتی اور تسبیح پڑھتی ہیں اور یہ کمرے کی حمد و تسبیح ہے"۔ بہلول نے کہا یہ درست ہے لیکن موجودات تسبیح اور تہلیل کے آخر میں سجدہ بھی کرتی ہیں اس لئے میں کمرے کے سجدے کے ڈر سے جلد از جلد کوئی اور تدبیر کرنا چاہتا ہوں"۔ بہلول

بہلول اور فلسفے کی کتاب

کہتے ہیں ایک دن بہلول مسجد میں گیا چونکہ وہ عید کا دن تھا لہٰذا بہت سے لوگ آئے ہوئے تھے بہلول نے چاہا کہ بالائی حجرے میں جا کر بیٹھے۔ اس نے دیکھا وہاں بہت سے جوتے جمع ہیں اور چونکہ اس سے پہلے اس کے جوتے چوری ہو گئے تھے اس لئے وہ ڈرا کہ کہیں پہلے کی طرح اس کے جوتے پھر نہ چوری ہو جائیں یا بدل نہ جائیں اس خیال سے اس نے اپنے جوتے رومال میں

لپیٹے اور لبادے میں چھپائے جب حجرے میں پہنچ کر ایک کونے میں جا کر بیٹھا تو ایک شخص نے جو اس کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا اس کی بغل کے نیچے لپیٹے ہوئے چیز کے متعلق اس سے پوچھا "میرا خیال ہے آپ کی بغل میں کوئی قیمتی کتاب ہے کیا آپ بتا سکتے ہیں؟ کہ کونسی کتاب ہے؟" بہلول نے جواب دیا "فلسفے کی کتاب ہے"۔ اس شخص نے کہا "کس کتب فروش سے خریدی ہے؟" بہلول نے جواب دیا "ایک موچی سے خریدی ہے"۔ (بہلول)

بہلول اور شیخی بگھارنے والا داروغہ

کہتے ہیں بغداد کا ایک داروغہ لوگوں کے ایک مجمع میں شیخی بگھار رہا تھا کہ ابھی تک کوئی شخص مجھے دھوکا نہیں دے سکا اس مجمع میں بہلول بھی موجود تھا وہ داروغہ سے کہنے لگا کہ یہ کام بہت آسان ہے لیکن اس قابل نہیں ہے کہ تکلیف اٹھائی جائے۔ داروغہ نے کہا "چونکہ تو یہ کام کر نہیں سکتا اس لئے یہ بات کہہ رہا ہے"۔ بہلول نے کہا "افسوس یہ ہے کہ مجھے اس وقت ایک بہت ضروری کام ہے ورنہ میں اسی وقت تجھے قائل کر لیتا"۔ داروغہ نے کہا۔
۲۲ "میں موجود ہوں تو جا اور فوراً اپنا کام کر کے واپس آ"۔ چنانچہ بہلول چلا گیا اور پھر نہیں پلٹا۔ داروغہ دو گھنٹے انتظار کرنے کے بعد بڑبڑانے لگا اور پھر بولا "یہ پہلی بار ہے کہ اس پاگل نے مجھے اس قسم کا دھوکا دیا۔ اتنے گھنٹے تک مجھے بلاوجہ بیکار رکھا"۔ (بہلول)

بہلول اور نانبائی

کہتے ہیں ایک عرب فقیر بغداد میں پہنچا جب وہ نانبائی کی دوکان کے سامنے سے گزرا تو اسے طرح طرح کے کھانوں کی بو بھلی معلوم ہوئی لیکن اس کے پاس پیسے نہیں تھے اس نے اپنے تھیلے سے خشک روٹی نکالی اور کھانے کی دیگ کی بھاپ سے نرم کر کے کھانے لگا۔ نانبائی چند لمحے تک یہ منظر حیرت سے دیکھتا رہا فقیر کی روٹی ختم ہو گئی تو اس نے جانا چاہا۔ نانبائی نے اس کا راستہ روک کر اس سے پیسوں کا مطالبہ کیا ان میں تو تو میں میں ہونے لگی کہ اتفاق سے بہلول کا بھی ادھر سے گزر ہوا۔ عرب نے بہلول سے فیصلہ چاہا۔ بہلول نے نانبائی سے کہا "اس آدمی نے تیرا کھانا کھایا ہے یا نہیں؟" نانبائی نے کہا "کھانا تو کھایا نہیں لیکن اس کی بھاپ سے ضرور فائدہ اٹھایا ہے"۔ بہلول نے نانبائی سے کہا "یہ درست ہے۔ سن! اس کے بعد اپنی جیب سے سکہ نکالا ایک ایک کر کے ان سکوں کو

نانبائی کو دکھاتا تھا۔ زمین پر گراتا جاتا تھا اور پھر اٹھا لیتا تھا اور نانبائی سے کہتا تھا کہ پیسوں کی آواز پکڑ لے۔ نانبائی نے تعجب سے کہا "یہ پیسے دینے کا کون سا طریقہ ہے"؟ بہلول نے کہا "میرے انصاف اور فیصلے کے مطابق جو شخص کھانے کی خوشبو اور بھاپ بیچے اسے چاہیئے کہ وہ اس کے بدلے میں پیسے کی آواز حاصل کرے"۔ بہلول

بہلول نے یہودی سوداگر کو کس طرح ذلیل کیا

کہتے ہیں بغداد میں ایک سوداگر رہتا تھا جو شرافت و انصاف میں بہت مشہور تھا اس زمانے میں جن چیزوں کی مانگ ہوتی تھی وہ دساور سے منگواتا تھا اور تھوڑے سے منافع پر لوگوں کو بیچ ڈالتا تھا۔ اس لئے وہ لوگوں میں بہت مقبول اور ہر دلعزیز ہو گیا تھا اس کا ایک دشمن اور ہم پیشہ یہودی سوداگر بھی تھا جو بہت بے رحم تھا اس سوداگر کے برعکس لوگ اس سے نفرت کرتے تھے یہ اپنا مال بہت زیادہ منافع پر لوگوں کو بیچتا تھا اور شہر میں سود پر روپیہ چلانے کا بھی کام کرتا تھا۔ جس سوداگر کو رقم کی ضرورت ہوتی وہ اسی سے قرض لیتا تھا اور وہ بہت زیادہ سود اور سخت شرطوں پر لوگوں کو روپیہ قرض دیتا تھا۔ اتفاق سے اس شریف سوداگر کو رقم کی ضرورت پڑ گئی وہ اس یہودی کے پاس گیا اور روپیہ قرض مانگا چونکہ یہودی اس سے پرانی دشمنی رکھتا تھا اس سے بولا کہ میں ایک شرط پر تجھے روپیہ قرض دوں گا اور وہ شرط یہ ہے کہ تو مجھے ایک پکی دستاویز لکھ دے کہ اگر تو حسب وعدہ وقت مقررہ پر رقم نہ لوٹا سکے تو مجھے یہ حق حاصل ہو کہ تیرے جسم سے جس حصے سے چاہوں ایک سیر گوشت کاٹ لوں چونکہ اس سوداگر کی عزت پر بنی ہوئی تھی اس نے یہ شرط مان لی اور اس مضمون کی پکی دستاویز لکھ کر اس یہودی کو دے دی۔ پھر ہوا یوں کہ وہ شریف سوداگر وقت مقررہ پر اپنا قرض ادا نہیں کر سکا چنانچہ اس یہودی نے قاضی کی عدالت میں نالش کر دی قاضی نے اس سوداگر کو بلایا معاہدے کی رو سے وہ سوداگر اس بات کا پابند تھا کہ یہودی اس کے جسم کا ایک سیر گوشت جس جگہ سے چاہے اتار لے۔ اس یہودی کو اس سے سخت دشمنی تھی اس بنا پر وہ اس کا ایسا عضو کاٹنا چاہتا تھا جس سے سوداگر مر جائے اس خیال سے قاضی اپنا فیصلہ آج کل پر ٹالتا رہا کہ شاید یہودی اپنے فعل سے باز آ جائے۔ لیکن یہودی دستبردار نہیں ہوتا تھا اور روزانہ اپنے حق کا اور حکم جاری کرنے کا تقاضا اور مطالبہ کرتا تھا

یہ مقدمہ تمام شہر بغداد میں مشہور ہو گیا۔ سب لوگ اس سوداگر کے حال پر کڑھتے تھے لیکن کوئی چارہ نہ تھا جیسے ہی یہ خبر بہلول کو پہنچی فوراً قاضی کی عدالت میں جا پہنچا اور تماشائیوں میں جا کھڑا ہوا، اس نے یہودی اور سوداگر کا معاہدہ بہت غور سے سُنا اور اچانک بولا " اے قاضی! کیا میں انسانیت کے رشتے سے اس مظلوم سوداگر کا وکیل بن سکتا ہوں؟ قاضی نے جواب دیا " ہاں ہو سکتا ہے تو بچاؤ کی جو دلیل ہے وہ پیش کر"۔ بہلول سوداگر اور یہودی کے درمیان بیٹھ گیا اور پھر دونوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ " اس میں کوئی شک نہیں کہ دستاویز کی رو سے اس شخص کو یہ حق پہنچتا ہے کہ اس سوداگر کے جسم سے ایک سیر گوشت کاٹ لے لیکن اسے چاہیئے کہ جس جگہ سے بھی کاٹے اس سوداگر کے خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہ گرے اور گوشت اس طرح کاٹے کہ ٹھیک ایک سیر گوشت کٹے نہ اس سے کم ہو نہ زیادہ۔ اگر ان دو باتوں کے علاوہ گوشت کاٹا گیا تو اس یہودی کو قتل کی سزا دی جائے اور اس کا تمام مال و اسباب بحق سرکار ضبط کر لیا جائے" قاضی بہلول کے دفاع سے دنگ رہ گیا اور اس پر عش عش کرنے لگا۔ مجبوراً یہودی نے صرف اپنے قرض کے روپے پر قناعت کی اور قاضی نے حکم دیا کہ یہودی کو صرف رقم واپس کر دی جائے۔ بہلول

خاکِ پائے ماتم دارِ حسینؑ اور آیۃ اللہ بروجردی

آیۃ اللہ بروجردی کی نوے سال کی عمر (زندگی کے آخری سانس تک) آنکھوں کی بینائی صحیح و سالم تھی اور بغیر عینک کے باریک ترین تحریر والی کتاب کا بڑی آسانی کے ساتھ مطالعہ فرمالیا کرتے تھے اس کا واقعہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک سال بروجرد میں تھا۔ میری آنکھوں کو عجیب قسم کے درد نے آلیا جس سے میں بہت پریشان تھا۔ ڈاکٹروں کے علاج سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوا۔ بلکہ ہر روز درد میں اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ ایام محرّم شروع ہو گئے ان ایام عزا میں آیۃ اللہ مرحوم کے ہاں مجلس مظلوم کربلا کا عشرہ منعقد ہوا جس میں کئی ماتمی قافلے اور عزادار شریک ہوئے ایک ماتمی قافلہ روز عاشور آقائے بروجردی کے گھر داخل ہوا جس میں زیادہ تر سادات و اہل علم لوگ تھے جن میں سے ہر ایک اپنی کمر کو سفید کپڑے سے باندھے ہوئے تھے اور سینہ پر خاک ڈالے ہوئے تھا ان کی اس عزادارانہ حالت کی وجہ سے بے پناہ گریہ اور آہ و بکا ہوا۔ فرمایا میں بھی ایک گوشے میں بیٹھا آنسو بہا رہا تھا اسی دوران

میں نے ان ماتمیوں میں سے ایک کے پاؤں کے نیچے سے خاک اٹھائی اور اپنی بیمار اور خراب آشوب زدہ آنکھوں پر مل دی، اسی خاک کے وسیلے سے میری آنکھوں کی بیماری بالکل ٹھیک ہوگئی اور آج تک نہ صرف یہ کہ میری آنکھوں کو کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی، بلکہ میری بینائی بھی صحیح و سالم ہے اور امام حسینؑ کی برکت سے عینک کی ضرورت بھی محسوس نہیں کرتا بلکہ اس عمر میں آقائے محترم کے جسم کے تمام اعضاء کمزور ہو چکے تھے لیکن زندگی کی آخری سانس تک ان کی بینائی برقرار رہی۔ ۱۔ ایضاح المرحوم بحوالہ عزاداری از دیدگاہ مرجعیت شیعہ ص ۱۲۴ ۲۔ مردان علم در میدان عمل

بہلول کا ایک فقیہہ سے مباحثہ

کہتے ہیں خراسان کا ایک مشہور فقیہہ بغداد میں آیا ہارون رشید نے اسے دربار میں بلایا خلیفہ نے اس کا گرمجوشی سے خیر مقدم کیا۔ اسی دوران بہلول آگیا اس شخص نے بہلول کے حلیے پر نظر ڈالی اور ہارون رشید سے کہا کہ خلیفہ کی عنایت اور محبت بھی عجیب ہے کہ آپ معمولی آدمیوں سے اس طرح محبت کرتے ہیں۔ بہلول نے جب یہ سمجھ لیا کہ اس شخص کی مراد خود اس سے ہے تو وہ پوری قوت کے ساتھ اس شخص کی طرف مڑا اور بولا " تو اپنے ناقص علم پر غرور نہ کر اور میری ظاہری حالت پر نہ جا تو میرے ساتھ مباحثہ کرلے میں خلیفہ کے سامنے یہ ثابت کردوں گا کہ تو ابھی کچھ نہیں جانتا؟ اس شخص نے جواب میں کہا۔ میں نے سنا ہے کہ تو پاگل ہے اور مجھے پاگل سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بہلول نے کہا " میں اپنے پاگل پن کا خود اقرار کرتا ہوں لیکن تو اپنی ناسمجھی کا قائل نہیں ہے ہارون رشید نے بہلول کو غصے سے دیکھا اور اسے خاموش رہنے کو کہا لیکن بہلول چپ نہیں ہوا اور ہارون سے کہنے لگا " اس شخص کو اپنے علم پر اطمینان ہے تو مباحثہ کرلے" ہارون نے اس فقیہہ سے کہا " کیا مضائقہ ہے بہلول سے کچھ پوچھیے۔ اس شخص نے کہا " میں ایک شرط پر تیار ہوں اور وہ شرط یہ ہے کہ میں بہلول سے ایک معمہ پوچھتا ہوں اگر اس نے درست جواب دیا تو میں اسے ایک ہزار اشرفیاں دوں گا اور اگر یہ جواب نہ دے سکے تو مجھے ایک ہزار اشرفیاں دے" بہلول نے کہا " میرے پاس دنیوی مال سے کچھ نہیں اور میں سونا چاندی بھی نہیں رکھتا لیکن اس بات کیلئے

آمادہ ہوں کہ جب میں تیرے معمے کا جواب دے دوں تو تجھ سے رقم لے لوں اور ناداروں میں تقسیم کر دوں اور جو میں جواب نہ دے سکوں تو اپنے آپ کو تیرے سپرد کر دوں اور غلام کی طرح تیری خدمت بجا لاؤں" اس شخص نے یہ بات مان لی اور پھر بہلول سے اس طرح معما پوچھا۔ ایک گھر میں ایک بیوی اپنے شوہر کے ساتھ بیٹھی ہے۔ اسی گھر میں ایک شخص نماز بھی پڑھ رہا ہے اور دوسرا روزے سے ہے اچانک ایک شخص باہر سے گھر میں داخل ہوتا ہے محض اس شخص کے آجانے سے وہ میاں اور بیوی جو اس گھر میں موجود تھے ایک دوسرے کے لئے حرام ہو جاتے ہیں اور وہ شخص جو نماز پڑھ رہا ہے اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے اور دوسرے آدمی کا جو روزہ دار تھا روزہ بھی باطل ہو جاتا ہے کیا تو بتا سکتا ہے کہ یہ آنے والا شخص کون تھا" بہلول فوراً جواب دیتا ہے کہ جو مرد گھر میں داخل ہوا وہ اس عورت کا پہلا شوہر تھا جو سفر پر گیا تھا اور جب اس کے سفر کو زیادہ وقت ہو جاتا ہے اور یہ خبر ملتی ہے کہ اس کا شوہر مر چکا ہے تو وہ عورت حاکم شرع کی اجازت سے اس مرد سے جو اس کے برابر بیٹھا ہوا تھا عقد کر لیتی ہے یہ دونوں دو شخصوں کو رقم دیتے ہیں کہ ان میں ایک عورت کے مردہ شوہر کی قضا نمازیں پڑھے اور دوسرا قضا روزے رکھے۔ اسی اثنا میں سفر پر گیا ہوا شوہر جس کی موت کی خبر مشہور ہو گئی تھی سفر سے واپس آجاتا ہے چنانچہ وہ دوسرا شوہر عورت پر حرام ہو جاتا ہے اس شخص کی نماز باطل ہو جاتی ہے جو مرد شوہر کے لئے نماز پڑھ رہا تھا اور اسی طرح اس دوسرے شخص کا روزہ بھی باطل ہو جاتا ہے جو مرنے والے کے لئے روزہ رکھے ہوئے تھا" ہارون رشید اور دربار میں موجود لوگ معمے کا حل اور بہلول کے صحیح جواب سے بہت محظوظ ہوئے اور سب نے بہلول کی بہت تعریف کی اس کے بعد بہلول نے کہا "اب میری باری ہے کہ میں معما پوچھوں" اس شخص نے کہا "پوچھو" بہلول نے کہا" اگر میرے پاس ایک مٹکا شیرہ سے اور دوسرا سرکہ سے بھرا ہوا ہو اور میں چاہوں کہ سکنجبین تیار کروں چنانچہ ایک پیالہ بھر کر شیرہ سے نکالتا ہوں اور ایک پیالہ بھر کر سرکہ سے، اور دونوں کو سکنجبین بنانے کی خاطر ایک ظرف میں ملا دیتا ہوں بعد میں دیکھتا ہوں تو اس میں ایک چوہا پڑا ہوا ہے تو کیا تو یہ بتا سکتا ہے کہ وہ مرا ہوا چوہا سرکے کے مٹکے میں تھا یا شیرے کے مٹکے میں"۔ اس شخص نے

بہت سوچا لیکن جواب دینے میں ناکام رہا۔ ہارون نے بہلول سے کہا "اب تو خود ہی اس کا جواب بھی دے" بہلول نے کہا "اگر یہ شخص اپنی جہالت مان لے تو میں معمے کا جواب دے دیتا ہوں"۔ مجبوراً اس شخص نے اپنی نادانی تسلیم کی۔ بہلول نے کہنا شروع کیا۔ ہمیں چاہیئے کہ اس چوہے کو نکال کر پانی سے دھوئیں اور جب وہ شیرے اور سرکے سے صاف ہو جائے تو اس کا پیٹ چاک کریں اگر اس کے پیٹ میں سرکہ ہو تو جانیئے کہ سرکے کے مٹکے میں گرا تھا اس لئے سرکہ بہا دینا چاہیئے اور اگر اس کے پیٹ سے شیرہ نکلے تو سمجھ لیجئے کہ شیرے کے مٹکے میں گرا ہوا تھا۔ اس لئے شیرہ بہا دینا چاہیئے۔ مجلس کے تمام حاضرین بہلول کی معلومات اور عقل پر حیران رہ گئے۔ اور انہوں نے بے اختیار اس کی تعریف کی اور اس مرد فقیہہ نے سر جھکا کر شرط کے ایک ہزار دینار بہلول کو ادا کئے بہلول نے وہ رقم لے کر پوری کی پوری بغداد کے ناداروں میں بانٹ دی بہلول

بہلول اور ایک غلام جو سمندر سے ڈرتا تھا

کہتے ہیں بغداد کا ایک تاجر اپنے غلام کے ساتھ ایک کشتی میں بیٹھا بصرے کی طرف جا رہا تھا اسی کشتی میں بہلول اور کچھ دوسرے لوگ بھی سوار تھے، غلام سمندر کی ہلچل سے ڈر کر رونے لگا۔ تمام مسافر اس غلام کے رونے پیٹنے سے تنگ آ گئے بہلول نے غلام کے مالک سے کہا اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں غلام کو ایک تدبیر سے خاموش کرا دوں تاجر نے اجازت دے دی۔ بہلول نے فوراً حکم دیا کہ غلام کو سمندر میں پھینک دو بہلول کے کہنے پر غلام کو سمندر میں ڈال دیا گیا اور جب وہ مرنے کے قریب پہنچا تو اسے نکال لیا گیا۔ اس کے بعد غلام کشتی کے ایک کونے میں بالکل چپکا جا بیٹھا۔ کشتی کے مسافروں نے بہلول سے پوچھا کہ اس حرکت میں کیا مصلحت تھی جو غلام چپکا ہو گیا۔ بہلول نے کہا "یہ غلام کشتی کے آرام کی قدر و قیمت نہیں جانتا تھا۔ جب وہ سمندر میں ڈالا گیا تو اس کی سمجھ میں یہ بات آ گئی کہ کشتی امن و آرام کی جگہ ہے" بہلول

بہلول اور حمام کے خادم

ایک دن بہلول حمام میں گیا لیکن حمام کے ملازموں نے اس سے لاپرواہی برتی اور بہلول کی مرضی کے مطابق اس پر تفصیلی نہیں پھیری۔ اس صورت میں حمام سے نکلتے وقت بہلول نے جو دس دینار اس کے پاس تھے سب کے سب حمام کے مالک کو دے دیئے جب حمام کے ملازموں نے یہ فیاضی دیکھی تو

سب شرمندہ ہوئے کہ اس سے کیوں لاپروائی برتی۔ بہلول پھر دوسرے ہفتے حمام میں گیا۔ اس مرتبہ تمام ملازموں نے نہایت ادب و احترام کے ساتھ اس کو نہلایا اور نہایت کشادہ دلی دکھائی لیکن اتنی محنت اور کوشش کے باوجود حمام سے نکلتے وقت بہلول نے انہیں صرف ایک دینار دیا۔ حمام والوں نے غصے میں پوچھا "پچھلے ہفتے آپ کی بلا وجہ بخشش اور آج کی روش کا کیا سبب ہے؟" بہلول نے جواب دیا " میں نے آج کے نہانے کی اُجرت تو پچھلے ہی ہفتے جب میں آیا تھا دیدی تھی اور اس دن کے غسل کی اُجرت آج دے رہا ہوں تاکہ تم لوگ اپنے گاہکوں کے ساتھ ادب اور لحاظ کا برتاؤ کیا کرو۔" بہلول

ہارون رشید، بہلول اور ایک دھوکے باز شخص

کہتے ہیں ایک دھوکے باز شخص ہارون رشید کے سامنے پیش ہُوا اس نے اپنے آپ کو سیاح ظاہر کیا، ہارون اس سیاح سے ملکوں کی پیداوار، جواہرات اور مصنوعات کے بارے میں سوال کر رہا تھا جہاں وہ جا چکا تھا۔ یہاں تک کہ ہندوستان کی پیداوار جواہرات اور مصنوعات تک بات پہنچی۔ اس فریبی نے خلیفہ کے سامنے ایسے ایسے جواہرات کی تفصیل بیان کی کہ خلیفہ بے دیکھے لٹو ہو گیا۔ اس کے ضمن میں اس نے خلیفہ سے کہا ہندوستان میں ایک ایسی معجون بناتے ہیں جو انسان میں جوانی کی قوت واپس لے آتی ہے اگر ساٹھ سال کا مرد بھی وہ معجون کھالے تو اس میں بیس سال کے نوجوان کی سی قوتِ مردمی آجائے۔ خلیفہ کو اس معجون کا اور کچھ ان جواہرات کا جن کی اس سیاح نے تفصیل بیان کی تھی بے حد اشتیاق پیدا ہو گیا وہ کہنے لگا " میں تجھ کو خرچ کے لئے کتنی رقم دوں جو تو وہ معجون اور جواہرات جن کی تو نے تفصیل بتائی ہے، لے آئے۔" اس مکار شخص نے ان چیزوں کے لانے کے لئے پچاس ہزار دینار مانگے۔ ہارون رشید نے حکم دیا کہ خزانچی اس شخص کو پچاس ہزار دینار دیدے اس دھوکے باز نے وہ رقم لی اور اپنے وطن کو روانہ ہو گیا، خلیفہ ایک مدت تک اس کا انتظار کرتا رہا لیکن اس دھوکے باز کی کوئی خبر نہیں ملی خلیفہ اس بات سے بے حد رنجیدہ تھا۔ اور جب اسے یاد آتی تھی افسوس کرتا تھا ایک دن جعفر برمکی اور کچھ لوگ حاضر تھے کہ اس دھوکے باز کی بات آگئی خلیفہ نے کہا اگر یہ دھوکے باز ہاتھ آجائے تو جو رقم میں نے اسے دی ہے اس سے

کئی گنا وصول کرنے کے علاوہ حکم دے دوں گا کہ اس کا سر کاٹ کر بغداد کے دروازے پر لٹکا دیا جائے تاکہ دوسرے اس سے عبرت حاصل کریں۔" بہلول نے قہقہہ لگایا اور کہا "اے ہارون! تیرا اور اس دھوکے باز شخص کا قصہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا مرغ، بڑھیا اور لومڑی کا قصہ ہے" ہارون نے پوچھا "ان کا قصہ کس طرح ہے، بیان کر" بہلول نے کہا۔ "کہتے ہیں ایک جنگلی بلی نے ایک بڑھیا کا مرغ جھپٹ لیا۔ وہ بڑھیا اس بلی کے پیچھے دوڑتی جاتی تھی اور چلاتی جاتی تھی "میری فریاد کو پہنچو بلی میرا دو من وزنی مرغ لئے جاتی ہے"۔ بلی پریشان ہو کر کہنے لگی کہ یہ عورت کیوں جھوٹ بولتی ہے یہ مرغ اتنے وزن کا نہیں ہے جتنے وزن کا بڑھیا بتا رہی ہے اتفاق سے ایک لومڑی آگئی۔ اس نے بلی سے کہا کیوں پریشان اور فکر مند ہے"؟ بلی نے جو کچھ واقعہ گزرا تھا بیان کر دیا۔ لومڑی نے کہا "مرغ کو زمین پر چھوڑ دو تو میں اسے تول کر بتاؤں" جیسے ہی بلی نے مرغ کو زمین پر رکھا لومڑی نے اٹھا لیا اور بھاگتے ہوئے بولی "بڑھیا سے کہہ دینا میرا پاؤں اس مرغ کا وزن تین من بتاتا ہے" ہارون رشید بہلول کے قصے سے بہت ہنسا اور اسے شاباش دی بہلول

علی بن میثم اور عیسائی کا مناظرہ

علی بن میثم :- تم نے اپنی گردن میں صلیب کی شکل کیوں آویزاں کر رکھی ہے؟ عیسائی :- کیونکہ یہ شکل مشابہت رکھتی ہے اس سے جو حضرت عیسیٰؑ کی گردن میں ڈالی کہ انہیں پھانسی دی گئی۔ علی بن میثم :- تو کیا حضرت عیسیٰؑ ایسی چیز کو اپنے لئے پسند کرتے تھے کہ اسے اپنی گردن میں آویزاں کریں؟ عیسائی :- ہرگز نہیں۔ کیوں؟ عیسائی :- کیونکہ وہ چیز جو ان کے قتل کا موجب بنی اس کے ساتھ ان کا کیا ربط ہو سکتا ہے۔ علی بن میثم :- اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ کیا حضرت عیسیٰؑ گدھے پر سوار ہوتے تھے؟ کہ اپنے امور سر انجام دیں۔ عیسائی :- ہاں۔ علی بن میثم :- کیا حضرت عیسیٰؑ اسے پسند کرتے تھے کہ یہ گدھا باقی رہے تاکہ میں اس کے ساتھ اپنے مقاصد اور حاجات پوری کروں۔
عیسائی :- ہاں۔ علی بن میثم :- تو تم نے وہ چیز جو حضرت عیسیٰؑ سے تعلق رکھتی تھی اور چاہتے تھے کہ یہ باقی رہے اسے تو ترک کر رکھا ہے اور وہ صلیب جس کا ان کے ساتھ کوئی ربط اور واسطہ نہ تھا اسے گردن میں لٹکا رکھا ہے اب اس قیاس پر چاہئے تو یہ تھا کہ تم گدھے کی شکل جس کی بقا حضرت عیسیٰؑ چاہتے تھے، کو اپنی گردن میں آویزاں کرتے اور صلیب کو دور

پھینک دیتے ورنہ یہ تو تمہاری نادانی اور جہالت ہوگی۔ صد ویک مناظرہ

علی بن میثم اور ابوالہذیل

ایک روز علی بن میثم نے ابوالہذیل سے پوچھا کہ کیا یوں نہیں ہے کہ ابلیس انسان کو ہر نیکی سے منع کرتا ہے اور ہر برائی کا حکم دیتا ہے؟ ابوالہذیل :- ہاں اسی طرح ہے۔ علی بن میثم :- تو کیا یہ روا ہے کہ ابلیس نیکی کے کام سے روکے اور اسے جانتا نہ ہو یا بدی کے کام سے روکے اور اسے پہچانتا جانتا نہ ہو۔ ابوالہذیل :- نہیں بلکہ جانتا ہے پہچانتا ہے۔ علی بن میثم :- تو بنا بریں یہ ثابت ہے کہ ابلیس ہر نیکی اور بدی کا علم رکھتا ہے۔ ابوالہذیل :- ہاں۔ علی بن میثم :- تو اب مجھے یہ بتاؤ کہ تمہارا امام بعد از پیغمبر قدرؐ کون تھا؟ کیا وہ ہر نیک و بد کی شناخت رکھتا تھا؟ ابوالہذیل :- نہیں اسے تمام نیکیوں اور بدیوں کا علم نہ تھا۔ علی بن میثم :- پھر بنا بریں ابلیس تمہارے امام سے دانا و افضل تھا۔ اب ابوالہذیل کے پاس اس چیز کا کوئی جواب نہ تھا، گویا کہ وہ کیچڑ میں پھنس گیا۔ صد ویک مناظرہ

مجلسیؒ کے لئے ایک مومن کے قرض کی ادائیگی کا اجر

مرحوم نعمت اللہ جزائری فرماتے ہیں کہ میں نے تحصیل علم کمال کے لئے شہروں کا چکر لگایا۔ بعد میں میں نے سنا کہ علامہ مجلسیؒ شہر اصفہان میں ظاہر ہوئے ہیں۔ میں ان سے علم حاصل کرنے کے لئے اصفہان پہنچا وہاں ان کی خصوصی عنایات کی وجہ سے میں ان کا بہت مقرب اور گویا کہ ان کے گھر کا فرد بن گیا۔ اس دوران میں نے ان کا بہت مال و متاع و جائیداد مشاہدہ کی اور ان کے دنیاوی مال کی طرف میلان نے میرے دل میں بہت تنگی محسوس کی میرا اس بارے یہ اعتراض تھا کہ دنیاوی دولت علماء کو زیب نہیں دیتی لیکن اس بارے وضاحت یا بحث میرے لئے ممکن نہ تھی اور میں قاصر تھا۔ لہذا میں نے عرض کیا۔ مولانا آپ دریا اور میں قطرہ۔ میں آپ کے ساتھ اس موضوع پر بحث نہیں کر سکتا اگر آپ بھی اس بارے میں مباحثہ نہیں کرنا چاہتے تو اب ہم معاہدہ کر لیتے ہیں کہ جو بھی ہم دونوں سے پہلے وفات پا جائے وہ دوسرے کے خواب میں آکر بتائے تاکہ پتہ چل جائے کہ حق آپ کے ساتھ ہے یا میرے ساتھ۔ تھوڑی مدت بعد مجلسیؒ بیمار ہوئے اور وفات پا گئے مسلمان مصیبت زدہ ہو گئے، بازار بند ہو گئے اور سات روز تک تمام لوگ عزاداری میں مشغول رہے اور میں نے جو عہد مجلسیؒ سے

کیا تھا وہ بھول گیا۔ ایک ہفتہ بعد میں ان کی قبر پر گیا قرآن پڑھا گریہ کیا اور اُن کے لئے دُعا کی۔ یہاں تک کہ مجھے وہیں نیند آگئی میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ وہ قبر سے باہر آگئے ہیں ساتھ تازہ و عمدہ لباس کے ۔ اب مجھے یاد آیا کہ وہ تو فوت ہو گئے ہیں میں نے اُن کے ہاتھوں کے انگوٹھے پکڑے اور عرض کیا کہ میرے آقا! آپ نے جو میرے ساتھ وعدہ کیا ہوا تھا اب آپ اس سے مطلع فرمائیں کہ آپ پر موت کیسے وارد ہوئی اور آپ نے موت کے بعد کیا مشاہدہ کیا ہے اور یہ وضاحت فرمائیں کہ جس امر کے بارے میں وضاحت چاہتا تھا تو حق میرے ساتھ تھا یا آپ کے ساتھ۔ آپ نے فرمایا جب میں بیمار ہُوا تو مرض کی تکلیف اس حد کو پہنچی کہ میرا جسم اسے برداشت نہیں کر سکتا تھا میں نے گریہ کیا اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کیا۔ بارالہا! قرآن میں ہے "لا یکلف اللہ نفس الا وسعہا" اور میں اس درد کے تحمل کی طاقت نہیں رکھتا مجھے اپنی رحمت کے ساتھ بہت جلد اس سے نجات عطا فرما جس وقت میں نے خدا سے یہ التماس کی میں نے دیکھا ایک جلیل شخص میرے سرہانے آیا ہے اور میرے پاؤں کے قریب بیٹھ گیا اور میری احوال پرسی کی تو میں نے اپنے درد اور تکلیف کی شکایت کی تو اس عظیم شخصیت نے اپنی ہتھیلی میرے پاؤں کی انگلیوں پر رکھی اور کہا اب درد کا آرام ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں اس جگہ آرام آگیا ہے پھر اس نے اپنا ہاتھ اُوپر کی طرف کھینچا اور پھر میرا حال پوچھا میں نے عرض کیا یہاں تک تکلیف دُور ہو گئی ہے اور میں آرام میں ہوں یہاں تک کہ اس نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر رکھا تو گویا کہ میرا درد اور مرض کلی طور پر برطرف ہو گیا ہے پھر میں نے ایک مرتبہ دیکھا کہ میرا جسم کمرے کے ایک کونے میں جا پڑا ہے۔ اور میں دوسرے گوشے میں کھڑا ہو کر دیکھ رہا ہوں اب میں نے دیکھا کہ میرے اہل و عیال میرے جسم کے اردگرد گریہ اور نالہ و شیون کر رہے ہیں میں نے ہر چند انہیں کہا کہ میں اب بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں تم لوگ کیوں گریہ کر رہے ہو؟ لیکن وہ نہ سنتے ہیں نہ متوجہ ہوتے ہیں یہاں تک کہ وہاں بہت ہجوم ہو گیا وہ ایک عماری لائے میری نعش کو اس میں رکھا اور غسل خانہ کی طرف لے گئے اور میں بھی جنازے کے ساتھ ساتھ ہو لیا غسل و کفن کے بعد نماز جنازہ پڑھی اور جنازہ قبر کے پاس لے آئے ۔ اب میں حیران تھا کہ یہ لوگ اب جسم کے ساتھ کیا

کریں گے؟ میں نے دل میں سوچا کہ اگر انہوں نے میرے جسم کو قبر میں داخل کیا تو میں داخل نہیں ہوں گا سب لوگوں نے جسم کو قبر میں داخل کیا تو میں اس شدتِ اُنس کے باعث جو جسم کے ساتھ رکھتا تھا اس سے جُدا نہ ہو سکا بے اختیار قبر میں داخل ہو گیا اور اب قبر بند کر دی گئی ناگاہ منادی نے ندا دی۔ اے میرے بندے محمد باقر! آج کے روز کے لئے تو نے کیا چیز مہیا کی ہے؟ میں نے اپنے تمام اعمال حسنہ و صالحہ شمار کرنے شروع کئے لیکن قبول نہ ہوئے میں مضطرب اور متحیر ہو گیا لیکن میرے لئے کوئی راہِ فرار نہ تھی۔ اب اس وحشت کی حالت میں مجھے یاد آیا کہ میں ایک روز سوار ہو کر اصفہان کے بزرگ بازار سے گزر رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ لوگ ایک مومن شخص کو اردگرد سے گھیرے ہوئے ہیں اسے متہم کر رہے ہیں ساتھ فسادِ عقیدہ کے اور اسے زدوکوب کر رہے ہیں اور بدزبانی کر رہے ہیں اور اس کے سر اور منہ پر جوتے مار رہے ہیں اور قرض کی واپسی کا مطالبہ کر رہے ہیں میں اس کو اچھی طرح پہچانتا تھا کہ وہ صالح مومن تھا وہ ان لوگوں سے مہلت کا سوال کرتا تھا لیکن خواستگار مہلت نہیں دے رہے تھے میرا دل اس مومن کی یہ حالت دیکھ کر جل گیا میں نے دل میں کہا کہ کب تک اسی مخلوق سے تقیہ کرتا رہوں گا اور خداوندِ بزرگ سے نہیں ڈروں گا اور اس ضعیف اور لاچار کی اعانت نہ کروں گا پس میں رُک گیا اور بلند آواز سے صدا کی وائے ہو تم پر، تمام لوگ میرے ساتھ آؤ اور جتنا قرض اس شخص سے وصول کرنا ہے وہ میں ادا کرتا ہوں اور میں اس مردِ مومن کو اپنے مکان پر لے آیا اور اس کا بہت احترام کیا اور اس کا تمام قرض ادا کر دیا میں نے قبر میں یہی عمل خداوندِ عالم کے سامنے پیش کیا اس نے قبول کیا اور میں بخش دیا گیا اور اللہ کے حکم سے میرے لئے رحمت کا دروازہ بہشت کی طرف کھول دیا گیا اور میری قبر وسیع کر دی گئی اور اب جنت کی نعمتیں استعمال کر رہا ہوں اور مومنین کی زیارت سے بہت مانوس ہوں جو میری ملاقات کے لئے آ رہے ہیں اور میں ان کی دُعا و قرائت اور احسان سے خوشحال ہوں۔ پھر فرمایا اے سید شریف، اگر دنیا میں یہ نعمات کی فراوانی میرے پاس نہ ہوتی تو میں اس مردِ مومن کی کیسے امداد کر سکتا تھا؟ سید فرماتے ہیں میں خواب سے بیدار ہوا اور اب یقین ہو گیا کہ علامہ مجلسی نے اپنی زندگی میں جو دنیا کا مال اکٹھا کیا ہوا تھا وہ عین مصلحتِ دین اور منفعتِ اسلام

و مسلمین کے لئے تھا مردانِ علم در میدانِ عمل (بحوالہ منتخب التواریخ) (عرض مترجم :۔ مندرجہ بالا واقعہ سے علامہ مجلسیؒ کی دینی خدمات و تصانیف وغیرہ ہرگز غیر مقبول نہ سمجھی جائیں۔ ان کے بارے علمائے عامہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ انہیں اگر مذہب اثنا عشریہ کا بانی و موجد مانا جائے تو مبالغہ نہ ہو گا ان کی تالیفات بحوالہ کتاب بالا ایک ہزار سطر روزانہ ہے از زمانِ ولادت تا زمانِ وفات اور ہر سطر پچاس حروف کی ہے ان کی ایک تالیف بحار الانوار ہے جس کی ۱۱۰ جلدیں ہیں کہ زمانے میں اس کی نظیر نہیں ملتی اور یہ سوائے تائید ایزدی کے ممکن نہیں ہے)

شیخ طبرسی کی قبر سے خروج کی داستان

فضل بن حسن طبرسی عالم جلیل القدر و فقیہہ عظیم الشان جنہوں نے تفسیر مجمع البیان تحریر فرمائی ہے سبزوار میں ۵۴۸ھ میں فوت ہوئے تھے لیکن دفن ہوئے مشہد مقدس کے مشہور قبرستان قتل گاہ میں ان کی قبر ابھی تک امام رضاؑ کے زائرین کے لئے زیارت گاہ بنی ہوئی ہے۔ صاحب روضات الجنات ریاض العلماء کے قول سے تحریر فرماتے ہیں کہ مشہور ہے کہ مرحوم طبرسی کو سکتہ عارض ہو گیا۔ لوگوں نے اس گمان پر کہ یہ فوت ہو گئے ہیں انہیں غسل و کفن کے بعد دفن کر دیا جب قبر میں ہوش میں آئے تو اپنے آپ کو قبر میں کفن کے درمیان دیکھا۔ اب متوجہ ہوئے کہ انہیں سکتہ ہو گیا تھا اور انہیں اشتباھًا دفن کر دیا گیا ہے لیکن اب نجات کی کوئی صورت نظر نہ آ رہی تھی۔ اب اسی حالت میں نذر مانی کہ اگر خداوند متعال نے اس مصیبت سے نجات دی تو میں ایک تفسیر قرآن لکھوں گا پس خداوند مسبب الاسباب نے یوں کیا کہ ایک مشہور چور نے سوچا کہ رات کا وقت ہے لوگ سوئے ہوئے ہیں اور قبرستان میں بھی خلوت ہے لہٰذا طبرسی کی قبر کھود کر اس کا کفن اتار لیا جائے۔ جب قبر شگاف کر کے کفن کھینچا تو شیخ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا یہ چور خوف زدہ ہو گیا شیخ نے اس کے ساتھ باتیں شروع کر دیں تو اس کی وحشت اور زیادہ ہو گئی۔ شیخ نے فرمایا۔ ڈرو نہیں۔ میں مردہ نہیں ہوں بلکہ زندہ ہوں مجھے سکتہ کی وجہ سے اشتباھًا دفن کر دیا گیا ہے۔ اب ہوش میں آ گیا ہوں اور اللہ نے تجھے میری نجات کا وسیلہ قرار دیا ہے مرد نباش کو ان کی اس گفتگو سے اطمینان حاصل ہو گیا اور اب چونکہ شیخ تو شدتِ ضعف کی وجہ سے

چل نہیں سکتے تھے اس مرد نے انہیں کندھے پر اٹھایا اور شیخ کے گھر لے آیا شیخ نے اس مرد کو قیمتی خلعت اور کثیر مال عطا فرمایا اس نباش مرد نے شیخ کے ہاتھ پر توبہ کی اور اس قبیح کام کو ہمیشہ کے لئے ترک کر دیا۔ پس شیخ نے تفسیر مجمع البیان لکھنا شروع کر دی اور یہ حقیقت ہے کہ ایسی بہترین تفسیر اور کوئی نہیں لکھی گئی ہے۔ مردانِ علم در میدانِ عمل۔

علم دین کی تبلیغ کے ثواب کی حد نہیں

عن ابی بصیر قال سمعت اباعبداللّٰہ یقول۔ مَنْ عَلَّمَ خَيْرًا فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ مَنْ عَمِلَ بِهِ۔ قُلْتُ فَإِنْ عَلَّمَهُ غَيْرَهُ يَجْرِي ذٰلِكَ لَهُ؟ قَالَ۔ إِنْ عَلَّمَهُ النَّاسَ كُلَّهُمْ جَرٰى لَهُ قُلْتُ فَإِنْ مَاتَ؟ قَالَ: وَإِنْ مَاتَ۔ ابو بصیر فرماتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادق ؑ سے سنا کہ جو آدمی کسی دوسرے شخص کو کسی چیز کی تعلیم دیتا ہے تو اسے ایسی ہی جزا اور اجر ملے گا جیسا کہ اسے یاد کرنے اور عمل کرنے والے کو ملے گا کہ اگر یاد گیرندہ اور عمل کنندہ کسی دوسرے کو تعلیم کرتا ہے تو کیا اس پہلے کو ثواب ملے گا؟ فرمایا اگر تمام انسانوں کو تعلیم کرے تو ان تمام کے عمل کا ثواب پائے گا اس نے پھر عرض کیا کہ اگر وہ مر جائے تو کیا پھر بھی اسے ثواب ملتا رہے گا؟ فرمایا ہاں اگر فوت ہو جائے تو بھی اسے اس کا ثواب ملتا رہے گا۔ مردانِ علم در میدان عمل بحوالہ اصول کافی۔

سیّد کو زیارت گاہ بنانے کے لئے قتل کیا گیا

ایک منصف قاضی کا بیان ہے کہ ایک سیّد عالم شیراز کے قریب ایک دیہات میں خطابت اور تبلیغ کے لئے تشریف لے گئے اور پورا ایک ماہ رمضان وہاں گذارا اس قریہ کے لوگ بہت محظوظ ہوئے انہوں نے سید صاحب کو وہیں ٹھہر جانے کی درخواست کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں عیالدار ہوں اور میرا خرچ بہت ہے انہوں نے وعدہ کیا کہ ہم آپ کے تمام افرادِ خانہ کا خرچ دیں گے۔ بالآخر سیّد صاحب کو رضامند کر لیا اور ان کے بال بچوں کو اُن کے تمام سامان سمیت لے آئے اور ان کی خوب پذیرائی کی۔ حتیٰ کہ ماہ محرم آگیا اور عزاداری شروع ہو گئی وہ لوگ اس کی خطابت سے استفادہ کرتے رہے کہ روز عاشورہ آگیا۔ ماتمی اور عزاداران جلوس کی شکل میں اس دیہہ سے باہر قبرستان کی طرف گئے اور سیّد صاحب

کو اس جلوس کے آگے کر لیا۔ جب یہ لوگ قبرستان میں پہنچے تو سید صاحب کو اردگرد سے گھیر لیا اور کہنے لگے کہ چونکہ اس دیہہ میں امام زادہ یعنی سید کی قبر ہے لیکن ہمارے ہاں نہیں ہے آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم آپ کو قتل کر کے اس قبرستان میں دفن کر دیں اور ہم اسے اپنے لئے زیارت گاہ قرار دیں تاکہ آئندہ ہماری عورتوں اور بچوں وغیرہ کو زیارت کے لئے اس دیہہ میں آنے کی احتیاج نہ رہے۔ لہذا انہوں نے سید صاحب کو لٹایا اُن کا سر قلم کر دیا۔ جب حاکم شہر کو پتہ چلا تو اس نے اپنے ارکان محل حادثہ پر بھیجے معلوم ہوا یہ حقیقت ہے تو اس واقعہ کی فائل تیار کی کہ وہ ابھی تک عدالت میں موجود ہے۔ مردانِ علم در میدانِ عمل

مقدس اردبیلی سفر زیارت میں نماز جمع کیوں کرتے تھے

فوائد الرضویہ اور روضات الجنات میں ہے کہ مقدس اردبیلی سفر زیارت میں نماز کو جمع کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ ڈرتا ہوں کہ یہ سفر معصیت نہ ہو کیونکہ طلب علم واجب ہے اور زیارت امام حسینؑ مستحب ہے حالانکہ وہ سفر میں بھی حتی الامکان مطالعۂ کتب میں مشغول رہتے تھے اسی وجہ سے وہ اپنی نماز کو احتیاطاً جمع پڑھتے تھے۔ مردان علم در میدان عمل صفحہ ۱۳۶/۱۸

واقدی سید اور بازاری کا ایثار اور یحییٰ بن خالد برمکی

واقدی بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ میں بہت تنگی و سختی کے ساتھ اپنی زندگی گزار رہا تھا کہ ایک روز میری کنیز نے میرے پاس آکر بیان کیا کہ عید کا دن آگیا ہے اور ہمارے گھر کوئی شے نہیں ہے پس میں مجبور ہو کر اپنے ایک اہل بازار دوست کے پاس گیا اور اپنی غرض بیان کی اور کچھ قرض چاہا۔ میرے اس بازار والے دوست نے ایک مہر شدہ سربستہ تھیلی کہ جس میں بارہ سو درہم تھے مجھے عنایت فرمائی اور میں وہ لے کر گھر آگیا۔ ابھی میں مطمئن ہو کر نہیں بیٹھا تھا کہ میرا ایک دوست جو ہاشمی سید تھا، وارد ہوا اور بیان کیا کہ میری گندم وغیرہ ابھی گھر نہیں پہنچی اس میں تاخیر ہو گئی ہے اور میں معاشی طور پر بہت تنگ ہوں اگر آپ کے پاس کچھ ہے تو مجھے قرض عنایت فرمائیں میں اٹھ کر اپنی زوجہ کے پاس آیا اور اپنے بازار والے رفیق سے قرض لینے اور اس سید کے قرض طلب کرنے کا قضیہ بیان کیا میری زوجہ نے کہا اب اس میں آپ کی فکر و سوچ کیا ہے؟ میں نے کہا میرا ارادہ ہے کہ جو رقم میں نے قرض لی ہے وہ تھیلی میں بارہ سو

درہم ہے وہ اپنے اس دوست کے ساتھ نصف ۔ نصف کروں گا۔ میری زوجہ نے کہا آپ کی یہ تجویز مجھے پسند نہیں ہے۔ میں نے کہا کیوں ؟ اس نے کہا اس لیئے کہ تم نے اپنے ایک بازار والے دوست سے جو قرض لیا ہے اس نے تو آپ کو اسی قدر رقم دی ہے اب آپ کے لئے یہ سزاوار اور مناسب نہیں کہ آپ اس سے نصف اپنے اس دوست کو دیں جو اولادِ رسولؐ ہے بلکہ آپ کے لئے ضروری ہے کہ تمام رقم کی تھیلی اس سید کے حوالے کر دیں پس میں اپنی بیوی کے پاس سے واپس ہوا اور وہ تھیلی اس سید دوست کے سپرد کر دی اور وہ چلا گیا جونہی وہ سید اپنے گھر پہنچا تو میرا وہ بازار والا دوست کہ اسے بھی رقم کی شدید احتیاج تھی اور اس کی بھی اس سید کے ساتھ دوستی تھی، اس سید کے گھر وارد ہوا اور قرض کا تقاضا کیا۔ میرے سید دوست کو جب اس کی شدتِ احتیاج کا علم ہوا وہی تھیلی جو مجھ سے قرض لی تھی اسی مہر شدہ حالت میں اسے دے دی بازار والے دوست کی نگاہ جب اس تھیلی اور اپنی مہر پر پڑی اسے پہچان لیا اسی تھیلی کو لے کر میرے پاس آیا اور اس قضیہ کا مجھ سے سوال کیا میں نے تمام کیفیت بیان کردی۔ اسی وقت یحیی بن خالد برمکی کا قاصد میرے پاس وارد ہوا اور مجھے کہا کہ مدت ہوئی میرے امیر نے مجھے کہا تھا کہ میں آپ کے پاس آؤں اور آپ کو اپنے امیر کے پاس آنے کی دعوت دوں لیکن میں اپنی گوناگوں مصروفیات کے سبب دیر سے پہنچا ہوں اب آپ مہربانی فرما کر امیر کے پاس تشریف لے جائیں کہ وہ آپ کی زیارت کے مشتاق ہیں میں اس قاصد کے ساتھ یحیی بن خالد برمکی کے پاس پہنچا اور میں نے باتوں باتوں میں اس تھیلی کا واقعہ بیان کر دیا یحیی نے جب یہ قضیہ سنا اپنے غلام کو آواز دی اور کہا کہ اس قسم کی تھیلی لے آؤ۔ غلام نے وہ تھیلی پیش کی اور اس میں دس ہزار دینار تھے یحیی نے وہ تھیلی میرے سپرد کی اور کہا دو ہزار دینار آپ کا مال ہے اور دو ہزار آپ کے بازار والے رفیق کا اور دو ہزار آپ کے سید رفیق کا اور باقی چار ہزار دینار آپ کی زوجہ کا ہے کیونکہ وہ آپ سب میں کریم تر ثابت ہوئی ہے۔ (۳۵) واقدی نامور عالم تھا اور سخاوت میں بہت معروف تھا اور نفع کی شراکت میں بازار میں گندم فروشی کا کاروبار کیا کرتا تھا اور جو کمائی کرتا تھا وہ لوگوں کو دے دیا کرتا تھا اور اپنے پاس کچھ نہیں رکھتا تھا حتی کہ جب وہ فوت ہوا تو کفن کے اندازے کے مطابق بھی اس کے پاس مال

نہ تھا اور کفن مامون نے بھیجا تھا۔ (۲۱) واقدی کی ایک عجیب اور نادر بات یہ ہے کہ باوجودیکہ اس کا تاریخ حدیث۔ معلومات عامہ پر بہت عبور تھا علمی استعداد مضبوط تھی لیکن حفظ قرآن میں عاجز رہا۔ ایک روز مامون نے اسے کہا کہ نماز جمعہ پڑھایا کرو اس نے معذرت کی اور کہا مجھے سورہ جمعہ یاد نہیں ہے مامون نے کہا اس سورہ کے یاد کرانے میں تمہاری مدد کرونگا واقدی نے مامون کی معاونت سے سورۂ جمعہ حفظ کرنا شروع کی اور ابتدائی نصف سورہ حفظ کر لی بقایا نصف یاد کرنا شروع کی جب دوسرا نصف یاد کر چکا تو پہلا نصف فراموش ہوگئی اب مامون تھک گیا اور علی بن صالح کے سپرد کیا۔ واقدی نے اسی طرح کئی مرتبہ یاد کی لیکن فراموش کرتا رہا۔ یہاں تک کہ مامون کو یقین ہوگیا یہ حفظ نہیں کر سکتا اور پھر کہا "هذا رجل يحفظ التاويل ولا يحفظ التنزيل" یہ ایسا شخص ہے کہ تاویل قرآن حفظ کر لیتا ہے لیکن اس کی تنزیل حفظ نہیں کر سکتا۔ مردان علم در میدان عمل۔

ارادت واعتقاد کی دو مثالیں

محمد ابن علی ابن محمد علی طباطبائی صاحب مفاتیح ومناهل وکتب دیگر۔ یہ مرحوم سید علی صاحب ریاض کے فرزند تھے اور معروف تھے ساتھ آقا سید محمد مجاہد کے۔ ریاست عامہ شیعہ اُن کے والد گرامی کے بعد ان کے سپرد ہوئی یہ بہت عزت وشکوہ کے مالک تھے نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ انہوں نے شاہ قزوین کی مسجد کے حوض میں وضو کیا اس شہر کے باشندے اس حوض کا تمام پانی تھوڑی سی دیر میں برائے تبرک وتیمن اور برائے شفا اس طرح لے گئے کہ تمام حوض پانی سے خالی ہوگیا۔ (۲۲) یہ واقعہ بالکل اس کی شبیہ ہے جیسا کہ ابوالفرج اصفہانی نقل فرماتے ہیں کہ جب نصر بن سیّار نے یحیٰی بن زید بن علی ابن حسین علیہ السلام کو زندان میں قید کیا۔ ولید بن یزید بن عبدالملک نے حکم دیا کہ انہیں قید سے رہا کیا جائے جب حضرت یحیٰی قید سے رہا ہوئے تو شیعہ ثروت مندوں کی ایک جماعت آہن گر کے پاس گئی اور کہا وہ زنجیر جوان کے پاؤں سے نکالی گئی ہے ہمارے ہاں فروخت کر دو، وہ آہن گر رضا مند ہوگیا۔ وہاں کثیر لوگ اس کی خرید کے لئے جمع تھے آہن گر نے اس کی قیمت بڑھا دی حتیٰ کہ بیس ہزار درہم تک اس کی قیمت پہنچی۔ آخر الامر انہوں نے یہ تمام قیمت ادا کی اور شراکت کے ساتھ وہ

زنجیر تو دی لی پھر اس کو ٹکڑے کر کے آپس میں بانٹا اور ہر ایک نے اپنے حصہ کو برائے تبرک اپنی انگشتری کا نگین قرار دیا۔ مردانِ علم در میدانِ عمل

بسم اللہ اور پوری سورہ فاتحہ کا اثر

آقا میر سید علی بہبہانی جو عصر حاضر کے علماء سے ہیں۔ شیخ مرتضیٰ انصاری کے دو شاگردوں سے نقل فرماتے ہیں کہ شیخ کا ایک شاگرد علم دین کے حصول کی غرض سے نجف اشرف میں شیخ کے درس میں حاضر ہوا۔ اس شاگرد کا بیان ہے کہ مجھے ان کے درس اور تقریر کی کچھ سمجھ نہیں آتی تھی اور میں اس کے لئے بہت فکرمند تھا میں نے اس کے بعد بہت ورد وظیفے کئے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا آخر کار میں حضرت امیرالمومنینؑ سے متوسل ہوا تو ایک روز خواب میں آنحضرت کی خدمت میں پہنچا جناب نے میرے کان میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی اب جب میں صبح ان کے درس میں حاضر ہوا تو میں نے کافی ان کا درس سمجھا آخر کچھ دنوں بعد میں (۱۲) حد تک پہنچ گیا کہ اب شیخ پر اعتراضات بھی وارد کرنے لگ گیا۔ ایک روز تو میں نے شیخ کے ساتھ بہت بحث کی اور کافی دیر گفتگو ہوتی رہی شیخ درس سے فراغت کے بعد میرے قریب ہوئے اور آہستہ سے میرے کان میں فرمایا کہ جس شخص نے آپ کے کان میں بسم اللہ پڑھی ہے اسی نے میرے کان میں ولا الضالین تک تمام سورہ پڑھی ہے یہ فرما کر تشریف لے گئے۔ میں اس قضیہ سے بہت متعجب ہوا چونکہ کسی کو اس بات کا علم نہ تھا میں سمجھ گیا کہ شیخ مقام کرامت پر فائز ہیں اور ان پر آئمہ دین کی خصوصی توجہ ہے۔ مردانِ علم در میدانِ عمل

شیخ اعظم انصاری

ان کا نام مرتضیٰ، لقب انصاری۔ باپ شیخ محمد امین مجتہد۔ ان کی ولادت ۱۸ ذی الحج ۱۲۱۴ھ شہر دزفول میں ہوئی۔ پانچ سال کی عمر میں مکمل قرآن پڑھ لیا۔ پھر اس کے بعد بہت تیزی کے ساتھ دوسرے علوم کی طرف متوجہ ہو کر کامیاب ہوئے۔ ۱۸ سال کی عمر میں اپنے باپ کے ساتھ کربلا معلیٰ کا سفر اختیار کیا۔ ان دنوں میں کربلا معلیٰ۔ کے حوزہ علمیہ کے رئیس و زعیم و فقیہ بزرگوار سید محمد مجاہد رضوان اللہ علیہ تھے شیخ مرتضیٰ اور ان کے والد سید مجاہد کے مہمان ہوئے۔ یہ دونوں پہلے روز سید مجاہد کے درس خارج میں حاضر ہوئے شیخ مرتضیٰ کے باپ تو سید مجاہد کی دعوت پر مجلس درس کے صدر میں تشریف فرما ہوئے اور شیخ مرتضیٰ اپنی صغر سنی کی مناسبت سے مجلس کی انتہا میں یعنی بالکل پیچھے بیٹھ گئے۔ خوش آمدید کہنے کے

بعد سید درس میں مشغول ہوئے۔ حضرت حجتؑ کی غیبت کے زمانہ میں نماز جمعہ کی حرمت کی بحث طولانی ہوگئی بالآخر نماز جمعہ کی حرمت کے قائل ہو گئے سید کی گفتگو کے تمام ہونے کے بعد شیخ مرتضیٰ نے کمال متانت اور آرام سے عرض کیا۔ حضرت! اس جگہ دلیلیں وجوب ثابت کرتی ہیں نہ کہ حرمت۔ پھر فوراً حضرت حجت کی غیبت میں نماز جمعہ کے وجوب کے دلائل و براہین پیش کئے۔ سید مجاہد جو نماز جمعہ کی حرمت کے قائل تھے۔ شیخ کے نظریات کو پسند کیا اور اپنی رائے کو تبدیل کر کے وجوب کے قائل ہو گئے اب دفعتہً شیخ نے اپنا نظریہ بدل دیا اور اپنے پہلے دلائل سے محکم تر دلائل پیش کرنے شروع کر دیئے۔ نماز جمعہ کی حرمت پر۔ اس طرح کہ سید اور تمام حاضرین بہت حیران ہو گئے اور تمام نے شیخ پر اپنی نظریں گاڑ دیں چند لحظوں کے بعد سید مجاہد نے دریافت کیا کہ یہ جوان کون ہے جو اس طرح فقہ و اصول کی بنیادوں پر مسلط ہے۔ شیخ کے باپ نے فرمایا یہ میرا بیٹا مرتضیٰ ہے فرمایا چشمت روشن۔ چشمت روشن۔ عنقریب حوزہ ہائے علمیہ شیعہ اس سے منور ہو گا الخ

جب شیخ مرتضیٰ اپنی والدہ کی اجازت سے اپنے بھائی شیخ منصور کے ساتھ عازم سفر بروجرد ہوئے تو دونوں بھائی مدرسہ کے ایک حجرہ میں جہاں عام طلباء وارد ہوتے تھے وہاں ایک دن کے لئے قیام پذیر ہوئے پھر ایک روز بعد فقیہہ عالی قدر حضرت آیۃ اللہ شیخ اسد اللہ بروجردی جو زعیم حوزہ علمیہ بروجرد تھے، کے درس میں حاضر ہوئے۔ شیخ اسد اللہ نے درس کے بعد ان دو نئے اجنبی طلباء کے ساتھ مصافحہ کیا اور احوال پرسی کی، تھوڑی دیر بعد انہوں نے شیخ سے بروجرد میں قیام کرنے کا تقاضا کیا اب ضمناً شیخ انصاری نے اپنے بھائی کو کہا، برادرم! جو درس ہم نے رستے میں پڑھے اور لکھے ہیں وہ لاؤ اور آقا کی خدمت میں پیش کرو، وہ تحریریں پیش ہوئیں۔ شیخ اسد اللہ نے ان یادداشتوں کا مطالعہ کیا ابھی چند صفحات نہیں دیکھ پائے تھے تو گویا ان پر بجلی گری اس حیرانگی کے عالم میں یہ یادداشتیں ان کے ہاتھوں سے گر پڑیں پھر تعظیم کی حالت میں شیخ کے پاس کھڑے ہو گئے اور اپنی گفتگو سے بہت پشیمان ہوئے اور پھر معذرت خواہی شروع کر دی اور پھر ان دونوں بزرگواروں کو اپنے گھر میں دعوت دیکر بہت پذیرائی کی۔

جس زمانے میں حوزہ علمیہ اصفہان کے رئیس و زعیم حضرت آیۃ اللہ سید محمد باقر شفتی تھے

شیخ انصاری اور اُن کے بھائی اصفہان کے ایک مسافر خانے میں وارد ہوئے پھر درس میں حاضر ہوئے مرحوم شفتی نے اپنے معمول کے مطابق فقہ کے ایک مسئلے کو عنوان قرار دیا اور پھر اپنے شاگردوں سے اس مشکل مسئلے کا جواب چاہا۔ طولانی قیل و قال کے بعد کوئی بھی اس کا جواب نہ دے سکا۔ اسی دوران شیخ نے آہستگی کے ساتھ مسئلہ کا جواب اُن طلباء کو جو آپ کے قریب تھے بیان کر دیا اور خود اپنی جلسہ سے باہر چلے گئے۔ ان طلباء نے مسئلہ کا جواب اسی طرح جس طرح کہ شیخ سے سنا تھا، بیان کیا لیکن استاد جو اپنے شاگردوں کی استعداد کو خوب جانتے تھے۔ جان گئے کہ یہ جواب ان کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ پوچھا کہ یہ جواب آپ کو کس نے بتایا ہے؟ طلباء نے تھوڑے تامل کے بعد حقیقت بیان کر دی۔ سید شفتی نے اپنے قوی ذہن کے ساتھ دریافت کر لیا کہ وہ اجنبی طالب علم شیخ مرتضیٰ ہی ہو سکتا ہے آپ نے حکم دیا کہ چند طلباء ان کی تلاش میں جائیں آخر وہ مسافر خانہ میں مل گئے یقین ہو گیا کہ مرحوم سید کی ذہانت نے خطا نہیں کی۔ سید نے حکم دیا کہ شیخ کو اطلاع کر دی جائے کہ میں ان کی خدمت میں پہنچنا چاہتا ہوں۔ شیخ نے جواب دیا کہ آقا ایسی زحمت نہ فرمائیں میں خود ان کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں۔ پس شیخ مسافر خانہ سے اور سید اپنے گھر سے ایک دوسرے کی ملاقات کے لئے روانہ ہو پڑے اور رستے میں ایک دوسرے سے ملاقات ہو گئی سید شفتی شیخ اور ان کے بھائی کو اپنے مکان پر لے آئے اور ان کی بہت پذیرائی فرمائی اور ایک ماہ تک شیخ سے بہت استفادہ فرمایا پھر شیخ وہاں سے روانہ ہو پڑے مرحوم شفتی نے اصفہان میں قیام کرنے کا بہت اصرار کیا لیکن شیخ قبول نہ فرما سکے۔ مردانِ علم در میدانِ عمل۔

علامہ حلیؒ

علامہ شیخ حسن بن یوسف بن علی بن المطہر حلی عالم بزرگوار۔ نابغۂ روزگار۔ صاحب تالیفات بسیار اور خادم دین و اہل بیت اطہار تھے سید عبداللہ شوستری فرماتے ہیں کہ یہ جناب بلوغت سے پہلے ہی درجۂ اجتہاد پر فائز ہو گئے تھے اور لوگ اس انتظار میں تھے کہ ان کے مکلف ہونے کے بعد ان کی تقلید کریں گے مرحوم قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین میں ان سے کرامت نقل فرمائی ہے اور وہ اس طرح

کہ علامہ حلّی بعض فنون میں سُنّی اساتذہ کے شاگرد تھے اور ان کے ایک سنّی استاد نے ایک کتاب لکھی تھی رد مذہب شیعہ میں۔ اور وہ اس کتاب کو محافل و مجالس میں بیان کرتا تھا اور یہ کتاب کسی کو دیتا نہیں تھا۔ علامہ کی کوشش تھی کہ یہ کتاب کسی طرح حاصل کریں اور اس کا رد لکھیں کہ لوگ اس وجہ سے گمراہ نہ ہوں لیکن کسی طرح بھی یہ کتاب اس سُنّی عالم سے نہ مل سکی۔ مرحوم نوری نجم الثاقب میں علی بن ابراہیم مازندانی کے کشکول سے نقل فرماتے ہیں کہ جب علامہ نے کتاب حاصل کرنے میں حد سے زیادہ اصرار کیا تو اس مرد نے کہا کہ اس شرط پر دیتا ہوں کہ آپ ایک رات سے زیادہ نہ رکھیں۔ علامہ نے قبول فرما لیا۔ کتاب گھر لے آئے اور اسے لکھنا شروع کیا لیکن اس کے لئے تو بہت وقت درکار تھا۔ علامہ نے کچھ لکھی اور خستہ ہو گئے ناگہاں انہوں نے دیکھا کہ اہل حجاز کی مانند کوئی مرد وارد ہوا۔ سلام کیا اور بیٹھ گیا اور کہا۔ اے شیخ! آپ لکیریں لگاتے جائیں اور میں لکھتا جاتا ہوں پس شیخ اس شخص کے لئے لکیریں لگاتے رہے اور وہ شخص لکھتا گیا۔ وہ شخص اتنا تیز اور جلدی لکھتا تھا کہ شیخ اسے پہنچ نہیں سکتے تھے جب صبح ہوئی اور مرغ نے اذان دی تو کتاب کی لکھائی انجام کو پہنچ چکی تھی بعض یوں بیان کرتے ہیں کہ علامہ کو نیند آگئی جب بیدار ہوئے دیکھا تو تمام کتاب لکھی ہوئی پائی۔

ان کے زہد کے بارے رسالہ نفحات قدسیہ میں ہے کہ انہوں نے وصیت فرمائی تھی کہ میری زندگی کی تمام نمازیں، روزے مع ایک حج کے نیابتاً ادا کرادی جائیں باوجود اس کے کہ ان تمام اعمال کو بجا لا چکے تھے۔ مردانِ علم در میدان عمل

ہشام بن محمد کی یادداشت و فراموش

ہشام بن محمد بن السائب ابو منذر کلبی نسابہ معروف مذہب امامیہ کے علماء سے تھا سمعانی انساب میں بیان کرتا ہے کہ ہشام کلبی بیان کرتا ہے کہ میں نے حفظ کی وہ چیز کہ ایسی کسی نے حفظ نہ کی تھی اور فراموش بھی کی وہ چیز کہ ایسی کسی نے فراموش نہ کی تھی۔ میرے ایک چچا تھے کہ مجھے انہوں نے قرآن حفظ کرنے کا حکم دیا پس میں گھر میں داخل ہوا اور قسم کھائی کہ میں باہر نہیں نکلوں گا جب تک کہ قرآن حفظ نہ کر لوں گا پس میں نے کلام مجید تین روز میں حفظ کر لیا اور پھر میں نے آئینہ میں نظر کی تو دیکھا کہ میری داڑھی کچھ بڑھی ہوئی ہے میں نے چاہا کہ قینچی کے ساتھ کچھ کم کردوں پس

میں نے اپنی ریش کو قبضہ سے پکڑا کہ ایک قبضہ سے زیادہ ہو ہے اسے کاٹ دوں لیکن میں بھول گیا بجائے اس کے کہ مقراض کے ساتھ قبضے سے نیچے تراشتا میں نے مقراض قبضہ سے اوپر رکھا اور تمام ریش کاٹ ڈالی۔ مردانِ علم در میدانِ عمل

بوعلی سینا حاجی ملا اسد نراقی سیف الائمہ میں درج کرتے ہیں۔ بوعلی سینا بھاگ کر اصفہان میں آگیا اور قانون کی کتاب ہمراہ نہ لا سکا تھا پس طلباء اور علماء نے ان سے درخواست کی کہ اپنا نسخہ انہیں عطا فرمائیں۔ شیخ الرئیس نے کہا کہ میں اسے اپنے ہمراہ نہیں لایا ہوں لیکن کوئی بات نہیں میں اسے از روئے حفظ جانتا ہوں میں بولتا جاتا ہوں تم لکھتے جاؤ، اور وہ قانون کی کتاب جو ساٹھ ہزار سطر پر مشتمل تھی اپنے حافظے سے سناتا گیا اور انہوں نے لکھ لی جب قانون کی کتاب خراسان سے لائی گئی اور اس کے ساتھ مقابلہ کیا تو ایک حرف کا بھی تفاوت نہ پایا گیا۔ ایک دفعہ شیخ الرئیس کشتی میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک لغوی ملا بھی کشتی میں سوار تھا شیخ نے اس سے پوچھا کہ تم کس غرض سے سفر کر رہے ہو؟ ملا نے کہا میں نے لغتِ عرب میں کتاب لکھی ہے اور یہ بادشاہ کو پیش کروں گا بوعلی نے کہا میں اس کتاب کو دیکھ سکتا ہوں تاکہ جتنی مدت ہم کشتی میں ہیں اس کا مطالعہ کر لوں؟ اس نے کہا کوئی اعتراض نہیں پس اس نے یہ کتاب شیخ کے حوالے کر دی۔ شیخ نے ان چند روز میں اس تمام کتاب کا مطالعہ کر لیا جب اپنے مقصد کو پہنچ گئے تو دوسرے روز وہ لغوی عالم اپنی کتاب کو بادشاہ کے پاس لے آیا اس نے دیکھا کہ اس کا وہ رفیق جو کشتی میں اس کے ساتھ تھا بادشاہ کے پاس بیٹھا ہے اور بادشاہ اس کا بہت احترام کر رہا ہے اس نے اپنے دل میں کہا کہ اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ میرے اس رفیق کا بادشاہ کے ہاں اتنا احترام ہے تو میں اس سے بادشاہ کے ہاں سفارش کرا لیتا۔ پس اب اس نے یہ کتاب بادشاہ کو پیش کی بادشاہ نے یہ بوعلی سینا کو پیش کی اور کہا کہ آپ اسے دیکھیں اگر یہ جائزہ کے لائق ہے تو اسے جائزہ پیش کیا جائے۔ شیخ الرئیس نے کتاب پکڑی دیکھی اور کہا کہ یہ کتاب اس سے قبل کسی دوسرے شخص نے لکھی ہے۔ لغوی عالم نے انکار کیا اور کہا میرے بغیر کسی شخص نے ایسی کتاب نہیں لکھی ہے شیخ نے کہا میری بات کی دلیل یہ ہے کہ مجھے یہ

کتاب اول سے آخر تک حفظ ہے اگر تم نے یہ کتاب لکھی ہے تو مجھے حفظ کس طرح ہو سکتی ہے۔ تم کتاب دیکھو اور میں اپنے حفظ سے بولتا جاتا ہوں۔ لغوی مرد نے کتاب پکڑی اور دیکھنے لگ گیا۔ لغوی حیران رہ گیا اور بہت شرمندہ ہوا اس امر سے کہ شیخ نے کس طرح اس کتاب کے مطالب کو حفظ کر لیا ہے بیچارہ مبہوت ہو گیا۔ اس وقت شیخ الرئیس نے بادشاہ کو کہا کہ یہ کتاب اسی شخص نے لکھی ہے اور جائزے کا مستحق ہے لیکن میں نے کتنی ہی چند دنوں میں اس کے مطالب کو حفظ کر لیا ہے پس بادشاہ نے اس لغوی عالم کو جائزہ دیا۔ تمام حاضرین بوعلی کے حافظے سے بہت متعجب ہوئے۔ کہتے ہیں ہمدان کا ایک شخص اس قبرستان سے گزرا جس میں بوعلی کی قبر تھی اس نے بوعلی کے لئے فاتحہ نہ پڑھا اور یہ بوعلی کو زیدی فرقہ سے جانتا تھا آخر ایک روز اس نے شیخ الرئیس بوعلی کو خواب میں پیغمبرِ خدا کے پاس بیٹھا ہُوا دیکھا اس ہمدانی شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ بوعلی تو زیدی مذہب رکھتا ہے اس نے اتنی قربت کہاں سے پیدا کر لی ہے کہ آپ کے پہلو میں بیٹھا ہُوا ہے؛ حضرت نے فرمایا کہ تیرے جیسے کم علم نے یہ جان لیا ہے کہ زیدی مذہب اچھا نہیں بُرا ہے تو کیا بوعلی جو اتنا فہیم اور عقلمند ہے وہ نہیں سمجھ پایا ہے پس وہ ہمدانی اس کے بعد شیخ کا معتقد ہو گیا۔ مردانِ علم در میدانِ عمل از قصص الانبیاء

ابن مسعود رازی کا حافظہ

کہتے ہیں ابن مسعود رازی اصفہان میں وارد ہُوا تو اس نے بغیر کتاب کے اپنے حافظے سے ایک لاکھ حدیث لکھوائی اور جب کتاب اس کے پاس آئی تو جو اس نے احادیث لکھوائی تھیں اس سے مقابلہ کیا گیا تو سوائے دو حدیثوں کے متن کے کوئی اختلاف نہ پایا گیا۔

• مردانِ علم در میدانِ عمل۔

سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کی تحریر سے دریا پار ہوتا تھا

آقا سید شفیع بروجردی نے روضۃ البھیّۃ میں لکھا ہے کہ میں نے ایک شخص سے سُنا ہے جس پر مجھے پُورا وثوق تھا کہ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ بغداد کہنہ میں قیام پذیر تھے اور سید کا ایک شاگرد بغداد جدید میں رہتا تھا اس لئے

سید کے تمام درس میں نہیں پہنچ سکتا تھا کیونکہ صبح سے دریا کے پل تیار ہونے تک سید کا درس تمام ہو جاتا تھا یا کچھ حصہ درس کا ختم ہو چکا ہوتا تھا پس اس شاگرد نے یہ قضیہ سید کو عرض کیا اور التماس کی کہ آپ میری خاطر درس میں کچھ تاخیر کر دیں تاکہ میں پہنچ جایا کروں۔ سید مرتضیٰ نے ایک دعا لکھی اور فرمایا اسے اپنے پاس رکھو جب تم دیکھو کہ پل تیار نہیں ہوا ہے تو تم پانی پر چل کر یہاں آجاؤ اور خوف بالکل نہ کرنا ہرگز نہیں ڈوبو گے لیکن شرط یہ ہے کہ اس دعا کو کسی وقت کھولنا نہیں ہے اور نہ ہی اس کی اندرونی تحریر دیکھنی ہے پس چند روز وہ شاگرد اسی دستور کے ساتھ آتا رہا۔ اور پل کی تیاری نے اسے معطل نہ کیا کیونکہ وہ پانی پر چل سکتا تھا اور اس کے پاؤں پانی میں نہیں ڈوبتے تھے۔ اس طرح وہ دریا پار کر کے درس کے موقعہ پر پہنچ جایا کرتا تھا ایک روز اس نے سوچا کہ دیکھنا چاہیئے یہ کون سی دعا ہے جو اتنا اعجاز رکھتی ہے، کاغذ کو کھولا دیکھا تو صرف یہی لکھا ہوا تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم پھر دوبارہ اسے لپیٹ دیا اور اپنے پاس رکھ لیا۔ دوسرے روز پہلے ایام کی طرح جب دریا عبور کرنا چاہا جونہی پاؤں پانی پر رکھا پاؤں نیچے پانی میں چلا گیا۔ اور پھر باوجود اس تحریر کے پاس موجود ہونے کے پانی پر نہ چل سکا۔ مردانِ علم در میدانِ عمل۔

حضرت علیؑ اور ابن صیفی کے اشعار

ایک ثقہ اور معتمد شیخ نصر اللہ بن مجلی نامی بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علیؑ کو خواب میں دیکھا اور عرض کی یا امیرالمومنینؑ! آپ نے مکہ فتح کیا اور ایک عمومی اعلان فرمایا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا اسے امان ہو گی لیکن روز عاشور آل ابوسفیان کی طرف سے آپ کے بیٹے امام حسینؑ اور ان کے خاندان پر کتنے مظالم ہوئے؟ یعنی اس نے جواب طلب کیا۔ امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ کیا تم نے ابن صیفی کے اشعار جو اس امر کا جواب ہے، نہیں سنے؟ اس نے عرض کیا، مولا! نہیں سنے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ اشعار اس سے سنو۔ جب یہ بیدار ہوا تو ابن صیفی جو ایک مشہور و معروف شاعر تھا کے گھر کی طرف روانہ ہوا اور ابن صیفی سے ملاقات ہو گئی اس نے اپنی خواب اسے بتائی ابن صیفی نے خواب کی بات سن کر چیخ ماری اور رونا شروع کر دیا پھر اس نے قسم کھائی کہ آج تک میرے ان اشعار کی کسی کو خبر نہیں ہے اور

یہ اشعار میں نے اسی رات انشاد کئے ہیں اور پھر یہ اشعار پڑھنے شروع کر دیئے اور وہ اشعار یہ ہیں (اصل کتاب میں تینوں شعر بزبان عربی درج ہیں۔ یہاں صرف ترجمہ پر اکتفا کی جاتی ہے) ۱۔ جس وقت ہمارے پاس حکومت تھی تو ہمارا دستور تو درگذر اور معاف کرنا تھا لیکن جب حکومت تمہارے پاس آئی تو روئے زمین پر خون بہایا گیا۔ ۲۔ تم لوگوں نے قیدیوں کو قتل کیا لیکن ہم نے اپنے دور میں اسیروں کو معاف کیا۔ ۳۔ تمہارے اور ہمارے درمیان یہی فرق کافی ہے کہ برتن سے وہی چیز نکلتی ہے جو اس میں ہوتی ہے۔ مردانِ علم درمیدانِ عمل۔

عالمِ قبر، خواب میں

مرحوم شہید مطہری فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد و عالم جلیل القدر مرحوم آقا حاجی میرزا علی شیرازی سے سُنا تھا وہ دورانِ درس رو بھی رہے تھے اور اپنا یہ خواب بیان فرمایا کہ میں مر گیا ہوں اور موت کو میں نے اسی طرح پایا جیسا کہ اس کی توصیف اور تعریف کی جاتی تھی میں نے اپنے آپ کو بدن سے جُدا دیکھا اور میں ملاحظہ کر رہا ہوں کہ میرا بدن دفن کے لئے قبرستان میں لے آئے ہیں اور پھر دفن کر دیا ہے لوگ چلے گئے اور میں تنہا رہ گیا اور اب اس انتظار میں تھا کہ میرے ساتھ کیا ہوتا ہے؟ ناگاہ میں نے ایک سفید کتے کو دیکھا جو قبر میں وارد ہُوا۔ اسی وقت میں نے یہ محسوس کیا کہ یہ کتا میری بدخلقی ہے جو اس جسم میں بدل گئی ہے اور اب یہ میری تلاش میں ہے میں بہت مضطرب ہوا ابھی میں اضطراب میں تھا کہ حضرت سیدالشہداءؑ تشریف لائے اور مجھے فرمایا غم نہ کر میں اسے تم سے جدا کر دیتا ہوں (بعد میں ان کے درس۔ موعظہ اور خطابت کی تعریف کی گئی ہے۔) مردانِ علم درمیدانِ عمل۔

مقدس اردبیلی کی حضرت امیرؑ سے گفتگو

مرحوم ملا احمد مقدس اردبیلی کا ایک شاگرد تھا جس کا نام میر فیض اللہ تفرشی تھا وہ بیان کرتا ہے کہ میں اس مدرسہ کے حجرہ میں قیام پذیر تھا جو حضرت امیرؑ کی ضریح کے پاس تھا۔ اتفاقاً میں ایک شب مطالعہ سے فارغ ہُوا تو حرم میں چکر لگانا شروع کر دیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص حضرتؑ کے صحن میں وارد ہوا ہے چونکہ یہ آخر شب کا وقت تھا تو حرم کے تمام دروازے بند تھے میں نے اس شخص کے دیکھنے سے یہ گمان کیا کہ یہ چور ہے اور حرم کی کوئی چیز چرانا چاہتا ہے

میں حجرہ سے نیچے آیا اور ایک گوشے میں اس طرح کھڑا ہو گیا کہ میں تو اسے دیکھتا رہوں لیکن وہ مجھے نہ دیکھ سکے۔ پس وہ حرم کے دروازے کے قریب آیا جو مقفل تھا لیکن اس شخص کے وہاں آنے پر قفل زمین پر گر پڑا اور حرم کا دروازہ کھل گیا پھر وہ دوسرے دروازے کے پاس پہنچا تو وہ بھی کھل گیا پھر وہ ضریح کے قریب آیا تو اس نے کمال ادب و احترام کے ساتھ سلام کیا تو میں نے ضریح سے سلام کا جواب سُنا۔ میں نے دیکھا کہ قبر شریف کی طرف منہ کر کے کوئی بات کر رہا ہے مثل اس کے کہ کسی مسئلہ کا سوال کر رہا ہے پھر وہاں سے خارج ہُوا اور شہر کے باہر چلا گیا میں بھی مخفیانہ اس کے پیچھے ہو لیا یہاں تک کہ وہ مسجد کوفہ میں پہنچ گیا۔
جب مسجد کی محراب کے پاس پہنچا میں نے دیکھا کہ وہاں بھی اسی مسئلہ کے بارے کسی سے بات کر رہا ہے پھر واپس ہُوا میں بھی واپس ہُوا۔ جب نجف اشرف کے دروازے کے پاس پہنچا صبح ہو گئی اس وقت میں نے اپنے آپ کو ظاہر کرایا نزدیک گیا دیکھا تو وہ مقدس اردبیلی تھے۔ میں نے عرض کی میں اول سے آخر تک آپ کے ہمراہ تھا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ سے یہ دریافت کروں کہ آپ کس شخص سے بات کر رہے تھے؟ فرمایا بتاتا ہوں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ میرے ساتھ عہد کرو کہ جب تک میں زندہ ہوں کسی کو یہ واقعہ نہ بتاؤ گے میں نے عرض کیا عہد کرتا ہوں۔ فرمایا اے بیٹے! جب کوئی مسئلہ میرے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔ آتا ہوں اور حضرتؑ سے دریافت کرتا ہوں اور جواب حاصل کرتا ہوں آج رات میرے لئے یہ جواب مسجد کوفہ میں اپنے فرزند حضرت حجت علیہ السلام عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے حوالہ کیا ہے۔ مردانِ علم در میدانِ عمل

صاحب بن عباد کی سخاوت

صاحب کتاب بقیہ نے لکھا ہے کہ صاحب بن عباد بچپن میں جب کلام مجید پڑھنے کے لئے مسجد میں جاتا تھا تو اس کی ماں اسے ہر روز ایک دینار اور ایک درہم دیتی تھی اور اسے یہ کہا ہوا تھا کہ یہ رقم اسے دیا کرو جو سب سے پہلے فقیر تمہیں نظر آئے اور صاحب اپنے بالغ ہونے تک اس دستور پر عمل کرتا رہا۔ صاحب ہر شب بھول سے بچنے کے لئے یہ ایک دینار اور ایک درہم اپنے خادم سے بستر کی چادر کے نیچے رکھوا دیتا۔ کافی عرصہ اسی ترتیب کے ساتھ وقت گذرتا رہا۔ ایک رات خادم کو یہ ایک دینار اور ایک درہم اس ہمیشہ کی جگہ رکھنا یاد نہ رہا جب صاحب کو اپنے

معمول کے مطابق نماز کے بعد چادر کے نیچے سے یہ دینار اور درہم نہ ملے تو اس نے اپنے لئے فالِ بد خیال کیا اور اس نے اس کی یہ تاویل کی کہ میری موت قریب ہے اس وقت اس نے اپنے خادموں کو کہا کہ یہ جو قالین اور سرہانہ ہے، اٹھالو اور اسے جو سب سے پہلے غریب اور مستحق نظر آئے اسے دے دو۔ تاکہ آج کے ایک دینار اور درہم کی تاخیر کا کفارہ ہو جائے۔ ان خادموں نے ایک نابینا ہاشمی مرد کو دیکھا کہ ایک عورت نے اس کا ہاتھ پکڑا ہوا ہے، انہوں نے اسے کہا کہ یہ قبول کرو۔ اس ہاشمی شخص نے کہا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا ایک ریشمی چادر اور ایک ریشمی سرہانہ ہے۔ یہ بات سنتے ہی وہ نابینا بے ہوش ہو گیا۔ صاحب بن عباد کو اس واقعہ سے مطلع کیا گیا صاحب اس نابینا شخص کے پاس آیا اس پر پانی چھڑکا۔ جب یہ ہوش میں آیا تو صاحب نے اس کی اس بے ہوشی کی وجہ پوچھی۔ اس شخص نے کہا اگر آپ کو میری بات پر یقین نہ آئے تو اس عورت سے دریافت کر لیں انہوں نے کہا کہ آپ خود ہی وضاحت فرما دیں۔ اس نابینا ہاشمی نے کہا کہ میں ایک آبرومند شخص ہوں اور اس عورت سے میری ایک لڑکی ہے ایک شخص نے اس کی خواستگاری کی میں نے ہاں کر دی ہے اور دو سال گذر گئے ہیں کہ ہم روزانہ کچھ بچا بچا کر اس کے جہیز کی تیاری کر رہے ہیں۔ آج رات اس بچی کی ماں نے کہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ اپنی بیٹی کے لئے ایک عمدہ قالین اور سرہانہ مہیا کریں۔ میں نے اسے جواب دیا کہ ہم کہاں سے یہ چیزیں مہیا کر سکتے ہیں؟ آخر میرے اور اس کے درمیان کشمکش شروع ہو گئی اور بہت کدورت پیش آئی آخر کار میں نے اسے کہا کہ تم میرا ہاتھ پکڑو اور مجھے گھر سے باہر لے آؤ ہو سکتا ہے اللہ کوئی صورت پیدا کر دے پس جب ان لوگوں نے مجھے اس طرح کہا تو میرا حق ہی یہ تھا کہ میں بے ہوش ہو جاتا۔ کیونکہ بعینہٖ وہی چیز جو ہمیں مطلوب تھی بغیر سوال اور مانگے مل رہی تھی۔ صاحب بن عباد نے جب یہ ماجرا سنا تو کہا اس قالین اور ریشمی سرہانے کے علاوہ جہیز کی دوسری چیزیں بھی جو ان دونوں کے معیار کے مطابق ہیں خرید کر لڑکی کے باپ کی تحویل میں دی جائیں اور لڑکی کے شوہر کو بلا کر بہت قیمتی چیزیں اس کے سپرد کیں۔ مردانِ علم در میدانِ عمل از روضات الجنات

متوکل کے دو بیٹوں کے استاد ابن سکیت کی شہادت	اسحاق بن سکیت علمِ لغت اور زبان

عرب کے شعر و ادبیات کے ہر جہت سے استاد کامل تھے ۔ اس لئے متوکل نے چاہا کہ وہ اس کے بچوں کی تعلیم و تربیت فرمائیں آپ نے قبول فرما لیا ایک روز ابن سکیت اور متوکل باہم بیٹھے ہوئے تھے کہ متوکل کے بیٹے معتز اور مؤید ان کے پاس سے گزرے اس دوران متوکل نے ابن سکیت کی طرف رُخ کیا اور کہا کہ آپ مجھے میرے ان دو بیٹوں سمیت علیؑ اور ان کے دو بیٹوں حسنؑ اور حسینؑ کی نسبت کیا جانتے ہیں کیا آپ ہمیں بہتر سمجھتے ہیں یا اُن کو ؟ ابن سکیت باوجودیکہ جانتے تھے اُن کے کلمۂ حق کا نتیجہ شہادت ہوگا لیکن بڑی جرأت کے ساتھ بغیر تقیہ اپنی ایمانی قدرت سے جواب دیا کہ میں تو آپ تینوں سے علی علیہ السلام کے غلام قنبر کے جوتے کو افضل سمجھتا ہوں ۔ متوکل ملعون آپ کے اس کلمۂ حق سے اتنا غضب ناک ہوا کہ جلاد کو حکم دیا کہ ان کی زبان گدی سے کھینچ لی جائے اور ان کے شکم کو پارہ پارہ کردیا جائے ۔ رحمۃ اللہ علیہ ۔ ان کا یہ کلمۂ حق اور شہادت قیامت تک یادگار رہے گی ۔ مردانِ علم در میدانِ عمل و دیگر کتب

خواجہ نصیر الدین، عقائد حقہ کے بارے

قصص العلماء میں ہے کہ خواجہ نصیر الدین کا یہ عقیدہ تھا کہ جو آدمی عقائد حقہ کو دلیل و برہان کے ساتھ نہیں جانتا وہ مشرک ہے ۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ وہ بیابان میں تشریف لے گئے وہاں دیکھا کہ ایک شخص زراعت میں مشغول ہے خواجہ صاحب نے اپنا گھوڑا اس کی طرف موڑا اور فرمایا بتاؤ خدا ایک ہے یا دو ؟ اس شخص نے کہا ، ایک ہے خواجہ صاحب نے فرمایا اگر کوئی کہے کہ خدا دو ہیں تو تم کیا جواب دو گے ؟ اس مرد نے کہا کہ ساتھ اس چیز کے جو میرے ہاتھ میں ہے (کدال یا کلہاڑی وغیرہ) اس طرح اس کے سر میں ماروں گا کہ اس کا سر پھٹ جائے ۔ پس خواجہ صاحب نے سمجھ لیا کہ یہ شخص راسخ الاعتقاد ہے اب انہوں نے اپنی رائے تبدیل کردی پھر اس کے بعد مسلمان کے لئے دلیل و برہان کی شرط ضروری نہ سمجھتے تھے اور یقین کے ہونے پر ہی اکتفا کیا کرتے تھے ۔ مردانِ علم در میدانِ عمل

شیخ زنجانی کا جواب سید کو

قابوس نامہ میں ہے کہ صاحب ابن عباد کے زمانہ میں زنجان میں ایک ضعیف شیخ اور سید تھے اور دونوں اہل علم تھے لیکن یہ دونوں ایک دوسرے پر تنقید کرتے رہتے تھے اور طعنے دیتے تھے

ایک روز سید نے شیخ کو کافر کہا شیخ نے جب یہ سُنا تو اس کے جواب میں شیخ ضعیف نے سید کو حرامزادہ کہا۔ سید یہ کلام سُننے سے بہت آزردہ ہُوا اور صاحب ابن عباد کے پاس شکایت کی کہ یہ صاحب ابن عباد کی حکومت کے دور میں فرزند پیغمبر کو زنا زادہ کہتا ہے صاحب بھی یہ بات سُن کر بہت رنجیدہ ہُوا۔ قاصد بھیج کر شیخ کو حاضر کرایا اور خفا ہو کر اسے کہا کہ تم عالم ہو اور پھر فرزند پیغمبر کو زنا زادہ ہونے کی نسبت دیتے ہو؟ یہ نسبت جو تم نے دی ہے تمہیں اس کا ثبوت پیش کرنا ہوگا ورنہ میں سزا دوں گا۔ شیخ نے کہا میرے قول کا ثبوت خود اسی سید کا وجود ہے اور سید نے خود اپنے کلام سے ثابت کیا ہے کہ وہ ولدالزنا ہے ساتھ اس دلیل کے کہ اس نے مجھے کافر کہا ہے اور اس کے ماں باپ کا صیغۂ عقد میں نے جاری کیا تھا، پس اگر اس سید کا یہ قول درست ہو کہ میں کافر ہوں تو عقد صحیح نہیں ہے تو پھر وہ ولدالزنا ہے اور یا یہ کہ اس کا قول دروغ ہے تو واسطے اس افتراء کے کہ جس کی نسبت مجھ سے دی ہے اسے تعزیر دینی چاہیئے جوان علوی یہ سُن کر بہت شرمندہ ہُوا۔ مردانِ علم در میدان عمل۔

سنی امام فخر رازی ہوئے

خواجہ نصیر الدین سے پوچھا گیا کہ یہ کیسے ہے کہ امام فخر رازی باوجود اس علم و ہوش کے سُنی ہو گئے؟ آپ نے جواب دیا امام فخر رازی سُنی نہیں ہوا بلکہ سُنی امام فخر رازی ہوا یعنی ایسا نہیں ہے کہ امام فخر نے پہلے علم و فہم حاصل کیا پھر اس کے بعد تمام مذاہب میں اہل سنت کا انتخاب کیا بلکہ وہ پہلے سُنی تھا اور اپنے آباؤ اجداد کا مذہب رکھتا تھا پھر اس کے بعد فاضل اور صاحب ادراک ہوا اور دین و مذہب اجدادی کا تعصب اس کے لئے مانع ہوا کہ وہ مذہب شیعہ اختیار کرے۔ مردانِ علم در میدان عمل

سلیمان بن مہران کے چند لطائف

سلیمان بن مہران اعمش قدیم شیعوں میں بہت مشہور اور معروف محدث تھے اور یہ امام جعفر صادقؑ کے زمانہ میں زندہ تھے۔ یہ لطیف الخلق اور شوخ طبع تھے ان سے اسی طرح کی حکایات نقل ہوئی ہیں۔

۱۔ ایک روز اس کا اپنی بیوی کے ساتھ جھگڑا ہو گیا۔ اس نے ایک لائق آدمی کو التماس کی کہ وہ کسی طرح ان دونوں کے درمیان صلح کرا دے۔ اس شخص نے اعمش کی زوجہ کو کہا کہ تم اس کے ضعف بصارت پنڈلیوں کی کمزوری کا خیال نہ کرو کہ وہ تو امام حدیث اور بڑی منزلت رکھتا

ہے اس عورت نے اُسے کہا مجھے اس کے امام حدیث ہونے یا قابلیت کی کیا ضرورت ہے! پھر اعمش نے اس شخص کو کہا کہ کیا آپ صرف اس لئے آئے ہیں کہ میرے عیوب ماسے بیان کریں۔ ۲۔ کہتے ہیں داؤد بن عمر جو جولاہا تھا۔ نے اسے کہا کہ آپ کے نزدیک ایک جولاہے کی اقتدا میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اعمش نے کہا بغیر وضو کوئی اشکال نہیں ہے پھر داؤد نے کہا کہ کیا جولاہے کی گواہی مقبول ہے؟ اعمش نے کہا دو عادل شخصوں کی گواہی ملا لینے کے ساتھ مقبول ہے۔ ۳۔ ایک روز امام ابوحنیفہ نے اُسے کہا۔ اے ابا محمد (اعمش) میں نے سُنا ہے کہ خدا کوئی نعمت انسان سے واپس نہیں لیتا مگر یہ کہ اس کے بدلے اُسے نعمت عطا فرماتا ہے۔ اعمش نے جواب دیا۔ ہاں ایسا ہی ہے۔ ابوحنیفہ نے کہا کہ خداوند نے آپ سے جو بینائی لے لی ہے تو اس کے مقابل آپ کو کیا نعمت دی ہے؟ اعمش نے کہا اس کے بدلے مجھے یہ نعمت دی ہے کہ آپ جیسے ناپسندیدہ اور نامطلوب کو نہیں دیکھتا! مردانِ علم درمیدانِ عمل۔ بحوالہ اعیان الشیعہ۔

شیخ بہا نے سفیر روم کو کس طرح ذلیل کیا

شیخ صمد شیخ بہا مرحوم کے بھائی بیان فرماتے ہیں ایک روز میرے بھائی شیخ بہا شاہ عباس کی محفل میں وارد ہوئے۔ شاہ عباس نے کہا۔ یا شیخ! آپ اس سفیر کی بات غور سے سُنیں۔ سفیر روم بھی اس مجلس میں بیٹھا ہوا تھا وہ بادشاہ اور دوسرے لوگوں کو اپنے ملک کے علماء کی تعریف سُنا رہا تھا کہہ رہا تھا کہ علوم غریبہ کے عارف ہیں اور اعمال عجیبہ ان سے صادر ہوتے ہیں وہ ایسا کرتے ہیں ویسا کرتے ہیں لیکن آپ کے علماء میں ایسے انسان نہیں ملتے۔ شیخ نے دیکھا کہ اس کے اس بیان نے بادشاہ پر بہت اثر کیا ہے اور وہ ناراض نظر آرہا ہے پس شیخ نے بادشاہ کو کہا کہ اس قسم کے علوم اہل کمال و علم کے درمیان کوئی وقعت نہیں رکھتے اور ہمارے علماء ایسے امور کو کوئی اہمیت نہیں دیتے اور ایسی چیزوں کو علم کا جزو قرار نہیں دیتے اسی حالت میں جس وقت یہ بات کی اپنے پاؤں دراز کئے اور اپنی پنڈلی والے کپڑے کو کھول دیا ہم نے ان کی اس حرکت کو جو انہوں نے اس محفل میں بادشاہ

کے سامنے کی اُس کو ناپسند کیا۔ بعد ایک لحظے کے یک مرتبہ اُس حالت میں کہ اس کا ایک سرا اُن کے ہاتھ میں تھا، اُسے سفیر کے منہ پر پھینکا۔ پس اس کپڑے نے سانپ کی طرح حرکت کرنی شروع کر دی اور اس محفل میں گردش کرنے لگا۔ سفیر اور تمام اہل مجلس پر دہشت طاری ہو گئی۔ پس شیخ نے اس کے سرے کو اپنی طرف کھینچا دوبارہ پہلی حالت میں ہو گیا اس وقت شیخ نے بادشاہ کو فرمایا کہ یہ کرتب کوئی شے یا کارنامہ نہیں ہے اور صاحبانِ بصیرت کے نزدیک ان کا کوئی اعتبار اور وقعت نہیں ہوتی میں نے یہ علم اپنی اوائل جوانی میں اصفہان میں اصفہان کے شعبدہ بازوں سے حاصل کیا تھا یہ حرکات ہاتھ کی صفائی اور چشم بندی سے تعلق رکھتی ہیں۔ کہ شعبدہ باز لوگ لوگوں سے رقم حاصل کرنے کے لئے انجام دیتے ہیں پس سفیر شرمندہ ہوا اور اپنے بیان اور علماء پر ان خرافات کے ساتھ اعتراض کرنے پر پشیمان و خجل ہوا۔ مردانِ علم در میدانِ عمل

دستور شیخ جعفر صاحب کشف الغطاء

جعفر بن خضر الجناحی نجفی کا نسب شریف مالک اشتر پر منتہی ہوتا ہے یہ ضعفاء و فقراء و مومنین کی بہت اعانت فرماتے تھے اور اس بارے میں ان کی بہت حکایات ہیں کہ اگر انہیں جمع کیا جائے تو ایک بزرگ کتاب بن جائے ان کی حکایات سے بطور نمونہ یہ حکایت پیش کی جاتی ہے اسے ثقہ عدل جناب سید مرتضیٰ نجفی کہ جنہوں نے اپنی اوائل عمر میں شیخ سے ملاقات کی تھی، سے نقل کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک روز شیخ مسجد میں برائے نماز ظہر دیر سے پہنچے لوگ جب ان کی آمد سے مایوس ہو گئے تو تمام نے اپنی نماز فرادی ادا کر لی کہ ناگاہ شیخ مسجد میں داخل ہوئے جب آپ نے دیکھا کہ یہ لوگ فرادی نماز ادا کر رہے ہیں تو آپ نے ان کو توبیخ اور سرزنش کی اور فرمایا کہ کیا آپ لوگوں میں ایک آدمی بھی عادل نہ تھا کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھا دیتا؟ اسی دوران آپ کی نظر ایک تاجر شخص پر پڑی کہ یہ صالح و معروف اور باوثوق تھا اور نماز میں مشغول ہے شیخ اس کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور اس کی اقتداء کر لی جب اس شخص کو یہ معلوم ہوا کہ شیخ اور تمام حاضرین اس کی اقتدا کر رہے ہیں بہت شرمندہ اور مضطرب ہوا لیکن اب وہ نماز کو قطع نہ کر سکتا تھا بالآخر نماز تمام ہوئی اور وہ شرم سے یعنی پسینے میں غرق تھا پس اپنی جگہ سے اٹھا اور شیخ کی خدمت میں عرض کیا کہ آقا! آپ نے اپنے اس عمل سے گویا کہ

مجھے تو قتل کر دیا ہے۔ شیخ نے اسے پیار سے بٹھایا اور فرمایا کہ اب ہم یہ چاہتے ہیں کہ نمازِ عصر آپ کی اقتدا میں گزاریں اس شخص نے بہت التماس کی کہ آپ معاف فرمائیں۔ میں کیا اور نماز کی امامت کیا، آپ نے اسے نمازِ عصر پڑھانے پر مجبور کیا اس شخص نے بہت منت سماجت کی کہ میں اس کام کی قدرت اور ہمت نہیں رکھتا۔ شیخ نے فرمایا کہ یا تو نمازِ عصر کی امامت کرائیں یا دو سو شاہی برائے فقراء حاضر کریں (یہ شاہی رقم دو ہزار دینار کے قریب تھی) اس نے عرض کیا میں یہ رقم دیتا ہوں۔ فرمایا ابھی پیش کرو اس نے اسی وقت یہ رقم پیش کر دی۔ شیخ نے یہ رقم اسی وقت مسجد میں فقراء میں تقسیم کر دی پھر آپ محراب میں تشریف لے گئے اور نمازِ عصر جماعت کے ساتھ پڑھائی۔ مردانِ علم در میدانِ عمل۔ بحوالہ فوائد الرضویہ

سید شفتی اور ترحم بر سگ

مرحوم سید رشتی (شفتی) اصفہان میں بزرگ مراجع تقلید تھے۔ علم و تقویٰ میں ان کا مقام بہت بلند تھا خداوند عالم کی عنایت سے یہ اس مرتبہ پر پہنچے کہ ظل السلطان پسر ناصر الدین شاہ کے زمانہ میں کہ جہاں ہر قسم کے لوگ ہوتے تھے اگر کوئی گداگر بادشاہ کے پاس آتا تو بادشاہ اسے فرماتا کہ تم میرے پاس کیوں آئے ہو؟ اگر علم حاصل کرنا چاہتے ہو تو جاؤ مسجد سید میں اور اگر مال چاہتے ہو تو بھی مسجد سید میں جاؤ۔ سچی بات ہے یہ ایسے ہی تھے بادشاہ نے خوب کہا تھا یہ تمام مخلوق سے بلند تھے آپ نے اصفہان میں ایک مسجد بنوائی تھی بنام مسجد سید۔ جو عالیشان ہے اور عجیب روحانیت کی حامل ہے۔ یہ اس درجہ پر کیسے پہنچے؟ خود بیان فرماتے ہیں کہ ایک کتے کی خدمت کی وجہ سے میں اس مقام پر پہنچا۔ فرماتے ہیں میں نجف میں پڑھتا تھا اور کچھ دن گزر گئے کہ ایران سے میرے پاس رقم نہ آئی۔ میں نے کچھ صبر کیا اور میں کسی سے مانگنا نہیں چاہتا تھا لیکن جب نوبت دو روز پہ پہنچ گئی اپنی جان بچانے کے لئے۔ تو اب میں نے اپنے ایک رفیق سے کچھ رقم قرض لی اور اس سے یہ پکا ارادہ کیا کہ اب روٹی گوشت کھاؤں گا۔ لہٰذا صبح کے وقت میں نے روٹی اور گوشت خریدا جس وقت۔ میں یہ چیزیں لے کر واپس آ رہا تھا تو رستے میں دیکھا کہ ایک کتا ندی کے کنارے پڑا ہوا ہے اور وہ بہت ہی گرسنہ ہے اور اس کتیا کے تین بچے بھی ہیں جو اس کا پستان نچوڑ رہے ہیں لیکن ان پستانوں میں بالکل دودھ نہ تھا۔ میرا دل اس کتیا کے لئے جل گیا اور میں

نے اپنے دل میں کہا کہ میرا وقت تو اپنی بھوک میں گزر ہی جائے گا مر نہیں جاؤں گا میں نے روٹی کو گوشت میں ترکیا اور اسے کتیا کے سامنے رکھ دیا۔ کتیا نے اسے کھا لیا۔ میں نے اٹھ کر اس برتن کو پاک کیا اور جا کر مالک کو دیدیا پھر اللہ نے میرے لئے رقم کا سامان کر دیا۔ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ شفت شہر (جو گیلان کے شہروں سے ہے) سے ایک شخص آیا اور کہا کہ فلاں حاجی فوت ہو گیا ہے اور وہ اپنے تمام مال سے تیسرے حصہ کی آپ کے لئے وصیت کر گیا ہے جو پوری ایک بستی ہے میں نے حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ بالکل اسی روز اور اسی وقت یہ وصیت میرے نام لکھی گئی تھی کہ جس وقت میں نے اس کتے کو روٹی گوشت کھلایا تھا اور پھر اسی وقت سے آہستہ آہستہ اصفہان میں میرے لئے یہ قدرت اور مرجعیت پیدا ہو گئی۔ اللہ کی مخلوق کی خدمت اگرچہ وہ کتا ہی ہو اس مقام پر پہنچا دے تو اس میں تعجب کی ضرورت نہیں ہے۔ مردانِ علم در میدانِ عمل

آقا بہبہانی کا استغناء

ایک دیندار تاجر ایک قبا آقا وحید بہبہانی کو ہدیہ کرنے کے لئے لے آیا چونکہ وہ یہ سن چکا تھا کہ آقا کسی سے ہدیہ اور مال قبول نہیں کرتے تو اس سلسلہ میں اس نے علماء سے مشورہ لیا۔ انہوں نے کہا کہ حاج ملا رضا استرآبادی اُن کے شاگرد ہیں اور آقا کو ان سے محبت ہے۔ اگر آپ یہ پارچہ ان کے وسیلے سے پہنچائیں تو شاید وہ قبول کر لیں وہ تاجر حاج ملا رضا کے پاس آیا اور التماس کی کہ آپ میری یہ حاجت پوری کرا دیں۔ حاج ملا رضا نے عذر پیش کیا کہ آقا تو ان چیزوں کو قبول نہیں فرماتے۔ تاجر نے کہا اگر آپ یہ کام کرا دیں تو میں ایک قبا آپ کو بھی پیش کروں گا حاجی ملا رضا سوچ میں پڑ گئے اور فرمایا میں لے جاتا ہوں اگر قبول فرما لیں تو بہتر ورنہ میرا تو اس میں کوئی قصور نہ ہوگا یہ قبا اٹھا لی اور ظہر کے وقت آقا کی منزل پر پہنچ کر دق الباب کیا آقا باہر تشریف لے آئے فرمایا اس گرمی کے موقع پر کیا کام پڑ گیا عرض کی یہ ایک قبا ہے کہ فلاں تاجر نے آپ کے لئے ہدیہ کی ہے اور التماس کرتا ہے کہ آپ اسے قبول فرمالیں۔ فرمانے لگے ملا رضا میں تو اس فکر میں تھا کہ کسی مشکل علمی مسئلہ میں مبتلا ہو گئے ہو گئے کہ اس گرمی میں آئے ہو اب مجھے بھی اپنے کام سے معطل کیا جاؤ اور مالک کو دے دو کیا آپ نہیں جانتے کہ میں کسی سے کوئی چیز قبول نہیں کیا کرتا۔ یہ فرمایا اور دروازہ بند کر دیا۔ میں نے فوراً عرض کیا آقا ایک چھوٹی سی عرض ہے فرمایا کیا؟ میں نے عرض کیا آقا اس شخص نے مجھ سے وعدہ

فرمایا ہے کہ اگر آپ یہ ہدیہ قبول فرمالیں تو وہ ایک قبا مجھے بھی عنایت کرے گا۔ پس اگر آپ قبول نہ فرمائیں گے تو اس میری قبا کا کیا بنے گا؟ اس وقت وہ مجبور ہو گئے اور فرمایا میں اسے قبول تو کرتا ہوں لیکن اس شرط پر کہ آئندہ کے لئے آپ اس قسم کی سفارشیں اور شفاعتیں قبول نہ کریں۔
مردانِ علم در میدانِ عمل۔

شیخ انصاری اور ان کی قبر پر گریہ کرنے والا

شیخ انصاری کے ایک فرزند ایک واسطہ سے بیان فرماتے ہیں ایک شخص شیخ مرحوم کی قبر پر گرا ہوا شدت کے ساتھ رو رہا تھا اس سے اس گریہ کا سبب پوچھا گیا کہنے لگا کچھ لوگوں نے مجھے ورغلا کر شیخ کے قتل پر آمادہ کر لیا۔ میں نے تلوار ہاتھ میں پکڑی۔ آدھی رات کے وقت شیخ کے مکان پر پہنچا جب میں ان کے کمرے میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں جب وہ بیٹھے میں نے اپنی تلوار وار کرنے کے لئے بلند کی تو اسی وقت میرا ہاتھ شل ہو گیا اور میں خود بھی حرکت پر قادر نہ رہا میں اسی حال میں تھا کہ وہ نماز سے فارغ ہوئے بغیر اس کے کہ وہ میری طرف متوجہ ہوں۔ فرمانے لگے خداوندا میں نے کیا کیا ہے کہ فلاں شخص اور فلاں شخص اور تمام جماعت کا نام لیا کہ فلاں آدمی کو بھیجا ہے اور میرا نام لیا کہ مجھے قتل کرے۔ خدایا میں نے انہیں معاف کیا تو بھی انہیں معاف کر دے اس وقت میں نے عرض کیا آقا آپ مجھے معاف فرمائیں، فرمانے لگے آہستہ بات کرو کہ کوئی معلوم نہ کر لے۔ اپنے گھر چلے جاؤ لیکن صبح کے وقت میرے پاس آ جانا میں چلا آیا، صبح ہوئی تو میں اس سوچ میں پڑ گیا کہ جاؤں یا نہ۔ بالآخر میں نے جرأت کی چلا گیا۔ میں نے دیکھا کہ مسجد میں لوگ انہیں گھیرے ہوئے ہیں۔ میں آگے بڑھا سلام کیا۔ مخفی طور پر رقم کی ایک تھیلی مجھے عنایت فرمائی اور فرمایا جاؤ اور اس رقم کے ساتھ کاروبار کرو میں یہ رقم لے آیا اسے اپنا سرمایہ قرار دیا اس کے ساتھ کاروبار شروع کیا اور اب اس کی برکت سے بازار کا تاجر ہوں میرے پاس جو کچھ ہے اس صاحب قبر کی برکت ہے۔ مردانِ علم در میدانِ عمل

سید رضیؒ کی بخشش

سید رضیؒ نے ایک شخص سے بہت سی کتابیں دس ہزار دینار پر خریدیں جب آپ ان کتابوں کو اپنی منزل پر لے آئے۔ کتابوں کی پڑتال کی تو دیکھا کہ فروخت کرنے والے نے ایک کتاب کے حاشیہ پر ایک شعر

لکھا ہوا تھا۔ اس کا مضمون یہ تھا کہ میں محتاج تھا اور میری اس احتیاج نے مجھے یہ کتابیں فروخت کرنے پر مجبور کیا۔ سیّد جب اس مقصد کو سمجھ گئے تو تمام کتابیں فروخت کرنے والے کی طرف بھجوا دیں اور اس کی قیمت بھی واپس کر دی ۔ مردانِ علم در میدانِ عمل

ابن فہد کیوں مقدم تھے

مرحوم حاج ملا محمد صالح برغانی (شہید ثالث) بیان فرماتے ہیں کہ میرے والد نے خواب میں پیغمبرؐ خدا کو دیکھا وہ ایک مقام پر تشریف فرما ہیں اور علماء ان کی خدمت میں بیٹھے ہوئے ہیں لیکن تمام علماء میں ابن فہدؒ سب پر مقدم ہیں ۔ باوجودیکہ یہ تمام علماء اپنی ناموری اور مشہوری میں اونچا مقام رکھتے تھے اور ابنِ فہد کی کوئی مشہوری نہیں ہے لیکن تمام علماء ان سے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں میں نے متعجب ہو کر رسولؐ خدا سے سوال کیا اور ابنِ فہد کے تمام علماء پر مقدم ہونے کی وجہ پوچھی ۔ حضرت نے فرمایا سبب اس کا یہ ہے کہ یہ تمام علماء اگر ان کے پاس فقراء کا مال ہوتا تو جو فقراء ان کے پاس آتے اس مال سے دیا کرتے تھے اور اگر ان کے پاس فقراء کا مال نہ ہوتا تو جواب دے دیتے تھے لیکن ابنِ فہد ایسا نہ تھا اگر کوئی فقیر ان کی طرف رجوع کرتا اگر ان کے پاس فقراء کا مال ہوتا دے دیتے اور اگر فقراء کا مال نہ بھی ہوتا تو اپنے مال سے دے دیتے لیکن کسی سائل یا فقیر کو خالی واپس نہ کرتے تھے اسی جہت سے یہ تمام علماء پر تقدم کا حق رکھتے ہیں ۔ مردانِ علم در میدانِ عمل ۔

مرحوم شیخ جعفر کیوں منتظر رہے

مرحوم شیخ جعفر کبیر (کاشف الغطاء) اصفہان میں وارد ہوئے اور وہاں کچھ روز اقامت پذیر رہے ۔ اب ارادہ کیا کہ اس شہر سے تشریف لے جائیں تو اپنی منزل سے باہر تشریف لائے اور گھوڑے پر سوار ہو گئے اسی وقت ایک سید آگیا اور شیخ سے سوال کیا کہ میں فقیر ہوں اور اپنی ضروریات کیلئے سو تومان آپ سے طلب کرتا ہوں شیخ نے فرمایا تم دیر سے آئے ہو اب میں رستے میں ہوں سید نے بہت اصرار کیا ۔ ان دنوں امین الدولہ حاکم اصفہان تھا شیخ نے اس سید کو فرمایا کہ آپ امین الدولہ کے پاس چلے جائیں اسے کہیں کہ شیخ فرما رہے ہیں کہ مجھے سو تومان دے دو ۔ سید نے عرض کیا، شاید امین الدولہ نہ دے اور آپ بھی تو جا رہے ہیں ۔ شیخ نے فرمایا میں اسی جگہ سوار ہو کر موجود رہوں گا جب تک کہ آپ واپس نہ آجائیں پس شیخ نے سواری پر ہی انتظار کیا سید امین الدولہ کے پاس

گیا اور شیخ کا پیغام پہنچایا۔ امین الدولہ نے کہا۔ شیخ کہاں ہیں؟ اس سید نے کہا وہ سواری پر انتظار فرما رہے ہیں میرے واپس جانے تک۔ امین الدولہ نے ملازمین کو حکم دیا کہ فوراً سو تومان حاضر کئے جائیں ملازمین رقم کی ایک تھیلی لائے اسے گننے کا ارادہ کیا کیونکہ یہ رقم سو تومان سے زیادہ تھی۔
امین الدولہ نے کہا مت شمار کرو کیونکہ مجھے خوف ہے اس طرح دیر ہو جائے گی اور شیخ خود یہاں پہنچ جائیں گے پھر اس سے زیادہ رقم دینی پڑے گی پس یہ تھیلی سید کے سپرد کی سید وہ شیخ کے پاس لے آیا شیخ تو ابھی وہیں منتظر کھڑے تھے حکم دیا کہ اس رقم کو شمار کیا جائے یہ دو سو تومان ہوئے سو تومان سید کو دیئے سید نے سو تومان مزید کا مطالبہ کیا آپ نے فرمایا تو نے سو تومان سے بیشتر کا سوال نہیں کیا اب آپ کو نہیں دے سکتا حکم دیا کہ شہر کے فقرا کو خبر دی جائے وہ بقایا سو تومان شہر کے فقرا میں تقسیم کر دیئے پھر وہاں سے رخصت ہوئے۔ مردانِ علم در میدانِ عمل

شیخ اعظم انصاری اور سید محمد مجاہد کی اعانت

سید اسد اللہ درفولی جو سید محمد مجاہد کے فرزند تھے اور شیخ انصاری کے شاگردوں سے تھے اپنی ماں سے نقل فرماتے ہیں وہ فرماتی ہیں ایک شب میں نے تمہارے باپ کو دیکھا کہ مطالعہ کے دوران یک مرتبہ فکر میں پڑ گئے میں نے پوچھا آپ کس چیز کی فکر میں ہیں؟ فرمانے لگے اسی تومان کا مقروض ہوں اور اس سوچ میں ہوں کہ یہ رقم کہاں سے مہیا کروں گا اور یہ سارا قرض کس طرح ادا کروں گا اس کے بعد سو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد بیدار ہوئے اس حالت میں کہ بہت خوش تھے اور خدا کا شکر ادا کر رہے تھے میں نے پوچھا کیا ہوا؟ فرمانے لگے خواب میں رسولِ خداؐ کو دیکھا ہے مجھے فرمایا ہے کہ میں نے سفارش یا حکم کر دیا ہے آپ کا قرضہ شیخ مرتضٰی انصاری ادا کریں گے۔ جب صبح ہوئی میں نے دیکھا کہ ملا رحمت اللہ شیخ کے خادم آئے اور کہا شیخ آپ کو بلا رہے ہیں سید شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے شیخ نے فرمایا آپ اپنے قرض خواہوں کے نام لکھ کر میرے حوالے کر دیں اس کے علاوہ اور کوئی کام نہ تھا ان کو آپ کے قرض کی رقم میں ادا کر دوں گا۔ مردانِ علم در میدانِ عمل

شیخ مرتضٰی انصاری اور سید محمد علی کی معاونت

حاج آقا تاج الدین دزفولی اپنے اجداد میں سے بنام سید محمد علی نقل فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ کربلا کے سفر میں روانہ ہوا۔ میری رقم خرچ ہو گئی میں بالکل خالی ہاتھ ہو گیا اپنی عزت نفس

کی خاطر میں نے خجالت محسوس کی کہ کسی کے سامنے اپنی حاجت ظاہر کروں بھوک نے مجھے کمزور کر دیا حتیٰ کہ میں سید الشہداء کے حرم میں داخل ہوا۔ میں نے حضرت کو عرض کی اگر آپ کی طرف سے میری مدد نہ ہوئی تو مجبوراً مجھے کچھ سونا جو آپ۔ سے تعلق رکھتا ہے حاصل کرنا پڑے گا میں نے اس قسم کے فقرے ادا کئے اور مختصر سی زیارت پڑھ کر حرم سے نکل آیا صحن کے درمیان میں نے دیکھا کہ شیخ رحمت اللہ جو شیخ مرتضیٰ انصاری کے خادم تھے، میرے پاس آئے اور کہا شیخ نے مجھے حکم دیا ہے کہ آپ کو ان کی خدمت میں حاضر کروں پس ہم دونوں مل کر شیخ کی منزل پر گئے۔ تیس تومان مجھے عطا فرمائے اور فرمایا آپ کے جد نے آپ کے خرچ کے لئے یہ رقم میرے پاس رکھی ہوئی ہے میں نے رقم لی اور واپس چلا آیا چند قدم آگے چلا تو مجھے پیچھے سے آواز دی فرمانے لگے اب حضرت کی ضریح سے سونا نہ لینا۔ مردانِ علم در میدانِ عمل۔

شیخ حسن بحرانی عالم فاضل اور سادگی

اعیان الشیعہ میں شیخ حسن بحرانی مرحوم کے بارے کتاب انوار البدرین سے نقل ہے کہ

شیخ حسن اپنے علم و فضل کے باوجود اپنے تمام کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے اپنی اور اپنے خانوادہ کی گزران ان کے ہاتھوں کی کمائی کی مرہونِ منت تھی۔ شیخ ثقہ احمد بن صالح میرے لئے نقل فرماتے ہیں کہ چند مسائل علمائے اصفہان کی جانب سے حاکم بحرین کے وسیلہ سے جو دولتِ ایران کی طرف سے مقرر تھے علمائے بحرین کی طرف روانہ کئے کہ وہ ان کا جواب دیں ان میں سے کچھ مسائل شیخ حسن بحرانی کو بھیجے گئے تھے قاصد یہ مسائل پہنچانے اور جواب حاصل کرنے کے لئے دھستان گیا جو ایک چھوٹی سی بستی ہے وہاں ایک فقیر شخص دیکھا جو ڈول کے ساتھ کنوئیں سے پانی کھینچ رہا ہے اور اپنے چھوٹے سے باغ کو سیراب کر رہا ہے وہاں اس شیخ کے متعلق پوچھا۔ قاصد کو ان کی نشان دہی کرائی گئی قاصد نے ایک شخص کو دیکھا جو ضعیف الجثہ ہے اور ڈول کے ساتھ اپنی چھوٹی سی کھیتی کو پانی دے رہا ہے۔ اس نے گمان کیا کہ اس سے مسخرہ کیا گیا ہے خشمگیں ہو گیا اور جس نے یہ بتایا تھا اُسے مارنے لگا شیخ کو ماجرے کا علم ہوا اور کوئی آدمی اس کی طرف بھیجا اُسے سمجھایا کہ شیخ حسن بحرانی خود وہی ہیں۔ اس وقت اپنی چھوٹی سی بچی جو آپ کے ساتھ معاونت کر رہی تھی کو بھیجا وہ قلم و دوات لے آئی اور بغیر کسی کتاب کی طرف رجوع کرنے کے مسائل کا جواب لکھ دیا۔ قاصد

حنفیہ جو علمائے ایران کی جلالت اور دبدبہ دیکھا ہوا تھا یہ منظر دیکھ کر بہت متعجب ہُوا۔ مردانِ علم درمیدانِ عمل۔

زہد وقناعت خلیل بن احمد فراہیدی

خلیل بن احمد فراہیدی دوسری صدی ہجری میں گزرا ہے علم عروض کا عالم اور کتاب "العین" کا مولف تھا امام جعفر صادقؑ کے اصحاب سے تھا کہتے ہیں یہ ایک صالح اور قانع شخص تھا النضر کہتا ہے بصرہ کے ایک معمولی کمرے میں چٹائی پر گذران کرتا تھا اور اس کے پاس ایک سیاہ پیسہ بھی نہ ہوتا تھا حالانکہ اس کی دانش زمانے میں مشہور تھی اس کے شاگرد جنہوں نے اس سے علم حاصل کیا تھا بہت مال کما لیا تھا کہتے ہیں ان کا زہد انتہا پر پہنچا ہوا تھا اور یہاں تک پہنچا ہوا تھا بیان کرتے ہیں کہ کسی بادشاہ نے اس سے خواہش کی کہ میرے پاس آکر میرے بچوں کو ادب سکھائے جب قاصد اس کے پاس پہنچا تو اس کے ہاتھ میں ایک خشک روٹی کا ٹکڑا دیکھا جو کھا رہا تھا۔ اس نے قاصد کی طرف رُخ کیا اور کہا اس شخص کی طرف چلے جاؤ جس نے تمہیں بھیجا ہے اور اُسے میری یہ بات سُنا دو کہ جب تک اس قسم کا خشک ٹکڑا مجھے ملتا رہے گا مجھے تمہارے پاس آنے کی حاجت نہیں ہے اور یہ اس بادشاہ کے پاس نہ گیا۔ مردانِ علم درمیدانِ عمل

مولف قصص العلماء کا خواب

علامہ تنکابنیؒ فرماتے ہیں جوانی میں ایام محرم میں کتب مقاتل کا مطالعہ کر رہا تھا کہ ایک رات مجھے یہ وہم ہوا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سید الشہداء کے اصحاب سے جو بھی میدان میں جاتا تھا تو اشرار کی کثیر تعداد کو واصل جہنم کر لیتا تھا باوجودیکہ لشکر مخالف کے لوگ بھی دلیر اور شجاع تھے ان سے شجاعت کیوں ظاہر نہیں ہوئی پس میں نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ واقعہ کربلا رونما ہو گیا ہے اور یہ فقیر (میں) بھی سید الشہداء کے لشکر میں ہوں۔ ناگاہ ایک شخص میرے پاس آیا اور کہا کہ اب جہاد کے لئے آپ کی نوبت ہے میں نے کہا میرے پاس ہتھیار نہیں ہے اس شخص نے ایک شکستہ ناکارہ چاقو میرے ہاتھ میں دیا اور کہا یہ تمہارا ہتھیار ہے میں نے کہا لشکر مخالف کہاں ہے۔ پس اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم ایک دیوار کے پاس آ گئے ہم نے دیکھا کہ بے شمار چیونٹیاں اس دیوار پر چل رہی ہیں اس نے کہا یہ چیونٹیاں لشکر مخالف ہیں پس میں نے اس ناکارہ چاقو کے ساتھ چند خط کھینچے اور ہر خط

میں بے شمار چیونٹیاں نیچے گر پڑیں۔ پس میں بیدار ہوا اور سمجھ گیا کہ یہ شجاعت کا مطلب اور مفہوم تھا اور یہ خواب میرے شبہ کو دور کرنے کے لئے تھا جو میرے قلب میں خلجان کر رہا تھا اور بحمد اللہ بعین الیقین یہ شبہ رفع و دفع ہو گیا۔ قصص العلماء

علم کی ناقدری (ابن میثم بحرانی)

ابن میثم بحرانی (الشیخ مفید الدین) صاحب شرح نہج البلاغہ و دیگر کتب جو مختلف علوم میں بہت دسترس رکھتے تھے۔ اپنے ابتدائی حالات میں گوشہ گیر اور مخفی تھے اور کوئی انہیں پہچانتا نہیں تھا۔ فضلاء عراق نے انہیں لکھا کہ عجب ہے کہ آپ علم میں اتنی مہارت رکھنے کے باوجود معزز و قیمتی جامہ نہیں رکھتے ان بزرگوار نے جواب میں لکھا۔ طلبت فنون العلم ابغی بها العلی۔ فقصرنی عما سموت به العقل۔ میں نے مختلف قسم کے علوم طلب کئے جن کے ساتھ میں بلندی چاہتا تھا پس جن علوم کے ساتھ میں بلند ہو سکتا تھا ان سے مجھے عقل نے روکا۔ تبیّن لی ان المحاسن کلّها۔ فروع و انّ المال فیها هو الاصل۔ میرے لئے یہ بات واضح ہو گئی کہ تمام خوبیاں فروع ہیں اور مال و دولت ہی اصل ہے جب یہ اشعار علمائے عراق کے پاس پہنچے تو انہوں نے واپسی جواب لکھا کہ آپ نے ان اشعار میں اپنے آپ کو معرض خطا و خطر میں ڈال دیا ہے مال کو اصل ہونے کا حکم صادر فرمایا ہے اس وقت ابن میثم نے اپنے حکم کی تائید میں ایک قدیم شاعر کے یہ اشعار لکھ کر روانہ کر دیئے۔ فقلت قول امرء حکیم۔ ما المرء الا بدرهمیه۔ پس میں نے دانا آدمی کی بات کہی کہ انسان صرف مال و دولت کے ساتھ ہی ہے۔ من لم یکن درهم لدیه۔ لم یلتفت عرسه الیه۔ جس آدمی کے پاس مال و دولت نہ ہو اس کی بیوی بھی اس کی طرف توجہ نہیں کرتی جب اس نے یہ جانا کہ یہ اشعار بھی انہیں مطمئن نہ کر سکیں گے تو خود عراق کی طرف متوجہ ہوئے اور مدارس عراق کا ایک پرانا و میلا لباس جو عام طلباء پہنتے تھے پہن کر درس میں وارد ہوئے اور سلام کیا اور درس کے جوتوں والے مقام پر بیٹھ گئے اس جماعت نے ان کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ ملتفت نہ ہوئے۔ اثنائے درس میں ایک مسئلہ پر جو بہت مشکل تھا بہت بحث ہوئی لیکن

مذاکرات کسی نتیجہ پر نہ پہنچے۔ ابن میثم نے اس مسئلہ پر بالبداہت بیان شروع کر دیا کہ اس مسئلہ کا جواب۔ اب تمام حاضرین نے بطور استہزاء کہا کہ تو عجیب طالب علم ہے وقت ضائع کر رہا ہے پھر کھانا لایا گیا لیکن اسے دسترخوان پر دعوت نہ دی گئی بلکہ ایک مٹی کے برتن میں کچھ غذا اس کے لئے الگ کر لی اور اسی جوتوں والے مقام پر اس کے پاس رکھی اور خود تمام اس دسترخوان پر کھانا کھانے میں شروع ہو گئے جب مجلس برخواست ہوئی وہ بھی مدرسہ سے چلے گئے اور ایک بہت قیمتی نیا لباس عمامہ۔ قبا و عبا مہیا کی دوسرے روز اس کو پہنا اور درس میں حاضر ہوئے جب حاضرین کو دور سے نظر آئے تو وہ تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور انہیں صدر مجلس میں بٹھایا جب درس شروع ہوا۔ ابن میثم نے ایک مسئلہ شروع کر دیا اور کمزور اور بے پایہ دلائل شروع کر دیئے جن کا عقل و شرع کے نزدیک کوئی اعتبار نہ تھا اپنا مدعا ثابت کرنے کے لئے۔ ان لوگوں نے ان کی باتوں کو قبول کیا اور خوب داد و تحسین کی پھر اس کے بعد جب کھانا لایا گیا تو طلباء نے انہیں کمال ادب کے ساتھ مقدم کیا اور بڑے احترام کے ساتھ دسترخوان پر رکھا۔ ابن میثم نے کھانا کھانے کے وقت اپنی آستین کھولی اور اپنی قبا کو طعام کے ظرف میں رکھ دیا اور کہا۔ کھا اے میری آستین کھا۔ طلباء متعجب ہوئے کہنے لگے یہ کیا حرکت ہے؟ ابن میثم نے جواب میں کہا تم لوگ یہ کھانا میرے لباس کے لئے لائے ہو نہ کہ میری ذات کے لئے۔ ورنہ میں تو کل بھی اسی مجلس میں آپ لوگوں کے پاس تھا اور کلمات حق بیان کئے تھے لیکن آپ لوگوں نے پروا نہ کی اور مجھے اپنی محفل میں بیٹھنے کی اجازت بھی نہ دی لیکن آج جبکہ میں اپنے اس نفیس لباس کے ساتھ آیا ہوں اور فقراء کے لباس میں نہیں ہوں اس قدر احترام کر رہے ہو اور میرے باطل اور لغو بیان پر بھی داد دے رہے ہو اور دسترخوان پر میرے لئے بہترین غذا لائے ہو پس اب معلوم ہوا کہ حق میرے ساتھ ہے کہ جو اشعار میں نے بھیجے تھے حق تھے اور آپ لوگ مجھے غلطی پر سمجھ رہے تھے۔ میں ہی ابن میثم بحرانی ہوں جس نے یہ رویہ اختیار کیا ہے تاکہ عملاً آپ کے لئے یہ ثابت کروں کہ میں اپنے دعوے میں جو اہمیت مال کے بارے تھا، حق پر تھا۔

مردان علم در میدان عمل۔

۲۔ یہاں پر اسی طرح کی ایک دیہاتی داستان کا بیان بھی دلچسپی اور فائدے سے خالی نہیں ایک (دوسری داستان)

شخص کی دو لڑکیاں تھیں۔ مقدر اور حسن اتفاق کہ ایک کی شادی امیر گھر میں ہو گئی دوسری کی غریب گھر میں۔ امیر گھر میں بیاہی ہوئی جب اپنے بناؤ سنگار کے ساتھ اپنے میکے آتی تو ماں باپ اس کی خوب آؤ بھگت کرتے چاپلوسی کرتے۔ لیکن غریب گھر والی بہو جب آتی تو تھی تو ان کی بیٹی لیکن اس کی ناداری اور غربت کی وجہ سے بہت بے اعتنائی اور غفلت سے پیش آتے اس بیچاری کو بھی اس امر کا افسوس اور صدمہ تھا۔ اللہ کی کرنی ایسی ہوئی کہ اللہ نے اس کے دن بھی پھیر دیئے اور ان کے ہاں بھی مال کی ریل پیل شروع ہو گئی اور یہ بھی عمدہ لباس اور زیورات سے آراستہ ہو گئی اب والدین کے گھر میں اس کی بھی عزت، خاطر تواضع اور حلوے مانڈے شروع ہو گئے۔ جب کھانے کا وقت آیا تو اس نے اپنے زیورات چوڑیاں اور گلوبند وغیرہ اتار کر سالن میں ڈال دیا اور کچھ حلوے وغیرہ پر رکھ دیئے۔ ماں باپ اور دیگر افراد نے اس حرکت کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا یہ عمدہ اور مرغن کھانے انہیں کے لئے ہیں ورنہ میں تو وہی ہوں جو پہلے تھی۔ والدین یاد رکھیں یا برتاؤ میں مساوات رکھیں یا غریب گھر والی بچیوں کو ترجیح دیں۔

مرحوم نراقی کے اخلاق کی آزمائش

جناب آقا حاج میرزا حسن نوری ہمدانی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ مرحوم ملا مہدی نراقی جو اکثر علوم میں جید عالم اور استاد تھے جس وقت انہوں نے کتاب جامع السعادات جو علم واخلاق اور تزکیہ نفس کے بارے میں تھی، تالیف کی تو اس کا ایک نسخہ انہوں نے نجف اشرف مرحوم سید بحر العلوم کی خدمت میں بھی روانہ کر دیا۔ پھر کچھ مدت بعد خود زیارت عتبات عالیات کے لئے نجف اشرف میں وارد ہوئے علماء اس عالم ربانی کے احترام کی خاطر ان کی ملاقات کے لئے آئے۔ صرف مرحوم بحر العلوم ان کی ملاقات کو تشریف نہ لائے۔ یہاں تک کہ چند روز بعد مرحوم نراقی خود سید بحر العلوم سے ملنے کے لئے تشریف لے گئے باوجود اس کے بھی سید نے مرحوم نراقی کا کوئی احترام یا توجہ نہ کی۔ نراقی پھر چند روز بعد مرحوم بحر العلوم کی زیارت کے لئے ان کی منزل پر تشریف لے گئے اور کچھ دیر ان کے پاس بیٹھے رہے لیکن اس دفعہ بھی پہلے کی طرح سید نے اس مرحوم پر کوئی توجہ نہ دی اور مرحوم نراقی واپس چلے آئے پھر نئے سرے سے چند روز بعد سید کی زیارت کا قصد کیا بغیر اس فکر و سوچ کے کہ میں تازہ وارد ہوں اور مہمان بھی ہوں اور چاہیے تھا کہ

سید میری ملاقات کو آتے باوجودیکہ دو مرتبہ میں سید کی زیارت کو جا بھی چکا ہوں اور انہوں نے لاپرواہی کی ہے اور میرا کوئی احترام نہیں کیا۔ پس اٹھے اور سید کی قیام گاہ کی طرف چل پڑے۔ اب تیسری دفعہ جب نراقی سید کے مکان کے دروازے پر پہنچے اور اجازت طلب کی۔ سید صرف ان کے آنے کی اطلاع پاتے ہی کھڑے ہو گئے اور پابرہنہ ان کے استقبال کے لئے تشریف لے آئے انہیں اپنے آغوش میں لیا بوسہ لیا اور بہت عزت و احترام کے ساتھ اپنی منزل میں وارد کیا اور کمال گرمی اور محبت کے ساتھ پذیرائی اور احوال پرسی فرمائی پس احترام بجالانے کے بعد فرمایا کہ آپ نے اخلاق اور تزکیہ نفس میں کتاب تحریر فرمائی ہے اور اس کا ایک نسخہ میری طرف ارسال فرمایا ہے اور میں نے بھی اس کتاب کو اول سے آخر تک پوری دقت کے ساتھ پڑھا ہے الحق کہ خوب کتاب ہے اخلاق اور اپنے آپ کو سنوارنے کے بیان میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ اب آپ ایک بات سن لیں جب سے آپ نجف اشرف میں تشریف لے آئے ہیں اور چند مرتبہ میرے پاس تشریف لائے ہیں اور میں اس مدت میں آپ کو دیکھنے کے لئے بلکہ آپ کی بازدید (یہ ایک اصطلاح ہے علمائے ایران و عراق کی جہان عالم کی ملاقات کیلئے) بھی نہیں آیا ہوں بلکہ میں نے عمداً آپ کے لئے بے اعتنائی سے کام لیا ہے اس کی وجہ یہ تھی کہ میں چاہتا تھا کہ میں دیکھوں کہ جس طرح آپ نے اپنی کتاب میں اخلاق اسلامی اور تزکیہ نفس اور ہوائے نفس کو مارنے کا ذکر فرمایا ہے کیا آپ مقام عمل اور اپنے نفس کے ساتھ جنگ کرنے میں بھی عملاً اس مقام پر پہنچے ہوئے ہیں یا مانند بعض لکھنے والوں اور بیان کرنے والوں کے کہ جو خوب بیان کرتے ہیں اور لکھتے ہیں لیکن خود اپنی گفتار اور تحریر سے عملاً بیگانہ اور اجنبی ہوتے ہیں؟ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ آپ تزکیۂ نفس کی اعلیٰ منزل پر فائز ہیں اور خود کتاب اخلاق ہیں جو خود اپنے اخلاق کے ساتھ دوسروں کو ہدایت فرما رہے ہیں نہ کہ تنہا اپنی کتاب کے ساتھ۔ مردان علم در میدان عمل۔

ملنگی ڈاکو کی بے نظیر قربانی

یہ آج سے قریباً ڈیڑھ سو سال پیشتر کا سچا اور حیرت انگیز واقعہ اس طرح ہے پنجاب کا مشہور خونریز و جفا پیشہ ڈاکو ملنگی اپنی غارت گری کا مہیب داستانوں کے ذریعے بہت روشناس خلق ہو چکا ہے اس کے گروہ کے تخت و تاراج کا رُخ جس طرف ہو جاتا تھا اس رقبے کے باشندوں کی آنکھوں میں نیند حرام ہو جایا کرتی تھی

کیونکہ وہ علاقہ سورج غروب ہو جانے کے بعد سے فرنگی کی بجائے ملنگی کے زیر حکومت سمجھا جاتا تھا اس واقعیت میں شاعریت کو بالکل دخل نہیں کہ پنجاب بھر کی آوازِ خلق پنجابی زبان کے شعراء کی ہمنوا رہی ہے سے دِنے راج فرنگی دا ۔ تے راتی راج ملنگی دا ۔ ملنگی کے لشکر کی یلغار امن پسندوں کے لئے قہر خدا کی سطوت حاصل کر چکی تھی اس کے دست تظلم نے بہت سی سہاگنوں کے سہاگ اجاڑے، ہزاروں ننھے ننھے بچوں کو سایہ پدری سے چھین کر یتیمی کی گود میں ڈالا۔ سینکڑوں گھروں کو اپنی سفاکی سے بے چراغ کر دیا۔ مختصر یہ کہ کچھ دنوں تک، درندگی، بیدردی و جفاکاری نے ملنگی کا روپ دھار لیا تھا۔ ملنگی کی دل ہلا دینے والی تصویر تو یہ تھی۔ آؤ تمہیں تصویر کا دوسرا رُخ بھی دکھائیں۔ پنجاب کی جس جیل میں اسے کیفر کردار کو پہنچایا گیا اس کے اعلیٰ افسر نے راقم الحروف سے اس کی عبرت آموز و دل سوز داستان کو سناتے ہوئے بیان کیا ہے کہ ملنگی اور اس کے ساتھیوں کو جس صبح پھانسی دی جانے والی تھی، ہم نے اُسے وقت مقررہ سے پہلے اطلاع دی کہ "ملنگی کٹھن منزل آگئی ہے، اپنے آپ کو اس سفر کے لئے تیار کر لو" مگر اس جانگداز اطلاع کا جواب جس بے نظیر شجاعت سے اس نے دیا، اس سے معلوم ہوتا تھا کہ ملنگی موت کو دردِ سر یا معمولی خراش سے زیادہ وقعت نہیں دیتا تھا" وہ اپنے ایک انجام شریک ساتھی کو قرآن مجید کی تلاوت کرتے دیکھ کر للکارتے ہوئے بولا۔ "کم بخت اب بھی قرآن پڑھنے سے باز نہیں آتا۔ تیری اس قرآن خوانی ہی نے تو یہ دن دکھائے کہ میدان جنگ میں بہادروں کی طرح جان دینے کی بجائے ہم مجرموں کی حیثیت سے پھانسی کے تختے پر زندگی ختم کر رہے ہیں چھوڑ تو اب اس قرآن خوانی کو اور بہادری سے موت کا خیر مقدم کرنے کے لئے تیار ہو جا۔"

راوی کا بیان ہے کہ "میں نے ملنگی کے منہ سے قرآن مجید کے متعلق یہ گستاخانہ اور بے ادبانہ فقرے سُن کر اسے ملامت کی کہ کم بخت مسلمان ہو کر قرآن مجید کی توہین کرتا ہے اور پھر ایسے نازک ترین وقت اور زہرہ گداز ساعت میں تو بڑے سے بڑا ظالم بھی خدا کی یاد کرتا ہے اور تو خود تو درکنار، دوسرے کو بھی آخری نیکی سے روکتا ہے۔" ملنگی نے جواب دیا "جناب میں قرآن مجید کی توہین نہیں کر سکتا اس وقت میں نے اپنے اس ساتھی سے ایک واقعے کی طرف اشارہ کیا تھا اور وہ واقعہ یہ تھا کہ ہم گرفتاری سے پہلے جنگل میں ایک محفوظ مقام پر بیٹھے ہوئے تھے اور ہمارا

یہ ساتھی جو اس وقت قرآن مجید پڑھ رہا ہے اس وقت بھی قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف و مشغول تھا۔" "اچانک ہی ہمارے جاسوس نے پولیس کے آنے کی اطلاع دی ہم سب بھاگنے کو تیار ہو گئے۔ ہم اس وقت۔ بھاگ کھڑے ہوتے تو کبھی گرفتار نہ ہو سکتے۔ لیکن ہمارے اس ساتھی نے کہا کہ میں جب تک قرآن مجید کا یہ پارہ ختم نہ کر لوں، تلاوت نہیں چھوڑ سکتا۔ ہم نے اس ظالم سے ہر چند کہا کہ پولیس کی دوڑ آ رہی ہے اور ابھی اس میں اور ہم میں بڑا فاصلہ ہے آؤ بھاگ کر کسی محفوظ مقام پر چلے جائیں پھر تمام عمر آرام سے تلاوتِ کلام مجید کرتے رہنا مگر یہ ساتھی پارہ ختم کرنے سے پہلے ساتھ چلنے پر کسی طرح رضامند نہ ہوا۔" "ہم جان چکے تھے کہ پولیس کی جمعیت سے ہم کسی طرح عہدہ برآ نہ ہو سکیں گے ہماری اور پولیس کی مڈبھیڑ ہو گئی تو اس کی گولیوں کا نشانہ بنیں گے یا پھر پھانسی کے تختے پر موت سے دو چار ہونا پڑے گا۔" "یہ سب کچھ تھا موت ہی پھانسی اور گولیوں کے بھیس میں گھور رہی تھی۔" "ایک طرف اس ساتھی کے ساتھ موت اور دوسری جانب زندگی کے لئے فرار۔ ان دو صورتوں میں سے ہمیں کسی کو انتخاب کرنا تھا چنانچہ ہم نے دوست کے ساتھ مرنا گوارا کر لیا کہ جو شخص قرآن دوستی کے مقابلے میں اپنی جان کی پروا نہیں کرتا ایسے دوست پر اپنی جان بھی قربان کر دینی چاہیئے لہٰذا اسے تنہا چھوڑ کر زندہ رہنا ہمیں کسی طرح منظور نہ ہوا۔ کیونکہ دوستوں کے ساتھ ہی مرنے اور جینے کا کچھ لطف ہے۔" میں نے یہ ساری کہانی یا سچا واقعہ ملنگی کے آخری فقروں کے لئے بیان کیا ہے کہ یہ داستان ہماری دیہاتی معاشرت میں روزمرہ کے واقعات کی حیثیت رکھتی ہے۔ ملنگی ایک ڈاکو، سفاک، جفا پیشہ اور ستمگر درندہ رحم کے نام سے ناآشنا، جور و جفا کا خوگر تھا۔ سچ ہے کہ اس کے کالبد خاکی میں بہت سی گھناؤنی برائیاں موجود تھیں لیکن ایثار و دوستی کا جو درخشاں کارنامہ عہد وفا کی استواری کی شکل میں دکھایا وہ دوست داری کی تاریخ میں ہمیشہ جگمگاتا رہے گا۔ ہندو بھی بت پرست مسلمان خدا پرست۔ ہم پوجتے ہیں اس کو جو ہو آشنا پرست۔ یہ ہے وہ کیریکٹر جس کی نشو و نما عموماً مشرقی فضاؤں میں ہوتی ہے دانستہ طور پر اور بھیانک نتیجہ سے باخبر ہوتے ہوئے بھی چاہِ مرگ میں کود جانا ایک بے نظیر قربانی ہے جس پر حضرت امیر خسرو کا یہ شعر بخوبی صادق آتا ہے ؎ بچوں زنِ ہند کے

درہمتِ مردانہ نیست ۔ سوختن پر شمع مردہ کار ہر پروانہ نیست ۔ بشکریہ و دعا ۔ مخزنِ اخلاق

گریجویٹ جاہل کیسے ؟

ایک گریجویٹ اتفاقاً اپنی عینک گھر بھول آئے بازار میں ایک نوٹس چسپاں دیکھ کر ایک پاس کھڑے ہوئے آدمی سے دریافت کیا ۔ " جناب اس نوٹس میں کیا لکھا ہے ؟ ذرا پڑھ دیجئے ۔" وہ بولا ۔ حضرت افسوس ! میں پڑھ نہیں سکتا ۔ بدقسمتی سے میں بھی آپ کی طرح جاہل ہوں ۔

نیک وزیر کا سلطان کو دلیرانہ جواب

ابومنصور جو سلطان طغرل کا وزیر تھا ۔ خدا ترس اور دانا انسان تھا ۔ ہر صبح نماز فرض پڑھتا اور سجادہ پر بیٹھ جاتا اور طلوعِ آفتاب تک ورد وظیفہ پڑھتا رہتا ۔ پھر خدمتِ سلطان میں حاضر ہوتا ۔ ایک دفعہ بادشاہ کو ایک مہم درپیش آگئی ۔ سلطان نے وزیر کو بہ تعجیل طلب کیا آدمی بلانے آیا تو وہ سجادہ پر بیٹھا تھا ۔ اس کی طرف متوجہ نہ ہوا ۔ حاسدوں کو بات ہاتھ آگئی اور شکایت کا موقعہ مل گیا ۔ انہوں نے بادشاہ کو بہکایا کہ وزیر نے ایسے ضروری فرمانِ شاہی پر توجہ نہیں کی اور معتبر نہ سمجھا ۔ بادشاہ کے غصے کی آگ بھڑک اٹھی جب وزیر اپنے معمولِ وظائف سے فارغ ہوگیا تو بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ سلطان نے اس کو سختی سے پوچھا کہ اتنی دیر سے کیوں آیا ؟ اس نے کہا " اے بادشاہ میں خدا کا بندہ ہوں اور آپ کا چاکر جب تک اس کی بندگی سے فارغ نہ ہو جاؤں آپ کی چاکری پر حاضر نہیں ہو سکتا ۔ بادشاہ اس کے اس دلیرانہ سچے جواب سے آبدیدہ ہوگیا اور اس کی بہت تعریف کی ۔ اور کہا کہ خدا کی بندگی کو میری چاکری پر مقدم رکھ کہ اس کی برکت سے ہمارے سب کام درست ہو جائیں ۔

تقدیر تدبیر پر غالب ہے

نظام الملک بادشاہ کا وزیر پہلے نہایت مفلس تھا ۔ باورچی خانہ کے داروغہ کے پاس جا کر نوکر ہوا تھا وہ اسے حساب کرنے کے واسطے دیوان کے ہاں بھیجا کرتا تھا ۔ دیوان نے جب اس کی چال ڈھال اچھی دیکھی اپنے پاس پیش کاری پر رکھا پھر چند روز میں اسے اپنا نائب بنا لیا ۔ اتفاقاً دیوان سخت بیمار پڑ گیا اور بادشاہ کو سفر درپیش ہوا ۔ فرمایا کہ اس کا نائب ہمارے ساتھ چلے ، نظام الملک کے پاس کچھ لوازمہ سفر کا مہیا نہ تھا اور نہ دیوان سے اس کی علالت کی وجہ سے کچھ کہہ سکتا تھا نہایت متحیر ہوا ۔ اس حیرانی میں ایک مسجد میں جا کر نماز پڑھ کے ایک ستون سے لگ کر سر زانو پر دھرے سوچ میں بیٹھا تھا کہ ایک اندھا لاٹھی ٹیکتے

ہوئے مسجد میں آیا اور پکارا مسجد میں کون ہے؟ یہ چپ رہا۔ اسی طرح اس نابینا نے کئی مرتبہ آواز دی لیکن اس نے زبان نہ ہلائی۔ پھر اندھے نے لاٹھی پھرا کر ساری مسجد ٹٹولی لیکن یہ اپنے تئیں بچاتے ہوئے ادھر ادھر کھسک جاتا۔ جب وہ خوب احتیاط کر چکا اور سمجھا کہ اب تو یہاں کوئی بھی مسجد میں نہیں، مسجد کا دروازہ بند کر دیا اور محراب کے نیچے سے فرش الٹ کر اور اینٹ سرکا کر ایک لوٹا زمین سے نکالا اس میں ہزار اشرفی تھی انہیں انڈیل کر تھوڑی دیر ان سے کھیلتا رہا پھر اسی لوٹے میں وہ اشرفیاں ڈال کر اسی جگہ رکھ اسی پر اینٹ بٹھا اور بوریئے سے چھپا کر باہر چلا گیا۔ نظام الملک وہ تمام زر نکال کر بار برداری، اونٹ، گھوڑے، خیمہ و دیگر سامان تجمل درست کر کے سلطان کی رکاب سعادت میں روانہ ہوا اور ہر وقت کی حضور باشی سے روشناس ہو گیا جب سفر سے مراجعت کی دیوان کی رحلت ہو چکی تھی اسی کے نام دیوانی مقرر ہو گئی اس میں کچھ خیر خواہی بن پڑی تو درجۂ وزارت کو پہنچا ایک روز شہر کے بازار میں چلا جاتا تھا کہ اسی اندھے کو رستے میں گدائی کرتے ہوئے شکستہ حال بیٹھا دیکھا اپنی طرف بلا کر خلوت میں اس سے پوچھا کہ تیرا مال جو جاتا رہا تو نے پایا یا نہیں؟ اندھے نے یہ سنتے ہی کود کر وزیر کا دامن پکڑ لیا اور کہا "ہاں ہاں! ابھی پایا ہے"۔ پوچھا "کیونکر" وہ بولا "اس لئے کہ میں نے یہ بھید کسی سے نہ کہا تھا تو نے جو ذکر کیا تو معلوم ہوا یہ کام تیرا ہی ہے"۔ تب وزیر نے وہ زر اسے دلوایا اور اپنی طرف سے ایک گاؤں اسی کی ملک کر دیا۔ نتیجہ یہ کہ جب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ کسی کو دولت بخشے تو اس کے اسباب بے رنج و سعی میسر کر دیتا ہے۔ بخت خنداں ہو اگر دنداں سے سنداں توڑ دے۔ بخت خواب آلود میں فالودہ دنداں توڑ دے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے ۔ باہر کہ راست آید ۔ از جیب در راست آید ۔ ؎

دولت بہ تقدیر کو تدبیر کی حاجت نہیں ۔ معدنِ زر ہے جہاں اکسیر کی حاجت نہیں۔

سادھو کی جانچ کیسے کی؟

ایک سرد مزاج بُرد بار شخص نے ایک سادھو کی جانچ کرنی چاہی کہ دیکھوں سادھو کیسے ہیں؟ اور پھر ان کا چیلا بن جاؤں چنانچہ وہ ان مہاتماجی کے پاس گیا۔ دیکھا تو وہ حضور اپنی کٹیا میں بیٹھے ہیں۔ اس شخص نے کہا۔ "مہاراج! تھوڑی سی آگ دے دو"۔ سادھو نے کہا "بھائی آگ میری کٹیا میں نہیں" دراصل آگ تھی بھی نہیں۔ لیکن اس شخص کا مقصود تو اتنا معلوم کرنا تھا اس لئے اس نے پھر کہا۔ "مہاراج! آگ

تھوڑی سی ہی دے دیجئے۔" تب سادھو نے اور منہ بنایا اور غضب ناک ہو کر کہا کہ" چلا جا۔ کیسا آدمی ہے ہم تو کہتے ہیں کہ آگ نہیں ہے، یہ مانتا ہی نہیں اور مانگے چلا جاتا ہے"۔ اس پر اس شخص نے کہا۔" مہاراج دھواں تو اٹھتا ہے تھوڑی ہی دے دیجئے"۔ اب تو سادھو کو اس قدر غصہ آیا کہ مارے غضب کے منہ اور آنکھیں سرخ ہو گئیں اور سونٹا اٹھا کر مارنے کو دوڑا۔ اس شخص نے ہاتھ جوڑے اور پاؤں پڑ گیا اور کہنے لگا۔" مہاراج! اب تو آگ اچھی طرح جلنے لگی۔ اب آپ مہربانی فرما کر میری گستاخی معاف فرمائیں" سادھو نے کہا" تو مجھ سے بار بار کیوں آگ مانگتا تھا"؟ اس شخص نے کہا" مہاراج! میں نے آپ کی خاکساری کی جانچ کی تھی جو غصہ آپ کو پہلے آیا تھا وہ آگ کا سلگنا اور دھوئیں کا اٹھنا تھا اور جو غصہ بعد میں پیدا ہوا وہ گویا آگ کا پورے طور پر بھڑک اٹھنا تھا یہ آگ آپ کے دل سے پیدا ہوئی اور منہ کے راہ نکلی پہلے یہ اپنے آپ کو پھر دوسرے کو جلاتی ہے آپ میں اگر خاکساری ہوتی تو غصہ کی آگ آپ کو ہرگز نہ جلاتی جیسا کہ آگ کا خاک پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ سچ ہے جس طرح خاکساری سے بڑھ کر کوئی نیکی نہیں اسی طرح دل آزاری سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں۔

شادی جنون ہے

عدالت میں جج نے خاوند سے کہا کیا جنون طلاق کا سبب ہو سکتا ہے؟ شوہر نے جواب دیا۔ جی نہیں، طلاق کا سبب تو نہیں، لیکن شادی کا سبب ہو سکتا ہے۔

عیوب سے آگاہ کرنے کا نتیجہ

زید بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنے ایک دوست سے اس بات کا فیصلہ کر لیا کہ ایک دوسرے کو اس کے عیوب سے آگاہ کرتے رہیں گے۔ پوچھا گیا پھر اس کا نتیجہ کیا برآمد ہوا؟ زید نے جواب دیا اسی وجہ سے اب دس سال سے ہماری بول چال بند ہے حالانکہ حدیث میں ہے احب الی اخوانی من اھدا عیوبی الی۔ میرا وہ دوست مجھے بہت پیارا ہے جو میرے عیوب میرے سامنے ہدیہ کے طور پر پیش کرے۔

نوجوان کا برمحل جواب

ایک شخص نے ایک نوجوان کو کہا" تمہارے منہ پر بال اُگ آئے ہیں ایسے نوجوان ہو کر پھر بھی ایک چور سے تم ڈر گئے"۔ نوجوان نے جواب دیا جناب! میرے منہ پر بال اُگے ہیں پستول نہیں اُگے کہ میں چور کا مقابلہ کر سکتا۔

زندگی اور روزی اللہ کے اختیار میں ہے

ایک شخص نے سفر کو جاتے وقت اپنی بیوی سے پوچھا "تمہارے لئے کتنے دن کے کھانے کا سامان کر جاؤں؟ عورت نے جواب دیا کہ "جتنے دن میری زندگی ہو" مرد بولا۔ "زندگی میرے ہاتھ میں نہیں ہے" عورت نے جواب دیا "روزی بھی تمہارے ہاتھ میں نہیں"

امیدوار کا سچا جواب

ایک آفیسر نے انٹرویو لیتے وقت ایک امیدوار سے پوچھا کیا تمہارے کوئی غریب رشتہ دار ہیں؟ اس نے جواب دیا۔ "جی ہوں گے لیکن میں ان کو نہیں جانتا۔ آفیسر نے پوچھا "تو کیا کوئی امیر رشتہ دار ہے؟ امیدوار نے جواب دیا "جی ہوں گے لیکن وہ مجھے نہیں جانتے"

پیر کی چالاکی

ایک مرید نے پیر صاحب سے عرض کی کہ حضور فرمادیں میرے گھر میں لڑکا ہوگا یا لڑکی۔ پیر صاحب نے تعویذ لکھ کر دیا اور اس پر صرف یہ تین حرف تھے (لڑکی نہ لڑکا) اور کہا جب بچہ پیدا ہو تو تعویذ کھول کر دیکھنا جو کچھ آج لکھ رہا ہوں وہی کچھ پیدا ہوگا، اب ان تین لفظوں کی ادائیگی بدلنے سے چار معنی ہو سکتے تھے۔ توجہ فرمائیں لڑکی نہ۔ لڑکا۔ اس طرح لڑکا ثابت ہوگا۔ دوسری طرح لڑکی۔ نہ لڑکا۔ اب معلوم ہوا کہ پیر صاحب نے لڑکی کی پیدائش کی خبر تحریر فرمائی تھی۔ اگر مخنث پیدا ہوا تو پھر بھی پیر صاحب ولی ہی رہے کہ انہوں نے فرمایا تھا۔ لڑکی نہ لڑکا یعنی مخنث ہوگا اور اگر اسقاط ہو گیا تو پیر صاحب کی دلالت پھر بھی برقرار رہی۔ یعنی پیر صاحب نے تو تحریر فرما ہی دیا تھا کہ لڑکی نہ لڑکا۔ یعنی اسقاط ہوگا۔ پیر صاحبان اپنے سادہ لوح مریدوں کو اس طرح الو بنا کر اپنا الو سیدھا کرتے ہیں۔

دنیادی پیر کا چکر

بیان کرتے ہیں ایک پیر صاحب مریدوں کے ہاں تشریف لے گئے۔ تو مریدوں نے عرض کی۔ حضور کیا وجہ ہے کہ آپ اس دفعہ بہت ہی کمزور ہو گئے ہیں۔ پیر صاحب نے فرمایا تمہیں کیا معلوم کہ ہمیں کیا کچھ کرنا پڑتا ہے۔ بات یہ ہے کہ اب سے پچاس برس کے مرے ہوئے مرید پل صراط پر رکے ہوئے تھے کیونکہ پل صراط تلوار کی دھار سے تیز اور بال سے باریک۔ قدرت نے قائم کی ہوئی ہے میں اپنے ان مریدوں کو اٹھا اٹھا کر پل صراط سے پار پہنچاتا رہا اس لئے اس مشقت کی وجہ سے کمزور، لاغر ہو گیا ہوں۔ مرید بڑے

خوش ہوئے کہ ہمارے پیر صاحب نے کمال کردیا کہ ہمارے بزرگوں کو پیر صاحب نے جنت پہنچا دیا اسی خوشی میں کسی نے پیر صاحب کو گائے دی کسی نے بھینس کسی نے بکری کسی نے گھوڑی کسی نے روپے پیسے۔ غرضیکہ پیر صاحب کی موج ہوگئی۔ دوسرے دن صبح کو ہی پیر صاحب مریدوں کے ساتھ ان کے مربعے تشریف لے گئے تاکہ رات کو جو مال مریدوں نے دیا تھا اسے ایک نظر دیکھ آئیں۔ اتفاق سے کھیت میں پانی لگا ہوا تھا پیر صاحب بنے سے پھسلے اور پانی میں جاگرے مرید سوچنے لگے کہ ہمیں تو فرما رہے تھے کہ میں متوفیوں کو کاندھے پر بیٹھا کر پل صراط سے پار اتارتا رہا ہوں اور ادھر یہ حالت ہے کہ اچھے خاصے بنے سے پھسل کر زمین بوس ہو گئے جہنم پر جو تلوار سے تیز اور بال سے باریک پل ہے اس سے پار ہونا یا پار کرانا اس کے بس کا روگ نہیں ہے مریدوں نے جو رات کو مال دیا تھا وہ واپس لے لیا کہ یہ پیر نہیں بے ضمیر ہے۔

چار ملاؤں کا لطیفہ

کہتے ہیں کسی جگہ چار مولوی وعظ کے لئے اکٹھے ہوئے تقریروں میں چاروں نے قرآن مجید کی آیت انما المومنون اخوۃ پ۲۶ رکوع ۱۳ پر زور دیا صاحب خانہ نے سمجھا کہ ان بزرگوں کا آپس میں بڑا اتفاق ہے اور آیت بھی اتفاق و اتحاد کی پیش کرتے رہے ہیں تو اس نے ایک پرات میں حلوا چاروں حضرات کے سامنے رکھا اور ان سے کہا بسم اللہ شروع کریں۔ اب چاروں نے حلوے اور اس کے اندر ضرورت سے زیادہ گھی پر نگاہ ڈالی تو ہر ایک نے سوچا کہ اس سے تو موت بہتر ہے کہ میرے سامنے یہ ملاں گھی ہضم کرلیں۔ یہ سوچ کر ایک مولوی نے صاحب خانہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا۔ انا اعطینٰك الكوثر پ۳۰ کہ قیامت کو کوثر کی نہر ہو گی زبان سے کوثر کا نام لیا اور ہاتھ سے حلوے میں لکیر کھینچ کر دکھلایا دل میں غرض تھی کہ لکیر میں گھی میری طرف آجائے صاحب خانہ نے تو سمجھا کہ قرآن پاک کی تفسیر کر کے ہمیں کوثر کی خوشخبری دے رہا ہے مگر دوسرے ساتھی اس کی اس حرکت کو سمجھ گئے۔

دوسرے نے صاحب خانہ سے فرمایا۔ حضور صرف ایک ہی نہیں ہو گی بلکہ قرآن مجید میں ہے۔ مرج البحرین یلتقین پ۲۷ قیامت کو ایک نہیں بلکہ دو نہریں ہوں گی۔ کی تو اس نے بھی قرآن مجید کی تفسیر مگر غرض یہ تھی کہ دو لکیروں میں گھی کھینچ کر اپنی طرف کرلوں۔ اب تیسرے کی باری آئی تو اس نے کہا میاں سب کچھ ٹھیک ہے مگر قرآن مجید میں تو صاف ہے جنت

تجری من تحتہا الانہر پ۲ ارے جنت میں بے شمار نہریں ہوں گی یہ کہہ کر پانچ لکیریں حلوے میں کھینچ لیں۔ واحد، تثنیہ، جمع جب خرچ ہو گیا تو چوتھے نے بھی قرآن پاک پیش کیا کہ لوگو! تم جنت کی باتیں کرتے ہو۔ پہلے یقیناً قیامت کا زلزلہ آئے گا یہ کہہ کر اس نے پڑھا۔ اذا زلزلت الارض زلزالہا و اخرجت الارض اثقالہا پ۳۰ پس یہ کہہ کر دونوں ہاتھ مار کر سب کچھ رلا ملا دیا۔ ان چاروں بزرگوں نے قرآن مجید کی ہی تلاوت کی اور ترجمہ بھی صحیح کر کے دکھلایا مگر کام اپنا چلایا اور ایمان گنوایا۔

عورت کی چالاکی

دو میاں بیوی ہر وقت لڑتے رہتے تھے ان کی لڑائی اور شور سے پڑوسی بہت تنگ آ چکے تھے ایک روز تمام پڑوسی مل کر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی منت سماجت کی کہ مہربانی فرما کر ہمیں بھی آرام کا موقعہ دیں۔ ورنہ ہم کہیں کوچ کر جائیں گے۔ عورت نے بہت آؤ بھگت کی یہ لوگ اس پر بہت خوش ہوئے اس نے کہا اگر میں چپ نہ کروں تو خدا مجھے بیوہ کرے رنڈن کرے اور اگر یہ چپ نہ کرے تو خدا اس کا مُنہ کرے۔ یعنی دونوں طرف سے خاوند کی موت مانگی۔

متعصب زمیندار عزاداری کا کیسے معتقد ہوا

علامہ غلام حسین کنتوری فرماتے ہیں میرا قصبہ کنتور سے قریب ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جس کو مکڑیا کہتے ہیں۔ فرماتے ہیں یہ حکایت میرے لڑکپن کی ہے جس کو میرے والد بزرگوار مرحوم نے چشم دید واقعات میں بیان فرمایا ہے وہاں ایک زمیندار سخت متعصب آدمی تھا۔ ایک سال اس نے تمام گاؤں میں حکم دیا تھا کہ جو کوئی تعزیہ بنائے گا اس کا گھر کھود ڈالا جائے گا۔ ذی الحج کی آخری تاریخ یعنی محرم کی چاند رات دوپہر کے وقت یہی زمیندار ایک مکان میں سویا ہوا تھا اتفاقاً۔ مہینہ جیٹھ کا تھا۔ موٹا زیادہ تھا بڑا بھاری کھٹہ (پلنگ) جس کو چار آدمی اٹھائیں اور خود بھی چار آدمی کے برابر۔ یکایک اس کی آنکھ جو کھلی تو اپنی چارپائی دھوپ میں پڑی پائی اپنے نوکروں پر زجر و توبیخ کرنے لگا اسے گمان ہوا اس کے کسی عزیز نے ہنسی دل لگی سے ایسا فعل کیا ہے دوبارہ پھر اسی جگہ چارپائی لے گیا پھر سو گیا پھر آپ کو دھوپ میں پڑا پایا گیا اب زیادہ غضبناک ہوا۔ اور پھر اسی پہلی جگہ جا لیٹا۔ اب کے مرتبہ اس نے امتحاناً سونے سے پہلے اپنے آپ کو روکا کہ

دیکھوں یہ حرکت کون کرتا ہے کہ یکایک اسے ایسا معلوم ہُوا کہ کمرے کی دیواروں کو کوئی جھاڑ رہا ہے آنکھ کھول کر دیکھا چند عورات خوشرو اپنے سروں کے بالوں سے دیواریں جھاڑ رہی ہیں اس نے کہا تم کون ؟ عورات نے کہا دور ہو مردود۔ تجھے خبر نہیں کہ ہماری بی بی فاطمہ زہرا صلوٰۃ اللہ علیہا دختر جناب رسولخدا نے یہ جگہ اپنے فرزند حسین علیہ السلام کی عزاداری کے واسطے پسند فرمائی ہے ہم عورات جن ہیں ہم کو حکم دیا ہے کہ اپنے سر کے بالوں سے اس کی صفائی کریں۔ یہ سُن کر وہ زمیندار بے ہوش ہوگیا جب اس کے اُٹھنے میں دیر ہوئی نوکروں چاکروں نے آکر دیکھا تو غشی میں پڑا ہے کیوڑا وغیرہ منہ پر چھڑکا ہوش میں آیا اور اسی وقت سے عزاداری کرنے لگا۔ اور اپنے تمام گاؤں میں حکم دے دیا کہ جو تعزیہ دار امسال تعزیہ نہ بنائے گا اس کا گھر کھودا جائے گا۔ انتصار الاسلام حصہ دوم صفحہ ۱۴

غمِ حسینؑ کا آنسو شفایابی کا موجب

علامہ غلام حسین کنتوری فرماتے ہیں میرے ایک دوست نے مجھے خبر دی کہ پٹیالہ کے ایک معزز آدمی کی زوجہ کو برص تھا اور دوا سے کچھ اثر نہ ہوتا تھا وہ معظمہ مجلس عزائے مظلوم کربلا کر کے روئی اور آنسوؤں کو اپنے داغوں پر لگایا اور بالکل اچھی ہوگئی۔ نام لینا مناسب نہیں ہے اسی طرح ایک اور مریض اچھا ہوا ہے اسی معتمد کے خط سے معلوم ہوا ہے یہ علاج، علاج روحانی ہے۔ انتصار الاسلام جلد ۱ صفحہ ۲

مکار عورت اور مکار شاہ صاحب (انگلی اور دعا کا برابر اثر)

ایک شخص کی زوجہ حسینہ جس قدر تھی اسی قدر بظاہر پارسا اور اسی قدر مطیع۔ فرمانبردار بلکہ عاشق زار اپنے شوہر کی اور اسی سبب سے شوہر بھی اس پر فدا اور ہر طرح سے اس پر اعتماد کرتا تھا (لٹو ہو رہا تھا) شوہر کے یار دوست اور اعزہ د زن اور مرد سب اس کے پوشیدہ کرتوت سے واقف ہو کر اس کو ملامت کرتے تھے کہ تجھے دامِ تزویر میں اس عورت نے لیا ہے۔ مگر یہ سید سے مسلمان بھلا کب کسی کی سُنتے۔ ایک روز ایسا اتفاق ہُوا کہ شوہر کے سر میں درد اُٹھا اور یہ عورت نوجوان کسی وجہ سے اس کو نیند اس شب زیادہ آتی تھی۔ عورت نے اپنی انگلی میں چاک کر کے نمک مرچ بھر دیا کہ نیند نہ آئے رات بھر شوہر کا سر اپنے زانو پر رکھے ہوئے بیٹھی رہی۔ اس روز سے شوہر کو اور بھی اس کی محبت اور

وفاداری یکے از ہزار ثابت ہوئی مگر سچے دوستوں نے آخر ایک روز اس کی بداعمالی شوہر کے چشم دید کرا ہی دی ۔ اب اس کا بُرا حال ہُوا اور مصمم ارادہ کر لیا کہ دنیا کو ترک کر دے اور فقیر بن جائے ۔ اس لیئے کہ جب ایسی عورت اس کا یہ انجام ہُوا تو بہشت کی حور کہاں سے لائے ؟ چنانچہ گھر بار چھوڑ کر فقیر بنا اور چلا تلاش میں کسی شاہ صاحب تارک الدنیا کے ۔ پھرتے پھرتے اس کا گذر ایک شہر میں ہُوا بزازوں کے بازار میں پہنچا تو دیکھا کہ ایک جھنڈ فقراء کا آ رہا ہے اور آگے آگے سب سے ایک شاہ صاحب گیر دے کپڑے پہنے ہوئے تسبیح ہزار دانہ ہاتھ میں الا اللہ کی صدا زبانی اور قلبی دیتے ہوئے چلے آ رہے ہیں ۔ آتے آتے ایک بزاز کی دکان پر بیٹھے اور چیلوں کے واسطے کپڑا خریدنے لگے اور بزاز سے ہر بار یہی فرما رہے ہیں ۔ بھائی میرے دو پیسے اگر تیری طرف زیادہ جائیں میں نے معاف کئے اور میرے خدا نے ۔ اور تیری اگر ایک کوڑی میری طرف آ جائے تو بھی معاف کر دے ۔ بزاز بھی مگن ہو رہا ہے اور یہ بیوی کی زخمی انگلی والے بھی مست ہو رہے ہیں ۔ آخر شاہ صاحب بزاز کی دکان سے اُٹھے ۔ چند قدم جا کر اپنے تہمت پر ایک دھاگا لپٹا ہوا دیکھا اور چلانے لگے ، ارے بھائی دوڑو خدا کے واسطے یہ دھاگا مال مسلمان ہے اس کے سپرد کرو اور معافی مانگو ورنہ میں تو اسفل السافلین میں گرا ہوتا اور دھاگا چھوڑ کر بزاز کے پاس بھجوا دیا ۔ کہ عورت کی زخمی انگلی والا مسافر شاہ صاحب کے قدموں میں گر پڑا کہ حضور اب آپ سے بہتر خدا رسیدہ دنیا میں کون ہوگا ؛ اب شاہ صاحب اس کو چھاتی سے لگاتے ہیں ۔ بیٹا اٹھو میرے لال اٹھو مگر لال ہیں کہ قدموں سے چمٹے ہوئے ہیں ۔ خدا خدا کر کے سر اٹھایا اور شاہ صاحب کی خانقاہ تک آئے رات کو مہمان رہے صبح کو بیعت کا سوال کیا ۔ شاہ صاحب نے کہا تین دن تم شرعی مہمان ہو چوتھے روز بیعت ہو گی اور شب کو مریدوں کے ساتھ حکم ہوا کہ جاؤ چنانچہ گئے اور ایک مہاجن لکھ پتی کے مکان پر کمند پھینکی ۔ اس زخمی انگلی والی بیوی کے مسافر نے پوچھا ۔ بھائی جان یہ کیا ۔ مریدوں نے کہا چوری کریں گے تم بھی چڑھو ۔ اس نے کہا یہی فقیری بانا ہے ۔ مریدوں نے کہا اور کیا تم کو معلوم نہیں ہے ہے

واعظاں کایں جلوہ بر محراب و منبر میکنند ۔ چوں بخلوت میروند آں کار دیگر میکنند ۔ جب اس نے کہا بھائی آج کی شب مجھے مہلت دیجئے کل سے دیکھا جائے گا ۔ صبح کو یہ شخص شاہ صاحب

کے پاس آکر کہنے لگا۔ حضور بس انگی اور دعا کا بڑا بر اثر ا۔ اب میں تسلیمات عرض کرتا ہوں۔ رخصت۔ انتصار الاسلام جلد ۲ صہ ۲۰۵

غلیظ شاہ کی داستان لکھنؤ میں لوہے والے پُل کے قریب ایک مسجد میں ایک شاہ صاحب اترے۔ بڑے زبردست عامل اور شیخ احسان الہی صاحب رئیس مکتبہ شاہ غلام نبی جو اسماعیل گنج سے قریب تھا وہ بھی ان کے پکے مرید تھے ایک شخص بطور چیلہ کے شاہ صاحب کی خدمت میں رہتا تھا۔ بڑا پابند صوم و صلوٰۃ۔ چند روز کے بعد اس چیلہ نے شاہ صاحب سے اُن کی کرامت سے کچھ حصہ طلب کیا۔ چند روز آرسے جلے میں گذرے۔ آخر ایک روز شاہ صاحب نے کہا اچھا بیٹا آج میں تجھ کو اپنی کرامت سب بخش دیتا ہوں۔ جس مقام پر بیٹھے تھے۔ بچھونا اُلٹا اور ایک تختہ اٹھایا گڑھا کھلا اس میں غلیظ بھرا ہوا اور اسی غلیظ میں اسماء متبرکہ الٰہیہ اور انبیاء کے پڑے ہوئے تھے۔ کہا بس یہی عمل ہے اور اسی میں سب کچھ ہے۔ چیلہ پکا مسلمان تھا اس نے جوتا سے شاہ صاحب کی خبر لی اور شیخ احسان الٰہی کو خبر دی وہ دوڑے ہوئے آئے اور خوب زد و کوب کر کے اس بے دین کو مسجد سے نکالا۔ یہ قصہ ہمارے (علامہ غلام حسین کنتوری) کے زمانہ طالب علمی کا ہے۔ جبکہ ان کا سن ۱۹ برس کا تھا۔ انتصار الاسلام جلد ۲ صہ ۲۳۱

القاب کی بھرمار نہ کرو ایک سچے راوی نے مجھ (علامہ غلام حسین کنتوری) سے آج پانچ روز گذرے بیان کیا کسی رئیس شیعہ نے اپنے منشی سے جو کسی قدر انگریزی بھی پڑھا تھا۔ جناب میر آغا صاحب مرحوم اعلی اللہ مقامہٗ کو خط لکھنے کا حکم دیا۔ منشی نے القاب میں لکھا جناب قبلہ و کعبہ۔ بس۔ جب رئیس کے سامنے دستخط کرنے کو وہ خط پیش کیا تو رئیس نے کہا کہ ہاں اس قدر کم الفاظ جناب کی شان میں۔ تب منشی نے قبلہ و کعبہ کے بعد امام حسینؑ کی لفظ بڑھا کر پیش کی۔ رئیس نے پوچھا یہ کیا۔ منشی نے کہا۔ حضور قبلہ و کعبہ سے بڑھ کر کوئی لفظ تعظیمی مجھے یاد نہ تھے ہاں امام حسینؑ کے لفظ کو میں اپنے عقیدے میں زیادہ عظیم سمجھا ہوں وہی لکھ لایا ہوں۔ (آج کل کے خود ساختہ علاموں کے نام تین تین سطروں میں دیکھے ہیں اس سے اصل نام بمشکل تلاش ہوتا ہے) انتصار الاسلام جلد ۲

حضرت علیؑ نے ستارہ واپس کیا

معتمد لوگوں سے ہم نے یہ روایت سنی ہے ایک نجومی کو معلوم ہوا تھا کہ فلاں ستارہ جس پہاڑ کے محاذی آتا ہے وہ پتھر موم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ جس تاریخ اس کا سامنا کسی پہاڑ سے ہونے والا تھا اس سے دو چار روز پہلے اس نے اپنے معجز نما ہونے اور نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور تاریخ معین پر لوگوں کو جمع کر کے اپنے دعوے کی تصدیق کی غرض سے پہاڑ کو تلوار سے کاٹا۔ اب لوگ اس پر ایمان لانے کو آمادہ ہوئے۔ اس مجمع میں ہمارے امام برحق حضرت علی علیہ السلام بھی تشریف فرما تھے حضور نے لوگوں کو روکا کہ ذرا ٹھہر جاؤ۔ اس کے بعد آپ نے اس منجم سے فرمایا کہ پہاڑ کا کٹ جانا تیری کرامت اور بزرگی سے نہیں ہوا بلکہ وہ ستارہ جس کا اثر پتھر کو موم کر دینے کا ہے جب سامنے آئے تجھے نجوم سے اس کا علم ہوا۔ اسی وجہ سے تو نے دعویٰ معجز نمائی کا کیا ہے اب اگر تو معجز نما ہے تو اسی ستارہ کو پھر اس پہاڑ کے سامنے واپس کر دے اس وقت ہم ضرور تجھے معجز نما کہیں گے۔ اب وہ منجم حیران ہو گیا اور کہنے لگا کہ معجز نما اپنے دعوے کی تصدیق ایک مرتبہ کر دیتا ہے دوبارہ کی کیا ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب اس معجزہ کے معجزہ ہونے میں شک ہو۔ رفع شک کر دینا اس معجز نما کو ضرور ہے۔ اچھا تو یہ بتا کہ وہ ستارہ کے برس کے بعد اس پہاڑ کے سامنے آئے گا۔ منجم نے کوئی تعداد بیان کی آپ نے فرمایا اگر میں ابھی اسی ستارہ کو پہاڑ کے سامنے کر دوں پھر تو میری معجز نمائی کا اقرار کرے گا۔ منجم نے کہا کہ ہاں۔ حضور نے دعا کی اور وہی ستارہ پھر پلٹا اور آپ نے دوبارہ پہاڑ کو کاٹ دیا۔ تب وہ منجم اسلام لایا۔ انتصار الاسلام جلد ۲۔ علامہ غلام حسین کنتوری۔

میں نے اسی قسم کا ایک واقعہ ایک چھوٹے سے رسالے میں پڑھا تھا جسے من وعن تحریر کرتا ہوں جنگِ خیبر کے موقعہ پر حضرت علیؑ نے پتھر میں علم گاڑا تو ایک نجومی جو بالائے قلعہ بیٹھا ہوا تھا آپؑ کی سج دھج دیکھ کر مبہوت ہو گیا۔ سب سے زیادہ حیرانی کی بات یہ تھی کہ پتھر میں علم کیسے گڑ گیا۔ اس نے جلد ہی اپنے علم نجوم سے معلوم کر لیا کہ فلاں ستارہ جو اس وقت یہاں سے گزرا ہے اس میں یہ خاصیت تھی کہ اس کا عکس اگر پتھر پر پڑ جائے تو پتھر کو موم کی

کی طرح نرم کر دے۔ جب علمدار نے پتھر میں علم گاڑا ہے تو اس ستارہ کا عکس اس پتھر پر پڑ گیا اور علم اس کی وجہ سے پتھر میں گڑ گیا۔ اب وہ منجم دریافت کرتا ہے۔ اے علمدار لشکر اسلام دوبارہ بھی اپنے علم کو پتھر میں گاڑ سکتے ہو۔ جناب نے جواب دیا۔ ہاں۔ اور علم کو اکھاڑ کر ایک نکان دیگر پھر پتھر میں گاڑ دیا۔ منجم نے دیکھا کہ وہ ستارہ جو اس قلیل عرصے میں ہزارہا میل مسافت طے کر چکا تھا۔ علم کی نکان کے ساتھ ساتھ کھنچا چلا آیا ہے پھر اس نے آپ کا نام پوچھا۔ فرمایا علیؑ ابن ابی طالب۔ اس نجومی نے خیبر والوں کو آواز دی۔ غلبتم وما انزل علی موسیٰ۔ مجھے حضرت موسیٰ پر نازل ہونے والی توراۃ کی قسم تم آج مغلوب ہو گئے۔ (آپ کے اشارے پر سورج یا ستاروں کے واپس ہونے پر تعجب کرنے کی ضرورت نہیں۔ سورہ نمل میں ہے ۰ قال عفریت من الجن انا اتیك به قبل ان تقوم من مقامك۔ جنوں سے ایک عفریت نے کہا کہ میں بلقیس کا تخت جو شہر سبا میں ہے آپ کے اپنے مقام سے اٹھنے کے قبل لے آؤں گا حضرت سلیمان نے فرمایا یہ وقت زیادہ ہے۔ قال الذی عندہ علم من الکتاب انا اتیك به قبل ان یرتد الیك طرفك۔ ایک شخص نے کہا کہ میں بلقیس کا تخت آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے لا کر پیش کر دوں گا۔ فلما راٰہ مستقرا عندہ۔ پس اس نے اُسے اپنے پاس ہی رکھا ہوا دیکھا۔ قال ھذا من فضل ربی۔ کہنے لگا یہ میرے پروردگار کے فضل سے ہے۔ روضۃ الواعظین میں ہے رسول خدا سے پوچھا گیا جس کے پاس کتاب کا تھوڑا سا علم تھا۔ کون تھا؟ آپ نے فرمایا یہ حضرت سلیمانؑ بن داؤد علیہما السلام کے وصی تھے تو جس نبی اللہ کے وصی کے پاس کتاب کا تھوڑا سا علم تھا وہ تو آنکھ جھپکنے سے پہلے تختِ بلقیس (ولہا عرش عظیم۔ اس کے لئے بہت بڑا شاہی تخت ہے) اتنی دور کی مسافت سے لے آئے لیکن جس کے پاس کتاب خدا کا پورا پورا علم تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ومن عندہ علم الکتاب سے رعدؑ۔ اس کی قوت کا کیا کہنا۔ اس کی ادنیٰ مثال یہ ہے۔ جیسا کہ ڈاکٹر اقبال نے فرمایا ہے۔ ہر کہ ہر آفاق گردد بوتراب باز گرداند ز مغرب آفتاب۔ مولف)

سعدی شیرازی درد زہ کا تعویذ سعدی شیرازی اپنے سفر کے دوران ایک گاؤں کی مسجد کے حجرے میں پڑے تھے۔ گدھا باہر بھوکا کھڑا تھا کسی

شخص کی بیوی کو ولادت کی تکلیف تھی کوئی علاج کارگر نہ ہو رہا تھا۔ اب ان لوگوں کو تعویذ کی سوجھی کسی نے مشورہ دیا کہ مسجد کے حجرے میں کوئی نیک صورت و سیرت بزرگ تشریف رکھتے ہیں ان سے رابطہ قائم کیا جائے۔ سعدی نے تعویذ لکھ کر دیا اور فرمایا یہ کمر میں یا دہنی ران کے ساتھ حامل کے باندھا جائے پھر تو ان کی اور گدھے کی خوب آؤ بھگت کی گئی۔ ان کا تعویذ بھی عجیب تھا۔ مراجا شد خرم را نیز جا شد۔ زن دہقان زاید یا نہ زاید۔ میری بھی جگہ بن گئی اور میرے گدھے کی بھی۔ دہقان کی بیوی جنے یا نہ جنے۔ اتفاقاً لفظ 'مراجا' ولادت کی آسانی کا تعویذ تھا اور اس کی برکت سے آسانی کے ساتھ بچے کی ولادت ہوگئی اور حامل نے خلاصی پائی۔ قارئین بھی ولادت کے لئے 'مراجا' اس مقصد کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ میں بھی منقول تعویذ کے ساتھ یہ (مراجا) لکھ دیا کرتا ہوں۔

مولانا سید علی رضوی کی کرامت

مولانا مذکور ۱۲۱۷ھ میں لکھنؤ میں پیدا ہوئے عراق میں بڑے بڑے علماء سے درس حاصل کیا۔ آپ نے متعدد کتابیں تحریر فرمائیں۔ صاحب جواہر اور سید مہدی طباطبائی جیسے اکابر نے انتہائی عظمت و احترام و جلالت کا ذکر کرتے ہوئے اجازہ ہائے اجتہاد عطا فرمائے۔ فقہ و اصول میں یکتا۔ زہد و ورع میں یگانہ عبادت و حقوق ناس میں بے مثل زمانہ تھے تقویٰ اور گوشہ نشینی شعار سخاوت و قناعت فطرت تھی۔ رات بھر نماز پڑھتے اور وقت سحر اس مسجد میں تشریف لے جاتے جس کے قریب والدین کی قبریں تھیں۔ رات کی تکان سے نیند آتی تو والدہ کی قبر کی پائنتی زمین پر سو جاتے اور دو لمحے بعد پھر عبادت میں مصروف ہو جاتے۔

کربلائی محمد خان تاجر اصفہانی نے خواب دیکھا کہ حضرت امام حسینؑ تشریف فرما ہیں۔ دوسری جانب ایک بزرگ سبز عمامہ باندھے بیٹھے ہیں خانصاحب نے حضرت سے کوئی مسئلہ پوچھا تو حضرت نے فرمایا ان سید سے پوچھو۔ صبح کو مولانا کلکتہ پہنچے اور تاجر موصوف کے مہمان ہوئے کربلائی محمد خان صاحب دیکھتے ہی پہچان گئے۔ بڑی عزت و حرمت سے مہمان کیا۔

ایک سفر میں نماز کا وقت آگیا پالکی اور کام سے قافلہ روک لیا گیا جگہ ڈراؤنی تھی۔ لوگوں نے تامل کیا مگر مجبور تھے سب لوگ اترے اور اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے۔ مولانا نماز

اور وظائف پڑھنے لگے ۔ جنگل سے شیر کی آواز آئی لوگ خوفزدہ ہوکر درختوں پر چڑھ گئے ۔ آپ سے درخواست کی مگر آپ معروفِ عبادت رہے شیر جنگل سے نکل کر آپ کے پاس آیا۔ مولانا نے فرمایا تم حیوانات نہ مکلف ہو نہ گناہ کرتے ہو اسی لئے عتابِ الٰہی سے محفوظ ہو۔ ہم گناہ گار معاصی پروردگار ۔ یہ سُن کر شیر سر جھکائے مادہ کو لئے جنگل کی طرف نکل گیا۔ آپ نے لوگوں سے کہا کہ اب درختوں سے اُتر آؤ۔ مگر کوئی نہ مانا آخر جب سورج نکلا اور لوگ درختوں سے نیچے آئے تو مولانا کے جسم کے کپڑے تبرکاً لے لئے اور اپنے اپنے کفن میں رکھنے کی وصیت کی ۔ ۲۵ ربیع الاوّل ۱۲۶۹ھ کو رحلت فرمائی اور حکیم مہدی علی خان کے مقبرے میں دفن ہوئے ۔ مطلع الانوار ۔

کتے سے اُلفت کا نتیجہ
پہلا لطیفہ

تاج العلماء مولانا سید علی محمد ابن سلطان العلماء سید محمد کی تاریخ ولادت شوال ۱۲۶۲ھ ہے ان کے لطائف اور برجستہ جواب اور خاموش کن مباحثات میں سے چند ایک حکایتیں " تذکرہ بے بہا " سے نقل ہیں ۔ ریل میں سفر کر رہے تھے ۔ راستے میں ایک صاحب سوار ہوئے جن کے ساتھ کتا بھی تھا فرسٹ کلاس یا سیکنڈ کلاس کے ڈبے میں اس وقت بہت کم لوگ سفر کرتے تھے چنانچہ اس ڈبے میں بھی دو تین آدمی ہی تھے یہ صاحب جو برتھ پر بیٹھے ، تو سامنے مولانا کو دیکھ کر شوخی پر اُتر آئے ۔ لگے اس کتے سے کھیلنے جناب قبلہ و کعبہ اس اچھل کود سے منغض ہو رہے تھے آخر اس شخص نے تھک کر کتے کو گود میں بٹھا لیا۔ جناب کو اب نصیحت و امر بالمعروف کا موقعہ مل گیا ۔ آپ نے فرمایا " یہ امر آپ جیسے نفیس مزاج سے بہت بعید ہے " وہ بولے " حفاظتِ جان کے لئے رکھا ہے۔ جہاں کتا ہوتا ہے وہاں فرشتہ نہیں آتا تو ملک الموت بھی دُور رہے گا " آپ نے فرمایا " اس کا مطلب یہ ہوا کہ جو (بھوت پریت) کتوں کی طرح روح قبض کرتے ہیں وہی آپ کی بھی رُوح قبض کرے گا ۔ وہ بہت شرمندہ ہُوا اور معذرت کی ۔ مطلع انوار

خدا کے بیٹے پر ایمان
دوسرا لطیفہ

عیسائیوں سے اکثر مناظرے فرمایا کرتے تھے ۔ پادری بھی آپ کی علمیت و اخلاق کے معترف تھے ایک مرتبہ آپ علیل ہوئے

ایک پادری صاحب عیادت کو آئے۔ مزاج پرسی کے ساتھ ہی کہا اگر آپ خدا کے بیٹے پر ایمان لے آئیں تو سب بیماریوں سے نجات پا جائیں۔ آپ نے فرمایا اگر ایسا ہوتا تو آپ لوگ نہ بیمار ہوتے نہ مرتے اور پادری صاحب! جب ہم نے باپ کا ساتھ دیا تو بیٹے کے ہاتھ میں ہاتھ دینے کی کیا ضرورت ہے۔ مطلع انوار

جہاد کی بات (تیسرا لطیفہ)

عیسائیوں کی تبلیغ کا شباب تھا اور ہر طرف یہ پروپیگنڈا کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا جیسے آجکل ایک خاص گروہ نعرہ لگاتا ہے کہ مذہب استحصال کا ذریعہ ہے۔ کم فہم مسلمان اس نعرے اور پروپیگنڈے سے مرعوب ہو چکے تھے اور اہلِ علم اس جہاد کو دفاع کہہ کر جان بچا لیتے تھے تاج العلماء سے پادری ملنگی ملنے آئے۔ باتوں باتوں میں پادری صاحب نے کہا۔ اسلام میں یہ بہت بے انصافی ہے کہ لوگوں کو بالجبر مسلمان کرتے ہیں چنانچہ جہاد کو فرض سمجھتے ہیں۔ حالانکہ عقل اسے ناروا جانتی ہے۔ جناب قبلہ وکعبہ اس بات کو ٹال گئے اِدھر اُدھر کا ذکر کرتے کرتے "ستی" کی رسم پر آ گئے۔ انگریز بڑا فخر کرتے تھے کہ یہ منحوس رسم ہم نے ختم کی۔ پادری صاحب بولے اب یہ نامعقول رواج موقوف ہو گیا۔ حکام وقت نے اس پر بڑی سخت سزائیں دی ہیں۔ قبلہ وکعبہ نے فرمایا۔ دنیا کا ستی ہونا تو آپ کو ایسا ناگوار ہوا کہ آپ نے حاکمانہ دجابرانہ دخل دیا۔ اب آپ ہی سوچئے کہ آنحضرتؐ ہمیشہ کے لئے کفار کا ستی ہونا کیسے گوارا کر لیتے اور کیوں نہ حاکمانہ انداز میں ان کو روکتے۔ یہودیت و عیسائیت کے جواب اور ان کی کتابوں میں مہارت آپ پر ختم تھی۔ مطلع انوار

آیتِ قرآن سے نوجوان پر غش طاری ہو گیا۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔ ایک دن صحابیٔ رسولؐ حضرت سلمان فارسی لوہے والے بازار سے گزر رہے تھے۔ آپ نے وہاں ایک نوجوان کو دیکھا جو زمین پر گرا پڑا چیخ و پکار کر رہا تھا اور بہت سارے لوگ اس جوان کے اردگرد جمع تھے لوگوں نے جونہی حضرت سلمان فارسی کو آتے دیکھا تو ایک گروہ آگے بڑھا اور عرض کرنے لگا اے سلمان محمدی! اس جوان کو جنات سے شکایت محسوس ہوتی ہے آپ تشریف لائیں اور اس نوجوان

کو قریب سے ملاحظہ فرمائیں اور اس کے کان میں کوئی ذکر یا قرآن تلاوت کریں شاید یہ بہتر ہو جائے اور اس کی صحت بحال ہو جائے حضرت سلمان لوگوں کے اصرار پر وہاں تشریف لے گئے اس جوان کے سرہانے بیٹھ گئے جونہی حضرت سلمان فارسی اس کے قریب آئے اس کی کیفیت قدرے بہتر ہو گئی۔ ہوش و حواس صحیح ہو گئے۔ اس نے آنکھیں کھولیں اور عرض کی، اے ابو عبداللہ (کنیت) مجھے جنات کی قطعاً کوئی شکایت نہیں اور نہ ہی مجھ پر دیوانگی سوار ہے بلکہ اس مسئلہ کی حقیقت یہ ہے کہ میں اس بازار (لوہے والے بازار) سے گزر رہا تھا۔ ہتھوڑوں کے لوہے پر پڑنے کی آواز میرے کانوں میں سنائی دی تو مجھے خدا تعالیٰ کا کلام یاد آگیا "ولهم مقامع من حديد" اور ان کے لئے لوہے کے گرز ہیں۔ پس اس عذاب الٰہی و کیفر کو یاد کر کے مجھ پر غشی طاری ہو گئی اور میری عقل خوف سے زائل ہونے کو ہے۔ حضرت سلمانؓ نے جب یہ پر معرفت گفتگو سنی تو اس کی موت تک اُسے اپنے ساتھ رکھا۔ رضار کار ایرانی

بزرگ حوض میں گرے جواب کیا دیا۔

کوہ لبنان کے ایک بزرگ جن کے مرتبوں کا عرب ملکوں میں شہرہ تھا اور ان کی کرامت مشہور تھی۔ دمشق کی جامع مسجد میں آئے حوض کے کنارے پر وضو کرتے ہوئے ان کا پیر پھسل گیا اور وہ حوض میں گر گئے بڑی مشکل سے اس جگہ سے نکلے جب نماز سے فارغ ہوئے ساتھیوں میں سے ایک نے کہا مجھے ایک مشکل درپیش ہے انہوں نے فرمایا کیا؟ اس نے کہا مجھے یاد ہے کہ جناب دریائے مغرب کی سطح پر چلے اور جناب کا پیر بھی تر نہ ہوا آج کیا ہوا کہ اس قدر آدم پانی کے اندر مرنے میں کوئی کسر نہ رہی تھی۔ شیخ نے فکر کے گریبان میں سر جھکا لیا اور کافی غور کے بعد سر اٹھایا اور فرمایا کیا تو نے نہیں سنا ہے کہ سید عالم (محمد مصطفیٰ) نے فرمایا ہے کہ میرا خدا کے ساتھ ایک ایسا وقت بھی ہوتا ہے کہ جس میں میرے ساتھ نہ مقرب فرشتے کی گنجائش ہوتی ہے نہ کسی نبی مرسل کی یعنی اس وقت تو جبرئیل و میکائیل کی طرف بھی متوجہ نہیں ہوتے اور دوسرے وقت میں ازواج کے ساتھ رہتے ہیں۔ کسی نے حضرت یعقوبؑ سے سوال کیا۔ اے روشن دل عقلمند ضعیف آپ نے اپنے بیٹے یوسفؑ کے کرتے کی خوشبو مصر سے سونگھ لی۔ کنعان کے کنوئیں میں کیوں نہ دیکھ پائے۔ فرمایا ہمارے احوال کوندنے والی بجلی کے سے

ہیں جو ایک دم ظاہر اور پھر پوشیدہ ہو جاتی ہے کبھی ہم بلند خانہ پر مقام کشف میں ہوتے ہیں۔ اور کبھی اپنے پیر کو بھی نہیں دیکھ پاتے۔ گلستان

زخمی پارسا کیوں شکریہ ادا کر رہا تھا

میں نے ایک نیک آدمی کو دریا کے کنارے پر دیکھا جس کو چیتے نے زخمی کر دیا تھا اور وہ کسی دوا سے اچھا نہیں ہو رہا تھا ایک زمانہ دراز تک اس تکلیف میں مبتلا رہا اور ہمیشہ خدائے عزوجل کا شکر ادا کرتا لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تو کس چیز کا شکر ادا کرتا ہے اس نے کہا کہ اس بات کا کہ مصیبت میں گرفتار ہوں نہ کہ معصیت میں۔ ہاں اللہ والے گناہ پر مصیبت کو ترجیح دیتے ہیں کیا تو نے نہیں دیکھا کہ حضرت یوسفؑ صدیق نے اس حالت میں کیا کہا۔ قال رب السجن احب الی مما یدعوننی الیہ۔ اے میرے رب میرے لئے قید خانہ اس بات سے بہتر ہے جس کی طرف وہ مجھے بلا رہی ہیں۔ گلستان۔

زاہد کوئی نہ مل سکا

ایک بادشاہ کو ایک مہم پیش آئی۔ اس نے کہا اگر اس حالت کا انجام میری مراد کے موافق ہو جائے تو میں اس قدر درہم زاہدوں کو دوں گا جب اس کی حاجت پوری ہو گئی اور اس کی طبیعت کی پریشانی رفع ہو گئی تو شرط پوری ہو جانے کی وجہ سے اس کو منت کا پورا کرنا ضروری ہو گیا اس نے ایک خاص غلام کو درہم کی ایک تھیلی دی تاکہ زاہدوں پر خرچ کر دے۔ کہتے ہیں غلام عقلمند اور ہوشیار تھا تمام دن گھومتا پھرا اور شام کو واپس آ گیا۔ درموں کو چوما اور بادشاہ کے سامنے رکھ دیئے اور کہا میں نے زاہدوں کی بہت تلاش کی وہ نہیں مل سکے بادشاہ نے کہا یہ کیا قصہ ہے میرے علم کے مطابق اس ملک میں چار سو زاہد ہیں۔ اس نے کہا اے شاہ عالم جو زاہد ہے وہ لیتا نہیں اور جو لیتا ہے وہ زاہد نہیں بادشاہ ہنسا اور مصاحبوں سے بولا مجھے جس قدر درویشوں اور خدا پرستوں سے عقیدت اور اقرار ہے اس شوخ دیدہ کو اسی قدر دشمنی اور انکار ہے لیکن بات صحیح اسی کی ہے۔ واقعی زاہد کو درہم و دینار نہیں چاہیئے اگر وہ لینے لگے تو کوئی اس سے بڑا زاہد تلاش کر۔ گلستان۔

قرآن خوان کو بہت اچھی نصیحت

ایک بھدی آواز والا زور سے قرآن پڑھتا ایک صاحب دل وہاں سے گزرے اور کہا تجھے

قرآن پڑھنے کی کس قدر تنخواہ ملتی ہے وہ بولا کچھ نہیں۔ انہوں نے کہا پھر اپنے آپ کو اس قدر تکلیف میں کیوں ڈال رکھا ہے وہ بولا میں خدا کے لئے پڑھتا ہوں۔ انہوں نے کہا خدا کے لئے پھر نہ پڑھ۔ گلستان

ایاز سے سلطان محمود کی محبت کی وجہ

حسن میمندی سے لوگوں نے پوچھا کہ سلطان محمود کے پاس اس قدر حسین حسین غلام ہیں کہ ان میں کا ہر ایک نادر روزگار ہے پھر یہ کیسے ہو گیا ہے کہ ان میں سے کسی سے بھی اتنا میل و محبت نہیں رکھتا جس قدر ایاز سے۔ حالانکہ وہ زیادہ حسین بھی نہیں اس نے کہا جو دل میں اتر جاتا ہے آنکھ کو بھلا لگتا ہے اگر کوئی دشمنی کی نگاہ سے دیکھے تو حضرت یوسفؑ کی صورت بھی برائی سے نشاندہی کرے اور اگر عقیدت کی نظر سے دیو کو دیکھے تو دوستی کی نگاہ سے وہ اس کو فرشتہ نظر آئے۔ گلستان

دختر سلیمانؑ پیغمبر جنت میں فاطمہ زہراؑ کی کنیزی میں

تفسیر عمدۃ البیان سورہ نمل۔ ایک مرتبہ محمد مصطفیٰؐ نے فرمایا کہ سلیمان نے اپنی دختر کو کثرت سے جہیز دیا اور اپنے داماد کے واسطے ایک کلاہ سبز بنوائی کہ جس میں سات سو موتی جڑے تھے حضرت علیؑ نے یہ سُنا تو حضرت فاطمہؑ کے روبرو جا کر ذکر کیا۔ آپؑ (بتول) کے دل میں خیال گزرا کہ حضرت علیؑ کو یہ خیال ہوا ہو گا کہ سلیمانؑ نے اپنی دختر کو بہت جہیز دیا اور اپنے داماد کو جڑاؤ تاج دیا اور ہمارے پیغمبر کی دختر بے جہیز آئی اور داماد فقر و فاقہ میں بسر کرتا ہے فاطمہؑ نے اپنے دل میں اس امر کو پوشیدہ رکھا اور حضرت علیؑ کے روبرو کچھ پیش نہ کیا۔ یہاں تک کہ وفات پائی حضرت فاطمہؑ نے۔ اور بعد وفات فاطمہؑ حضرت علیؑ نے ان کو خواب میں دیکھا وہ معصومہ بہشت میں تخت پہ بیٹھی ہیں ارد گرد ان کے حوریں کثرت سے کھڑی ہیں اور روبرو آپ کے ایک لڑکی موتیوں کا اور یاقوت سرخ کا بھرا ہوا طباق ہاتھ میں لئے کھڑی ہے اور آرزو رکھتی ہے کہ فاطمہؑ میری طرف نظر کرے اور مجھ کو اشارہ کرے تو یہ جواہر اس پہ نثار کر دوں۔ حضرت علیؑ نے پوچھا اے دختر رسولؐ یہ لڑکی جو آپ کے سامنے کھڑی ہے کون ہے؟ فرمایا یہ لڑکی دختر سلیمانؑ ہے اللہ نے حکم دیا ہے کہ یہ خدمت میں دختر پیغمبرؐ

کے حاضر رہے اور یہ عوض ہے اس کا کہ آپ کے دل میں خیال گزرا تھا حضرت سلیمانؑ کی دختر کے جہیز کا اور جبکہ قیامت کا دن ہوگا تو لوائے حمد آپ کے ہاتھ میں ہوگا اور آپ کے سر پر مثل تاج کے ہوگا اور سایہ میں اس کے سب انبیاء - ادھیاء - اولیاء ہوں گے۔ اور یہ عوض میں اسی تاج کے ہے جو سلیمانؑ نے اپنے داماد کو دیا تھا......... اور یہ روایت اہل سنت کی کتابوں میں موجود ہے۔

بادشاہ اور پارسا کا انجام

کہتے ہیں نیک لوگوں میں سے ایک نے خواب دیکھا ایک بادشاہ جنت میں ہے اور درویش دوزخ میں۔ اس نے دریافت کیا کہ اس کے اچھے درجوں اور اس کے بُرے درجوں کا سبب کیا ہے اس لئے کہ لوگ تو اس کے خلاف سمجھ رہے تھے۔ غیب سے آواز آئی۔ یہ بادشاہ تو فقیروں کی عقیدت کی وجہ سے بہشت میں ہے اور یہ درویش بادشاہوں کے تقرب کی وجہ سے جہنم میں ہے آگے فرماتے ہیں تیری کملی اور تسبیح اور گدڑی کس کام آئے گی تو اپنے آپ کو بُرے کاموں سے بچا۔ برکی ٹوپی (ناداروں والی) اوڑھنے کی ضرورت نہیں ہے رہ فقیروں کی طرح اور بیشک تاتاری ٹوپی اوڑھ۔ گلستان

بدمزاج سخی کی مذمت

ایک فقیر کو ضرورت پیش آگئی کسی نے اس سے کہا کہ فلاں شخص بہت مالدار ہے اس میں سخاوت بھی ہے اگر تیری ضرورت سے باخبر ہو جائے تو یقیناً اس کو پورا کرنے میں دیر نہ کرے۔ اس نے کہا میں اس کو نہیں جانتا ہوں اس نے کہا میں تجھے پہنچا دوں گا اس نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کو اس کے گھر پہنچا دیا اس نے ایک آدمی کو دیکھا۔ ہونٹ لٹکائے ہوئے اور غصے میں بیٹھے ہوئے۔ وہ واپس ہو گیا اور کچھ نہ کہا کسی نے اس سے پوچھا تو نے کیا کیا۔ اس نے کہا میں نے اس کی بخشش اس کی ملاقات پر قربان کر دی۔ فرماتے ہیں بدمزاج کے پاس اپنی حاجت نہ لے جا۔ اس لئے کہ اس کی بدمزاجی سے تجھے تکلیف ہوگی اگر حاجت لے کر جائے تو ایسے شخص کے پاس لے جا کہ اس کے دیدار سے ہی تجھے فوراً راحت حاصل ہو۔ گلستان

خدا مصلحت بہتر جانتا ہے

موسیٰؑ نے ایک فقیر کو دیکھا جو ننگا ہونے کی وجہ سے ریت

میں گھسا ہوا تھا۔ اس نے کہا اے موسیٰؑ دعا کر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے گزارے کے مطابق دے۔ اس لئے کہ بے طاقتی کی وجہ سے جان سے عاجز آ گیا ہوں۔ حضرت موسیٰؑ نے دعا کر دی اور چلے گئے چند روز بعد مناجات خداوندی سے واپس لوٹے اس کو گرفتار اور مخلوق کو اس کے چاروں طرف جمع ہوا دیکھا۔ موسیٰؑ نے فرمایا یہ کیا حالت ہے لوگوں نے بتایا کہ اس نے شراب پی کر جھگڑا کیا اور کسی کو مار ڈالا ہے اب اس کے مار ڈالے جانے کا حکم ہوا ہے۔

آگے فرماتے ہیں۔ مسکین بلی اگر پر رکھتی تو چڑیوں کا بیج دنیا سے اڑا دیتی۔ اگر گدھا بیل کے دو سینگ رکھتا تو کسی آدمی کو اپنے پاس نہ آنے دیتا۔ افلاطون نے کہا ہے چیونٹی وہی بہتر ہے کہ جس کے پر نہ ہوں۔ جو ذات تجھے مالدار نہیں بنا رہی ہے وہ تیری مصلحت تجھ سے بہتر جانتی ہے۔ گلستان

بیکار نوجوانوں کیلئے عمدہ واقعہ

۱۹۵۶ء کی بات ہے کہ پاکستان کلاتھ مارکیٹ زیر تعمیر تھی میں جنرل سیکرٹری تھا۔ ایک خوبصورت نوجوان سوٹڈ بوٹڈ تعلیم یافتہ ہمارے دفتر واقعہ پرانی کوتوالی لاہور جہاں کپڑا مارکیٹ بن رہی تھی، آیا اور چند اراکین مارکیٹ جو وہاں بیٹھے ہوئے تھے ان کو کہنے لگا کہ میں کچھ کام چاہتا ہوں کیونکہ میں بیکار ہوں۔ مارکیٹ کے خزانچی نے ازراہ مذاق نوجوان کو کہا کہ دیکھو یہ مزدور کام کر رہے ہیں اگر یہ کر سکو تو کر لو۔ نوجوان نے کہا۔ اچھا میں کل آ جاؤں گا اور سلام دعا کے بعد چلا گیا۔ ہماری حیرانگی کی کوئی حد نہ رہی جب دوسری صبح وہ اسی لباس میں آیا اور کہنے لگا میں آ گیا ہوں۔ کپڑے اتار کر کہاں رکھوں؟ ہم نے کہا اس الماری میں رکھ دو۔ چنانچہ اس نے کپڑے اتار کر نیکر پہن کر مزدوروں کے ساتھ اینٹیں اٹھانا شروع کر دیں۔ چونکہ عام مزدور کمزور تھے اگر وہ بارہ اینٹوں کا پھیرا لگاتے تو یہ نوجوان ۱۶ اینٹیں اٹھاتا اور شام تک مزدوروں کے ساتھ کام کر کے چلا جاتا۔ کچھ دنوں کے بعد ہماری ورکنگ کمیٹی کی میٹنگ تھی تو ہم نے اس نوجوان کا ذکر کیا اور اس کو اپنی میٹنگ میں بلوایا ہم معلوم کرنا چاہتے تھے کہ وہ یہ کام کیوں کرتا ہے؟ اس نے اپنا قصہ یوں بیان کیا۔ میں بی اے پاس ہوں اور سرگودھا کے قریب کے گاؤں کا رہنے والا ہوں لاہور میں ملازمت کی تلاش میں آیا ہوں ایک عزیز کے پاس ٹھہرا ہوا ہوں جو

ماڈل ٹاؤن میں رہتا ہے میں چاہتا ہوں کہ جب تک بیکار ہوں روٹی خود کما کر کھاؤں کسی عزیز پر بوجھ نہ بنوں لہٰذا میں صحت مند ہوں اور یہ کام میں بخوبی کر سکتا ہوں تو کر لوں اور حلال کی روزی کما کر وقت گزاروں یہ کام سنت ابراہیمی بھی ہے کیونکہ حضرت ابراہیم نے اپنے ہاتھوں سے تعمیر کعبہ کی تھی۔ یہ باتیں سن کر سب لوگ بہت خوش ہوئے اور اس کو کہا کہ اتنے تعلیم یافتہ آدمی کو یہ کام زیب نہیں دیتا۔ لہٰذا ہم تم کو تمام مزدوروں سے زیادہ پیسے دیں گے اور آئندہ تم کو ان مزدوروں پر انسپکٹر مقرر کیا جاتا ہے اور اپنے کپڑے اسی طرح ہی پہنے رہا کرو۔ کچھ عرصے کے بعد اس کو کہیں ملازمت مل گئی اور وہ چلا گیا۔ ایک دفعہ میں ماڈل ٹاؤن سے گزر رہا تھا کہ ایک شخص نے مجھے روک کر کہا کہ آپ نے مجھے پہچانا ہے کہ نہیں میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کہ میں یہاں ماڈل ٹاؤن ٹیلی فون ایکسچینج میں آفیسر لگا ہوا ہوں اور آپ کے پاس مارکیٹ کی تعمیر کے وقت کام کرتا رہا ہوں۔ پھر میں نے بھی پہچان لیا۔ مجھے بہت ہی خوشی ہوئی کہ واقعی نیت کی مراد ہوتی ہے محنتی اور دیانتدار دنیا میں ضرور کامیاب ہو کر رہتے ہیں یہ واقعہ نوجوانوں کے لئے بہت بڑا سبق ہے جو تعلیم حاصل کر کے بیکار پھرتے رہتے ہیں کہ جب اعلیٰ نوکری ملے گی تو کریں گے۔ اس طرح وہ اپنا وقت ضائع کرتے رہتے ہیں۔ ماہنامہ خواجگان لاہور۔ رموز تجارت مصنف فضل الرحمٰن۔

بے توشہ کیلئے سونا اور کنکر برابر ہے

میں نے ایک اعرابی کو دیکھا کہ بصرہ کے جوہریوں کے حلقہ میں بیٹھا ہوا بیان کر رہا تھا کہ میں ایک وقت میں جنگل میں راستہ سے بھٹک گیا تھا اور توشہ میں سے کچھ بھی میرے پاس نہ رہا تھا۔ میں نے مرنا طے کر لیا کہ اچانک موتیوں سے بھری ہوئی ایک تھیلی میرے ہاتھ لگی کہ میں اس لطف اور خوشی کو کبھی نہ بھول سکوں گا جو اس احساس پر ہوئی کہ یہ بھنے ہوئے گیہوں ہیں پھر وہ تلخی اور مایوسی بھی ناقابل فراموش ہے جو ان کے موتی ہونے پر ہوئی۔ آگے فرماتے ہیں خشک، بیابان اور بہتے ہوئے ریتے میں پیاسے کے منہ میں موتی اور صدف یکساں ہیں۔ بے توشہ انسان جب تھک کر گر گیا، اس کی ہمیانی میں سونا اور کنکر برابر ہے۔ گلستان

ہزار پایہ کا قاتل لولا لنگڑا

ایک لولے لنگڑے نے ہزار پایہ (کنسلائی۔ کنکھجورا مشہور کیڑا ہے) مار ڈالا۔ ایک صاحب دل وہاں گزرے اور کہنے لگے سبحان اللہ باوجود ہزاروں پیروں کے جب اس کی موت آ گئی تھی تو لولے لنگڑے کے سامنے سے بھی نہ بھاگ سکا۔ سچ ہے جب پیچھے سے جان لینے والا دشمن آتا ہے تو موت بھاگنے والے کے پیر باندھ دیتی ہے۔ گلستان

سب سے بڑا دشمن اپنا نفس ہے

میں نے ایک بزرگ سے اس حدیث کے معنی دریافت کئے۔ اعدای عدوك نفسك التی بین جنبیك تیرا سب سے بڑا دشمن وہ نفس ہے جو تیرے پہلوؤں میں ہے اس لئے کہ جس دشمن کے لئے تو احسان کرے وہ دوست بن جائے گا بجز نفس کے کہ اس کی جس قدر خاطر تواضع کرے اور زیادہ مخالفت کرے گا۔ آدمی کم کھانے سے فرشتہ خصلت بن جاتا ہے اور اگر جانوروں کی طرح کھائے گا پتھر بنا پڑا رہے گا۔ تم جس کی خواہش پوری کرو وہ تمہارا تابعدار بنا برخلاف نفس کے کہ جب اس نے مراد پائی حکم چلاتا ہے۔ گلستان

دولت مند بھکاری کا انجام

ایک مانگنے والے بھکاری کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ اس نے بہت دولت جمع کر لی تھی۔ ایک بادشاہ نے اس سے کہا کہ لوگ تیرے پاس بہت مال بتاتے ہیں اور ہمیں ایک مہم درپیش ہے اگر اس میں سے تھوڑے سے مال سے مدد کر دے گا جب آمدنی آئے گی ادا کر دیا جائے گا۔ اور ہم شکر گزار ہوں گے اس نے کہا اے روئے زمین کے بادشاہ۔ بادشاہ کے بلند مرتبہ کے لئے مناسب نہ ہوگا مجھ جیسے بھکاری کے مال سے ہاتھ گندا کرنا اس لئے کہ تھوڑا تھوڑا سا بھیک مانگ کر میں نے جمع کیا ہے اس نے کہا کہ کوئی پرواہ نہیں کہ میں کافروں پر خرچ کروں گا (جیسا تیرا روپیہ ہے ویسا ہی اس کا مصرف بھی ہے) کیونکہ ناپاک چیزیں ناپاکوں کے لئے ہیں۔ آگے فرماتے ہیں اگرچہ نصرانی کے کوئیں کا پانی ناپاک ہے لیکن یہودی کے مردے نہلانے میں کیا ڈر ہے۔ پھر فرمایا۔ لوگوں نے کہا اس چونہ کا خمیر پاک نہیں ہے ہم نے کہا اس سے ہم بیت الخلاء کی دیواریں بند کریں گے۔ میں نے سُنا کہ اس نے بادشاہ کے فرمان سے سرتابی کی اور دلیلیں اور

شروع کر دیں اور گستاخی کرنے لگا۔ بادشاہ نے حکم دیا تو لوگوں نے فرمان کا مقصود اس کو جھڑک کر پورا کر دیا۔ یعنی نرمی سے جب کام نہ نکلے تو مجبوراً معاملہ بے عزتی تک پہنچ جاتا ہے۔ گلستان

بلقیس بلقیس بنت شراحیل بن مالک بن ریان شہر سبا کی ملکہ تھی یہ حسن و جمال۔ فضل و کمال اور عقل و دانش میں اپنا جواب آپ تھی۔ مع اپنی قوم کے یہ سورج کی پرتش کرتی تھی بعد میں حضرت سلیمانؑ کی ترغیب سے ایمان لائی اور حضرت کے ساتھ اس کا عقد ہوا اور اولاد بھی ہوئی۔ حضرتؑ نے اس کا تمام ملک اسے واگذار کر دیا تھا اور ہر مہینے اس کی ملاقات کو جایا کرتے تھے اور تین روز اس کے پاس قیام فرماتے تھے اس کی وسیع ولایت کا اندازہ اسی سے کر لیا جائے کہ اس کے تصرف میں جیسا کہ تفسیر عمدۃ البیان میں ہے بارہ ہزار سردار تھے اور ہر سردار کے ماتحت ایک لاکھ سوار تھے۔ (صرف یہی تعداد موجودہ دنیا کی کل آبادی کا نصف یا تہائی ہے اور باقی پیادہ اور رعایا کے لوگ تو اس کے علاوہ ہیں۔ عقل اس تعداد کو تسلیم کرنے سے قاصر ہے۔ مؤلف) اس کے تخت کی لمبائی چوڑائی اور اونچائی ۳۰ گز تھی اور بعض روایات میں ۸۰ گز مذکور ہے۔ اس بلقیس کے تفصیلی حالات ہُدہُد نے حضرت سلیمانؑ کو بتائے تھے۔ یہاں یہ شبہ وارد ہوتا ہے کہ بلقیس کا یہ ملک حضرت سلیمانؑ پر کیسے پوشیدہ رہا۔ حالانکہ آصف بن برخیا جوان کا وزیر تھا اور چشم زدن سے قبل بلقیس کا یہ عظیم تخت حضرت سلیمانؑ کے سامنے پیش کر دیا تھا اور اس کا یہ علم اور کمال تھا بھی حضرت سلیمانؑ کی طرف سے یعنی وہ ان کا شاگرد تھا اس کا مختصر سا جواب عمدۃ البیان میں یہ دیا گیا ہے کہ یہ خداوند عالم کی مصلحت کے طور پر پوشیدہ رکھا گیا جیسا کہ حضرت یوسفؑ کا مکان حضرت یعقوبؑ سے پوشیدہ رہا۔ حضرت سلیمانؑ نے ہُدہُد کے ذریعے اپنا خط اس تک پہنچایا۔ جو اس طرح تھا کہ یہ نامہ ہے بندۂ خدا سلیمانؑ بن داود کی جانب سے طرف بلقیس ملکہ سبا کے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اما بعد الا تعلوا علی واتونی مسلمین والسلام علی من اتبع الہدی۔ بلقیس جب اس خط پر مطلع ہوئی کہ باوجود اختصار الفاظ معانی کثیرہ پر دلالت کرتا ہے تو پریشان اور سراسیمہ ہوئی اور اپنے مشیروں جن کی تعداد تین سو تیرہ تھی، سے مشورہ کر کے فیصلہ

چاہا۔ انہوں نے کہا ہم صاحبانِ قوت ہیں اور کثیر لشکر ہمارے پاس ہے آپ اپنی رائے سے آگاہ فرمائیں۔ بلقیس نے ان کی رغبت جنگ کی طرف دیکھی تو اسے پسند نہ کیا اور کہا جنگ کرنے میں کوئی مصلحت نہیں۔ کیونکہ جب بادشاہ لشکر کے ساتھ کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں ساتھ قہر و غلبہ کے، تو اسے غصہ میں تباہ کر دیتے ہیں اور اس بستی کے عزت دار لوگوں کو ذلیل و خوار کرتے ہیں۔ بلقیس جو بہت ہی دانا تھی تو اس نے یہ کاروائی شروع کی کہ میں امتحاناً پہلے تو اس کی طرف تحفہ بھیجتی ہوں پھر سوچ کر اس کے موافق عمل کروں گی۔ اگر اس نے تحفہ قبول کیا تو بادشاہ ہے۔ قبول نہ کرے تو برحق پیغمبر ہے۔ پھر اس نے پانسو غلاموں کو لباس لونڈیوں کا پہنایا اور انہیں زنانہ زیورات سے آراستہ کیا اور پانسو لونڈیوں کو لباس مردانہ پہنایا اور سب کو گھوڑوں پر سوار کیا سب گھوڑوں کی زین سنہری تھی اور جواہر اس میں ٹانک کر آراستہ کئے اور ایک ہزار خشت طلاء اور چاندی کی اور ایک تاج جس میں موتی اور یاقوت جڑے ہوئے تھے اور مشک و عنبر اور حقہ جس میں مروارید ناسفتہ تھا اور خط لکھا کہ اگر آپ برحق پیغمبر ہیں تو فرق کریں درمیان ان کے کہ ان میں غلام کون ہے؟ اور لونڈی کون ہے اور یہ بتائیں کہ اس حقہ یعنی ڈبیہ میں کیا ہے اور دُرِ ناسفتہ میں سوراخ کرے وہ شخص جو نہ آدمی ہو نہ جن۔ اور منذر بن عمر اور ایک آدمی اپنی قوم سے ان کے ہمراہ کیا اور کہا اے منذر تو خوب احتیاط کرنا کہ اگر وہ تجھے غضب کی نظر سے دیکھے تو اس سے ڈرنا نہیں ہے وہ بادشاہ ہے اور ہم اس پر غالب ہو جائیں گے اور اگر خوش روئی سے کلام کرے تو جان لینا کہ وہ پیغمبر ہیں حضرت سلیمان ان لوگوں سے بہت شفقت سے پیش آئے اور فرمایا وہ حقہ لاؤ اس سے دُرِ ناسفتہ نکالا گیا پھر دیمک نے دھاگا یا بال اپنے منہ میں لیا اور دوسری جانب سے نکل آیا پھر حکم دیا غلاموں اور لونڈیوں کو حاضر کریں انہیں حکم دیا ہاتھ اور منہ دھوئیں۔ قدیم سے عورتوں اور مردوں کے ہاتھ دھونے میں فرق تھا۔ اس عادت سے آپ نے عورتوں اور مردوں میں فرق کیا اور کہہ دیا فلانا غلام ہے اور یہ لونڈی ہے اور بلقیس نے ایک عصا بھیجا تھا کہ وہ دونوں طرف سے برابر تھا، بتائیں کہ کون سا سرا کاٹنے سے پہلے اوپر تھا اور کونسا نیچے تھا۔ حضرت سلیمانؑ نے فرمایا عصا کو ہوا میں پھینکو اس کی دونوں طرفوں سے

جو پہلے زمین پر گرے وہ اس کے نیچے کی جانب ہے اور ایک قدح بھیجا تھا کہ اسمیں پانی بھریں کہ نہ آسمان سے ہو نہ زمین سے۔ آپ نے حکم دیا گھوڑوں کو خوب دوڑاؤ اور جس وقت انہیں پسینہ آئے۔ جو قطرات ان کے بدن سے ٹپکیں وہ لے لو اور اس قدح میں ڈال دو اور جو تحفے وہ لائے تھے یہاں بالکل حقیر معلوم ہوئے اس سے بہت نادم اور شرمندہ ہوئے وہ حضرت سلیمانؑ نے واپس کر دیئے۔ بلقیس نے اپنا عظیم تخت روانگی کے وقت ساتوں خانوں کے آخر خانہ میں بند کیا اور اس پر نگہبان مقرر کر دیئے تھے اور ساتوں مکانوں کے دروازوں کو مقفل کر کے کنجیاں ان کی اپنے پاس رکھیں (معلوم ہوتا ہے بلقیس کو سلیمانؑ کے تخت منگوا لینے کا گمان غالب تھا۔ مؤلف) سلیمانؑ نے اپنے وصی آصف بن برخیا کی معرفت بلقیس کا تخت چشم زدن سے قبل منگوا لیا اور پھر اس کا حلیہ تبدیل کرا لیا بلقیس کی عقل کا امتحان لینے کے لئے اور فرمایا أَهٰكَذَا عَرْشُكِ۔ کیا ایسا ہے تخت تیرا۔ قالت کانہ ھو۔ بلقیس نے کہا گویا یہ تخت وہی ہے یعنی نہ یقین کیا کہ وہی تخت ہے اور نہ بالکل انکار کیا اور یہ جواب اس کی عقل کی خوبی تھی۔ حضرت سلیمانؑ کا بلقیس کا تخت اس کی مرضی کے بغیر منگوانا اور اس کا حلیہ تبدیل کرانا اس کے اسلام لانے سے قبل تھا لہٰذا اس وقت یہ کارروائی جائز تھی اس کے اسلام قبول کر لینے کے بعد یہ دونوں امر بغیر اس کی رضا کے جائز نہ ہوتے حضرت سلیمانؑ بلقیس کا تخت منگوانے پر آصف بن برخیا سے بدرجہ اولیٰ قادر تھے کیونکہ اُن کا یہ کمال ان کے وصی آصف کو ان کی طرف سے حاصل ہوا تھا۔ سلیمانؑ یہ چاہتے تھے کہ میری رعایا کو یہ معلوم ہو جائے کہ میرے بعد میرا وارث یہی ہے اللہ کی شان کہ یہی سلیمانؑ بلقیس کے حالات ہُدہُد کی معرفت معلوم کر رہے ہیں جیسا کہ کلام مجید میں تفصیل موجود ہے۔ مندرجہ بالا عبارت کو غور سے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ کتنے مقامات پر بلقیس نے دانشمندی، عقلمندی سے کام لیا ہے۔

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر راگ کی مخالفت

مطالب اسرار و رموز میں مولانا غلام رسول مہر تحریر فرماتے ہیں کہ "وجدانی نشتر" میں ایک قصہ درج تھا کہ عالمگیر نے طوائفوں کو نکاح کر

لینے کا حکم دے دیا۔ ساتھ ہی کہہ دیا کہ مقررہ مدت کے اندر اس حکم کی تعمیل نہ ہوئی تو سب طوائفوں کو کشتی میں بھر کر دریا برد کر دوں گا۔ ایک حسین طوائف شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی کے سلام کو جایا کرتی تھی۔ بادشاہ کا حکم مل جانے کے بعد وہ آخری سلام کے لئے حاضر ہوئی۔ شیخ نے حقیقت حال دریافت فرمائی۔ طوائف نے بادشاہ کا حکم سنا دیا۔ شیخ نے فرمایا۔ حافظ کا حسب ذیل شعر یاد کر لو:۔ در کوئے نیک نامی مارا گذر ندادند۔ گر تو نمی پسندی تغییر کن قضارا۔
تمہیں دریا کی طرف لے چلیں تو بہ آواز بلند یہی شعر پڑھتی ہوئی جانا۔ طوائفوں نے اسی پر عمل کیا۔ بادشاہ کے کان میں آواز پہنچی تو بے تاب ہو گیا اور حکم دے دیا کہ سب کو چھوڑ دیا جائے۔

اسی طرح کا واقعہ دوسری کتاب میں ملتا ہے کہ عالمگیر نے راگ رنگ پر پابندی لگا دی تو مغنیوں نے راگ کا جنازہ نکالا۔ شہنشاہ نے محل کے اوپر سے یہ منظر دیکھا تو سوال کیا یہ کیا ہے؟ بتایا گیا کہ یہ لوگ راگ کی میت جنازے کی طرح پھرا رہے ہیں۔ شہنشاہ بہت ہنسا اور پیغام بھجوایا کہ انہیں کہہ دو کہ اس جنازے کو گہرا دفن کریں کہ نکلنے نہ پائے۔

رومی اور تبریزی کی ملاقات

ایک روز مولانا روم گھر میں تھے شاگرد آس پاس بیٹھے تھے چاروں طرف کتابوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا اس وقت شمس تبریزی آئے۔ کتابوں کی طرف اشارہ کر کے مولانا سے پوچھا "یہ کیا ہے"؟ مولانا نے جواب دیا۔" یہ وہ چیز ہے جسے تم نہیں جانتے"۔ یہ کہنا تھا کہ کتابوں میں آگ لگ گئی۔ اب مولانا نے پوچھا" یہ کیا بات ہے"؟ شمس نے جواب دیا یہ وہ چیز ہے جسے تم نہیں جانتے" اور یہ کہہ کر چل دیئے۔ دوسرا واقعہ اس طرح ہے مولانا روم ایک حوض کے کنارے پر بیٹھے تھے سامنے کچھ کتابیں دھری تھیں۔ شمس نے پوچھا" یہ کیا ہے"؟ مولانا نے کہا۔" یہ قیل و قال ہے، تمہیں اس سے کیا غرض"؟ شمس نے کتابیں حوض میں پھینک دیں۔ مولانا کو رنج ہوا اور کہا تم نے ایسی چیزیں ضائع کر دیں جو کبھی نہیں مل سکتیں۔ شمس نے ہاتھ حوض میں ڈالا اور تمام کتابیں نکال کر کنارے پر رکھ دیں اور وہ سب خشک تھیں۔ مولانا سخت حیران ہوئے اور پھر پوچھا، یہ کیونکر ہوا؟ شمس نے کہا" یہ علم حال کی باتیں ہیں تم اسے کیا جانو"؟ علامہ اقبال نے بھی یہ حکایات بیان کی ہیں۔ مولانا شبلی فرماتے ہیں کہ

اگرچہ یہ روایتیں مستند کتابوں میں نقل ہوئی ہیں لیکن ان میں سے میرے نزدیک ایک بھی صحیح نہیں۔ مطالب اسرار و رموز۔ مولانا غلام رسول مہر (قارئین کی دلچسپی کی خاطر درج کر دی ہیں مولف)

اورنگ زیب عالمگیر کی درویشی

عالمگیر کی درویشی اس کی قبر ہی سے ظاہر ہے اس کے اسلاف میں سے تقریباً ہر ایک کے لئے نہایت عالی شان مقبرے بنے۔ اس نے احمد نگر میں وفات پائی اور وصیت کے مطابق اسے خلد آباد میں دفن کیا گیا جو اورنگ آباد کے قریب ایک مقام ہے۔ عالمگیر کی قبر اس لحاظ سے بالکل یگانہ ہے کہ اس پر کوئی مقبرہ نہیں۔ وصیت کر دی تھی کہ نہ مقبرہ بنایا جائے اور نہ قبر پختہ کی جائے۔ چنانچہ اصلی قبر کچی رکھی گئی البتہ حفاظت کے لئے اس کے اردگرد پتھر لگا دیا گیا۔ عالمگیر نے یہ وصیت بھی کر دی تھی کہ کفن پہنانے کے بعد میرا سر ننگا رکھا جائے کیونکہ مجھے ننگے سر خدا کے حضور حاضر ہونا زیادہ پسند ہے۔ امید ہے کہ اس طرح میں رحمت کا زیادہ مستحق بنوں گا اور میرے پاس کچھ روپے ہیں جو میں نے ٹوپیاں بنا بنا کر اور بیچ بیچ کر حاصل کئے ہیں ان سے گزی خرید کر مجھے کفنایا جائے ایک رقم میں نے قرآن مجید کے کچھ حصوں کی کتابت کر کے جمع کر رکھی ہے وہ رقم ضرورت مندوں میں بانٹ دی جائے۔ ظاہر ہے کہ کفن دفن کے معاملے میں نہ ایسا اہتمام کسی نے کیا اور نہ شہنشاہی میں درویشی کا یہ مقام اس کے خاندان والوں یا دوسرے بادشاہوں میں سے کسی کو حاصل ہوا بلکہ اسلامی عقائد و اعمال کے ایسے پاکیزہ نمونے تاریخ میں بہت کم ہی ملیں گے۔ مطالب اسرار و رموز۔ مولانا غلام رسول مہر

علامہ اقبال کی برمحل حاضر جوابی

ایک شخص جس نے کچھ عرصہ ہوا پنجاب کے کسی گاؤں میں نبوت کا دعویٰ کر رکھا تھا۔ علامہ اقبال کے پاس آیا اور انہیں اپنی طرف مائل کرنے کے لئے کہا کہ کل رات میں رسول کریمؐ کے دربار میں حاضر تھا وہاں آپ کا ذکر آیا اور حضورؐ نے آپ کے حق میں بڑے اچھے کلمے کہے۔ چنانچہ میں آپ کو اس کی بشارت دینے آیا ہوں۔ اقبال نے سر جھکا لیا اور کچھ سوچ کر بولے صاحب آپ کا شکریہ۔ لیکن مجھے اس معاملے میں کچھ تعجب سا ہے۔ نبوت کے مدعی نے پوچھا کیا بات ہے؟ اقبال بولے کہ صاحب میں حیران اس لئے ہوں کہ کل رات رسول کریمؐ

کے دربار میں، میں خود بھی موجود تھا مگر میں نے وہاں آپ کو نہیں دیکھا۔ یہ شرمندہ ہو کر وہاں سے کھسک آیا۔ (کتاب "کیا خوب آدمی تھا")

فصیح الملک داغؔ دہلوی
نماز ہے لاحول نہیں
(پہلا لطیفہ)

① ایک دن حضرت داغ نماز پڑھ رہے تھے ایک شاگرد آئے۔ ان کو نماز میں مشغول دیکھ کر واپس چلے گئے، اسی وقت داغ صاحب نماز سے فارغ ہوئے۔ نوکر نے کہا فلاں صاحب آئے تھے۔ فرمایا دوڑ کر بلا لا۔ جب وہ صاحب آئے تو داغ صاحب نے فرمایا۔ آپ آکر چلے گئے۔ کہا آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ فرمایا حضرت میں نماز پڑھ رہا تھا لاحول تو نہیں پڑھ رہا تھا جو آپ بھاگ گئے۔

سانس مذکر ہے یا مونّث
(دوسرا لطیفہ)

② ایک مرتبہ رام پور میں نواب کلب علی خان صاحب مرحوم کے سامنے لفظ سانس پر بحث چھڑ گئی اس لیے کہ دلّی والے سانس کو مذکر لکھتے اور لکھنؤ والے مونث، لکھنؤ اور دلّی کے شعراء موجود تھے ان میں امیر مینائی اور داغ صاحب بھی تھے لیکن داغ بحث کے دوران خاموش بیٹھے رہے آخر جب بحث کو طول ہوا اور کوئی فیصلہ نہ ہو سکا تو نواب صاحب نے فرمایا۔ داغ صاحب آپ بھی تو کچھ فرمائیے۔ انہوں نے فرمایا حضور میرا فیصلہ تو یہ ہے کہ مونث کا سانس مونث اور مذکر کا مذکر سمجھا جائے۔ تمام حاضرین خوب ہنسے۔ (کتاب "کیا خوب آدمی تھا")

برادری سے باہر شادی نہ کریں
(اقبال)

ایک بار کشمیری خاندان کے ایک شخص کاٹھیاواڑ کے کسی خاندان میں شادی کرنا چاہتے تھے لیکن علامہ نے ان کو منع کر دیا اور کہا کہ پنجاب کی کشمیری برادری سے باہر شادی نہ کریں اس پر ایک نوجوان طالب علم نے اعتراض کیا کہ آپ تو ہمیشہ کہا کرتے ہیں کہ مسلمانوں کو ذات پات کی تمیز مٹا دینی چاہیئے کیونکہ ہماری ذات صرف اسلام ہے۔ اقبال نے ہنس کر جواب دیا یہ تو بالکل صحیح ہے لیکن خواجہ ...... اگر وہاں شادی کر لیں تو ان کی اولاد بھی کالی کلوٹی ہو گی۔ اور اس طرح اس خاندان سے وہ صباحت رخصت

ہو جائے گی جو کئی پشتوں سے اس کی خصوصیت چلی آرہی ہے۔ میں تو چاہتا ہوں کہ مسلمانوں کے بچے نہایت خوشرو اور سرخ و سپید ہوں تاکہ ہم لوگ صحیح معنوں میں ملت بیضاء بن جائیں۔ اس لطیفہ پر بے اختیار قہقہہ بلند ہوا اور دیر تک محفل میں خوش طبعی کی رو جاری رہی اقبال خود بھی اس لطیفے پر مسکراتے رہے۔ حیاتِ اقبال

یہ خبر راز میں رہنی چاہیئے (اقبال)

ایک دفعہ سالک مرحوم نے علامہ اقبال کو ایک اہم سیاسی خبر سنائی اور کہہ دیا کہ فی الحال آپ کسی سے اس کا ذکر نہ کیجئے۔ دوسرے دن سالک صاحب حاضر ہوئے تو حضرت علامہ نے وہی خبر ذرا رازداری سے انہیں سنا دی کہ کوئی صاحب انہیں یہ خبر سنا گئے ہیں ساتھ ہی تاکید کرنے لگے کہ فی الحال یہ خبر راز میں رہنی چاہیئے۔ سالک بے اختیار ہنس پڑے اور بولے "حضرت یہ خبر تو میں نے ہی کل آپ کو سنائی تھی"۔ علامہ ہنس دیئے اور کہنے لگے میرے ذہن میں خبر ہی رہ گئی ہے اور خبر دینے والا نہ رہا۔ حیاتِ اقبال

قرآن سے مظلوم کوئی کتاب نہیں (اقبال)

ایک دفعہ علامہ اقبال کہنے لگے کہ قرآن سے زیادہ مظلوم دنیا میں کوئی کتاب نہیں۔ لوگوں نے پوچھا وہ کس طرح؟ کہنے لگے۔ آج جو شخص اٹھتا ہے۔ قرآن کی تفسیر یا ترجمہ شروع کر دیتا ہے جس زمانے میں انہوں نے یہ باتیں کیں ان دنوں بعض لوگ قرآن کا ترجمہ اور تفسیر کرنے میں مصروف تھے جنہوں نے قرآن ناظرہ بھی نہیں پڑھا تھا بقول علامہ صاحب۔ ایک صاحب کا یہ حال ہے کہ سورہ عصر کا ترجمہ کرنے بیٹھے تو والعصر کا ترجمہ یوں کیا۔ قسم ہے نماز عصر کی۔ اور اگر ایک مشہور عالم دین انہیں نہ روکتے تو وہ لفی خسر کا ترجمہ "خسر" کر دیتے۔ حیاتِ اقبال۔

کافر حلقہ اسلام میں کیوں آیا؟ (اقبال)

ایک دفعہ علامہ اقبال بہت سے شیدائوں کے جھرمٹ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ہندو آپ کا نیاز حاصل کرنے کے لیئے حاضر ہوا۔ وہ حضرت علامہ کو پہلے سے نہیں جانتا تھا اور صرف ان کی شہرت اور ان کے نام سے واقف تھا۔ اس نے علامہ کے

ایک دو شیدائیوں سے استفسار کیا کہ اقبال کون سے ہیں ؟ انہوں نے حضرت علامہ کی طرف اشارہ کر دیا وہ ہندو حضرت علامہ کے قریب آیا اور پوچھنے لگا۔ جی آپ ہی اقبال ہیں حضرت علامہ نے فرمایا۔ نہیں۔ ہندو پریشان ہو کر دوبارہ شیدائیوں میں آگیا اور ایک دو اور لوگوں سے پوچھا تو انہوں نے پھر اقبال کی طرف ہی اشارہ کیا۔ وہ پھر حضرت علامہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مگر علامہ نے کہا کہ میں اقبال نہیں ہوں۔ تیسری مرتبہ جب وہ پھر آیا تو حضرت علامہ نے اس سے سوال کیا کہ تمہیں کیسے یقین ہوا ہے کہ اقبال میں ہی ہوں۔ اس ہندو نے عرض کی کہ اتنے بہت سے لوگوں سے میں نے آپ کا پوچھا ہے وہ آپ ہی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ حضرت علامہ مسکرائے اور کہنے لگے کہ اسی طرح تو ہزاروں لاکھوں لوگ کہتے ہیں کہ ایک خدا ہے اور اس کا ایک رسول بھی ہے تم اس پر بھی یقین کیوں نہیں کر لیتے۔ ہندو یہ سن کر لاجواب ہو گیا۔ اس کا دل ایمان کی روشنی سے منور ہو چکا تھا۔ چند لمحوں بعد اس نے حضرت علامہ اقبال کے قدموں کو چھوتے ہوئے کہا کہ آپ ولی ہیں۔ مجھے میرا خدا اور رسول مل گیا ہے۔ آج سے میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتا ہوں۔ علامہ نے اس کے چہرے کی طرف دیکھا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آپ کی یہ معمولی سی ظرافت ایک کافر کو حلقۂ اسلام میں لے آئی تھی۔ حیاتِ اقبال

دلندیزی بچے کی قربانی

یہ داستان جس کتاب سے لی گئی ہے اس کا عنوان ہے "بہادر لڑکا"۔ یہ ایک دلندیزی بچے کی کہانی تھی جو سرما کی ایک شام سمندری پشتے پر جا رہا تھا کہ اس کی نظر ایک چھوٹے سے سوراخ پر پڑی۔ اس نے سوچا اگر وہ گاؤں جا کر اس کی خبر کرے گا تو اتنی دیر میں پانی کے زور سے پشتے میں شگاف ہو جائیگا اور پھر وہ ساری بستیاں اور وہ سارے کھیت جو سطح سمندر سے نیچے ہیں غرق ہو جائیں گے وہ اس سوراخ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا رات آئی تو وہ اسی حالت میں سو گیا۔ پہلے سردی اور پھر موت سے اس کا جسم اکڑ گیا۔ مگر ننھا سا ہاتھ جوں کا توں پشتے کے چھوٹے سے سوراخ پر رکھا رہا۔ صبح ہوئی تو لوگوں نے دیکھا کہ ان کا محسن ایک بہادر لڑکا ہے۔

آوازِ دوست صـ۵۳ مختار مسعود

ہرن کی کھال کی جا نماز اور سید میر حسن

ایک دفعہ علامہ اقبال نے اپنے استاد شمس العلماء مولوی سید میر حسن کو ہرن کی کھال کی بنی ہوئی جائے نماز تحفہ میں پیش کی۔ چند روز بعد علامہ اقبال پھر میر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ اسی پرانی چٹائی پہ نماز پڑھتے ہیں اور اس تحفہ کو استعمال میں نہیں لا رہے۔ علامہ نے ان سے استعمال کرنے کی استدعا کی تو آپ نے فرمایا کہ اقبالؒ میں نہیں چاہتا کہ جس کو زیر کر لیا جائے اس کو اس کی موت کے بعد پاؤں میں روندا جائے"۔ اس واقعہ کے بعد علامہ اقبال جذبات سے مغلوب ہو گئے کمرے میں بڑی دیر تک سناٹا چھایا رہا۔ (علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء مولوی سید میر حسنؒ حیات و افکار)

حضرت داغ کا دوسرے شاعر کو عمدہ جواب

داغ کے کلام کی عام مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ رات کو جو غزل مشاعرہ میں پڑھتے تھے صبح کو کوچہ بازار میں لوگوں کی زبان پر ہوتی تھی۔ اکثر آدمی داغ صاحب کی عام مقبولیت پر حسد کرتے تھے حاسدوں میں ایک بڑے شاعر بھی تھے۔ انہوں نے ایک دن داغ صاحب کو سرراہ ٹوک کر کہا حضرت آج میرا اور آپ کا فیصلہ ہو جائے فرمائیے میں اچھا شعر کہتا ہوں یا آپ۔ حضرت داغ صاحب نے فرمایا حضرت شعر تو اچھا آپ ہی کہتے ہیں لیکن میں اس کا کیا علاج کروں کہ لوگ میرے ہی اشعار پسند کرتے ہیں۔
(کتاب کیا خوب آدمی تھا)

اللہ ایشیا میں، شیطان یورپ میں

علامہ اقبال کی کیمرج کے زمانہ میں چند ہمعصروں سے مذہب پر بحث چھڑ گئی ایک صاحب پوچھنے لگے "مسٹر اقبال" یہ کیا بات ہے کہ جتنے بھی پیغمبر اور بانیان مذہب دنیا میں آئے وہ بلا استثناء ایشیا میں مبعوث ہوئے۔ یورپ میں ایک بھی پیدا نہیں ہوا۔ اقبال نے جواب دیا "بھئی شروع شروع میں اللہ میاں اور شیطان نے اپنا اپنا بٹیرا جمالیا۔ اللہ میاں نے ایشیا کو پسند کیا اور شیطان نے یورپ کو، اس لئے پیغمبر جو اللہ میاں کی طرف سے آئے ہیں۔ ایشیا میں مبعوث ہوئے۔ وہ صاحب بول اُٹھے

تو پھر شیطان کے پیغمبر کیا ہوئے؟ انہوں نے جواب دیا" یہ تمہارے میکاڈلی اور مشہور اہل سیاست اس کے رسول ہیں"۔ اس پر بہت قہقہہ پڑا۔ حیات اقبال

سر شہاب الدین اور علامہ اقبال

سر شہاب الدین سے علامہ اقبال کی نوک جھوک رہتی تھی۔ سر شہاب الدین کا رنگ بالکل سیاہ تھا۔ ایک دن چوہدری صاحب سیاہ سوٹ پہن کر بار کونسل میں تشریف لے آئے۔ علامہ اقبال نے دیکھتے ہی فرمایا۔ چوہدری صاحب! آج تو آپ ننگے ہی چلے آئے۔ حیات اقبال

سر شہاب الدین کی آمد پر لطیفوں کی آمد۔ (اقبال)

علامہ اقبال قریب قریب ہر ملاقات میں ان سے مذاق کرتے اور کبھی چوہدری سر شہاب الدین بُرا ماننے پر آتے، تو کہتے کہ چوہدری صاحب آپ ناراض کیوں ہوتے ہیں آپ کو دیکھتے ہی مجھ پر لطیفوں کی آمد شروع ہو جاتی ہے۔ اس لئے مجھ سے خفا نہ ہوا کریں۔ حیات اقبال

لڑکوں کو پردے میں بٹھا دیا جائے (اقبال)

ایک شام علامہ اقبال کی خدمت میں گورنمنٹ کالج کے کچھ طلبہ حاضر ہوئے ان میں سے اکثر بے ریش اور خوب بنے ٹھنے ہوئے تھے۔ پہلے مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی رہی۔ پھر پردہ کے متعلق بحث چھڑ گئی۔ ان میں سے ایک کہنے لگا۔ ڈاکٹر صاحب، اب ہمیں پردہ اٹھا دینا چاہیئے، ڈاکٹر صاحب نے فرمایا، آپ عورتوں کا پردہ اٹھا دینا چاہتے ہیں اور میں اس فکر میں ہوں کہ کالجوں کے لڑکوں کو بھی پردے میں بٹھا دیا جائے۔ حیات اقبال

موٹر کار میں کتے (اقبال)

فقیر سید وحید الدین کے ایک عزیز کو کتے پالنے کا بہت شوق تھا۔ ایک دفعہ فقیر صاحب اپنے عزیز کی موٹر میں بیٹھ کر علامہ اقبال سے ملنے آئے۔ موٹر میں ان کے کتے بھی تھے یہ لوگ علامہ اقبال کی خدمت میں جا بیٹھے اور کتوں کو موٹر ہی میں چھوڑ دیا۔ تھوڑی دیر بعد علامہ کی ننھی بچی منیرہ بھاگتی ہوئی آئی اور کہنے لگی۔ ابا جان موٹر کار میں کتے آئے ہیں۔ علامہ نے اُن حضرات کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ نہیں بیٹا یہ تو آدمی ہیں۔ حیاتِ اقبال

مسیح الملک حکیم اجمل خان کا دستور

حکیم اجمل خان اور ان کے خاندان کا دستور یہ رہا کہ اگر کوئی والئ ملک یا کوئی بڑا امیر دہلی سے باہر بلاتا تو اس سے ایک ہزار روپیہ روزانہ فیس لیا کرتے تھے لیکن دہلی میں کوئی امیر ہوتا یا کوئی غریب۔ ان کے پاس آتا یا گھر پر بلاتا اس سے کوئی فیس نہیں لیتے تھے اور جو دوا اپنے پاس سے دیتے اس کی قیمت بھی نہیں لیتے تھے، اچھی خاصی قیمتی دوائیں اپنے پاس سے دے دیا کرتے تھے۔ یہ ۱۸۶۴ء میں پیدا ہوئے اکتاب. کیا خوب آدمی تھا)

مجھے میرے ایک حکیم مولوی دوست نے ان کے بارے ایک دلچسپ حکایت یوں بیان کی تھی کہ ایک غریب مسلمان مریض ان کے پاس آیا آپ نے شاگردوں کو حکم دیا کہ اس نسخے کی ۱۱ پڑیاں اسے بنا دو۔ اور اس زمانے کا موٹا تانبے کا پیسہ فی پڑیا کے حساب سے گیارہ پیسے وصول کئے۔ دوسرے روز ایک امیر آدمی آیا تو آپ نے اس کے لئے بھی وہی نسخہ تجویز کر کے ۱۱ پڑیاں اسے دلوائیں۔ اس سے رقم فی پڑیا ایک سو کے حساب سے گیارہ سو روپے وصول کئے۔ شاگردوں نے ایک ہی نسخے کی قیمت کے اتنے اختلاف کی وجہ پوچھی۔ فرمایا پہلا آدمی غریب مسلمان تھا اس سے صرف اصلی لاگت وصول کی ہے۔ دوسرا امیر تھا اگر اس سے بھی ۱۱ پیسے لئے جاتے تو یہ پڑیاں گندی نالی میں ڈال دیتا اس سے اس کی پوزیشن کے مطابق رقم وصول کی ہے اور اب یہ انہیں استعمال کرے گا اور شفایاب ہو جائے گا۔

غیبت زنا سے بدتر

ایک روز ایک نوجوان عبداللہ بن مبارکؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے پاؤں پر گر کر زار زار رو دیا اور عرض کیا "میں نے ایک ایسا گناہ کیا ہے کہ میں اسے شرم کے مارے بیان نہیں کر سکتا" آپ نے فرمایا بتلاؤ تو سہی کیا کیا ہے؟ اس نے عرض کیا میں نے زنا کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: "میں ڈر گیا تھا کہ شاید تو نے کسی مومن کی غیبت کی ہے"۔ (اگر اسلام کے تمام احکام واجبات مستحبات محرمات مکروہات کی معافی مل جائے اور صرف ایک غیبت ہی پر اسلام کا دارومدار قائم کیا جائے تو بھی معاملہ بہت سنگین ہے خصوصاً مولوی صاحبان کے لئے۔ ہاں یہ الگ بات

ہے کہ وہ اپنی تاویل یا حیلے کے ساتھ پہلے اسے ایمان سے خارج کرلیں جس کی غیبت کی گئی ہے۔ اس کی سوائے اس کے کوئی صورت نہیں بس وہی معاف کرے جس کی غیبت کی گئی ہے۔ اللہ بھی عادل ہے حق العباد کو معاف نہیں کرے گا۔ (مؤلف)

قلم واپس کرنے کیلئے سفر کیا

عبداللہ بن مبارکؒ ایک دفعہ مرو سے شام گئے اور یہ سفر محض ایک قلم دینے کے لئے اختیار کیا تھا جو آپ نے ایک شخص سے لیا تھا اور اس کو واپس نہ کر سکے تھے (مقام عبرت ہے اپنے اس دور کے علماء کے لئے کہ جو اپنا نام تو اپنے القاب کے ساتھ اپنی کتاب پر کتاب سے تین سطروں میں لکھواتے ہیں لیکن دوسرے فضلا یا غیر فضلاء سے عاریتاً لی ہوئی کتابیں واپس نہیں کرتے اور ان کے مطالبے پر ہیرا پھیری سے کام لیتے ہیں۔ یہ میرا مشاہدہ ہے مؤلف)

مال مردے کے کس کام آئیگا

ایک شخص نے ایک دفعہ حاتم اصمؒ سے عرض کیا کہ فلاں شخص نے بہت سامال جمع کیا ہے۔ آپ نے فرمایا "کیا اس نے زندگانی بھی اس کے ساتھ جمع کی ہے" ؟ لوگ جو وہاں موجود تھے انہوں نے کہا "وہ کیسے" آپ نے فرمایا "مال مردے کے کس کام آئے گا"۔ (مقام عبرت ہے، ان لوگوں کے لئے جو مربعے خریدتے ہیں کوٹھیاں بناتے ہیں اور لاکھوں کروڑوں روپے بینک میں جمع کراتے ہیں اپنی نافرمان اور بدکار اولاد کے لئے اور خود حساب دینے کے لئے قبر میں چلے جاتے ہیں۔ مؤلف)

مسجد میں غیر سے مانگنے کی مذمت

حضرت معاذ بن جبل فرماتے ہیں دنیا میں سب سے بُرا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مسجد میں مخلوق سے سوال کرنا ہے کیونکہ سائل اللہ تعالیٰ کے گھر میں غیر سے مانگتا ہے اور ان کے نہ دینے کے باعث ان پر غضب الٰہی کا موجب ہوتا ہے۔ (لیکن آج کل مساجد کے لاؤڈ سپیکروں پر سائلین نے اپنی جیبیں پُر کرنے کے لئے اعلانات کرکے ادھم مچا رکھا ہے۔)

چالاک گداگر اور سادہ عورت ایک گداگر آواز دے رہا تھا "جو مجھے جو کچھ دے گا اللہ اسے اس سے دگنا دے گا۔ ایک روپیہ دے گا تو اسے دو روپے جو پانچ دے گا اسے دس اور دس روپے دینے والے کو اللہ بیس روپے دے گا"۔ ایک عورت کو اس کے خاوند نے پانچ روپے کا نوٹ دیا تھا اور اسے احتیاط کے ساتھ محفوظ رکھ دینے کی ہدایت کی اور کہا کہ میں بوقت ضرورت لے لونگا۔ اس عورت نے جو اس چالاک گداگر کی آواز سنی تو وہ پانچ روپے کا نوٹ اٹھا کر اس کے سپرد کردیا یہ سوچ کر کہ تھوڑی دیر بعد جب دس روپے مل جائیں گے تو پانچ کا نوٹ پہلی جگہ محفوظ رکھ دوں گی اور بقایا پانچ اپنی ضرورت میں صرف کرونگی۔ سائل کے جانے کے بعد اس عورت کا خاوند آیا اس نے اس پانچ روپے کے نوٹ کا مطالبہ کیا اب اس کے پاس سوائے حقیقت بیان کرنے کے کوئی اور عذر نہ تھا۔ خاوند نے کہا اب تو حاتم زمانہ بننا چاہتی ہے اسے زمین پر گرایا اور جوتوں کے ساتھ وہ مالش کی کہ رہے داتا کا نام۔ اس کا جسم زخمی ہوگیا۔ خاوند اس مار پیٹ کے بعد چلا گیا۔ اس بیچاری نے زخموں پر پٹیاں باندھیں اور ٹکوریں کیں۔ پھر وقت پاس کرنے کے لئے زمین کریدنے لگ گئی۔ حسن اتفاق کہ اسے دس کا نوٹ مل گیا۔ ایک دو روز بعد وہی سائل گشت کرتا ہوا اور وہی پہلی صدا دیتا ہوا دروازے پر آگیا۔ یہ فوراً دروازے پر آگئی۔ سائل کو کہا اے بزرگ آپ نے تو گویا ہتھیلی پر سرسوں جمادی ہے واقعی آپ کو جو کچھ دیا جائے رقم اس سے دگنی ہو جاتی ہے۔ اور میں آزما چکی ہوں لیکن ذرا یہ بتاتے جاؤ کہ درمیان والے جوتوں کی مار کون کھائے گا؟

چالاک پیر کی چالاکی ہمارے علاقے کی صحیح داستان ہے۔ ارائیوں کا ایک پیر ان کی تھوڑی نذر نیاز پر ان سے ناراض ہوگیا۔ اس نے رات کے وقت ان کی سبزی کے کلف پودے جڑ سے اکھاڑ کر وہیں اصلی جگہ رکھ چھوڑے۔ صبح کو مالک ارائیں حیران ہوگیا کہ آدھے پودے مرجھائے ہوئے ہیں ان سادہ لوگوں نے یہ اپنے ناراض پیر کی کرامت قرار دی۔ پیر صاحب کے قدموں پر گر گئے۔ معافی مانگی اور خوب نذرانہ پیش کیا۔ پیر صاحب نے فرمایا اچھا بقایا پودے ٹھیک رہیں گے۔

دوسری چالاکی ہمارے اپنے گاؤں کے باہر والے ڈیرے کی بات ہے کہ ایک پیر نے اپنے مرید کے گھر کے قریب چھوٹا سا گڑھا کھود کر اس میں تعویذات رکھ کر وہ گڑھا پوری احتیاط کے ساتھ بند کردیا اور پروگرام اس کا یہ تھا کہ کتاب سے حساب کر کے مرید کو بتاؤنگا کہ فلاں جگہ تعویذات دفن ہیں جن کی وجہ سے آپ کے افراد خانہ بیمار اور مبتلائے مصیبت ہیں۔ اتفاقاً مرید کے گھر کا ایک شخص بظاہر سویا ہوا لیکن حقیقت میں بیدار پیر کی یہ تمام کاروائی دیکھ رہا تھا۔ اس نے پیر صاحب کے ادھر ادھر ہونے کے بعد تعویذات وہاں سے

نکال لئے۔ بعد میں پیر صاحب نے مرید کے افراد خانہ کے سامنے اپنے حساب کی کاروائی شروع کی اور اپنی بنائی ہوئی سکیم کے مطابق بتایا کہ گھر کے فلاں مقام پر تعویذات دفن ہیں پھر پیر صاحب نے اسی مقام کو کھودنا شروع کیا لیکن تعویذات وہاں ہوتے تو ملتے پیر صاحب کی اس کاوش کی ناکامی پر دیکھنے والے مرید کو ترس آیا اس نے عرض کیا تعویذات آپ کو یہاں سے نہ ملیں گے جو آپ نے خود دفن کئے تھے وہ میں نے نکال لئے ہیں یہ ہیں پیر صاحبان کی چالاکیاں اپنے مریدوں کے ساتھ۔

تیسری چالاکی ہمارے گاؤں میں ایک جولاھے کے گھر سے عورت کے سونے کے کنگن غائب ہوگئے۔ اس شریف کو جیسا کہ اس خاندان کی سادگی اور حماقت مشہور ہے اپنے سسر پر یوں شک گذرا کہ میری عورت نے اپنے باپ کو دے دئے ہیں اب انہوں نے ادھر ادھر کے پیروں اور حسابیوں کی طرف رجوع کیا۔ ایک موضع جس کا مجھے علم ہے سے دو پیر صاحبان بلوائے گئے انہوں نے اپنی چالاکی سے دریافت کرلیا کہ فلاں آدمی ان کے نزدیک مشکوک ہے۔ ان دونوں پیروں نے اسی مشکوک سسر کو چور ثابت کیا۔ اس سسر بیچارے نے میری طرف رجوع کیا اور زاری کی کہ یہ ظلم ہے میں اپنی بیٹی کا مال کیسے چرا سکتا ہوں چند آدمیوں سمیت میں ان لوگوں کے گھر گیا۔ پیر صاحبان مجھے جانتے تھے میری تعظیم کی جو افراد وہاں موجود تھے انہوں نے پیر صاحبان کو مجبور کیا کہ آپ حساب کرکے اس آدمی کے سسر کو چور ثابت کریں۔ انہوں نے آگ جلوائی وہاں موجود افراد کے انگوٹھے پانی میں تر کروا کر کاغذ پر لگوائے لیکن اپنی چالاکی سے نشادر والے پانی میں انگوٹھا لگوایا سسر صاحب کا پھر اس کاغذ کو آگ کے نزدیک کیا سسر کا نشان انگوٹھا کالا ہوگیا لیکن دوسروں کے انگوٹھے بے نشان رہے مجھے اس کاروائی کا علم تھا میں نے پیر صاحبان کو الگ کیا اور کہا کہ ایک بے گناہ اور گھر والی کے باپ کو آپ نے چور ٹھہرایا کتنی بددیانتی ہے۔ اور آپ نے نشادر والے پانی میں اس کا انگوٹھا لگوا کر آگ کے سامنے وہ کاغذ کیا ہے جس پر انگوٹھا ثبت تھا۔ اور نشادر والے پانی کے کاغذ کی خاصیت ہے۔ کہ وہ گرم کرنے سے کالا ہوجاتا ہے۔ انہوں نے مجھ سے معذرت طلب کی اور گھوڑی پر سوار ہو کر رخصت ہوگئے میں نے وہاں موجود افراد کو ان کا فراڈ سمجھایا دو تین روز بعد ان کے گھر میں چند روز پہلے مہمان بن کر رہنے والا آدمی چور ثابت ہوا اور مال اس سے برآمد ہوگیا یہ تین میرے اپنے مشاہدات میں نے اس لئے تحریر کئے ہیں کہ قارئین ان پیشہ ور پیروں کے اس قسم کے فراڈوں سے محفوظ رہیں۔

معجزہ ماتم در نجف اشرف ۱۳۵۷ھ میں عراقی حکومت نے زنجیر زنی کے ماتم پر سختی سے پابندی عائد کراوی اور حرم مطہر امیر المومنین کے تمام بیرونی دروازوں کو مقفل کرکے چابیاں نجف اشرف کے ڈپٹی کمشنر کے پاس رکھوادیں اور مسلح پولیس نے بندوقیں اٹھا کر حرم کے

باہر ہر طرف سے گھیراؤ کرلیا تاکہ کوئی ماتمی دستہ اندر نہ جاسکے اس دوران جوش و خروش کی حالت میں یا حسین یا حسین کرتے ہوئے ماتمی دستے حرم کے دروازوں کی طرف بڑھنے لگے تو پولیس کے تصادم تک نوبت جا پہنچی اور اسی دوران فوراً یک لخت حرم کے تمام دروازے بیک وقت خود بخود کھل گئے اور تالے زمین پر جا پڑے اور تمام زنجیر زن ماتمی دستے صحن مطہر میں داخل ہو گئے اور وہاں خوب ماتم کیا سب حکمران اور پولیس والے بے بس ہو کر دیکھتے رہ گئے اس واقعہ کو تمام عراقی اخبارات نے نشر کیا (الفتاوی و الستاریر) ص ۳۱ طبع نجف (رسوم الشیعہ)

دو عورتوں کا جھگڑا۔ پنچایت کا عمدہ فیصلہ کہتے ہیں ایک عورت پانچ بھینسوں کی مالک تھی۔ اور ایک دوسری صرف ایک بھینس رکھتی تھی۔ پانچ بھینسوں والی نے ایک بھینس والی سے پانچ سیر گھی ادھار لیا۔ ایک بھینس والی نے کچھ مدت بعد اپنے اس گھی کا مطالبہ کیا تو وہ مکر گئی۔ کہنے لگی میں پانچ بھینسیں رکھتی ہوں تو جس کے پاس صرف ایک بھینس ہے سے پانچ سیر گھی ادھار کیسے لے سکتی ہوں؟ کوئی عقل کی بات کرو۔ یہ بات چلتی چلتی پنچایت کے پاس پہنچ گئی۔ پنچایت والوں نے دونوں عورتوں کے حالات کا جائزہ لیا اور پھر ان دونوں کو ایک گندہ نالہ پار کرنے کو کہا جس میں زانوؤں تک پانی تھا۔ بعد میں انہیں اپنی گندی ٹانگیں دھو کر صاف کرنے کا حکم دیا جس کی ایک بھینس تھی اس نے ایک لوٹے پانی کے ساتھ پاؤں دھو کر صاف کرلئے اور منہ ہاتھ بھی دھولیا لیکن پانچ بھینسوں والی نے پانچ لوٹے پانی صرف ٹانگوں کی صفائی پر صرف کردیا اور ابھی تک اسکی تسلی نہ ہوئی تھی سبھی لوگوں نے پانچ بھینسوں والی کو حکم دیا کہ فوراً اس کا پانچ سیر گھی واپس کردے یہ کفایت شعار ہے اور تم فضول خرچ ہو یہ کفایت شعاری کی عمدہ داستان ہے۔

ساون کا مہینہ اچھا بھی برا بھی ایک انگریز نے کسی پنجابی سے پوچھا پنجاب میں موسم کے لحاظ سے اچھا کون سا مہینہ ہے اور برا کونسا۔ اس نے جواب دیا اچھا مہینہ ساون اور برا مہینہ ساون۔ انگریز نے کہا مہینہ ایک اور خاصیت متضاد پنجابی نے جواب دیا اس مہینہ میں ہوا بند ہوجائے تو تمام مہینوں میں برا ہوا چل پڑے تو گویا یہ مہینہ شملہ اور کوہ مری۔

اللہ واقعی عادل ہے اللہ عادل ہے۔ یعنی وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا خلاف حکمت کوئی کام نہیں کرتا جو کچھ اس نے پیدا کیا ہے۔ جس کو اس نے جتنا رزق دیا ہے۔ جس کو اس نے عطا کیا ہے جس کو اس نے محروم عطا رکھا ہے۔ یہ سب اسکی حکمت کاملہ کی بدولت ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے۔ کہ مذکورہ امور یا علاوہ ازیں دیگر امور کے اسباب واقعیہ سے ہم لاعلم ہیں۔ اگر مصلحت الہیہ کو اس مثال سے سمجھ لیا جائے تو زیادہ جلدی اور آسانی سے ذہن نشین ہوگی۔ ایک ڈاکٹر مریض کو دوا دیتا ہے۔ ہمیں یہ تو یقین ہوتا ہے اگر مریض نے ڈاکٹر کی

ہدایات کے مطابق دوا استعمال کی تو یقیناً شفایاب ہوگا لیکن ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس دوا میں کونسی طاقت ہے۔ جو مریض کے مرض کا قلع قمع کردے گی۔ اگر ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص بے پناہ دولت کا مالک ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں دوسرا نان جویں کا محتاج ہے۔ یا ایک شخص تندرستی اور توانائی کا خزانہ رکھتا ہے جبکہ دوسرا بستر مرض سے اٹھ نہیں سکتا تو ہم ان امور کے اسباب وا قعیہ سے واقف نہیں ہوتے لیکن ذات احدیت کی نگاہ قدرت میں دولت مند کا دولت مند ہونا غریب کا نادار ہونا تندرست کا صحت مند ہونا اور بیمار کا صاحب فراش ہونا ہی قرین مصلحت اور عین عدالت ہے۔ لہٰذا ہمیں یہی عقیدہ رکھنا ہوگا کہ اللہ کا کوئی بھی کام خلاف مصلحت و حکمت نہیں ہوتا۔

عدل الٰہی کے ثبوت کا ایک نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔ حدیث میں ایک واقع یوں مذکور ہے۔ کہ حضرت موسیٰؑ نے ایک دن بارگاہ خالق میں عرض کی مجھے اپنا عدل حقیقی دکھا کیونکہ یہاں ظاہراً" جو کچھ بھی ہوتا ہے اسے عدل نہیں کہا جاسکتا اللہ نے حکم دیا فلاں صحرا میں چلا جا وہاں پانی کا ایک تالاب ہے تالاب کے کنارے ایک درخت ہے درخت پر چڑھ کر اپنے آپ کو چھپالے اور پھر میرا عدل دیکھ۔ حضرت موسیٰؑ اس صحرا میں اس تالاب پر آئے تالاب کے کنارے کھڑے ہوئے درخت پر چڑھ کر پوشیدہ بیٹھ گئے۔ آپ نے ایک گھوڑا سوار کو دیکھا اس نے تالاب سے پانی پیا اسی دوران اسکی رقم کی تھیلی گر گئی۔ وہ غافل تھا دوبارہ سوار ہو کر چلا گیا۔ کچھ دیر بعد اسی تالاب پر ایک بچہ آیا اس نے پانی پیا اور تھیلی کو دیکھ کر اٹھالی اور واپس چلا گیا کچھ دیر بعد ایک اجنبی شخص آیا اس نے تالاب سے پانی پیا اور ستانے کے لئے بیٹھ گیا۔ گھوڑا سوار واپس آیا تھیلی موجود نہ تھی اس نے اجنبی کو الزام دیا اجنبی نے انکار کیا بات بڑھتی ہوئی ہاتھا پائی تک پہنچ گئی۔ گھوڑا سوار نے اس کو قتل کر دیا۔ حضرت موسیٰؑ نے عرض کیا بارالہا! یہ کیسا عدل ہے تھیلی کوئی لے گیا اور قتل کوئی ہوگیا؟ ذات احدیت نے فرمایا اس گھوڑا سوار نے اسی بچہ کے باپ کی چوری کی تھی جتنی رقم اس تھیلی میں تھی اتنی ہی اس نے چرائی تھی وہ رقم اس کے وارث کے پاس پہنچ گئی۔ اور یہ اجنبی اس گھوڑا سوار کے باپ کا قاتل تھا۔ گھوڑا سوار نے اپنے باپ کا انتقام لے لیا۔ یہ ہے اللہ کا عدل واقعی اگرچہ ظاہر بین نگاہوں میں خلاف اصول ہوتا ہے لیکن فی الواقع جو بھی ہوتا ہے۔ مصلحت کے مطابق ہوتا ہے۔ توضیح المسائل سید محمد شیرازی۔

امام جعفر صادقؑ نے مردہ زندہ کیا مروی ہے کہ کوفہ کے رہنے والے دو بھائی زیارت کے لئے جارہے تھے جب وہ ایک صحرا میں پہنچے تو ان میں سے ایک پیاس کی وجہ سے مرگیا اور دوسرا حیران ہوکر اس کے سرہانے بیٹھ گیا اور نہیں جانتا تھا کہ کیا کرے وہ اللہ کی پناہ لیکر اہل بیتؑ رسالت کا وسیلہ ڈھونڈنے گا اور آئمہؑ طاہرین میں سے ایک ایک کو

پکارنے لگا یہاں تک کہ وہ حضرت امام جعفرؒ صادق تک پہنچا اس نے نگاہ کی تو دیکھا کہ ایک شخص اس کے سامنے کھڑا ہے اس نے کہا تیرا کیا حال ہے اس نے کہا کہ میرا بھائی وفات پا گیا ہے میں نہیں جانتا کہ اس صحرا میں کیا کروں اس شخص نے عود کا ایک ٹکڑا اسے دیا اور فرمایا اس کو اپنے مردہ بھائی کے دو لبوں کے درمیان رکھ دیجئے اس نے اس عود کو اس کے دو لبوں کے درمیان رکھ دیا اسی وقت اللہ کے حکم سے اس کا بھائی زندہ ہوگیا اس سے پوچھا کیا تو پیاسا ہے؟ اس نے کہا نہیں چنانچہ وہ دونوں اکٹھے کوفہ چلے گئے۔ ایک مدت کے بعد وہ بھائی جس نے دعا کی تھی اسے مدینہ منورہ جانے کا اتفاق ہوا اور وہ امام جعفرؒ صادق کی خدمت میں حاضر ہوا جب حضرتؒ کی نظر اس پر پڑی تو پوچھا تمہارے بھائی کا کیا حال ہے؟ اس شخص نے عرض کیا "سلامتی سے ہے" اس کے بعد حضرت نے پوچھا اس عود کے ٹکڑا کو تو نے کیا کیا؟ اس شخص نے عرض کیا اے فرزند رسولؐ۔ جب میرا بھائی زندہ ہوگیا تو میں بہت خوشی کی وجہ سے اس کو بھول گیا حضرت نے فرمایا "جس وقت تو دعا کررہا تھا اور ہم سے استدعا کررہا تھا تو اس وقت میرے بھائی خضرؑ میرے پاس موجود تھے میں نے ان کو تیرے پاس بھیجا وہ اس عود کے ٹکڑے کو ساق عرش سے لائے تھے وہ اس کو تیرے پاس لے گئے اور جب تیرا بھائی زندہ ہوگیا تو عود دوبارہ ہم تک پہنچ گیا اس کے بعد حضرت نے خادم کو بلا کر فرمایا اس عود کو حاضر کرو چنانچہ وہ لے آیا اور اس شخص کو دکھایا۔ البلاغ ستمبر ۹۴

ملکہ نور جہاں کی فراست ملکہ نور جہاں شہنشاہ جہانگیر کی چہیتی بیوی تھی وہ ہمہ صفت موصوف تھی اور حسن و دانش میں یکتائے زمانہ تھی جہانگیر اس کے مشورے کے بغیر کوئی اہم کام سرانجام نہیں دیتا تھا وہ رموز سلطنت سے کماحقہ واقف تھی اور نگاہ باریک بین رکھتی تھی اس کی فراست کے ثبوت میں بہت سے واقعات پیش کئے جاسکتے ہیں لیکن یہاں صرف ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے جو یوں ہے ایک جوہری کی والدہ اس کے بچپن میں ہی فوت ہوگئی تھی اس کے دل میں ماں کو دیکھنے کی بہت حسرت تھی کسی عورت نے اسے بتایا کہ ملکہ نورجہاں تمہاری ماں کی ہم شکل ہے اگر تم کسی طرح اسے دیکھنے میں کامیاب ہوجاؤ تو تمہاری یہ حسرت پوری ہوسکتی ہے جوہری نے اپنی بیوی سے مشورہ کیا جو بہت عقلمند عورت تھی اور جواہرات کا کاروبار گھر میں ہی کیا کرتی تھی اس نے کہا کہ تم نے ایسا کیا تو یاد رکھنا وہ ملکہ ہندوستان ہے تمہاری سزا موت ہوگی وہ ڈر تو گیا مگر اس کا شوق روز بروز بڑھتا ہی گیا اسے ایک ترکیب سوجھی ایک ماہر **بھروپیے** کی شاگردی کرکے اس نے عورت کا بھیس بدلنے میں اس قدر ملکہ پیدا کرلیا کہ ایک دن بھیس بدل کر اپنی بیوی کے ہاں جواہرات خریدنے چلا گیا اور اس کے ہاتھ کی انگوٹھی خریدنے میں کامیاب ہوگیا وہ بھی اسے نہ شکل سے نہ آواز سے نہ چال سے نہ کسی اور ڈھنگ سے پہچان سکی وہ شخص اپنی کامیابی سے

بہت خوش ہوا تھوڑے دنوں بعد بانو بازار لگنے والا تھا اس بازار میں سوائے بادشاہ کے کسی دوسرے مرد کو داخل ہونے کی اجازت نہ ہوتی تھی کیونکہ بادشاہ کو باپ کے برابر سمجھا جاتا تھا ملکہ نورجہان جہانگیر کے ساتھ ہاتھی پر سوار تھی جوہری بھی اپنی تشنگی کو بجھانے کے لئے چلا گیا جب دور سے جوہری نے ملکہ کو دیکھ لیا بہت خوش ہوا مگر شاہی دبدبے اور رعب سے ڈر بھی گیا اور ایک دم ہجوم میں غائب ہوگیا ملکہ نے فوراً" دروازے بند کرنے کا حکم دے دیا تاکہ باہر نہ نکلنے پائے لونڈیوں اور باندیوں کو حکم دیا کہ یہاں ایک مرد ہے اسے پکڑو مگر تلاش بسیار کے بعد سب ناکام رہیں۔ بادشاہ بھی بہت پریشان ہوا کوئی تدبیر کام نہیں آرہی تھی۔ اگر ہر عورت کی پڑتال کی جائے تو راز فاش ہونے کا ڈر تھا اور رعایا اور ملکہ کی حرمت پامال ہونے کا ڈر تھا۔ آخر ملکہ نے حکم دیا کہ دروازوں کے سامنے کھدائی کر کے اس قدر پانی چھوڑا جائے جہاں سے عورتیں آسانی سے گزر سکیں۔ چوڑائی اتنی رکھی جائے کہ آسانی سے پھلانگی نہ جاسکے۔ حکم کی تعمیل ہوگئی۔ ملکہ نے حکم دیا کہ ہر عورت پر کڑی نظر رکھی جائے جو عورت پانی پھلانگ کر گزرے اسے میرے حضور پیش کر دیں۔ پانی میں سے عورتیں گزرتی رہیں۔ لیکن جوہری نے چھلانگ لگا کر پانی عبور کیا اور پانی عبور کرتے ہی پکڑا گیا۔ ملکہ کے حضور پیش ہوا۔ جوہری کا تمام حال سن کر ملکہ نے جوہری کے جذبہ کی قدر کی اور ساری زندگی اسے بیٹا ہی سمجھتی رہی۔ ہمدرد گلستان مضامین۔ مصنفین پروفیسر حفیظ صدیقی، سلیم احمد صدیقی، عطاء الرحمٰن ہاشمی ص ۳۷۲

جناب امیرالمومنینؑ نے مومنہ کی مدد کس طرح کی

بحار الانوار جلد نمبر ۹ الدمعہ الساکبہ ج اور المنتخب کے حوالہ سے صاحب جواہرالاسرار ص ۱۶۴ پر تحریر فرماتے ہیں۔ زید نساج راوی ہے۔ کہ میرے پڑوس میں ایک نیک سیرت اور عبادت گزار شخص رہتا تھا۔ ایک روز میں امام زین العابدینؑ کی زیارت کے لئے گیا تو یہ شخص کپڑے اتار کر جمعہ کا غسل کرنا چاہتا تھا۔ میں نے اس کی پشت پر ایک بالشت سے زیادہ زخم دیکھا جس سے پیپ بہہ رہی تھی اس نے مجھے کہا کہ ذرا غسل میں میری مدد کراؤ میں نے کہا اس شرط پر منظور ہے کہ اگر تم مجھے اس زخم کی حقیقت سے آگاہ کر دو ورنہ نہیں۔ چنانچہ اس نے اس شرط کے ساتھ منظور کیا کہ میری زندگی میں یہ واقعہ کسی پر ظاہر نہ کیا جائے۔ چنانچہ وہ غسل سے فارغ ہوا تو دھوپ میں بیٹھ کر مجھے اپنا قصہ یوں بیان کرنے لگ گیا۔ کافی عرصہ گزرا ہے کہ ہم دس دوست تھے اور ہمارا مسکن کوفہ تھا۔ مسافروں کو لوٹنا اور نقب زنی ہمارا مرغوب پیشہ تھا۔ ہر رات کو ایک ایک دوست ہم سب کے لئے خورد و نوش کا انتظام کرتا تھا۔ ایک مرتبہ ہم کھا پی کر ادھر ادھر ہو گئے۔ اور میں گھر آکر سو گیا۔ کافی دیر کے بعد میری بیوی نے مجھے جگا کر کہا کہ کل کھانا پکانے کی تمہاری باری ہے گھر میں کچھ بھی نہیں۔ آج

جمعہ کی رات ہے لوگ زیارت کے لئے نجف جا رہے ہیں نقب زنی کرو اچھا موقعہ ہے میں اٹھا تلوار لی اور کوفہ سے باہر نجف کے راستہ پر ایک خندق میں چھپ گیا۔ اندھیری رات تھی آسمان پر گھٹا ٹوپ بادل چھائے ہوئے تھے ایک دفعہ بجلی چمکی تو مجھ کو دور سے دو شخص آتے ہوئے دکھائی دیئے جب وہ قریب آئے تو پھر بجلی چمکی اور میں تلوار لے کر باہر نکلا دیکھا تو وہ دو عورتیں ہیں ایک بوڑھی اور دوسری جوان میں نے ان کا راستہ روک لیا اور زیور اتارنے پر مجبور کیا انہوں نے خاموشی سے زیور اتار دیئے پھر جو سامان اور نقدی ان کے پاس تھی۔ وہ بھی وصول کر لی۔ شیطان نے میرے دل میں وسوسہ ڈالا اور مجھے جوان عورت کے ساتھ برائی پر آمادہ کیا۔ بوڑھی عورت نے منت سماجت شروع کر دی کہ بندہ خدا جو کچھ ہمارے پاس تھا وہ تو نے وصول کر لیا۔ اب ہمیں جانے دے یہ یتیم بچی ہے اس کی شادی ہونے والی ہے۔ اس کو قوم میں رسوا نہ کر میں نے اسے ڈانٹا اور ایک طرف دھکیل دیا اور لڑکی کو زمین پر گرا دیا۔ اور اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھا اس نے چلانا شروع کیا۔ المستغاث بک یا اللہ المستغاث بک یا علی جیسے ہی اس نے یا اللہ مدد یا علی مدد کہا اچانک ایک سوار ظاہر ہوا جس کا لباس سفید تھا۔ اور بدن سے خوشبو آرہی تھی۔ اور مجھ سے کہا اسے چھوڑ دو میں نے کہا جا جا میرا شکر ادا کر کہ میں تجھے چھوڑ رہا ہوں ورنہ تو بھی بچ کر نہ جاتا۔ میرا یہ کہنا تھا کہ اس نے اپنی تلوار کی نوک مجھے دے ماری اور میں غش کھا کر گر گیا نہ معلوم میں کب تک پڑا رہا البتہ نیم بے ہوشی میں اتنا سنائی دیا کہ اس نے ان دونوں عورتوں سے کہا کہ اپنے زیور اور سامان سمیٹ لو اور واپس چلی جاؤ بوڑھی عورت نے کہا کہ آپ کون ہیں؟ خدا آپ پر رحم کرے ذرا ہمیں نجف بھی پہنچاتے جایئے انہوں نے مسکرا کر جواب دیا میں علی ابن ابی طالب ہوں۔ تو واپس چلی جاؤ میں نے تمہاری زیارت قبول کر لی ہے۔ (اس واقعہ کے بعد میں نے توبہ کر لی راہ راست پر آگیا لیکن میرا زخم ٹھیک نہیں ہو رہا)

باورچی غلام حسین اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کا حرص جب مغل بادشاہ شاہ عالم ثانی کا انتقال ہوا تو اس کا باورچی غلام حسین لاہور چلا گیا یہاں اس نے رنجیت سنگھ کے وزیر اعظم فقیر سید عزیز الدین کے ہاں ملازمت اختیار کر لی۔ ایک دن رنجیت سنگھ کو فقیر عزیز الدین نے ضیافت دی۔ دیگر ترکاریوں کے علاوہ اسے مسور کی دال بھی پیش کی گئی جس کا ایک لقمہ لینے کے بعد مہاراجہ تمام دال کھا گیا فوراً" باورچی کو طلب کیا اور اس سے چند سوالات کرنے کے بعد اپنے ہاں باورچی رکھ لیا۔ اور اسے مسور کی دال پکانے کو کہا۔ غلام حسین نے دال اتنی مزیدار پکائی کہ گھر کے جملہ افراد جن کی تعداد ۲۸ تھی عش عش کر اٹھے رانی جنداں اور موراں اس حد تک متاثر ہوئیں کہ انہوں نے حکم دے دیا کہ اس ہفتہ

سوائے مسور کی دال کے اور کچھ نہیں پکے گا۔ شہزادہ کھڑک سنگھ نے کہا کہ اس دال کے کھانے سے اس کا مرض قلب جاتا رہا ہے۔ کنور نونہال سنگھ نے کہا کہ یہ دال نہیں بلکہ کستوری ہے ایسی دال نہ کبھی کھائی اور نہ دیکھی غلام حسین پورا ہفتہ مسور کی دال پکاتا رہا۔ اور مزے کی بات یہ تھی کہ ہر روز دال کا ذائقہ مختلف تھا اگر آج زعفران کی خوشبو آرہی ہے تو کل کستوری کی اگر آج عنبر کا ذائقہ آرہا ہے تو دوسرے دن مشک کا اس دال کے کھانے سے سکھا شاہی خاندان کے کئی فرد صحت یاب ہوئے ہفتہ کے بعد جب اخراجات کا بل پیش ہوا تو رنجیت سنگھ نیم پاگل ہو گیا۔ مسور کی دال پر ہفتہ میں ۵۲۵ روپے خرچ آیا تھا یعنی ۷۵ روپے روزانہ فوراً" غلام حسین خان کو طلب کر کے کہا کہ ہمارے سکھ باورچی سوہن سنگھ نے پچھلے ماہ جھٹکے کے گوشت کے مہاپرشاد پر ۲۱ روپے روزانہ کے حساب سے خرچ کئے تھے جبکہ تم نے دال پر ۷۵ روپے روزانہ کا خرچ دکھایا ہے۔ مجھے انتہائی رنج ہوا ہے۔ اس پر غلام حسین نے جواب دیا۔ مہاراج مسور کی دال کی قیمت کل ۲ آنے ہے۔ مگر لوازمات گھی۔ زعفران اور مصالحہ جات وغیرہ کا خرچ ۷۴ روپے ۱۴ آنے آیا ہے۔ رنجیت سنگھ نے کہا اس سے کم خرچ پر دال تیار نہیں ہو سکتی۔ غلام حسین نے کہا کہ مہاراج ہو سکتی ہے۔ مگر میں مغل بادشاہوں کے معیار کے مطابق کھانے تیار کرنے کا عادی ہوں۔ میں اس سے کم قیمت پر کھانے تیار نہیں کر سکتا۔ رنجیت سنگھ نے کہا کہ یہ کھانے نہیں بلکہ فضول خرچی ہے۔ اور میں کبھی اس فضول خرچی کی اجازت نہیں دے سکتا غلام حسین ملازمت ترک کر کے چلا گیا۔ دوسرے دن سوہن سنگھ نے مرغ پیش کیا مگر گھر کے کسی فرد نے کھانا نہیں کھایا اور رانی جنداں و موراں نے بھوک ہڑتال کر دی۔ رنجیت سنگھ نے فوراً" چھ آدمیوں کو مقرر کیا کہ وہ جس طرح ہو سکے غلام حسین کو ڈھونڈ لائیں دو دن کے بعد غلام حسین انہیں ساہیوال سے مل گیا جب انہوں نے مہاراجہ کی خواہش کا اظہار کیا تو غلام حسین نے جانے سے انکار کر دیا اور کہا مسور کی دال کھانے والے مغل بادشاہ مر گئے' کانا راجہ کیا دال کھائے گا۔ جو مجھ سے پائی پائی کا حساب لیتا ہے۔ جونہی رنجیت سنگھ کے آدمیوں نے غلام حسین کو زبردستی لے جانے کی کوشش کی تو اس نے چاقو نکال کر اپنے آپ کو ختم کر لیا۔ جب غلام حسین کی لاش لاہور پہنچی تو رنجیت سنگھ کو بڑا دکھ ہوا۔ ایک غریب باورچی تو اپنے فیصلہ پر ڈٹا رہا اور اس نے لالچی اور کنجوس سکھ کے پاس جانا گوارہ نہ کیا مگر رنجیت سنگھ جو اپنے آپ کو مہاراجہ کہلاتا تھا شکست کھا گیا۔ اسی ایک مثال سے ایک مسلمان اور سکھ کے اخلاق اور طور و اطوار کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ (سفاک شخصیات مولف راجہ محمد عارف منہاس)

۷۰۵ دولت کے نقصانات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جوں جوں آپ بوڑھے ہوتے جائیں گے زیادہ سے زیادہ لوگ آپ کی زندگی سے زیادہ آپ کی موت کی خواہش کریں گے

ملکہ نور جہاں کی قبر کی بے حرمتی کرنے والوں کو سزا ملی ملکہ نور جہاں عہد مغلیہ کی عظیم شخصیات میں سے ایک ہے اس کی فہم و فراست، تدبر اور انتظام سلطنت کے سب مداح ہیں۔ اس عظیم عورت کی آخری آرام گاہ شاہدرہ لاہور میں ہے جب اس بطل جلیلہ کا انتقال ہوا تو اس کی میت کو ایک من وزنی سونے کے صندوق میں دفنایا گیا تھا۔ جب رنجیت سنگھ ڈاکو پنجاب اور سرحد کا حکمران بنا تو اس کو کسی طریقہ سے علم ہوا کہ ملکہ نور جہاں کا تابوت ایک من وزنی سونے کا ہے ایک من سونے کا نام سن کر ڈاکو کے منہ سے رال ٹپکنے لگی اور اس نے اس سونے کو فوراً حاصل کرنے کا فیصلہ کیا اور اپنے وزیر اعظم سید عزیز الدین۔ کوتوال شہر شیخ امام الدین اور عزیز الدین کے برادر خورد سید امام الدین کو بلایا اور ان کے سامنے اپنی خواہش کا اظہار کیا ان تینوں نے سخت مخالفت کی اور سمجھایا کہ ہندوستان کی عالی مرتبت ملکہ کی نعش کی بے حرمتی اچھی نہیں اس سے مہاراج کو بددعا لگے گی۔ اور جس میت کی بے حرمتی کی جائے اس کی روح ضرور انتقام لیتی ہے۔ رنجیت سنگھ نے وقتی طور پر یہ مشورہ قبول کر لیا مگر کچھ عرصہ کے بعد اپنے بیٹے کھڑک سنگھ کو اس گھناؤنے کام کی انجام دہی پر مامور کیا اس اثنا میں رنجیت سنگھ کا انتقال ہو گیا۔ ڈاکو کے بیٹے مہاڈاکو کھڑک سنگھ کو باپ کا جانشین مقرر کیا گیا۔ اس نے سب سے پہلے نور جہان کی قبر کھودنے کا پروگرام بنایا۔ فقیر سید عزیز الدین نے منع کیا مگر یہ نہ مانا جس کے باعث عزیز الدین نے استعفیٰ دے دیا کھڑک سنگھ چاہتا ہی یہی تھا۔ لہذا اس نے فوراً راجہ دھیان سنگھ کو وزیر اعظم اور اودھم سنگھ کو کوتوال مقرر کیا۔ اس کے بعد نومبر ۱۸۳۹ء میں اپنے بیٹے کنور نونہال سنگھ، اودھم سنگھ کوتوال شہر، راجہ دھیان سنگھ وزیر اعظم اور خود راجہ کھڑک سنگھ ایک رات نور جہان کے مزار پر گئے اور اس کے طلائی تابوت کو اکھاڑ ڈالا۔ تابوت وہیں کھولا گیا۔ ملکہ کی ہڈیاں ایک لکڑی کے تابوت میں بند کر کے دفن کر دی گئیں۔ کھڑک سنگھ سونے کا تابوت اور جہانگیر کی طلائی عدل والی زنجیر لے کر قلعہ لاہور میں آ گیا اس ظالم اور سفاک انسان نے نور جہاں کی بیٹی لاڈلی بیگم کی قبر کو بھی اکھاڑ ا مبادا کہ اس میں بھی سونا ہو چونکہ اس کا جسد خاکی چوبی تابوت میں تھا۔ اس لئے کھڑک سنگھ کو بڑی مایوسی ہوئی۔ اس شرمناک قبیح اور ناروا کام کی انجام دہی کے ایک سال بعد نومبر ۱۸۴۰ء میں مہاراجہ کھڑک سنگھ کو اپنے بیٹے کنور نونہال سنگھ نے زہر دیکر ہلاک کر دیا۔ جب کنور نونہال سنگھ مع کوتوال شہر اودھم سنگھ اپنے والد کی چتا جلا کر ماتمی جلوس کی شکل میں واپس جا رہا تھا تو ..نائی دروازہ کی چھت سے ایک وزنی پتھر گرا جس نے نونہال سنگھ اور اودھم سنگھ کو بری طرح کچل ڈالا ان کی شکلیں مسخ ہو گئیں اس طرح نور جہان کے جسد کی بے حرمتی کرنے والے تین درندہ صفت انسان ایک ہی دن واصل جہنم ہوئے فرق اتنا رہا کہ صبح کے وقت کھڑک سنگھ کی ارتھی کو اور شام کے وقت کنور نونہال سنگھ اور اودھم سنگھ کی ارتھیوں کو نذر آتش کیا گیا اس واقعہ کے پانچ سال بعد نور جہان کی نعش کی بے حرمتی کرنے والے چوتھے مجرم راجہ دھیان سنگھ کو ۱۸۴۵ء میں سردار اجیت سنگھ نے قلعہ لاہور میں اپنی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ (سفاک شخصیات مولف راجہ محمد عارف منہاس)

۱۸۵۷ء کے غدر کی ایک جھلک ۱۸۵۷ء میں ہندوستانی باشندوں نے آزادی حاصل کرنے کی خاطر جدوجہد کی مگر ناکام رہے۔ جس کے باعث لاکھوں بے گناہ انسانوں کو فرنگی ظالموں نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ایک لاکھ بیس ہزار گورا فوج نے ہر طرف تباہی مچادی اس نے جس طرف منہ کیا لاکھوں انسانوں کو لقمہ اجل بنایا۔ انگریزوں نے ظلم و ستم میں چنگیز خان ہلاکو خان امیر تیمور۔ بخت نصر وغیرہ کو مات کر دیا جس قدر انگریز مارے گئے تھے۔ ..ن فہرست مرتب ..ن گئی ..فیصلہ لیا گیا کہ ایک انگریز کے بدلے کم ..زم ایک سو

ہندوستانیوں کو موت کے گھاٹ اتار اجائے چھوٹے بچے جن کے ہاتھوں میں انقلابیوں کے جھنڈے تھے ان کو بھی پھانسی پر چڑھا دیا گیا۔ فتح گڑھ کے دیوان کو پھانسی دینے سے پیشتر اس کے منہ میں سور کی چربی ڈالی گئی اکثر مسلمانوں کو بھنگیوں کا کام زبردستی کرایا گیا۔ انگریزوں کے کل سات ہزار آدمی مارے گئے تھے ان کا بدلہ لینے کے لئے ۸ لاکھ انسان قتل کئے گئے برطانوی جرنیل نکلسن جو قتل وغارت اور سفاکی میں مشہور تھا کے قتل کی پاداش میں ایک ہزار مسلمانوں کو ٹکٹکی پر باندھ کر کوڑے مارے گئے اور پھر ان کو قتل کر دیا گیا اور دھلی پر امیر تیمور اور نادر شاہ درانی سے کہیں زیادہ ظلم ڈھائے گئے مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر کو گرفتار کر کے مقدمہ چلایا گیا اس کو کمپنی کا غدار قرار دیا گیا۔ اس کے دونوں جوان بچوں کے سر کاٹ کر ہڈسن نے بادشاہ کے پیش کئے تھے۔ جس کے باعث وہ بہت کمزور ہو گیا تھا ابھی یہ زخم نہ بھرا تھا کہ اس کو مع اسکی بیگم ملکہ زینت محل اور بیٹے مرزا جواں بخت کو کالا پانی کی سزا دیکر رنگون بھیج دیا گیا۔ مغل تاجدار کے فیصلہ کے بعد ایک دن میں ۲۷ ہزار مسلمانوں کو دھلی میں قتل کر دیا گیا اس وقت دہلی کی آبادی ۲ لاکھ تھی اس میں سے تقریباً ڈیڑھ لاکھ مسلمان تھے جنگ آزادی کے بعد دہلی میں ایک مسلمان بھی دکھائی نہ دیتا تھا۔ مسلمان عورتوں سے انسانیت سوز سلوک کیا گیا بیشتر عورتوں نے خودکشی کر لی الخ یہ ہے اس رحمدل قوم کے عدل و انصاف کی ایک جھلک (سفاک شخصیات)

خواجہ فریدالدین عطار اور فقیر کہتے ہیں خواجہ فریدالدین عطار کی دوکان پر ایک فقیر آیا اور کچھ سوال کیا۔ خواجہ صاحب گاہکوں میں مصروف تھے۔ وہ فقیر بہت دیر تک کھڑا رہا جب گاہکوں کی بھیڑ کم ہوئی اور خواجہ صاحب اس کی طرف متوجہ ہوئے تو اس نے کہا کہ خواجہ صاحب آپ نے اپنے آپ کو اس قدر دنیا میں مصروف کر رکھا۔ یہ آپ روز حشر کس طرح جواب دیں گے اور آپ کی جان قالب سے کس طرح نکلے گی۔ خواجہ صاحب نے کہا اور تمہارا کیا حال ہے اس نے کہا میرے پاس کیا ہے جب چاہوں مر جاؤں اگر تمہیں یقین نہیں ہے تو تو میں چلا یہ کہکر وہیں دوکان کے سامنے لیٹا اور مر گیا۔ خواجہ صاحب اس وقعہ سے اتنے متاثر ہوئے کہ دکان وہیں کھڑے کھڑے لٹا دی اور دنیا ترک کر دی سلاطین و حکام کو چھوڑ کر محمد و آل محمد کی مدح سرائی شروع کر دی۔

(المنتظر جنوری 97ء)

حضرت موسیٰؑ اور ہمسایہ جنتی ایک روز حضرت موسیٰؑ نے خدا کی بارگاہ میں التجا کی۔ اس دنیا میں مجھے اپنا جنتی پڑوسی دکھا دے۔ اس وقت جبریل نازل ہوئے۔ کہا آپ کا جنتی ساتھی فلاں مقام پر قصاب ہے۔ آپ اس کی دوکان پر پہنچے۔ دیکھا ایک جوان گوشت کاٹ کر بیچ رہا ہے۔ حضرت موسیٰؑ اس کے پاس بیٹھ کر اس کا کام دیکھتے رہے کہ اس کا کون سا کام بہتر ہے۔ لیکن کوئی غیر معمولی عمل نظر نہ آیا۔ جونہی رات ہونے لگی۔ اس نے کچھ گوشت اٹھایا اور گھر کی طرف چل دیا حضرت موسیٰؑ بھی پیچھے چل دیئے۔ جب اپنے گھر کے دروازے پر پہنچا تو حضرت نے فرمایا آج کی رات مجھے اپنا مہمان ٹھہراؤ گے؟ وہ نہیں جانتا تھا یہ کون ہے اس نے خندہ پیشانی سے آپ کی مہمان نوازی قبول کر لی۔ اور حضرتؑ کو اپنے گھر میں لے گیا۔ حضرت موسیٰؑ غور سے اس کا ہر کام دیکھ رہے تھے پہلے اس جوان نے کھانا تیار کیا۔ پھر چھت سے ایک زنبیل اتارا اس سے ایک بہت ہی کمزور اور بوڑھی عورت کو نکالا اور اس کے منہ ہاتھ دھوئے پھر اس کا لباس تبدیل کرایا اور اپنے ہاتھ سے کھانا کھلانا شروع کیا۔ حضرتؑ نے دیکھا کہ دوران غذا وہ بوڑھی عورت کچھ کلمات ادا کر رہی ہے آپ نہ سن سکے اس جوان نے اس بوڑھی کو کھانا کھلا کر دوبارہ

اسی زنبیل میں رکھ کر چھت سے لٹکا دیا اور مہمان کی طرف متوجہ ہوا۔ آپ نے جوان سے فرمایا یہ بوڑھی کون عورت ہے۔ اس نے عرض کیا یہ میری ماں ہے۔ میں اتنی استطاعت نہیں رکھتا کہ خادمہ رکھ سکوں اس لئے خود ہی ماں کی خدمت انجام دیتا ہوں۔ حضرتؑ نے پوچھا وہ کلمات کیا تھے۔ جو دوران غذا تیری ماں کہہ رہی تھی۔ اس نے جواب دیا کہ جب بھی میں ماں کو نہلا کر کپڑے تبدیل کراتا ہوں غذا کھلاتا ہوں اس کی زبان پر یہی کلمات ہوتے ہیں۔ خدا تجھے بخش دے اور تمہیں حضرت موسیٰؑ کا جنت میں ہمنشین بنائے۔ آپؑ نے اپنا تعارف کرایا۔ اور فرمایا اے جوان تجھے بشارت ہو خدا نے تیری ماں کی دعا تیرے حق میں قبول فرمائی ہے کیا کہنا ماں کی خدمت گزاری کا کہ خود حضرت موسیٰؑ جیسے اولوالعزم پیغمبرؑ چل کر اس کے دروازے پر گئے اور بشارت دی۔ پند تاریخ (ص نمبر ۶۹)

حضرت علیؑ اور امیر معاویہ کے دسترخوان میں زمین آسمان کا فرق

وزیر ابو سعید منصور بن حسین آبی متوفی ۴۲۲ء نے اپنی کتاب نثر الدرر میں ذیل کا واقعہ درج کیا ہے۔ احنف بن قیس راوی ہیں کہ ایک دفعہ میں امیر معاویہ کے پاس گیا تو انہوں نے میرے آگے انواع و اقسام کی غذائیں رکھ دیں جن کا شمار مشکل تھا۔ میں دیکھ دیکھ کر حیران ہو رہا تھا کہ کھاتے کھاتے انہوں نے ''خاصے'' سے ایک چیز میری طرف بڑھائی جسے میں پہچان نہ سکا دریافت کیا۔ یہ کیا ہے؟ جواب ملا یہ بھجا بھری بطخ کی آنتیں ہیں جنہیں پستے کے تیل میں تل کر اوپر سے مصالحہ چھڑک دیا گیا ہے۔ احنف نے مزید کہا کہ میں یہ جواب سن کر رونے لگا۔ معاویہ نے پوچھا روتے کیوں ہو میں نے کہا اس وقت مجھے علیؑ یاد آگئے ایک دن کی بات ہے کہ میں خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ افطار کا وقت آگیا حضرتؑ نے ٹھہرنے کا حکم دیا اتنے میں سربمہر تھیلی لائی گئی میں نے سوال کیا کہ حضورؑ اس میں کیا ہے؟ ارشاد ہوا جو کے ستو ہیں اس پر میں نے عرض کی چوری کے اندیشے کی وجہ سے تھیلی پر مہر لگائی گئی ہے فرمایا نہیں۔ اس احتیاط کا سبب صرف یہ خیال ہے کہ کہیں میرے فرزند حسنؑ و حسینؑ ان ستوؤں میں گھی یا روغن زیتون نہ ملا دیں میں نے پھر استفسار کیا مولا! کیا گھی یا روغن زیتون حرام ہے ارشاد ہوا حرام تو نہیں لیکن آئمہ حق کے لئے ضروری ہے کہ وہ خستہ حال عوام کی صفوں سے وابستہ رہیں تا کہ غریب کو اپنی غربت کی شکایت نہ رہے۔ معاویہ نے کہا احنف تم نے اس وقت ایسے شخص کی یاد تازہ کر دی جس کے فضائل کا انکار مشکل ہے۔ رضا کار ۲۴ جون ۵۷ء

جناب امیر المومنین حضرت علیؑ کے دسترخوان کا ذکر بروایت احنف بالکل انہی الفاظ میں ینابیع المودۃ میں بھی موجود ہے۔

بکری اور کتے کی شکل بچے کا حل (حضرت علیؑ سے)

لوگوں نے ہر چند کوشش کی کہ کسی وقت حضرت علیؑ کے منہ سے نکل جائے کہ یہ مسئلہ مجھے نہیں آتا اسی سکیم کے ماتحت چند آدمی حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی مولا ایک بڑا مشکل مسئلہ پیش آیا ہے آپ حل فرما دیں فرمایا کون سا مسئلہ ہے عرض کرنے لگے ایک بکری نے بچہ جنا ہے اس کی آدھی شکل بکرے کی ہے اور آدھی کتے کی طرح ہے فرمائیں حلال ہے یا حرام ہے آپ نے فرمایا یہ تو بالکل آسان ہے اس بچے کو پانی ڈالو اگر کتے کی طرح پانی چاٹے تو حرام ہے ورنہ حلال ہے۔ عرض کی یہ تو کر کے دیکھ لیا ہے کبھی پانی کتے کی طرح چاٹتا ہے اور کبھی دیگر جانوروں کی طرح پیتا ہے۔ فرمایا اسے غذا ڈال کر دیکھو کھانے کے بعد جگالی کرے تو حلال ہے ورنہ حرام ہے عرض کی یہ بھی کر کے دیکھ لیا ہے۔ کبھی جگالی کرتا ہے۔ اور کبھی نہیں کرتا۔ پھر آپ نے فرمایا اسے بولتا دیکھو اگر کتے کی طرح بھونکے تو حرام ہے اگر بکرے کی طرح بولے تو حلال ہے۔ کہا کبھی کتے کی طرح بھونکتا ہے اور کبھی بکرے کی طرح بولتا ہے۔ فرمایا اسے

بیٹھتا دیکھو اگر حلال جانور کی طرح بیٹھتے وقت اگلے پاؤں زمین پر پہلے رکھے تو حلال ہے ورنہ حرام ہے۔عرض کی کبھی حلال جانور کی طرح بیٹھتا ہے اور کبھی حرام جانور کی طرح بیٹھتا ہے فرمایا اسے پیشاب کرتے ہوئے دیکھو اگر کتے کی طرح پیشاب کرے تو حرام ہے اگر حلال جانور کی طرح پیشاب کرے تو حلال ہے۔کہا کبھی کتے کی طرح پیشاب کرتا ہے اور کبھی دیگر جانوروں کی طرح پیشاب کرتا ہے۔آپ نے فرمایا اسے ریوڑ کے ساتھ چھوڑ کر دیکھو ریوڑ کے درمیان یا ساتھ رہے تو حلال ہے آگے پیچھے رہے تو حرام ہے عرض کی یا علی ریوڑ میں چھوڑ کر بھی دیکھ لیا کبھی آگے کبھی درمیان اور کبھی ریوڑ کے پیچھے لگ جاتا ہے۔فرمایا اس کو ذبح کر دو اگر اوجھڑی نکلے تو حلال ہے اور انتڑیاں نکلیں تو حرام ہے اب نہیں کہتے کہ کبھی اوجھری نکلتی ہے اور کبھی انتڑیاں نکلتی ہیں۔نعیم الابرار۔بڑی کتب میں بیشمار شقیں اس مسئلہ کے ضمن میں محض اضافہ معلومات کے لئے محصوم سے منقول ہیں یہاں صرف ان چند شقوں پر اکتفا کی گئی ہے ورنہ آپ ابتدا میں ہی آخری مسکت جواب دیکر سائلین کا منہ بند کر سکتے تھے۔

حرص کی مذمت کی عمدہ مثال کہتے ہیں ذوالقرنین کو جب ملک نے پتھر دیا اور وہ وزن کیا گیا تو جو شے اس کے مقابل میں آئی کم نکلی۔آخر حضرت خضر سے پوچھا گیا کہ یہ کیا؟ حضرت خضرؑ نے فرمایا پتھر پر تھوڑی سی مٹی ڈالدو۔ڈالی گئی مٹی لازم تو یہ تھا کہ اب سنگینی اور بڑھتی مگر یہاں اثر الٹا ہوا۔اب جو چیز تولی گئی پتھر کم نکلا اور وہ شے بھاری نکلی لوگوں نے پوچھا۔جناب خضرؑ اس کی وجہ کیا؟ فرمایا یہ پتھر نہیں ہے بلکہ حرص انسانی کی تصویر ہے۔حرص کے مقابل جو شے آئے دل یہی چاہتا ہے کہ اور ملے اور اشتیاق اس وقت تک باقی رہتا ہے جس وقت تک جسم زیر خاک چھپ نہ جائے۔سعدی فرماتے ہیں گفت چشم تنگ دنیا دار را۔یا قناعت پُر کند یا خاک گور

چور عبادت گذار اور دولت مند کیسے ہو گیا کسی نے حضرت احمد حضرویہ سے اپنے افلاس کا رونا رویا تو فرمایا کہ جتنے بھی پیشے ہو سکتے ہیں ان کا نام علیحدہ علیحدہ پرچیوں پر لکھ کر ایک لوٹے میں ڈال کر میرے پاس لے آؤ۔جب وہ تعمیل حکم کر چکا آپ نے لوٹے میں ہاتھ ڈال کر جب ایک پرچی نکالی تو اس میں چوری کا پیشہ درج تھا آپ نے اسے حکم دیا کہ تمہیں یہی پیشہ اختیار کرنا چاہیے یہ سن کر پہلے تو وہ پریشان ہوا۔لیکن شیخ کے حکم کی وجہ سے چوروں کے گروہ میں شامل ہو گیا لیکن ان چوروں نے اس سے یہ وعدہ لیا کہ جس طرح ہم کہیں گے تمہیں کرنا ہوگا۔چنانچہ ایک دن اس گروہ نے کسی قافلہ کو لوٹ کر ایک دولت مند کو قیدی بنالیا اور جب اس نئے چور سے اس دولت مند کو قتل کرنے کو کہا تو اس چور کو یہ خیال آیا کہ اس طرح تو یہ لوگ صدہا انسانوں کو قتل کر چکے ہونگے۔لہذا بہتر صورت یہ ہے کہ ان کے سردار ہی کو ختم کر دیا جائے اور اس خیال کے ساتھ ہی اس نے سردار کو قتل کر دیا۔یہ کیفیت دیکھ کر تمام چور ڈر کے مارے فرار کر گئے اور جس دولت مند کو قید کیا گیا تھا چور نے اسے رہا کر دیا جس کے صلہ میں اس دولت مند نے اس کو اتنی دولت دے دی کہ یہ خود امیر کبیر بن گیا اور تمام عمر عبادت میں گذار دی۔تذکرۃ الاولیاء

مخلص سرد آہ کی قیمت ایک نوجوان نے حج سے محروم رہ جانے پر سرد آہ کھینچی سفیان ثوریؒ نے فرمایا کہ میں نے چار حج کئے ہیں ان کا اجر میں اس شرط پر تجھے دینے کے لئے تیار ہوں کہ تو اپنی اس آہ کا اجر دے دے۔چنانچہ جب اس نے یہ شرط منظور کر لی تو آپ نے خندہ پیشانی سے اپنے تمام حجوں کا ثواب اس کو منتقل کر دیا پھر آپ نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ تم نے ایک آہ خرید کر وہ نفع حاصل کر لیا ہے کہ اگر اس نفع کو اہل عرفات پر تقسیم کیا جائے تو سب مالا مال ہو جائیں۔تذکرۃ الاولیاء

حضرت ذوالنونؒ کو ذوالنون کا خطاب کیسے ملا ایک مرتبہ آپ کشتی میں سفر کر رہے تھے کہ کسی بیوپاری کا موتی کھو گیا اور سب نے آپ کو مشکوک تصور کر کے زدوکوب کرنا شروع کیا آپ نے آسمان کی جانب نظر اٹھا کر کہا کہ اے اللہ تو علیم ہے کہ میں نے کبھی چوری نہیں کی۔ یہ کہتے ہی دریا میں سے صدہا مچھلیاں منہ میں ایک ایک موتی دبائے نمودار ہوئیں اور آپ نے ایک مچھلی کے منہ سے موتی نکال کر بیوپاری کو دے دیا اس کرامت کے مشاہدے کے بعد تمام مسافروں نے آپ سے معافی طلب کی اسی وجہ سے آپ کا خطاب ذوالنون (مچھلی والا) پڑ گیا۔ تذکرۃ الاولیا

انس بن مالک کو برص کیوں ہوا شواہد النبوۃ اور حبیب الیسر میں مرقوم ہے کہ ایک دن امیر المومنینؑ نے حاضرین مجلس کو قسم دی کہ جس شخص نے رسولخداؐ سے سنا ہو کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا تھا من کنت مولاہ فعلی مولاہ وہ شہادت ادا کرے۔ انصار سے بارہ شخصوں نے اٹھ کر گواہی دی سوائے انس بن مالک کے کہ اس نے یہ حدیث سنی تھی اس نے عرض کی بڑھاپے کی وجہ سے نسیان (بھول) مجھ پر غالب ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا اے انس اگر تو نے یہ حدیث سنی ہو اور تو گواہی نہ دے تو اللہ تعالیٰ تجھے اتنے تک موت نہ دے کہ تو ایسے برص میں مبتلا ہو جس کو عمامہ ڈھانپ نہ سکے راوی کہتا ہے۔ میں نے انس بن مالک کو دیکھا کہ وہ برص میں مبتلا ہوا اور ہر چند عمامے سے اس کو چھپاتا تھا مگر وہ نہ چھپتا تھا۔ کوکب دری (ص ۳۲)

نصرانی زائر کیوں کر مسلمان ہوا اسرار الشھادۃ میں علامہ دربندی نے ایک نصرانی زائر کا واقعہ لکھا ہے۔ علامہ شیخ جواد نجفی اپنے والد آیۃ اللہ شیخ حسین کی زبانی نقل فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں بصرہ مین ایک نصرانی بہت مالدار شخص تھا ایک مرتبہ اس نے تجارت کی غرض سے بصرہ سے بغداد آنے کا ارادہ کیا اور اپنا سامان تجارت کشتیوں میں رکھوا دیا۔ اپنے نوکر بھی ساتھ تھے راستہ میں ڈاکہ پڑ گیا کچھ غلام مارے گئے کچھ بھاگ گئے وہ خود قتل ہونے سے بچ گیا لیکن ڈاکوؤں کے جسمانی تشدد سے نڈھال ہو گیا۔ ساحل پر اوندھے منہ پڑا تھا قریب کی بستی کا ایک شخص اسے اٹھا کر اپنے شیخ قبیلہ کے پاس لے آیا ان کی دیکھ بھال اور علاج سے اس کے جسمانی تشدد کے نشانات ختم ہو گئے شیخ قبیلہ نے اسے کہا کہ ہم سالانہ حضرت علیؑ کے روضہ کی زیارت کو جاتے ہیں اس سفر میں کافی مدت لگتی ہے اب آپ پورے قبیلہ سے واقف ہو گئے ہیں امید ہے ہماری عدم موجودگی میں آپ کو احساس تنہائی نہ ہوگا اس نے عرض کی آپ کی نوازشات اتنی ہوگئی ہیں کہ میں آپ سے جدا نہیں رہ سکتا۔ شیخ قبیلہ نے کہا بندہ خدا ہم تمام پیدل جائیں گے کیونکہ یہ سفر پیدل ہمارے لئے باعث ثواب ہے تو اپنے آپ کو کیوں تکلیف میں مبتلا کرتا ہے اس نے عرض کیا آپ میرے محسن ہیں اگر میرا محسن اپنے امام کی عقیدت میں پیدل چل سکتا ہے تو میں اپنے محسن کی عقیدت میں پیدل ہی چلوں گا۔ شیخ قبیلہ نے کہا ہم اپنے مذہبی اصول نہیں چھوڑ سکتے کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں ذہنی کوفت ہو اور تو ہم سے ناراض ہو جائے نصرانی نے کہا میں آپ کے کسی معاملہ میں مداخلت نہیں کرونگا۔ شیخ قبیلہ نے کہا تم آنحضورؐ کی نبوت کے قائل نہیں ہو لہذا ہماری عبادت گاہوں اور امام کے حرم میں داخل نہ ہو سکو گے۔ نصرانی نے کہا میں آپ کے امام کے حرم اور مسجد میں قدم نہ رکھوں گا لیکن آپ کے ساتھ جانا ضرور ہے قافلہ چل پڑا نصرانی ان کے ساتھ رہا۔ نجف اشرف کی زیارت سے فراغت کے بعد قافلہ کربلا معلیٰ آ گیا اتنے میں عشرہ محرم بھی آ گیا۔ دسویں محرم کی شب شیخ قبیلہ نے نصرانی سے کہا آج ہم شب بیداری کریں گے آپ صحن میں بیٹھ کر حرم کے باہر

ہمارے سامان کی حفاظت کریں۔ نصرانی بخوشی راضی ہو گیا صحن میں ان کے سامان کی حفاظت کرنے لگا پوری رات عزاداروں کا نوحہ گریہ وزاری کا دیکھتا رہا۔ سینہ زنی دیکھتا رہا نصرانی کہتا ہے جب صبح ہوئی تمام لوگ اپنے اپنے گھروں کو جانے لگے لیکن ابھی تک ہمارا شیخ قافلہ اور اس کے ساتھی نہیں آئے تھے کہ میں نے حرم سے ایک انتہائی وجیہہ اور با عظمت شخص کو صحن میں آتے ہوئے دیکھا اس کے ساتھ دو اور آدمی تھے جن کے ہاتھوں میں رجسٹر تھے اس صحن میں کھڑے ہو کر اس نے ادھر ادھر نگاہ کی اور ان سے رجسٹر دکھانے کو کہا یہ بالکل میرے قریب ہی تھے انہوں نے رجسٹر کھول کر اس کے سامنے کیا کچھ دیر دیکھنے کے بعد کہا تم نے تمام نام تو نہیں لکھے وہ دونوں یہ سن کر کانپنے لگے عرض کی مولا ہم نے اپنی طرف سے تمام حاضرین کے نام لکھے ہیں اس نے کہا اپنے رجسٹر کو بھی دیکھو اور صحن کے زائرین کو بھی دیکھو فہرست مکمل نہیں ہے دونوں نے عرض کی مولا صحن میں موجود تمام افراد حتیٰ کہ بچوں تک کے نام لکھے ہیں سوائے اس ایک نصرانی کے بزرگ نے فرمایا یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ اس کا نام کیوں نہیں لکھا انہوں نے عرض کی مولا یہ نصرانی ہے آپ کے نانا کی نبوت کا قائل نہیں ہے۔ فرمایا میرے نانا کی نبوت کا قائل تو نہیں لیکن کیا شب عاشور میرے زائرین کی فہرست میں نہیں ہے؟ کیا اس نے میرے عزاداروں کے سامان کی حفاظت نہیں کی؟ کیا اس نے زائرین کی طرح رات جاگ کر نہیں گذاری کیا یہ میرے صحن میں نہیں بیٹھا رہا۔ کیا تمہیں یہ کہا گیا ہے کہ صرف مسلمانوں کے نام لکھو تمہارے ذمہ تو میرے صحن میں ہر آنے والے کا نام لکھنا تھا۔ دونوں نے معذرت کی اور میرا نام بھی لکھ لیا وہ نام لکھ کر چلے گئے میں نے ادھر ادھر دیکھا لیکن پھر کوئی نظر نہ آیا۔ کچھ دیر بعد شیخ قبیلہ آ گیا میں نے شیخ قبیلہ کو عرض کیا مجھے کسی عالم دین کے پاس لے چلو کلمہ پڑھنا چاہتا ہوں چنانچہ اس نصرانی نے میرے پاس آ کر کلمہ پڑھا اور یہ تمام واقعہ سنایا۔ المنتظر دسمبر ۹۷ء

پیغمبر خدا کے معراج جسمانی کے ثبوت کی عمدہ داستان

ایک روز امیر المومنین منبر پر وعظ فرما رہے تھے دوران وعظ حضورؐ کے معراج جسمانی کا تذکرہ چل پڑا اور جیسا کہ مشہور ہے بیان فرمایا کہ حضورؐ کے سفر معراج کے واپس آنے پر وضو کا پانی جاری تھا۔ زنجیر در ہل رہی تھی اور بستر میں ویسی ہی گرمی موجود تھی۔ گویا کہ کوئی وقت نہیں لگا ایک یہودی اس مجلس میں موجود تھا جب یہ خبر سنی تو انکار کرتا ہوا اور بڑ بڑاتا ہوا اٹھ کر چلا آیا۔ گھر اپنی بیوی کو دیکھا کہ آٹے میں ہاتھ بھرے بیٹھی ہے اور گوندھنا چاہتی ہے جب شوہر کو دیکھا تو بولی گھر میں اتنا بھی پانی نہیں ہے کہ میں آٹا گوندھوں چشمہ پر جا کر جلد گھڑا بھر لاؤ وہ گھڑا لیکر چشمہ کی طرف روانہ ہوا اور گھڑا بھر کر رکھدیا اتفاقاً گھڑا گر پڑا اور پانی بہنے لگا یہودی نے کپڑے اتار کر ایک پتھر پر دھرے اور خود پانی میں غوطہ مارا جب پانی سے باہر نکلا اپنے آپ کو ایک ننگی لڑکی پایا نہایت حیران ہوا آخر کار جب کچھ نہ بن پڑا وہاں سے روانہ ہوا ناگاہ ایک آدمی نے ترس کھا کر بدن ڈھاپنے کو لباس دیا پھر اس کا حال دریافت کیا اس نے اپنا سارا واقعہ کہہ سنایا آخر کار شہر کی طرف روانہ ہوئی جو دیکھتا سو جان سے اس کا خریدار ہو جاتا آخر کار ایک مالدار نے اس سے عقد کر لیا۔ اور اپنے گھر میں داخل کیا چھ سال شوہر کے گھر میں بسر کئے اور پانچ بیٹے جنے۔ ایک روز دریا پر جانا ہوا اور نہانے کے لئے غوطہ لگایا جب سر باہر نکالا اپنے آپکو پہلی اصلی حالت پر دیکھا کہ وہی چشمہ ہے جہاں پہلے غوطہ مارا تھا اور کپڑے پتھر پر رکھے ہیں اور پانی گھڑے سے گر رہا ہے۔ سخت متحیر اور پریشان ہوا۔ کپڑے پہن گھڑا اٹھا کر گھر کی راہ لی۔ عورت کو دیکھا کہ آٹے میں ہاتھ ڈالے اسی طرح بیٹھی ہے وہ متعجب ہوئی کہ شاید ابھی پانی لانے ہی نہیں گیا اسے

ڈانٹا کہ ابھی نہیں کھڑے ہو اس نے کہا میں تو پانچ لڑکے بھی جن آیا ہوں کہا کبھی مردوں کے بھی اولاد ہوئی ہے اور پھر پل بھر میں یہ وہیں سے مسجد کو روانہ ہوا وہاں جا کر دیکھا کہ امیر المومنین اسی طرح منبر پر بیٹھے وعظ فرما رہے ہیں اس وقت معراج جسمانی کی تصدیق کی اور مسلمان ہو گیا امیر المومنین نے فرمایا جب تک پانچ بچے نہ جنے ہماری تصدیق نہیں کی۔ کوکب دری (ص ۳۹۱) مصنفہ سید محمد صالح کشفی الترمذی السنی الحنفی

حضرت علیؑ کا طی الارض ہبیرہ کے ساتھ مصابیح القلوب میں ہبیرہ بن عبدالرحمٰن سے منقول ہے کہ میں ایک دن کوفہ میں جناب امیر المومنین کی خدمت میں گیا مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے ہبیرہ تیرا دل اپنے اہل وعیال کی طرف مائل ہے جو مدینہ میں ہیں۔ میں نے عرض کی۔ کہ ہاں فرمایا نماز عشاء پڑھ کر میرے گھر کی چھت پر آنا۔ جب میں گیا تو فرمایا آنکھیں بند کر میں نے بند کر لیں فرمایا کھول دے۔ جب آنکھیں کھول کر دیکھا تو اپنے آپ کو امیر المومنین کی خدمت میں مدینہ میں اپنے گھر کی چھت پر پایا۔ فرمایا اپنے اہل وعیال کے پاس جا کر تفصیلی ملاقات کر لے میں ان سے ملکر امیرؑ کی خدمت میں واپس آیا فرمایا اے ہبیرہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ جادوگر عورت ایک رات میں عراق سے ہندوستان جاتی ہے اور وہ باوجود کفر کے اس بات پر قادر ہو۔ ہم ایماندار ہو کر کس طرح اس امر پر قادر نہ ہوں۔ اور معلوم رہے کہ آصف بن برخیا کے پاس کتاب خدا سے ایک علم تھا وہ تخت بلقیس کو شہر سبا سے جو ایک مہینے کی راہ پر تھا ایک طرفۃ العین یعنی آنکھ جھپکنے سے بھی پہلے سلیمانؑ کے پاس لے آیا میں خیر المرسلین کا وصی ہوں اور مجھ کو چاروں کتابوں کا علم ہے کس طرح اپنی خواہش کو پورا کرنے پر قادر نہ ہوں۔ (کوکب دری (ص ۳۶۴)

دشمن علی قتل۔ خواب حقیقت بن گئی شواھد النبوۃ میں مذکور ہے ایک نیکوکار اور صالح شخص کا بیان ہے کہ میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے اور مخلوقات میدان حشر میں حساب کے لئے جمع ہے میں نے صراط سے گزر کر دیکھا کہ رسولخداؐ حوض کوثر کے کنارے پر بیٹھے ہیں اور امامین (حسن وحسین) لوگوں کو پانی دے رہے ہیں میں نے آگے جا کر عرض کی۔ مجھے پانی دو۔ مگر نہ دیا۔ میں نے رسولخداؐ کی خدمت میں جا کر عرض کی۔ یارسول اللہؐ ان کو حکم دیجئے کہ مجھ کو پانی دیں۔ رسولخداؐ نے فرمایا تجھ کو پانی نہ دیں گے۔ اس لئے کہ تیرے ہمسائے میں ایک خارجی ہے جو علیؑ پر لعنت کرتا ہے۔ اور تو اس کو منع نہیں کرتا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہؐ مجھ کو اتنی طاقت نہیں کہ اس کو منع کر سکوں۔ رسولخداؐ نے ایک چھری مجھے دی اور فرمایا جا کر اسے قتل کر دے۔ میں اسے خواب میں قتل کر کے رسولخداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے حسنؑ اس کو پانی دو حسنؑ نے مجھ کو پانی دیا میں نے آپ سے پیالہ لے لیا معلوم نہیں کہ پیا یا نہیں۔ خوف زدہ ہو کر اٹھ بیٹھا اور وضو کر کے نماز میں مشغول ہو گیا۔ یکایک آواز بلند ہوئی کہ فلاں شخص اپنے بستر پر قتل ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد حاکم کے آدمیوں نے آ کر ہمسایوں کو گرفتار کر لیا میں نے حاکم کے پاس جا کر کہا۔ میں نے یہ خواب دیکھا ہے اور حق تعالیٰ نے اس خواب کو صحیح کر دیا ہے اور سارا خواب اس کے روبرو بیان کیا اس نے کہا جزاک اللہ خیراً۔ جاؤ چلے جاؤ تم سب بالکل بے قصور ہو۔ کوکب دری (ص ۳۵۷)

نادر شاہ کا آغاز اور انجام ایران کے قبیلہ افشار کے نادر شاہ کے بارے کتب تواریخ میں قصہ درج ہے کہ جب وہ اپنی آخری عمر کو پہنچا تو اس کی نیند غائب ہو گئی راتوں کو وہ باہر نکل کر چہل قدمی کرتا اور بستر پر لوٹ آتا لیکن نیند آنے کا نام نہ لیتی۔ عمر کے اس حصہ میں وہ خاصہ بدمزاج بھی ہو گیا تھا اور کسی کی مجال نہ تھی کہ اس سے

دریافت کر سکے کہ وہ رات بھر کیوں نہیں سویا صرف حسن علی معین الممالک نامی ایک سردار تھا جو نادر شاہ کا خاص الخاص مصاحب تھا نادر شاہ اپنے اسرار و رموز اس کے سامنے بیان کر دیا کرتا تھا چنانچہ اس نے ایک رات جرات و ہمت سے کام لے کر نادر شاہ سے پوچھ ہی لیا کہ آخر آپ کو ایسی کون سی فکر لاحق ہوئی تھی کہ رات کو آپ نے آرام نہیں کیا۔ نادر شاہ نے جواب میں کہا میں تم کو بتائے دیتا ہوں لیکن اسی تاکید کے ساتھ کہ تم اس کا کسی اور سے ذکر نہ کرو گے۔ پھر کہنے لگا کہ حقیقت یہ ہے کہ میرے عروج اور میرے سلطنت کے قیام و استحکام سے قبل ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ دو ملازم بڑی عزت و احترام سے مجھے ایک محل مین لے گئے وہاں بارہ امام تشریف فرما تھے جن کے نور سے سارا محل منور ہو رہا تھا ان بزرگوں کے آقا میرے قریب تشریف لائے اور فرمایا کہ ہم تمہارے لئے ایک تلوار لائے ہیں اور اس تلوار کو انہوں نے میری کمر سے باندھ دیا پھر ارشاد فرمایا کہ ہم تمہیں ایران کی اصلاح کے لئے روانہ کر رہے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ حسن سلوک اور خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔ دوسرے ہی دن سے میں نے حکم کی تعمیل میں اپنی تیاری شروع کر دی یہاں تک کہ ایران کی سلطنت تک میری رسائی ہو گئی اور میں نے ہندوستان بھی فتح کر لیا اس کے علاوہ بھی متعدد فتوحات میرے نصیب میں آئیں۔ اور میں نے ملک کے نظم و نسق اور اس کے استحکام کی طرف توجہ کی۔ لیکن آخر کار اس کا رویہ اور چال چلن انتہائی نازیبا ہو گیا قتل و غارت گری اس کا شعار بن گیا اور اس نے بیشمار بے گناہوں کا خون اپنی گردن پر لے لیا (شمشیر چھین لی گئی) نادر شاہ اپنی افتاد بیان کرتے ہوئے کہنے لگا کہ آج رات پھر میں نے خواب دیکھا وہ خدام جو پہلے بڑی عزت و احترام سے مجھے لے گئے تھے اب نہایت ہی بے دردی سے میری پٹائی کر رہے تھے اور اسی حالت میں گھسیٹتے ہوئے۔ مجھے انہیں آقاؤں کے روبرو پیش کر دیا جنہوں نے میری کمر سے تلوار آویزاں کی تھی جب مجھے ان کی خدمت میں حاضر کر دیا گیا تو انہوں نے اس دفعہ بڑی درشتی اور تند کلامی سے کام لیتے ہوئے فرمایا کہ کیا تیرے لئے یہ زیب دیتا ہے کہ مسلمانوں سے اس طرح کا سلوک کرے جیسا کہ تو نے کیا ہے وہ تلوار اب ہمارے حوالے کر دو یہ کہکر انہوں نے تلوار میری کمر سے کھول لی اور مجھے دھکے دیکر وہاں سے نکال دیا۔ غرضیکہ اسی خواب کی بدولت میں اس وحشت میں مبتلا ہو گیا ہوں۔ کہتے ہیں دوسرے ہی دن اسے قتل کر دیا گیا اور جس محل کو اس نے اپنی رہائش کے لئے آراستہ کیا تھا اس کی لاش وہیں پہنچائی گئی۔ یہ اس کی انتہائی بدبختی تھی کہ جن بزرگواروں نے اسے اتنی رفعت و بلندی عطا کی انہی کے ہاتھوں اسے ذلت و خواری کا منہ دیکھنا پڑا۔ (نفس مطمئنہ۔ آیت اللہ سید محمد دستغیب۔)

۱۴۔ اگست کے روز دو آنسو بھی بہالو ۱۴۔ اگست یوم آزادی کے ناطے سے اگر یوم مسرت ہے لیکن والٹن کیمپ کی مٹی میں ان ہزاروں بوڑھوں جوانوں۔ عورتوں اور بچوں کا خون اور ہڈیوں کے ریزے شامل ہیں۔ جنہوں نے پاکستان کے شوق میں یہاں منزل پر پہنچ کر دم توڑ دیا۔ ہمیں یہ بھی نہ بھولنا چاہئے۔ کہ اسی لاہور میں جہاں شہیدان پاکستان کی یادگار قائم کی جا رہی ہے۔ ایسی ٹرینیں آتی تھیں جن میں زندہ انسانوں کی بجائے لاشیں ہوتی تھیں نیزوں میں پروئے ہوئے شیر خوار ہوتے تھے ماؤں کی کٹی ہوئی پستانیں ہوتی تھیں۔ اور گبھرو جوانوں کے کٹے ہوئے سر ہوتے تھے ہماری عفت مآب اسی ہزار کے لگ بھگ مائیں، بہنیں اور بیٹیاں اغوا کی گئیں اور لاکھوں کلمہ گو شہید کئے گئے یوم مسرت منانے کے ساتھ ساتھ ہمیں دو آنسو بھی ان کی بے کسی بے بسی اور مظلومانہ موت پر بہانے چاہئے جن کو رونے والے تو تھے مگر انہیں رونے کے لئے موقعہ نہیں ملتا تھا۔ یہ تھکے ہارے ہوئے

انسانوں کے قافلے جب لاہور پہنچتے تھے تو صعوبات سفر اور ہیضے کے سبب ان میں سے چوتھائی مسافر دم توڑ دیتے تھے لاشیں والٹن کیمپ میں اور ریلوے سٹیشن کے سامنے چکر کے اردگرد اتنی ہوتی تھیں۔ کہ انہیں دفن کرنا بھی مشکل تھا اور بعض اوقات ٹرکوں میں بھر کر راوی کی لہروں کی نظر کر دیئے جاتے تھے یہ سب ہمارے عزیز تھے ہمارے باپ تھے ہماری مائیں تھیں۔ ہمارے دادا تھے ہمارے چچا تھے۔ ہمارے ماموں تھے اور ہمارے ماں جائے تھے۔ جنہیں پاکستان کی فضاء میں سانس لینا نصیب نہ ہوا۔ آؤ ایام عزا کے ناطے سے ہم ان مظلوموں معصوموں۔ مقتولوں اور بے کسوں پر دو دو آنسو بہالیں تا کہ ان کی روح کو تسکین ہو اور موجودہ اور آئندہ نسلیں بدمستی کے عالم میں قربانیاں دینے والے ان عزیزوں کو بھول نہ جائیں۔

جناب زید شہید و یحیٰی بن زید شہید امام زین العابدینؑ کی اولاد میں حضرت امام محمد باقرؑ کے بعد سب سے زیادہ حیثیت جناب زید شہید کی ہے آپ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے ۱۲۱ھ میں ہشام بن عبدالملک سے تنگ آ کر اپنے ہمنوا تلاش کرنے لگے اور یکم صفر ۱۲۲ھ کو چالیس ہزار کوفیوں سمیت میدان میں نکل آئے۔ عین موقع جنگ میں کوفیوں نے ساتھ چھوڑ دیا۔ بعض معاصرین لکھتے ہیں کہ کوفیوں کے ساتھ چھوڑنے کا سبب امام ابوحنیفہ کی نکث بیعت ہے کیونکہ انہوں نے پہلے جناب زید کی بیعت کی تھی۔ پھر جب ہشام نے آپ کو دربار میں بلا کر امام اعظم کا خطاب دیا تو یہ حکومت کے ساتھ ہو گئے اور انہوں نے زید کی بیعت توڑ دی۔ اسی وجہ سے ان کے تمام ماننے والے انہیں چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے۔ تو آپ نے فرمایا ''رفضتمونی'' اے کوفیو! تم نے میرا ساتھ چھوڑ دیا۔ اسی فرمانے کی وجہ سے کوفیوں کو رافضی کہا جاتا ہے۔ جہاں اس وقت چند افراد کے سوا کوئی بھی شیعہ نہ تھا۔ سب حضرت عثمان اور امیر معاویہ کے ماننے والے تھے۔ غرضیکہ دوران جنگ میں آپ کی پیشانی پر ایک تیر لگا جس کی وجہ سے آپ زمین پر تشریف لائے۔ یہ دیکھ کر آپ کا ایک خادم آگے بڑھا اور اس نے آپ کو اٹھا کر ایک مکان میں پہونچا دیا۔ زخم کاری تھا۔ کافی علاج کے باوجود جانبر نہ ہو سکے۔ پھر آپ کے خادموں نے خفیہ طور پر آپ کو دفن کر دیا اور قبر پر سے پانی گذار دیا تا کہ قبر کا پتہ نہ چل سکے لیکن دشمنوں نے سراغ لگا کر لاش قبر سے نکال لی اور سر کاٹ کر ہشام کے پاس بھیجنے کے بعد آپ کے جثہ یعنی بدن کو سولی پر لٹکا دیا۔ چار سال تک یہ جسم سولی پر لٹکا رہا۔ خدا کی قدرت تو دیکھئے۔ اس نے مکڑی کو حکم دیا اور اس نے آپ کے عورتین پر گھنا گھنا جالا تن دیا (خمیس جلد ۲ صفحہ ۳۵۷ و حیواۃ الحیوان) چار سال کے بعد آپ کے جسم کو نذر آتش کر کے راکھ دریائے فرات میں بہادی گئی (عمدۃ المطالب صفحہ ۲۴۸) شہادت کے وقت آپ کی عمر ۴۲ سال کی تھی۔ حضرت زید شہید عظیم مناقب و فضائل کے مالک تھے۔ آپ کو ''حلیف القرآن'' کہا جاتا ہے۔ آپ ہی کی اولاد کو زیدی کہا جاتا ہے۔ اور چونکہ آپ کا قیام بمقام واسطہ تھا۔ اس لئے بعض حضرات اپنے نام کے ساتھ زیدی الواسطی لکھتے ہیں۔ تاریخ ابن الوردی میں ہے کہ ۳۸ھ میں حجاج بن یوسف نے شہر واسطہ کی بنیاد ڈالی ہے۔ جناب زید کے چار بیٹے تھے جن میں جناب یحیٰی ابن زید کی شجاعت کے کارنامے تاریخ کے اوراق میں سونے کے حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔ آپ دادھیال کی طرف سے حضرت امام حسینؑ اور نانیہال کی طرف سے جناب محمد بن الحنفیہ کی یادگار تھے۔ آپ کی والدہ کا نام ریطہ تھا۔ جو محمد بن حنفیہ کی پوتی تھیں۔ نسل رسول میں ہونے کی وجہ سے آپ کو قتل کرنے کی کوشش کی گئی۔ آپ نے جان کے تحفظ کے لئے یادگار جنگ کی۔ بالآخر ۱۲۵ھ میں آپ شہید ہو گئے۔ پھر ولید بن یزید بن عبدالملک کے حکم سے آپ کا سر کاٹا گیا

اور ہاتھ پاؤں قطع کیئے گئے۔ اس کے بعد نعش مبارک سولی پر لٹکا دی گئی پھر ایک عرصہ بعد اسے اتار کر جلایا گیا اور ہتھوڑے سے کوٹ کوٹ کر ریزہ ریزہ کیا گیا پھر ایک بورے میں رکھ کر کشتی کے ذریعہ سے ایک ایک مٹھی راکھ دریائے فرات کی سطح پر چھڑک دی گئی اسطرح اس فرزند رسولؐ کے ساتھ ظلم عظیم کیا گیا۔ (اخبار شیعہ یکم ستمبر ۹۱ء)

حضرت ابوذر کا خط کا حکیمانہ جواب ایک روز حضرت ابوذرؓ کو خط ملا انہوں نے اس خط کو پڑھا یہ خط دور سے آیا تھا خط لکھنے والے نے خط کے ذریعے نصیحتیں کرنے کے لئے عرض کیا تھا وہ ان لوگوں میں سے تھا جو حضرت ابوذر کو جانتے تھے کہ یہ شخص رسول اکرمؐ کے نزدیک کس قدر مورد توجہ ہے اور رسول اکرمؐ اس پر کس قدر مہربانی فرماتے ہیں اور پر معنی باتوں سے اس کو حکمت سکھاتے ہیں۔ حضرت ابوذر نے جواب میں فقط ایک جملہ لکھا اور چھوٹا سا جملہ ''اس شخص کے ساتھ جس کو تم تمام لوگوں سے زیادہ پسند کرتے ہو بدی اور دشمنی نہ کرو''۔ خط کو بند کیا اور اس شخص کی جانب بھیج دیا۔ اس آدمی نے جب خط کھولا اور اسے پڑھا تو اس کے ذھن میں کوئی بات نہ آئی اور اپنے آپ سے کہا یعنی کیا مطلب۔ یہ تو پہلے ہی واضح ہے کہ انسان کا ایک محبوب ہو وہ بھی عزیز ترین۔ تو اس کے ساتھ برائی کیوں کرے۔ اس کے لئے بہت آسان ہے کہ جان و مال اور اپنے وجود کو اس کے قدموں پر ڈالدے اور فدا کردے۔ دوسری طرف یہ بھی سوچ رہا تھا کہ اس جملے کا کہنے والا ابوذر ہے اور ابوذر امت کا لقمان ہے اور حکیمانہ عقل رکھتا ہے۔ پس کوئی چارہ نہیں کہ اس بات کی توضیح خود ان سے ہی طلب کی جائے۔ اس نے ابوذر کو ایک اور خط لکھا جس میں وضاحت طلب کی۔ حضرت ابوذر نے جواب میں لکھا کہ محبوب ترین اور عزیز ترین سے میرا مطلب خود تیرا وجود ہے میرا مقصد کوئی اور شخص نہیں تو اپنی جان سے زیادہ اور کسی کو دوست نہیں رکھتا میں نے یہ کہا تھا کہ اپنے محبوب ترین شخص سے دشمنی نہ کر تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم خود اپنے سے دشمنی نہ کرو مگر تو یہ نہیں جانتا کہ ہر انسان جو گناہ کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کا صدمہ خود اسی کو پہنچتا ہے اور اس کا نقصان بھی اسی کو پہنچتا ہے۔ (رضا کار 14 مئی ۸۶ء)

وفات نبیؐ مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ

ایک ارب مسلمانوں کی یہ بدقسمتی نہیں کہ انہیں آج تک یہ معلوم نہ ہو سکا کہ ان کا ہر دل عزیز پیغمبر کس تاریخ اور کس دن عالم شھود میں نمودار ہوا۔ ہمارے بڑے بھائیوں کی بڑی کتابوں میں ماہ ربیع الاول کی یکم پنجم۔ نہم اور دوازدہم (۱۲) تاریخ پیدائش درج ہیں اسی بنا پر بزرگوں نے بارہ وفات کی اصطلاح شروع کی تھی جس کا مقصد یہی تھا کہ چونکہ حتمی تاریخ پیدائش کا تعین نہیں ہو سکا اس لئے بارہ دنوں تک مسلسل یوم وفات منایا جائے گا۔ مصری علماء نے حضورؐ کی تاریخ ولادت اور وفات پر بڑی ریسرچ کے بعد یہ فیصلہ سنایا کہ حضورؐ ۱۲ ربیع الاول کو پیدا ہوئے اور یہی ان کی وفات کی بھی تاریخ ہے۔ چودہ سو برس کے بعد ہماری زندگی میں جو فیصلہ ہوا ہمیں اس پر بے حد مسرت ہوئی لیکن ایک نیا اور اہم سوال یہ پیدا ہو گیا کہ اس تاریخ کو بطور مسرت یا بطور غم منایا جائے۔ بطور مسرت یاد منانے میں یہ قباحت ہے کہ پیدا ہونے والے کی زندگی کی مکمل روداد بیان نہیں کی جا سکتی چونکہ وہ آج ہی پیدا ہوا ہے اسی لئے ابھی اس کی پوری زندگی کے کوائف پردۂ خفاء میں ہیں یوم غم منانے میں فائدہ یہ ہے کہ پیدا ہونے والے کی لمحہ بہ لمحہ تصویر حیات نظروں کے سامنے آجاتی ہے۔ اب آیئے ذرا فطرت انسانی کی اک اہم خصوصیت پر غور کریں کسی گھر میں اگر ایک بچے کی ولادت ہوتی ہے اور دوسرا بچہ انتقال کر جاتا ہے تو عالم اور جاہل سب کے سب خوشی کے مظاہر ترک کر کے پہلے مرنے والے بچے کی تجہیز و تکفین کا انتظام کرتے

ہیں۔فرش غم بچھایا جاتا ہے۔اعزہ واقربا تہنیت کی بجائے تعزیت کے الفاظ ادا کرتے ہیں۔ ماں پیدا ہونے والے بچے کی خوشیاں بھول کر وفات پا جانے والے بچے کا سوگ مناتی ہے وہ یہ سوگ اس لئے مناتی ہے کہ انسانی فطرت کا تقاضہ یہی ہے

اب میں تمام مسلمانوں سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب تمہارے عقیدے کے مطابق ایک ہی دن حضورؐ پیدا بھی ہوئے اور وفات بھی پا گئے تو فطرت انسانی کے مطابق تمہیں مسرت کی بجائے غم کی رسومات ادا کرنی چاہیں یہ کیسا معیار زندگی ہے کہ اپنے معاشرے کے افراد کے لئے الگ رسوم ہیں اور رسول کریمؐ کے لئے دوسری رسمیں وضع کر لی گئی ہیں۔اسے یوم مسرت قرار دینا اور خوشی کے جلوس نکالنا عقل کا جلوس نکالنا ہے۔

موجودہ مبلغین شاعر کمیت سے عبرت حاصل کریں۔

ایک دفعہ جناب عبداللہ بن حسنؑ بن علیؑ کمیت کے اشعار سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے اپنی جاگیر کا ملکیت نامہ اسے نذر کر دیا۔لیکن کمیت نے جواب دیا۔میرے لئے قطعاً ناممکن اور ناجائز ہے کہ اپنے اشعار کے عوض مال دنیا قبول کروں۔ میں سید الشہداؑ کا مرثیہ خواں ہوں اور اس مرثیہ خوانی کے عوض پیسے وصول نہیں کر سکتا۔لیکن آپ کی طرف سے اصرار اتنا شدید تھا کہ الامر فوق الادب آخر کار اسے قبول کرنا ہی پڑا لیکن کچھ ہی دنوں کے بعد وہ جناب عبداللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یوں عرض گذار ہوا''میرا آپ سے ایک سوال ہے اگر آپ قبول کرنے کا وعدہ فرمائیں تو عرض کروں'' آپ نے فرمایا''ضرور مانوں گا لیکن تمہارے سوال کا پتہ تو چلے'' کمیت نے عرض کیا''گستاخی معاف لیکن آپ وعدہ فرمادیں کہ وہ جو کچھ بھی ہے آپ منظور فرمائیں گے'' آپ نے وعدہ فرمالیا بلکہ شاید قسم بھی کھائی تو فوراً جاگیر کا ملکیت نامہ آپ کے ہاتھ میں دیکر کہنے لگا''یہ واپس لے لیجئے میں اسے نہیں لے سکتا اور عبداللہ کو بھی قبول کرنا پڑا''احسن المقال میں ہے عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر نے چمڑے کا بنا ہوا جامہ اٹھایا اور اس کے چاروں کونے اپنے چار بچوں کے ہاتھ میں دیئے اور بنی ہاشم کے گھروں میں گردش کی اور کہا اے بنی ہاشم یہ کمیت شاعر ہے جس نے تمہارے حق میں اشعار کہے ہیں جبکہ لوگ تمہارے فضائل بیان کرنے سے خاموش ہیں اور اس نے اپنا خون بنی امیہ کے سامنے بہہ جانے کے لئے پیش کیا ہے لہذا جتنا تم سے ممکن ہو اسے اس کا صلہ دو پس ہر ایک سے جتنا ممکن ہوا درہم و دینار اس چمڑے میں ڈالتے گئے پھر ہاشمی خواتین کو بھی باخبر کیا تا کہ وہ بھی جتنا ممکن ہو سکے عطا کریں پس عورتوں نے بھی مقدور کے مطابق مال دیا یہاں تک کہ وہ اپنے زیورات اتار کر کمیتکو دینے لگیں یہاں تک کہ کمیت کے لئے ایک لاکھ درہم جمع ہو گیا اور عبداللہ وہ سب چیزیں لیکر کمیت کے پاس آیا اور کہا ہم تیرے پاس فقیر و بے مال لوگوں کی کوشش لیکر آئے ہیں ہم تجھ سے معذرت خواہ ہیں کیونکہ دشمنوں کی حکومت کے زمانے میں ہم زندگی بسر کر رہے ہیں اور اتنی ہی مقدار ہم جمع کر سکتے ہیں اور اس میں عورتوں کے زیورات بھی شامل ہیں جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو ان چیزوں کے ساتھ اپنی معاش میں مدد حاصل کرو۔کمیت نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ حضرت نے بہت زیادہ مال عطا کیا ہے لیکن میں آپ کی مدح کے سلسلے میں خدا اور رسولؐ کے علاوہ کوئی غرض نہیں رکھتا آپ سے کوئی چیز لینے کے لئے تیار نہیں ہوں یہ جن جن حضرات کا مال ہے انہیں واپس کر دیجئے پس عبداللہ نے کتنی ہی کوشش کی لیکن کمیت نے قبول نہ کیا۔اہل سنت کی روایات میں ہے صائد کمیت کا غلام کہتا ہے کہ ایک روز میں کمیت کے ساتھ امام محمد باقرؑ کی خدمت میں گیا تو آپ نے ایک ہزار

دینار اور ایک جوڑا کمیت کو عطا کیا کمیت نے دینار تو واپس کر دئے البتہ لباس تبرک و تیمن کے طور پر قبول کر لیا۔ وہ کہتا ہے کہ ایک دن ہم جناب فاطمہ بنت الحسین کے در دولت پر گئے بی بی نے حکم دیا کہ تیس دینار اور ایک سواری کمیت کو دی جائے کمیت رونے لگا اور کہنے لگا خدا کی قسم میں یہ قبول نہ کروں گا۔ میں نے آپ اہل بیت سے مال دنیا کے لئے محبت اختیار نہیں کی اس قسم کے اور واقعات بہت ہیں لیکن اس پر ہی اکتفا کی جاتی ہے اس مرد مومن نے اپنے شعروں اور مرثیہ گوئی کی وجہ سے کتنے مصائب برداشت کئے کتنی کڑیاں جھیلیں ایک مستقل داستان ہے جو اس کی المناک شہادت پر ختم ہوتی ہے۔ آخری وقت اسے یوسف بن عمر ثقفی حاکم کوفہ کے گھر لے گئے وہاں آٹھ وحشی اس پر ٹوٹ پڑے اور تلواروں کی پے در پے ضربوں سے اسے شہید کر دیا۔ اس کے آخری الفاظ تھے۔ ''اللھم آل محمد۔ اللھم آل محمد۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را دعبل خزاعی کو دیکھئے وہ کہا کرتا تھا میں پچاس برس سے اپنی سولی کا سامان اپنے کندھوں پر اٹھائے پھرتا ہوں۔ ان مرثیہ خوانوں کی عظمت شان میں یہی کہنا کافی ہے کہ خود آئمہ دین نے ان کی کوششوں کو سراہا اور سند استحسان سے نوازا تھا۔ تحریفات عاشورا۔ مطہری

مرہ بن قیس کا قتل

صاحب کوکب دری فرماتے ہیں کہ اسانید صحیحہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ مرہ بن قیس نامی ایک کافر نہایت مالدار اور صاحب جاہ و مکنت تھا۔ بہت سے کافر بہادر اس کے ملازم تھے ایک روز اس نے اپنے آباؤ اجداد کا حال دریافت کیا بعض تاریخ دانوں نے بیان کیا کہ علی ابن ابی طالب نے ہمارے ہزار ہا بزرگوں کو قتل کیا ہے اس نے پوچھا وہ کون سے شہر میں مدفون ہے انہوں نے جواب دیا کہ نجف میں۔ وہ لعین دو ہزار سوار اور پانچ ہزار پیادے لیکر روانہ ہوا جب منزلیں طے کر کے نجف کے قریب پہنچا وہاں کے مجاور سادات اور باقی اور لوگ اس کے بدارادے سے واقف ہوئے تو انہوں نے اپنے مقدور بھر شہر کی حفاظت میں پوری پوری کوشش کی۔ آخر کار روضہ مقدسہ میں جا کر پناہ گزین ہوئے اور روضہ کی فصیل کا دروازہ اینٹ اور گارے سے بند کر لیا۔ ادھر ادھر ہر طرف سے چھ روز تک پتھر ڈھیلوں اور تیروں سے اس کا مقابلہ کرتے رہے۔ آخر وہ ملعون ایک دیوار توڑ کر اپنے رفیقوں سمیت فصیل کے اندر داخل ہو گیا مسلمان جان کے ڈر سے بھاگ نکلے وہ ملعون روضہ مقدسہ کے اندر گھس گیا اور یہ کلمات زبان نجس پر لایا۔ اے علی تو نے ہی میرے آباؤ اجداد کو قتل کیا ہے اور چاہتا تھا کہ قبر مبارک کو اکھاڑ ڈالے۔ اسی اثناء میں حیدر کرار کی دو انگلیاں ذوالفقار کی دو زبانوں کی طرح قبر سے نکلیں اور اس طرح اس کی کمر میں آ کر لگیں کہ وہ ملعون دو ٹکڑے ہو کر فوراً دو سیاہ پتھر بن گئے اور اب تک وہ بت سیاہ اسی طرح پر فصیل کے دروازے پر پڑا ہے کہ جو کوئی اس سلطان الاولیاء کی زیارت کو جاتا ہے اس پر لات مار کر فصیل کے اندر داخل ہوتا ہے۔ چنانچہ فردوسیؒ ذیل کے شعر میں اس واقعہ کی خبر دیتا ہے۔ بیت شہیکہ زد بدو انگشت مرّہ را بدو نیم برائے قتل عدو ساخت ذوالفقار را انگشت۔ (یعنی وہ بادشاہ جس نے مرہ بن قیس کو دو انگلیوں سے دو ٹکڑے کیا اس نے دشمن کے قتل کرنے کیلئے انگلی سے ذوالفقار کا کام لیا نیز ایک شاعر کا قول ہے۔ آنست امام کز دو انگشت چوں مرہ قیس کافرے کشت۔ نیز مُلا حسن کاشی نے بھی اس باب میں ایک قصیدہ کہا ہے۔ کوکب دری (ص ۳۸۷)

معمولی بات پر پچاس سے زائد افراد ہلاک

پل خمری کے علاقہ گیلان میں ایک گدھا اچانک مسجد میں داخل ہو گیا۔ مسجد میں داخلے پر گدھے کے مالک اور مسجد میں موجود نمازیوں میں جھڑپ ہو گئی معمولی

جھڑپ کے بعد کسی جذباتی نے گدھے کو کلاشنکوف کا برسٹ مار کر بھون دیا جس پر طیش میں آ کر گدھے کے مالک نے مسجد میں موجود درجن سے زائد افراد کو فائرنگ کر کے ڈھیر کر دیا۔ بعد ازاں مسجد والوں نے گدھے کے مالک کے گاؤں پر حملہ بول دیا جس میں بھاری اسلحہ راکٹ لانچر میزائل اور دیگر اسلحہ استعمال کیا۔ اطلاعات کے مطابق یہ لڑائی دو دن تک جاری رہی جس کے نتیجے میں اس چھوٹی سی بات سے پچاس سے زائد افراد موت کے منہ میں چلے گئے۔ رضا کار مئی ۹۸ء

تراویح کی رکعتوں پر جھگڑا مسجد میں فائرنگ 9 افراد ہلاک

امام ۸ رکعت پڑھانا چاہتے تھے۔ ایک شخص نے بیس رکعت پر زور دیا۔ اختلافات نے لڑائی کی شکل اختیار کر لی۔ تو دونوں کے حامیوں نے کلاشنکوفوں سے فائرنگ شروع کر دی۔ مردان کے علاقے تخت بھائی مین ایک مسجد میں نماز تراویح کی رکعتوں کے تنازع پر لڑائی میں ۹ افراد ہلاک ہو گئے تخت بھائی کی شاہ نور ریل مسجد میں ہفتہ اور اتوار کی درمیانی رات (۶۔۷ ماہ رمضان) اس وقت نمازیوں کے دو گروہوں میں لڑائی شروع ہو گئی جب امام مسجد اور ایک شخص کے درمیان یہ تنازعہ پیدا ہو گیا کہ نماز تراویح کی کتنی رکعت ادا کی جائیں۔ قاری رحمت اللہ کا موقف تھا کہ ۲۰ رکعت نماز تراویح حسن سنت ہے جبکہ امام مسجد ۸ رکعت پر زور دے رہے تھے تنازعے نے لڑائی کی شکل اختیار کر لی۔ قاری رحمت اللہ اور امام کے حامیوں نے کلاشنکوفوں سے ایک دوسرے پر فائرنگ شروع کر دی فائرنگ سے قاری رحمت اللہ۔ محمد ریاض۔ قاسم خان۔ سمندر خان۔ اور تین راہ گیر موقع پر جاں بحق ہو گئے ۶ افراد کو شدید حالت میں ہسپتال منتقل کیا گیا ان میں دو افراد زخموں کی تاب نہ لا کر چل بسے لوڈ شیڈنگ کے باعث زخمیوں کو بروقت ہسپتال نہ پہنچایا جا سکا۔ اخبار جنگ ۸ ماہ رمضان ۱۴۱۹ھ ۲۸ دسمبر ۱۹۹۸ء

مجلس حسینؑ میں مصائب صحیح پڑھو (ایک واقعہ)

حاجی نوری اپنی کتاب لؤلؤ والمرجان میں ایک یزدی عالم کے متعلق لکھتے ہیں کہ انہوں نے مجھ سے بیان کیا کہ جوانی میں میں خراسان کے سفر کے دوران ایک ویرانے سے گذر رہا تھا۔ جو نیشاپور اور تربت کے نزدیک ایک گاؤں سے ملحق تھا میری وہاں چونکہ کسی سے واقفیت نہ تھی اس لئے میں گاؤں کی مسجد مین چلا گیا جس میں کچھ اور لوگ بھی موجود تھے تھوڑی دیر میں پیشنماز صاحب آ گئے ہم سب نے ان کی اقتداء میں نماز ادا کی پھر وہ منبر پر جا کر پڑھنے لگے اتنے میں مسجد کا خادم آ گیا اس کی جھولی میں سنگریزے بھرے ہوئے تھے جو اس نے منبر کے پاس رکھ دیئے میں بڑا حیران تھا کہ یہ کیا راز ہے کہ اتنے میں مولوی صاحب نے مناقب کے بعد مصائب کی طرف گریز کیا اور حکم دیا کہ سب چراغ اٹھا کر باہر لے جائیں جونہی مجلس گاہ تاریک ہوئی مولوی صاحب نے سامعین پر سنگ باری شروع کر دی کوئی ہائے میرا سر پکارا کوئی ہائے میرا ہاتھ اور کوئی آہ میرا سینہ کی فریاد کرنے لگا اور شور کا ایک طوفان مچ گیا۔ پتھر ختم ہونے کے بعد جب چراغ اندر واپس لائے گئے تو میں نے دیکھا کہ کسی کے پیر سے خون بہہ رہا تھا کسی کا منہ سوجا ہوا ہے اور کسی کا ہاتھ زخمی ہے سب زخمی روتے چیختے اور آنسو بہاتے مسجد سے نکلنے لگے میں نے مولوی صاحب کا پیچھا کیا اور تھوڑے سے فاصلے پر انہیں جا لیا اور ان سے اس عجیب وغریب تصرف کا سبب پوچھا فرمانے لگے میں نے ان لوگوں کو ہر طرح آزمایا لیکن یہ مصائب کے کسی بھی سخت سے سخت بیان سے متاثر نہ ہوئے تھے۔ اب میں نے پتھر ہی برسائے جھوٹ تو نہیں برسایا۔ لیکن چونکہ غمِ امامؑ میں آنسوں بہانا بڑے ثواب کا کام ہے جس سے نہ رونے والا محروم رہتا ہے لہذا جب یہ

۷۱۸ زنانہ لباس میں دو باتوں کا خیال رکھو (۱) نہ اس قدر باریک ہو کہ جسم کی جھلک نظر آئے (۲) نہ اس قدر تنگ کہ جسم کی ہیئت ظاہر ہو۔

لوگ اور تدابیر سے نہ روئے تو میں نے گریہ پیدا کرنے کے لئے یہ طریقہ اختیار کیا اور چونکہ ہدف وسیلے کو مباح کرتا ہے اس لئے اگر چہ یہ وسیلہ کچھ شقاوت کا پہلو لئے ہوئے تھا لیکن چونکہ اس کا ہدف مقدس تھا اس لئے یہ وسیلہ بھی درست اور جائز تھا۔

جواب اگر یہ نظریہ درست ہو کہ ہدف وسیلے کو مباح کر دیتا ہے تو پھر دنیا میں کوئی چیز بھی ناجائز نہیں رہتی مثلاً ادخال السرور فی قلب مومن ایک بہت پسندیدہ ہدف ہے لیکن کیا ایک مومن کو خوش کرنے کیلئے دوسرے مومن کی غیبت اس کے سامنے جائز ہے؟ پھر بیگانی عورت کے ساتھ بدکاری اور شراب بھنگ وغیرہ میں بھی قیاس ہوسکتا ہے۔ لہذا مصائب امام مظلوم پر رولانے کی خاطر کوئی ناجائز وسیلہ اختیار کرنا حرام اور گناہ ہے۔ اور خدا شاہد ہے امام کے فرمان کی خلاف ورزی کے علاوہ اسلام کی بھی توہین ہے جس کی سربلندی کے لئے امام مظلوم نے قربانی پیش کی۔

غالب کا مزاح کہتے ہیں ایک دفعہ غالب آم کھا رہے تھے ان کے ایک دوست جنہیں آم ناپسند تھے پاس بیٹھے تھے کہ اتنے میں ایک گدھا آیا اور آم کے چھلکوں کو سونگھ کر چلتا بنا۔ غالب کے دوست نے فوراً فقرہ چست کیا "دیکھو گدھا بھی آم نہیں کھاتا" اس کا غالب نے برجستہ جواب دیا ہاں گدھا آم نہیں کھاتا غالب کا یہ جواب بذلہ سنجی کی خوبصورت مثال ہے

مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ (وفات رسولؐ) اکثر راویان نے اس امر کا اظہار کیا ہے کہ رسول خدا کو فتح خیبر کے وقت زہر دیا گیا تھا۔ اور اس زہر کے اثر سے آپ کی وفات ہوئی۔ یہاں مقام غور ہے کہ اگر کسی انسان کو زہر قاتل کھلا دیا جائے تو معدہ میں پہنچے ہی زہر عمل انجذ اب سے جگر کے فعل کو درہم برہم کر دیتا ہے۔ زہر خوردہ انسان چند لمحو میں یا زیادہ سے زیادہ چند دنوں میں تڑپ تڑپ کر ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ امر نہ صرف تعجب خیز ہے بلکہ اصول وقواعد کے اعتبار سے بھی یہ منطق بعید از فہم ہے کہ آنحضرتؐ کو زہر غزوہ خیبر کی فتح کے موقعہ پر دیا گیا اور غزوہ خیبر سنہ سات ہجری صفر میں واقع ہوا جبکہ حضور کی وفات ۱۱ھ میں ہوئی یعنی زہر نے اپنا اثر مکمل طور پر چار سال کی مدت کے بعد دکھایا یہ کیسی مضحکہ خیز بات ہے کہ سات ہجری صفر کے مہینے میں آپ کو زہر ہلاہل دیا گیا بعد ازاں آٹھ ہجری میں جنگ موتہ ہوئی اسی سال جنگ ذات السلاسل ہوئی پھر آپ نے مکہ بھی فتح کر لیا ساتھ ہی جنگ حنین بھی فتح ہوئی ۹ ہجری میں غزوہ تبوک اور جنگ وادی الرمل ہوئی ۲۵ ذیقعدہ ۱۰ ہجری حج آخر کے ارادہ سے مدینہ سے روانہ ہوئے حج سے فارغ ہوئے تو واقعہ مباہلہ ہوا اور سن ۱۱ ہجری صفر یا ربیع الاول میں وفات ہوئی یعنی اس چار برس کے دوران آپ اپنا کام کاج معمول کے مطابق سرانجام دیتے رہے جنگیں لڑتے رہے وفود سے ملاقات گویا کہ کاروبار زندگی معمول کے مطابق رہا لیکن چار سال کی طویل مدت بعد اچانک زہر کا اثر ظاہر ہوا اور جان لیوا ثابت ہوا بہر حال جو کچھ بھی ہوا جب آپ کی وفات شہادت خفی ٹھہری اس معاملہ کو پردہ اخفا میں ہی رکھا جائے تو مناسب ہے۔ المبلغ ستمبر ۹۴ء

نواب بہادر یار جنگ آپ کا اسم گرامی محمد بہادر خان تھا ۱۹۰۵ء میں ریاست حیدآباد میں ایک جاگیردار خانوادے میں آنکھیں کھولیں۔ آل انڈیا مسلم لیگ کے متعدد جلسوں میں قائداعظم کی انگریزی زبان کی تقریر کے بعد اس کا تمام کمال ترجمہ حاضرین مجلس کے سامنے عموماً نواب صاحب ہی پیش کیا کرتے تھے۔ بلبل ہند

سروجنی نائیڈو نے کہا کہ امن وسکون کی حالت میں سٹیج کے لیڈر اور مقرر تو بہت دیکھے ہیں مگر انتقام کی آگ سے مشتعل اور جوش سے بپھرے ہوئے مجمع کو اس قدر قابو میں لے آنے والا لیڈر مقرر میں نے آج تک نہیں دیکھا مسز نائیڈو انہیں ''بیٹا'' سے بیٹا کہکر مخاطب کیا کرتی تھی۔ایک رضا کار نے ان کی تقریر سے پہلے گھڑی اور گھنٹی میز سے اٹھائی یعنی اب وقت کی کوئی قید نہیں نواب صاحب نے فرمایا جو مال کا ایثار نہیں کر سکتے وہ جان کیا دے سکیں گے

قرارداد پاکستان منظور کی گئی تو نواب بہادر یار جنگ کی تقریر کے بعد قائداعظم نے فرمایا ان کی تقریر کے بعد کسی کا بولنا غلطی ہے ۱۹۴۱ء میں قائداعظم پر بمبئی میں قاتلانہ حملہ ہوا۔تو فرمایا یہ حملہ قائداعظم پر نہیں بلکہ ان پر ہوا ہے اور فوراً بمبئی پہنچ گئے۔۲۵ جون ۱۹۴۴ء اپنے ایک دوست ہاشم علی خان جج حیدرآباد ہائی کورٹ کے ہاں تشریف فرما تھے اقبال کے ایک شعر کی وضاحت کر رہے تھے حقہ سامنے لایا گیا کش لیا ہی تھا کہ پیغام موت لایا۔

لوگ ان کی تقریر میں ایسے بے حس وحرکت بیٹھے ہوئے ہوتے تھے جیسا کہ وہ جیتے جاگتے انسان نہ ہوں بلکہ مٹی کے کھلونے ہوں

پولیس افسر کیسے ایمان لایا یہ ایک غریب مومن کی سرگذشت ہے جسے کسی عراقی کسٹم ہاؤس کے رئیس شرطہ (پولیس افسر) نے سخت اذیت دی جس سے دل شکستہ ہوکر اس نے رئیس شرطہ سے کہا میں تو خود اس قابل نہیں کہ تم سے اس ایذارسانی کا بدلہ لے سکوں لیکن میں نجف جا کر امیر المومنین سے تمہاری شکایت کرونگا امید ہے میرے مولا تم سے انتقام لیں گے۔آخر جب یہ نجف پہنچا تو نہایت عاجزی کے ساتھ بارگاہ امیر المومنین میں درخواست کی آقا! اس ظالم افسر سے جس نے مجھے بے جا اذیت دی ہے میرا انتقام لیجئے۔اس نے اس کے بعد خواب میں جناب امیر المومنینؑ کو دیکھا آپ نے فرمایا اس میں شک نہیں کہ اس گمرکی رئیس شرطہ نے تمہیں ناروا اذیت دی ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم اسے معاف کردو عرض کی میں اسے نہیں بخشنا چاہتا۔فرمایا اس کا مجھ پر حق ہے اس کے حق کے عوض میں چاہتا ہوں اسے معاف کردو عرض کی مولا! وہ کیسا اور کیا حق ہے؟ جس کے لئے آپ اس کے شکر گزار ہیں۔فرمایا ایک روز جب کہ یہ سپاہیوں کے ساتھ نجف کے قریب سے گذر رہا تھا میرے قبہ پر نظر پڑی تو تعظیم بجالایا۔یہ ہے اس کا حق جس کے لئے میں چاہتا ہوں کہ تم اسے معاف کردو۔نجف سے واپسی پر اس افسر نے کہا تو نے دیکھا کہ علیؑ نے تیری درخواست پر مجھ سے تمہارا انتقام نہیں لیا۔یہ سن کر مرد مومن نے اپنا خواب بیان کیا۔جواب کو سنتے ہی اس افسر کے اندر ایک انقلاب رونما ہوا اور دونوں ہاتھوں سے ماتھا پیٹ کر کہا۔وائے بر حال من۔کہ امیر المومنینؑ میری اس معمولی حرکت کو جو میں نے بعنوان تعظیم کی تھی بنظر استحسان دیکھیں اور میں اپنے اعمال زشت پر توبہ نہ کروں۔اس خیال کے آتے ہی بے حد پشیمان ہوا اور اسی حالت میں نجف پہنچا اور بارگاہ امیر المومنینؑ میں حاضر ہوکر اپنے گناہوں سے توبہ کی جناب امیرؑ کی نگاہ کرم سے اس کی زندگی سدھر گئی اور وہ دوزخ کا ایندھن بننے سے بچ گیا۔

عورت اور مظلوم خاوند کی آپ بیتی اللہ تعالیٰ نے خاوند کو عورت کا مجازی خدا بنایا تھا۔فرمایا تھا اگر اللہ کے علاوہ کسی کا سجدہ جائز ہوتا تو عورتوں کو حکم ہوتا اپنے خاوندوں کا سجدہ کریں۔لیکن اکثر عورتیں اسے مجازی گدھا سمجھتی ہیں جس کا کام ان کے لئے روٹی کپڑا کمانا اور ان کے ناز نخرے اٹھانا ہے۔جونہی یہ گدھا اپنے حق کے لئے جدوجہد کرتا ہے بیوی اپنی اصلی شکل وصورت میں سامنے آجاتی ہے اور اس کی باتوں کی تان آ کر یوں ٹوٹتی ہے ہائے ہائے میرے تو کرم ہی پھوٹ گئے میں کہاں پھنس گئی ہوں میں یہ کرتی ہوں میں وہ کرتی ہوں تم بیکار عیش

کرتے ہو تمہارے گھر میں ہے کیا' فلاں کا گھر دیکھئے آپ نے مجھے آج تک کیا لا کر دیا۔ دوسروں کے خاوند یہ کرتے ہیں وہ کرتے ہیں تم نے کیا کیا؟'' یہ مشاہدہ ہے۔اور نتیجہ واضح ہے

ڈاکٹروں کی مزاج پرسی عام زندگی میں جب افراد سرراہ ملتے ہیں تو اس قسم کی باتیں کرتے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے میں بخریت ہوں۔آپ سنائیے آپ کا کیا حال ہے؟ لیکن پچھلے دنوں ہم نے دو ڈاکٹروں کو اچانک ایک سڑک پر ملتے دیکھا ایک ڈاکٹر نے دوسرے ڈاکٹر سے کہا'' الحمد اللہ تمہاری صحت اب پہلے سے بہت بہتر ہے ذرا یہ تو بتانا میرا کیا حال ہے؟

امریکہ کے شادی شدہ کا حال امریکہ میں ایک آدمی نے بیوی کے لئے اشتہار دیا اسے دو سو خطوط موصول ہوئے ان میں سے ۱۹۵ جو موصول ہوئے ان کا مضمون یہ تھا'' آپ میری بیوی لے لیں'' ہر انسان شادی کا طالب ہے اور ہونا بھی چاہیے لیکن شادی شدہ مظلوموں کی حالت زار بھی ملاحظہ فرمائیں

مہمان اور میزبان کا بچہ کسی گھر میں ایک مہمان ایسے آئے کہ جانے کا نام ہی نہ لیتے تھے۔میزبان پریشان ہو گئے۔آخر ایک روز میزبان کا بچہ مہمان کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ بچہ'' انکل انکل'' آپ ہمارے گھر اب کب آئیں گے؟ مہمان'' جلدی آئیں گے منے۔ بچہ'' بتایئے ناں انکل پھر آپ کب آئیں گے؟ مہمان'' بتایا ہے ناں بیٹے۔جلدی آئیں گے یعنی مہمان نے پھر دوبارہ وہی جواب دیا۔اس پر بچہ بولا'' انکل! آپ جھوٹ بول رہے ہیں۔آپ جائیں گے ہی نہیں تو آئیں گے کیسے؟ نتیجہ واضح ہے تین دن سے زیادہ مہمان بننا شریفوں کا کام نہیں ہے۔

باغ کا چوکیدار ایک باغ کے دروازے پر لکھا تھا'' باغ کے اندر جانا منع ہے'' ایک آدمی باغ کے اندر چلا گیا چوکیدار نے اسے پکڑ لیا اور پوچھا کیوں آئے ہو؟ دروازے پر نوٹس نہیں دیکھا۔اس آدمی نے جیب سے پانچ روپے کا نوٹ نکال کر چوکیدار کو دیا۔تب چوکیدار نے کہا'' آپ دوبارہ کب تشریف لا رہے ہیں؟'' نتیجہ یہ کہ پیسہ قاضی الحاجات ہے

علامہ سید علی حائری مجتہد العصر آپ کے والد بزرگوار آیۃ اللہ علامہ سید ابوالقاسم رضوی ۱۸۳۳ء فرخ آباد بھارت یوپی میں پیدا ہوئے تھے۔سید علی حائری ۱۸۷۹ء لاہور میں پیدا ہوئے آپ علامہ سید ابوالقاسم رضوی کے فرزند اکبر و جانشین تھے۔ والد کے ساتھ تفسیر لوامع التنزیل کی تفسیر میں ساتھ رہے۔آپ کے والد تیرھویں پارے کی تفسیر کر رہے تھے کہ وفات پا گئے اس کے بعد ستائیسویں پارے کی سورہ قمر تک اسی اسلوب میں تفسیر لکھی کہ اپنی خصوصیات اور جامعیت کے اعتبار سے آج تک پورے عالم اسلام میں لکھی جانے والی تمام تفسیروں میں بڑی تفسیر مانی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ جمہور مجتہدین و اسلامی مملکت ایران ۔عراق ۔روم۔مصر شام ہندوستان نے اعتراف کیا ہے کہ اس تیرہ سو سال ہجری میں کوئی تفسیر اس جامع العلوم تفسیر جیسی تالیف نہیں ہوئی۔آپ کا تمام کتب خانہ جامع المنتظر لاہور منتقل کر دیا گیا ہے۔علامہ حائری اردو۔فارسی ۔عربی کی ۷۲ کتابوں کے مصنف تھے لاہور میں ۱۸۴۸ء میں سید ابوالقاسم رضوی نے ہی مبارک حویلی موچی دروازہ سے ذوالجناح شب عاشور برآمد کرانا شروع کیا جواب نثار حویلی سے برآمد ہوتا ہے دراصل لاہور میں عزاداری کا باقاعدہ سلسلہ اسی کشمیری عالم دین نے شروع کیا اور یہ ہی بانی قرار پائے۔آپ نے غلام احمد کو مرتد قرار دیا تھا۔ایک ملاقات میں آپ نے علامہ اقبال سے

شکوہ کے انداز میں کہا کہ مجھے آپ جیسے عالم۔ فاضل اور مفکر سے یہ امید نہ تھی کہ آپ یوں اہل بیتؑ کی عظمت سے بے خبر ہونگے کیونکہ آپ نے ابھی تک ان کے بارے میں کچھ نہیں لکھا۔ چنانچہ علامہ اقبال نے معذرت کی اس کے بعد علامہ اقبال کئی مرتبہ آپ کے پاس تبادلہ خیال کے لئے آتے رہے اور پھر آخر تک اہل بیتؑ کی شان میں لکھتے رہے اور ایسا لکھا کہ اس کی نظیر پیش کرنا مشکل ہے علامہ اقبال کا نماز جنازہ اسلامیہ کالج ریلوے روڈ کی گراونڈ میں قبلہ علامہ حائری نے پڑھایا اور پھر دوبارہ شاہی مسجد میں کسی اور عالم نے پڑھایا۔ آپ ۶۲ سال کی عمر میں ۲۸ جون ۱۹۶۱ء رحلت فرما گئے۔ آپ کو کربلا گامے شاہ بیرون بھاٹی گیٹ لاہور میں دفن کر دیا گیا۔ درس عمل ماھنامہ جولائی ۹۴ء

بیوی اور خاوند بیوی کی آدھی زندگی خاوند کی تلاش اور باقی آدھی اس کی تلاشی میں گذر جاتی ہے کبھی خاوند کے کیئے کی سزا بیوی کو ملتی ہے تو کبھی خاوند کو کیئے کی سزا بیوی ملتی ہے۔ بیوی دن میں کم از کم ایک بار ضرور ناراض ہو جاتی ہے اور خاوند ایک بار میں کم از کم ایک دن ضرور ناراض رہتا ہے۔

سلطنت مغلیہ کی تباہی کے اسباب چار آدمیوں نے مملکت مغلیہ کو تباہ کیا۔ اول حکیموں نے کہ ان کے کشتوں نے بادشاہوں کا مزاج شہوانی بنا ڈالا۔ ثانیا کلاونتوں نے اپنے گھر کی نوخیز کلیاں بادشاہوں کی نذر کر کے ان کی شہوت کو غذا فراہم کی۔ ثالثاً۔ کثرت اولاد نے کہ ادھر ازواج میں کثرت ہوئی ادھر اولاد بڑھی جس سے باہم آویزش بڑھی۔ رابعاً۔ مشائخ اور پیرزادوں نے کہ انہوں نے بادشاہوں کو اپنی دعاؤں کا اسیر بنا کے رکھا جہاں سامان حرب اور لشکر و سپاہ کی ضرورت تھی وہاں دعاؤں کا سحر بکھیر انتیجۃً حکومت جاتی رہی۔ رود کوثر (ص ۶۰۲)

عورتیں ریاضی میں ماہر ہیں ایک ریاضی دان کا کہنا ہے کہ مردوں کے مقابلے میں عورتیں ریاضی کی زیادہ ماہر ہوتی ہیں کیونکہ وہ اپنی عمر کو ہمیشہ دو سے تقسیم کرتی ہیں اپنے لباس کی قیمت کو دو سے ضرب دیتی ہیں اپنے شوہر کی آمدنی کو تین سے ضرب دیتی ہیں اور اپنی بہترین سہیلیوں کی عمر میں پانچ سال جمع کر دیتی ہیں۔

ملازم نے نوکری سے کیوں جواب دیا

ملازم! جناب میں آپ کے ہاں اب نوکری نہیں کر سکتا مالک! کیوں؟ بس جناب مجبوری ہے ملازم نے کہا مالک! آخر کیا مجبوری ہے۔ کچھ تو بتاؤ ملازم! جناب آپ کی بیگم صاحبہ مجھ سے اتنا برا سلوک کرتی ہیں جیسے میں ان کا نوکر نہیں شوہر ہوں نتیجہ یہ کہ سخت مزاج عورتیں اپنے خاوندوں کے حال پر رحم فرمائیں

مہمان دال سے تنگ ایک مہمان میزبان کے پاس دال کھا کھا کر تنگ آ گئے اور دل ہی دل میں دال کو گالیاں دیتے تھے۔ ایک روز میزبان نے پوچھا آج چاند کی کیا تاریخ ہے؟ مہمان نے کہا یہ تو معلوم نہیں البتہ یہ معلوم ہے کہ دال کی آج بیس تاریخ ہے نتیجہ واضح ہے

چالاک سائل ایک فقیر صدا لگاتے ہوئے "ہے کوئی اللہ کا نیک بندہ جو اس اندھے محتاج کا ایک روپے کا سوال پورا کر دے۔" ایک آدمی روپیہ دینے لگا تو چونک پڑا اور بولا۔ ارے تو تو کانا ہے۔ فقیر نے برجستہ جواب دیا "اب اگر تو نے ایک آنکھ دیکھ ہی لی ہے تو چل تو صرف آٹھ آنے ہی دے دے۔

مہمان اور میزبان کا کتا ایک صاحب اپنے دوست کے ہاں مہمان گئے۔ میزبان کے کتے نے انہیں دیکھ کر بھونکنا شروع کر دیا۔ میزبان مسکرا کر بولے۔ اس کے بھونکنے کی پرواہ نہ کیجئے۔ آپ نے وہ مثل نہیں سنی کہ بھونکنے والے کاٹتے نہیں مہمان بولا "میں نے سنی ہے ممکن ہے کہ آپ کے کتے نے نہ سنی ہو"

ایک فقیر اور امیر کنجوس ایک فقیر ایک امیر کنجوس کے پاس گیا اور اسے اپنی درد بھری کہانی سنانی شروع کر دی اس کا لہجہ ایسا تھا کہ امیر آدمی کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے اس نے اپنے نوکر کو آواز دی تو فقیر سمجھا کہ شاید اب کچھ ملے گا۔ لیکن نوکر آیا تو امیر نے اس سے کہا "اس کم بخت کو دھکے دیکر نکال دو اس نے تو رلا رلا کر میرا برا حال کر دیا ہے۔

ایک افیمی مسافر ایک افیمی ٹرین میں سفر کر رہا تھا پاس بیٹھے ہوئے ایک آدمی سے کہا "بھائی مجھے اگلے سٹیشن پر جگا دینا۔ اب وہ سٹیشن آیا تو اس نے افیمی کو جگا دیا۔ اس جلدی میں اپنی پگڑی چھوڑ کر غلطی سے ایک پولیس والے کی ٹوپی پہنی اور نیچے اتر گیا بعد میں اسے اپنی غلطی کا احساس ہو۔ تو کہنے لگا۔ بیوقوف نے میری بجائے پولیس والے کو اٹھا دیا۔

دعا سے حضرت ابراہیمؑ مل گئے حضرت ابراہیم دوران سفر ایک بیابان سے گذرے جہاں ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جس کا لباس موٹے بالوں کا تھا اور جس کی دعا آسمان تک پہنچ رہی تھی۔ جناب ابراہیم کو اس کی عبادت بہت پسند آئی۔ آپ اس کے قریب گئے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اس سے فرمایا کہ اے شخص مجھے تمہاری عبادت بہت پسند آئی ہے۔ میں تم سے دوستی کرنا چاہتا ہوں یہ بتاؤ تمہارا گھر کہاں ہے؟ تاکہ جب چاہوں آسکوں۔ وہ شخص چونکہ حضرت ابراہیم کو پہچانتا نہ تھا اس لئے اس نے کہا آپ میرے گھر نہیں پہنچ سکیں گے۔ کیونکہ میرے گھر کے راستہ میں ایک ایسا دریا واقع ہے جس کو عبور کرنے کا کوئی راستہ نہیں ہے حضرت ابراہیم نے دریافت کیا تم کیسے آتے جاتے ہو؟ کہنے لگا میں تو پانی پر چل سکتا ہوں۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا جس خدا نے تمہیں پانی پر چلنے کی طاقت دی ہے وہ مجھے بھی چلا سکتا ہے۔ آؤ چلیں آج رات کو میں تمہارے ہی گھر رہونگا۔ چنانچہ دونوں روانہ ہوئے۔ جونہی دریا کے قریب پہنچے تو اس عبادت گذار نے بسم اللہ کہا اور پانی پر چلنے لگا۔ حضرت ابراہیم نے بھی بسم اللہ کہا اور پانی پر چلنے لگے۔ جسے دیکھ کر اس عبادت گذار کو بہت تعجب ہوا جب دونوں پانی پر سے چلتے ہوئے اس عبادت گذار کے گھر پہنچے تو ابراہیم نے اس عبادت گذار سے پوچھا کہ سب سے سخت دن کونسا ہوگا؟ اس نے کہا! وہ دن جب بندوں کو ان کے اعمال کی جزا دی جائے گی۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ پھر آؤ بارگاہ معبود میں دعا کریں کہ اس دن کی سختیوں سے محفوظ رکھے۔ اس عبادت گذار نے کہا کہ میں دعا نہیں مانگوں گا۔ کیونکہ تین سال سے خداوند عالم سے ایک چیز کی دعا مانگ رہا ہوں جب تک وہ حاصل نہیں ہوتی کسی اور چیز کی دعا نہیں مانگوں گا۔ آپؑ نے فرمایا اے بندہ خدا تم کس چیز کے لئے دعا مانگ رہے تھے جواب تک قبول نہیں ہوئی؟ کہنے لگا کہ جس جگہ میں عبادت کر رہا تھا ایک روز اسی جگہ ایک نہایت ہی حسین وجمیل بچہ نظر آیا تھا جس کی پیشانی سے نور عیاں تھا۔ وہ کچھ جانوروں کی گلہ بانی کر رہا تھا میں نے پوچھا کہ یہ جانور کس کے ہیں۔ بچے نے کہا کہ میرے میں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ تو کہا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا بیٹا اسماعیل ہوں اس دن سے میں دعا کر رہا ہوں کہ حضرت ابراہیمؑ سے ملاقات کروں مگر محروم ہوں۔ یہ سنکر حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ تمہاری دعا قبول ہو چکی ہے میں ہی ابراہیم ہوں۔ یہ سن کر وہ عبادت گذار بہت خوش ہوا۔ حضرت ابراہیمؑ کے گلے سے لگ کر ان کے جسم مبارک کو بوسہ دیا اور پھر دونوں نے مومنین کے حق میں دعا کی۔ نصاب درجہ بندی کورس نمبر ۳

عینک پہنے یا نہ ایک شخص نے دوسرے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا۔ "تم یہ عینک نہ پہنا کرو۔ یہ عینک لگا

کرتم لنگور معلوم ہوتے ہو" کمزور نظر والے عینک پوش نے جواب دیا" اگر میں عینک اتارلوں تو پھر تم مجھے لنگور معلوم ہوتے ہو۔

مزار زینبؑ خاتون کی تحقیق سید ناصر حسین مرحوم مجتہد لکھنؤ نے فرمایا" جناب زینبؑ خاتون مدینہ سے باہر نہیں گئیں ان کی قبر مدینہ میں تھی سید العلماء علامہ علی نقی لکھنؤ فرماتے ہیں دمشق میں جو مزار حضرت زینبؑ کا مشہور ہے یہ تاریخی حیثیت سے صحیح نہیں نیز مصر کے مزار کے متعلق بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ بھی تاریخی حیثیت سے صحیح نہیں مورخ اعظم سید مجتبیٰ حسن کامونپوری فرماتے ہیں جناب زینبؑ کی وفات مدینہ میں ہوئی۔ اخبار اسد مجاہد اعظم نمبر ۱۴۱۰ھ

لارڈ کلائیو لارڈ کلائیو کلاس میں نالائق اور کند ذہن تھا۔ لیکن فوجی اتنا قابل ثابت ہوا کہ ۳۲ سال کی عمر میں پلاسی کے میدان میں تین ہزار فوجیوں کے ساتھ پچاس ہزار فوجیوں کو شکست دیکر ہندوستان میں سلطنت برطانیہ کی غیر متزلزل بنیاد رکھدی

قرآن یا ڈکشنری ایک دفعہ قرآن پر ہاتھ رکھ کر اسمبلی میں حلف وفاداری لیا گیا پھر ان کی وفاداری بدل گئی۔ لوگوں نے کہا کہ تم نے مقدس کتاب کی توہین کی ہے۔ انہوں نے کہا ہم نے تو غلاف میں انگریزی ڈکشنری رکھی ہوئی تھی

حاضر جواب بھکاری ایک صاحب بھکاری کو پہلے ایک روپیہ پھر پچاس پیسے پھر پچیس پیسے دینے لگے اس بھکاری نے وجہ پوچھی۔ کہا پہلے میں اکیلا تھا۔ پھر شادی ہوگئی پھر بچے ہو گئے۔ بھکاری نے کہا پھر یہ کیوں نہیں کہتے کہ میرے ہی پیسوں سے گھر چلا رہے ہو

مشتق اور مرتجل نام کی تعریف نام کی دو قسمیں ہیں مشتق اور مرتجل مشتق وہ ہے جو اسم بامسمّیٰ ہو مرتجل وہ ہے جو مسمّیٰ کے خلاف ہو۔ نام فاضل رکھا وہ جاہل ہے نام عام طور پر مرتجل ہوتے ہیں کہ رکھنے والا چونکہ غیب نہیں جانتا لیکن علیؑ کا نام اللہ نے رکھا جو عالم الغیب ہے لہذا ہمیشہ علی رہے اور ہیں۔ چودہ ستارے (ص ۵۳۶)

بچہ اور اللہ سے پیسے کا سوال ایک بچہ ہاتھ اٹھائے اللہ سے پیسے مانگ رہا تھا کافی وقت گذر گیا آسمان سے کوئی پیسہ نہ آیا۔ مایوس ہو گیا۔ اس دوران زلزلہ آیا بچہ زمیں پر گر گیا۔ کہنے لگا۔ خدایا! پیسے نہیں دیتا تو دھکے تو نہ مار۔

پاکستانی بچے کے بارے میں پاکستانی بچے بڑے اچھے ہوتے ہیں ان میں یہ برائی ہے کہ یہ بڑے ہو جاتے ہیں بچے اور بڑے میں فرق یہ ہوتا ہے کہ بچہ سب سے سرعام محبت کرتا ہے اور جب یہ کام لوگوں سے چھپ کر کرے تو سمجھ لیں یہ بڑا ہو گیا ہے

ڈاکٹر اور مریض دونوں بیمار ایک صاحب نے اپنے ڈاکٹر کو بتایا کہ وہ ہر وقت لڑکیوں کے بارے میں سوچتے رہتے ہیں ڈاکٹر بولا تمہیں یہ عادت چھوڑنی پڑے گی ورنہ تم اپنی قوت سماعت کھو بیٹھو گے۔ وہ صاحب حیرت سے بولے۔ مگر اس عادت کا قوت سماعت سے کیا تعلق ہے؟ کیا کہا آپ نے؟ ڈاکٹر بولا ذرا زور سے بولئے

سگریٹ نوشی کتنی نقصان دہ ہے دو کرنل اور میجر دونوں بھائی ہم سفر تھے کرنل نے سگریٹ کو آگ لگائی میجر بھائی نے اسے دکھا کر دس روپے کے نوٹ کو آگ لگائی کرنل نے وجہ پوچھی۔ جواب دیا آپ نے فضول چیز صحت خراب کرنے کیلئے خریدی ہے لیکن میری اس حرکت نے صحت تو خراب نہیں کی۔ میں آپ سے فائدے میں رہا۔

کنجوس اور اس کی بیوی ایک کنجوس نے اپنے نوکر سے خوش ہو کر کہا" جاؤ میں نے تمہیں انعام میں وہ بھینسیں دیں جو پچھلے سال گم ہوگئی تھیں"۔ کنجوس کی بیوی بولی" آپ اسے وہ گھوڑا کیوں نہیں دے دیتے جو دو

سال پہلے مر گیا تھا"

عورتیں بیان پر قائم رہتی ہیں عمر بتاتے وقت عورتوں پر غلط بیانی کا کیوں الزام لگایا جاتا ہے؟ یہ سراسر الزام ہے جو عورتوں پر لگایا جاتا ہے۔ ہر عورت اپنی عمر ۱۸ سال بتاتی ہے اور اگر پانچ سال بعد پوچھو تب بھی اس ہی بیان پر قائم رہتی ہیں لہذا غلط بیانی والی کون سی بات ہے

ایک کان کٹا لیڈر ایک لیڈر کا دایاں کان کٹا ہوا تھا۔ ایک جلسہ عام سے تقریر کرتے ہوئے انہوں نے گرم جوشی سے کہا ہم بوقت ضرورت ہر قسم کی قربانی دینے کو تیار ہیں جلسہ گاہ سے زور سے آواز آئی۔ جناب آپ کا کان کٹا ہوا ہے۔ لہذا آپ کی قربانی تو اسلام میں جائز ہی نہیں۔

انسان کی پہلی اور آخری آرام گاہ انسان کی پہلی آرامگاہ ماں کی گود ہوتی ہے اور آخری آرامگاہ قبر جس طرح ماں کی گود امیرزادے اور فقیرزادے دونوں کے لئے یکساں ہوتی ہے بالکل اسی طرح آخری آرامگاہ خواہ سنگ مرمر کا مقبرہ ہو یا مٹی کی قبر۔ اندر سے ایک جیسی ہوتی ہے ان دونوں آرامگاہوں کے درمیانی فاصلہ کو ہم زندگانی کا نام دیتے ہیں

آغا سید شرف حسین مرحوم آف بھکر

ان کی عمر ۱۰۸ سال تھی ولادت ۱۸۵۴ء اور وفات ۱۹۶۲ء۔ نابغہ روزگار تھے۔ یہ سید آغا حسین مرحوم جو اپنے دور کے لاثانی شہنشاہ مصائب تھے اور میرے (مولف) کے گہرے دوست اور مہربان تھے' کے والد تھے اور موجودہ دور کے شہنشاہ مصائب سید علی حسین قمی سلمہ اللہ کے دادا تھے۔

قیمتوں میں حیرت انگیز کمی کا مطلب ایک کتابوں کی دکان پر قیمتوں میں حیرت انگیز کمی کا بورڈ آویزاں تھا ایک خاتون نے سیلز مین سے پوچھا "آپ نے کتابوں کی قیمت میں کتنے فی صد کمی کی ہے" "دو فیصد"۔ لیکن آپ نے تو حیرت انگیز کمی کا بورڈ لگا رکھا ہے؟ کہا دیکھو آپ کو قیمت میں کمی کا سن کر حیرت نہیں ہوئی"

وقت پر نہ پہنچیے —— تجربہ یہی بتاتا ہے کہ اگر آپ وقت پر پہنچ جائیں تو ہمیشہ دوسروں کا انتظار کرنا پڑتا ہے دوسرے اکثر دیر سے آتے ہیں چنانچہ خود بھی ذرا دیر سے جایئے اگر آپ وقت پہنچے تو دوسرے یہی سمجھیں گے کہ آپ کی گھڑی آگے ہے اس کی تائید میں اپنا ایک واقعہ پیش کرتا ہوں میری مجالس کے ابتدائی دور کی بات ہے کہ بھلوال کے قریب ۷ چک سیداں میں مجلس پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ اس وقت لاؤڈ سپیکر نہیں ہوتا تھا۔ اعلان چوک میں کیا گیا کہ دس بجے مجلس ہوگی مومنین عزاخانے میں تشریف لے آئیں میں نے اعلان کرنے والے کو کہا کہ مجلس صرف میں نے پڑھنی ہے یقیناً چار بجے ہوگی یعنی پچھلے پہر ہوگی اس نے جواب دیا شاہ جی! یہاں ایسا ہی رواج ہے دس بجے کا اعلان کیا ہے مومنین چار بجے آئیں گے اگر چار بجے کا اعلان کروں گا تو مومنین کل آئیں گے۔

ایک پروفیسر اور میزبان ایک پروفیسر کسی کے گھر آدھی رات تک باتیں کرتے رہے۔ میزبان نے عرض کیا ناراض نہ ہونا اب میں نے سویرے ہوائی جہاز پر سوار ہو کر جانا ہے آپ چلے جائیں۔ پروفیسر اٹھے اور کہا میں تو یہ سمجھا ہوا تھا کہ آپ میرے گھر بیٹھے ہوئے ہیں۔

قرآن مظلوم دنیا کی کوئی کتاب بغیر سمجھے نہیں پڑھی جاتی مگر اس کے برخلاف رویہ صرف قرآن کے ساتھ روا رکھا جاتا ہے۔ حالانکہ کوئی مصنف اپنی کتاب میں یہ نہیں لکھتا کہ اس کتاب کو سمجھ کر پڑھا جائے پھر بھی یہ

کتابیں سمجھ کر پڑھی جاتی ہیں اس کے برعکس عجوبہ یہ ہے کہ اگر چہ کتاب اللہ میں جگہ جگہ خود اللہ اس کتاب کو سمجھنے کی دعوت دیتا ہے باوجود اس کے اس کو بغیر معنی و مطلب کے پڑھا جاتا ہے۔ اس کی چند قرآنی مثالیں یہ ہیں بھلا تم اسے سمجھتے کیوں نہیں (انبیاء) بھلا تم اس پر غور کیوں نہیں کرتے ہو (نحل ۱۷) بھلا تم سوچتے کیوں نہیں (انعام ۵۰) بھلا تم اس طرف دھیان کیوں نہیں دیتے (انعام ۸۰)

غریبوں کی دعائیں ایک دفعہ ہمارے ایک وزیر اعظم کو شدید قومی بحران کا سامنا کرنا پڑا۔ انہوں نے اپنے ایک بیان میں فرمایا۔ انشاء اللہ ہم اس بحران پر قابو پالیں گے کیونکہ غریبوں کی دعائیں ہمارے ساتھ ہیں اس بیان سے پہلی دفعہ ہم پر اس حقیقت کا انکشاف ہوا کہ ہم نے قیام پاکستان سے لے کر آج تک غریبوں کی حالت کیوں نہیں بدلی۔ ہم نے غریب دعائیں مانگنے کے لئے رکھے ہوئے ہیں اگر غریب غریب نہ رہے تو قومی بحرانوں کے موقعہ پر ہم دعائیں مانگنے والے کہاں سے لائیں گے

انگوٹھہ اور سند اگر آپ کلرک بننا چاہتے ہیں تو آپ کو کم از کم میٹرک پاس ہونا ضروری ہے لیکن اگر آپ صدر مملکت یا وزیر اعظم بننا چاہتے ہیں تو کم از کم انگوٹھا لگانا آنا چاہیئے۔ صدر مملکت یا وزیر اعظم کے لئے کسی علمی سند کی ضرورت نہیں

سود کی مذمت تورات۔ انجیل اور قرآن پاک میں سود کی مذمت ہے لیکن باوجود اس کے یہودی عیسائی اور اسلامی دنیا میں سودی نظام رائج ہے سرمایہ دارانہ نظام میں سودی کاروبار کی جڑیں اتنی گہری ہیں کہ معیشت دان بلا سود بینکاری کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔

نواب صاحب کے بچوں کا استاد ایک نواب صاحب نے بچوں کی تعلیم کیلئے ایک استاد مقرر کئے تنخواہ 100 روپے ماہوار مقرر کی گھوڑوں کے سائیں کی تنخواہ پوچھی بتایا گیا پانچ سو روپے ماہوار۔ استاد صاحب نے نواب صاحب کو کہا کہ بچوں کو یہ کام سکھاؤ میں تو انہیں سو روپے کا آدمی بنا سکوں گا۔

غنڈے بی ڈی ممبر بن گئے لاہور کے ڈی سی نے ایوب کے دور میں ایس پی کو حکم دیا کہ شام سے پہلے تمام غنڈوں کو عدالت میں پیش کیا جائے۔ ایس پی خالی ہاتھ آئے تو کہا جناب وہ تو سب بی ڈی ممبر بن گئے۔ اخبار جنگ

عمر سوسال کیسے ہوگئی؟ سر آپ پورے سوسال کے ہوگئے ہیں۔ آپ کی اس طویل العمری کا سبب کیا ہے؟ شاگرد نے پوچھا "میرا خیال ہے صرف ایک ہی وجہ سے اس عمر میں پہنچنے میں کامیاب ہوا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس دوران میں میرا انتقال نہیں ہوا

ہندو بنیا اور ملا نصیر الدین ایک ہندو بنیئے نے ملا نصیر الدین سے گھوڑے کا مطالبہ کیا۔ نہ رنگ کا سفید نہ کالا نہ پیلا نہ نیلا سارے رنگ بتادئے۔ اس نے کہا ایک ہزار دینار دے دو۔ اس نے دے دئے۔ ہندو نے کہا کس روز آؤں۔ کہا نہ سوموار نہ منگل نہ بدھ نہ جمعرات نہ جمعہ نہ ہفتہ نہ اتوار

دوسری جنگ عظیم کا نقصان دوسری جنگ عظیم میں ساڑھے چار کروڑ انسان لقمہ اجل ہوئے کروڑوں ٹن بارود کی تباہ کن بارش ہوئی۔ سویٹ یونین کے صرف ایک شہر سٹالن گراڈ میں دس لاکھ آدمی مارے گئے۔ جاپان کے ہیروشیما اور ناگاساکی شہر صفحہ ہستی سے مٹ گئے۔ قومی ڈائجسٹ جولائی ۹۵ء

بداخلاقی کتنا گناہ ہے فرمان پیغمبرؐ "بداخلاقی ایک ایسا گناہ ہے جسے اللہ کبھی معاف نہیں

فرمائے گا کیونکہ اس کا تعلق بندوں سے ہے اللہ اپنا حق تو معاف کر سکتا ہے لیکن بندے کا حق معاف نہیں کر سکتا جب تک بندہ خود اسے معاف نہ کرے۔'' حضرت فضیل بڑے بزرگ تھے۔ فرماتے ہیں ایک بدکردار شخص جو خوش اخلاقی کی صفت رکھتا ہو اس متقی اور پرہیزگار سے اچھا ہے جو بداخلاقی کی صفت اپنے اندر رکھتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ شخص لوگوں کا دل توڑتا ہے جو ایک بدترین گناہ ہے۔ آئینہ اردو

شیخ سعدی مرحوم کی مشہور رباعی بلغ العلی بکمالہ الخ شیخ سعدی کی اس مشہور رباعی پر امیر خسرو شاعر نے اعتراض کیا کہ اس میں کیا خوبی ہے میں اس سے بہتر رباعی کہہ سکتا ہوں اس دوران اس نے خواب میں دیکھا دربار رسالت لگا ہوا ہے شیخ سعدی مورچھل جھلتے ہوئے حضورؐ کو یہ رباعی سنا رہے ہیں۔ امیر خسرو نے اپنی غلطی کی اصلاح کی۔ آئینہ اردو

فقر وولائیت اور دعویٰ کرامت وغیرہ (بہت ضروری) دنیا میں جو شخص فقر وولایت کا دعویٰ کرتا ہے یا اس سے ذرا سا خوارق اظہار ہو جائے تو لوگوں کی بھیڑ لگ جاتی ہے ارادت مندوں کا ایک لامتناھی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو اخروی غرض کے لئے نہیں آتے بلکہ ہر شخص ہزاروں مسائل کا شکار ہونے کی وجہ سے اپنے مادی مسائل کے حل کے لئے آتا ہے اس کی نظر میں دین کی نہیں دنیا کی اہمیت ہوتی ہے اور دنیاوی مراد پوری کرانا چاہتا ہے چاہے ان کے بدلے جہنم ہی کیوں نہ جانا پڑے۔ اس طرح ہر ارادت مند اعجاز وکرامت پرست بن جاتا ہے ہر معاملے میں اپنے لئے نئے سے نیا معجزہ وکرامت چاہتا ہے اگر کوئی اس کا کام کر دے یعنی بارگاہ قدس سے دعا کر کے اس کا مسئلہ حل کروادے تو مزید پریشانی پیدا ہو جاتی ہے یعنی ایک مسئلہ حل ہوا اس نے دس اور لوگوں کو بھی پھنسادیا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آنے والوں میں ہدایت کے طلب گار نہ ہونے کے برابر ہوتے ہیں اور مطلب پرست ہزاروں کی تعداد میں لہذا اس کام کی بھی کوئی اخروی افادیت نہیں رہ جاتی اور یہ فقیر ایک مداری ہی بن جاتا ہے۔

تاتاریوں نے کس سے شکست کھائی یہ مقولہ اور کہاوت مشہور ہے کہ ''ہر بات مان لینا لیکن جب یہ کہا جائے کہ کسی معرکے میں تاتاریوں نے شکست کھائی تو اس کو ہرگز باور نہ کرنا'' لیکن پھر آرنلڈ کو یہ الفاظ لکھنے پڑے'' کہ بالاخر اسلام اپنی گذشتہ شان وشوکت کے خاکستر سے اٹھا اور انہی وحشی مغلوں کو جنہوں نے مسلمانوں پر کوئی ظلم باقی نہ رکھا تھا۔ مسلمان کرلیا'' یعنی تاتاریوں نے انہی مسلمانوں کا مذہب قبول کر لیا جن کو انہوں نے پیروں تلے روندا تھا۔'' جس کو سمجھے ہوئے بیٹھا تھا میں قاتل اپنا۔ وہی اک شخص میرے غم کا سہارا نکلا

حضرت لقمان کا ملائکہ کو حکیمانہ جواب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے ایک گروہ کو حضرت لقمان کے پاس بھیجا کیا تم خدا کی جانب سے حاکم بن کر لوگوں کے فیصلے کرنا پسند کرتے ہو؟ عرض کی اگر یہ میرے رب کا حکم ہے تو سر آنکھوں پر۔ کیونکہ اگر اللہ نے مجھے مقرر کر دیا تو لازمی طور میری مدد بھی کرے گا۔ مجھے غلط فیصلوں سے محفوظ رکھے گا اور اگر اللہ نے مجھے چناؤ کا حق دیا ہے تو میں معافی کا خواستگار ہوں۔ فرشتوں نے اس معافی کی وجہ دریافت کی کہ اس معذرت کا سبب کیا ہے فرمایا حاکم بننا بدترین چیز ہے اگر فیصل نے درست فیصلہ بھی کر دیا تو بھی اس میں خطا کا امکان موجود ہے۔ اگر غلط فیصلہ کریگا تو جنت کے راستہ سے بھٹک جائے گا۔ دنیا کا وہ بلندترین منصب جو آخرت کی رسوائی کا سبب ہے اس سے محرومی ہی بہتر ہے جو شخص آخرت کے بدلے دنیا کو پسند کرے گا وہ دونوں جہانوں کا خسارہ اٹھائے گا فرشتے اس جواب سے بہت خوش ہوئے۔ ہدیۃ الشیعہ آیت اللہ علی شکینی

الاعمال بالنیات۔عمدہ مثال ایک شخص فجر کی نماز کیلئے مسجد میں آیا اس نے دیکھا کسی نمازی کا خچر باہر گھوم رہا تھا اسے خیال ہوا کہ خچر کہیں بھاگ نہ جائے چنانچہ اس نے مسجد کے دروازے کے پاس ایک کھونٹا گاڑ دیا تاکہ نمازی اس کے ساتھ اپنے خچر وغیرہ باندھ لیا کریں۔ دوسرا نمازی نماز عشاء پڑھ کر مسجد سے نکلا دیکھا دروازے کے پاس کھونٹا گڑا ہوا ہے اسے خیال ہوا کوئی نمازی اس سے ٹھوکر کھا کر گر نہ پڑے چنانچہ اس نے کھونٹا اکھاڑ دیا۔ اب سوال یہی ہے کہ کس نے صحیح کیا اور کس نے غلط کیا؟ تو جواب یہ ہے کہ دونوں نے صحیح کیا اس لئے دونوں کو ثواب ملے گا وجہ ظاہر ہے کہ دونوں کی نیت نیک تھی اس کے برخلاف دو اشخاص مسجد میں نماز پڑھنے جاتے ہیں ایک نماز کے ارادے سے اور دوسرا جوتا چرانے کے خیال سے ظاہر عمل ایک ہے لیکن ایک کو ثواب اور دوسرے کو گناہ ہوگا۔

جہاندار شاہ کا ظلم جہاندار شاہ جو عالمگیر کا ناخلف پوتا تھا لال کنور (دلی کی طوائف) کے عشق میں اندھا ہو گیا تھا ایک دن اس محبوبہ نے کہا کہ میں نے ڈوبتے ہوئے آدمیوں کا تماشہ کبھی نہیں دیکھا۔ اس خبیث نے بہت سے بے گناہوں کو کشتی میں سوار کرایا اور ملاحوں کو حکم دیا کہ جب کشتی منجدھار میں پہنچے تو الٹ دینا تاکہ ملکہء عالم یہ راحت افزا نظارہ دیکھ سکیں۔ مقدمہ دیوان غالب سلیم چشتی

ایک بادشاہ اور حاکم کی بیوی ایک بادشاہ نے اپنے ایک حاکم کو حکم دیا کہ فلاں جگہ جاؤ اور وہاں کے لوگوں سے ٹیکس وصول کرو اگر نہ دیں تو ان کو قید کر لو۔ یہ حاکم مع اپنی زوجہ کے وہاں پہنچا اہل قریہ کو معلوم ہوا بیچارے بہت پریشان ہوئے رونے پیٹنے لگے کہ کیا کریں آخر انہوں نے اپنی عورتوں اور بچوں کو حاکم کی بیوی کے پاس بھیجا تمام نے تضرع وزاری کی ہم لوگ بہت غریب ہیں ہمارے پاس کچھ نہیں ہم پر رحم کرو حاکم کی بیوی نے یہ حالت دیکھی تو اپنے شوہر سے کہا کہ ان کو معاف کر دو ان کا جتنا بھی ٹیکس بنتا ہے وہ میں ادا کرتی ہوں حاکم نے قبول کر لیا اس کی بیوی نے اپنا نہایت قیمتی لباس جس میں جواہرات لگے ہوئے تھے نکالا اور کہا اسے بادشاہ کے پیش کر دیا جائے۔ حاکم مذکور نے وہ لباس بادشاہ کو پیش کر دیا بادشاہ نے قیمتی لباس دیکھ کر پوچھا یہ کیا ہے؟ حاکم نے عرض کی یہ ٹیکس ہے اس قریہ کا جہاں آپ نے مجھے بھیجا تھا اور سارا واقعہ بھی سنا دیا بادشاہ نے خوش ہو کر ان قریہ والوں کا ٹیکس بھی معاف کر دیا اور لباس بھی اس حاکم کی بیوی کو واپس کر دیا اپنا لباس دیکھ کر اس نے اپنے خاوند سے پوچھا کہ یہ لباس بادشاہ نے دیکھا ہے؟ اس نے کہا ہاں اس پر بادشاہ کی نظر پڑی ہے زوجہ نے کہا اب میں اس کو نہیں پہنوں گی اس کو فروخت کر کے مسجد بناؤ۔ غرض اس کو فروخت کر کے مسجد بنائی گئی لیکن پھر بھی کچھ رقم بچ گئی جو دفن کر دی گئی کہ جب اس کی مرمت وغیرہ کی ضرورت پڑے تو خرچ کر لیا جائے۔ یہ واقعہ شہر بلخ کا ہے اور ابھی تک مسجد وہاں موجود ہے (اسلام میں عورت کا مقام)۔ شیخ شریف حسین

شیخ بہائی کی غذا پورا ماہ رمضان کلام مجید کی تلاوت تھی ایک مسلم العدالت شخص سے منقول ہے کہ ایک روز تفسیر صافی کا مذاکرہ شرح بیضاوی کے ساتھ ہوا جو شیخ بہاؤالدین کی تصنیف ہے میں نے تفسیر صافی کو ترجیح دی اور کہا کہ مرحوم شیخ نے اس شرح میں عبادت پروازی وقافیہ سازی کو بہترین اعمال فرمایا ہے اسی رات میں نے عالم خواب میں دیکھا مجھے کہا گیا کہ شیخ بہائی اس حجرہ میں تشریف فرما ہیں میں نے دل میں کہا بہت اچھا ہے میں جاتا ہوں اور ان کی زیارت کرتا ہوں جب میں حجرہ میں وارد ہوا دیکھا ایک شخص ہے ضعیف اندام پست قامت چھوٹا سا عمامہ سر پر باندھا ہوا ہے میں نے سلام دیا انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا اور اپنا سر جھکا لیا ہے میں سمجھا کہ میری

روز گذشتہ کی تقریر سے مکدر وملول ہیں میں نے چاہا کہ ایسا کروں کہ میرا اعتراض دور ہو جائے میں نے عرض کیا یا شیخ میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں جس طرح کہ سر جھکا ہوا تھا فرمایا کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا میرا ایک مطلب ہے کہ آپ کی طرف یہ نسبت دی گئی ہے یہ صحیح ہے یا یہ کہ صوفیا لوگوں نے آپ کی طرف منسوب کی ہے فرمایا کیا مقصد و مطلب ہے میں نے عرض کیا گویا کہ آپ نے فرمایا ہے ایک ماہ مبارک رمضان میری غذا کلام مجید کی تلاوت میں منحصر تھی جس طرح کہ سر جھکایا ہوا تھا فرمایا صحیح ہے میں نے عرض کیا یا شیخ اطباء کہتے ہیں کہ اگر انسان تین دن رات غذا اور کوئی چیز نہ کھائے مرجاتا ہے جونہی میں نے یہ کہا آپ نے سر بلند کیا اور فرمایا آدمی نہیں مرتا ہے رحمتہ اللہ علیہ ورفع درجتہ۔ خزینہ

حجر اسود کی امام سجادؑ کی امامت کی گواہی

بحار الانوار میں کتاب خرائج سے روایت ہے ابو خالد بیان کرتا ہے کہ محمد حنفیہ نے اپنے بھائی امام حسینؑ کی شہادت کے بعد مجھے طلب کیا جس وقت کہ امام زین العابدینؑ شام کی قید سے واپس تشریف لائے اور وہ مکہ میں تھے اور ہم بھی مکہ میں تھے مجھے فرمایا کہ امام زین العابدین کے پاس جاؤ انہیں میری طرف سے کہو کہ میں امیر المومنینؑ کی اولاد میں سب سے بزرگ ہوں ان دونوں بھائیوں حسنینؑ کے بعد۔ لہٰذا امامتؑ کا میں آپ سے زیادہ مستحق ہوں لہٰذا آپ کو خلافت میرے سپرد کرنی چاہیے اور اگر آپ بغیر محاکمہ کے رد نہیں فرماتے تو آپ میرے اور اپنے درمیان حکم مقرر کرلیں تاکہ ہم اس حکم کے پاس جائیں۔ ابو خالد بیان کرتا ہے کہ میں امام زینؑ کے پاس گیا اور محمد حنفیہ کا پیغام پہنچایا حضرت نے جواب دیا جاؤ انہیں کہو کہ خدا سے ڈرو اور یہ دعویٰ نہ کرو جس کے آپ اہل نہیں اور اگر وہ تسلیم نہ کریں اور لازماً فیصلہ ہی کرائیں تو پھر ان کے اور میرے درمیان حجر اسود حکم ہوگا جس کی حجر اسود تصدیق کرے گا وہی امام ہوگا پس ابو خالد محمد حنفیہ کے پاس گئے اور یہ تمام پیغام پہنچایا محمد نے قبول کیا کہ اپنا فیصلہ حجر اسود سے کراتے ہیں ابو خالد بیان کرتا ہے کہ اس کے بعد دونوں حجر اسود کے پاس گئے اور میں بھی ان کے ہمراہ تھا امام زین العابدینؑ نے فرمایا چچا آپ عمر میں مجھ سے بڑے ہیں آگے جائیں اور حجر اسود سے شہادت طلب کریں اپنی امامت کی۔ پس محمد نزدیک گئے دو رکعت نماز پڑھی اور کچھ دعائیں بھی پڑھیں پھر حجر اسود سے اپنی امامت کی شہادت طلب کی لیکن حجر اسود کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا پھر اس کے بعد امام زین العابدینؑ اٹھے دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا جس کا حاصل مضمون یہ ہے کہ اگر تو جانتا ہے کہ میں امام واجب الاطاعت ہوں خداوند عالم کے تمام بندوں پر۔ تو پھر میری امامت کی شہادت دے تاکہ میرا چچا اور تمام مخلوق جان لے کہ امامت میرا حق ہے ابو خالد بیان کرتا ہے کہ حجر اسود نے فصیح عربی میں کلام کی اور کہا اے محمد بن علی (محمد حنفیہ) زین العابدینؑ کی امامت کو تسلیم کر کیونکہ یہ بزرگوار امام واجب الاطاعت ہیں آپ کیلئے بھی اور جمیع بندگان خدا کے لئے۔ پس محمد حنفیہ نے حجر اسود کے یہ کلمات سننے کے بعد امام زین العابدینؑ کے پاؤں چومے اور عرض کیا کہ امر امامت آپ کے ساتھ ہی مخصوص ہے۔ کہا جاتا ہے کہ محمد حنفیہ کی شان اس سے جلیل تر تھی کہ وہ ایسا دعویٰ کرتے اور اپنے امام کو نہ پہچانتے بلکہ یہ دعویٰ محض اس لئے تھا کہ آنحضرتؑ کی امامت کے بارے دوسرے لوگوں کے شکوک وشبہات رفع ہو جائیں۔ خزینہ

زیارت عاشور کی فضیلت مع داستان

کتاب دار السلام میں ہے کہ ثقہ صالح متقی حاج ملا حسن یزدی جو پارسا افراد میں سے تھے اور نجف اشرف میں مجاور تھے اور عبادت وزیارت میں مصروف رہا کرتے تھے

انہوں نے ثقہ امین حاجی محمد علی یزدی سے نقل کیا ہے جو فاضل وصالح شخص تھے اور یزد میں ہمیشہ بھلائی کی خاطر مشغول عبادت رہتے تھے یزد کے باہر واقع مقبرہ جس میں بہت سے صالحین مدفون ہیں اور اسے مزار کہتے ہیں میں راتیں گذارتے تھے ان کا ایک ہمسایہ تھا جوان کے ساتھ پروان چڑھا اور یہ دونوں ایک ہی استاد کی شاگردی میں بھی رہے جب یہ جوان ہوا تو اس نے عشر کی وصولی کا شغل اختیار کیا اور پھر اسی کام میں دنیا سے چل بسا وہ اسی جگہ کے قریب دفن ہوا جہاں یہ صالح مرد راتوں کو عبادت کرتے تھے اس کی موت پر ابھی ایک ماہ نہ گذرا تھا کہ اس نیک شخص نے اسے عمدہ لباس اور بہترین حالت میں دیکھا تب وہ اس کے قریب گیا اور اس سے کہا کہ میں تمہارے آغاز وانجام زندگی سے واقف ہوں اور تمہارے ظاہر و باطن کو جانتا ہوں کہ تم ایسے لوگوں میں سے نہ تھے جن کے بارے میں یہ خیال کیا جائے کہ ان کا باطن صاف ہے نیز جو پیشہ تم نے اختیار کر رکھا تھا اس کا تقاضا بھی یہ تھا کہ تم عذاب میں پڑے رہتے۔ پس وہ کون سا عمل ہے جس کے ذریعے تم اس مرتبے پر پہنچے ہو؟ اس نے کہا کہ معاملہ ایسا ہی تھا جیسا آپ نے فرمایا ہے اور میں جب سے قبر میں آیا ہوں بڑے سخت عذاب میں رہا ہوں یہاں تک کہ کل استاد اشرف لوہار کی بیوی یہاں دفن ہوئی اور اس کے ساتھ ہی اس کی جائے دفن کی طرف اشارہ بھی کیا جو وہاں سے سو گز کے فاصلے پر تھی پھر بتایا کہ دفن کی رات میں امام ابوعبداللہ الحسین علیہ السلام نے تین بار اس خاتون کی خبر گیری فرمائی جب تیسری دفعہ تشریف لائے تو آپ نے حکم فرمایا کہ اس قبرستان پر سے عذاب اٹھا دیا جائے۔ چنانچہ اس وقت سے ہم سبھی اہل قبور کی حالت بہتر ہوگئی اور ہم نعمت و رحمت میں بسر کر رہے ہیں۔ اس پر وہ مرد صالح حیرت زدہ ہو کر بیدار ہوئے جبکہ وہ نہ اس لوہار کو جانتے تھے نہ اس کے گھر کی جائے وقوع سے واقف تھے پس وہ لوہاروں کے بازار میں گئے اور جستجو کی تو اس عورت کا خاوند انہیں مل گیا انہوں نے پوچھا کہ تمہاری کوئی بیوی تھی؟ اس نے کہا ہاں تھی اور وہ کل فوت ہوگئی اور اسے فلاں جگہ دفن کیا گیا ہے' ان بزرگ نے پوچھا کہ آیا وہ امام حسینؑ کی زیارت کو گئی تھی اس نے کہا نہیں اس نے کہا کیا وہ ذکر مصائب کرتی تھی۔ کہنے لگا نہیں پھر پوچھا کیا مجلس تعزیت داری برپا کرتی تھی اس نے کہا کہ نہیں۔ تب وہ لوہار کہنے لگا کہ آپ کس بات کی جستجو میں ہیں؟ ان بزرگ نے اسے اپنا خواب سنایا تو وہ کہنے لگا کہ میری بیوی ہمیشہ زیارت عاشورا پڑھا کرتی تھی تو پھر امام حسینؑ کا یہ لطف و کرم اسی عمل کی وجہ سے تھا۔ (یہ زیارت عاشورا طویل ہونے کی وجہ سے یہاں تحریر نہیں کی جا رہی اس کے لئے مفاتیح الجنان کی طرف رجوع فرمائیں) مفاتیح الجنان۔ خزینۃ الجواہر۔

میں حقیر مولف عرض گذار ہوں دونوں کتابیں تو معتبر ہیں لیکن یہ واقعہ تاویل اور تبصرہ چاہتا ہے اس عورت کی خاطر تمام اہل قبور سے عذاب اٹھا لیا جائے اور تمام گنہ گاروں اور منکرین ولائے علیؑ کو معافی مل جائے اسے عقل تسلیم نہیں کرتی۔ ہر مکلف پر شرعی احکام کی پابندی لازم ہے من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہٗ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔ سورہ زلزال پ ۳۰۔ اللہ کے ہاں تو ذرہ بھر نیکی اور برائی کا حساب ہوگا۔ ولا تزر وازرۃ وزر اخری۔ زمر۔ کوئی کسی کے گناہ کا بوجھ اپنی گردن پر نہیں اٹھائے گا۔ منکرین ولائے علیؑ کی معافی یا بخشش کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جنت اور بخشش کے لئے قرآن کی رو سے ایمان اور عمل صالح شرط ہے اور بس

دارومدار قلوب پر ہے کتاب احسن القصص میں جوینی اس طرح حکایت فرماتے ہیں کہ منقول ہے کہ ایک شخص رسولخداؐ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہؐ آپ کے پاس بہت دعائیں اور اوراد ہیں اور میں

ایک عاجز انسان ہوں اور میں ان تمام کو یاد نہیں کر سکتا میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ مجھے کوئی ایسا کلمہ تعلیم فرمائیں کہ جس کے پڑھنے سے مجھے آپ کی تمام دعاؤں کا ثواب مل جائے حضرتؑ نے فرمایا کہو اللھم انت ربی وانا عبدک۔ بس تمہارے لئے یہی کلمہ کافی ہے۔ وہ مرد بیچارہ عجمی تھا اس کلمہ کو صحیح یاد نہ کر سکا رات دن اس دعا کو الٹا پڑھتا رہا یعنی یوں پڑھتا رہا اللھم انت عبدی وانا ربک۔ اس کلمہ سے ملائکہ میں ہل چل مچ گئی ملائکہ اس گستاخی اور جہالت سے خوف زدہ ہو گئے۔ ایک روز جبرائیل رسولخداؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی اس مرد عجمی کو جو کلمہ آپ نے تعلیم فرمایا ہے اسے اس کے معنی کی حقیقت معلوم نہیں ہے وہ اس طرح ادا کرتا ہے کہ صاحب شرع اس کی تکفیر کرتے ہیں آپؐ نے اس مرد کو طلب فرمایا اور حقیقت معلوم فرمائی اس نے عرض کیا میں آپ کی تعلیم سے بہت خوش ہوں اور دل سے اس کے ثواب کا طلب گار ہوں اور میں ہر وقت یہ کلمہ پڑھتا ہوں اللھم انت عبدی وانا ربک۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ جو کچھ تو پڑھ رہا ہے میں نے اس کا الٹ تمہیں تعلیم کیا ہے۔ خبردار آئندہ ایسا نہ کہنا۔ اس طرح کافر ہو جائے گا وہ شخص بہت محزون ہوا۔ اور اس کے دل پر گذشتہ غلطی کا غم مسلط ہو گیا عرض کیا یا رسول اللہ میں کافی مدت بے علمی میں کلمہ کفر کہتا رہا ہوں اور اسے عین ایمان سمجھتا رہا ہوں اب اس کا تدارک کیا ہے اور میں کیا کروں خواجہ کائنات سوچ میں پڑ گئے کہ جبرائیل نازل ہوئے عرض کی یا رسول اللہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اگر میرے بندے پر غلط روا ہے تو مجھ پر روا نہیں ہے میں بندے کے دل پر نظر رکھتا ہوں کہ ان اللہ لا ینظر الی صورکم بل ینظر قلوبکم۔ اگر اس کی زبان پر سہو جاری ہوتا ہے لیکن اس کا دل حقیقت پر قائم ہے ہم اس کی خطا کو درست اور صحیح گردانتے ہوئے اس کی ہمت کے مطابق اجر عطا کریں گے۔ خزنیہ

صلوات اور لعنت کی برکت کتاب خلاصۃ الاخبار میں سید جلیل جزائری سے منقول ہے کہ اکابرین سے روایت ہے کہ کسی عورت کو اپنے بیٹے سے عشق ہو گیا اس نے اس سے مقاربت کرنے کا ہر حیلہ کیا لیکن ناکام رہی حتیٰ کہ ایک روز کچھ شراب اس کے کھانے میں ملا دیا اس کے کھانے سے وہ لڑکا مست اور بے ہوش ہو گیا اس حیلہ سے اس نے اپنے بیٹے سے مقاربت کی اور اس سے حاملہ بھی ہو گئی اس کے بعد اس کے بیٹے نے مکہ کا ارادہ کیا اسی دوران اس عورت نے وضع حمل کیا اور اس سے لڑکی پیدا ہوئی پس اس عورت نے اس بچی کو اٹھایا اور کسی جگہ پھینک دیا ایک آدمی نے اس بچی کو اٹھایا اور اس کی تربیت کی حتیٰ کہ اس کے لڑکے کے اس سفر سے واپس آنے تک اس کی ماں وفات پا گئی۔ بیٹے نے اپنی ماں کی وفات پر بہت گریہ کیا اور بہت ہی افسردہ ہوا ایک روز اپنے دوستوں سے اپنی ماں کا حال بیان کر رہا تھا کہ افسوس میں اپنی ماں کے جنازہ اور وفات میں حاضر نہ تھا اس کے رفیق نے اسے کہا ارے اپنی بدکار فاحشہ ماں پر اس قدر افسوس اور زاری کیوں کرتے ہو اس شخص نے کہا اے دوست میری ماں پر اس قدر افترا کیوں کرتے ہو اس دوست نے کہا کہ میں اس معاملہ میں پختہ دلیل اور برہان رکھتا ہوں پس اس شخص نے اس کو یقین دلایا کہ اس کی ماں نے اس کے ساتھ یہ عمل کیا تھا اور اس کی بیوی وہی لڑکی ہے جو اس سے پیدا ہوئی تھی پس اس شخص نے کہا کہ میں جاتا ہوں اپنی ماں کی لاش قبر سے نکالتا ہوں اور اسے جلاتا ہوں پس جب اس نے قبر کھولی اس کے دماغ میں عطر کی خوشبو پہنچی جب سر کی طرف سے پتھر اٹھایا اور نگاہ کی تو ناگاہ اس نے ماں کو دیکھا کہ وہ تخت پر بیٹھی ہے اس کی جگہ بہت صاف اور بہت وسیع ہے یہ آدمی اس حال سے بہت حیران ہوا اور اپنی ماں سے پوچھا کہ اے ماں مجھے بتا کہ یہ عمل جس کی نسبت تمہاری طرف دی جا رہی ہے اور میرے ساتھ کیا ہے کیا یہ صحیح

ہے یا نہ پس اس کی ماں نے کہا صحیح ہے کہا کہ پھر یہ جاہ جلال اور سلطنت کس وجہ سے ہے؟ کہا اے بیٹے یہ مرتبہ مجھے صلوات بر محمد ﷺ اور ان کے دشمنوں پر لعنت کی برکت سے ملا ہے اور میں ہمیشہ یہ صلوات اور لعنت کہتی رہی ہوں۔ ہر جمعرات اور جمعہ کی شب بعد از نماز۔ اللھم صلی علی محمد و آل محمد کافضل ماصلیت و بارکت و ترحمت علی ابراہیم و آل ابراہیم انک حمید مجید و لعنۃ اللہ علی اعداء آل محمد من الاولین والاخرین الف مرۃ۔ خزینہ

ضروری گذارش مولف:- توبہ کے ساتھ شرک جو سب سے بڑا گناہ ہے ان الشرک لظلم عظیم بھی معاف ہو جاتا ہے۔ خلوص دل سے توبہ نے اس عورت کا یہ گناہ معاف کیا اور صلوات اور لعنت کی وجہ سے یہ عظیم مقام ملا تعجب نہیں محمد و آل محمد جنت کے مالک ہیں۔ اور اس واقعہ کو نقل کرنے والے۔ بیان کرنے والے بزرگ علماء ہیں ذمہ وار ہیں ان پر تنقید کرنے کا حق نہیں رکھتا میں قارئین کو یہ ذھن نشین کرانا چاہتا ہوں کہ اپنی اس ہزار داستان میں سب سے زیادہ یعنی دو سو سے زیادہ داستانیں خزینۃ الجواہر سے نقل کی ہیں اور یہ کتاب میری اس کتاب کے لکھنے کی موجب اور سبب بنی ہے۔ اللہ اس کے مولف علامہ نہاوندی قدس سرہ کو جنت الفردوس میں عالی مقام اور جوار معصومینؑ عطا فرمائے

عورت قبر میں حضرت علیؑ کی مشکل کشائی دیکھ کر شیعہ ہوگئی

کتاب حبل المتین میں سید عالم فاضل ثقہ سید حسین بن سید حسن طالقانی حکایت فرماتے ہیں کہ مجھے اس شخص نے بیان کیا کہ جس کے قول پر مجھے پورا اعتماد تھا کہ میں نے ایک جوان عورت کو دیکھا کہ جس کے سر کے بال سفید ہو چکے تھے پس میں نے اس سے اس کا سبب پوچھا اس نے کہا کہ میرا بھائی فوت ہو گیا تھا جو مجھے عزیز تھا وہ اور میں دونوں ناصبی تھے پس میں نے اپنے گھر والوں کو کہا کہ مجھے اس کے ساتھ دفن کر دیں پس اس مقصد کے لئے میں نے بہت منت اور زاری کی لہذا گھر والوں نے میرے بھائی کی میت کو تہ خانہ میں رکھا اور ایک چھوٹا سا سوراخ رکھ دیا اور باہر نکلنے کے لئے بھی ایک سوراخ یعنی رستہ بنا دیا۔ پس جب وہ سب لوگ فارغ ہو کر چلے گئے میں نے دیکھا کہ ایک کرسی وہاں رکھ دی گئی ہے اور اس پر ایک خوش صورت جوان تشریف فرما ہو گئے ہیں۔ ناگاہ منکر و نکیر وارد ہوئے بہت ہیبت اور ڈراؤنی شکل کے ساتھ۔ اور ان دونوں کے ہاتھوں میں تازیانے تھے۔ پھر انہوں نے میرے بھائی سے پوچھا پروردگار کے بارے۔ لیکن میرا بھائی جواب دینے پر قادر نہ ہوا پس وہی شخص جو کرسی پر بیٹھا تھا' نے فرمایا کہو کہ خداوند ہے پروردگار میرا۔ میرے بھائی نے جواب دیا پھر انہوں نے سوال کیا اس کے پیغمبر کے بارے' لیکن میرا بھائی جواب پر قادر نہ ہو سکا پھر اسی شخص نے کہا کہ کہو میرا رسول خدا محمدؐ ہے۔ پھر انہوں نے اس کے امام کے بارے پوچھا میرا بھائی اس کا جواب نہ دے سکا۔ پھر اس شخص نے ان دونوں فرشتوں میں سے ایک کو کہا کہ اس کے سینہ کو سونگھو کیا اس کے سینے میں ہماری محبت ہے یا نہیں جب اس نے سونگھا تو عرض کیا اس میں آپ کی کچھ بھی محبت نہیں ہے۔ پس اس شخص نے کہا اسے تازیانہ مارو۔ پس اس وقت میں نے اس جوان کو عرض کیا کیا وجہ ہے کہ پہلے دو سوالوں کے جواب آپ نے میرے بھائی کو تلقین کر دئے اور اسے تیسرے سوال کا جواب آپ نے تلقین نہیں کیا پس اس نے جواب دیا کہ اس لئے کہ اس کا وہ اعتقاد نہیں رکھتا تھا پھر میں نے اس بزرگوار کو مذہب تعلیم کرنے کی التماس کی فرمایا کہ اپنی پھوپھی سے دریافت کرو کہ وہ ہمارے شیعوں سے ہے پس ان دونوں فرشتوں نے اتنی سخت چیخ ماری کہ باہر نکلو اور جب انہوں نے مجھے باہر کھینچا اس خوف اور ہیبت کی وجہ سے میرے بال سفید ہو گئے پھر میں نے اپنی پھوپھی سے مذہب

شیعہ کی تعلیم حاصل کی اور میری یہ پھوپھی ان لوگوں سے تھی جنہوں نے اپنا ایمان چھپایا ہوا تھا۔ خزینہ

میاں بیوی کو پانی پلانے والے کی کرامت ابوعمران واسطی بیان فرماتے ہیں کہ میں اور میری بیوی کشتی میں بیٹھے ہوئے تھے کشتی ٹوٹ گئی میں اور میری زوجہ کشتی کے ایک تختے پر باقی رہ گئے اسی اثناء میں میری زوجہ کا بچہ پیدا ہوگیا۔ میری زوجہ نے کہا میں سخت پیاسی ہوں پانی پلاؤ میں نے اسے کہا تو دیکھ رہی ہے جس مصیبت میں ہم مبتلا ہیں میں پانی کہاں سے لاؤں ناگاہ میں نے اپنے سر کے اوپر آہٹ محسوس کی جب میں نے سر بلند کیا ہوا میں ایک شخص ایسا دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں سنہری زنجیر کے ساتھ یاقوت سرخ کا کوزہ بندھا ہوا ہے اس نے ہمیں کہا کہ یہ پانی لو اور پیو ہم نے وہ کوزا پکڑا اور پانی پیا وہ پانی شہد سے شیریں برف سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبو تر تھا میں نے عرض کیا آپ کون ہیں اس نے کہا میں تمہارے مولا کے بندوں سے ایک بندہ ہوں میں نے عرض کی آپ اس مقام پر کس عمل سے پہنچے ہیں کہا ترکت ہوای فیھواہ فی حسنی واقامتی فی ہواہ۔ پس فی الفور میری نظروں سے غائب ہوگیا۔ خزینہ

سلمان فارسی کی کرامت ابوالحسن بصری فرماتے ہیں کہ سلمان فارسی جس وقت کہ وہ مدائن کے حاکم تھے ایک روز ان کا ایک مہمان آ گیا پس وہ مدائن سے باہر تشریف لائے انہوں نے کچھ ہرن دیکھے جو بیابان میں پھر رہے تھے اور کچھ پرندے دیکھے جو ہوا میں اڑ رہے تھے۔ پس آپ نے آواز دی کہ تم میں سے ایک ہرن اور ایک پرندہ موٹا میرے پاس حاضر ہو۔ میرے ہاں مہمان آیا ہوا ہے میں اس کی تواضع کرنا چاہتا ہوں پس ان میں سے ایک ہرن اور ایک پرندہ سلمان کے پاس حاضر ہوئے۔ سلمان کا مہمان اس کیفیت سے متعجب ہوا۔ آپ اس کے تعجب سے ملتفت ہوئے فرمایا کیا تم اس کیفیت سے تعجب کرتے ہوں کیا یہ یوں نہیں ہے کہ جو شخص اپنے مولا کی اطاعت کرتا ہے تمام چیزیں اس انسان کی اطاعت کرتی ہیں۔ خزینہ

غلام کی کرامت عبدالواحد بن زیاد فرماتے ہیں کہ میں اور ابوایوب سجستانی باہر سیر کر رہے تھے کہ ناگاہ ہم نے ایک سیاہ غلام کو دیکھا کہ اس نے اپنے کندھوں پر لکڑیوں کا گٹھا رکھا ہوا ہے اور ہماری طرف آ رہا ہے جب ہمارے پاس پہنچا میں نے اس سے سوال کیا۔ من ربک۔ جب اس نے یہ سنا کہا المثلی تقول ہذا کہ یہ سوال مجھ جیسے انسان سے کرتے ہو پس اس نے اپنا منہ آسمان کی طرف کیا اور عرض کیا خدایا ان لکڑیوں کو سرخ سونے میں تبدیل کر دے جونہی دیکھا تو وہ لکڑیاں سرخ سونا بن گئیں پھر ہماری طرف رخ کیا اور کہا تم نے دیکھا ہے پھر عرض کیا بارالہا ان کو لکڑیوں میں تبدیل کر دے فی الفور وہ لکڑیاں ہوگئیں ابوایوب فرماتے ہیں میں اس سیاہ آدمی سے بہت شرمندہ ہوا پھر میں نے اس سے کہا کہ کیا کھانا اپنے ہمراہ رکھتے ہو کہ ہمیں کھلاؤ پھر اس نے اشارہ کیا تو شہد کا ایک جام ہمارے سامنے آ گیا جو برف سے سفید تر مشک سے خوش بوتر تھا اور فرمایا نوش جان فرماؤ اور خدا کی قسم یہ شہد کی مکھی کے شکم سے نکلا ہوا نہیں ہے جب ہم نے کھایا ہم نے اس سے شیریں تر کوئی چیز نہ دیکھی ہوئی تھی۔ خزینہ

ایک ضعیفہ کی کرامت عبدالواحد فرماتے ہیں کہ میں بیت المقدس کی طرف جا رہا تھا میں راہ گم کر بیٹھا اور بیابان میں حیران پریشان تھا ناگاہ میں نے ایک ضعیفہ کو دیکھا کہ وہ میری طرف آ رہی ہے میں نے اسے عرض کیا اے اجنبیہ میں راستہ بھول چکا ہوں اس ضعیفہ نے کہا کہ وہ آدمی کس طرح اجنبی ہے کہ اسے خدا جانتا ہو اور وہ آدمی کس طرح گم ہو سکتا ہے کہ اسے خداوند دوست رکھتا ہو پس مجھے کہا کہ میرے عصا کو ایک طرف سے پکڑو اور

میرے پیچھے چلے آؤ جب میں نے ایسا کیا تو چند قدم اٹھانے کے بعد میں نے اپنے آپ کو مسجد بیت المقدس میں دیکھا میں نے کثرت تعجب کی وجہ سے اپنی آنکھوں کو ملا کہ ناگاہ وہ ضعیفہ میری نظروں سے غائب ہوگئی۔خزینہ

پتھر پر عصا مارا پانی نکل آیا کتاب لئالی الاخبار میں ابراہیم بن ادھم فرماتے ہیں کہ میری ایک دفعہ ایک گڈریے سے ملاقات ہوئی میں نے پانی یا دودھ طلب کیا اس نے کہا آپ ان دونوں میں سے کون سی چیز پسند کرتے ہیں میں چونکہ بہت پیاسا تھا میں نے کہا پانی میرے لئے زیادہ پسندیدہ ہے پس اس نے ایک سخت پتھر پر اپنا عصا مارا پس فی الفور اس پتھر سے پانی جاری ہوگیا میں بہت متعجب ہوا اس نے فرمایا تعجب کیوں کرتے ہو کیونکہ جو بندہ واقعاً اور حقیقتاً اپنے مولا کی اطاعت کرتا ہو تو تمام اشیاء اس کی اطاعت اور فرمابرداری کرتی ہیں۔خزینہ

گنہ گاروں کے ساتھ بے گناہوں پر عذاب کیوں انوار النعمانیہ اور دوسری کتب معتبرہ میں ہے اور اس مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ بن عمران نے عرض کیا خدایا تو اہل قریہ پر ان کی نافرمانی کی وجہ سے عذاب کرتا ہے اور حال یہ ہے کہ ان کے درمیان مطیع اور فرمانبردار بھی ہوتے ہیں یعنی ان بے گناہوں پر عذاب کیوں ہوتا ہے۔ مشیت ایزدی نے چاہا کہ حضرت موسیٰ کو اپنی آنکھوں سے یہ مطلب سمجھایا جائے پس ان پر ہوا کی گرمی مسلط کی گئی حضرت موسیٰ نے اس لئے اپنے آپ کو ایک درخت کے سائے کے نیچے پہنچایا تا کہ ہوا کی حرارت اور گرمی سے بچنے کے لئے کچھ آرام کرلیں۔ چونکہ خستہ ہو چکے تھے اس لئے نیند آ گئی اور اس درخت کے سائے کے نیچے چیونٹیوں کا سوراخ تھا اور جس وقت حضرت موسیٰ گہری نیند میں تھے ایک چیونٹی نے انہیں کاٹا اور وہ نیند سے بیدار ہو گئے پس حضرت موسیٰ غضب میں آ گئے تمام چیونٹیوں کو پامال کر دیا اور ان کے سوراخ کو آگ لگا دی پس خطاب ہو کہ اے موسیٰ کہ صرف ایک چیونٹی نے آپ کو بیدار کیا اور کاٹا آپ نے تمام کو کیوں پامال کیا۔خزینہ

خضر پیغمبرؑ اور ذوالقرنین دمیری نے حیوۃ الحیوان میں کتاب ابتلاء الاخبار سے نقل کیا ہے کہ ذوالقرنین کا نام اسکندر تھا اور اس کا باپ علم نجوم میں ماہر تھا اور اپنا زیادہ وقت اسی شغل میں گذارتا تھا ایک دفعہ اس نے اسکندر کی ماں کو کہا کہ میں کثرت بیداری اور ستاروں کے ہر وقت دیکھنے سے عاجز آ گیا ہوں اور اب نیند غالب آ گئی ہے تم آسمان کی طرف دیکھتی رہنا تا کہ میں کچھ دیر نیند کرلوں۔ جس وقت اس اوصاف کا ستارہ اس جگہ آسمان سے طلوع کرے مجھے بیدار کر لینا تا کہ میں تمہارے ساتھ صحبت کروں کیونکہ جو نطفہ اس وقت منعقد ہوگا تو وہ ایسا انسان ہوگا کہ قیامت تک زندہ رہے گا پس اس نے ستارے کے اوصاف اور اس کے طلوع ہونے کی جگہ اسکندر کی ماں کو بتادی اور خود سو گیا اتفاقاً اس عورت کی بہن جو اسکندر کی خالہ تھی دروازے کے پیچھے کھڑی ہو کر اپنی بہن کے شوہر کی یہ بات سن رہی تھی اس نے فی الفور اپنے شوہر کو یہ بات بتادی اور دونوں اس ستارے کے طلوع کی منتظر رہے جب یہ ستارہ ظاہر ہوا اس کے خاوند نے اس کے ساتھ صحبت کی اور حضرت خضر کا نطفہ منعقد ہو گیا پس خضر اسکندر کے خالہ زاد اور ان کے وزیر تھے جب اسکندر کا باپ نیند سے بیدار ہوا تو دیکھا کہ وہ ستارہ جس برج میں ہونا چاہیئے تھا اس سے باہر نکل چکا ہے بہت افسردہ ہوا۔ اپنی زوجہ کو کہا کہ تو نے میری چالیس سالہ محنت برباد کردی ہے کیونکہ میں چالیس سال سے اس ستارہ کے طلوع کا منتظر تھا تو نے مجھے نیند سے کیوں بیدار نہیں کیا ہے اس کی زوجہ نے کہا حیا اور خجالت مانع ہوئی پس اسکندر کے باپ نے کہا ابھی ایک اور ستارہ طلوع ہونے والا ہے اور جو نطفہ اس کے طلوع کے وقت منعقد ہوگا وہ تمام دنیا کا بادشاہ ہوگا پس وہ ستارہ طلوع ہوا اور اس نے اسکندر کی والدہ کے ساتھ

صحبت کی اس کا نطفہ منعقد ہو گیا پس اسکندر اور خضر کا ایک رات میں نطفہ منعقد ہوا تھا۔ اور ایک ہی وقت میں دنیا میں تشریف لائے۔ خزینہ

افیمی اور پتھر ایک افیمی کہیں جا رہا تھا راستے میں بچوں نے اسے پتھر مارے ایک پتھر افیمی کی ٹانگ پر اس زور سے لگا کہ بھنا اٹھا اور چلا کر بولا خدانخواستہ اگر یہاں میری آنکھ ہوتی تو۔

شرط نہ لگانے کا فیصلہ ایک دوست نے دوسرے دوست سے کہا۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ آئندہ کسی سے شرط نہیں لگاؤں گا۔ دوسرا دوست چھوڑ یار ہمنے دو تم کبھی بھی اس بات پر قائم نہیں رہ سکتے۔ پہلا دوست اچھا یہ بات ہے تو پھر لگا لو شرط۔

مہمل کا استعمال ایک سیاح پاکستان آیا تو اپنے میزبان سے پوچھنے لگا۔ یہاں لوگ اتنا مہمل کا استعمال کیوں کرتے ہیں؟ مثال کرسی ورسی۔ ٹی وی شی وی۔ کاپی واپی میزبان نے جواب دیا۔ یہاں ایسا تو جاہل واہل ہی کیا کرتے ہیں

شوہر اور بیوی کی گفتگو ''اب جبکہ ہماری شادی ہو چکی ہے میں تمہیں تمہاری کچھ خامیاں بتانا چاہتا ہوں'' شوہر نے اپنی بیوی سے کہا'' مجھے اپنی خامیاں معلوم ہیں'' بیوی بولی کیونکہ انہیں کی وجہ سے مجھے تم سے بہتر خاوند نہیں مل سکا

ایک ڈاکٹر اور مریض ایک ڈاکٹر کو مریض نے کہا۔ بخار ہے سخت سردی لگتی ہے۔ ڈاکٹر نے کہا دانت بھی بجتے رہے ہونگے اس نے کہا یہ تو معلوم نہیں کہ بجتے رہے یا نہیں کیونکہ وہ تو میں نے نکال کر الماری میں رکھدئے تھے۔

حاتم اصم کے حج کی داستان شیخ یوسف بحرانی کتاب انیس المسافر اور جلیس الحاضر المعروف کشکول میں نقل فرماتے ہیں کہ حاتم اصم ایک متدین اور صالح بزرگوار تھے۔ اور تھے۔ بسیار عیالدار اور پریشان حال اور درہم و دینار سے خالی ہاتھ۔ حتیٰ کہ گندم کے ایک دانے کے بھی مالک نہ تھے۔ لیکن توکل بر خدا میں بے نظیر اور وحید عصر تھے۔ ایک دفعہ اصحاب کے ساتھ ایک مجلس میں تشریف فرما تھے کہ حج اور زیارت رسولؐ کے فضائل اور ثواب بیان ہوئے پس آپ کے دل پر بیت اللہ کے طواف کا شوق غالب ہوا۔ اٹھے اور اپنے گھر تشریف لائے اور اپنی بیوی اور اولاد کے ساتھ بالخصوص حج پر جانے کی باتیں شروع کر دیں لیکن وہ رضامند نہ ہوئے۔ آخر انہیں کہا کہ اگر تم راضی ہو کر مجھے حج کی اجازت دے دو تو تم پر کون سی مصیبت نازل ہوگی ان کی بیوی اور اولاد تمام نے کہا کہ آپ اس حالت میں جبکہ آپ کے پاس کوئی شے نہیں تو ایسی معاشی تنگی میں کیسے مکہ جا سکتے ہیں ان کی اولاد میں ایک صغیرہ بچی تھی اس نے کہا اے میری امان اور ہمشیران تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ راضی نہیں ہو رہے کہ میرا باپ مکہ کے حج سے مشرف ہو ہمارا باپ ہمارا رازق نہیں ہے بلکہ رازق خداوند عالم ہے جو تمام مخلوقات کو روزی دینے والا ہے پس تمام گھر کے افراد نے اس کی بات پسند کی اور کہا تم نے درست کہا ہے اور حاتم کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے ہمارے صاحب اور باپ آپ جہاں چاہیں جا سکتے ہیں کیونکہ ہمارے لئے خدا ہی کافی ہے۔ پس حاتم نے اس وقت اپنے گھر والوں کو وداع کیا اور انہیں خداوند عالم کے سپرد کیا اور حج کو روانہ ہو گئے جب دوسرے روز کی صبح ہوئی تو دوسرے لوگوں اس کے رشتہ داروں اور ہمسایوں کو اس کے سفر کی خبر ملی تو وہ آئے اور ان کے اہل وعیال کو ملامت کی اور

اس کی بیٹی کی بہت ملامت کی اور کہا کہ اگر تو زبان بند رکھتی تو تیری ماں اور بہنیں اس طرح بدحالی میں مبتلا نہ ہوتیں ان لوگوں کی ملامت سے اس بچی کی ماں اور ہمشیروں نے بھی اس کی ملامت کی پس ان لوگوں اور اس کی ماں اور بہنوں کی ملامت سے وہ بیچاری بچی بہت دل تنگ ہوئی اپنا سر آسمان کی طرف بلند کیا عرض کی اے میرے مولا وسید اور اے میرے پروردگار جمیع مخلوقات تیرے فضل واحسان سے زندگی بسر کررہی ہے اور تو انہیں ضائع اور معطل نہیں کرتا مجھے اپنی ماں۔ ہمشیران اور اپنی قوم کے سامنے خجل اور شرمندہ نہ کر۔ یہ لوگ اس حالت میں تھے کہ اس شہر کا والی اور امیر شکار پر گیا ہوا تھا لشکر سے اکیلا رہ گیا اور پیاس کا اس پر غلبہ تھا۔ اتفاقاً حاتم اصم کے دروازے پر کھڑا ہوا دروازہ کھٹکھٹایا اور کچھ پانی طلب کیا۔ گھر والوں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں کہا میں اس شہر کا والی اور امیر ہوں اور پیاسا ہوں میرے لئے پانی حاضر کرو جب حاتم کی بیوی نے یہ بات سنی تو اپنا سر آسمان کی طرف بلند کیا کہا اے خدا وسید تو لائق حمد وشکر ہے کہ شب گذشتہ ہم گرسنہ تھے اور آج شہر کا امیر ہمارے دروازے پر آیا ہے اور ہم سے پانی طلب کرتا ہے یعنی تو نے امیر کو پیاسا کر دیا اور ہمارے دروازے پر لایا ہے پس حاتم کی بیوی پانی کا کوزہ لیکر امیر کے پاس آئی اور کہا کہ اس ضعیفہ کو معذور سمجھنا کہ بغیر پانی کے کوئی چیز ہمارے پاس نہیں ہے تاکہ میں امیر کو مہمان بناتی۔ امیر نے پانی پیا اور وہ پانی حد سے زیادہ لذیذ اور خوشگوار تھا پھر سوال کیا کہ یہ گھر کس کا ہے بتایا گیا یہ گھر ایک نیک آدمی کا ہے جس کا نام حاتم ہے اور لقب اصم۔ پس اسی اثنا میں وزیر اپنے سپاہیوں سمیت پہنچ گیا۔ امیر نے کہا ہاں میں نے سنا ہوا ہے کہ حاتم اصم ایک صالح شخص ہے وزیر نے عرض کی میں نے سنا ہے کہ وہ اس رات کو حج کو روانہ ہو چکا ہے اور اپنے گھر والوں کے لئے کوئی شے نہیں چھوڑ کر گیا۔ اور آج رات ان کے گھر والے بھوکے رہے ہیں امیر نے کہا آج ہم نے انہیں زحمت دی ہے اور ان کے گھر سے پانی پیا ہے اب یہ ہم پر حق رکھتے ہیں اب ہمیں ان کے احسان کا بدلہ دینا لازم ہے پس امیر نے اپنا کمر بند کھولا اور ان کے گھر کے صحن میں ڈال دیا اور پھر وزیر اپنے لشکر کی طرف متوجہ ہوا اور کہا جو بھی میرا دوست ہے اپنا کمر بند ان کے حوالے کر دے پس تمام لشکر والوں نے اپنے کمر بند کھولے اور حاتم اصم کے گھر کے صحن میں پھینک دئے اور اپنی منزل کو روانہ ہوئے۔ وزیر نے حاتم کے اہل خانہ کو سلام دیا اور کہا کہ یہ کمر بند اٹھالو میں ابھی ان کی قیمت لاتا ہوں آپ کو ادا کرتا ہوں اور یہ کمر بند لے جاؤں گا پس تھوڑی دیر کے بعد وزیر بہت مال لایا ان کے سپرد کیا اور یہ کمر بند لیکر واپس ہوا جب اس چھوٹی لڑکی نے یہ کثیر مال دیکھا بہت گریہ کیا اس سے پوچھا گیا تیرے گریہ کا کیا سبب ہے کہا میرے گریہ کا سبب یہ ہے کہ ہم نے اس حال میں صبح کی کہ ہم بھوکے تھے پس اللہ کی مخلوق نے ہم پر ایک نظر ڈالی ان کی نظر نے ہمیں غنی کر دیا پس جبکہ اللہ نظر کرے ہم پر تو ہمیں کسی کی احتیاج نہیں رہتی یعنی اس کی خفیہ عنایت ہمیں ہمیشہ کیلئے غنی۔ بے نیاز اور ممتاز کر دیتی ہے۔ اور عرض کیا خدایا تو میرے باپ پر رحمت کی ایک نظر فرما اور اس کے امور میں تدبیر فرما۔

اب حاتم اصم کا حال سنیے جس کے پاس نہ سواری تھی نہ زاد۔ جو صرف اللہ پر توکل کر کے عازم حج ہوا تھا۔ جب حج کے قافلہ میں ملا تو اتفاقاً حاجیوں کے قافلہ کا امیر بیمار ہو گیا تھا اس کے لئے طبیب تلاش کیا گیا لیکن قافلے میں کوئی حکیم نہ ملا۔ اس مایوسی کے بعد دعا کا وسیلہ تلاش کیا۔ کہا گیا کہ حاجیوں کے اس بڑے قافلے میں کوئی صالح آدمی مل جائے گا بتایا گیا ہاں۔ حاتم اصم اس قافلے میں ہے۔ حکم دیا گیا کہ انہیں حاضر کیا جائے جب یہ امیر حجاج کے پاس پہنچے امیر نے برائے شفاء دعا کی درخواست کی پس حاتم نے دعا کی اسے شفا مل گئی۔ پھر امیر قافلہ نے

حکم دیا کہ اسے اونٹ پر سوار کیا جائے اور پھر اسکے تمام اخراجات کا کفیل ہو گیا۔ پھر حاتم اپنے تمام اخراجات سے مستغنی ہو گیا اسی رات اپنے اہل وعیال کی فکر میں سویا خواب میں دیکھا کہ عالم غیب سے کوئی اسے ندا دے رہا ہے کہ اسے حاتم! جو اپنا معاملہ ہمارے سپرد کرتا ہے ہم اس کی یونہی اصلاح کرتے ہیں پس اس منادی نے اس کے اہل وعیال کی تمام گذشتہ تفصیل بیان کر دی حاتم ان کی طرف سلامتی کے ساتھ اپنے گھر میں وارد ہوا اپنی بیٹی کو آغوش میں لیا اسے بغلگیر ہوا اور بہت رویا اور کہا بعض چھوٹے بزرگوں سے بازی لے جاتے ہیں۔ الخ خزینہ

زندہ حسن کو مردہ کیوں کہا گیا کتاب لئالی الاخبار میں ہے منقول ہے کہ دو مصر کے آدمیوں نے حسن ثوری کی زیارت کا ارادہ کیا جب اس شہر کے قریب پہنچے جس میں حسن رہائش پذیر تھے ان دو میں سے ایک نے سنا کہ ایک مرغ جو درخت پر بیٹھا تھا کہ رہا ہے کہ حسن ثوری فوت ہو گیا ہے اور اس وقت وہ اس دنیا میں نہیں ہے پس اس نے اس مرغ کی بات اپنے دوست کو سنائی اور اب دونوں حیران ہو گئے کہ بہت لمبا سفر اور بہت تکلیف اٹھائی ہے۔ اب دونوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اب ان کی قبر کی زیارت کرتے ہیں جب ان کے مکان پر پہنچے دق الباب کیا حسن ثوری خود دروازے پر آئے جب ان دونوں نے حسن کو پہچان لیا بہت حیران ہوئے مرغ کے اس قول سے کہ حسن ثوری فوت ہو گیا ہے جبکہ یہ تو زندہ سلامت ہیں جب حسن نے ان کی حیرانگی دیکھی تو ان سے اس حیرانگی کا سبب پوچھا تو انہوں نے مرغ کے اس قول کو نقل کیا جب حسن نے یہ بات سنی چیخ ماری اور بے ہوش ہو گیا جب ہوش میں آیا تو انہیں کہا کہ اس مرغ نے سچ کہا ہے کیونکہ میں اس وقت خدا کے ذکر سے غافل تھا اور دنیا اور اہل دنیا میں مشغول ومصروف تھا پس منادی نے ندا کی آسمان اور زمین میں کہ حسن مردہ ہے اور اس آواز کو تمام حیوانوں نے سنا ہے۔ خزینہ

اللہ کے دوست کی حالت کتاب مصابیح القلوب میں ہے کہتے ہیں کہ خداوند عالم نے حضرت موسیٰ کو فرمایا کہ میرے دوستوں سے ایک دوست فلاں ویرانہ میں وفات پا گیا ہے اس کے کفن کا انتظام کرو حضرت موسیٰ اسی جگہ پہنچے کہ ایک مردہ انسان کو دیکھا کہ اس سر کے نیچے اینٹ ہے اور کمبل کے ایک ٹکڑے سے اپنی عورتیں کو ڈھانپا ہوا ہے حضرت موسیٰ نے بہت گریہ کیا اور عرض کی خداوندا! جب تو اپنے دوست کو اس حال میں رکھتا ہے تو پھر اپنے دشمن کو کیسا رکھے گا؟ اللہ نے فرمایا اے موسیٰ مجھے عزت وجلال کی قسم ہے کہ یہ میرے دوستوں سے ایک دوست ہے جب کل قیامت کے روز قبر سے اٹھے گا تو اس ذلت سے نہیں اٹھے گا۔ حضرت موسیٰ گئے اور بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں کو لے آئے کہ ان کی مدد سے اس کی تجہیز وتکفین کریں جب اس ویرانہ میں پہنچے تو اس مردہ کو نہ دیکھا حضرت موسیٰ نے عرض کی بار الہا یہ تیرا دوست کدھر گیا کیا اسے زمین نگل گئی یا آسمان کی طرف چلا گیا یا اسے درندے کھا گئے ارشاد ہوا اے موسیٰ یہ تمہارا کیا گمان ہے جو میرے دوستوں کے بارے ہے میرے دوستوں کو درندے نہیں کھاتے اور نہ انہیں زمین نگلتی ہے دوست تو بس اپنے دوست کے پاس چلا جاتا ہے۔ آسمان کی طرف نگاہ کی دیکھا فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر۔ خزینہ

دو سہیلیوں کی مزیدار گفتگو ایک عورت نے اپنی سہیلی سے کہا میرے شوہر بڑے خوش نصیب ہیں ایک دوفعہ گھوڑے سے گر پڑے مگر انہیں ذرا بھی چوٹ نہ آئی جوانی میں ایک مرتبہ کشتی رانی کرتے ہوئے دریا میں غرق ہوتے ہوتے بچ گئے طالب عالمی میں شیر کا نوالہ بنتے بنتے بچے۔ سہیلی نے کہا ان کی خوش نصیبی تو اس سے ظاہر ہے کہ انہیں تم نے شادی کئے ہوئے پانچ برس ہو گئے ہیں مگر وہ ابھی تک زندہ ہے۔ لطیفہ

قارون قارون کا قصہ سورۃ قصص کے آخر میں ہے۔ یہ حضرت موسیٰؑ کا خالہ زاد اور چچازاد تھا۔ اور حد درجہ حسین تھا کہ لوگ اسے منور کہا کرتے تھے یہ حضرت موسیٰؑ پر ایمان لانے والے ابتدائی سترہ آدمیوں سے تھا۔ بنی اسرائیل میں تورات سب سے اچھی خوش الحانی کے ساتھ تلاوت کرتا تھا۔ اپنی فقیری کے زمانے میں بہت منکسر اور خلیق تھا۔ لیکن چونکہ ظاہری طور پر ایمان لے آیا تھا اس وجہ سے خدا نے اسے بہت دولت دیکر اس کا امتحان لیا اور خسر الدنیا والاخرۃ ثابت ہوا۔

حضرت موسیٰؑ علم کیمیاء جانتے تھے اور اس میں بعض چیزیں آپ نے یوشع بن نون اور بعض کالب بن یوحنا اور بعض قارون کو تعلیم دی تھیں یعنی کامل علم کسی کے پاس نہ تھا قارون نے اپنی ہوشیاری کے ساتھ ان دونوں سے بھی سیکھ لیا اور کامل بن گیا اور اس طرح بہت دولت حاصل کر لی۔ اس کے خزانے کے بارے کلام مجید میں ہے واتیناہ من الکنوز ماان مفاتحہ لتنوءُ بالعصبۃ اولی القوہ۔ یعنی ہم نے اس کو اتنے خزانے دیئے کہ اس کی کنجیاں اٹھانے سے مردوں کی صاحبان قوت جماعت تھک جاتی تھی۔ اور بعض مفسرین کہتے ہیں کہ کنجیوں سے مراد خزانے ہیں۔ سونے اور چاندی کی ہزاروں چمڑے کی بھری ہوئی تھیلیاں اس کے خزانے میں موجود تھیں۔

اس کی آرائش اور کروفر کی یہ حالت تھی کہ سفید گھوڑے پر سوار جس کی زین طلائی تھی اس کا لباس سرخ تین سو غلام دئنی جانب اور تین سو لونڈیاں بائیں طرف پرتکلف لباس سے آراستہ اور چار ہزار آدمی آگے ہوتے تھے۔ اس کی شان وشوکت اور ٹیپ ٹاپ دیکھ کر طالبان دنیا کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ کہنے لگے کاش کہ ہم بھی دنیا میں ایسی ترقی اور عروج حاصل کرتے۔ بیشک یہ بڑا صاحب اقبال اور بڑی قسمت والا ہے لیکن عالم لوگوں نے کہا کہ کم بختو اللہ کے ہاں جو دولت ملنے والی ہے اس کے سامنے یہ ٹیپ ٹاپ محض ہیچ اور لاشے ہے۔ اسے اتنی بھی نسبت نہیں جو ذرہ کو آفتاب سے ہوتی ہے۔

زکوۃ کا حکم آیا تو حضرت موسیٰؑ نے قارون کو فرمایا۔ اللہ نے اپنے بندوں پر زکوۃ واجب کی ہے۔ زکوۃ دینی چاہیئے۔ کہنے لگا زکوۃ کا مال بہت بنتا ہے اس قدر مال تو میں نہ دونگا۔ اللہ نے حضرت موسیٰؑ پر وحی کی کہ قارون تھوڑا اور بہت کچھ بھی نہ دے گا لیکن آپ حجت لازم کردیں۔ حضرت موسیٰؑ نے فرمایا۔ اے قارون میں تجھ سے حد مقرر سے بہت کم چاہتا ہوں یعنی ہزار میں سے ایک دے دے۔ قارون نے کہا میں سوچ کر جواب دونگا۔ اور جب اس نے ہزارویں حصے کا حساب کیا تو وہ مال بھی بہت ہوا۔ لہذا یہ مال دینے پر بھی رضامند نہ ہوا اور بنی اسرائیل میں سے ایک جماعت کو طلب کر کے کہا۔ کہ موسیٰؑ نے جو حکم دیا ہم نے قبول کیا اب یہ چاہتا ہے کہ ہمارا مال لے لے اور ہمیں فقیر بنادے اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہ آپ ہمارے سردار ہیں جو آپ کی صلاح ہے وہی ہماری صلاح ہے۔ قارون نے کہا اب میں چاہتا ہوں کہ اس کو قوم میں ذلیل کروں تا کہ اس کے بعد کوئی اس کی بات نہ سنے۔ یہ کہکر اک بدکار عورت کو طلب کیا۔ اسے دو تھیلیاں اشرفیوں کی دیکر آمادہ کیا کہ مجمع عام میں حضرت پر زنا کی تہمت لگائے لیکن اس عورت کو خدا کا خوف لاحق ہوا اور قارون کی رشوت والی تھیلیاں پیش کردیں۔ حضرت موسیٰؑ غضب ناک ہو گئے کہا بار الہا! اب اگر اسے عذاب نہ ہوا تو میں تیرا پیغمبر نہیں۔ جبرائیل نازل ہوئے حق تعالیٰ کا فرمان لائے کہ زمین کو ہم نے آپ کے تابع کردیا ہے۔ پھر آپ نے زمین کو حکم دیا کہ اسے پکڑ لے تو زمین اسے ٹخنوں تک نگل گئی۔ اس نے زاری کر کے امان چاہی آپ نے قبول نہ کیا حتیٰ کہ زمین اُسے نگل گئی اللہ نے

حضرت موسیٰ کو خطاب کیا کہ قارون نے ستر بار تجھ سے فریاد کی تو نے رحم نہ کیا۔ فرمایا مجھے اپنی ذات کی قسم ہے اگر مجھے ایک مرتبہ پکارتا تو میں معاف کر دیتا۔

حضرت موسیٰ نے عرض کی کہ وہ مجھ کو تیرے غیر کے واسطے سے پکارتا رہا مجھے اپنی قرابت کا واسطہ دیتا رہا اگر تیرے واسطے سے پکارتا تو ضرور قبول کرتا اور اگر میں جانتا کہ اس میں تیری رضا ہے تو میں ضرور قبول کر لیتا۔ قارون مع اپنے گھر اور مال کے غرق ہو گیا۔ ہر روز اپنے قد کے برابر زمین میں چلا جا رہا ہے اور ساتویں زمین کے آخر تک پہنچے گا' قارئین یاد رکھیں اس واقعہ میں تمام خمس و زکوۃ ادا نہ کرنے والوں کے لئے ایک سامان عبرت و نصیحت ہے۔

مجلس میں غلط حوالہ دینے والے کا انجام حاجی نوری اعلی اللہ مقامہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک روضہ خوان خواب میں دیکھتے ہیں کہ قیامت قائم ہے اور تمام لوگ وحشت اور دہشت میں ہیں اور ملائکہ لوگوں کو حساب کیلئے کھینچ کر لے جا رہے ہیں کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ بلند منبر رکھا گیا ہے جس کی بیشمار سیڑھیاں ہیں اس منبر کے اوپر پیغمبر اکرمؐ تشریف فرما ہوئے ہیں اور اس سے ایک سیڑھی نیچے حضرت امیر المومنینؑ تشریف فرما ہیں اور لوگوں کے حساب میں مشغول ہیں۔ تمام لوگ حضرت کے سامنے صفیں باندھے ہوئے ہیں۔ آنحضرت نے مجھے از روئے عتاب فرمایا کہ میرے بیٹے حسینؑ کی طرف ذلت کی نسبت کیوں دی ہے؟ میں متحیر ہو گیا۔ کیا جواب دوں میں نے سوائے اس کے کوئی چارہ نہ دیکھا کہ بس انکار کر دوں ناگاہ کسی نے میرے بازو کو جھٹکا دیا گویا کہ میرے بازو میں میخ گاڑ دی ہے۔ میں ملتفت ہوا تو ایک آدمی نے بہت بڑی فائل میرے ہاتھ میں دے دی ہے میں نے اسے کھولا میری تمام مجالس کی تفصیل اس میں تھی اور جس مطلب کا میں نے انکار کیا تھا وہ اس میں درج ہے میں نے بچاؤ کا حیلہ سوچا اور کہا کہ مجلسی نے بحار کی دسویں جلد میں ذکر کیا ہے۔ آپ نے ایک خدمت گذار کو اشارہ کیا کہ جاؤ مجلسی سے بحار کی دسویں جلد لے آؤ میں نے دیکھا کہ اسی منبر کے دائیں طرف علماء و فضلا کی بڑی طولانی صف بیٹھی ہے اور ہر عالم کے سامنے ان کی کتابیں اور تالیفات پڑی ہیں اور مجلسی علماء کی پہلی صف میں ہیں اس نے ان سے بحار کی دسویں جلد پکڑ لی اور لے آیا اور میرے ہاتھ میں دی۔ میں حیران ہو گیا کہ اب کیا کروں میں جانتا تھا کہ جھوٹ کہا ہے پس میں نے اس کی ورق گردانی شروع کر دی پھر دوسرا حیلہ میں نے سوچا اور کہا کہ حاج ملا صالح برغانی کی کتاب میں دیکھا ہے فرمایا کہ یہ کتاب حاج ملا برغانی سے لے آؤ یہ کتاب مجھے پکڑا دی گئی پس اسی طرح ورق گردانی کرنے لگا بہت مضطرب اور پریشان ہو گیا اب کوئی بچاؤ کا چارہ نظر نہ آ رہا تھا ناگاہ خداوند رحیم کی طرف سے نبی کریم کی طرف فرشتہ نازل ہوا کہ اگر علیؑ اسی کیفیت کے ساتھ مخلوق کا حساب لیں گے تو کوئی نجات نہ پائے گا پس آنحضرتؐ نے مجھ پر مہربانی فرمائی۔ پھر خوف اور خجالت برطرف ہو گیا۔ پس بیدار ہوا اور مجالس خوانی کا کاروبار بالکل بند کر دیا حالانکہ اس روضہ خوانی سے بہت رقم وصول ہوتی تھی۔ ثمرات الحیوۃ ج (ص ۱۷۵)

انسان ناگ کیوں بنا میرا نام ناصر ہے 501 ورکشاپ راولپنڈی میں کام کرتا ہوں یہ واقعہ جو میں بیان کر رہا ہوں ہمارے علاقے میں پیش آیا۔ واقعے کی جگہ روات کے قریب چھلنی منڈی ہے یہ واقعہ ماہ رمضان شریف سے ایک ماہ پہلے پیش آیا جن لوگوں کے سامنے یہ واقعہ ہوا ان کی زبانی بیان کر رہا ہوں۔ روات منڈی میں ایک بوڑھا شخص بڑی اچھی بھینس کو فروخت کرنے کیلئے لایا تھا بھینس کی قیمت تو بہت زیادہ تھی لیکن وہ شخص اسے اونے پونے بیچ رہا تھا خیر اس بھینس کو 20 ہزار میں فروخت کر دیا۔ رقم گن کر اس نے جیب میں ڈال لی

بھینس کو خریدار لیکر چلا گیا۔تھوڑی دیر بعد ایک آدمی نے منڈی میں شور مچا دیا کہ اس کے 20 ہزار روپے چوری ہو گئے ہیں۔اس نے الزام ان ہی بزرگ پر لگایا کہ اس نے میرے پیسے چوری کئے ہیں۔ باباجی نے لاکھ یقین دلایا کہ میرے پاس اس کے پیسے نہیں ہیں لیکن وہ شخص بدستور اپنی بات پر اڑا رہا کہ اس کے پاس میرے پیسے ہیں۔خیر باباجی کی چارو نا چار تلاشی لی گئی تو اس سے 20 ہزار روپے برآمد ہو گئے کیونکہ اس شخص نے انہیں پیسے گنتے ہوئے دیکھا تھا۔اس لئے اس نے بتایا کہ اتنے ہزار اور اتنے پانچ سو کے نوٹ ہیں۔باباجی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے کہ پوری منڈی میں وہ چور ثابت ہوئے تھے۔اس نے صرف اتنا کہا کہ پیسے تو میرے ہیں لیکن یہ شخص بضد ہے تو میں پیسے قرآن پاک پر رکھتا ہوں یہ وہاں سے لے لے۔اس شخص نے سب کے سامنے قرآن پاک پر سے پیسے لے لئے اور جیب میں ڈال کر سب کے سامنے روڈ کراس کرنے لگا تو ایک تیز رفتار ٹرک نے اسے سامنے سے ٹکر مار کے گرایا اور پھر دوبارہ ریورس کر کے اس کے اوپر سے گذرا۔لوگوں نے شور مچا کر ٹرک کو رکوایا تو سب نے کہا کہ تم نے ایک شخص کو کچل دیا ہے۔ڈرائیور اور تمام سواریوں نے قسم کھا کر کہا کہ ہم نے تو کسی شخص کو نہیں دیکھا بلکہ ہم نے تو ایک بڑے ناگ کو سڑک کراس کرتے ہوئے دیکھا اور ہم نے ڈرائیور سے کہا کہ اس کو کچل دو۔سانپ کو تڑپتے دیکھ کر اسے کہا کہ ریورس کر کے اس پر دوبارہ چڑھا دو۔جن لوگوں نے تمام منڈی میں ماجرا دیکھا تھا وہ باباجی کو پکڑ کر لائے ان کے سامنے اس کی جیب میں سے 20 ہزار روپے نکال کر انہیں واپس کرنے لگے تو باباجی نے کہا کہ میری بیٹی سخت بیمار ہے اس کے علاج کیلئے جب گھر میں کچھ نہ بچا تو میں یہ اپنی پالتو بھینس فروخت کرنے کے لئے لایا کہ بیٹی کا علاج کراؤں گا لیکن جب یہ شخص بضد رہا تو میں نے اپنا انصاف اللہ پر چھوڑ دیا جہاں قرآن پر پیسے رکھے تھے چندے میں دے دئے اور خود خالی ہاتھ گھر چلا گیا اس واقعے کے گاؤں منڈی چھلنی میں آج بھی گواہ موجود ہیں اس مرنے والے کا تعلق چک بیلی کے قریب کے گاؤں سے ہے اور باباجی بھی چھلنی منڈی روات کے قریب کے گاؤں کے ہیں۔کہانی لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ اسے پڑھ کر لوگ ایسے کاموں سے بچیں جن سے اللہ پاک کا ان پر عذاب نازل ہو خاص کر جھوٹا قرآن اٹھانے سے۔میگزین جنگ 25 مارچ 2001ء بروز اتوار۔عطیہ علامہ نذر حسین ظفر وائس پرنسپل دار العلوم محمدیہ سرگودھا (وفات 15 جولائی 2001ء)

جناب سجادؑ کی جو کی دو خشک روٹیوں کا اعجاز کشف الغمہ میں زہری سے منقول ہے کہ میں امام زین العابدینؑ کی خدمت میں حاضر تھا ایک شخص آپ کے محبوں سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے اپنی مالی پریشانی اور ۴۰۰ درہم کا مقروض ہونا بیان کیا۔امامؑ نے گریہ کیا جب رونے کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اس سے عظیم تر کون سی مصیبت ہے کہ انسان اپنے مومن بھائی کو پریشان اور مقروض دیکھے اور اس کا علاج نہ کر سکے جب لوگ اس مجلس سے باہر نکلے تو منافقین میں سے ایک شخص کہنے لگا تعجب ہے کہ یہ حضرات ایک طرف تو کہتے ہیں کہ آسمان و زمین ہمارے مطیع ہیں اور کبھی کہتے ہیں کہ ہم برادر مومن کے حالات کی اصلاح سے عاجز ہیں وہ مرد فقیر یہ باتیں سن کر آزردہ خاطر ہو کر حضرت کی خدمت میں گیا اور عرض کی فرزند رسول اللہؐ کسی شخص نے یہ کچھ کہا ہے اور یہ بات مجھ پر اتنی گراں ہے کہ جس سے میں اپنی سختیوں اور پریشانیوں کو بھول گیا ہوں پس حضرتؑ نے فرمایا کہ اب خداوند عالم نے تمہیں فرخ وکشائش بخشی ہے۔آپ نے اپنی کنیز کو آواز دی اور کھانا طلب کیا وہ جو کی دو روٹیاں لیکر حاضر ہوئی کہ بھوسی ان روٹیوں پر لگی ہوئی تھی حضرتؑ نے فرمایا یہ روٹیاں لے لو کیونکہ ہمارے گھر

میں ان کے علاوہ کچھ نہیں ہے البتہ خداوند عالم ان کی کرامت سے تمہیں بہت سا مال عطا فرمائے گا پس وہ شخص وہ دونوں روٹیاں لیکر بازار کی طرف روانہ ہوا لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کرے۔ اس کا نفس اور شیطان اسے وسوسہ میں ڈالتے تھے کہ نہ بچوں کے دانت ان روٹیوں پر اثر کر سکتے ہیں اور نہ میرے اہل خانہ کا پیٹ ان سے سیر ہو سکتا ہے اور نہ کوئی قرض خواہ مجھ سے یہ قیمتا لے گا بس وہ بازار میں پھر رہا تھا کہ اس کا گذر ایک مچھلی بیچنے والے کے قریب سے ہوا کہ جس کے پاس ایک مچھلی باقی رہ گئی تھی کہ جسے کوئی شخص کسی قیمت پر خریدنے کے لئے تیار نہ تھا ۔اس مرد فقیر نے کہا میرے پاس جو کی روٹی ہے جس کا میں اس مچھلی کے بدلے تم سے سودا کرتا ہوں مچھلی فروش نے قبول کر لیا مچھلی دیکر وہ روٹی اس سے لے لی۔ مرد فقیر چند قدم چلا تھا کہ اس نے ایک سبزی فروش کو دیکھا کہ جس کے پاس تھوڑا سا خاک آلود نمک تھا کہ جسے کسی قیمت پر خریدنے کے لئے کوئی تیار نہ تھا فقیر نے کہا یہ نمک مجھے دے دو اور یہ روٹی لے لو شاید میں اس نمک سے یہ مچھلی درست کرلوں اس بقال نے وہ نمک دیکر روٹی لے لی۔ پھر یہ شخص گھر میں آیا اور ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ مچھلی کو صاف کرے اس نے سنا کہ کوئی اسکا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے۔ دیکھا تو دونوں اس کے مشتری تھے جو روٹیاں واپس لے آئے تھے کہ ان پر ہمارے بچوں کے دانت اثر نہیں کر سکتے اور ہمیں نہیں معلوم تھا کہ تو پریشانی و بدحالی کی وجہ سے یہ روٹیاں بازار میں لایا تھا یہ اپنی روٹیاں واپس لے لو ہم تجھ پر یہ حلال قرار دیتے ہیں اور وہ مچھلی اور نمک تمہیں بخشتے ہیں یہ شخص ان کو دعا دے کر واپس آ گیا اب مچھلی پکانے کی فکر میں اس کا پیٹ چاک کیا تو اس میں سے مروارید کے دو موتی نکلے کہ جن سے بہتر کسی صدف و دریا میں نہ تھے ابھی اسی کام میں مصروف تھا کہ امام زین العابدینؑ کا قاصد آیا کہ حضرتؑ فرمارہے ہیں کہ اللہ نے تجھے کشائش دی ہے اور تو نے پریشانی سے چھٹکارا پایا ہے اب ہماری روٹیاں واپس کردے کہ جسکو ہمارے علاوہ کوئی نہیں کھا سکتا اس فقیر نے یہ مروارید بیچ کر ان کی قیمت وصول کی اور تونگر ہو گیا۔ منتہی الدعمال۔ سراج غم

فاتح اعظم سکندر اعظم کی سنگدلی فاتح اعظم سکندر اعظم ہندوستان میں تھا۔ اس کی فوج مسلسل جنگ سے تنگ آ چکی تھی اور وہ وطن واپس جانا چاہتی تھی۔ سکندر نے پنجاب میں تین سال تک قیام کیا پھر بہار پر حملے کا منصوبہ بنایا اس منصوبے نے سپاہیوں کے لئے وطن واپسی کی آخری امید بھی ختم کر دی اور لشکر میں پرا سرار سرگوشیوں کا آغاز ہو گیا۔ سکندر کو اس صورت حال سے تشویش ہوئی اس نے اپنی فوج میں اعلان کرادیا کہ سکندر اعظم کے حکم سے اعلان کیا جاتا ہے کہ مستقبل کی فوجی مہمات کے تحت کئی سال تک وطن واپسی کا کوئی امکان نہیں۔ فوج کے جو سردار اور سپاہی اپنے اہل خانہ اور دوستوں کو خط لکھنا چاہیں وہ آج شام تک اپنے خطوط ملفوف کر کے محکمہ ابلاغ کے افسر کو دے دیں۔ شام تک افسر ابلاغ کو ایک ہزار مکتوب نگاروں کے لفافے موصول ہوئے دوسرے روز صبح ان مکتوب نگاروں کو میدان میں کھڑا کر دیا گیا اور وہاں ایک ہزار پھانسی کے پھندے تیار تھے۔ ہر مکتوب نگار کو اس کا خط بآواز بلند سنانے کے بعد پھانسی دیدی گئی ان خطوط میں سکندر اعظم سے بیزاری اور اسے قتل کرنے کی خواہش کا اظہار کیا گیا تھا۔ فیملی میگزین

پیغمبر خداؐ کی میت سرنگ کے ذریعے نکالنے والے دو خبیثوں کی داستان اور انجام جب نورالدین زنگی نے اپنے باپ امیر عمادالدین زنگی کی شہادت کے بعد موصل کے امیر کے طور پر سلطان کا لقب اختیار کیا تو عیسائیوں کے بڑے پادریوں کی ایک خفیہ مجلس میں یہ طے ہوا کہ اگر مسلمانوں کے نبی پاک کا جسد مبارک

ِارمبارک سے نکال کر برباد کر دیا جائے (نعوذ باللہ) تو مسلمانوں کا جوش وجذبہ ختم ہو جائے گا اور وہ میدان جنگ ں اتنی بہادری سے نہ لڑسکیں گے اس کے علاوہ مسلمانوں کے نبیؐ نے جو حیات بعد الموت کو اسلام کی بنیاد بتایا ہے ہ عقیدہ بھی کمزور پڑ جائے گا اس خفیہ مجلس میں یورپ کے وہ تمام بادشاہ وامیر شریک ہوئے تھے جو مسلمانوں کے ہاتھوں کسی نہ کسی میدان میں شکست کھا چکے تھے۔ پھر اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے اس مجلس نے دو ایسے عیسائیوں کا انتخاب کیا جو عمر رسیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ چہرے مہرے میں مسلمانوں کی شباہت رکھتے تھے انہیں عربی زبان پر عبور حاصل تھا اور چہروں پر سفید داڑھیاں تھیں اس کے بعد انہیں عربی حاجیوں کا لباس اور بہت سا ساز وسامان اور نقدی دیکر مدینہ پہنچایا گیا۔

یہ دونوں پیرفرتوت حاجیوں کے لباس میں مسجد نبوی پہنچے اور مسلمانوں کی طرح عبادت وریاضت میں مصروف ہو گئے ظاہری اطوار سے وہ نہایت متقی دکھائی دیتے تھے وہ عبادت اس قدر انہماک سے کرتے تھے کہ مدینہ کے لوگ ان کی ریاضت سے دھوکہ کھا کر ان کی طرف متوجہ ہونے لگے یہ عبادت سے فارغ ہوتے تو بقیع اور دوسری زیارت گاہوں میں پہنچ جاتے یہ اپنے ساتھ چھوٹی چھوٹی مشکیں رکھتے تھے اور زیارتوں میں پہنچ کر لوگوں کو اپنی مشکوں سے پانی پلاتے تھے۔ عبادت وریاضت کے علاوہ یہ دونوں خادمان حرم کی مالی مدد بھی کرتے تھے چونکہ یہ بے لوث لوگوں کی مدد کرتے اس لئے جلد ہی حرم اور مسجد نبوی کے معتقدین میں شامل ہو گئے اب انہوں نے حرم نبوی کی جنوبی سمت دیوار کے ساتھ ہی ایک مکان کرائے پر حاصل کر لیا اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے فاسد اور شیطانی کام کا آغاز کیا ان کا منصوبہ یہ تھا کہ وہ اپنے کرائے کے مکان میں سے دیوار کے نیچے سے ہو کر ایک سرنگ گذاریں جو کہ حضورؐ کے روضہ تک پہنچے اس طرح وہ دن بھر تو مشکیں بھر بھر کے زیارت کیلئے آنے والوں کو پانی پلاتے اور رات ہوتے ہی سرنگ کھودنا شروع کر دیتے سرنگ سے جو مٹی نکلتی اسے وہ رات ہی مشکوں میں بھر لیتے اور صبح دھند لکے میں بقیع میں جا کر پھینک آتے پھر ان مشکوں میں پانی بھرتے اور زیارت گاہوں میں جا کر زائرین کو پانی پلانے کا فریضہ ادا کرتے دکھائی دیتے تھے لوگ ان کی ریاضت اور مشقت دیکھتے تو ان کی تعریف کرتے جس کے جواب میں وہ خبیث مسکین صورت بنا کر کہتے ہم دونوں دور دراز ملکوں سے محض اس وجہ سے یہاں آئے ہیں کہ جوار رسولؐ میں رہ کر عبادت وریاضت اور اطاعت الٰہی میں اپنی زندگی گذار دیں۔ مدینہ کے لوگ تو اس بات کا تصور بھی نہ کر سکتے تھے کہ دن بھر زائرین کو پانی پلانے والے یہ دونوں بوڑھے عبادت اور ریاضت کے پردے میں کتنا گھناؤنا اور خطرناک کام کرنے والے ہیں مدینہ والوں کو تو ان شیطانوں کی چال بازی کی کوئی خبر نہ ہو سکی مگر سلطان دمشق نور الدین زنگی کو خواب کے ذریعے ایسی بشارت ملی کہ وہ گھبرا کے دمشق سے روانہ ہو کر فوراً مدینہ منورہ پہنچ گیا تھا۔

حاکم مدینہ نے سلطان کو اس بات پر رضامند کر لیا تھا کہ وہ سلطان کے دیدار کے بہانے مدینہ کی تمام آبادی کو ایک ایک کر کے سلطان کے سامنے سے گذارے گا تا کہ سلطان ان شیطانوں کی شناخت کر سکیں جنہیں حضورؐ نے سلطان کو خواب میں دکھایا تھا چنانچہ سلطان نور الدین زنگی کو مسجد نبوی کے ایک جھروکے میں بٹھا دیا گیا اور سلطان کے دیدار کے شائق مدینہ کی پوری آبادی اس جھروکے کے نیچے قطار اندر قطار کھڑی کر دی گئی۔ اب حاکم شہر نے حکم دیا کہ قطار میں کھڑے لوگ آگے پیچھے ایک کے بعد ایک جھروکے کے سامنے سے گذریں اور سلطان کے دیدار سے مستفیض ہوں اور خود سلطان بھی اپنی آنکھوں سے گذرنے والوں کو پورے اطمینان اور غور سے دیکھ۔

سکیں۔ چنانچہ سلطان اور اہل مدینہ کی دید اور باز دید کا یہ سلسلہ کافی دیر جاری رہا مگر سلطان کی نظریں ان دونوں بوڑھوں کی تلاش کرنے میں ناکام رہیں جن کیطرف حضورؐ نے اشارہ فرمایا تھا۔ اب سلطان نے حاکم شہر کو کہا ''کیا تمہیں یقین ہے کہ مدینہ کے تمام لوگ اس جھروکے کے سامنے سے گذرے یا گذارے گئے ہیں''۔ حاکم شہر نے بڑے وثوق سے اثبات میں جواب دیا سلطان کے چہرے پر اداسی سی طاری ہوگئی اور کہا میں تمہارے انتظام پر شبہ نہیں کرتا مگر مجھے اس خیال سے پریشانی ہورہی ہے کہ مجھے مدینہ آنے کے واضح طور پر اشارے اور حکم دیا گیا ہے جبھی تو میں یہ طویل سفر اختیار کرکے یہاں پہنچا ہوں میں ان غیبی اشاروں کو غلط بھی تو نہیں کہہ سکتا'' توبہ توبہ یہ غیبی اشارے غلط نہیں ہوسکتے'' حاکم شہر نے کہا۔ المختصر ثابت ہوگیا کہ یہ دونوں خبیث اس دیدار عام میں حاضر نہیں ہوئے۔ سلطان نے حکم دیا کہ یہ دونوں اشخاص کسی طرح بھاگنے نہ پائیں تمام ملازم ان کی رہائش جو مسجد نبوی کی دیوار کے ساتھ تھی کے پاس پہنچ گئے۔ حاکم شہر نے انہیں وہاں دیکھ کر اطمینان کا سانس لیا ان دونوں نے حاکم شہر کو گھر میں داخل ہوتے دیکھ کر بڑے پرسکون لہجے میں کہا'' زہے نصیب حاکم شہر ہم غریبوں کے گھر تشریف لائے اس کے ساتھ ہی ایک پرانی چٹائی فوراً فرش پر بچھا دی اور بولے'' تشریف رکھیئے اس گھر میں اس چٹائی کے علاوہ کوئی اور چیز لیٹنے یا بیٹھنے کیلئے نہیں ہے۔ حاکم شہر نے کہا سلطان نورالدین زنگی دمشق سے تشریف لائے ہوئے ہیں اور مسجد نبوی کے ایک جھروکے سے اپنا دیدار کرایا تھا سارا شہر حاضر ہوا لیکن آپ وہاں نظر نہیں آئے۔ حاکم شہر نے ان سے کہا آپ دونوں میرے ساتھ چلیں سلطان آپ جیسی بزرگ ہستیوں سے ملاقات کے خواہاں ہیں۔ ان دونوں نے ٹالنے کی بہت کوشش کی لیکن حاکم شہر نے کہا اس وقت آپ کو تکلیف کرنی ہی پڑے گی۔ اب دونوں نے دیکھا کہ انکار بات کو خراب کردے گا اس لئے اٹھ کر حاکم شہر کے ساتھ ہوئے۔ جونہی حاکم شہر ان دونوں بوڑھوں کو لیکر مسجد کے صدر دروازے سے اندر آیا۔ سلطان نورالدین زنگی انہیں دیکھتے ہی پہچان گئے۔ پھر حاکم کو کہا ان دونوں کو سخت پہرے میں رکھا جائے اور ہمیں ان کے گھر لے جایا جائے۔ ان دونوں خبیث بوڑھوں کی شکلیں خواب میں دکھائی گئی تھیں۔ سلطان نے ان کے مکان کی خوب تلاشی لی مگر شبہ کی کوئی چیز دکھائی نہ دی لیکن ان کی خبیث کارروائی ملاحظہ فرمائی یہ دونوں شیطان مکروہ ارادوں کی تکمیل سے پہلے پکڑ لئے گئے۔ عوام نے مطالبہ کیا کہ ان دونوں شیطانوں کو ان کے حوالے کیا جائے تاکہ وہ انہیں اذیت دے دے کر قتل کریں مگر سلطان نے ان کا یہ مطالبہ نہ مانا اور حکم دیا کہ ان مکار بوڑھوں کو حجرہ شریف کی دیوار کی دوسری طرف لے جایا جائے جہاں تک انہوں نے سرنگ کھودی ہے اور وہاں انہیں قتل کیا جائے۔ وہاں انہیں موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ سلطان نے ان کے قتل کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا پھر مسجد نبوی میں تمام لوگوں کے ساتھ شکرانے کی نماز ادا کی کہ نبیؐ پاک نے اس کام کے لئے اسے منتخب کیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضورؐ سلطان نورالدین زنگی پر کتنے مہربان تھے کہ سلطان کو اتنی دور سے اس نیک کام کیلئے بلوایا تھا ورنہ اگر حضورؐ کو ان ذلیلوں کا محض قتل ہی منظور ہوتا تو آپ مدینہ کے کسی شخص کو بشارت دیکر کیفر کردار تک پہنچا سکتے تھے پھر سلطان نے سوچ بچار کے بعد حجرہ شریف کے چاروں طرف کی زمین کو گہرائی تک کھدوا کر اس میں پگھلا ہو سیسہ بھروا دیا تاکہ پھر کوئی دوسرا اس طرح کی کوشش نہ کر سکے اسی شام سلطان نے غربا اور مساکین میں خیرات تقسیم کرائی اور دوسری صبح کو خدا کا شکر ادا کرتا ہوا دمشق واپس روانہ ہوگیا۔ فیملی میگزین

ہزار داستان کے ص ۹۸ سے آگے قائداعظم کے حالات کا تتمہ

۱۔ مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں جو دہلی میں ہو رہا تھا سر فیروز خان نون نے اپنی تقریر انگریزی زبان میں شروع کی۔ تو ہر طرف سے شور وغل ہوا۔ اردو' اردو' اس سے مجبور ہو کر انہوں نے کچھ جملے اردو میں ارشاد فرمائے اور اس کے بعد پھر اپنی محبوب زبان انگریزی بولنے لگے اس پر پھر اردو' اردو' کا شور وغل ہوا۔ تب آپ نے جل کر فرمایا مسٹر جناح بھی تو انگریزی میں تقریر کرتے ہیں۔ یہ سن کر قائداعظم اپنی کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور صریح وصاف الفاظ میں فرمایا کہ'' سر فیروز خان نون نے میرے پیچھے پناہ لی ہے۔ لہذا میں اعلان کرتا ہوں کہ پاکستان کی زبان اردو ہوگی''

۲۔ ہندو بنیا جو چال بازی میں یکتا ہے اور انگریز جس کی سیاسی بد دیانتی روایتی ہو چکی ہے دونوں اس مرد مومن کے ساتھ ملکی بحث میں عاجز آ جاتے تھے اور آخر کار طوعاً وکرہاً ان کو قائداعظم کی بات ماننے کے بغیر چارہ نظر نہیں آتا تھا۔ مذہب کی بنا پر نئی ریاست کا قیام' صدیوں کے متحدہ ملک کے دو ٹکڑے (گئو ماتا کے ٹکڑے) توبہ۔ توبہ رام۔ رام۔ یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے لیکن اس کڑی کمان والے نے ہر سیاسی محاربہ میں ایسا ٹھیک نشانے پر تیر مارا کہ آخر کار دونوں ہندو اور انگریز کو ماننے کے بغیر چارہ نظر نہ آیا۔ ان مباحثوں میں جو خاص کیفیت پیدا ہو چکی تھی وہ یہ تھی کہ مسٹر گاندھی مہاتما گاندھی کے روپ میں دنیا میں مشہور ہو چکے تھے۔ روحانیت کا لبادہ انہوں نے اس وضع سے پہنا تھا کہ صرف حقیقت کے بھانپنے والا۔ کوئی کڑی کمان والا ہی اس بات کی تہہ کو پہنچ سکتا تھا۔ مہاتما گاندھی نے قائداعظم سے ملاقات کی خواہش کی کہ ہندوستان کی سیاسی گتھی کو بہر صورت سلجھایا جائے۔ اس کا جواب جو تار قائداعظم نے دیا وہ دنیا کی تاریخ میں ایک لافانی حیثیت رکھنے والا پیغام ہے جو صرف یہ کڑی کمان والا انسان ہی دے سکتا تھا۔ اور کسی کے بس کی بات نہ تھی۔ لکھتے ہیں۔

Come down to Earth. Mr Gandhi, and I am prepared to talk to you

یعنی یہ مہاتمیت کا لبادہ اتاریئے اور اپنے اصل روپ (محض ہندوؤں کے نمائندے) کی حیثیت سے بات کیجئے۔ یہ تار نہیں مضراب تھی۔ جس نے ایسا ساز چھیڑا کہ جس کی صدائے بازگشت ہم نے عظیم بھائی کی عظیم بہن کی زبانی سنی۔ جب انہوں نے مرحوم فیلڈ مارشل صدر ایوب کو اپنی انتخابی مہم میں ملک میں پہلی بار مسٹر ایوب کہہ کر پکارا تھا۔ بھائی بھی کڑی کمان، بہن بھی کڑی کمان۔ اللہ دونوں کو جنت نصیب کرے۔

۳۔ میاں بشیر احمد مرحوم (جو ان دنوں پاکستان مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کے ممبر تھے) راوی ہیں کہ قائداعظم نے انہیں اپنی خواب گاہ کے کمرے میں پلنگ کے ساتھ میز پر قرآن حکیم کا نسخہ دکھایا اور کہا'' جب میں مشکلات محسوس کرتا ہوں تو خدا تعالیٰ کے اس ابدی ہدایت نامہ سے تسلی اور راہ نمائی حاصل کرتا ہوں۔

۴۔ وقت کی پابندی قائداعظم وقت کے بڑے پابند تھے اس بارے میں کئی واقعات مشہور ہیں لیکن جو واقعہ میں آپ کو سنانا چاہتا ہوں اس سے بہت کم لوگ واقف ہونگے۔ مجھے قائد کے ایک جان نثار سپاہی نے بتایا کہ قیام پاکستان کے کچھ عرصہ بعد سٹیٹ بینک کا افتتاح ہوا۔ قائد اس تقریب میں مہمان خصوصی تھے۔ وہ ٹھیک وقت پر تشریف لے آئے۔ لیکن کئی وزراء اور سرکاری افسران نے ابھی تک تقریب گاہ میں قدم رنجہ نہیں فرمایا تھا۔ ان میں وزیراعظم لیاقت علی خان بھی شامل تھے۔ اگلی رو کی کئی کرسیاں بڑے افسران اور وزراء کے لئے

مخصوص تھیں، یہ دیکھ کر قائداعظم کے چہرے پر سرخی سی دوڑ گئی۔ انہوں نے کاروائی شروع کرنے کا حکم دے دیا۔ اس کے ساتھ ہی فرمایا کہ تقریب گاہ میں سے تمام خالی کرسیاں اٹھالی جائیں تا کہ جو حضرات بعد میں آئیں۔ انہیں کھڑا رہنا پڑے اس طرح انہیں پابندی وقت کا خیال رہے گا۔ حکم کی تعمیل ہوئی۔ تقریب شروع ہونے کے تھوڑی دیر بعد جناب لیاقت علی خان تشریف لائے۔ ان کے ساتھ چند دوسرے وزراء بھی تھے۔ لیکن کسی شخص کو ان کے لئے کرسی لیکر آنے یا انہیں اپنی کرسی پیش کرنے کی جرات نہ ہوئی۔ تقریب کے دوران لیاقت علی اور ان کے کئی رفقا کھڑے رہے۔ ان کا مارے شرمندگی اور خجالت کے برا حال تھا۔ قائداعظم روانہ ہونے لگے تو ان حضرات نے دیر سے آنے پر بڑی معذرت کی۔ اس واقع کے بعد کسی مقتدر سے مقتدر شخص کو یہ جرات نہ ہوسکی کہ وہ تقریب میں دیر سے آئے۔

۵۔ ۱۹۴۴ء میں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا سالانہ اجلاس تھا۔ رات کے جلسہ میں قائداعظم تشریف لائے۔ آپ نے دریافت کیا کہ جلسہ کتنی دیر تک ہوگا۔ اس زمانے میں رات بھر کے جلسوں کی روایت تھی جو جلسہ نصف شب کے وقت ختم ہو جاتا اسے ناکام کہا جاتا۔ مقررین ہزاروں سامعین کو سامنے بٹھا کر شب بھر نغمہ سرائی کرتے اور ان کے جذبات میں ہیجان پیدا کرتے۔ قائداعظم نے فرمایا کہ نصف شب کے بعد جلسہ نہیں ہوگا۔ پھر فرمایا کہ تین گھنٹے سے زیادہ عوامی جلسہ نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ وقت بہت کافی ہے۔ آپ نے فرمایا پچاس ہزار آدمی شریک ہیں آپ رات بھر انہیں جگاتے ہیں وہ دوسرے دن کوئی کام دل جمعی سے نہیں کرسکیں گے۔ گویا پچاس ہزار آدمی کا نقصان ہوا۔ یہ قومی نقصان ہے۔ قائداعظم کی اس بات سے تمام نوجوانوں نے بڑا اثر قبول کیا اور یہی کوشش کی کہ رات بارہ بجے کے بعد کوئی جلسہ نہ کریں۔

۶۔ قائداعظم ۱۹۴۱ء میں پنجاب مسلم فیڈریشن کے سالانہ جلسہ کی صدارت کے لئے لاہور تشریف لائے وہ نوجوانوں کے مہمان کی حیثیت سے نیڈوز ہوٹل لاہور میں مقیم تھے۔ قائداعظم کا سارا پروگرام نوجوان ترتیب دیتے تھے۔ ایک روز راجہ غضنفر علی ملاقات کے لئے آئے۔ راجہ غضنفر علی قائداعظم کے رفیق اور ہمدم تھے۔ مرکزی حکومت میں قائداعظم انڈی پینڈنٹ پارٹی کے لیڈر اور راجہ غضنفر علی سیکرٹری تھے۔ قائداعظم اتفاق سے موٹر سے اتر رہے تھے۔ غضنفر علی آگے بڑھے اور باتیں کرتے ہوئے قائداعظم کے کمرے تک آئے۔ کمرے میں داخل ہونے لگے تو راجہ غضنفر علی نے کہا کہ قائداعظم میں آپ سے ملاقات کا خواہشمند ہوں قائداعظم نے فرمایا کہ میں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کا مہمان ہوں۔ میرا پروگرام نوجوانوں کے ہاتھ میں ہے۔ آپ ان سے وقت مقرر کیجئے۔ پنجاب کے وزیراعظم سر سکندر حیات خان نے قائداعظم سے ملنا چاہا۔ قائداعظم نے یہی جواب سر سکندر حیات کو دیا۔ وزیراعظم نوجوان کارکنوں سے ملاقاتوں سے گریز کرتے تھے۔ اب نوجوان کارکنوں کی باری تھی۔ نوجوانوں نے کہا کہ ہمیں آپ سے ملاقات کی فرصت نہیں ہے۔ وزیراعلیٰ دوروز بعد ٹیلیفون کر لیں۔ بالآخر بہت اصرار کے بعد نوجوانوں نے وزیراعظم پنجاب کو قائداعظم سے ملاقات کا وقت دیا۔

قائداعظم کی اس اصول پسندی سے صوبے میں نوجوانوں کا سیاسی مرتبہ بلند ہوا اور نوجوانوں کی قدر ومنزلت بڑھ گئی اور ان کا موثر سیاسی قوت کی حیثیت سے شمار ہونے لگا سیاسی تاریخ میں ایسی کوئی مثال نہیں ملتی کہ وزیراعظم پر کسی لیڈر نے نوجوانوں کو ترجیح دی ہو۔ یہی اصول پسندی قائداعظم کی سیرت کا جوہر تھا۔

۷۔ قائداعظم کے اسلامی کردار کے بارے میں یہ تاریخی واقعہ بیان کیا جاتا ہے جو تمام

پاکستانیوں خصوصاً نوجوان طبقے اور طلباء کیلئے باعث صد افتخار اور سبق آموز ہے۔ جارج ششم شاہ انگلستان کے زمانے میں ہندوستان کے لئے مزید اصلاحات کے سلسلے میں قائداعظم لندن تشریف لے گئے مذاکرات جاری تھے کہ قصر بکنگھم سے ظہرانے کی دعوت موصول ہوئی۔ اس زمانے میں قصر بکنگھم کی دعوت ایک اعزاز ہی نہیں بلکہ یادگار موقع ہوا کرتا تھا۔ لیکن قائداعظم نے یہ کہکر اس دعوت کی شرکت سے معذوری ظاہر کی کہ آجکل رمضان المبارک کا مقدس مہینہ ہے اور مسلمان اس مہینے میں روزے رکھا کرتے ہیں۔

۸۔ ان کے ہمعصر سیاست دان جو کم از کم ایک بار لازمی طور پر سلاخوں کی کوٹھڑی میں جانے کی سعادت حاصل کر کے عوام کی ہمدردیاں اور حمایت حاصل کرنے کے متمنی تھے شاید اس بات سے بے خبر تھے کہ شاھین کس طرح فضا میں پرفشاں ہو کر باد مخالف کا مقابلہ کرتا ہے اور مقابلہ کرنا ہی درحقیقت جوانمردی اور شجاعت کی دلیل ہے۔ وہ تمام نامساعد سیاسی حالات جو برصغیر کے دوسرے سیاستدانوں کو بوکھلا دیتے تھے جب اس جوانمرد کے روبرو حاضر ہوتے تو ادب سے سر تسلیم خم کر دیتے۔ قائداعظم کو ایک مرتبہ بھی برطانوی سامراج سلاخوں کے زندانوں میں مقید نہ کر سکا۔ یہ نہیں کہ انگریز انہیں قید نہیں کرنا چاہتے تھے بلکہ اس لئے کہ برطانوی سامراج کو اس امر کو عملی شکل دینے کا کوئی ادنیٰ سا بھی جواز دستیاب نہیں ہو سکتا تھا۔

۹۔ **لارڈ مونٹ بیٹن اور سر آغا خان کے تاثرات:** لارڈ مونٹ بیٹن یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ "میں تمام سیاسی زندگی میں جس شخصیت سے سب سے زیادہ متاثر ہوا وہ مسٹر محمد علی جناح کی ذات اور شخصیت تھی۔ اس میں میں نے منافقت کا شائبہ تک نہ دیکھا اتنا بلند کردار انسان اور قومی لیڈر شاید ہی مسلمانوں کو دوبارہ ملے" لارڈ مونٹ بیٹن نے یہ تاثرات اس احساس کے تحت بیان کئے کہ "میں اب عمر کے آخری دور میں داخل ہو گیا ہوں۔ بہت بوڑھا ہو چکا ہون اس عمر میں غلط بات نہیں کرونگا" سر آغا خان کے تاثرات "میں شاہوں سے ملا ہوں۔ فرمانرواؤں کو دیکھا ہے ساری عمر عالی دماغ لوگوں کی مجلس میں گذاردی ہے۔ قوموں کے عروج وزوال کو قریب سے مشاہدہ کیا ہے اور وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ جناح کے پائے کا روئے زمین پر ایک بھی رہنما نہ تھا۔ قدرت نے اسے بسمارک سے بھی فزوں تر قوت فیصلہ عطا کی تھی"

از قائداعظم نمبر۔ ضیا بار سے اقتباس ۱۰۔ قائداعظم کے سیاسی میدان میں ایک طرف انگریز قوم جو حکمران تھی دوسری طرف ہندو قوم تھی جو منظم تھی تیسری طرف اپنے ہی مسلمان بھائی تھے۔ جو غیر اقوام کی صفوں میں شامل تھے۔ قائداعظم کا کئی محاذوں پر دشمنوں سے مقابلہ تھا اور انگریز سامراج کی سلطنت کا سورج دنیا میں غروب نہیں ہوتا تھا ان کا مقابلہ آسان بات نہ تھی۔ ہندو قوم تعلیم میں کاروبار میں تجارت وصنعت وحرفت میں سرکاری ملازمتوں میں یعنی زندگی کے تمام شعبوں میں مسلمانوں سے بہت آگے تھی پھر ہندو قوم یہ چاہتی تھی کہ مسلمان قوم سے آٹھ سو سالہ غلامی کا بدلہ لیا جائے۔ ہندو قوم نے انگریز کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف مذموم سازشیں کیں اور ہر وہ حربہ استعمال کیا جو کوئی مہذب قوم نہیں کر سکتی۔

تسلیم کرنا پڑے گا کہ جناح کے عزم صمیم کے سامنے ایک خواب حقیقت بن کر سامنے آ گیا انہوں نے اپنے زمانے کی عظیم ترین شخصیتوں کو للکارا اور بازی جیت لی۔ بلبل ہند سروجنی نائیڈو نے کہا تھا۔ کاش کانگرس کے پاس سو گاندھیوں کے بجائے صرف ایک مسٹر جناح ہوتا۔ ایسی جنگوں میں وہی فاتح ہوتا ہے جس کا حوصلہ۔ جرات

شجاعت بے پناہ ہو جو خداداد صلاحیتوں سے بھرپور جس کا عزم چٹانوں جیسا ہو جس میں فیصلہ کرنے کی لازوال قوت ہو جو سیاست کے میدان کا شہسوار ہو جس کو قوم کا مفاد ہر چیز سے عزیز ہو جو نہ کسی کے آگے جھکے اور نہ کسی قیمت پر بکے۔ وہی کسی قوم کا رہنما۔ رہبر۔ قائد اور لیڈر ہو سکتا ہے خدا کے فضل سے قائد میں یہ ساری خوبیاں بدرجہ اتم موجود تھیں۔ اسی وجہ سے ہندوستان کے کروڑوں مسلمانوں نے اپنی تقدیر کی باگ ڈور ان کے ہاتھوں میں دے دی۔ تاریخ شاہد ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے جس قدر بھروسہ اور اعتماد قائداعظم پر کیا اتنا آج تک کسی لیڈر پر نہیں کیا ہندوستان کے مسلمان قائداعظم کے ایک ادنیٰ اشارے پر کٹ مرنے کے لئے تیار تھے۔ اس کے ایک اشارے پر اپنی جان و مال اور ہر قسم کی قربانیاں دینے کیلئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے۔ یہ سعادت صرف قائداعظم ہی کو حاصل تھی کہ وہ جو کچھ کہتے پوری قوم ان کی آواز پر لبیک کہتی ان کے ہر فیصلے پر سر تسلیم خم کرتی ان کی ہر بات کو حرف آخر سمجھتے تھے اور جانتے تھے کہ قائداعظم جو بھی کریں گے وہ مسلمانوں کی بھلائی کے لئے ہوگا اور کبھی بھی مسلم قوم کو دھوکہ نہ دیں گے۔ ملخص مضمون عالم علی سید

قائداعظم کا کردار میں نے قائداعظم کے حالات میں ایک مقام پر پڑھا کہ پاکستان کے قیام سے قبل جب قائداعظم پاکستان کے لئے تگ و دو کر رہے تھے اس نے کسی سے رات کے وقت کسی خبر کی تصدیق کے لئے پنڈت نہرو اور گاندھی کو فون کیا لیکن وہ سو رہے تھے پھر اس نے قائداعظم سے رابطہ قائم کیا وہ جاگ رہے تھے اس نے سوال کیا کہ میں نے پہلے دو رہنماؤں کو فون کیا تھا وہ سو رہے ہیں لیکن آپ جاگ رہے ہیں۔ قائداعظم نے معاً کہا کہ ” ان کی قوم جاگ رہی ہے اس لئے وہ سو رہے ہیں میری قوم سو رہی ہے اس لئے میں جاگ رہا ہوں “ یہ حقیقتاً ایک عظیم انسان تھے ان کا فیصلہ اٹل تھا وہ لچکنا ’ مڑنا اور جھکنا نہ جانتے تھے یہی وجہ ہے کہ پاکستان بن کے رہا۔ غیروں کی مخالفت اور اپنوں کی بیگانگی اس مرد مجاہد کے پائے استقلال کو ڈگمگا نہ سکی بلکہ یہ تمام مشکلات قائداعظم کے استقلال مسلسل اور سعی بلیغ کے سامنے ایسی خشک پتیاں بن گئی تھیں جو اس وقت کھڑکھڑاتی ہیں جب ہوا چلتی ہے۔ تعمیر ادب

اگر قائداعظم کافر تھے تو پھر کیا مولانا ابوالکلام آزاد۔ ڈاکٹر ذاکر حسین۔ مولانا حسین احمد مدنی۔ مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی سیف الدین کچلو مسلمان تھے جنہوں نے ڈٹ کر پاکستان کی مخالفت کی تھی۔ یہی نہیں بلکہ انہوں نے ہندوستان میں صدارت اور وزارت کے قلمدان سنبھالے تھے اور پاکستان کو نت نئی مشکلات میں مبتلا کیا آج ان کی اولاد کھلے عام پاکستان کو فرقہ واریت کا اکھاڑا بنا کر ملک کو ختم کرنا چاہتی ہے ہم پوچھتے ہیں کہ ان کفر ساز فیکٹریوں نے کسی کافر کو مسلمان بھی بنایا ہے۔ اور اب جس کی بدولت آج تک اسمبلی کے ممبر ہو بنگلوں مین رہتے ہو کئی کئی کاریں آپ کے زیر استعمال ہیں یہ سب اس کی بدولت ہیں جس پر کفر کا لیبل چسپاں کرتے ہو اللہ کی شان یہ قائداعظم ملت جعفریہ کا ایک فرد تھا۔

رتن بائی قائداعظم سے تقریباً ۲۴ سال چھوٹی تھی۔ یہ ۱۹۲۹ میں بیمار ہوئی اور انتقال کر گئی قائداعظم دل شکستہ ہو گئے خود بہت مصروف تھے۔ بیٹی دینا کی تربیت نانی نے کی جو بالکل غیر اسلامی ماحول میں ہوئی۔ نانی نے چپکے سے اس کا رشتہ ایک پارسی سے کر دیا باپ کو پتہ چلا۔ بیٹی کو منع کیا مولانا شوکت علی کو بھیجا کہ دینا کو اسلام سکھائیں لیکن کامیابی نہ ہوئی قائداعظم کے لئے یہ حادثہ بیوی کی موت سے بھی زیادہ تکلیف دہ تھا انہوں نے یکسر لڑکی سے تعلقات منقطع کر لئے اور کہلا بھیجا کہ کبھی میرے سامنے آنے کی جرات نہ کرنا تیرا میرا رشتہ اسلام کے ناطے سے تھا وہ ختم ہو گیا

جناح نے کانگرس سے کیوں رشتہ توڑا اس سلسلے میں کانگرس کے سالانہ سیشن منعقدہ دسمبر ۱۹۲۰ء کا ذکر کرتے ہوئے مسٹر سنہا لکھتے ہیں کہ "جب جناح نے اپنی تقریر کے دوران (عدم تعاون کی تجویز کی مخالفت میں) گاندھی جی کا حوالہ دیتے ہوئے انہیں مسٹر گاندھی کہا تو زبردست شور مچا اور حاضرین نے جناح کو چیخ کر کہا کہ وہ گاندھی جی کو مہاتما گاندھی کہیں۔ یہ افسوسناک واقعہ سنگین صورت اختیار کر گیا کہ جناح نے حاضرین کے حکم یا ان کے دھونس جمانے کی روش کے آگے جھکنے سے انکار کر دیا تھا اور صدر محترم اور عظیم المرتبت لیکن کہنہ سال SHARI VIJAY RAGHAVA CUARIAR اس کشیدہ صورت حال پر قابو نہ پا سکے اور نہ جلسے سے بھرے ہوئے شرکاء کو اور نہ ہی جناح کو جو گاندھی جی کو مسٹر گاندھی کہکر اپنے پارلیمانی حق پر مصر تھے سمجھانے میں کامیاب ہو سکے (قائد اعظم نے پوری زندگی جو کچھ کہا یا کیا سوچ کر کہا یا کیا پھر اس پر سختی سے ڈٹ گئے اس سے ہٹنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا) یہ واقعہ کہ جس کی اہمیت کو سمجھا گیا اور نکتہ راس سے پسند کیا گیا۔ گویا مصیبت کی ابتدا تھی جس نے بالآخر ہندوستان کو تقسیم کیا اور حصہ پاکستان کو وجود میں لانے کا سبب بنا۔ قائد اعظم کہا کرتے تھے کہ وہ ناکامی کے لفظ سے ناآشنا ہیں اور فی الواقع انہوں نے کامیاب زندگی گذار کر اسے عملاً ثابت کر دیا۔ جناح اس بات پر یقین نہ رکھتے تھے کہ منافقت اور عیاری کو "سیاست میں سب کچھ جائز" کا لبادہ اوڑھا دیا جائے۔ جنگ ۲۵ اگست ۲۰۰۱ء

(بہت ضروری) قائداعظم کا مثالی کردار (اقربا پروری کی مخالفت) اپنی جان نثار۔ رفاقت۔ شعار اور انتہائی ذہین بہن کو کوئی عہدہ دینا تو ایک طرف مسلم لیگ میں کوئی منصب تفویض کرنا پسند نہ کیا کہ اس میں اقربا پروری کا شائبہ ہوگا۔ قائداعظم کا حقیقی بیٹا تھا کوئی نہیں چہیتی بیوی کی اکلوتی یادگار چہیتی بیٹی تھی لیکن جب اس نے غیر مسلم سے شادی کر لی تو آخری وقت تک اس کو منہ نہ لگایا۔ ان کی ایک ہمشیرہ محترمہ شیریں بائی کے لائق بیٹے اکبر پیر بھائی کو مرحوم چندریگر نے مقامی مسلم لیگ کی کسی ذیلی کمیٹی کا چیئرمین بنانے کی تجویز قائداعظم کو پیش کی تو انہوں نے یہ کہکر مسترد کر دی کہ اکبر کی سب سے بڑی نااہلیت یہ ہے کہ یہ میرا رشتہ دار ہے۔ جنگ

قائد اعظم کی پہلی شادی اور والدہ قائداعظم جب اعلیٰ تعلیم کے لیے عازم لنڈن ہوئے تو والدہ کے اصرار پر ان کی شادی ایک 14 سالہ خوبرو لڑکی "ایمی بائی" سے کر دی گئی کیونکہ ان کی والدہ کو یہ وہم تھا کہ لنڈن میں کوئی انگریز لڑکی (میم) ان کے لخت جگر کو اپنے دام الفت میں اسیر کر لے گی اس شادی کے چند روز بعد لندن کے لیے روانہ ہو گئے اور ان کی لندن سے واپسی سے قبل نہ صرف ان کی بیوی بلکہ والدہ بھی اللہ کو پیاری ہو چکی تھی۔ رہبر ادب۔

سید علی ہمدانیؒ مولف مودۃ القربیٰ۔ لقمہ حلال آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ حرام یا مشتبہ لقمہ آپ کے حلق سے نہ گذرتا تھا۔ امیر تیمور نے جب یہ سنا تو امتحان کی غرض سے آپ کی دعوت کی اور خادم سے کہا کہ وجہ حرام سے کھانا تیار کرو۔ خادم چراگاہ سے ایک بڑھیا کا بکرا پکڑ لائے اسے ذبح کر کے کھانا تیار کیا۔ مذکورہ شاہ ہمدانؒ دعوت پر آئے کھانا پیش کیا گیا۔ آپ تناول فرما گئے مگر حلق سے لقمہ نہ اٹکا۔ امیر تیمور خوش تھا کہ شاہ ہمدانؒ امتحان میں فیل ہو گئے۔ اس نے کھانے کے بعد کھانے کی حرمت کے بارے میں سوال کیا۔ شاہ ہمدانؒ نے فرمایا یہ تیرے لئے حرام ہے میرے لئے حلال ہے وہ پریشان ہو گیا۔ اتنے میں ایک عورت فریاد کرتی آئی کہ میں نے ایک بکرا امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ کی نذر کے لئے رکھا ہوا تھا جس کو تیرے لوگ پکڑ لائے ہیں حضرت شاہ ہمدان مسکرا دیے اور امیر تیمور بہت شرمندہ ہوا اور ادفتحیہ۔

شیخ عبدالقادر کی بے بنیاد حکایت معتقدین نے یہ بے بنیاد کرامت مشہور کر رکھی ہے۔ ایک بڑھیا اپنا لڑکا پیران پیر دست گیر شیخ عبدالقادر کی خدمت میں لائی اور کہا پیر صاحب اس کو پڑھا دیجئے بڑھیا پیر صاحب کے پاس اپنا لڑکا چھوڑ کر چلی گئی پیر صاحب نے لڑکے کو تعلیم دینا شروع کی ایک روز لڑکا بیمار ہوا اور مر گیا۔ پیر صاحب نے بڑھیا کو لڑکے کے مرنے کی اطلاع دی بڑھیا اپنا ڈنڈا لے کر آ گئی اور کہا پیر صاحب میں اپنا لڑکا آپ سے لونگی میں نے تو پڑھانے کے لئے دیا تھا مارنے کے لئے نہیں۔ میں جب تک آپ سے اپنا لڑکا نہ لونگی ہرگز نہ جاؤں گی۔ شیخ صاحب بہت پریشان ہوئے دیکھا کہ ملک الموت روح کو لیکر جا رہے ہیں۔ اشارہ سے بلایا اور کہا اس بڑھیا کے لڑکے کے جسم میں اس کی روح کو واپس کر دو ملک الموت نے کہا کہ واہ شیخ صاحب خدا کے حکم سے تو روح نکالی ہے آپ کے حکم سے کیسے داخل کر دوں آخر آپس میں جھگڑا پڑا تو شیخ صاحب نے ملک الموت کے منہ پر ایک تمانچہ مارا جس کی وجہ سے ملک الموت کے ہاتھوں سے زنبیل چھوٹ کر گر پڑی جس میں بہت سی روحیں تھیں وہ سب زنبیل سے نکل کر بھاگ گئیں اور اپنے جسموں میں داخل ہو گئیں اور وہ سب زندہ ہو گئے ملک الموت روتے ہوئے خدا کے پاس آئے اور خدا سے فریاد کرنے لگے کہ اے خدا تیرے فلاں بندے نے میرے ساتھ یہ کیا کہ منہ پر تمانچہ مارا اور روحوں کی زنبیل چھین لی اور سب مردوں کو زندہ کر دیا۔ خدا نے جواب دیا کہ ہاں وہ ایسے ہی ہیں لہذا اب خاموشی بہتر ہے اگر وہ مجھ سے کہیں کہ جتنے آدمی آج تک مرے ہیں سب کو زندہ کر دو تو مجھ کو زندہ کرنے پڑیں گے۔ ستون ہدایت (یہ حکایت محض اس لئے لکھی ہے کہ قارئین سوچیں کہ مسلمانوں نے اسلام کا کیسا مذاق اڑایا ہے کیا خدا اور ملک الموت اتنے بے بس ہیں)

حضرت داؤد کا جنت کا ہمنشین روایت ہے کہ جناب داؤد نے اپنی مناجات میں عرض کیا۔ خدایا میں اپنے جنت کے ساتھی کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ جواب آیا کل سویرے شہر سے باہر جاؤ جو آدمی سب سے پہلے ملے وہی تمہارا ساتھی ہوگا۔ جناب داؤد دوسرے دن باہر گئے دیکھا ایک آدمی اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا لئے آ رہا ہے حضرت داؤد نے پوچھا۔ کیا شغل رکھتے ہو؟ اس نے عرض کیا روزانہ لکڑیاں لاتا ہوں ان کو شہر میں لا کر ایک درہم میں بیچ دیتا ہوں اس کے تین حصے کرتا ہوں ایک حصہ اپنی ماں کو دیتا ہوں ایک حصے میں اپنے اہل وعیال کا نفقہ پورا کرتا ہوں اور ایک حصہ فقیروں کو دے دیتا ہوں۔ جناب داؤد نے فرمایا تم واقعی پیغمبر کی ہمنشینی کے لائق ہو۔ کل سے تم میرے پاس آؤ میں ایک درہم روزانہ دیا کرونگا تم جس طرح جنت میں ساتھی ہو دنیا میں بھی رہو۔ اس نے عرض کیا یہ مرتبہ اسی محنت کی وجہ سے ملا ہے اگر میں یہ محنت چھوڑ دوں تو کہیں یہ مرتبہ بھی مجھ سے چھن نہ جائے میں اسی طرح محنت کر کے بندگانِ خدا کی خدمت کرونگا۔ خاشعین کی نماز (ص ۱۳۶)

علامہ نذر حسین ظفر اعلی اللہ مقامہ میری پوری زندگی کے سب سے بڑے رفیق اور ان کی زندگی کا میں سب سے بڑا رفیق۔ کوٹلہ سیداں تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم 1934ء میں پیدا ہوئے۔ 15 جولائی 2001ء دارالعلوم محمدیہ سرگودھا میں وفات پائی اور بھلوال کے قبرستان میں سپرد خاک ہوئے۔ یہ کیا تھے؟

یہ اعلیٰ وارفع انسان تھے جو بیک وقت کئی خصوصیات اور فضائل کے حامل تھے عالم باعمل تھے صاحب فکر وفہم تھے۔ عفت کا سراپا' اخلاق ووفا کا مجسمہ' صبر ورضا کا پیکر تھے۔ شدائد وآفات وبلیات زمانہ' خطوب وکروب جہاں' مصائب وآلام واسقام اور ہر نقص ونقصان پر صبر وتحمل وسکوت کی درخشندہ مثال تھے۔ حالات کی سختیوں اور

زمانے کی تلخیوں سے نہ گھبرانے والے انتہائی جراءت مند انسان اور اخلاق کریمہ کا روشن اور عالیشان مینار تھے۔ زینت الاحباب والمدرسہ محسن قوم جلیل القدر فرید الدہر صاحب فضل وافتخار ذوالعزت والوقار کریم النفس شریف الطبع پاک دامن مجسمہ الفت عین رافت سرچشمہ محبت پرکشش شخصیت منبع اخلاق فراخدل بدر تاباں خندہ رو ہنس مکھ دلجولے ہر دلعزیز خوش الحان شیریں بیان سرمایہ نشاط فقید المثال عظیم موا سی راضی برضائے خدا صابر و شاکر قناعت وسادگی پسند داعی صلح وآشتی ناشر علوم محمد وآل محمد ﷺ عالم نبیل مجد اعظم بارع مدقق فصیح وبلیغ رئیس سخنہائے گفتنی مدرک علوم عربیہ سلطان اقلیم ادبیات عربیت کے مجتہد استاذ العلماء اورعزادار سید الشہداء تھے۔

آپ کا علم وادب محتاج تعارف نہیں بلکہ اظہر من الشمس وابین من الامس ہے۔ آپ بلند پایہ ادیب فقیہ اور خطیب تھے۔ عربی میں ایک ضرب المثل مشہور تھے الادب یرفع الخامل۔ ادب گمنام کو مشہور کرتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ العلامہ یرفع الادب یعنی علامہ نے میدان ادب میں قدم رنجہ فرما کر ادبی دنیا کو اپنی علمی استعداد اور قابلیت سے گمنامی وخمول کے اندھیروں سے نکال کر شہرت ومقبولیت کا نور بخشا اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہر منصف مزاج سلیم الطبع اور صحیح الدماغ انسان تسلیم کرتا ہے۔ آپ کی ذہانت وفطانت ونباہت فصاحت وبلاغت زبان آوری علوالرائی اور جودۃ العقل کسی سے مخفی نہیں ہے۔ ادبی وعلمی لغزش آپ سے کوسوں دور تھی تشنگان علم دور دراز سے سفر کر کے آپ کے پاس آتے اور اپنی علمی پیاس بجھاتے تھے۔ درس وتدریس سے بڑھ کر کوئی چیز مرغوب نہ تھی۔ جس پر نصف صدی دارالعلوم محمدیہ میں بحیثیت مدرس رہنا دلالت کرتا ہے۔ پڑھانے کا انداز سب سے الگ تھا۔ ہزار با قابل شاگرد آپ کی محنت شاقہ جہد بلیغ اور مساعی جمیلہ کی بین دلیل ہیں آپ کا درس زیادہ تر تفسیر قرآن احادیث معصومین خطبات نہج البلاغہ متنبی حماسہ عبرات نظرات مقامات وغیرہ پر مشتمل ہوتا تھا۔ دوران تدریس اکثر واقعات غریبہ نکات عجیبہ اشعار نفیسہ وسنجیدہ لطائف مفیدہ ومناظرانہ نوک جھوک بھی ارشاد فرماتے تھے۔ طلبہ کی حوصلہ افزائی آپ کا طرہ امتیاز تھا آپ کامل استاد تھے۔ استاد میں جو جو صفات حمیدہ ہونی چاہئیں وہ آپ میں بدرجہ اتم واکمل موجود تھیں بوقت درس کبھی اکتاہٹ تنگدلی اور کسی قسم کے رنج وتعب کا اظہار نہ فرماتے تھے اور نہ ہی ملول ہوتے تھے۔ آپ کا انداز گفتگو بھی منفرد تھا۔ گفتگو کی عذوبت میں اپنی مثال آپ تھے۔ نہایت رقیق القلب اور ارفع اخلاق کے نمونہ تھے۔ بہت بڑے غریب نواز تھے۔ حاجت مندوں کی حتی الامکان حاجات کو پورا فرماتے تھے۔ ہر آنے والے کو اھلاً وسہلاً ومرحبا فرماتے اور نہایت خندہ روئی سے پیش آتے تھے۔

آپ کی عبادت وریاضت کا کیا کہنا پیرانہ سالی کے باوجود بھی نماز فریضہ کے بعد بہت دیر مصلی پر تعقیبات واذکار طیبہ سے تعطیر لسان آپ کے معمولات میں سے تھا۔ درس بھی باوضو پڑھاتے تھے۔ گناہ سے آپ کو انتہائی نفرت تھی فرشتہ سیرت انسان تھے اور صحیح معنوں میں متمسک بالثقلین تھے۔ کئی فضلا کا بیان ہے کہ یہ بھول کر بھی اور سوئے ہوئے بھی عربی غلط نہ پڑھتے تھے۔

خدا بخشے بہت ہی خوبیاں تھیں مرنے والے میں

طور بالا زیادہ تر اقتباس ہے عزیز مکرم مولوی اظہر عباس حیدری خلف الرشید رئیس المناظرین علامہ تاج الدین حیدری سلمہ اللہ شاگرد رشید علامہ مرحوم کے المبلغ کے مضمون کا جو سو فیصد حقائق ہیں۔

میں تو یہ سمجھا تھا کہ لوٹ آتے ہیں جانے والے　　　تو نے جا کر تو جدائی میری قسمت کر دی

ے بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی — یہ شخص پورے شہر کو ویران کر گیا
ے گزر تو جائے گی تیرے بغیر بھی لیکن — بہت اداس بڑی سوگوار گذرے گی
ے کب تک کسی کے سوگ میں روئیں گے بیٹھ کر — ہم خود کو کتنی بار یہ سمجھا کے رو پڑے
ے پھول تو کھلتے ہیں کھل کر بکھر جاتے ہیں — یادیں رہتی ہیں انسان بکھر جاتے ہیں
ے جنہیں ہم دیکھ کے جیتے تھے ناصر — وہ لوگ آنکھوں سے اوجھل ہو گئے ہیں
ے وہ صورتیں الٰہی کس دیس بستیاں ہیں — اب جن کے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں
ے وہ رفتگان خاک کہ جن کی تمام عمر — خالی محبتوں سے کوئی بات بھی نہ تھی
ے ایسے گئے کہ خط بھی نہ بھیجا رسید کا — گویا کبھی کسی سے ملاقات ہی نہ تھی
ے تربت پہ تیری رحمت حق کا نزول ہو — حامی تیرا خدا اور اس کا رسول ہو
ے تمہارے بعد خدا جانے کیا ہوا دل کو — کسی سے ربط بڑھانے کا حوصلہ نہ رہا
ے اس شہر بے چراغ میں جائے گی تو کہاں — آ اے شب فراق تجھے گھر ہی لے چلیں

7 ماہ رمضان المبارک 1422ء شب جمعہ پورے پونے چار بجے اس مقدس موصوف کو میں نے خواب میں سفید نورانی لباس میں دیکھا خواب بغلگیر ہو کر ملے میں نے عرض کیا آپ تو جنت میں ہیں۔ فرمایا الحمدللہ جنت میں ہوں۔ پھر میں کچھ بات کرنے کا ارادہ کر ہی رہا تھا کہ آنکھ کھل گئی۔ آج انتہائے سحری 5 بجکر 6 منٹ تھی۔ میں معمولاً تین بجے اٹھ کر اپنی ضروریات سے فراغت کے بعد مسجد میں چلا جایا کرتا تھا لیکن اس روز خلاف معمول تین بجے کے بعد بستر پر لیٹ کر جاگتا رہا۔ مجھے یقین ہے کہ عین اس وقت یہ خواب دکھانے کے لئے میری آنکھ لگی نہیں بلکہ لگوادی گئی پھر فوراً جاگنے کے بعد مسجد میں نماز شب سے قبل دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی۔ یااللہ! میرا یہ خواب سچا اور بالکل حقیقت ہو۔ جنت اگر ایسے مقدس دینی اساتذہ کے لئے نہیں تو پھر کن کے لئے ہے۔ قارئین سے التماس ہے کہ ان کے ایصال ثواب کے لئے سورۂ فاتحہ اور تین بار سورۂ اخلاص پڑھ دیں۔

1۔ قرآنی دلچسپ معلومات

۱۔ وہ سورتیں جو الحمد سے شروع ہوتی ہیں۔ پانچ ہیں۔ ۱۔ فاتحہ ۲۔ انعام ۳۔ کہف ۴۔ سبا ۵۔ فاطر

۲۔ " الٓ ۔ تیرہ ہیں۔ ۱۔ بقرہ ۲۔ آل عمران ۳۔ اعراف ۴۔ یونس ۵۔ ھود ۶۔ یوسف ۷۔ رعد ۸۔ ابراہیم ۹۔ حجر ۱۰۔ عنکبوت ۱۱۔ روم ۱۲۔ لقمان ۱۳۔ الم سجدہ

۳۔ یاایھا الذین امنوا " " " تین ہیں۔ ۱۔ مائدہ ۲۔ حجرات ۳۔ ممتحنہ

حٰمٓ سات ہیں۔ ۱۔ مومن ۲۔ حٰم سجدہ ۳۔ شوریٰ ۴۔ زخرف ۵۔ دخان ۶۔ جاثیہ ۷۔ احقاف۔

۵۔ یاایھا النبی تین ہیں۔ ۱۔ الاحزاب ۲۔ طلاق ۳۔ تحریم

۶۔ طٰسٓ " " " تین ہیں۔ ۱۔ نمل ۲۔ قصص ۳۔ شعراء

۷۔ یاایھا الناس دو ہیں۔ ۱۔ نساء ۲۔ حج

۸۔ تبارک الذی دو ہیں۔ ۱۔ فرقان ۲۔ ملک

۹۔ تین ہیں۔ ا۔ حدید ۲۔ حشر ۳۔ الصف
۱۰۔ " " " یسبح " " " " دو ہیں۔ ا۔ جمعہ ۲۔ تغابن
۱۱۔ قد " " " دو ہیں۔ ا۔ مومنون ۲۔ مجادلہ
۱۲۔ " " " اقترب " " " دو ہیں۔ ا۔ انبیاء ۲۔ قمر
۱۳۔ والسماء " " " دو ہیں۔ ا۔ البروج ۲۔ طارق
۱۴۔ یایھا " " " دو ہیں۔ ا۔ مزمل ۲۔ مدثر
۱۵۔ لااقسم " " " دو ہیں۔ ا۔ قیامت ۲۔ بلد
۱۶۔ " " " اذا " " " سات ہیں۔ ا۔ واقعہ ۲۔ منافقون ۳۔ زلزال ۴۔ نصر ۵۔ تکویر ۶۔ انفطار ۷۔ انشقاق
۱۷۔ انا " " " چار ہیں۔ ا۔ نوح ۲۔ قدر ۳۔ کوثر ۴۔ فتح
۱۸۔ قل " " " پانچ ہیں۔ ا۔ جن ۲۔ کافرون ۳۔ اخلاص ۴۔ فلق ۵۔ الناس
۱۹۔ " " " ھل اتی " " " دو ہیں۔ ا۔ دھر ۲۔ تغابن
۲۰۔ مندرجہ بالا ۷۱ سورتیں ہیں بقایا ۴۳ سورتیں ایک ایک لفظ سے شروع ہوتی ہیں۔

2۔ ا۔ ایک رکوع والی ۴۶ سورتیں ہیں۔ ۲۔ ۲ رکوع والی ۱۸ سورتیں ہیں۔ ۳۔ ۳ رکوع والی ۱۰ سورتیں ہیں۔ ۴۔ ۴ رکوع والی ۶ سورتیں ہیں۔ ۵۔ ۵ رکوع والی ۵ سورتیں ہیں۔ ۶۔ ۶ رکوع والی ۸ سورتیں ہیں۔ ۷۔ ۷ رکوع والی ۴ سورتیں ہیں۔ ۸۔ ۸ رکوع والی ۲ سورتیں ہیں۔ ۹۔ ۹ رکوع والی ۴ سورتیں ہیں۔ ۱۰۔ ۱۰ رکوع والی ۳ سورتیں ہیں۔ ۱۱۔ ۱۱ رکوع والی ۲ سورتیں ہیں۔ ۱۲۔ ۱۲ رکوع والی ۳ سورتیں ہیں۔ ۱۳۔ ۱۳۔۱۴۔۱۵ رکوع والی کوئی سورۂ نہیں ہے۔ ۱۴۔ ۱۶ رکوع والی ۳ سورتیں ہیں۔ ۱۵۔ ۱۷۔۱۸۔۱۹ رکوع والی کوئی سورۂ نہیں ہے۔ ۱۶۔ ۲۰ رکوع والی ۲ سورتیں ہیں۔ ۱۷۔ ۲۱۔۲۲۔۲۳ رکوع والی کوئی سورۂ نہیں ہے۔ ۱۸۔ ۲۴ رکوع والی ۲ سورتیں ہیں۔ ۱۹۔ ۴۰ رکوع والی ایک سورۂ بقرہ ہے

3۔ قرآن کی کل ۱۱۴ سورتیں ہیں۔ سورۂ توبہ میں بسم اللہ نہیں ہے۔ سورۂ نمل میں بسم اللہ دو مرتبہ ہے۔ قرآن کریم میں ۵۵۸ رکوع ہیں۔ سب سے بڑا رکوع پارہ نمبر ۲۳ رکوع نمبر ۶ احشر الذین ظلموا۔ کل آیات ۶۲۸۵ ہیں۔ سب سے بڑی آیت پارہ نمبر ۳ سورہ بقرہ رکوع ۳۹ یایھا الذین امنوا۔ سب سے چھوٹی آیت پارہ نمبر ۲۹ رکوع ۱۵ سورۂ مدثر آیت نمبر ۲۱ ثم نظر ہے۔ پورے کلام مجید میں ایک آیت والا رکوع پارہ نمبر ۲۹ سورۂ مزمل کا دوسرا رکوع ہے۔

4۔ وہ پارے جن میں کوئی سورۂ شروع نہیں ہوتی وہ دوسرا اور پانچواں دو پارے ہیں۔
وہ پارے جو سورۂ سے شروع ہوتے ہیں۔ آٹھ ہیں۔ ا۔ پہلا پارہ سورۂ فاتحہ ۲۔ ۱۵ پارہ بنی

اسرائیل۔۳۔۱۷ پارہ الانبیاء۔۴۔۱۸ پارہ مومنون۔۵۔۲۶ پارہ احقاف۔۶۔ پارہ نمبر ۲۸ سورۂ مجادلہ۔۷۔۲۹ پارہ سورۂ ملک۔۸۔۳۰ پارہ سورۂ نباء

5۔ وہ پارے جو سورہ پر ختم ہوتے ہیں۔ آٹھ ہیں ۱۔۱۴ سورۂ نمل پر ۲۔۱۶ طٰہٰ پر ۳۔۱۷ حج پر ۴۔۲۵ جاثیہ پر ۵۔۲۷ حدید پر ۶۔۲۸ تحریم پر ۷۔۲۹ مرسلات پر ۸۔۳۰ والناس پر

6۔ وہ آیت جس میں تمام حروف تہجی موجود ہیں پارہ نمبر ۴ رکوع نمبر ۷ سورۂ آل عمران رکوع کی چھٹی آیت ثم انزل

7۔ وہ سورتیں جو مختلف پاروں میں تقسیم ہیں۔ ۱۔ بقرہ ۱۔۲۔۳ پارے میں ہے

۲۔ آل عمران ۳۔۴ پارے میں ہے۔ ۳۔ انساء ۴۔۵۔۶ پارے میں ہے۔

۴۔ المائدہ ۶۔۷ پارے میں ہے۔ ۵۔ انعام ۷۔۸ پارے میں ہے۔

۶۔ اعراف ۸۔۹ پارے میں ہے۔ ۷۔ انفال ۹۔۱۰ پارے میں ہے۔

۸۔ توبہ ۱۰۔۱۱ پارے میں ہے۔ ۹۔ یوسف ۱۲۔۱۳ پارے میں ہے۔

۱۰۔ حجر کی پہلی آیت ۱۳ پارے میں اور باقی ۹۸ آیات ۱۴ پارے میں ہیں۔

۱۱۔ کہف ۱۵۔۱۶ پارے میں ہے۔ ۱۲۔ فرقان ۱۸۔۱۹ پارے میں ہے۔

۱۳۔ نمل ۱۹۔۲۰ پارے میں ہے۔ ۱۴۔ عنکبوت ۲۰۔۲۱ پارے میں ہے۔

۱۵۔ احزاب ۲۱۔۲۲ پارے میں ہے۔ ۱۶۔ یٰس ۲۲۔۲۳ پارے میں ہے۔

۱۷۔ زمر ۲۳۔۲۴ پارے میں ہے۔ ۱۸۔ حم سجدہ ۲۴۔۲۵ پارے میں ہے۔

۱۹۔ ذاریات ۲۶۔۲۷ پارے میں تقسیم ہے۔

8۔ وہ پارے جن میں رکوع مکمل یا نامکمل ہے ان کی چار قسمیں ہیں

پہلی قسم وہ پارے جن کے رکوع دونوں طرف سے مکمل ہیں۔ ۱۔۱۴۔۱۷۔۱۸۔۲۸۔۲۹۔۳۰۔

دوسری قسم وہ پارے جن کے رکوع دونوں طرف سے نامکمل ہیں۔ ۵۔۶۔۹۔۱۰۔۱۱۔۱۲۔۲۲۔

تیسری قسم وہ پارے جن کے رکوع پہلی طرف سے نامکمل دوسری طرف سے مکمل ہیں
۳۔۷۔۱۳۔۱۶۔۲۰۔۲۳۔۲۵۔۲۷۔

چوتھی قسم وہ پارے جن کے رکوع پہلی طرف سے مکمل دوسری طرف سے نامکمل ہیں
۲۔۴۔۸۔۱۵۔۱۹۔۲۱۔۲۴۔۲۶۔

9۔ مکی سورتوں میں یاایھا الذین امنو نہیں ہے۔ یاایھا الذین امنوا ۹۲ دفعہ مدنی سورتوں میں آیا ہے۔ مشرقین (ق کے ساتھ) قرآن میں دو مقامات پر آیا ہے۔ پارہ نمبر ۱۹ رکوع نمبر ۸ سورۂ شعراء۔ ۲۔ پارہ نمبر ۱۴ رکوع نمبر ۵ سورۂ حجر = کل سجدے ۱۵ ہیں ۴ واجب (۲۱۔۲۴۔۲۷۔۳۰ پارہ) ۱۱ مستحب۔ قرآن میں درمیانی لفظ ولیتلطف پارہ نمبر ۱۵ رکوع نمبر ۱۵ ہے۔ مکی سورتوں میں یاایھا النبی نہیں ہے۔ حروف مقطعات ۲۹ ہیں۔ مکی سورتیں ۸۶ اور مدنی ۲۸ ہیں

10۔ پورے کلام مجید میں ... دو ... آیت والے ہیں سورۂ بقرہ رکوع ۳۹ یاایھا الذین امنوا ... سورۂ بقرہ رکوع ۷ واذا ستقی

11۔ قرآن پاک کی ۷ منزلیں ہیں۔ پہلی فاتحہ سے اختتام نساء تک۔ دوسری مائدہ سے اختتام توبہ تک۔ تیسری یونس سے اختتام النحل تک۔ چوتھی بنی اسرائیل سے اختتام فرقان تک۔ پانچویں شعرآء سے اختتام یٰس تک۔ چھٹی والصفت سے اختتام الحجرات تک۔ ساتویں ق سے اختتام والناس تک

12۔ کلام مجید میں سب سے بڑی سورۂ بقرہ ہے۔ سب سے چھوٹی سورۂ کوثر ہے۔
حیوانوں کے نام پر ۵ سورتیں ہیں۔ ۱۔ بقرہ ۲۔ فیل ۳۔ نمل ۴۔ النحل ۵۔ عنکبوت۔
انبیاء کے نام پر ۶ سورتیں ہیں ۱۔ یونس ۲۔ ابراہیم ۳۔ یوسف ۴۔ ھود ۵۔ محمد ۶۔ نوح
قرآن مجید میں ایک صحابی کا نام ہے زید بن حارثہ
قرآن مجید میں ۲۶ انبیاء کے نام ہیں قرآن میں سب سے زیادہ ذکر حضرت موسیٰ کا ہے۔ قرآن کی مدت نزول تقریباً ۲۳ سال ہے حضرت مریمؑ وہ واحد خاتون ہیں جن کو نام کے ساتھ یاد کیا گیا ہے۔
دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب قرآن مجید ہے۔ وہ تین اشخاص جو پیغمبر نہیں تھے مگر قرآن مجید میں ان کا ذکر ایسے الفاظ میں آیا ہے۔ لقمان۔ عزیر۔ ذوالقرنین۔ = وہ سورتیں جن کے نام صرف دو حرفوں پر مشتمل ہیں۔ جن۔ رجم۔ صف۔ = کون سے ایک حرفی مقطعات قرآن میں آئے ہیں۔ ق۔ ن۔ ص۔ = قرآن کی کتنی سورتیں ایک رکوع پر مشتمل ہیں۔ ۳۶۔ = قرآن کی کس سورۂ میں صرف ایک زیر ہے۔ سورہ توحید۔ سورۂ یسٰ میں مبین ۷ مرتبہ آیا ہے۔ حضورؐ کا نام احمد صرف ایک مرتبہ آیا ہے۔ وہ سورۂ جس کے درمیان بسم اللہ الرحمن الرحیم ہے سورۂ نمل ہے۔ پانچ نام پیغمبر خدا کے قرآن مجید میں مرقوم ہیں۔ محمد۔ احمد۔ عبداللہ۔ یسٰ۔ نون

بہ تعاون:۔ رئیس الحفاظ راجہ محمد عنایت سلمہ اللہ دار العلوم محمدیہ سرگودھا

فہرست تعداد حروف و اعراب وغیرہ (مترجم فرمان علی مرحوم)

نام الفاظ	تعداد	نام الفاظ	تعداد	نام الفاظ	تعداد	نام الفاظ	تعداد	نام الفاظ	تعداد
ا	۴۸۸۷۲	خ	۲۴۱۶	ش	۲۲۵۳	غ	۲۲۰۸	ن	۲۶۵۶۰
ب	۱۱۴۲۸		۵۶۴۲	ص	۲۰۱۳	ف	۸۴۹۹	و	۲۵۵۳۶
ت	۱۱۹۹	ذ	۴۶۹۷	ض	۱۶۰۷	ق	۶۸۱۳	ہ	۱۹۰۷۰
ث	۱۲۷۶	ر	۱۱۷۹۳	ط	۱۲۷۴	ک	۹۵۲۲	لا	۳۷۲۰
ج	۳۲۷۳	ز	۱۵۹۰	ظ	۸۴۲	ل	۳۴۳۲	ے	۲۵۰۱۹
ح	۹۷۳	س	۵۸۹۱	ع	۲۲۰۰	م	۲۶۵۳۵	کل حروف	۲۶۷۰۵۳

فتحات ۵۳۲۴۳ نقاط ۱۰۵۶۸۴ ضمات ۸۸۰۴ مدات ۱۷۷۱ کسرات ۳۹۵۸۲ تشدیدات ۱۲۵۳

(زبریں) (پیشیں) (زیریں)

آج کا کام کل نہیں بلکہ ابھی کرو داناؤں کے رجسٹروں میں ''کل'' کا لفظ کہیں نہیں ملتا۔ البتہ بیوقوفوں کی جنتریوں میں بکثرت مل سکتا ہے عقلمندی اس لفظ کو قبول نہیں کرتی اور نہ سوسائٹی اس کو منظور کرتی ہے۔ یہ تو محض بچوں کا بہلاوا ہے کہ فلاں کھلونا تم کو کل لے دیا جائے گا۔ یہ ایسے لوگوں کے استعمال میں آنے والی چیز ہے جو صبح سے شام تک خیالی پلاؤ پکاتے رہتے ہیں اور شام سے صبح تک خواب دیکھتے رہتے ہیں کامیابی کی شاہراہ پر بے شمار اپاہج سسکتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ ہم نے اپنی تمام عمر ''کل'' کے تعاقب کرتے ہوئے کھودی اور اپنی قبر اپنے ہاتھوں سے کھودی ہم اس دھوکے میں ہاتھ دھوئے بیٹھے رہے کہ ''کل'' ہمارے لئے اچھی اچھی نعمتیں اور فائدہ منداشیاء لائے گی لیکن یہ محض دھوکے کی ٹٹی نکلی۔ ''کل'' شیطان کا مقولہ ہے۔ تواریخ کے تمام اوراق ''کل'' کے شاندار شکاروں سے پر ہیں۔ حیف ہے ان بدنصیب انسانوں پر جن کی تجاویز صرف اس ''کل'' کے لفظ نے پوری نہ ہونے دیں۔ ''کل'' کا لفظ ست الوجود۔ نالائقوں اور بدبختوں کی جائے پناہ ہے

آج کرنے کے لائق فرض کو کل تک ملتوی کرنے میں جو طاقت برباد ہوتی ہے اس طاقت سے اکثر وہ کام کیا بھی جا سکتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کام کو جو ملتوی ہوتا آیا ہے سرانجام دینا مشکل اور ناخوشگوار ہو جاتا ہے جو کام وقت پر آسانی سے کیا جا سکتا ہے وہ ہفتوں اور مہینوں تک پڑا رہنے کے باعث وبال جان معلوم ہونے لگتا ہے اس کا وزن ہر روز بڑھتا جاتا ہے اور غفلت ہر روز ناطاقتی بڑھاتی جاتی ہے مثل ہے وقت پر ایک ٹانکا سو ٹانکوں سے بچا لیتا ہے خطوط کا جواب جس آسانی سے ان کے آتے ہی دیا جا سکتا ہے ویسا کبھی نہیں دیا جا سکتا۔ ملتوی کرنے کے معنی اکثر ترک کرنے کے ہوتے ہیں اور ''کرنے کو ہوں'' کا مطلب نہ کرنا ہوتا ہے آپ مسرور ہوں یا مغموم تکلیف اور تردو سے بچنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ آپ کے کبھی فارغ وقت نہیں ہونا چاہیے وقت کو ضائع کرنا ایک طرح کی خودکشی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ خودکشی ہمیشہ کیلئے زندگی سے محروم کر دیتی ہے اور تضیع اوقات ایک محدود زمانے تک زندہ کو مردہ بنا دیتی ہے۔ یہی منٹ گھنٹے اور دن جو غفلت اور بیکاری میں گذر جاتے ہیں اگر انسان حساب کرے تو ان کی مجموعی تعداد مہینوں بلکہ برسوں تک پہنچتی ہے اگر کسی سے کہا جائے کہ تیری عمر سے پانچ دس سال کم کر دئے گئے تو یقیناً اس کو سخت صدمہ ہوگا لیکن وہ معطل بیٹھا ہوا خود اپنی عمر عزیز کو برباد کر رہا ہے۔ مگر اس کے زوال وفنا پر کچھ افسوس نہیں کرتا۔ اگرچہ وقت کا بیکار کھونا عمر کا کم کرنا ہے لیکن اگر یہی ایک نقصان ہوتا تو چنداں غم نہ تھا کیونکہ دنیا میں سب کو عمر طویل نصیب نہیں ہوتی لیکن بہت بڑا نقصان وہ خسارا جو بیکاری اور تضیع اوقات سے ہوتا ہے وہ ہے بےکار آدمی کے خیالات ناپاک اور زبوں ہو جاتے ہیں اور طرح طرح کے عوارض جسمانی و روحانی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ مرد بےکار یا شود دُزد یا شود بیمار حرص وطمع، ظلم وستم، قمار بازی، حق تلفی و نافرمانی، زناکاری و شراب خوری عموماً وہی اشخاص کرتے ہیں جو معطل و بیکار رہتے ہیں۔ انسان کچھ نہ کچھ کرنے کے واسطے بنایا گیا ہے

ہر کسے را بہرے کارے ساختند پس انسان اگر انسان بننا چاہتا ہے تو ایک لمحہ بھی فضول نہ کھوئے۔ ورنہ جو شخص وقت کو برباد کرے گا وقت بھی اس کو برباد کردے گا۔ موت کیا ہے؟ جسم کا بے حس و حرکت اور ٹھنڈا ہو جانا۔ جو لوگ ہاتھ پاؤں ڈھیلے چھوڑ کر، بیکار بیٹھ کر یا سو سو کر وقت گذارتے ہیں ان مردوں اور مُردوں میں فرق ہی کیا ہے۔ کھویا ہوا علم مطالعہ سے پھر مل سکتا ہے۔ کھوئی ہوئی دولت محنت اور کفایت شعاری سے پھر حاصل ہو سکتی ہے کھوئی ہوئی تندرستی ڈاکٹر اور دوا کی مدد سے واپس آ سکتی ہے لیکن کھویا ہوا وقت لاکھ کوشش کرنے پر بھی دوبارہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ بعد میں انسان کو یہ پرانا سبق حاصل ہوتا ہے ''پن چکی'' اس پانی سے نہیں چل سکتی جو بہہ گیا ہو۔

امام خمینی کی تہران واپسی کا منظر حالات کی ابتری دیکھ کر جب شاہ کے پاس راہ فرار کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ رہا تو 16 جنوری 1979ء دوپہر ایک بج کر آٹھ منٹ پر غم و غصہ کے آنسو بہاتا ہوا اپنے 727 شاہین جہاز کو خود چلا کر ملکہ سمیت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایران چھوڑ گیا۔ 2 بجے کی خبروں میں یہ اعلان ہوا تو ملک بھر میں جشن کا سماں بندھ گیا فقط ایک گھنٹہ میں تہران میں پھولوں کی تقریباً تین سو اور مٹھائی کی تین ہزار سے زائد دُکانوں میں ''تمام شدہ'' کے بورڈ لگا دیے گئے۔ پیرس میں امام خمینی پر وطن واپسی کیلئے اصرار ہونے لگا اخبارات نے سرخی لگائی کہ امام خمینی نماز جمعہ تہران میں پڑھائیں گے۔ امام نے پیرس سے فرمان جاری کیا کہ شاہ پور بختیار کی اطاعت شیطان کی اطاعت ہوگی اس کے وزیروں کو دفتروں میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ شاہ پور بختیار نے اس خوف سے ہوائی اڈہ بند کرا دیا کہ امام خمینی 19 جنوری کو واپس آ رہے ہیں۔ ملک بھر میں امام خمینی کی واپسی کا بے چینی سے انتظار کیا جانے لگا ملک بھر سے لوگ تہران کے لئے روانہ ہوئے امام نے پیغام بھیجا میں ایک طالب علم ہوں۔ استقبالیہ انتظامات میں کمی کردیں۔

امام کی پندرہ سال بعد وطن واپسی 31 جنوری 1979ء کو نوفل لوشاتو پیرس میں امام خمینی نے اپنے رفقاء کو آگاہ کیا کہ وہ کل تہران جائیں گے ہو سکتا ہے ان کے طیارے کو فضاء میں گرایا جائے ہو سکتا ہے اترنے پر گرفتار کرلیا جائے یا قتل کر دیا جائے فرمایا جس نے میرے ساتھ چلنا ہے چلے طیارہ چارٹر کیا گیا۔ امام خمینی دوران سفر نہایت سکون سے طیارے کے فرش پر سو گئے۔ یکم فروری 1979ء لاکھوں عوام دیدہ و دل فرش راہ کئے منتظر تھے سڑکیں کھچا کھچ بھریں تھیں۔ جہاز آسمان پر نمودار ہوا تو لوگوں کے جذبات دیدنی تھے جہاز رن وے پر رکا تو گویا دلوں کی دھڑکن رک گئی پہلے 150 کے قریب غیر ملکی صحافی باہر آئے اس کے بعد سید احمد خمینی باہر نکلے۔ پھر آیت اللہ طالقانی نے جہاز کے اندر جا کر امام خمینی کو خوش آمدید کہا۔ 9 بج کر 36 منٹ پر امام جہاز کے دروازے پر نمودار ہوئے۔ عظمت و وقار قابل دید تھا۔ لاکھوں افراد کے اللہ اکبر کے فلک شگاف نعرے ایک عہد کی تاریخ بنا رہے تھے ہوائی اڈے سے بہشت زہرا میں امام نے تاریخی خطاب فرمایا جس میں حکومت بنانے کا اعلان کیا۔ آئندہ چند روز میں فوجیوں نے امام سے ملاقات کی اور شاہی گارڈ سے ان کی جھڑپیں ہوتی رہیں۔

شاہی حکومت پر آخری کاری ضرب ہفتہ 10 فروری کو تہران کے فوجی حاکم جنرل رحیمی نے عاقبت نااندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حکم جاری کیا کہ 4 بجے شام کے بعد کوئی سڑکوں پر نظر نہ آئے۔ امام خمینی نے فرمان جاری کیا کہ کوئی گھر میں نہ رہے سب باہر نکلیں۔ امام کا حکم پہنچتے ہی لوگوں نے سڑکوں پر مورچے بنانا شروع کر دیے اور مسلح ہو گئے۔ پولیس اسٹیشن۔ فوجی چھاؤنیوں پر عوام قبضہ کرتے چلے گئے تہران آگ خون اور دھوئیں کی لپیٹ میں

طلوع صبح آزادی اتوار 11 فروری 1979ء کو ہزاروں شہداء کا خون رنگ لایا۔ عوام نے پارلیمنٹ پر قبضہ کر لیا۔ سلطنت آباد کی چھاؤنیاں انقلابیوں نے فتح کر لیں۔ شاہ کے محل پر قبضہ کر لیا گیا۔ شاہ پور بختیار بھاگ نکلا۔ ایرپورٹ کا کنٹرول انقلابیوں نے سنبھال لیا اور اڑھائی ہزار سالہ شہنشاہت کا گہن زدہ سورج ہمیشہ کے لئے ڈوب گیا اسلامی جمہوریہ ایران کی بنیاد ڈال دی گئی۔ ایک ایسی اسلامی حکومت جو کرہ ارض پر فقید المثال ہے (رخ و ابحگان)

بے دین آدمی کیسا ھے ؟ جیسا کہ بے نکیل کا اونٹ۔ بے ناتھ کا بیل بے لگام کا گھوڑا' بے ملاح کی ناؤ۔ بے ریگولیٹر کی گھڑی۔ بے باپ کا بچہ۔ بے نگینے کی انگوٹھی۔ بے لالی کی مہندی۔ بے خوشبو کا عطر۔ بے باس کا پھول۔ بے طبیب کا مریض۔ بے آئینہ کا سنگھار۔ بے شوہر کی بیوی۔

ہندو اور مسلمان کا حقہ متحدہ ہندوستان کے دور میں کسی ہندو نے مسلمان کے حقے کے دو کش لگائے بعد میں ہندوؤں نے حکم صادر کیا کہ تمہیں گنگا جانا پڑے گا اشنان کے لئے اس نے کہا گنگا کافی دور ہے میں مصروف ہوں ایسے ناقابل برداشت فضول فتوے کیوں دیتے ہو لیکن وہ لوگ نہ مانے۔ کچھ دنوں بعد ان لوگوں کی موت واقع ہوئی بیشمار ہندو تعزیت کے لئے جمع تھے۔ اس نے ایک مسلمان کا حقہ لیا اور تمام عادی ہندوؤں کو کش لگوا دئے پھر علی الاعلان کہنے لگا کہ یہ مسلمان کا حقہ تھا۔ انہوں نے کہا کہ پھر تو تمام کو گنگا جانا پڑے گا۔ پھر تمام کی طبیعت صاف ہو گئی اب نہیں کہتے کہ سب اشنان کر آئیں۔

داڑھی غائب چہرہ سیاہ ہو گیا بدعقیدگی کا انجام اللہ نے دنیا میں دکھا دیا حضور اکرمؐ کے والدین کو نعوذ باللہ کافر کہنے پر داڑھی غائب چہرہ سیاہ ہو گیا۔ نامور عالم اہل حدیث مولوی حافظ سعید نے گوجرانوالہ میں ایک جلسہ کے دوران کفریہ کلمات ادا کئے جس کے بعد وہ نشان عبرت بن گیا۔ گوجرانوالہ (نمائندہ ضرب اسلام) گوجرانوالہ کے نواح میں مسلک وہابیہ کے عالم حافظ سعید آف پھلو کی کلاں نے تقریر کے دوران نبی کریمؐ کے والدین کو نعوذ باللہ کافر کہا تو اسی رات حافظ سعید کی داڑھی غائب ہو گئی اور چہرہ سیاہ ہو گیا۔ مذکورہ واقعہ سے گھبرا کر سینکڑوں بدعقیدہ عناصر نے اپنے عقیدے سے تائب ہو کر اللہ عز و جل کی بارگاہ میں توبہ استغفار کی اور اپنے ایمان کی درستگی کا عہد کیا اس واقعہ کے بعد گوجرانوالہ کے غلامان مصطفیٰ نے مولوی کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ انتظامیہ نے فوراً گرفتار کر کے 295/c کے تحت مقدمہ درج کر لیا اور اسے گرفتار کر کے ڈسٹرکٹ جیل گوجرانوالہ منتقل کر دیا۔ اس واقعہ سے سینکڑوں لوگوں نے عبرت حاصل کی الخ

نوٹ۔ اگر کسی کو گستاخ کی داڑھی جھڑنے کی تصدیق کرنی ہو تو ڈسٹرکٹ جیل گوجرانوالہ میں مولوی سعید سے ملاقات کر سکتا ہے یہ واقعہ 13-7-2001 کو وقوع پذیر ہوا اس خبر کا نقیب ہفت روزہ ضرب اسلام کا شمارہ نمبر 1 جلد نمبر 2

قارئین کے لئے حسب ذیل مختصر دلچسپ اخلاقی معلوماتی اور مزاحی ملی جلی (کشکول) تقریباً (۲۰۲) چیزیں (۱) آدمی صرف اسی وقت مغلوب ہوتا ہے جب وہ اپنے آپ کو مغلوب سمجھے۔ (۲) ۱۹۷۰ء میں خلیج بنگال سے طوفان میں پانچ لاکھ آدمی لقمہ اجل ہوئے۔ (۳) ہندوستان کے گنگارام نے چاول کے دانے پر ۲۵ سطروں میں ۲۴۸ لفظوں میں ایک ماہ میں ایک خط لکھا۔ نوائے وقت ۲۹ مارچ ۱۹۸۷ء۔ (۴) دکھا ہوا دل بھرے گلاس کی طرح معمولی سی ٹھیس پر چھلک پڑتا ہے۔ (۵) مرد بیچارہ ابتدا میں بیس سال والدین سے ڈرتا رہا پھر شادی کے بعد بیوی سے ڈرتا رہا۔ (۶) مرنے والوں میں زیادہ تعداد مردوں کی ہوتی ہے کیونکہ یہ عورتوں پر بھی مرتے ہیں۔ (۷) اگر آپ کوئی بات ساری دنیا کو سنانا چاہتے ہیں تو اسے اپنی بیوی سے رازداری کا وعدہ لیکر کہہ دیں۔ (۸) صاحب بیوی کا غصہ چپڑاسی پر نکالتا ہے۔ (۹) جو شخص کسی کے عیب کی تلاش میں رہتا ہے اسے کوئی نہ کوئی عیب مل ہی جاتا ہے۔ (۱۰) ایک آدمی نے ایک کنجوس کو ڈوبنے سے بچا کر نکالا اس نے کہا اٹھنی دونگا لیکن پاس روپیہ ہے اس نے کہا ایک دفعہ پھر گرا کر نکالتا ہوں روپیہ پورا ہو جائے گا۔ (۱۱) بچے کی مادری زبان کیوں کہا جاتا ہے پدری نہیں کہتے۔ ج۔ ماں باپ کو بولنے نہیں دیتی اس لئے مادری زبان کہتے ہیں۔ (۱۲) دشمن کے حسن سلوک پر بھروسہ نہ کرو کیونکہ پانی کو آگ سے جتنا گرم کیا جائے پھر بھی اسے بجھانے کے لئے کافی ہے۔ (۱۳) کفایت شعار بیوی کی تلاش میں جوتے بھی گھس جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔ (۱۴) سونا چرانے والے کو جیل کی سزا ملتی ہے اور ملک چرانے والے کو تخت و تاج ملتا ہے۔ (۱۵) ناقص العقل عورتیں عقل مند مردوں سے زیادہ ذہین ہوتی ہیں تاریخ گواہ ہے کہ متعدد مردوں نے عورت کی خاطر تخت و تاج کو ٹھکرا دیا لیکن آج تک کسی عورت نے بھول کر بھی ایسا کرنا گوارا نہیں کیا۔ (۱۶) زمیندار نے تربوز توڑا اس سے جن نکلا کہا مکان بنادو۔ اس نے کہا بیوقوف اگر میں یہ کر سکتا تو خود تربوز میں کیوں رہتا۔ (۱۷) کسی نے بھکاری کو دس پیسے کا سکہ دیا کہا دعا کر کہا آپ اتنے بیمار ہیں کہ دس پیسے کی دعا کافی نہ ہوگی۔ (۱۸) کہا شوہروں کو بیویاں عزیز ہوتی ہیں۔ جی ہاں کیوں نہیں مگر دوسروں کی۔ (۱۹) مراثی نے اپنی بیوی کو تنگدست ہو جانے کے بعد کہا تم ماں کے پاس چلی جاؤ بچے نھیال اور میرا اللہ مالک ہے میں سسرال چلا جاؤنگا۔ (۲۰) ایک شخص نے دوسرے سے کہا تمہارا گھر کہاں ہے؟ کہا مسجد کے سامنے پھر کہا مسجد کہاں ہے؟ کہا ہمارے گھر کے سامنے تنگ آ کر پوچھا دونوں کہاں ہیں؟ جواب دیا آمنے سامنے۔ (۲۱) بیماری تیز رفتار گھوڑے پر بیٹھ کر آتی ہے اور پیدل واپس چلی جاتی ہے۔ (۲۲) کیا خوشی کے موقعہ پر بھی آنسو بہتے ہیں؟ ہاں بہتے ہیں یقین نہ آئے تو رخصتی کے وقت کسی بھی دلہن کے درشن ملاحظہ کر لیجئے۔ (۲۳) لڑکا جماعت میں اول آیا باپ نے کہا اسے میرا دماغ ملا ہے اس کی بیوی نے کہا اسی لئے آپ اپنے دماغ سے فارغ معلوم ہوتے ہیں۔ (۲۴) شیخ سعدی نے فرمایا دشمن سے ہمیشہ بچو اور دوست سے اس وقت جب وہ تمہاری تعریف کرنے لگے۔ (۲۵) انسان کبھی کبھی زیادہ دکھوں کے باوجود ایک آنسو بھی نہیں بہا سکتا اور کبھی یہ آنسو خوشی کے اظہار کے لئے چھلک پڑتے ہیں۔ (۲۶) فرمان امیر المومنین۔ مجھے تعجب ہے ان لوگوں سے جو اپنے مال سے غلام خریدتے ہیں لیکن اپنی نیکی اور اخلاق سے آزاد لوگوں کی نہیں خریدتے۔ (۲۷) مولوی صاحب کو کہا گیا کہ سیاست دانوں کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ کہا یارب ہمارے ملک کو ہر آفت سے بچا۔ (۲۸) استاد فعل کی تعریف کرو۔ ج۔ آجکل بی اے کی تعریف کوئی نہیں کرتا آپ فیل کی کہہ رہے ہیں۔ (۲۹) پاکستان

رقبے اور آبادی کے لحاظ سے روس کو چھوڑ کر یورپ کے ہر ملک سے بڑا ہے آبادی کے لحاظ سے ہم اسلامی دنیا کا دوسرا بڑا ملک اور دنیا کا نواں بڑا ملک پھر اس کو چھوٹا ملک کہہ کر احساس کمتری میں مبتلا ہونے کا مطلب۔ اخبار جنگ (۳۰) یہ دنیا بھی کتنی عجیب ہے جب میں نے کہا اچھا ہوں تو کہنے لگی تو بہت برا ہے جب میں نے کہا میں برا ہوں تو کہنے لگی یہ تیری کسر نفسی ہے اور جب خاموش رہا کہنے لگی کہ تو مغرور ہو گیا ہے۔ (۳۱) اپنے چہرے پر مسکراہٹ کا میک اپ اتنی خوبصورتی سے کرو کہ دکھوں کی جھریاں نمایاں نہ ہو سکیں۔ (۳۲) اگر مرد بدنیت نہ ہوتے تو عورتوں کو منہ چھپا کر گھر سے نکلنے کی کیا ضرورت تھی۔ (۳۳) سول سروس کے ایک امیدوار سے وزیر اعظم کا نام پوچھا اس نے کہا جب میں کمرے میں داخل ہوا تو وزیر اعظم چندریگر تھے۔ (۳۴) بیٹا! یا اللہ جہلم کو پاکستان کا دار الخلافہ بنا دے ماں! بیٹا ایسی دعائیں کیوں مانگ رہے ہو؟ بیٹا! اس لئے کہ میں پرچے میں اسی طرح لکھ آیا ہوں۔ (۳۵) ایک دیہاتی نے اے سے زیڈ تک انگریزی کے الفاظ یاد کر لئے ایک شہری سے ملاقات ہوئی کہا انگریزی کتنی پڑھی ہے؟ اس نے کہا بی اے کہنے لگا اب تک دو حرف ہی پڑھے ہیں وہ بھی الٹے۔ (۳۶) سکندر مرزا لندن میں ایک ہوٹل میں اسسٹنٹ مینیجر کے طور پر کام کرتے رہے یعنی یہ پاکستان کے صدر رہے لیکن کوئی رقم جمع نہ کی تھی۔ (۳۷) اگر ڈاک تقسیم کرنے کا کام عورتوں کے سپرد کر دیا جائے تو۔ ج۔ لوگ اپنے نام خود ہی خط لکھ کر پوسٹ کرنا شروع کر دیں۔ (۳۸) ازدواجی زندگی میں تنازعہ کب پیدا ہوتا ہے۔ ج۔ صرف دو صورتوں میں۔ ایک یہ کہ عورت اپنے شوہر کو نہیں سمجھ پاتی اور دوسری یہ کہ عورت اپنے شوہر کو پوری طرح سمجھ چکی ہوتی ہے۔ (۳۹) ملازمت کے ایک امیدوار سے سوال کیا گیا محبت اور شادی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟۔ ج۔ محبت اندھی ہوتی ہے اور شادی اس اندھے پن کا علاج ہے اس جواب پر ملازمت مل گئی۔ (۴۰) داغ دہلوی مرحوم احباب کی محفل پر بیٹھے سرگرم گفتگو تھے کہنے لگے کہ رام پور کے اکثر مشاعروں میں لوگ میرے اشعار سن کر گالیوں سے داد دیا کرتے تھے۔ (۴۱) مچھر نے کہا ہم ہر ایک کا خون پیتے ہیں لیکن سیاست دان ہمارا خون پی جاتے ہیں۔ (۴۲) بیگم میکے تیار ہوئی خاوند نے رونا شروع کیا۔ بیگم نے کہا اچھا نہیں جاتی۔ خاوند نے کہا بچی بات ہے یہ خوشی کے آنسو ہیں۔ (۴۳) کیا ساس اور بہو مل جل کر رہ سکتی ہیں۔ ج۔ جی ہاں بشرطیکہ ساس بہری اور بہو گونگی ہو۔ (۴۴) محبت میں دھوکے کا احساس کب ہوتا ہے۔ ج۔ لڑکے کو شادی نہ ہونے پر اور لڑکی کو شادی ہو جانے پر۔ (۴۵) دل کا درد اور سر کا درد کب پیدا ہوتا ہے۔ ج۔ پہلا محبت ہونے پر دوسرا شادی ہونے پر۔ (۴۶) محبت کے بیمار کو مشورہ کے لئے والدین یا ناکام عاشقوں کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ (۴۷) علامہ اختر عباس خان اور علامہ نصیر حسین صاحب کو علامہ سید محمد باقر صاحب ان کے استاد نے نجف اشرف میں فرمایا عبا قبا یہاں سے اُتار کر جاؤ گے یا کراچی سے اُتار کر جاؤ گے؟ (یہ فضول ہے)۔ (۴۸) ایک منکسر المزاج انسان کی قبر کے کتبے پر لکھا ہوا تھا معاف کیجئے میں اٹھ کر آپ کا استقبال نہیں کر سکتا۔ (۴۹) نزلہ دوا کے ساتھ سات دنوں میں اور بغیر علاج کے ایک ہفتہ میں ٹھیک ہو جاتا ہے۔ (۵۰) بغیر دیکھے کوئی چیز منہ میں نہ ڈالو اور بغیر پڑھے کسی کاغذ پر دستخط نہ کرو۔ (۵۱) بچھو کی دم میں زہر ہوتا ہے سانپ کے دانت میں اور مچھر کے سر میں لیکن برے آدمی کے پورے وجود میں زہر ہوتا ہے۔ (۵۲) شادی کے بعد امن وسکون کا ایک ہی راستہ ہے بیوی کو ساری تنخواہ دے دو اور بھول جاؤ۔ (۵۳) ایک سیر سونا' گلاب کے ایک پھول سے بھی ہلکا ہے عورت کے

دو شخصوں کو دیکھا جو عرصہ دراز سے باہم ایک جا رہے تھے اور محبت ان ہر دو کے درمیان پورے طور پر مستحکم ہو گئی تھی۔ [illegible]

۵۳ تعلقات منقطع ہونے کی [illegible] انہوں نے جواب دیا کہ ہم دوست [illegible]

لئے۔ (۵۴) جرائم کا سد باب جیل بھیجنے سے نہیں مجرم کی دو شادیاں کر دینے سے ہو سکتا ہے۔ (۵۵) بڑے مزے کی بات ہے کہ سر توڑنا جرم ہے اور دل توڑنا نہیں۔ (۵۶) جو شخص ایک روپیہ چرائے وہ چور ہے جو ایک کروڑ چرائے وہ فنکار ہے۔ (۵۷) پہلے آپ بچوں کو بولنا سکھاتے ہیں اور پھر خاموش رہنا۔ (۵۸) انسان اس دنیا کا شاہکار ہے مگر کائنات میں سب سے زیادہ دکھی ہے۔ (۵۹) دوسروں کے معاملات میں ان کی خواہش کے بغیر دخل دینا حماقت ہے۔ (۶۰) ایک مریض سے اس کے دوست نے پوچھا یہاں ہسپتال میں تمہارے ہائی بلڈ پریشر کی روک تھام کے لئے کیا انتظام کیا گیا ہے؟ مریض نے جواب دیا ایک بوڑھی نرس کا۔ (۶۱) ایک سپاہی کو اس کے حوالدار نے نصیحت کی اگر تم شراب پینی چھوڑ دو تو ایک دن میری طرح حوالدار بن جاؤ گے۔ سپاہی بولا کہ مگر جناب میں شراب پی لیتا ہوں تب تو میں حوالدار تو کیا ڈی ایس پی صاحب سے بھی بڑا افسر بن جاتا ہوں۔ (۶۲) وقت ضائع کرتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ وقت بھی آپ کو ضائع کر دے گا۔ (۶۳) جاہل وہ ہے جو اپنے آپ کو سب سے بہتر سمجھے۔ (۶۴) ہر شخص سچا دوست تلاش کرتا ہے مگر سچا بننے کی زحمت نہیں کرتا۔ (۶۵) محبت اس سے نہ کرو جسے تم چاہتے ہو بلکہ اس سے کرو جو تمہیں چاہتا ہے۔ (۶۶) سن پیدائش تو میں نہیں بتاؤں گی کیونکہ اگر صحیح بھی بتا دیا تو کہا جائے گا کہ وہ چار سال کی ڈنڈی مار دی ہے۔ ہاں جائے پیدائش جہلم ہے۔ (۶۷) صرف بیوہ عورت کو ہی پتہ ہوتا ہے کہ اس وقت اس کا شوہر کہاں ہے۔ (۶۸) ایک افیمی دیر سے گھر آیا دروازہ کھٹکھٹایا" جاگتے ہو تو دروازہ کھول دو ورنہ کہہ دو ہم سو رہے ہیں۔" (۶۹) آج کا نوجوان محبوبہ کے اشارے پر سر قلم کروانے کو تیار ہے مگر ماں باپ کے کہنے پر بال کٹوانے پر آمادہ نہیں۔ (۷۰) چار بچوں کی ماں بیوی نہیں ملازمہ ہوتی ہے۔ (۷۱) بیوی کی غلامی صرف ان کا حصہ ہوتی ہے جو لڑکی کی بجائے جہیز سے شادی کرتے ہیں۔ (۷۲) ہمارے ملک میں پٹرول کی اتنی کھپت نہیں جتنی میک اپ کے سامان کی۔ (۷۳) کوئی تحفہ دیئے بغیر کسی لڑکی سے اظہار محبت کرنا ایسا ہی ہے جیسے فیوز بلب سے روشنی کی امید کرنا۔ (۷۴) جس کلینک میں مردوں کا زیادہ رش ہو سمجھ لیں کہ لیڈی ڈاکٹر یا نرس میں سے کوئی ضرور خوبصورت اور کنواری ہے۔ (۷۵) دو دوست کشتی میں سوار تھے ایک نے کہا یار کشتی ڈگمگا رہی ہے ایسا نہ ہو کہ ڈوب جائے۔ دوسرا بولا ڈوب جانے دو یار کم بخت کا کرایہ بہت زیادہ ہے۔ (۷۶) ایک دوست دوسرے دوست سے یار تم کس دن پیدا ہوئے تھے۔ دوسرا جمعہ کو پہلا یار جمعہ کو تو چھٹی ہوتی ہے۔ (۷۷) آخری سانس لیتے ہوئے شوہر نے بیوی سے کہا "میرے مرنے کے بعد تم اسلم سے شادی کر لینا" بیوی نے حیرانگی سے کہا "مگر وہ تو تمہارا جانی دشمن ہے" شوہر نے جواب دیا "ہاں میں اس سے انتقام لینا چاہتا ہوں۔ (۷۸) ایک بچہ سکول میں دیر سے پہنچا تو استانی نے کہا تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ سکول آٹھ بجے شروع ہوتا ہے۔ بچے نے جواب دیا۔ مس وقت کی پابندی ضروری ہے آپ میرا انتظار مت کیا کریں سکول شروع کر دیا کریں۔ (۷۹) لوگوں نے ایک عارف سے پوچھا مومن کس وقت اپنا بدخواہ ہو جاتا ہے اس نے جواب دیا جب وہ اپنے آپ کو اچھا سمجھنے لگتا ہے۔ (۸۰) جو شخص تمہیں ایسے فضائل و خصوصیات کی وجہ سے سراہے جو تم میں موجود نہ ہوں تو وہ ایسی برائیوں پر بھی تمہاری مذمت کرنے میں کوئی باک محسوس نہ کرے گا جو تم میں نہیں پائی جاتیں۔ حضرت علیؓ (۸۱) دنیا پرست لوگوں سے دوستی نہ کرو کیونکہ اگر تمہارے مال و دولت میں کمی واقع ہو گئی تو وہ تمہیں حقارت کی نگاہ سے دیکھیں

گے اور اگر اس میں فراوانی ہوگی تو وہ رشک و حسد میں مبتلا ہو جائیں گے۔ حضرت علیؑ (۸۲) بسا اوقات انسان کا دشمن اس کے دوست سے زیادہ سود مند ثابت ہوتا ہے وہ اس طرح کہ دشمن اس کے عیوب اور نقائص کی نشان دہی کرتا ہے جس کی بنا پر وہ ان کی اصلاح کر لیتا ہے۔ حضرت علیؑ (۸۳) وقت خدا تعالیٰ کی امانت ہے جس کا ایک لمحہ بھی ضائع کرنا مجرمانہ خیانت ہے۔ (۸۴) موت ایک بدصورت سچ ہے اور اس سچ کو گلے لگانا ہر انسان کا مقدر ہے۔ (۸۵) جس عورت کو غصہ آتا ہو اُسے کہدو یہ بڑھاپے کی علامت ہے۔ غصہ ختم (۸۶) سید العلماء محمد یار صاحب اعلی اللہ مقامہ نے فرمایا تھا یہ دو بندے جنتی ہیں۔ مولوی گلاب شاہ اور حافظ سیف اللہ اور دو آدمی مجلس صحیح پڑھتے ہیں محمد حسین ڈھکو اور حافظ سیف اللہ۔ (۸۷) سترمن گلاب کے ساتھ داتا دربار کو غسل دیا گیا۔ اخبار۔ ۹ محرم (۸۸) جس دوکان پر رش زیادہ ہو سودا اس سے لو دوسرا فارغ دوکان دار مہنگا دے گا۔ (۸۹) ایک آدمی نے دوسرے کو کہا مجھے آپ کو مل کر بہت خوشی ہوئی ہے۔ دوسرے نے کہا مجھے تو کوئی خوشی نہیں ہوئی۔ دوسرے نے جواب دیا اگر آپ بھی میری طرح جھوٹ بول لیتے تو آپ کا کیا بگڑتا تھا۔ (۹۰) سچ کڑوا ہوتا ہے آپ کا کیا خیال ہے؟ جی ہاں۔ ایک لڑکی کو اس کی صحیح عمر بتا دی تھی آج تک لوٹ کر نہیں آئی۔ (۹۱) ایک بچہ جماعت میں فیل ہو گیا باپ نے کہا تمہاری قسمت میں فیل ہونا تھا۔ بچے نے کہا شکر ہے میں نے محنت بھی نہ کی تھی۔ (۹۲) ڈاکٹر محمد علی شہید نے فرمایا تھا کہ مفتی جعفر حسین اور علامہ سید صفدر حسین نجفی کی وفات وقت سے پہلے ہوگئی صرف تمباکو نوشی کی وجہ سے۔ (۹۳) نزھت کیلئے کہا گیا اس کی شادی تین چوتھائی ہوگئی ہے۔ مولوی صاحب بھی آ گئے۔ مہمان بھی۔ برات بھی۔ اور نزھت بھی۔ بس دولہا بھاگ گیا۔ (۹۴) دو سہیلیوں نے تیسری غیر شادی شدہ بڑی سے پوچھا آپ کو کسی نے شادی کے لئے پسند کیا ہے؟ اس نے جواب دیا۔ بہتر تھا آپ اپنے خاوندوں سے پوچھ لیتیں۔ (۹۵) ایک عورت نے مرد کو کہا تم مرد بات ایک کان سے سنتے ہو اور دوسرے کان سے نکال دیتے ہو۔ مرد نے کہا تم عورتیں بات دونوں کانوں سے سنتی ہو منہ سے نکال دیتی ہو۔ (۹۶) ایک کنجر نماز پڑھ رہا تھا۔ شیطان پاس کھڑا رو رہا تھا۔ کسی نے وجہ پوچھی اس نے کہا کنجر نماز پڑھے میں روؤں نہ تو کیا کروں۔ (۹۷) ثابت قدمی۔ جو شادی کر کے بھی نہ پچھتائے۔ (۹۸) تھرمامیٹر وہ شاندار آلہ ہے جو ایک مخصوص وقت تک عورت کا منہ بند رکھ سکتا ہے۔ (۹۹) آنکھوں پر رنگین شیشے لگانے سے دنیا رنگین نہیں ہو جاتی۔ (۱۰۰) اپنا حکم منوانا ہو تو دوسروں کا حکم بھی مانو (۱۰۱) اندھیرا آئے تو اندھیرے کو نہ کوسو بلکہ چراغ جلا دو اس کے بعد اندھیرا خود بخود ختم ہو جائے گا۔ (۱۰۲) پتھر مارنے والے سے نہ لڑو بلکہ اپنے آپ کو اتنا اونچا کرو کہ پتھر مارنے والے کا پتھر وہاں تک نہ پہنچ سکے۔ (۱۰۳) ساری خواتین دولہا کو دیکھنے کی بجائے یوں گردن ٹیڑھی کر کے بیٹھ گئیں جیسے بعض لوگ انجکشن لگواتے وقت دوسری طرف منہ پھیر کے بیٹھ جاتے ہیں۔ (۱۰۴) شیطان کی بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ اسے موت نہیں آتی ورنہ وہ اتنا شیطان نہ ہوتا۔ (۱۰۵) اس دنیا کا پورا نظام شیطان کی وجہ سے چل رہا ہے اگر شیطان نہ رہے تو کوئی انسان نہ رہے سب فرشتے ہو جائیں۔ (۱۰۶) کنوارا ہمیشہ شادی کے چھوہارے اور شادی شدہ اپنی منکوحہ کے چنے بننے کا انتظار کرتا ہے۔ (۱۰۷) سفر کرنے سے پہلے اپنے ساتھی اور گھر خرید کرنے سے پہلے اپنے پڑوسی کو دیکھو۔ (۱۰۸) کیا یہ درست ہے کہ زیادہ خوشی انسان کو پاگل کر دیتی ہے؟ جی ہاں! کیونکہ میرا دوست صرف یہ بات سن کر پاگل ہو گیا تھا کہ اس کی بیوی کا حادثے میں انتقال

ہو گیا ہے۔ (۱۰۹) عیش کی زندگی کب تک رہتی ہے؟ جب تک آپ شادی نہ کریں۔ (۱۱۰) شوہر و بیوی سے کب خوف آتا ہے؟ جب بیوی کو بغیر میک اپ کے دیکھے۔ (۱۱۱) روتی ہوئی عورت اور ہنستے ہوئے مرد پر بھی بھروسہ نہ کرو۔ (۱۱۲) عورت اور خربوزے کا انتخاب کرنا بے حد مشکل ہے۔ (۱۱۳) دل کی ہزار آنکھیں ہوتی ہیں مگر محبوب کے عیبوں کو نہیں دیکھ سکتیں۔ (۱۱۴) استاد (شاگرد) سے۔ اتفاق کو جملے میں استعمال کرو۔ شاگرد اتفاق سے میرے ابو اور امی کی شادی ایک ہی دن ہوئی تھی۔ (۱۱۵) ماسٹر۔ کل تم اپنے والد کو ساتھ لانا ان سے بات کرنی ہے۔ لڑکا جناب وہ وکیل ہیں پیسے لئے بغیر بات نہیں کرتے۔ (۱۱۶) میاں بیوی گاڑی کے دو پہیے ہیں تو بچے کیا ہیں؟ ج۔ بچے بلاشبہ اس گاڑی کی بریکیں ہیں۔ (۱۱۷) محبت میں عورت کی زبان نہیں اس کی آنکھیں بولتی ہیں۔ (۱۱۸) عورت مرد کے لئے ناگزیر ہے جس طرح زندگی کے لئے سانس۔ (۱۱۹) جو دیکھے کچھ سنے کچھ اور آگے سنائے کچھ اور پھر اپنی ہی بات سے مکر جائے عورت کہلاتی ہے۔ (۱۲۰) ایک دفعہ ایک نوجوان نے اپنے دوستوں کو کوئی لطیفہ سنایا جس پر انہیں ہنسی نہ آئی تو سب نے مل کر نوجوان کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اس پر نوجوان تنگ آ کر بولا یہ لطیفہ میں نے ایک دفعہ کتوں کو سنایا تھا تو انہوں نے بھونکنا شروع کر دیا تھا۔ (۱۲۱) ایک بیوقوف نے دوسرے سے کہا تمہیں یاد ہے کہ گزشتہ ہفتے ہم نے جمعہ کی نماز کس روز پڑھی تھی؟ دوسرا بھئی ٹھیک سے تو یاد نہیں غالباً اتوار کا دن تھا (۱۲۲) حجام سے کہا جلدی بال کاٹ دیں۔ حجام نے کہا تیز گام کی طرح کاٹوں گا۔ شیشہ میں دیکھا تو کہا کئی بال چھوڑ دئے ہیں۔ حجام نے کہا تیز گام بھی کئی اسٹیشن چھوڑ دیتی ہے۔ (۱۲۳) ضیاء الحق پر سب سے زیادہ مہربانیاں بھٹو نے کیں آٹھ جرنیلوں کو کراس کرایا اب اس کی قبر میں فوجی ٹوپی مصنوعی دانت اور عینک کا فریم ہے۔ (۱۲۴) ایک انگریز نے کہا ہندوستانیوں کے رنگ ایک جیسے نہیں ہوتے۔ خواجہ حسن نظامی نے کہا گدھوں کا رنگ ایک ہوتا ہے گھوڑوں کا ایسا نہیں ہوتا۔ (۱۲۵) ۱۹۲۷ء کا مقدمہ ۷۱ سال بعد ۱۹۹۸ء میں باہمی فیصلہ سے ہوا موضع کاتی مار نور پور تھل کا واقعہ ہے۔ اخبار آواز (۱۲۶) بچہ۔ امی اس دفعہ ابا جان انتخاب میں کھڑے ہو رہے ہیں۔ ماں منا تمہارے ابا میرے سامنے تو کھڑے نہیں ہو سکتے۔ انتخاب میں کیا کھڑے ہونگے۔ (۱۲۷) لمبی چوڑی کار میں بیٹھی ہوئی بیگم صاحبہ نے ایک فقیر کو چونی دی اور کہنے لگی'' بابا میرے لئے دعا کرو۔ فقیر نے چونی دیکھ کر کہا'' کیا دعا کروں کار میں تو بیٹھی ہو اب کیا آسمان پر چڑھو گی۔ (۱۲۸) بابا۔ منے سے۔ ایک پیسے کا سوال ہے۔ منا۔ مجھے کوئی سوال نہیں آتا میں پہلے ہی حساب کا کمزور ہوں۔ (۱۲۹) مالک۔ آج کا اخبار کہاں ہے؟ نوکر (پریشانی سے) حضور کل سے ڈھونڈ رہا ہوں ملتا ہی نہیں۔ (۱۳۰) کسی نے ایک پٹھان سے کہا کہ پٹھانوں میں آج تک کوئی پیغمبر نہیں ہوا۔ پٹھان کو غصہ آ گیا اور کہنے لگا۔ او الو کا پٹھا۔ تم ایسا کیوں بولتا ہے۔ یہ عیسیٰ خان موسیٰ خان۔ محمد خان طوراخان پٹھان نہیں تو کون ہے۔ (۱۳۱) غلام فاطمہ (سہیلی سے) خدا کا شکر ہے پاکستان بن گیا ہے اور اب ہم آزاد ہیں۔ سہیلی۔ تو تمہیں بھی چاہیے کہ اب تم اپنا نام غلام فاطمہ کی بجائے آزاد فاطمہ رکھ لو۔ (۱۳۲) قرآن پاک میں ۲۶ پیغمبروں کے نام آئے ہیں جن کی تین نسلیں پیغمبر ہیں وہ حضرت ابراہیم۔ اسحاقؑ یعقوبؑ۔ یوسفؑ ہیں۔ (۱۳۳) شعبی نے کہا ہم اولادِ علی کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا ہو گئے کہ اگر ہم ان سے محبت کرتے ہیں تو مارے جاتے ہیں اور اگر ان سے دشمنی کرتے ہیں تو جہنم جاتے ہیں۔ رسالہ ثقلین اسلام آباد۔ (۱۳۴) شاگرد نے استاد کو جواب دیا۔ جی ہاں میں جنگوں کے خلاف

ہوں ہمیں تاریخ یاد کرنی پڑتی ہے۔ (۱۳۵) معاند آدمی سوئی تو دیکھ سکتا ہے لیکن بوقتیس کا پہاڑ اسے نظر نہیں آتا (۱۳۶) مقروض کی خیرات کا کوئی ثواب نہیں اسی طرح زکوۃ وخمس نہ دینے والے کو خیرات کا ثواب نہیں ملتا۔ (۱۳۷) نماز سے مت کہو مجھے کام کرنا ہے کام سے کہو مجھے نماز پڑھنی ہے۔ (۱۳۸) سلطنت مغلیہ نے ہندوستان کو تین چیزیں دیں۔ غالب۔ اردو۔ تاج محل۔ (۱۳۹) کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ بڑے ہو کر کیا بنیں گے۔ ج۔ جی میں شوہر بن کر بیوی کی خدمت کرونگا۔ (۱۴۰) س۔ جناب میں شادی نہیں کرنا چاہتا مجھے عورتوں سے ڈر لگتا ہے۔ ج۔ تمہیں فوراً شادی کر لینی چاہیے کیونکہ شادی شدہ مرد فقط ایک عورت سے ڈرتا ہے جبکہ کنوارا سب عورتوں سے۔ (۱۴۱) سلطان مصطفیٰ ثالث ۱۷۵۷ء میں ترکی کے خلیفہ بنے اور ۲۱ جنوری ۱۷۷۴ء تک اس عہدے پر متمکن رہے ان کے ۵۸۲ بیٹے تھے لیکن ان کی بیٹی کوئی نہ تھی انہوں نے اعلان کیا تھا کہ جس بیوی کے بطن سے کوئی لڑکی پیدا ہوئی اسے وہ ملکہ کا خطاب عطا کریں گے لیکن اس کی یہ خواہش کبھی پوری نہ ہو سکی۔ سپنس۔ (۱۴۲) مشہور مزاح نگار مارک ٹوئن نے ایک استقبالیے میں تقریر کرتے ہوئے بتایا ''ہم لوگ اتنے غریب تھے کہ گھر کی حفاظت کے لئے ایک کتا تک نہیں پال سکتے تھے چنانچہ رات کو جب کوئی آہٹ سنائی دیتی تھی تو ہمیں خود ہی بھونکنا پڑتا تھا۔ سپنس۔ (۱۴۳) مرد محنت مزدوری کرکے شام کو گھر آئے تو زوجہ سے یہی سننے کو ملے گا'' آ گئے باہر سے آوارہ گردی کرکے۔ (۱۴۴) مرد اور عورت میں فرق یہ ہے کہ مرد لڑنے سے پہلے اور عورت لڑنے کے بعد جواز تلاش کرتی ہے۔ (۱۴۵) شوہر کبھی بھی بیوی کا آئیڈیل نہیں ہوتا اور جو ہوتا ہے وہ شوہر نہیں ہوتا۔ (۱۴۶) ایک مقدس بزرگ سے اسم اعظم دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا اے سائل! خدمت خلق کرہی اسم اعظم ہے۔ (۱۴۷) کنجوس آدمی سے۔ وہ آپ کو گالیاں دے رہا ہے اور آپ ہیں کہ خاموش ہیں کنجوس آدمی بھئی وہ کچھ دے ہی رہا ہے کچھ لے تو نہیں رہا۔ (۱۴۸) جو شخص تمہاری خامیوں کو ظاہر کرے تو سمجھ لو وہ تمہارا بہترین دوست ہے۔ (۱۴۹) جہاں دو آدمی اکٹھے ہوں وہاں مت بولو۔ پاکستانی کہاوت۔ (۱۵۰) کتا بھونکنے پر فقیر مانگنے پر اور خواتین فیشن کرنے پر مجبور ہیں (۱۵۱) بیشک عورت کے آنے سے سکون ہوتا ہے وہاں جہاں سے وہ آتی ہے۔ (۱۵۲) بیٹا تمام مضامین میں فیل ہو جاتا ہے۔ بیٹا کہتا ہے ابو! اب تو آپ کو یقین ہو گیا ہوگا کہ میں نقل نہیں کرتا۔ (۱۵۳) ایک دوست دوسرے دوست سے۔ یار میری بیوی بہت غصہ کرتی ہے۔ دوسرا۔ میری بیوی پہلے بہت غصہ کرتی تھی لیکن اب بالکل نہیں کرتی۔ پہلا۔ تم نے کیا علاج کیا ہے؟ دوسرا علاج کیا کرنا ہے ایک دن غصے میں تھی تو میں نے کہا کوئی بات نہیں بڑھاپے میں غصہ آ ہی جاتا ہے بس اس روز سے آج تک غصہ نہیں کیا۔ (۱۵۴) جھگڑے کے دوران بیوی چلاتے ہوئے مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم اس قدر بزدل آدمی ہو شادی سے پہلے تو میں تمہیں بہت بہادر سمجھتی تھی۔ شادی سے پہلے میرے بارے میں دوسروں کی بھی یہی رائے تھی۔ شوہر نے ٹھنڈی سانس لیکر جواب دیا۔ (۱۵۵) انسان جب بوڑھا ہو جاتا ہے تو اس کی دو چیزیں جوان ہو جاتی ہیں ایک مال کی حرص اور دوسری عمر کی۔ (۱۵۶) غیر کو دینے میں کوئی صدقہ نہیں جب قریبی رشتہ دار محتاج ہوں۔ (۱۵۷) گلوکار نے اپنے ہمسائے سے شکایت کی ''بھائی صاحب' میں جب بھی گانا گاتا ہوں تو آپ کا کتا بھونکنا شروع کر دیتا ہے' ہمسائے نے جواب دیا'' اس میں کتے کا کیا قصور ہے۔ پہل تو آپ ہی کرتے ہیں۔ (۱۵۸) 23 جولائی 2001ء بروز سوموار اسلام آباد میں 720 ملی میٹر بارش ہوئی گذشتہ صدی کا ریکارڈ توڑ

دیا۔25.1/4 ملی میٹر "1 ہوتا ہے یہ "28 ہے۔ (۱۵۹) مصائب سے مت گھبرائیں کیونکہ ستارے اندھیرے میں چمکتے ہیں۔ (۱۶۰) اچھا دوست خدا کی نعمت ہے جس کو اچھا دوست مل جائے وہ دنیا بھر کا امیر ترین آدمی ہے۔ (۱۶۱) غریب وہ نہیں جس کے پاس دولت نہ ہو بلکہ غریب وہ ہے جس کے پاس سچا دوست نہ ہو۔ (۱۶۲) جس پر انگریزی غالب تھی۔ ساتھ والے جٹ مسافر کو کہا آپ ادھر بیٹھ جائیں یہاں میری فیملی بیٹھے گی۔ جٹ مسافر نے کہا آپ یہاں میرے ساتھ بیٹھ جائیں فیملی چھت پر رکھدیں۔ (۱۶۳) ایک کنجوس مالک مونگ پھلی کھا رہا تھا۔ دانہ گرا تو اپنے نوکر کو کہا۔ اٹھا کر کھا جاؤ۔ اور کہا ہمارے ساتھ رہو گے تو ایسے ہی مزے کرو گے۔ سبحان اللہ سخاوت ہو تو ایسی ہو۔ (۱۶۴) کمزور انسان موقعوں کی انتظار میں رہتے ہیں لیکن باہمت انسان خود موقع پیدا کر لیتے ہیں۔ (۱۶۵) جو شخص کوئی گناہ پردے میں کرتا ہے اس کی نوہ لگانا تجسس کہلاتا ہے اور یہ گناہ کبیرہ ہے۔ (۱۶۶) محض لباس سے مردم شناسی نہیں ہو سکتی کیونکہ آدمی کا بنانے والا خدا ہے اور لباس کا درزی۔ (۱۶۷) جو قصوروار ہے وہ سمجھتا ہے کہ سب لوگ اس کی برائی کرتے ہیں۔ (۱۶۸) ہر شخص یہ خیال کرتا ہے کہ جتنی عقل اس کے حصے میں آئی ہے اس کو اس سے زیادہ مل گئی ہے۔ (۱۶۹) جہاں محبت پکی ہو عیب موٹے نظر آتے ہیں۔ (۱۷۰) جو شخص اپنے دوستوں کے ساتھ پیار کرتا ہے وہ اس کتے سے بڑھ کر نہیں ہے جو اپنے ٹکڑا ڈالنے والے کے سامنے دم ہلاتا ہے انسان کا پیار اپنے دشمنوں کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ (۱۷۱) سخاوت دشمنوں کے دلوں میں محبت پیدا کرتی ہے اور بخل خود اپنی اولاد کو دشمن بنا دیتا ہے۔ (۱۷۲) بدصورت کی متانت و سنجیدگی قبول صورت کی شوخی و نزاکت سے لاکھ درجہ اچھی ہے۔ (۱۷۳). قیامت کے دن غریب ہمسایہ امیر ہمسایہ کا دامنگیر ہوگا۔ حدیث۔ (۱۷۴) احوال پرسی کرنا اور پھر اظہار غم خواری نہ کرنا دلیل نفاق ہے۔ حدیث۔ (۱۷۵) باپ۔ پیاری بیٹی شازیہ! تمہاری شادی کی تاریخ 14 نومبر قرار پائی ہے۔ شازیہ لیکن ابا جان! میں تو والدہ کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ باپ تم اس کو بھی ہمراہ لیتی جاؤ۔ (۱۷۶) ایک امیر نے غصے میں آکر اپنے لشکر کو مخاطب ہو کر کہا'' او کتو! ان میں سے ایک نے کہا'' ایسا نہ فرمایئے آپ ہی ہمارے امیر ہیں۔ (۱۷۷) خاوند۔ اس کتے پر کیوں مغز کھپاتی ہو۔ یہ کبھی کچھ نہ سیکھے گا۔ بیوی نے کہا ذرا صبر کی ضرورت ہے۔ پہلے پہل تمہارے بارے میں مجھے ایسی ہی مشکل پیش آئی تھی۔ (۱۷۸) زبردست بیوی۔ میں نے کتنی دفعہ کہا ہے کہ جب میں بولتی ہوں تو اپنی زبان بند رکھا کرو۔ کمزور خاوند۔ تو گویا تمہارے سو جانے کے بعد میں بولا کروں (یعنی جاگتے وقت تو تم بولتی ہی رہتی ہو) (۱۷۹) سپاہی تم نے اس کو پستول سے کیوں مار ڈالا۔ آدمی۔ میرے پاس پستول کا لائسنس ہے ویسے ہی نہیں مار دیا۔ (۱۸۰) بیوی۔ اگر خدانخواستہ گھر میں چور آجائیں تو تم کیا کرو گے؟۔ میاں۔ جو وہ کہیں گے وہی میں کرونگا کیونکہ اب تک مجھے اس گھر میں اپنی مرضی سے تو کچھ کرنا نصیب نہیں ہوا۔ (۱۸۱) شوہر تم سے تو رشید ملازم کی بیوی زیادہ دل کش اور حسین ہے۔ بیوی۔ اور کیا رشید آپ سے زیادہ دلکش اور حسین نہیں؟۔ (۱۸۲) استاد۔ اگر تمہارا والد تمہاری والدہ کو دس روپے دے اور پھر پانچ واپس لے لے تو باقی کیا رہ جائے گا؟ بچہ پانچ روپے اور لڑائی۔ (۱۸۳) بیوی۔ کیا وجہ ہے کہ جب کبھی میں گانے لگتی ہوں تو آپ باہر جا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ خاوند۔ تاکہ لوگ یہ خیال نہ کریں کہ میں تمہیں مار رہا ہوں (۱۸۴) پانچ حروف والے چھ الفاظ ایسے ہیں کہ الٹنے سے وہی لفظ بنتا ہے۔ داماد۔ نادان۔ موہوم۔ موسوم۔ شاباش۔ ایشیا۔

ہوں ہمیں تاریخ یاد کرنی پڑتی ہے۔ (۱۳۵) معاند آدمی سوئی تو دیکھ سکتا ہے لیکن بوتیس کا پہاڑ اسے نظر نہیں آنا (۱۳۶) مقروض کی خیرات کا کوئی ثواب نہیں اسی طرح زکوۃ و خمس نہ دینے والے کو خیرات کا ثواب نہیں ملتا۔ (۱۳۷) نماز سے مت کہو مجھے کام کرنا ہے کام سے کہو مجھے نماز پڑھنی ہے۔ (۱۳۸) سلطنت مغلیہ نے ہندوستان کو تین چیزیں دیں۔ غالب۔ اردو۔ تاج محل۔ (۱۳۹) کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ بڑے ہو کر کیا بنیں گے۔ ج۔ جی میں شوہر بن کر بیوی کی خدمت کرونگا۔ (۱۴۰) س۔ جناب میں شادی نہیں کرنا چاہتا مجھے عورتوں سے ڈر لگتا ہے۔ ج۔ تمہیں فوراً شادی کر لینی چاہیے کیونکہ شادی شدہ مرد فقط ایک عورت سے ڈرتا ہے جبکہ کنوارا سب عورتوں سے۔ (۱۴۱) سلطان مصطفیٰ ثالث ۱۷۵۷ء میں ترکی کے خلیفہ بنے اور ۲۱ جنوری ۱۷۷۴ء تک اس عہدے پر متمکن رہے ان کے ۵۸۲ بیٹے تھے لیکن ان کی بیٹی کوئی نہ تھی انہوں نے اعلان کیا تھا کہ جس بیوی کے بطن سے کوئی لڑکی پیدا ہوئی اسے وہ ملکہ کا خطاب عطا کریں گے لیکن اس کی یہ خواہش کبھی پوری نہ ہو سکی۔ سپنس۔ (۱۴۲) مشہور مزاح نگار مارک ٹوئن نے ایک استقبالئے میں تقریر کرتے ہوئے بتایا "ہم لوگ اتنے غریب تھے کہ گھر کی حفاظت کے لئے ایک کتا تک نہیں پال سکتے تھے چنانچہ رات کو جب کوئی آہٹ سنائی دیتی تھی تو ہمیں خود ہی بھونکنا پڑتا تھا۔ سپنس۔ (۱۴۳) مرد محنت مزدوری کر کے شام کو گھر آئے تو زوجہ سے یہی سننے کو ملے گا" آ گئے باہر سے آوارہ گردی کر کے۔ (۱۴۴) مرد اور عورت میں فرق یہ ہے کہ مرد لڑنے سے پہلے اور عورت لڑنے کے بعد جواز تلاش کرتی ہے۔ (۱۴۵) شوہر کبھی بھی بیوی کا آئیڈیل نہیں ہوتا اور جو ہوتا ہے وہ شوہر نہیں ہوتا۔ (۱۴۶) ایک مقدس بزرگ سے اسم اعظم دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا اے سائل! خدمت خلق کر یہی اسم اعظم ہے۔ (۱۴۷) کنجوس آدمی سے۔ وہ آپ کو گالیاں دے رہا ہے اور آپ ہیں کہ خاموش ہیں کنجوس آدمی بھئی وہ کچھ دے ہی رہا ہے کچھ لے تو نہیں رہا۔ (۱۴۸) جو شخص تمہاری خامیوں کو ظاہر کرے تو سمجھ لو وہ تمہارا بہترین دوست ہے۔ (۱۴۹) جہاں دو آدمی اکٹھے ہوں وہاں مت بولو۔ پاکستانی کہاوت۔ (۱۵۰) کتا بھونکنے پر فقیر مانگنے پر اور خواتین فیشن کرنے پر مجبور ہیں (۱۵۱) بیشک عورت کے آنے سے سکون ہوتا ہے وہاں جہاں سے وہ آتی ہے۔ (۱۵۲) بیٹا تمام مضامین میں فیل ہو جاتا ہے۔ بیٹا کہتا ہے ابو! اب تو آپ کو یقین ہو گیا ہو گا کہ میں نقل نہیں کرتا۔ (۱۵۳) ایک دوست دوسرے دوست سے۔ یار میری بیوی بہت غصہ کرتی ہے۔ دوسرا۔ میری بیوی پہلے بہت غصہ کرتی تھی لیکن اب بالکل نہیں کرتی۔ پہلا۔ تم نے کیا علاج کیا ہے؟ دوسرا علاج کیا کرنا ہے ایک دن غصے میں تھی تو میں نے کہا کوئی بات نہیں بڑھاپے میں غصہ آ ہی جاتا ہے بس اس روز سے آج تک غصہ نہیں کیا۔ (۱۵۴) جھگڑے کے دوران بیوی چلاتے ہوئے مجھے نہیں معلوم تھا کہ تم اس قدر بزدل آدمی ہو شادی سے پہلے تو میں تمہیں بہت بہادر سمجھتی تھی۔ شادی سے پہلے میرے بارے میں دوسروں کی بھی یہی رائے تھی۔ شوہر نے ٹھنڈی سانس لیکر جواب دیا۔ (۱۵۵) انسان جب بوڑھا ہو جاتا ہے تو اس کی دو چیزیں جوان ہو جاتی ہیں ایک مال کی حرص اور دوسری عمر کی۔ (۱۵۶) غیر کو دینے میں کوئی صدقہ نہیں جب قریبی رشتہ دار محتاج ہوں۔ (۱۵۷) گلوکار نے اپنے ہمسائے سے شکایت کی "بھائی صاحب' میں جب بھی گانا گاتا ہوں تو آپ کا کتا بھونکنا شروع کر دیتا ہے' ہمسائے نے جواب دیا" اس میں کتے کا کیا قصور ہے۔ پہل تو آپ ہی کرتے ہیں۔ (۱۵۸) 23 جولائی 2001ء بروز سوموار اسلام آباد میں 720 ملی میٹر بارش ہوئی گذشتہ صدی کا ریکارڈ توڑ

دیا۔25.1/4 ملی میٹر "1 ہوتا ہے یہ "28 ہے۔ (۱۵۹) مصائب سے مت گھبرائیں کیونکہ ستارے اندھیرے میں چمکتے ہیں۔ (۱۶۰) اچھا دوست خدا کی نعمت ہے جس کو اچھا دوست مل جائے وہ دنیا بھر کا امیر ترین آدمی ہے۔ (۱۶۱) غریب وہ نہیں جس کے پاس دولت نہ ہو بلکہ غریب وہ ہے جس کے پاس سچا دوست نہ ہو۔ (۱۶۲) جس پر انگریزی غالب تھی۔ ساتھ والے جٹ مسافر کو کہا آپ ادھر بیٹھ جائیں یہاں میری فیملی بیٹھے گی۔ جٹ مسافر نے کہا آپ یہاں میرے ساتھ بیٹھ جائیں فیملی چھت پر رکھ دیں۔ (۱۶۳) ایک کنجوس مالک مونگ پھلی کھا رہا تھا۔ دانہ گرا تو اپنے نوکر کو کہا۔ اٹھا کر کھا جاؤ۔ اور کہا ہمارے ساتھ رہو گے تو ایسے ہی مزے کرو گے۔ سبحان اللہ سخاوت ہو تو ایسی ہو۔ (۱۶۴) کمزور انسان موقعوں کی انتظار میں رہتے ہیں لیکن باہمت انسان خود موقع پیدا کر لیتے ہیں۔ (۱۶۵) جو شخص کوئی گناہ پردے میں کرتا ہے اس کی نوہ لگانا تجسس کہلاتا ہے اور یہ گناہ کبیرہ ہے۔ (۱۶۶) محض لباس سے مردم شناسی نہیں ہو سکتی کیونکہ آدمی کا بنانے والا خدا ہے اور لباس کا درزی۔ (۱۶۷) جو قصوروار ہے وہ سمجھتا ہے کہ سب لوگ اس کی برائی کرتے ہیں۔ (۱۶۸) ہر شخص یہ خیال کرتا ہے کہ جتنی عقل اس کے حصے میں آئی ہے اس کو اس سے زیادہ مل گئی ہے۔ (۱۶۹) جہاں محبت پکی ہو عیب موٹے نظر آتے ہیں۔ (۱۷۰) جو شخص اپنے دوستوں کے ساتھ پیار کرتا ہے وہ اس کتے سے بڑھ کر نہیں ہے جو اپنے ٹکڑا ڈالنے والے کے سامنے دم ہلاتا ہے انسان کا پیار اپنے دشمنوں کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ (۱۷۱) سخاوت دشمنوں کے دلوں میں محبت پیدا کرتی ہے اور بخل خود اپنی اولاد کو دشمن بنا دیتا ہے۔ (۱۷۲) بدصورت کی متانت و سنجیدگی قبول صورت کی شوخی و نزاکت سے لاکھ درجہ اچھی ہے۔ (۱۷۳). قیامت کے دن غریب ہمسایہ امیر ہمسایہ کا دامنگیر ہوگا۔ حدیث۔ (۱۷۴) احوال پرسی کرنا اور پھر اظہار غم خواری نہ کرنا دلیل نفاق ہے۔ حدیث۔ (۱۷۵) باپ۔ پیاری بیٹی شازیہ! تمہاری شادی کی تاریخ 14 نومبر قرار پائی ہے۔ شازیہ لیکن ابا جان! میں تو والدہ کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ باپ تم اس کو بھی ہمراہ لیتی جاؤ۔ (۱۷۶) ایک امیر نے غصے میں آ کر اپنے لشکر کو مخاطب ہو کر کہا ''او کتو! ان میں سے ایک نے کہا'' ایسا نہ فرمایئے آپ ہی ہمارے امیر ہیں۔ (۱۷۷) خاوند ۔اس کتے پر کیوں مغز کھپاتی ہو۔ یہ کبھی کچھ نہ سیکھے گا۔ بیوی نے کہا ذرا صبر کی ضرورت ہے۔ پہلے پہل تمہارے بارے میں مجھے ایسی ہی مشکل پیش آئی تھی۔ (۱۷۸) زبردست بیوی۔ میں نے کتنی دفعہ کہا ہے کہ جب میں بولتی ہوں تو اپنی زبان بند رکھا کرو۔ کمزور خاوند۔ تو گویا تمہارے سو جانے کے بعد میں بولا کروں (یعنی جاگتے وقت تو تم بولتی ہی رہتی ہو) (۱۷۹) سپاہی تم نے اس کو پستول سے کیوں مار ڈالا۔ آدمی۔ میرے پاس پستول کا لائسنس ہے ویسے ہی نہیں مار دیا۔ (۱۸۰) بیوی۔ اگر خدانخواستہ گھر میں چور آ جائیں تو تم کیا کرو گے؟۔ میاں۔ جو وہ کہیں گے وہی میں کرونگا کیونکہ اب تک مجھے اس گھر میں اپنی مرضی سے تو کچھ کرنا نصیب نہیں ہوا۔ (۱۸۱) شوہر تم سے تو رشید ملازم کی بیوی زیادہ دل کش اور حسین ہے۔ بیوی۔ اور کیا رشید آپ سے زیادہ دلکش اور حسین نہیں؟۔ (۱۸۲) استاد۔ اگر تمہارا والد تمہاری والدہ کو دس روپے دے اور پھر پانچ واپس لے لے تو باقی کیا رہ جائے گا؟ بچہ پانچ روپے اور لڑائی۔ (۱۸۳) بیوی۔ کیا وجہ ہے کہ جب کبھی میں گانے لگتی ہوں تو آپ باہر جا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ خاوند۔ تاکہ لوگ یہ خیال نہ کریں کہ میں تمہیں مار رہا ہوں (۱۸۴) پانچ حروف والے چھ الفاظ ایسے ہیں کہ الٹنے سے وہی لفظ بنتا ہے۔ داماد۔ نادان۔ موہوم۔ موسوم۔ شاباش۔ ایشیا۔

(۱۸۵) بدوں سے نیکی کرنا نیکوں کا کام ہے اور نیکوں سے بدی کرنا بروں کا کام ہے۔ (۱۸۶) ایماندار آدمی اپنی بیوی سے ناراض نہ رہا کرے کیونکہ اس کی کوئی عادت اسے ناپسند ہو تو کوئی قابلِ پسند بھی ہوگی۔ (۱۸۷) اگر کسی شخص کی دعوت کی جائے اور وہ قبول نہ کرے تو اس نے اللہ اور رسول ﷺ کی نافرمانی کی اور جو شخص بن بلائے چلا جائے تو گویا چور اندر چلا گیا اور چوری کر کے باہر آ گیا۔ (۱۸۸) گھر اور مال وہ میراث ہے جو باپ سے حاصل ہوئی ہے لیکن دانشمند بیوی نعمت خداوندی ہے۔ (۱۸۹) میں مردہ کو زندہ کرنے سے عاجز نہیں ہوا لیکن احمق کی اصلاح سے عاجز آ گیا۔ (فرمان حضرت عیسیٰ) (۱۹۰) جس کسی نے بری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا۔ (فرمان حضرت عیسیٰ) (۱۹۱) شریف عالم تواضع اختیار کرتا ہے اور جب کمینہ باعلم ہو جائے تو بڑائی کرنے لگتا ہے (حضرت علی) (۱۹۲) آدمی کے چہرے کا حسن خدا تعالیٰ کی عمدہ عنایت ہے۔ (۱۹۳) خوشامدی لوگ تیرے لئے تکبر کا تخم ہیں (امام جعفر صادق) (۱۹۴) حریص چاہتا ہے کہ فریب و ظلم سے تمام دنیا کی دولت بیٹے کے لئے سمیٹ کر چھوڑ جائے اور بیٹا منتظر ہے کہ کب باپ وفات پا جائے اور مال و دولت پر قبضہ جمائے۔ (۱۹۵) جس دولت و حشمت میں اطمینان خاطر نہیں اس سے وہ فاقہ مستی ہزار درجے بہتر ہے جس میں کہ سکون قلب ہو۔ (۱۹۶) دولت مند مفلسوں کو کھاتے ہیں اور دولت مندوں کو شیطان کھاتے ہیں اس طرح دونوں کھائے جاتے ہیں۔ (۱۹۷) دانا اسی چیز سے دولت حاصل کر لیتا ہے جسے نادان لاپروائی سے نظر انداز کر جاتا ہے شہد کی مکھی انہی پھولوں سے شہد حاصل کر لیتی ہے جن سے مکڑی زہر (۱۹۸) مال کا جمع کرنا ایسا ہے گویا کسی بہت بڑے پتھر کو پہاڑ کی چوٹی پر لے جائیں اور خرچ کرنا ایسا ہے گویا اس پتھر کو لڑھکا دیں۔ (۱۹۹) دولت انسان کو تباہ نہیں کرتی بلکہ دولت کا برا استعمال اسے تباہ کر دیتا ہے۔ (۲۰۰) مفلس ناداری کے عادی ہو جاتے ہیں اس لئے انہیں کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوتی مگر دولت مند ایسا سامان تعیش نہ ہونے سے چلا اٹھتے ہیں۔ کھائیں تو غم سے ورنہ جائیں جی سے (۲۰۱) نیکوں کی کمائی کنبے کی پرورش اور قومی مصالحت میں صرف ہوتی ہے اور بدوں کی کمائی عیاشی اور ملک کی بربادی میں۔ (۲۰۲) غیر ضروری چیزوں کا خریدار ایک نہ ایک دن گھر کا سامان بھی بیچنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ (۲۰۳) ہماری زندگی کی نصف سے زیادہ تکالیف اور مصائب اس خیال میں غلطاں رہنے کی وجہ سے ہیں کہ ہمیں لوگ کیا کہیں گے۔ (۲۰۴) جس شخص کو مالدار رہنا مقصود ہو اسے چاہیئے کہ پہلے اپنی بیوی سے پوچھ لے۔ (۲۰۵) حساب کرو کوڑی تک کا بخش دو چاہے لاکھ کا۔ (۲۰۶) دولت ان دیونی بہادر کے پاس اس واسطے نہیں آتی کہ اسے ہر وقت بیوہ ہونے کا خطرہ لگا رہتا ہے فضول خرچ کے پاس اس لئے نہیں آتی کہ وہ اس کی قدر نہیں کرتا۔ بخیل کے پاس اس لئے نہیں آتی کہ وہ اسے ہوا نہیں لگنے دیتا پس ان سب کو چھوڑ کر کفایت شعار کے پاس رہتی ہے جہاں ہر طرف سے اس کی عزت ہوتی ہے۔ (۲۰۷) قرض لیکر کشتی کے ذریعے پار اترنا دریا میں ڈوب مرنے سے بہتر ہے بھوک نعمت۔ قرض قیامت۔ (۲۰۸) ایک پائی کا سائز وہ کچھ نہیں سمجھا جاتا مگر یاد رہے کہ اس چھوٹے سے تانبے کے ٹکڑے کی دیا سلائیاں انسان کے گھر کو مہینہ بھر روشن کر سکتی ہیں۔ (۲۰۹) بخیل دولت کی پرستش کرتا ہے مگر کفایت شعار اس سے اپنی پرستش کرواتا ہے۔ (۲۱۰) دولت بہت سے لوگوں کی بچائی ہوئی پونجی ایک شخص کے ہاتھ لگ جانے کو کہتے ہیں۔ (۲۱۱) دولت حرام و حلال کا کچھ امتیاز نہیں کرتی لیکن اسے سمجھ

کر استعمال کرو۔ (۲۱۲) طبقہ امراء اس وجہ سے قابل مذمت و لائق نفرت ہیں کہ وہ حصول دولت میں ہر قسم کے مظالم و ناجائز ذرائع سے دریغ نہیں کرتے لیکن استعمال دولت میں فرض زکوۃ تک ادا نہیں ہو سکتا خیرات تو درکنار مفلس و محتاج سے بات نہیں کرتے۔ (۲۱۳) معمولی معمولی فضول خرچیوں سے بچتے رہو چھوٹا سا سوراخ بڑے سے بڑے جہاز کو ڈبو دیتا ہے۔ (۲۱۴) کفایت شعاری بخل اور اسراف کے بین بین چلنے کا نام ہے موقع پر صرف نہ کرنا بخل اور بے ضرورت صرف کرنا اسراف ہے۔ (۲۱۵) کفایت شعاری رحمت الٰہی اور فضول خرچی قہر الٰہی ہے بخیل خود غرضی اور فضول خرچ نفس پرستی کا مجرم ہے۔ (۲۱۶) غریبو! عیاشی اور خود غرضی میں پھنسے ہوئے امیروں سے تم کیوں اپنے تئیں چھوٹا خیال کرتے ہو مانا کہ تم محتاج ہو لیکن شکر کرو کہ ان کی طرح گنہ گار تو نہیں ہو۔ (۲۱۷) عالم بے عمل گدھے کی مانند ہے جو آسمان پر اڑتا ہے مگر زمین پر مردار کھاتا ہے (۲۱۸) انسان کے لئے کوئی یادگار کتاب سے زیادہ دیرپا نہیں ہو سکتی عمارات بت اور تصاویر وغیرہ ایک خاص میعاد کے بعد فنا ہو جاتی ہیں اور وہ ایک ہی جگہ مقید ہوتی ہیں لیکن کتاب ہر جگہ پہنچ سکتی ہے اور اس کے فیض جاریہ سے تمام لوگ بہرہ مند ہوتے ہیں۔ (۲۱۹) بعض کتابیں صرف چکھ لینے کے قابل ہوتی ہیں یعنی نگل جانے کے لائق اور بہت تھوڑی ایسی ہوتی ہیں جن کو چبانے اور ہضم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ خون صالح پیدا ہو سکے یعنی ان سے اچھے نتائج حاصل ہوں۔ (۲۲۰) بعض آدمیوں میں مبالغہ آمیزی کی عادت اس قدر راسخ ہو جاتی ہے کہ وہ جھوٹ کی آمیزش کے بغیر سچ بول نہیں سکتے۔ (۲۲۱) علم کی دولت ہوتے ہوئے بھی مادی محرومیوں کا احساس علم کی ناپختگی پر دلالت کرتا ہے۔ (۲۲۲) جب کسی برتن میں کوئی چیز ڈالی جائے تو وہ بھر کر تنگ ہو جاتا ہے اور اس میں مزید گنجائش نہیں رہتی سوائے علم کے برتن یعنی انسانی سینہ کے کہ اس میں جس قدر زیادہ ڈالتے جاؤ وہ اتنا ہی پھیلتا جاتا ہے۔ (۲۲۳) دنیا میں تمام چیزوں کی ایک حد ایک مقدار اور ایک شمار ہے سوائے علم کے کہ یہ بے حد بے مقدار اور بے شمار اور غیر مختتم ہے۔ (۲۲۴) تنبیہ ذریعہ تادیب نہیں ہے سخت کلمات کی نسبت نرم کلمات زیادہ موثر ہوتے ہیں کیسی بے ہودہ بات ہے کہ جس برتن میں کچھ ڈالنا چاہیں پہلے ہی اس میں چھید کر لیں۔ (۲۲۵) جو استاد اخلاقی برائیوں کو اخلاق ہی کے ذریعے رفع کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا وہ استاد کہلانے کا مستحق نہیں۔ (۲۲۶) چھوٹے بچے کے دل میں رعب اور خوف کا سمانا ایسا ہے جیسا کہ نرم و نازک پودے پر باد صرصر کا تند جھونکا یا پھولوں پر لو کا چلنا۔ (۲۲۷) غصے اور تپش میں آ کر بچوں کو کبھی سزا مت دو۔ کیونکہ کوئی غصے میں بھرا ہو حکیم مریض کے مرض کا استیصال نہیں کر سکتا۔ (۲۲۸) جب تم سخت گیری کے عادی ہو تو ظاہر ہے کہ تمہارا دل تمہارے بس میں نہیں۔ جو آپ اپنے بس میں نہیں وہ اوروں کو کیسے بس میں لا سکتا ہے۔ (۲۲۹) نیک دل لوگ گائے کی مانند ہیں جو گھاس کھا کر دودھ دیتی ہیں اور گنہ گار سانپ کی مانند جو دودھ پلانے پر بھی ڈنگ مارتا ہے۔ (۲۳۰) جو شخص تلاش علم میں ہے وہ عالم ہے جس شخص نے یہ سمجھا کہ میں نے حاصل کر لیا وہ جاہل ہے خواہ وہ کیسا ہی عالم ہو۔ (۲۳۱) نیک انسانوں کے دلوں میں بھی برے خیالات آتے ہیں مگر وہ یوں ہی چلے جاتے ہیں کوئی دھبہ اور داغ دل پر نہیں لگاتے۔ (۲۳۲) طوفانوں اور زلزلوں سے اتنے مکان و شہر برباد نہیں ہوتے جتنے کہ انسانوں کے اپنے ہاتھوں سے۔ (۲۳۳) جس طرح درخت کو اپنے پھل بھاری نہیں لگتے انسان کو بھی اپنی برائیاں وزن دار معلوم نہیں ہوتیں۔ (۲۳۴) اربوں کھربوں ایٹم بم وزن میں ایک بال کے ٹکڑے کے برابر نہ ہونگے (۲۳۵) ہیروشیما والا ایٹم بم موجودہ ایٹم بم کے مقابلہ میں پٹاخہ کی حیثیت رکھتا ہے (۲۳۶) جب جامد سے اتنا ... انسان و ... سے ... ہے۔ فرمان معصوم

(۲۳۷) جو کبھی سوچنا ختم نہیں کرتا' کبھی کام شروع نہیں کرتا
(۲۳۸) دشمن سے ایک بار تو دوست سے ہزار مرتبہ ڈر۔ کیونکہ دوست اگر دشمن ہو جائے؟ تو اسے گزند پہنچانے کے ہزاروں طریقے معلوم ہیں (۲۳۹) کم گو' کم خور' کم آزار ہمیشہ سلامت' خوش اور مصیبتوں سے محفوظ رہتا ہے۔ (۲۴۰) ایک اچھا قانون دان ایک برا ہمسایہ ہے۔ (۲۴۱) ہر شخص صرف اپنے لئے نہیں پیدا کیا گیا بلکہ ایک دوسرے کی مدد کرنے کے لئے۔ (۲۴۲) انسان اپنی مصیبت کو اس وقت بہت آسانی کے ساتھ سہتا ہے جب وہ اپنے دشمن کو اپنے سے بدتر حالات میں پاتا ہے۔ (۲۴۳) اگر دنیا میں عورت نہ ہوتی تو مرد ریاضت کے بغیر ہی ولی بن جاتا۔ (۲۴۴) کھانا اتنا کھاؤ کہ بدن کی غذا ہو نہ کہ بدن اس کی غذا ہو جائے۔
(۲۴۵) عام عیب' عیب نہیں رہتا (۲۴۶) رسوا کی ہائے ہائے کوئی نہیں سنتا۔ (۲۴۷) جو اپنی تھیلی سے قرض ادا نہیں کرتا اس کو اپنی کھال سے ادا کرنا پڑتا ہے۔ (۲۴۸) بھوکا پیٹ کسی کی نہیں سنتا ڈھول کی آواز اسی لئے ہے کہ اس کا پیٹ خالی ہے۔ (۲۴۹) بیٹے کی شادی جب چاہو۔ بیٹی کی جس وقت کر سکو۔
(۲۵۰) انسان بچے کا باپ نہیں بلکہ درحقیقت بچہ انسان کا باپ ہے کیونکہ جو عادات والحود ربچپن میں استوار ہو جاتی ہیں وہ عمر بھر پائیدار رہتی ہیں۔ (۲۵۱) ماں نے کہا اگر فلاں سے شادی کی تو دودھ نہ بخشوں گی۔ بیٹا میں ڈبے کا دودھ پی کر بڑا ہوا ہوں۔ (۲۵۲) گاہک۔ تم بیس روپے سیر مکھن دیتے ہو اور سامنے والا دکاندار ۱۵ روپے فی سیر۔ کہا اس سے لے لو۔ کہا اس کے پاس ختم ہو چکا ہے۔ کہا میرے پاس ختم ہو گیا تو دس روپے سیر دونگا۔ (۲۵۳) ایک عورت نے سرجری کرنے والے سے کہا۔ میرا چہرہ خوبصورت کر دو۔ کہا پچاس ہزار روپے لگیں گے۔ کہا بہت مہنگا ہے۔ کوئی سستا علاج بتاؤ۔ ڈاکٹر نے کہا آپ برقعہ اوڑھنا شروع کر دیں۔
(۲۵۴) شیطان نے کہا تین مقام پر میرا داؤ چلتا ہے۔ پہلا جب انسان غصہ میں ہو۔ دوسرا دو نامحرم اکٹھے ہو جائیں۔ تیسرا جب قاضی فیصلہ کرنے لگے۔ (۲۵۵) عورتوں کا مباحثہ تھا۔ صدر وہ ہوگی جس کی عمر بڑی ہو کوئی کھڑی نہ ہوئی۔ اچھا سیکرٹری وہ ہوگی جس کی عمر کم ہے۔ تمام کھڑی ہو گئیں۔ (۲۵۶) پہلا بہرہ شخص دوسرے سے کہاں سے آ رہے ہو بھئی دوسرا وعلیکم السلام پہلا اچھا بازار سے آئے ہو۔ دوسرا بچے خیریت سے ہیں۔
(۲۵۷) دیو جانس کو دوسرے فلاسفر نے دال کھاتے ہوئے دیکھا تو کہا بادشاہ کی خوشامد کرتے۔ دال تو نہ کھاتے۔ اس نے کہا تم دال کھانے کی عادت بنا لیتے تو خوشامد تو نہ کرنی پڑتی۔ (۲۵۸) لوگ مذہب کے لئے جھگڑیں گے مذہب کی حمایت میں لکھیں گے اور اسکی خاطر جان بھی دے دیں گے مگر اس کے اصولوں اور احکام پر زندگی بسر نہیں کریں گے۔ (۲۵۹) اگر احسان کا بدلہ ادا نہ ہو سکے تو زبان سے صرف شکریہ ہی ادا کر دو۔
(۲۶۰) وہ کون سی چیز ہے جو ایک طرف سے گھٹتی ہے اور دوسری طرف سے بڑھتی ہے؟ عمر (۲۶۱) وہ کون سی چیز ہے جسے تم دائیں ہاتھ سے چھو سکتے ہو بائیں ہاتھ سے نہیں چاہے جتنی ہی کوشش کرو؟ تمہارے بائیں ہاتھ کی کہنی (۲۶۲) وہ کون سی چیز ہے جو انتہائی قیمتی ہونے کے باوجود بے قیمت ہے؟ ہوا۔
(۲۶۳) وہ کون سا جانور ہے جو کبھی آنکھ بند نہیں کرتا؟ مچھلی۔ (۲۶۴) ایک موٹی عورت سو رہی تھی کہ زلزلہ آ گیا اور وہ پلنگ پر سے گر گئی۔ شوہر دوڑتا ہوا آیا اور پوچھنے لگا۔ بیگم تم زلزلے سے گر گئیں یا تمہارے گرنے سے زلزلہ آیا۔ (۲۶۵) بچہ (سپاہی سے) آپ بہت ڈرپوک معلوم ہوتے ہیں۔ سپاہی وہ کیوں؟ بچہ اس لئے

کہ آپ ہر وقت بندوق تانے پھرتے ہیں۔ (۲۶۶) ۳۵ لاکھ سال پرانی انسانی ... ۲۰
سال پرانی انسانی ہڈیاں بھی دریافت ہوئی ہیں۔ اخبار جنگ ۲۵ جون ۱۹۸۴ء۔ (۲۶۷) ... ب ...
فلاں آدمی کوئیں میں گر پڑا ہے اسے نکالیں تو کہیں گے حقہ پی لیں۔ اگر آدمی کو کوئیں میں ... بات ہو تو فورا
تیار ہو جائیں گے۔ (۲۶۸) اسے حرام قرار دیا گیا ہے لیکن ہمیں اسے پینے کو کہی ... ہے؟ غصہ۔
(۲۶۹) وہ کون سا ہنر ہے جو اپنے ہنر میں کمال رکھتے ہوئے اس ہنر میں دوسرے کا محتاج ہے؟ حجام۔
(۲۷۰) ایک فوٹو گرافر نے مقروض کا الٹا فوٹو دوکان پر ٹانگ دیا۔ اس نے قرضہ ادا کر دیا۔
(۲۷۱) ۱۸۵۷ء کے غدر میں صرف دہلی میں ۲۷۰۰۰ انسانوں کو پھانسی دی گئی۔ (۲۷۲) پنجاب۔ افغان
(شمالی مغربی سرحدی صوبہ) کشمیر۔ سندھ کے ابتدائی حروف اور بلوچستان کے آخری تین حروف سے پاکستان بنا۔
(۲۷۳) تھرڈ کلاس کی غربت کو قائم رکھنے کے لئے گاندھی نے لاکھوں روپے خرچ کئے۔ (۲۷۴)
حضرت آدم کو ماں باپ کی خدمت نہیں کرنی پڑی لہذا اس کی اولاد بھی اس سے غافل ہے۔ (۲۷۵) ایک
انگریز پروفیسر نے کہا جب تم ہندوستانی کبھی انگلش بولتے ہو تو ہمیں ہنسی آتی ہے۔ پطرس بخاری نے جواب دیا ہاں
جب آپ انگریز لوگ جب اردو بولتے ہیں تو ہم ہندوستانی لوگوں کو رونا آتا ہے۔ (۲۷۶) وہ کون سی چیز
ہے جسے دیکھ سکتے ہیں پکڑ نہیں سکتے؟ روشنی۔ (۲۷۷) وہ کونسی شے ہے جو ہر وقت چلتی ہے لیکن تھکتی نہیں؟ ہوا۔
(۲۷۸) وہ کونسی شے ہے جو محسوس ہوتی ہے نظر نہیں آتی؟ درد۔ (۲۷۹) وہ کونسی شے ہے جو ہر وقت
ساتھ رہتی ہے لیکن پکڑ نہیں سکتے؟ سایہ۔ (۲۸۰) تمہارا بھائی پیدا ہوا ہے میرے گھر میری اماں کو بھی بتاتے
جانا۔ (۲۸۱) شیعوں میں توحید بیان کرنا ایسا ہے جیسا سنیوں میں حضرت علی کی خلافت بلافصل۔ سید العلماء
محمد یار اعلی اللہ مقامہ۔ (۲۸۲) کسی نے مکان سے باہر سوال کیا اندر سے آواز آئی مالک گھر نہیں ہے۔ اس
نے کہا میں نے پیسہ مانگا ہے مالک نہیں مانگی۔ (۲۸۳) اتنا کھاؤ جتنا ہضم کر سکو اتنا پڑھو جتنا جذب کر سکو۔
(۲۸۴) انسان سچ بولنے میں کب ہچکچاتا ہے؟ ... جب بیوی کے سامنے کچھ سچائیاں آ جائیں۔
(۲۸۵) دو اور دو پانچ کب ہوتے ہیں؟ جب معاملہ لینے کا ہو اور لینے والے کی نیت اچھی نہ ہو۔
(۲۸۶) وہ گھر قبرستان سے بدتر ہے جہاں ماں نہ ہو۔ (۲۸۷) معاف کرنا شرافت کی نشانی ہے اور بدلہ
لینا کمینگی کی۔ (۲۸۸) اتنا نرم نہ بن کہ نچوڑ لیا جائے اور نہ اتنا خشک کہ توڑ لیا جائے۔ (۲۸۹) دو
ستوں کی خامیوں سے درگذر کرنے سے ہی دوستی قائم رہ سکتی ہے۔ (۲۹۰) شادی کے بعد عورت کے نام
کے ساتھ شوہر کا نام شامل کرنا غیر اسلامی رسم ہے یہ یورپی تہذیب ہے۔ (۲۹۱) روپے کی قیمت جاننی ہو تو
کسی سے قرض مانگ کر دیکھو۔ (۲۹۲) جو شخص تم سے دوسروں کے عیوب بیان کرتا ہے وہ یقیناً دوسروں
سے تمہاری برائی بھی بیان کرتا ہو گا۔ (۲۹۳) فارغ التحصیل صرف دو ہو سکتے ہیں ایک وہ جو پاگل ہو جائے
دوسرا وہ جو مر جائے والا خود پیغمبر فرماتے ہیں رب زدنی علما۔ (۲۹۴) ہر وہ دن انسان کے لئے عید کا دن ہے
جس میں وہ گناہ کا مرتکب نہ ہو۔ فرمان امیر المومنین۔ (۲۹۵) برطانیہ کا رقبہ دنیا کا 1/1600 ہے اس نے
دنیا کے 1/4 حصہ پر حکومت کی ہے۔ (۲۹۶) سچ بولوں تو آپ سے ڈرتا ہوں جھوٹ بولوں تو اللہ سے ڈرتا
ہوں۔ (۲۹۷) پہلے عشق پر زور نہیں تھا اب بیوی پر زور نہیں ہے۔ (۲۹۸) پہلے محبوب کو شادی مار باغ
دکھاتے تھے اب سبز باغ دکھاتے ہیں۔ (۲۹۹) پہلے لڑکی کی صورت اور سیرت دیکھی جاتی تھی اب لڑکی کا
جہیز دیکھا جاتا ہے۔ (۳۰۰) پہلے خواتین ضرورت کے لئے بازار جاتی تھیں اب ... بازار ...
... ہیں۔ (۳۰۱) پہلے انسان شیطان کے کاموں سے توبہ کرتا تھا اب شیطان انسان سے ... پناہ ...

تبرکات انیس — خدائے سخن میر انیس اعلی اللہ مقامہ

سوائے چشم سے خون دل ٹپکتا ہے — غم سجاد بیکس دل میں کانٹا سا کھٹکتا ہے
سلائی چشم میں آنسو ہیں یا دریا چھلکتا ہے — جگر میں داغ ہیں یا چھیت لالے کا لہکتا ہے
دم تحریر گل ریزی ہے یا سطریں ہیں کاغذ پر — صریر کلک ہے یا باغ میں بلبل چہکتا ہے
بچھڑے تھے کربلا کی راہ سے یہ سوچ کر حضرت — وگرنا رہبر عالم کہیں رستا بہکتا ہے
حرم رونے کہا جب آسماں کو دیکھ کر شہ نے — علی اکبرؑ اذاں دو صبح کا تارا چمکتا ہے
کہا صغراؑ نے شاید میرے بابا جان پیاسے ہیں — گلے میں ساتویں تاریخ سے پانی اٹکتا ہے
زمین کربلا پر فاطمہؑ کے پھول بکھرے ہیں — شہیدوں کی یہ خوشبو ہے کہ سب جنگل مہکتا ہے
شہ دیں دیکھتے ہیں شوق حر میں یوں سوئے میداں — کہ جیسے کوئی آنے کی کسی کی راہ تکتا ہے
علی اصغر طلب کرتے ہیں رخصت کوئی کیا جانے — لگی ہے ماں کو ہچکی غم سے اور زینبؑ کو سکتا ہے
گل زہراؑ کے غم سے نوحہ خواں ہیں بلبلیں ساری — صدا فریاد کی آتی ہے جب غنچہ چٹکتا ہے
سکینہ ناز پرور قید کی آفت کو کیا جانے — یہ عالم ہے قفس میں جس طرح طائر پھڑکتا ہے
کہا بانو نے شہ سے تیر چلتے ہیں کلیجے پر — مرا منہ جب یہ بچہ نرگسی آنکھوں سے تکتا ہے
وغا میں حضرت عباسؑ یوں جاتے تھے دشمن پر — گرسنہ شیر جیسے جانب آہو لپکتا ہے
بہو زہراؑ کی کہتی تھی یہی جا جا کے ڈیوڑھی پر — ارے پانی کوئی لاؤ میرا بچہ بلکتا ہے
یہ غل تھا شام کے لشکر میں دیکھو شہ کی پیشانی — نشان سجدے کا ہے یا صبح کا تارا چمکتا ہے
اندھیرے میں جو گھبراتا ہے دم ایام گرما میں — ہر اک بچہ در زنداں پہ سر دے دے پٹکتا ہے
انیس اللہ تجھ پر سہل کر دے قبر کی منزل — لحد کا دھیان جب آتا ہے کیا کیا دل دھڑکتا ہے

محسوسات غالب — شہنشاہ سخن مرزا اسد اللہ خان غالب مرحوم

سلام اسے کہ اگر بادشاہ کہیں اس کو — تو پھر کہیں کہ کچھ اس سے سوا کہیں اس کو
نہ بادشاہ نہ سلطان یہ کیا ستائش ہے — کہو کہ خامس آل عبا کہیں اس کو
خدا کی راہ میں شاہی خسروی کیسی — کہو کہ رہبر راہ خدا کہیں اس کو
خدا کا بندہ خداوندگار بندوں کا — اگر کہیں نہ خداوند کیا کہیں اس کو
فروغ جوہر ایمان حسینؑ ابن علیؑ — کہ شمع انجمن کبریا کہیں اس کو
کفیل بخشش امت ہے بن نہیں پڑتی — اگر نہ شافع روز جزاء کہیں اس کو
مسیح جس سے کرے اخذ فیض جاں بخشی — ستم ہے کشتۂ تیغ جفا کہیں اس کو
وہ جس کے ماتمیوں پر ہے سلسبیل سبیل — شہید تشنہ لب کربلا کہیں اس کو
عدو کی سمع رضا میں جگہ نہ پائے وہ بات — کہ جن و انس و ملک سب بجا کہیں اس کو
بہت ہے پایۂ گرد رہ حسینؑ بلند — بقدر فہم ہے گر کیمیا کہیں اس کو
نظارہ سوز ہے یاں تک ہر ایک ذرہ خاک — کہ نوک جوہر تیغ قضا کہیں اس کو
ہمارے درد کی یارب کہیں دوا نہ ملے — اگر نہ درد کی اپنے دوا کہیں اس کو
ہمارا منہ ہے کہ دیں اس کے حسن صبر کی داد — مگر نبیؐ و علیؑ مرحبا کہیں اس کو
زمام ناقہ کف اس کے میں ہے کہ اہل یقین — پس از حسینؑ علیؑ پیشوا کہیں اس کو
وہ ریگ تفتۂ وادی پہ گام فرسا ہے — کہ طالبان خدا رہنما کہیں اس کو
امام وقت کی یہ قدر ہے کہ اہل عناد — پیادہ لے چلیں اور ناسزا کہیں اس کو
یہ اجتہاد عجب ہے کہ ایک دشمن دیں — علیؑ سے آکے لڑے اور خطا کہیں اس کو
یزید کو تو نہ تھا اجتہاد کا پایہ — برا نہ مانیئے گر ہم برا کہیں اس کو
علیؑ کے بعد حسنؑ اور حسنؑ کے بعد حسینؑ — کرے جو ان سے برائی بھلا کہیں اس کو
نبیؐ کا ہو نہ جسے اعتقاد کافر ہے — رکھے امام سے جو بغض کیا کہیں اس کو
[illegible] کلام میں — غلط نہیں ہے کہ خوشتر [illegible] کہیں اس کو

باسمہ سبحانہ

وہ وقت بڑی سعید اور وہ قلم بڑا مبارک ہے جو اشاعت دین و مذہب۔ اصلاح ملت اور تخلیق کردار کا فریضہ ادا کرے حضرت مولانا سید اقرار حسین کاظمی صاحب زادہ عمرہ خطیب موضع مچھر کھادی (سرگودھا) لائق تقلید اور مستحق تبریک ہیں جنہوں نے مذکورۃ الصدر فریضہ کی ادائیگی میں ''نماز جعفریہ جدید۔ نماز مترجم اور ہزار داستان'' تالیف فرمائیں

1۔ ایک معقول۔ معتبر۔ جملہ مسائل دین حقہ پر محیط تالیف نے قاری کو ضخیم کتب مسائل شیعہ سے بے نیاز کر دیا ہے۔ شیعہ افراد کو چاہئے کہ اس سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کریں

2۔ ہزار داستان:- بڑی دلچسپ = ندرانگیز اور قاری کے اصلاح احوال اور تخلیق کردار میں بے حد ممد و معاون ہو سکتی ہے۔ اس تالیف سے قبلہ کاظمی صاحب مدظلہ کا ادبی ذوق اور شوق مطالعہ بھی ظاہر ہے۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

خادم العلماء **سید جلیس ترمذی** جنڈیالہ شیر خان ضلع شیخوپورہ

محسنین ۱۔ قارئین سے التماس ہے کہ سید سجاد حسین کاظمی سلمہ اللہ آف ڈسکہ کے دادا سید برکت علی مع ان کی زوجہ مرحومہ و چچا سید کرامت علی مرحوم کے ایصال ثواب کے لیے سورۂ فاتحہ و تین بار سورۂ اخلاص کی تلاوت فرما دیں۔ شکریہ

۲۔ الحاج سید شہباز ریاض نقوی سلمہ اللہ بن الحاج سید ریاض حسین نقوی و دیگر جملہ الحاج اہل خانہ وفقہم اللہ آف سید انوالی مشرقی نزد سیالکوٹ شہر کا بہت شکر گزار اور انتہائی دعا گو ہوں۔

میں سید ابوالقاسم خوئی کی تقلید پر باقی ہوں اور خادم ہوں تمام متوکل علماء کا ان کے علاوہ معتقد متاثر اور گرویدہ ہوں حسب ذیل جیسی شخصیات کا (1) قائد اعظم پوری تفصیل اسی کتاب میں ملاحظہ فرمائیں (2) معاویہ بن یزید بن معاویہ۔ فیروز اللغات میں ہے ''معاویہ کے پوتے یعنی یزید کے بیٹے کا نام بھی معاویہ تھا مگر یہ شخص نہایت صالح تھا اس نے بادشاہ ہونے پر ممبر پر کھڑے ہو کر کہہ دیا تھا کہ خلافت میرا حق نہیں اولاد نبی کا حق ہے یہ اسے دے دو'' اسی جرم میں زہر کے ساتھ شہید کیا گیا۔ (3) عمر بن عبدالعزیز جس نے سادات کو فدک واپس کیا اور حضرت علی پر رسم سب بند کرائی اسی جرم میں اسے بھی زہر دی گئی۔ (4) حضرت موسیٰ کے دور کے جادوگر جو موسیٰ و ہارون کے رب پر ایمان لانے کے بعد پھانسی لگ گئے لیکن ایمان میں لغزش نہ آئی (قرآن مجید) (5) ابن سکیت متوکل کے بیٹوں کا استاد جسے متوکل نے کہا میرے یہ دونوں بیٹے بہتر ہیں یا حسن حسین۔ پہلے اس نے حسنین کے فضائل بیان کیے پھر کہا کہ تجھ سے اور تیرے بیٹوں سے تو ان کا غلام قنبر بہت بہتر ہے۔ اسی جرم میں نہایت بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا۔ **(منتہی الآمال)**

قارئین ہر کتاب کے مطالعہ سے قبل اس ہدایت پر عمل کیا کریں۔

جب کسی کتاب کا مطالعہ کریں تو اپنے آپ کو عدالت کی کرسی پر فائز سمجھیں مصنف سے آپ کو کسی قسم کی عقیدت یا اس کے خلاف ذہن میں تعصب نہیں ہونا چاہئے جب مطالعہ کر چکیں تو جج کی حیثیت سے فیصلہ کریں۔ اس طرح آپ کتاب کو صحیح سمجھ سکیں گے اگر آپ کو مصنف کے خلاف ذہن میں تعصب ہوگا تو اس کے ہر فقرے پر آپ کو اعتراض ہوگا خواہ وہ عین قرآن و حدیث کے مطابق ہو اگر مصنف سے کسی قسم کی عقیدت ہوگی تو اس کا ہر فقرہ آپ کو قرآن و حدیث معلوم ہوگا اگرچہ قرآن و حدیث کے صریح خلاف ہو۔ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے